اذکارِ ابرار

اُردو ترجمہ

گلزارِ ابرار

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطاری مانڈوی

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

مکتبہ سلطانِ عالمگیر

۵۔ لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

اذکارِ ابرار

اُردُو ترجمہ

گُلزارِ ابرار

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطّاری ماندویؒ

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

مکتبہ سلطانِ عالمگیر

۵۔لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

فون۔ 0321-4284784، 042-5044331

نام کتاب ——— گلزارِ ابرار (فارسی) ———

مصنف ——— محمد غوثی شطاری مانڈوی ———

سنِ تصنیف ——— ۱۰۱۴ ھ ———

اردو ترجمہ ——— اذکارِ ابرار ———

مترجم ——— فضل احمد جیوری ———

سنِ اشاعت ——— ۱۴۲۷ ھ ———

ناشر ——— مکتبہ سلطانِ عالمگیر ———
۵۔لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

مطبع ——— اولپیاء آرٹ پریس لاہور ———

صفحات ——— ۶۷۲ ———

بااہتمام ——— سید جلیل الرحمٰن، محمد ریحان

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهٗ

اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے مقدس حالات کا تذکرہ یعنی

گلزار ابرار کا اردو ترجمہ موسوم بہ

اذکار ابرار

۱۳۲۶ھ

حسب فرمایش جناب منشی الہ یار خان صاحب رئیس اجین

محمد قادر علی خان صوفی کے

مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

ر صغیر پاک وہند میں مشائخ کرام کے جو تذکرے لکھے گئے اُن میں حسب ذیل تذکرے
ت درجہ معلومات افزاء ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات: "فوائد الفؤاد"
مرتبہ امیر حسن علا سجزی ۷۰۷ھ-۱۳۰۷ء

۲۔ اکابر مشائخ چشت کے حالات وملفوظات: "سیر الاولیا"
مرتبہ امیر خرد کرمانی ۷۹۰ھ

۳۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے ملفوظات: "خیر المجالس"
مرتبہ حمید شاعر

۴۔ حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ کے ملفوظات: "نفائسُ الانفاس"

۵۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ کے ملفوظات: "جامع العلوم"

۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودرازؒ کے ملفوظات: "جوامع الکلم"
مرتبہ سید محمد اکبر حسینی ۸۰۱ھ تا ۸۰۴ھ

۷۔ سوانح حضرت خواجہ گیسودرازؒ: "سیر محمدی"
ازمولانا محمد علی سامانی ۸۳۱ھ

۸۔ "تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی"
ازعلامہ عبدالعزیز ملک شیرواعظی تالیف۔ ۸۴۹ھ

۹۔ ''محبت نامہ'' ملفوظات شاہ ید اللہ (م ۸۵۲ھ) نبیرہ خواجہ گیسودرازؒ
جمع کردہ سید محمود فضل اللہ

۱۰۔ ''شوامل الجمل در شمائل الکمل'' ملفوظات: خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی (م ۸۷۹ھ)
نبیرۂ حضرت خواجہ گیسودرازؒ

۱۱۔ سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات وملفوظات: ''لطائف اشرفی''

۱۲۔ ''سیر العارفین'' مرتبہ مولانا جمالی ۹۳۷ھ-۱۵۳۰ء

۱۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ''اخبار الاخیار'' ۹۹۹ھ-۱۵۹۰ء

۱۴۔ محمد غوثی مانڈوی شطاری کی ''گلزارِ ابرار''

''گلزارِ ابرار'' کا نقشِ اول ۹۹۸ھ-۱۵۹۰ء میں تیار ہوا پھر ۱۰۱۰ھ-۱۶۰۲ء تک اس میں اصلاح واضافہ ہو کر اِس کی دوسری صورت تیار ہوئی۔

''گلزارِ ابرار'' کے مترجم جناب فضل احمد نے ۱۳۲۶ھ-۱۹۰۸ء میں اسے اردو زبان میں ڈھالا، ترجمہ کی زبان سلیس اور لائق تحسین ہے۔ اِس کا پہلا ایڈیشن ''اذکار ابرار'' کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۱۳۹۵ھ میں لاہور سے شائع ہوا۔ اب پیشِ نظر نسخہ ۱۴۲۷ھ میں مکتبہ سلطانِ عالمگیر، اردو بازار لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

سید نفیس الحسینی

فہرست اذکار ابرار

اصحاب ذکر کی اسم وار فہرست

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ	نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۱۳۰	شیخ جلال الدین مجرد ترکستانی	•	۱۲۴	۱۵۰	قاضی جلال الدین ملتانی	بیجاپور دکن	۴۰۹
۱۳۱	شیخ جلال ابن شیخ عبد اللہ	آگرہ	۱۳۱، ۲۶۸	۱۵۱	میاں جموجی ابن ملک چاند	عادلپور	
۱۳۲	مخدوم شیخ جمال الدین احمد کھٹو	احمد آباد	۱۴۳			برہانپور	۴۳۸
۱۳۳	مولانا جعفر -	•	۱۰۳	۱۵۲	شیخ چندن لاہوری	•	۵۶۷
۱۳۴	شیخ جیبو اساولی	•	۱۹۱	۱۵۳	شیخ جمال بیابانی	•	۵۷۰
۱۳۵	شیخ جاراللہ مکی -	مکہ معظمہ	۲۱۰	۱۵۴	شیخ جلال محمد تھانیسری	•	۵۸۹
۱۳۶	شیخ جلال ہتو -	برہان پور	۲۱۸	۱۵۵	شیخ جلال واصل کالپوی	•	۵۹۱
۱۳۷	شیخ چندن قریشی -	آگرہ	۲۲۳		ح		
۱۳۸	شیخ جلال محمد قادری دہلوی	برہان پور	″	۱۵۶	شیخ حمید الدین دہلوی	•	۳۷
۱۳۹	شیخ جمال شہری -	احمد آباد	۲۳۰	۱۵۷	قاضی حمید الدین ناگوری		
۱۴۰	ملک چاند والد میاں جموجی	مکہ معظمہ	۲۴۲		ابن خواجہ عطاء اللہ	دہلی	۴۷
۱۴۱	شیخ چندن مندسوری	مندسور	۲۶۰	۱۵۸	شیخ حسین کاہ بر	ملتان	۵۸
۱۴۲	شیخ جھکن کہندوتی -	کہندوت		۱۵۹	شیخ حمید الدین صوفی		
		سرکار کالپی	۲۶۸		سعیدی ناگوری سوالی		
۱۴۳	شیخ جلال ابن طیب چانپانیری	•	۲۷۸		ملقب بسلطان التارکین	ناگور	۶۳
۱۴۴	امیر سید جلال ابن سید			۱۶۰	ذکر اولاد سلطان التارکین	•	۶۵
	صدر الدین -	آگرہ	۲۷۹	۱۶۱	مولانا حسام الدین ملتانی	نہرواله	۱۰۲
۱۴۵	شیخ جمال ابن شیخ الاسلام	مانڈو	۳۴۶	۱۶۲	مولوی حسام الدین نہرواله	نہرواله	۱۰۳
۱۴۶	شیخ جامن ابن عمر چشتی	مانڈو	۳۵۱	۱۶۳	مولانا حسام الدین مانک پوری	•	۱۰۶
۱۴۷	مخدوم جعفر -	موضع بوبک	۳۷۴	۱۶۴	شیخ حیدر -	•	۱۰۹
۱۴۸	شیخ جنید مفتی -	آگرہ	۳۹۰	۱۶۵	شیخ حسن محمد اساولی	احمد آباد محلہ	
۱۴۹	سید جمال مدرس مسجد	برہانپور	۳۹۹			اسلعل	۱۵۴

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۲۶۰	شیخ شرف ابن شیخ یحیی	بہار صوبہ بنگالہ	۹۷
۲۶۱	شیخ شرف پانی پتی ابو علی قلندر	۔	۱۰۰
۲۶۲	شیخ شمس الدین محمد -	۔	۱۰۲
۲۶۳	مولانا شیخن مانک پوری	۔	۱۰۴
۲۶۴	مولانا شمس الدین یحییٰ -	۔	۱۰۸
۲۶۵	شیخ شمس اوتاولہ -	دہلی	۱۰۹
۲۶۶	خواجہ شمس الدین دہلوی خواہر زادہ امیر خسرو -	۔	۱۱۱
۲۶۷	سید شمس الدین خاموش	۔	۱۱۲
۲۶۸	شیخ شہاب الدین عاشق	دہلی	۱۲۴
۲۶۹	شیخ شہر اللہ ابن شیخ عزیز اللہ	۔	۱۳۰
۲۷۰	قاضی شہاب الدین عمر زابلی دولت آبادی جونپوری -	جونپور	۱۴۴
۲۷۱	شیخ الاسلام چاپلدہ نام	مانڈو	۱۴۸
۲۷۲	ملک شرف الدین شاہ شہباز	۔	۱۵۱
۲۷۳	شاہ عالم گجراتی ابن قطب عالم	احمد آباد محلہ رسول آباد	۱۶۰
۲۷۴	مولانا شیخ - -	۔	۱۶۴
۲۷۵	مولانا شمس الدین	۔	۱۹۸
۲۷۶	مولانا شمس الدین محمد ترک	۔	۲۲۴
۲۷۷	شاہ محمد ابن حسن طاہر قادری - -	۔	۲۷۶

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۲۷۸	سید شاہ ببر -	آگرہ	۲۸۰
۲۷۹	شیخ شاہ علی احمد آبادی	احمد آباد	۳۰۶
۲۸۰	شیخ شکر - -	ہیمڑی	۳۰۷
۲۸۱	شیخ جوئباری -	۔	۳۲۱
۲۸۲	شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی - -	بیجاپور دکن	۳۵۴
۲۸۳	شیخ عربی دیانہ سندہی	۔	۳۷۸
۲۸۴	شیخ شہاب الدین واصل	۔	۴۰۰
۲۸۵	شریف شیخ - -	احمد آباد	۵۰۴
۲۸۶	شیخ شریف محمد -	۔	۵۰۶
۲۸۷	شیخ شمس الدین جالندہری	۔	۵۸۸
	ص		
۲۸۸	شیخ صفی الدین ابراہیم ولد عبد اللہ رازی -	۔	۳۸
۲۸۹	شیخ صوفی بدہنی باشندہ کیتھل -	۔	۶۷
۲۹۰	شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاء الدین زکریا	۔	۷۹
۲۹۱	شیخ صدر الدین ذاکر ابن شیخ شمس	بڑودہ	۳۴۹
۲۹۲	شیخ صدیق بڑودہ -	بڑودہ	۳۷۲
۲۹۳	قاضی صدر الدین لاہوری	بروچ	۴۱۰

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

مصنف کے مختصر حالات اصل کتاب موسوم بہ گلزار ابرار کے مصنف کا نام مولوی محمد غوثی ابن حسن ابن موسیٰ شطاری ہے مصنف نے کتاب کے آخرین حصہ مین جہان پر اپنے والد ماجد شیخ حسن کا بیان لکھا ہے - وہین بلکہ اُسی ضمن مین اپنے حالات اور واقعات بہی - بالتفصیل تحریر فرمائے ہین - مگر اجمالاً بیان اِس طرح پر ہے - کہ مولانا ہجری سنہ نوسو باسٹھ مین قصبہ مانڈو کے اندر پیدا ہوئے تہے - مانڈو کو زمانہ قدیم مین منڈو کر کے بولتے اور لکہتے تہے - یہین پرورش پائی - اور یہین بود و باش بہی رکہی تحصیل علوم مین شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد تہے - اور طریقت مین سلسلۂ بیعت غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے - اکبری سلطنت کا خاتمہ - اور جہانگیری عہد کا آغاز - آپ کے ہی زمانہ مین ہوا ہے چونکہ یہ زمانہ - علم - فضل - معرفت - ثروت - اور اعزاز و وقار کے اعتبار سے اہل اسلام کے حق مین گویا خورشید نصف النہار تہا - اسواسطے فقرا - صلحا - اولیا - علما - فضلا - اور امرا وغیرہ وغیرہ بڑے اچہے لوگ اِس بے نظیر قدر شناس زمانہ مین رونق بخش بزم حیات تہے - مصنف کا علمی تبحر معمولی اور صرف عقلی و نقلی علوم مین منحصر نہ تہا - بلکہ عرفانی و وجدانی کمالات بہی حاصل تہے - اگر کوئی اندازہ شناس طبیعت - مصنف کا زور قلم اور عرفانی و وجدانی معلومات کا صحیح اندازہ دریافت کرنا چاہے - تو اُس کو اصل کتاب گلزار کی طرف رجوع کرنا چاہیئے - کیونکہ صناع کی دستگاہ کا صحیح اندازہ - خود صنعت سے ہی ہو سکتا ہے - تاہم اس کی کچہہ جہلک - ناظرین ترجمہ گلزار سے بہی دیکہہ سکین گے -

مصنف کے مسکن مانڈو کے مختصر حالات -

کسی زمانہ مین مانڈو ایک عجیب پرفضا شاہی اور اولیاء اللہ کا شہر رہ چکا ہے - یہ بستی ملک مالوہ مین شہر دہار سے بارہ کوس کے فاصلہ پر جنوبی سمت مین واقع ہے بزمانہ قدیم - اسی بستی کے قلعہ مین ایک مدت دراز تک سلاطین خلجی اور غوری کا پایۂ تخت رہا تہا کہتے ہین - آب بے شمار بڑی بڑی عالیشان عمارتین - اِس اجڑی ہوئی بستی مین ویران پڑی ہوئی بہا ئین بہائین کر رہی ہین - اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین - **بیت**

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ		آثار پدید ست صنا دید عجم را	

تمام بستی مین اب چند مفلس بے سر و سامان آدمی آباد ہین - افسوس - وہ ذی ثروت اصحاب کہان گئے جنہون نے یہ محلات اپنے اور اپنی جانشین اولاد کے آباد رہنے - اور عیش و آرام پانے کے واسطے بے شمار روپیہ لگا کر تعمیر کرائے تہے - اب نہ وہ لوگ ہین - نہ اُن کی اولاد ہے - اور نہ کوئی اور نام لیوا ہے واہ عجب خداوند جل شانہٗ کی شان بے نیازی ہے - کیسی آباد اور سر سبز بستی - کس تباہ حالت مین جا پڑی

کتاب کے مختصر حالات اس کتاب کا اصلی نسخہ فارسی زبان مین ہے - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ اور ایک ہزار بیس کے درمیان مین یہ کتاب تصنیف ہوئی تہی - اُس وقت مین جہانگیری سلطنت کا دور دورہ تہا - اِسی مرحوم شاہنشاہ کے نامی نام پر کتاب معنون بہی کی گئی ہے اولیاء اللہ کے حالات مین یہ عجیب و غریب کتاب ہے - اولیاء اللہ کے تذکرے اور بہی موجودِ زمانہ ہین - مگر یہ کتاب یہی کتاب ہے - اس کے اندر بضمن حالات - جا بجا تقریب تقریب اور موقع موقع سے تصوف کے نکات بلکہ وحدۃ وجود کے اقوال بہی بیان کئے گئے ہین - مصنف نے حمد و نعت کے بعد - الٰہی اسما کی جنگ کی داستان عجیب دلچسپی کے ساتھ لکہی ہے - اس مین شک نہین - اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ کی مقدس ذات - قدیم ہے - نہ اُس کی ابتدا ہے - نہ انتہا ہے - ہمیشہ سے تہی - اور ہمیشہ ہمیشہ (ابدالاباد) تک رہے گی - اور جس طرح اُس کی ذات قدیم ہے - اُسی طرح اُس کی صفات بہی قدیم ہین - اِس بنیاد پر مصنف نے ثابت کیا ہے - کہ زمین - آسمان - شمس - قمر - نیز دیگر کواکب - حیوانات - نباتات - جمادات - غرض کہ تمام عالم کا ظہور جو کچھ بہی ہوا ہے - باقتضائے کمالات اسمائی ہوا ہے - اور اس داستان مین ظاہر - باطن - قابض - باسط - اول - آخر - ضار نافع - رحیم کریم - عدل وغیرہ وغیرہ اسما کے افعال نہایت خوش نما شان مین بیان کئے ہین - یہ کتاب من اولہ الی آخرہ انوکہے استعارات اور اچہوتی تشبیہات سے مالا مال ہے - سچ ہے - **بیت**

	خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران		گفتہ آید در حدیثِ دیگران	

یہ کہنا غالباً ناموزون نہیں ہے۔ کہ اس کتاب کی جان یا روح جو کچھ ہیں۔ یہ استعارات اور تشبیہات ہی ہیں۔ ایک تو اولیاء اللہ کے حالات۔ دوسرے ان حالات کے ادا کا رنگ۔ بالکل زمانہ سے نرالا جس نے اصلی کتاب کا حسن دوبالا کر دیا ہے۔ آج کل کا تو کیا ذکر ہے۔ غالباً اپنے زمانہ تصنیف میں بھی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہوگی۔ اس کتاب میں ہجری ساتویں صدی کے آغاز سے لیکر سنہ ایک ہزار بائیس تک چار سو بائیس برس کے اولیاء اللہ کے حالات۔ جہاں تک بھی مصنف کو بہم پہونچے ہیں۔ چار چمن اور ایک ضمیمہ (خاتمہ) میں درج کئے ہیں۔ ہر ایک صدی کے حالات جداگانہ چمن میں اور بائیس برس کے حالات کچھ تو چوتھے چمن میں شامل کئے ہیں۔ اور کچھ ضمیمہ میں۔ انہیں میں وہ بزرگ بھی ہیں۔ جن کے مبارک وجود سے بزمانہ تصنیف بزم حیات میں زیب و زینت تھی۔

ترجمہ کا خیال پیدا ہونے کی بنیاد۔ ۔ ۔ ۔

یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔ بلکہ روز تصنیف سے آج تک سوائے معدودے چند قلمی نسخوں کے۔ نقل کے ذریعہ سے بھی اس کی اشاعت کا ہونا پایا نہیں جاتا ہے۔ اور بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ایسی بے نظیر کتاب اس طرح کنج گمنامی میں پڑی رہے۔ اتفاق وقت سے اِس کتاب کا ایک قلمی نسخہ تقریباً دو سو برس کا لکھا ہوا۔ مکرمی و محترمی مجمع خوبی ہائے بیکران خان ذی شان جناب منشی محمد الہ یار خان صاحب دائم فیضہ کو دستیاب ہوا۔ منشی الہ یار خان صاحب۔ اور منشی خدا یار خان صاحب دونوں حقیقی بھائی۔ شہر اُجین کے دولت مند امراء میں سے ہیں۔ صاحبِ اخلاق۔ صاحب مروت۔ عالی درجات۔ ستودہ صفات۔ سراپا نیک۔ اور نیک سیرت ہیں۔ اِن دونوں بھائیوں کو اگر نیّرین برج سعادت کہا جاوے۔ تو ناموزون نہیں ہے۔ اور شہر اُجین وہی پرانی اُجین نگری ہے۔ جو زمانہ قدیم میں راجہ راجگان بکرماجیت کا پایہ تخت رہ چکی ہے۔ غرض کہ جب اِس کتاب کا قلمی نسخہ۔ منشی الہ یار خان صاحب کو دستیاب ہوا۔ تو صاحب ممدوح نے ازراہ دریا دلی و عام فیض رسانی چاہا۔ کہ یہ کتاب طبع کرا کر عام طور پر شایع کی جاوے۔ لیکن چونکہ اس کی دقیق عبارت۔ زمانہ قدیم کے رنگ میں بلاغت اور فصاحت کے حسن سے سرشار ہے۔ اور زمانہ حال کی جدت پسند طبیعتیں اس رنگ سے مانوس نہیں۔

اسواسطے ارباب مطابع کے انکار پر یہ خیال مین آیا - کہ چونکہ عام طور پر سب لوگ اصل کتاب سے حظ نہین اٹھا سکتے ہین - لہذا اس کا اُردو ترجمہ ہوکر شایع کیا جاوے - اِس بنیاد پر خان صاحب ممدوح نے ازراہ حسن ظن - ترجمہ کے واسطے یہ کتاب حوالہ فقیر مترجم کی -

ترجمہ کے آغاز اور انجام کا بیان

یہ عظیم بالشان کام مجھ ہیچ مدان کی طاقت سے بہت زیادہ تھا - اسواسطے باوجودیکہ سات آٹھ برس تک اصل نسخہ میرے پاس رہا - مگر مین کچھ کام نہ کر سکا - اور اس عرصہ مین اظہار عجز و معذرت چندبار مین نے معافی بھی چاہی - مگر وہ مقبول نہین ہوئی - بلکہ بجائے اس کے خان والاشان کا اصرار شروع ہوا - مجبور ہوکر اِس کام پر دل بنہاد ہونا پڑا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ کام مجھ ناچیز سے لینا تھا - اور کچھ اِن بزرگون کا تصرف تھا - جن کے حالات زینت بخش کتاب ہین - کہ اِس کام پر میری ہمت ہوئی اور زمانہ کی طرف سے بھی موقع فرصت کافی طور پر ملا - لہذا حق سبحانہ کا نام لیکر مینے ہجری سنہ تیرہ سو چھبیس مین ترجمہ کا کام شروع کیا - اور اسی سال مین محض عنایت الٰہی سے ختم بھی کر دیا -

ترجمہ کے متعلق حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی فیضان کا بیان

یہ بھی حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی تصرف کا فیضان تھا - کہ دوران ترجمہ مین فقیر کو جو مشکلات اور دشواریان پیش آئین - وہ وقتاً فوقتاً ادنیٰ توجہ سے حل ہوتی گئین - نیز خان والاشان کے دل مین اولاً ترجمہ کرانے - اور اس کے بعد بصرف زر کثیر چھپوانے کا خیال پیدا ہوا - اور بالآخر چھپوا بھی دیا - اور یہ بھی کچھ اللہ جل شانہ کی عنایات اور فیضان مذکور کی برکت سے ہے - کہ اصل کتاب کا نام **گلزار ابرار** ہے - اِس ردیف کو ساتھ لئے ہوئے ترجمہ کا تاریخی نام - مناسب مضمون کتاب اور بے نظیر **اذکار ابرار** برآمد ہوا - جس کو عزیزی قاضی عزیز الدین رخشان جیوری سلمہ[1] نے تجویز فرمایا ہے - بارے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر ہے - کہ یہ کام ہو گیا - اور خوش اسلوبی کے ساتھ ہو گیا -

حق سبحانہ کی عنایت کا شکریہ اور مترجم کی دعا -

یادگارون مین بہترین یادگار تصنیف اور تالیف ہے - اور تصنیف و تالیف مین بھی وہ حصہ - جس کا موضوع حمد یا نعت یا اولیاء اللہ کے مقدس اور بابرکت حالات ہون - مین اپنے حقیقی منعم حق سبحانہ کا شکریہ کیون کر ادا کرون - کہ اُس نے مجھ ناچیز کے ہاتھ سے ایسی

[1] ضلع بلند شہر قسمت میرٹھ مین جیور نامی ایک قصبہ ہے - قاضی عزیز الدین رخشان اور مترجم اسی قصبہ کے باشندے ہین

مقدس کتاب کے ترجمہ کی خدمت کی - اور محض اپنی عنایت سے پورا بھی کرادیا - اب بکمال ادب
اُس کے حضور مین اس عاجز کی دست بستہ یہ دعا ہے - کہ جس طرح ترجمہ کے کام مین اُس نے بلا استحقاق
مجھکو امداد دی ہے اسی طرح محض اپنے فضل و احسان سے اس ہدیہ محقر کو مقبول عام بھی فرمادے - نیز
ناظرین کو اس کے فیض و فائدہ کا کامل حصہ عطا کرے - نیز اس خدمت کے صلہ مین نہین - بلکہ محض اپنے
انعام واکرام سے - حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولیاے کرام کے تصدق مین اس روسیاہ
خاکسار مترجم کے گناہون کو معاف فرماوے - اور جناب دالاخان صاحب کو جو خالصًا مخلصًا
توجہ اللہ ترجمہ اور اشاعت ترجمہ کا باعث ہوئے ہین - اُن کی خلوص نیت کے صلہ مین دینی اور دنیاوی
مرادون مین کامیاب کرے - آمین - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۞

ذرہ ناچیز

فضل احمد عفا عنہ

مترجم

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

	این خطبہ کہ من سکہ شاہی دارد کارے نہ کشاید زہوائی نگہمان		این شاہی من شانِ آلہی دارد کین نامہ بسے زرف نگاہی دارد	

وَاِن مِّن شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ ؕ کے تسبیح خانہ مین تمام کائنات اور موجودات کے افراد بردہ علم (عدم) سے بزم عین (وجود) مین آکر سخن سرائی کر رہے ہین۔ بعض لسان حال سے اور بعض زبان قال سے۔ تاکہ ہر ایک فرد جس حرف کو سب سے زیادہ عالی مرتبہ سمجھے۔ اُس کو اپنے لیے تجویز کر کے خداوند متعال اور آفریدگار بیہمال کی ستایش اور شکرگزاری کے لایق قرار دیوے۔ اگرچہ ایسے حروف سے آفریدگار عالم کی حمد کا کمال تو ظاہر ہوتا نہین ہے۔ اور نہ آواز لَاۤ اُحۡصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡکَ کے سوا کوئی اور بات گوش الہام نیوش مین پہونچتی ہے۔ لیکن باینہمہ جس حرف کی آواز مین درستی کا آہنگ ہوتا ہے وہ درجہ قبولیت پاتی ہے۔ اور نیز اُس کو وحدت کے باصفا اور عالی شان محل مین الہی نوازش کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور جو قول صدق و صفا کے نغمہ سے معرا ہوتا ہے۔ وہ یہین حالت پستی مین رہ جاتا

ف۱۔ جتنی چیزین ہین سب اوس کی حمد و ثنا کے ساتھ اوس کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہین ۱۲

ف۲۔ اے پروردگار عالم جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے میں کہاں احاطہ نہیں کر سکتا ہون۔ ۱۲

اور اُس کو روحانی سودخانہ مین قانون طریقت پر جگہہ نہین ملتی۔

جس طرح حمد الٰہی کے تسبیح خانہ مین تسبیح و تقدیس کا دور جاری ہے۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی خانقاہ مین موالید ثلثہ۔ آبائے تسعہ۔ اور امہات اربعہ غرض سب نے خط فرمان برداری پر سر رکہہ چہوڑا ہے۔ بعض الفاظ کے ذریعہ سے۔ اور بعض معنی مثل پرکار درود خوانی کے چکر مین ہین۔ تاکہ ہر ایک۔ اِس درود خوانی کے پردہ مین۔ یعنی دعا اور ستایش کا اظہار کرکے سرمایہ درود کو بانی شریعت و طریقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری کا نگینہ اور حلقہ کرکے مانے گو نگینہ ہو یا حلقہ ہو۔ کوئی بہی ایسی قابلیت نہین رکہتا ہے۔ کہ انگشت نبوت اور دست رسالت کے واسطے موزون ہو۔ تاہم جو حلقہ اخلاص کے نگینہ سے مرصع ہوتا ہے۔ وہ ضرور انگشت قبول مین جگہہ پاتا ہے اور جس حلقہ مین غرض کے میل کا میل ہوتا ہے۔ وہ پہینک دیا جاتا ہے۔ اور نیز آہنی کڑون کی طرح۔ نامقبول دروازوں پر آویزان کردیا جاتا ہے۔

علی ہذا لقیاس اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ کے ہنگامہ مین انواع و اقسام کے کونی و مکانی مظاہر اور جواہر۔ کمالات اسمائی کے فرمان سے وجود مین آئے ہین۔ جن مین سے بعض نے طریق ہدایت قبول کیا ہے اور بعض غار گمراہی مین اوندہے منہ جا پڑے ہین۔ مگر کیا باعتبار ترکیب۔ اور کیا باعتبار بساطت سب نے ہستی کی دورنگی قبا اوپر زیب بدن کررکہی ہے تاکہ ہر ایک فرد۔ ایک جداگانہ مظہر کی پیروی اور پرستش اختیار کرکے عنصری اور فلکی نمائش گاہ کی اصلی غرض سمجہے نیز علمی اور عینی تعینات کی علت غائی معلوم کرے۔ اور نیز انتظام عالم کو اوسکی قدرتی رفتار کے بموجب قایم رکہے۔۔ باوجودیکہ نفس الامری حقیقت اور اصلی کیفیت مخفی ہی رہتی ہے۔ لیکن جس خدمت کا سبب خداطلبی ہوتا ہے۔ اُس خدمت کا انجام دینے والا بالآخر اُس خدائی اسم کو پہونچ جاتا ہے۔ کہ جس اسم کی خصوصیت کے ساتہہ (جس اسم کی صفت کے ذریعہ سے) وجود مطلق اوس فرمان بردار کی ماہیت مین مقید ہوا ہے۔ اور نیز وہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً کی وسیع اور پرفضا آبادی مین خرامان خرامان پہرتا ہے۔ اور جس بندگی کا باعث و بنیادی نمود و نمائش ہوتا ہے۔ اُس کے کرنے والے کو بحالت بیداری۔ اُوس کی

۱ؔ اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے رہتے ہین ۱۲۔ ۲ؔ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آمد و شد مین ۱۲۔ ۳ؔ بیشک جنت اللہ کی ہی ہے ۱۲۔

آرزوؤن کی شکلون مین چند خواب نظر آتے ہین - اور وہ اپنی کوتاہ بینی سے فوری فائدہ پر راضی ہو کر مَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کے لق ودق میدان مین سرگردان اور پریشان رہ جاتا ہے
اَيُّهَا الْعَاشِقُوْنَ اِنہی صفات کی باہمی رنگارنگ صلح وجنگ کا رنگین قصہ ایک عظیم الشان داستان ہے اور ایزدی اسماکی شاخ در شاخ منازعت ایک عجیب باغ ہے - خالق کائنات کی شانین اور قابلیتین ایک معرکہ آزما معرکہ ہے - اور خدائی تجلیات کی کشاکش سے دل کو صحیح وسالم بچا لیجانا ایک جاودانی بہشت ہے - یہ گفت وگو عجب دل آویز گفت گو ہے - اس کا مختصر بیان اس طور پر ہے - یعنی باطن کا اندیشہ یہ کہ كُنْتُ كَنْزًا کے بے بہا جواہر کو ظاہر کا ہاتھ تک نہ لگنے پاوے - اور ظاہر کی فکر یہ - کہ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ کے نفیس خزانے باطن کے تہ خانہ مین مخفی نہ رہین - اور علی ہذا قابض و باسط - اول و آخر - ضار و نافع یہ سب اور نیز دیگر تمام اسما جو باہم متقابل یک دیگر ہین خواہان کار ہوئے - اور ہر ایک اپنی ذاتی خصوصیات پر ناز کر کے خلافت اور سلطنت کا طلبگار ہوا - پس چار و ناچار نتیجہ یہ ہوا - کہ سب نے اپنا تصفیہ مدار المہام مالک کی بارگاہ مین رجوع کیا مدارالمہام نے آنے والون کو ملک کے پایۂ تخت مین حاضر کر دیا - وہان پر سلطان الاسما نے ارباب تنازع کو اپنی نوازش اور خاص توجہ سے خوش کر کے اولاً دولت خانہ جمال وجلال مین ٹھیرایا - اور بعدہٗ بہ توسط ستار پردہ دار فرمان وہی عطا فرمانے کا عہد و پیمان ہر واحد کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اس طرح کیا کہ ایک نے عہد پیمان سے دوسرے کو بالکل آگاہی نہ ہوئی - اس کا آخرین نتیجہ یہ ہوا - کہ سب کے دماغون مین آرزوے فرمان روائی کا ایک جوش پیدا ہو گیا - جب اس طرح سے آمادگی جنگ ہو کر عَلَم کھل گئے - تو خبیر جاسوس نے شاہنشاہ ذات کے حضور مین اسما اور صفات کی باہمی جنگ وجدال کا حال اس طرح پر ظاہر کیا - کہ اسما - صفات - اور افعال کے لشکرون مین کمال کش مکش اور دار وگیر پیدا ہو گئی ہے - اُس وقت سلطان احدیت کا حکم صادر ہوا - جس کے بموجب قہار نقیب نے سب کے ہاتھ باندھ کر حضور ذات مین حاضر کر دیا - حضور سے نور وزیر کو حکم دیا گیا - کہ صلح کرا دی جاوے - اس طرح کہ پیمان شکنی نہ ہو - اور ہر ایک کی آرزو پوری ہو جاوے - نور نے

لہ - وہ آخرت مین بے نصیب ہے ۱۲ ؎ اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲ -

مختار پیشکار کے مشورہ سے **حکیم** اور **عدل** کو منتخب کیا۔ اور کہا۔ کہ اسمائی شورش ایسی تدبیر سے فرو ہونی چاہیئے۔ کہ سلطان الاسما کے اقرار داد مین تغیر و تبدل نہ آوے۔ اور باینہمہ سب کی خواہش پوری ہو جاوے۔ ان دونون برگزیدہ اصحاب نے یہ باہمی مصالحت کا کام **علیم** و **خالق** کے سپرد کیا۔ اور ان دونون صاحبان دانش و بینش نے **مبدع** اور **مُبدی** کے اتفاق سے مظاہر کی بہت سی اقلیمین۔ ہر ایک اسم کے مناسب حال علم کے صدر تخانہ اور عین کی بزمگاہ مین ترتیب دین۔ اس تجویز سے ظاہر و باطن کا شور و غوغا ایکبارگی مبدل بہ سکوت ہو گیا۔ اور جس قدر تقاضائی تھے۔ سب کے سب کسی جگہ آمر اور کسی جگہ مامور ہو کر اپنے اپنے حصہ ملک مین فرمان روا ہو گئے۔

القصۃ ایک روز **جامع** کے دلکشا مکان مین۔ صفات جلیلہ کے بہت سے گروہ فراہم ہوئے۔ اور اس بات کے شکرانہ مین۔ کہ تنازع کا گرد و غبار فرو ہو گیا۔ جشن کے نام سے ایک انجمن منعقد کی۔ اور اُس مین باہم استحکام کے ساتھ عہد و پیمان کیا۔ کہ ہم اس صاحب صلح کل کے بہشت نما مکان سے ہرگز جنبش نہ کرینگے۔ **جامع** نے یہ حال ذات مقدس کے حضور مین عرض کیا۔ حضور ذات نے قبول کر کے تخت وجوب پر اجلاس فرمایا اور اذن عام دیا۔ اُس وقت یکایک اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[۱] کی منادی ہوئی اور آدم خاکی کا کالبد بنایا گیا۔

بیت

دوش دیدم۔ کہ ملائک در میخانہ زدند	گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

یہ حال دیکھکر صلح کرانے والون نے اور نیز صلح کرنے والون نے غرض کہ سب نے اس نزہت آباد مقام پر ترنم کنان ایک مجلس حقائق ترتیب دی۔ اور اُس مین از راہ اُلفت و محبت بادہ وحدت کا دور چلا۔ اور عالم مدہوشی مین ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق کر کے راحت یاب ہوئے۔ اور ذات اقدس کی حمد و ثنا کر کے اپنا اعتبار پیدا کیا۔ خلاصہ یہ۔ کہ صاحبان جمال و جلال نے جب **جامع** نامی مجموعہ قابلیات کا تماشا خانہ اچھی طرح دیکھ لیا۔ تو ہر ایک کے دل مین ہوس اور سابقہ عہد و پیمان کے خیال سے یہ جوش پیدا ہوا۔ کہ ایسی آباد اقلیم کا صاحب تاج تنہا مین ہی ہون۔ اسواسطے نسل آدم سے

---

[۱] - مین زمین مین (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہون ۱۲

بے شمار انسانی مظاہر پیدا کیے گئے - اور چہرہ نویس مصوّر نے اون کی فہرست کے اوراق کو حوالہ
قلم کیا - اور بفرمان اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ[ا] اور بامتثال قَالُوْا بَلٰی[۲] ہر ایک انسانی مظہر کو منجملہ اسما ایک
اسم کے تحت مین لیکر انسانی مظہر کو اُس اسم کی حکومت کی قلمرو قرار دیا - لیکن جو صوبہ دار قایم ہو چکے
تھے - سو بوجہ سابقہ عہد و پیمان کے جامع اور احدیت کی دار السلطنۃ سے اپنے اپنے حصہ ملک
کو جو اونہین دار الملک شہود مین ملا تھا - کوچ کر نہین سکتے تھے - لہذا چار و ناچار اپنے آثار و احکام
یعنی گماشتون کو مقرر کیا - کہ ہر ایک مالکانہ حیثیت سے اپنے مقام پر سلوک کرے - حکیم اور عدل نے
بھی حکمت و عدالت کو امین الملکی کا عہدہ عطا فرماکر صدر الذکر حکام کے گماشتون کے عقب مین
روانہ کیا - چونکہ سلطان وجود کے قرب اور نیز قہر کے سبب سے اسما کے شہر مین آثار تقابل سر نہین
اوٹھا سکتے تھے - اسواسطے حکام صوبہ دار نے ستّار و غفّار کو درمیان مین ڈالکر حضرت سلطان
اسما سے اس طرح خفیہ اجازت حاصل کر لی - کہ عدل کو خبر بھی نہین ہوئی - جو گروہ باہم متقابل
اور ضد یک دیگر تھے - اب اُنھون نے اختلاف اور تباین کے خاندان ناسوتی اقلیم (عالم
اجسام) مین مقرر کیے - آثار و احکام یعنی صوبہ دارون کے گماشتے بھی اِن معانی (تقابل) کو اپنی
حکام مین مخفی سمجھے ہوئے تھے - اس لیے اُنھون نے آنے والون کو ہاتھون ہاتھ لیکر اپنے دار الخلافۃ
مین ہر ایک کے واسطے جو مکان مناسب سمجھا - نامزد کر دیا - اس اثنا مین یکایک شاہنشاہ احدیت کی بارگاہ
سے دوری پیدا ہو گئی اور عقل و نفس کے بارہ مین - اور نیز یہ کہ جواہر و اعراض جداگانہ صورت مین کس
منشا سے پیدا کیے گئے ہین - اس کے بارہ مین اختلافات جو ظاہر ہوئے - وہ الگ رہے پس جس قدر
خرابی ملک مین پیدا ہوتی گئی اُسی قدر صفات حمیدہ یہان سے سامان اقامت اور مثالِ عالم
ملکوت کو ہجرت کرتی گئین - اوصاف ذمیمہ کے ساز و سامان فراہم ہو گئے ملک کی کارروائی نفس
کے ہاتھ مین آئی - روح جس کو ربّ مطلق کا نائب کہنا چاہیے - اُس کے خان و مان کی رونق جاتی رہی
اور خاندان نفس کی آبادی شروع ہو گئی - امین الملک کو معزول کر کے - قید کر دیا - اس سبب سے اکثر متعام
کو میسے شہر تاراج - اور بہت سے انسان تباہ ہو گئے - مگر جو لوگ کوشش کر کے از راہ اخلاص امین کے
دولت خانہ مین پہونچ گئے - اور امین کا ارشاد گوش قبول سے سنکر اپنے دل کا دامن آہستہ آہستہ

[ا] - کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون [۲] سب بولے - ہان ۔

کارکنان نفس کے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ اور جس طرح کہ امین نے راستہ بتایا۔ اُسی طرح منزل درمنزل
قافلہ ہدایت کے ہمراہ چلکر وحدت کے دارالسلطنت مین جا پہونچے تو اون کو راہبر یعنی امین نے **ھادی**
کی بارگاہ مین حاضر کردیا۔ اس حقیقی رہنما یعنی **ھادی** نے دادخواہان عالم خاکی کی حقیقت حال کا ترجمہ
اپنی زبان مین بحضور اقدس عرض کرکے التماس کیا۔ کہ نفس کے دست ظلم سے رہائی دیجاوے ارشاد ہوا
کہ جو لوگ بارگاہ وحدت مین حاضر آئے ہین۔ یہ سب **حفیظ** اور **مغیث** کی حمایت مین سپرد کردئے
جاوین۔ تاکہ آیندہ پھر اوس نالائق نفس کی بداندیشی سے ان کو اذیت نہ پہونچے۔ اور جو شیوہ صلح
کل کا اسماء و صفات کے لشکرون مین حکیم و **عدل** کی تدبیر سے قایم ہوگیا ہے۔ وہ ہی طریقہ صلح کا
یہان ذریعہ فرمان مین الملک جاری کردیا جاوے۔ ان دونون صاحبون نے باہم موافقت اور
مصالحت کردینے کے واسطے حکم صادر فرماکر جو مظلوم تھے۔ اُن کو یکمال سرفرازی واپس کیا۔ اس
حال پر جب نسادیان عالم ناسوت کو آگاہی ہوئی۔ تب دواسپہ اُلٹے پاؤن بھاگے اور اسفل السافلین
مین آکر دم لیا۔ اور انسانی دربار مین جا بجا گوشہ گزین ہوگئے۔ اس کے بعد پھر ملکوت اعلیٰ کے قافلہ
والون کی آمد ورفت کا سلسلہ اس عالم مین شروع ہوا۔ اور عالم جبروت کے سوداگرون کا داد وستد عالم شہود
کے باشندون کے ساتھ ازسرنو آغاز ہوا۔ غرض کہ جہان وجوب نے صحراے امکان کے ساتھ اتصال
پیدا کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو افراد بارگاہ الٰہی مین گئے تھے۔ اُن مین سے بعض افراد نبوت و
رسالت کے معزز تخت پر جلوس فرما ہوئے۔ اور بعض کو ولایت و امامت کی اقلیم کشائی کا مرتبہ عطا ہوا۔
اور اس طور پر سب نے طریقہ رہنمائی اختیار کرکے خودشناسی کے چہرہ کو خداداد ی کے رنگ سے رونق
دی۔ اور منجملہ کارفرمایان بارگاہ الوہیت کسی نہ کسی کے ساتھ۔ ہر ایک نے نسبت پیدا کرکے صوبہ آفرینش
مین اپنی اپنی باری سے ورود فرمایا۔ اور تذکرہ نویسون کا گروہ جو عقب سے پہنچا۔ اُس نے اپنی قلم کو اُن
اصحاب کے حالات لکھنے مین رطب اللسان کیا۔ جو بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ[ملا]
کے سنسان جنگل مین بیٹھے ہوئے اپنے دلون کی تعمیر اور صفائی مین مصروف ہین۔ اور اوراق تحریر کو
ارباب بصیرت کے لیے عبرت نامہ بنایا۔ یہ مختصر حالات جو گذارش ہوئے۔ ازل سے ابد تک کی

ملا۔ جو دروازہ کے اندرونی طرف ہے۔ (جدھر مسلمان ہین) اوس سے تو (خدا کی) رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی طرف (جدھر منافق ہین) عذاب (الٰہی) ہوگا۔ ۱۲

سرگزشت کا ایک نمونہ ہین - کیونکہ حال جو گزر رہا ہے وہ ایک ہی طریقہ پر گزر رہا ہے - ماضی ومستقبل زمانہ کے صرف اعتباری نام ہین - درویشون کی معلومات جس صیغہ مین کہ قلم تعبیر سے ادا ہوگی - اُس کو تغیر وتبدل نہین ہے - معنی بس حاصل بالمصدر ہے - اِس کے سوا کچھ بھی نہین -

بیت

امروز وپری ودی وفردا	ہر چار یکے بود تو فردا

بیت

آنچہ ماگفتیم دی امروز میگوید کسے	باز چون فردا شود شخصے دگر متکلم است

تمہید فراہم آمدن این نامہ وشمہ از بیان باعث

امابعد - حیران انجمن دانش وبنیش - سرگردان بادیہ عجز وناداني - نو آموز دبستان عقل ونقل ہیچمدان صومعہ کشف وتحقیق محمد غوثی بن حسن ابن موسی شطاری **جعلہ اللّٰہ ممن احبہم** عرض کرتا ہے - کہ جب حسب فرمان امر ایجادی - اِس ہیچمدان کی نوبت آئی - **حافظ** -

دور مجنون گزشت ونوبت ماست	ہر یکے پنج روز نوبت اوست

تو دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ مشائخ **قدس اللّٰہ اسرارہم** کے حالات ترتیب اور تالیف کرنے چاہیئن - یہ آرزو میرے دل مین ہجری سنہ نوسو ساٹھ نوین کے آغاز سے آتی تھی - اور جاتی تھی - جب ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ شروع ہوا - اور اولیائے ہند کے کچھ حالات - کتاب اکبر نامہ مین نظر سے گزرے - تو آرزوئے مذکورہ دل مین جاگزین ہوگئی - لیکن خلوتخانہ دل سے باہر نکل کر میدان عبارت مین نہین آتی تھی حتی کہ ہجری سنہ ایک ہزار نو شروع ہوا - اور کشور کشا شہنشاہ اکبر شاہ نے بارادہ فتح دکن وخاندیس کوچ فرما کر دارالاسلام برہان پور مین مقام کیا - یہان لشکر کے ہمراہ اُمرا اور فضلا بھی تھے جن مین سے بعض کو متاخرین اور ہم عصر بزرگون کے احوال واطوار کے مطالعہ کا شوق تھا اور میرے ارادہ سے بھی واقفیت تھی - ایک روز ان اصحاب کے جلسہ مین مجھسے دریافت کیا گیا - کہ جو خیالات تمہارے ضمیر مین ہین - اون کو ذریعہ قلم میدان عبارت مین ابتک کیون پیش نہین کیا - اسکے جواب مین مجھکو حیرت ہوئی - اگرچہ کہتا ہون - کہ زمانہ کی کج رفتاری دنیا سوافقت اور

میری غفلت و کم استعدادی نے مجکو باز رکہا۔ تو یہ جواب معمولی اور عادۃً عام ظاہر بین لوگون کا ہے۔ اور اگر یہ کہتا ہون۔ کہ کارخانہ آلہی مین بحکم لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ گفت و شنید کی گنجایش نہین۔ تو یہ گفت دگو اُن یکتا لوگون کی ہے جنہون نے گوشہ وحدت اختیار کر رکہا ہے۔ چونکہ کوئی عذر جواب کے واسطے موزون معلوم نہین ہوئی۔ لہذا چار و ناچار خاموشی اختیار کی۔ اِس بنیاد پر سوا بے توجہی کے کوئی مانع نہین سمجہا گیا۔ اور ادہر اصحاب موصوف کی خواہش اور آرزو صد درجہ کی بڑہی ہوئی تہی۔ پس جہان تک ہو سکا۔ کمال کوشش اور ترغیب کام مین لائی گئی۔ اور نامہ و پیام کے ذریعہ سے اہتمام سابق کی تجدید کی گئی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو منظور تہا۔ کہ جو بات اندیشہ مین تہی۔ وہ ظہور پذیر ہو گئی۔ اور قلم نے تحریر کرنا شروع کیا۔ خداشناسون کے برگزیدہ احوال و اوصاف ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر ایک ہزار سے کچہہ زیادہ تک فراہم کیے گئے۔ اور یادداشتون کی نوبہار سے ارباب زمانہ کے دلون مین بے انتہا شگفتگی پیدا کی ہی۔ خدا کرے۔ دوستون کا معرفت پذیر دماغ یقین و عبرت کی خوشبو سے معطر ہو۔

سخن در آرایش نامہ بنامی نامی کہ بنوید غیبی داشتہ آمد

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ سخن کے تصویر خانہ کا نقش و نگار سے سجانے والا جسکو ارباب علم نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہین۔ پیدایش کے اولین روز سے اِس وقت تک اپنی فصاحت و بلاغت کی قلم سے سابقہ تصویر خانون مین اپنی معرفت و کرامت کی تصنیفات و تالیفات مین گوناگون رنگ آمیزی اور چہرہ کشائی کام مین لا چکا ہے۔ اور افسانہ نگاری مین کمال صفائی پیدا کی ہے۔ تاکہ عروس الفاظ کی زیب و زینت اور شاہد معانی کا حُسن دوبالا ہو۔ پس اِسی طرح اُس نے راقم کے رسالہ کی طرف بہی توجہ فرمائی جس مین باکمال مشائخ کے احوال کی صورتین دکہائی گئی ہین۔ عبارت کے قالب کو یوسفی حسن سے آرایش دی۔ اور اشارات کے کالبد مین عیسوی نفاس پہونک کر جان ڈالی۔ اور معًا اُسی وقت یہ خیال بہی پیدا ہوا ہرگاہ اِن چند یادداشتون کو مجہہ جیسے شخص کی قلم نے ترتیب دیا ہے۔ جو زمانہ کے نزدیک ایک محض نا آشنا ہے لہذا یہ رسالہ اِس قابل نہین ہے۔ کہ اِس کا دیباچہ شہنشاہ زمانہ کے نام خجستہ فرجام سے معنون کرنے کی دلیری کی جاوے۔ پس بہتر یہ ہے۔ کہ بارگاہ خلافت مین جو اصحاب۔ ظاہری و معنوی دولت کے اعتبار سے برگزیدہ

ہین - ان مین سے کسی ایسے عالی درجہ صاحب کو اپنی امتیازی نظر سے منتخب کرون جو ہر ایک گفتار کلام کے رنگ وروش اور طرز ہیئات سے واقفیت رکھتے ہون - اور پھر اُن کی بزم نشاط مین باغچہ درویشی کے اس گلدستہ کو ہدیۂ پیش کرون - اس ارادہ سے جن عالی رتبہ اصحاب کی ذاتی وصفاتی خوبیان مجکو بذریعہ عقل ونقل معلوم ہوئی تھین - اُن کے محامد ومحاسن خصوصیت کے ساتھ ذہن مین مستحضر کیے - اور چمن خیال مین سب کو مدعو کر کے ایک محفل ترتیب دی - اور بہت کچھ غور وفکر کو کام مین لایا - کہ اس حور سرشت عروس کا خطبہ کس کے نام نامی سے نامزد کرون - بعد غور یہ مناسب معلوم ہوا - چونکہ یہ ناطقہ کی حسین وجمیل دختر نسل خرد سے ہے - لہذا خیالی انجمن مین جو اصحاب تشریف رکھتے ہین - ان مین سے خرد ہی جس کسی کو منتخب کرے - اُسی کے نام سے یہ دختر نامزد کر دی جاوے - مگر اس فیصلہ پر حضرات انصاف گوشۂ دل سے اور قوت دوربینی کنارہ باطن سے - گھبرا کر پریشان حال دونون اُٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ اس کار خیر کا اختیار تنہا خرد کو نہین ہو سکتا ہے - بلکہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ اس بارہ مین مشورہ اُن اصحاب سے لیا جاوے - جو اس کا خذی خانقاہ مین گوشہ گزین ہین - اور جب اجازت ان کی طرف سے حاصل ہو جاوے تب دلی مدعا ظاہر کرنا چاہیئے - اس قرارداد پر دل نہاد ہو کر چند سال تک انتظار کرتا رہا - لیکن جو اصحاب عالم خاک سے رخصت ہو چکے ہین - اُن کی طرف سے کسی قسم کا ایما نہ ہوا - ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - کہ دل ملول تھا اور حالت غم مین سر بزانو بیٹھا ہوا تھا - نسبت نامقبولیت نامہ طرح طرح کے خیالات ستا رہے تھے - اسی اثنا مین غنودگی جو مقدمہ مدہوشی ہے - پیدا ہوئی - حواس جو غم ناامیدی سے نصف کے قریب جا چکے تھے - تمام وکمال رہے سہے ہی باطل ہو گئے - اور روح جو قائل لفظ انا (مین) اور اس ویرانہ کا شحنہ ہے - بحکم اَللّٰہُ یَتَوَفَّی[۵]
اَلْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی
عالم مثال مین جا پہونچی - جب راستہ مین ایک سایہ دار درخت کے قریب پہنچی - تو وہان پر درخت کے نیچے ایک نورانی شکل پیر کو دیکھا کہ ایک آراستہ تخت پر متمکن ہین - صاحب تخت کی کمال ہیبت اور حسن ہیئات کے مشاہدہ نے مجکو آگے بڑھنے سے باز رکھا - ناچار از راہ امیدواری وادب ہاتھ باندھ کر خادمانہ بسایہ کے ایک گوشہ مین کھڑا ہو گیا - کیا دیکھتا ہون - کہ یکایک ایک پرندہ نے جو طوطی کی طرح سبز رنگ اور ایک شاخ درخت پر بیٹھا ہوا

سلہ ۵ لوگون کے مرنے کے وقت اللہ ان کی روحون کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے - اور جو لوگ مرے نہین (ان کی روحین بھی) اون کے سوتے وقت (خدا کے ہان بلا لی جاتی ہین) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے - اون کو (اپنے ہان) روکے رکھتا ہے - باقی (روحون) کو (پھر دنیا مین) بھیج دیتا ہے ۱۲ -

تھا اپنا سر اونچا کر سکے۔ ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنی منقار سے تخت پر چھوڑ دیا۔ اُس وقت اُس روحانی شکل تخت نشین نے بآواز اُنس و محبت مجکو پکارا جب مین دو تین قدم آگے بڑہا۔ تو دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ اس وقت موقع گفتار تو حاصل ہے۔ لیکن دریافت کے واسطے زبان کس طرح کہولون۔ کیونکہ تخت نشین کا رعب بیان تک غالب ہوگیا تہا۔ کہ دیکھنے کی آنکھ مین اور نام پوچھنے کی۔ زبان مین بلکہ جان مین بہی۔ طاقت نہین رہی تہی۔ صاحب تخت نے یہ کیفیت میری موجودہ حالت سے معلوم کرلی۔ اور فرمایا کہ میرا نام **عبد اللہ** ہے۔ اور نامہ لانے والا پرندہ تمہاری صورت علمیہ کی مثال ہے۔ یہ ارشاد سنتے ہی مجکو یقین ہوگیا۔ کہ شاہ عبد اللہ شطاری ہین۔ **قدسنا اللہ باسرارہ المقدستہ** اس کے بعد وہ لپٹا ہوا کاغذ میرے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ کہ پڑہو۔ مضمون مندرجہ کاغذ یہ تہا۔ جو سر تا سر بشارت تہا۔ کہ ملک کتاب جو عبارت اور الفاظ ہین۔ اگر اسپر تم کو اعتماد نہین ہے۔ تو مضائقہ نہین۔ لیکن کتاب کے ملکوت پر جو احوال مشائخ کا بیان ہے۔ تکیہ کرکے شہنشاہ زمانہ کے عظیم الشان نام پر کتاب کو معنون کرنا چاہیئے اور تواضع کو جس کا ثمرہ اس خاص جگہہ پر محرومی ہے۔ کسی دوسرے مقام پر کام مین لانا۔ جہان تواضع کا نتیجہ التفات ہو۔ **تم کلامہ**

الحاصل یہ جامع کلام سنکر فوراً یہ بات ذہن مین نقش ہوگئی۔ کہ درحقیقت الفاظ تو لفافہ ہین معانی نفیسہ کا۔ عبارت ڈبہ ہے مفہومات کے جواہر کا۔ اور کاغذی نقوش تمثیت ہے معشوقان مدلولات کی تسخیر کا۔ نظر اور فکر کو صرف لفافہ۔ ڈبہ۔ اور نقوش تک قاصر۔ اور نفائس۔ جواہر۔ اور جمال کے نظارہ سے محروم رکہنا گویا ایسا ہے۔ کہ جیسے دقیقہ شناسی کو معطل کرکے ظاہر بینی کو مدنظر رکہنا۔ اس مین شک نہین۔ کہ جب اس خیال کی تائید مژدہ غیبی نے کی۔ تو مینے قلم کو دلیری کے ساتہہ جنبش دی۔ اور دیرینہ مطلوب۔ جس کے چہرہ کو اوس کے کمالات اور استغنا نے میری تواضع اور عجز کے برقع مین اہل کتاب کی نظر سے چہپا رکہا تہا۔ اوس پر عرصہ کے بعد مین کامیاب ہوا۔ ایسا ہی الفاظ مین جناب باری عز اسمہ کا شکریہ ادا کیا [۱]اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ ۵ [۲]اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۵ [۳]اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۵ اور جو اصحاب اس نامہ کے ختم کا انتظار فرما رہے تہے۔ اُن کو یہ غیبی مژدہ سنا کر خوش کیا بے اختیار صاحبان دانش و بینش ارباب کشف و یقین اصحاب جذبۂ بیخودی کو جو حضور

---

[۱] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے اپنے بندہ (محمد) پر قرآن اُتارا ۱۲ [۲] خدا کا شکر ہے جس نے (ہر طرح کا) رنج و غم ہم سے دور کر دیا ۱۲ [۳] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی۔ پہر اس کو (اُن اغراض خاص کے پورا کرنے کی) راہ دکہائی۔ (جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے ۱۲)۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ [1] کے شاہی محل مین اور لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ [2] کی خلوتگاہ مین شرفِ حضوری رکھتے تھے ۔تشریف آوری کی تکلیف دی رباعی

مردانِ چند آمده از گنجِ حضور — گردند برین روضهٔ جان بخش عبور
کو منکرِ حشر تا ببینم بعیان — آن محشرِ موعود به چشمِ مغرور

تاکہ تفکری بربع مین تشریف ارزانی فرماکر بذریعہ گویائی و شنوائی اپنے تعبیری وجود سے فیض بخشی فرماوین جس طرح کہ اوس وقت اپنی نمود نمایش سے حسِ باصرہ کو فیضانِ نور فرماتے تھے ۔جب کہ عنصری ترکیب کا جامہ زیب بدن کیے ہوئے تھے اور عبارت کے آبِ حیات سے جسکو روح القدس کی رشحات کتنا زیبا ہے ۔اور کلمات کی مسیحائی سے جو نفسِ رحمانی کی بادِ نسیم ہے حیاتِ جاوید حاصل کرین ۔اور اس گلزارِ ابرار کی فضا مین اپنے قیام کے لیے انجمن بنائین ۔تاکہ راقم کی مراد باحسن الوجوہ حاصل ہو ۔جو بحکمِ غیبی اس معنوی مجلس کا ترتیب دینا ہی اس غرض سے کہ ور آرش یکتائی فرمان دہان باستحقاق خلف یگانہ جہان داران بسعادت ہم وثاق ۔رائگض بادپا سے بینائی و بنیش ۔مرکزِ دائرہ فطرت و آفرینش ۔جامعِ مراسمِ خلافت نشاتین ۔مجموعہ لوازمِ کمالِ صورت و معنی ۔پرتو مرایای مطلب ۔مرآۃ مرادات انام ۔منوی ضمیرِ خاص و عام ۔سایۂ لطافِ پروردگار ۔سرمایۂ بقاے روزگار ۔گوہرِ فردِ دیہیم صاحبقرانی ۔زلف آراے جبینِ مملکتِ فغفوری ۔چہرہ نماے آئینۂ تصرفِ سکندری ۔بادہ گسارِ جامِ عشرتِ جمشیدی ۔آئین بندِ تقسیمِ عدلت نوشیروانی ۔ناوک اندازِ کمانِ نیروی رستمی ۔رونق افزاے سریرِ سلطنتِ کیخسروی ۔نقشِ نگینِ ملکِ سلیمانی ۔تمثیلِ معجزہ انفاسِ عیسوی ۔صورتِ گفتارِ فصیحِ جبرئیلی ۔پیکرِ محکماتِ صحیحِ تنزیلی ۔ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس کو مشاہدہ اور مطالعہ فرماوین خَلَّدَ اللّٰهُ مُلْكَهٗ وَسُلْطَانَهٗ وَاَفَاضَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ بِرَّهٗ وَاِحْسَانَهٗ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ [3]

شمہ از گزارش پیراستگی زمانہ و آراستگی زمانیان ببرکات دور دولت بر دوام او

خداے تبارک و تعالی کا کمال احسان اور شکر ہے ۔کہ اس شہنشاہ کو نین جہانگیر خلد ملکہ و مدظلہ کے

[1] اور تم لوگ کہین ہی ہو ۔وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲ -

[2] مجکو اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک وقت خاص ہوتا ہے -

[3] اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے ملک اور حکومت کو ہمیشہ رکھے ۔اور نیز اس بادشاہ کی بھلائیان اور احسان تمام مخلوقات کو ہمیشہ پہونچاوے ۔یا اللہ تو ایسا ہی کر ۱۲ -

زمانہ مین اس کی حکمت - معدلت - مبارک صورت - نیک عادت - عمدہ فکر - اور سلیم رائے کی بدولت تمام ناشائستہ اوصاف و افعال - ناپسندیدہ حالات و معاملات - اور اندوہ و فریاد و اتعات - جملہ بنی آدم کی سرشت سے یک لخت نکل گئے اور ایسے مقام پر جاگزین ہوئے ہین جہان وہ خوبی اور عمدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - اس اجمالی گزارش کی تفصیل تو بے نہایت ہے - مگر مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کسی قدر نمونہ کے طور پر ارباب اعتبار اور اصحاب قیاس کی خدمت مین عرض کرتا ہون وہو ہذا -

(۱) پریشانی زلف مین اور سنبل مین
(۲) کجی ابرو مین اور ماہ نو مین -
(۳) تنگی ماہ وشون کے دہن مین اور غنچہ مین
(۴) لاغری کمر مین اور بالون مین
(۵) کمی بدکرداری مین اور عمر دشمن مین
(۶) تیرگی ابر مین
(۷) رونا باران مین
(۸) نالہ کرنا رعد مین
(۹) زود رفتاری برق مین اور دشمن کے نام مین
(۱۰) سرنگونی قلم مین
(۱۱) پیچیدگی نامہ مین
(۱۲) شکستگی خط مین
(۱۳) کشاکش کمان مین
(۱۴) نفرت تیر مین
(۱۵) تیزی تلوار مین
(۱۶) مار ڈالنا صید مین -
(۱۷) دو ہم جنس کی جدائی فک ادغام مین
(۱۸) عالمون کا تنازعہ نحو مین -
(۱۹) منع و معارضہ آداب بحث مین
(۲۰) اختلاف روایات فقہ مین
(۲۱) دروغ تاریخ کے افسانون مین اور اشعار کے مضامین مین -
(۲۲) فریب جادو کے افسونون مین اور دلبرون کے وعدون مین -
(۲۳) تلخی ناصح کے پندنامون مین اور اطبا کی دواؤن مین
(۲۴) بھاگنا اعدا کی صفون مین اور لوگون کی آمیزش سے صلحا مین -
(۲۵) سرگردانی آسمان مین چکی مین اور دولاب (رہٹ) میں ..
(۲۶) جلنا اگر مین لکڑیون مین اور چورون مین
(۲۷) جوش کھانا فوارہ مین دیگ مین اور پانی کے چشمہ مین
(۲۸) نیستی افلاس مین اور اسباب محنت مین
(۲۹) نایابی ستم مین زمان مین اور شکایت مین
(۳۰) سوال گور مین اور قیامت مین
(۳۱) عذاب طبقات دوزخ مین
(۳۲) بیکاری حالت خواب مین -
(۳۳) گرانی طلب مین اور التماس مین
(۳۴) ارزانی عطا مین اور انعام مین
(۳۵) زنجیر ہاتھی کے پانون مین اور دہلیز مین
(۳۶) بیماری نرگس مین اور رہا سے مخالف دو بادشاہون مین اور تیاری جنگ مین

لہ جو شے تمام و کمال ادراک مین نہین آسکتی ہے - وہ سب کے سب چھوڑی بھی نہین جاسکتی ہے ۱۲ -

(۳۷) خانہ خالی بساط شطرنج مین نہ روے زمین مین -	(۳۸) اشمار کرنا نقش کعبتین مین نہ لوگون کے نقد وجنس مین -	(۳۹) خواہش دولت سلطانی کی دوام مین نہ دیگر تمام اشیا مین -
	(۴۰) آرزو شہنشاہ کی جاودانی حیات مین نہ دوسرے امور مین	

غرض کہ عینی وعلمی - اور خارجی وذہنی تمام موجودات کیا جوہر اور کیا عرض کچہہ باعتبار محل اور کچہہ باعتبار حالات زشتی کے ساتہہ منسوب تہین - لیکن اِس شاہی عہد مین محل اور حالات تبدیل ہوکر لباس خوبی سے آراستہ ہوگئی ہین اور اب خلقت کی آسایش وآرام کا باعث ہین - لہذا بہتر یہ ہے کہ اب قلم کے برق رفتار گہوڑے کو مضمون نویسی مین تیز رفتار - اور گرم جولان نہ کرون - بلکہ عنان قلم کہینچکر دوسرے راستہ پر ڈال دون -

گفتار در پوزش آنکہ دعاے قدس اللہ سرہٗ در پاے نام مشائخ ننوشتہ وہر یک را بصیغہ وحدت یاد کردہ

جو ضمیر انوار قدسی سے روشن - اور رسمی قیدون سے آزاد ہین - وہ سمجہتے ہین - کہ الفاظ رضی اللہ عنہ اور قدس اللہ سرہٗ اور نیز دیگر تیمن وتبرک کے کلمات جو کتاب ہذا مین اُن اصحاب کے مبارک نامون کے ساتہ نہین لکہے گئی ہین - جنہون نے اس کتاب کے عبارتی حجرون مین گوشہ نشین ہوکر شرف سعادت بخشا ہے - یہ فروگذاشت کچہہ ازراہ رعونت نہین ہے - بلکہ جس طرح افصح العرب والعجم علیہ السلام نے بمضمون [۵۱] لَا اُحْصِیْ ثَنَاۤءً عَلَیْكَ اپنے تئین ذات باری جَلَّتْ صِفَاتُہٗ کی ثنا سے عاجز تصور فرماکر اوس کی توصیف کا حوالہ بقولہ [۵۲] اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اسی کی پاک ذات پر کیا تہا اسی طرح راقم نے بہی اِس ادب آموز کلام سے عجز وتواضع کی تعلیم حاصل کر کے - اِس تصور مین کہ فرد

مردان خدا خدا نہ باشند		لیکن ز خدا جدا نہ باشند	

اپنے تئین اُن نامورون کی دعا اور ثنا سے جن کے مقدس اسما ہر ایک کی یاد مین مذکور ہین یہ کہکر قاصر سمجہا فرد

ہمچو اُو سے سزد معرف او		این زمان در جہان جو اوست کو	

[۵۱] جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اُس کا احاطہ مین نہین کرسکتا ہون ۱۲

[۵۲] تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے ۱۲

اور صدر رالذکر مقدس کلمات کو داخل سطور کتاب نہ کیا۔ اس مین شک نہین کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے
ترک ثناے ایزدی کو نظر مین لیکر سواے گزشتہ صورتون (یعنی بزرگان دین کی نسبت ثنائیہ اور دعائیہ الفاظ ترک
کرنے) کے اتباع کی دعوی صحیح نہین ہے۔ نہ یہ کوئی ادب کی بات ہے۔ اور نہ ایسا اتباع امت کی طاقت سے
دوسرے جو طبعیتین رعونت غرور۔ اور خشونت کے غبار سے پاک وصاف ہین۔ وہ اچھی طرح جانتی ہین۔ کہ
ولایت وفضیلت کے اقطاب (اولیاء اللہ) جن کے حالات اس گلزار کے ہر چمن اور ہر انجمن مین گزارش ہوئے
ہین۔ اُن کو بصیغہ واحد جو یاد کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہین ہے۔ کہ تعظیم مین کچھ کمی کیجاوے۔ بلکہ ہنگام
تحریر حالات اس بلند مرتبہ گروہ کی یکتائی بیان تک دل مین جاگزین ہوئی کہ لفظ واحد اور مفرد کے سوا ناطقہ نے
زبان کو اور زبان نے قلم کو کوئی لفظ حوالہ نہ کیا۔ ہر گاہکہ اس طرح پر ایک شخص کا بطریق مفرد یاد کرنا کہ واقع مین بھی
ایسا ہی ہے۔ فرو گزاشت تعظیم کا نقصان دور کرکے کمال وحدت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اختصار کتابت کے
نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر بھی ایک قسم کی مہربانی نکل آتی ہے۔ تو اس طریق کے اختیار کرنے سے کیسے
اعتراض لازم آویگا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ کتابت کا اختصار۔ اور اختصار کی وجہ سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر
مہربانی بہ نسبت ترک تعظیم کے سہل ہے۔ اور اصلی غرض بھی یہ نہین ہے۔ تو مین یہ جواب دون گا۔ کہ اس طرز تحریر
مین جو نقصان سمجھا جاتا ہے۔ یہ اولین توجیہ سے دور ہو گیا ہے جس سے ہر ایک کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے
باایںہمہ اگر اختصار کتابت اور مہربانی کی رعایت بھی اولین توجیہ کے علاوہ پیدا ہو جاوے۔ تو بیان عذر
مین ایک قسم کی قوت ہی حاصل ہو جاویگی۔ دوسرے یہ کہ سہل سمجھنا طاقت ور جوانون کا خیال ہے۔ اور
مہربانی پیران ناتوان سے تعلق رکھتی ہے۔ بیشک جس کسی کے پانون مین بھاگ دوڑ کی قوت ہوتی ہے
وہ اونچے اونچے ٹیلون پر بھی ہموار زمین کی طرح چلتا ہے۔ اور جس کسی کا پانون آبلون سے زخمی ہوتا ہے
وہ ہموار زمین پر ایک قدم اُٹھانا بھی ایک گھاٹی کا طے کرنا سمجھتا ہے۔ اب ناظرین کے التفات اور حسن اخلاق
سے التماس یہ ہے۔ کہ جب کتاب ہذا کی لکھی ہوئی عبارت کو مطالعہ فرماوین۔ تب صدر رالذکر کلمات ترضی
و تقدیس کو اور تعظیمی کلمات جمع کو لکھا ہوا تصور کرین۔ اور اپنی نانوشتہ خوان زبان کو ایسی عبارت سے
شیرین کام فرماوین جس کو طرفین کے اعتبار سے مناسب جانین اور اس گدائے ادب کے قلم کو عبارت مذکورہ
نہ لکھنے کے الزام سے بری الذمہ تصور کرین۔ اور اگر از راہ عنایت چشم انصاف سے دیکھینگے۔ تو ذکر کا میدان صحرائے
تقدیر کی بہ نسبت زیادہ تنگ معلوم ہوگا الغرض جن اصحاب کو یہ عذر اور اصلیت معاملہ پسند نہ آوے۔ اون کے

واسطے اس کے سوا کوئی علاج نہین ہے - کہ کتاب ہذا کے گریبان مین جو عیب کا چاک آگیا ہے - اُس کو از راہ عفو نو
فرماوین اور ایسا نہ کرین کہ مذکورہ بالا نہ لکھے ہوئے کلمات زبان سے نہ نکال کر اوس چاک کو تا بدامن پہونچاوین
اور اپنے تئین عیب دعا مین راقم کے شریک نہ کرین - مین نہین جانتا - اس کے سوا اور کیا کہون - اور کیا لکھون
جس سے نکتہ چین لوگون کی خاموشی اور تسکین ہو راقم کی فراست اور حقیقت حال کے موافق کوشش جو
کچھ ہے - پس اسی قدر ہے - اور عذر خواہی کے بارہ مین جو بات زیادہ قابل پسند ہو سکتی ہے - وہ لائق معترضین
کے نزدیک ہوگی - امید ہے کہ جس فکر سے اعتراضات چھانٹنے مین کام لیا جا سکتا ہے اُس فکر سے بجائے
اعتراضات کے تحسین و آفرین کی توجیہات پیدا کرنے مین کام لیا جاویگا وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی[۱۵]

گفتار در سر انجام سرائے کردار و رفتار

یہ بالکل سچ ہے - اگر تعینات کا برقع جو حقیقی وجود کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے - اُٹھا دیا جاوے - تو عیب
اور ہنر دونون ایک درجہ مین ہو جاوین - اور امکانی نسبتین اور امکانی اعتبارات - واجب الوجود کے
خاص افعال کی طرف منسوب ہو جاوین - بھلائی اور بُرائی کے ساتھ اشیا کی تمیز اوسی وقت تک ہے
کہ جس وقت تک وہ اشیا جمال و جلال کے پردہ مین مخفی ہین - بیشک دوئی اور دو بینی پر دل شاد ہونے
کا آخرین نتیجہ سرزنش ہوتا ہے - اور کسی غیر کی طرف سے بھلائی اور بُرائی دیکھکر آرام اور نفرت ہونا شرمندگی
پیدا کرتا ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ مین آج خیالات اور اوہام کے شکنجہ سے آزادی حاصل کر کے نہ تو عیب
نکالنے والے سے انصاف کی خواہش کرون - اور نہ ہنر بین سے امید آفرین رکھون - بلکہ خود اپنی ذات کو
این و آن کا آئینہ سمجھکر با صفا ایک رنگ ہو جاؤن **بیت**

آن کس کہ زشہر آشنائی ست		داند کہ متاع من کجائی ست	

کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے - حریف بیگانہ وار کی خاطر مین جو کچھ ہوتا ہے - وہ اوپر آجاتا ہے - کیونکہ وہ
بات اوس کے باطن کی فرستادہ ہوتی ہے - نہ کہنے والہ کا مافی الضمیر اور نہ لکھنے والہ کے قلم کی تحریر **مصرع**

خدایا از دوئی یکتائیم بخش -

گفتار در التماس تسمیہ این مجموعہ

ایک روز مینے اپنے ہم نشینون کے ساتھ انجمن یکجہتی منعقد کی تھی جس مین کتاب ہذا کے مندرجہ

---

[۱۵] جس شخص نے راہ ہدایت کی پیروی کی - اُس کی سلامتی ہے ۱۲

حالات بیان ہورہے تھے - مینے عرض کیا ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ آج کی رات سامعین کے عالم مثال مین جو نام ظاہر ہو - یا قلب مین ذریعہ الہام القا ہو - وہی نام ان چند فراہم شدہ یادداشتون کا رکھہ دیا جاوے - اِس کے دوسرے روز منجملہ سامعین شیخ قطب عالم بنواری نے بیان کیا - گزشتہ شب کو مینے شیخ قطب عالم ابن سید جی کو جو سید علاء الدین راقم کے نبیرون مین سے ہین - خواب مین دیکھا کہ سفر حجاز سے واپس تشریف لائے ہین - اور راقم کے مکان مین اُترے ہوئے ہین جب مین اُن کی خدمت مین حاضر ہوا - تو شیخ نے مالک خانہ کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب دیا **غوثی حسن** آج کل مشائخ **قدسنا اللہ باسرارہم** کے کچھہ حالات معرفت لکھہ رہے ہین - اور نام کی تلاش ہے - ارشاد فرمایا - ہمارا سلام کہنا - اور یہ مصرع پڑہ دینا مصرع نہادم نام این گلزار ابرار امید ہے کہ اس مبارک نام کی نوید پاکر نامورانِ جہان مین جلد اس کو شائع اور عالمگیر کردینگے -

گفتار در تمہید آنکہ معنی ہر عالم را صورتی ست مناسب آن

واضح ہو کہ مراتب وجود مین کوئی مرتبہ ایسا نہین ہے - کہ جہان حصول مقاصد (بیان ماہیت) کے واسطے خاص اسم اور رسم معین نہ ہو - اسواسطے اسما اور صفات کے آثار و احکام جو کائنات کے اصول ہین - مناسب مناسب طور پر ہر ایک عالم مین جلوہ گر ہین - پس تمام معانی تین قسم سے باہر نہین ہین - **عام مشترک** اور **خاص** عام کے واسطے تمام عالمون مین - اور مشترک کے واسطے مقامات اشتراک مین خاص صورتین اور رسمین مقرر ہین - لیکن جس طرح ہر ایک عالم کی مناسبتین مختلف ہین - اسی طرح مذکورہ بالا صورتین اور رسمین بھی مختلف ہین - رہا خاص اس کا حال اور شان اوسی عالم کے طریقہ پر - کہ جس کا یہ خاص ہی - ایسا قرار دیا گیا ہے - کہ اوس کی ماہیت اگر صاحب کشف و مشاہدہ - رسم و عبارت کا تو کیا ذکر ہے - اشارات کے ذریعہ سے بھی دوسرے عالم مین آشکار کرنا چاہے - تو نہ کر سکے - مگر مانند اور مثال کے ساتھہ جس کا نام دوسرے الفاظ مین اصطلاح ہے -

گفتار در تشبیہ و تعبیر الٰہیات

اصطلاح محققان بالکل اس طرح پر ہے - کہ جیسے کوئی شخص سحر ابن پیدا ہوا - وہین اوس نے

پرورش پائی اور وہین بڑہا۔ پہر وہ کسی آباد شہر مین گیا۔ اور چند روز وہان رہکر انواع واقسام کے کہانون۔ عمدہ لباسون۔ اور خوش فضا عمارتون سے مستفید ہوا اس کے بعد جب وہ پہر اپنے مسکن صحرا مین جاویگا تو صحرا والے اُن چیزون کا حال اُس سے دریافت کرینگے۔ جو مخصوصات شہر مین سے ہونگی بیابان نہ ہونگی۔ اور نہ صحرا والون کی زبان مین بمقابلہ اُن چیزون کے کوئی لفظ موضوع ہوگا۔ تو ایسی صورت مین وہ صحرائی شہر کی عجیب وغریب اشیا کی خصوصیات کس طرح بیان کرسکیگا سوائے اسکے کہ اُسی صحرا مین سے تلاش کرکے ایسی چند چیزین بہم پہونچا دے گا جو فی الجملہ شہر کی موجودہ اشیاء سے مشابہ ہون گی اور اُن مشابہ منتخب چیزون کے نامون کے ذریعہ سے شہر کے عجائبات کو جواب مین بیان کرے گا۔ اور یہ طریقہ بیان کا شہر جانے والون کو صحرا مین واپس آنے پر خصوصیات شہر بیان کرنے کے واسطے اور نیز جو دوسرے صحرائی۔ جو شہر مین جاتے آتے ہین۔ اون کو ماہیت اشیا جاننے کے واسطے دستور العمل ہوجاوے گا۔ بس اسی طرح پر ہے ہر ایک فن کی اصطلاحات کی وضع۔

گفتار در التزام ملازمت دانایان فنون

واضح ہو کہ ہر ایک فن کا اوستاد اُس فن کی جزئیات کو اچہی طرح پہچانتا ہے۔ لہذا جو شخص کسی فن کا طالب ہو۔ اُس کو اُستاد فن کی تعلیم گاہ کی حاضر باشی ضروری بات ہے۔ اِسی وجہ سے کہتے ہین کہ نو آموز جب تک راز شناسان فنون کے مدرسہ تعلیم مین ایک مدت تک حاضر رہ کر اکتساب علم نہین کرتا ہے۔ الفاظ سے آگے بڑہ کر معانی مصطلحہ پر عبور نہین پاتا ہے۔ گو لغات والفاظ کی بندش اپنے مقامات کے اعتبار سے کتنی ہی چست اور درست ہو۔ لیکن گوہر مراد ہاتہ نہین آتا ہے۔ اُس شخص کو ہوشیار سمجہنا چاہیے جو یہ خیال نہ کرے۔ کہ مینے جو کچہ استنباط کیا ہے۔ یہی مراد قوم ہے۔ بالخصوص صوفیون کی اصطلاح مین اپنی لغت دانی پر ہرگز فریفتہ نہین ہونا چاہیے۔ کیونکہ لفظی مفہومات اور اصطلاحی معانی مین بے نہایت بُعد ہوتا ہے فرد

چشمہ حیوان کجا لعل لب جانان کجا		ہر دو جان بخشند اما این کجا وآن کجا	

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ کتب تصوف کے پڑہنے والے یہی اہل کشف ہین۔ نہ اہل اکتساب۔ اور نہ وہ لوگ جنہون نے صرف ظاہری علوم تحصیل کیے ہین بس جو شخص بستان وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کا

نوآموز طالب علم ہے۔ اُس کو مناسب یہ ہے کہ خود دانی پر گھمنڈ نہ کرے - اور اگر الفاظ کے ذریعہ سے مراد قوم معلوم نہ کر سکے - یا اپنی رفتار سے کسی طرف راستہ نہ نکال سکے - تو نفس کو اپنا پیشوا نہ بنا دے - جو غیرت دلانے والا ہے - بلکہ جبین نیاز خاکساران طریقت کے پانون پر رکھے - کیونکہ یہ شاہبازان عرش پرواز مین اولٰان سے ہمت اور توجہ کی درخواست کرنی چاہیئے - اور اہل حقیقت خدائی گروہ کی ہدایت و تلقین سے سلوک و طریقت کا فائدہ اوٹھانا چاہیئے - پھر اس کے بعد چاہیئے - کہ کمر ہمت باندھ کر توفیق الٰہی کی مدد سے اس راہ مین قدم رکھے - اور عدم حصول سے دل تنگ نہ ہوکر صبر و سکون کے ساتھ توجہ اور کوشش کرے -

گفتار در انگارہ فہرست نامہ

کمترین بندہ آفریدگار گوناگون الفاظ دنگار رنگ معانی - فرمان پذیر اوامر و نواہی پیام آوران کیش آرا آرزومند آستان بوس صفاسگالان حقیقت پژوہ - فریفتہ گہر فشانی دانشوران مشکل کشا ہوس پیرائے ہمدردی عقیدت اندوزان اخلاص آمود - دیوانہ دیدار فرشتہ منشان یوسف رو ہم روز گردہ گرفتاران یعقوب اندوہ - شیدای سخن سنجی فصاحت وران جادوکار شیفتہ عندلیب سرائی داودی نوایان دل نواز - مومیائی جوی شکستہ دلان خرابہ نشین جاروب فرسست مشارع برہنہ پایان بادیہ پیما - نگارندہ احوال ناموران فردوس خرام یعنی **غوثی حسن** نے خدا اس کو بھی کسی قدر ابدی معرفت نصیب کرے - جب قلم و زبان سے اِس پُر بہار اور سرسبز گلزار کی آرائش اور نخلبندی کی - تو اولین مسودہ مین بدین تفصیل پانچ قسم کے اصحاب کی یادداشتون سے پودے لگائے تھے - ایک وہ لوگ جنہون نے ظاہری و باطنی صفائی حاصل کی ہے - اور جن کو زمانہ سابق کے تاریخ نگار اصحاب تحقیق اور مالکان ہر دو عالم کہتے ہین - دوسرے وہ لوگ جو صاحب علم ہین - اور وہ تاریخ قدیم مین دانشمند اصحاب کے نام سے یاد کئے گیے ہین - تیسرے وہ گروہ جو پہلو نشین دشمن (نفس) کے مقابلہ مین فوج آرائی کر رہے ہین - اور جن کو مورخان سابق بلفظ سالوک لکھتے ہین - چوتھے وہ قوم جو شریعت و سنت کی راہ راست پر گرم رفتار ہے - اور جس کے افراد کو زبان قدیم مین زہاد کہتے ہین - پانچوین وہ جماعت جس کا اندرون آباد اور بیرون ویران ہے اور جس کا نام اہل اصطلاح کے

نزدیک مجاز ہے - مگر از راہ احتیاط و اہتمام تصحیح کے وقت ناملشاخین کاٹ چھانٹ کر دوسرا نسخہ اور دوسرے نسخہ سے تیسرا نسخہ مرتب کیا - اور اس تیسرے نسخہ کے مقدس زمین مین پانچون قسم کے سرسبز پودون کو چار چمن مین تقسیم کیا - اور ہر ایک چمن مین شائستہ انجمنین قایم کین - رباعی

غوثی ز قلمے سرکن و سرکن سخنے
کاراستہ نوبہار ہر سو چمنے

بریاد گذشتگان گلزار درون
در ہر چمنے فراہم آرا انجمنے

مذکورہ بالا صورت کے ساتھہ ترتیب و تقسیم اس غرض سے کی گئی ہے - تاکہ اُس دل آویز چمن اور دلستان انجمن کے تماشائی - اپنے باعبرت دلون کو نور بینش سے - اور احول آنکھون کو دست بینی کے سرمہ سے روشن کرین - اور اپنا اندر اور باہر یعنی تمام جسم و جان ایک ہی کے خیال مین مصروف کر کے حسن - اخلاق اور مبارک عادات اختیار کرین - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ عالم عقبیٰ مین صدہا الذ نیک اخلاق اور عادات صورت عروسی قبول کر کے زینت بہشت کا سرمایہ اور الٰہی صفات کا مظہر ہو جاوینگے -

پُرانے کشف و کرامات سے بھرے ہوئے تاریخی حقائق نامون کی جن صاحبون نے ورق گردانی کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ بہشت اور جو کچھہ بہشت مین ہے - دل دار کے رویت - دل آرام کا دیدار - دل کش مکانات - دل کشا کھڑکیان - دل فروز جالیان - دل آرا تخت - دل نشین فروش - دل پسند طعام دل فریب لباس - دل آشوب غلمان - دل نواز نغمہ - دل آویز درخت - دل خواہ میوون کی کلیان - اور دن جو بنے ہوئے چشمے وغیرہ وغیرہ - یہ سب آدم زاد کے افعال و اخلاق کی صورتین ہین - جو مجرد نفس و عقل کے بیابان مین - مرکب اجسام کے ذریعہ سے نمایان ہوئی ہین - علیٰ ہذا القیاس دوزخ اور ما فیہا[1] من اسباب العذاب یہ بھی صورتین ہی ہین - جنہون نے انسانی افعال کے طلسم مین حلول کیا ہے - دوستون کو واضح ہو - کہ محقق قدما کی یہ دریافت اور کشف بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے - جو ہر فرد کے ہاتھہ مین ہے تاکہ وہ اپنے دوسرے عالم کی حالت کو اپنی چشم بین آنکھہ سے دیکھہ سکے - پس جس شخص کا وجود ظاہر مین تجلیات جمالی کا مقتضی ہے - اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئین ظاہر ظہور معنوی فردوس مین سمجھکر خدائے پاک کا شکر بجالاوے - اور جس کی صورت علمیہ خارج مین سمائے جلالی کی مظہر قرار دی گئی ہے - اُس کو اپنے تئین حکمی دوزخ مین شمار کر کے - اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگنی چاہیئے - اور پھر ہر ایک کو اس نفس الامری معرفت کی مدد

[1] - اور جو اسباب عذاب دوزخ مین ہین ۱۲

سے چاہیئے۔ کہ خداشناسی کے بلند مرتبہ کو پہونچکر یہ بات دریافت کریوے۔ کہ مطلق خلافت ہم شکل سمجھنے
کا ذریعہ۔ اور ہمسری کا نمونہ ہے۔ اور اِس معما کو اس طریقہ سے حل کرنا چاہیئے۔ کہ ناسوتی عالم صورت۔ خداوند
تعالیٰ کی ازلی صفات کے علم و آثار ہین۔ اور جہان قدسی۔ انسان کے افعال و احوال کی تصویر۔ کیونکہ ملکے
ملکوت کی پیدائش۔ واجب الوجود کے اسماو صفات سے اور بہشت و دوزخ کی آفرینش۔ انسان کے اعمال
اور اخلاق سے ہے۔ لیکن جب تک انسانی آنکھون کو خاک گور کا سرمہ۔ ناسوتی رمد سے نجات۔ اور اُخروی
زندگانی کا کحل الجواہر۔ لطافت مین روشنی نہین بخشتا ہے۔ تب تک وہ آنکھین بیمارون کی طرح۔ جاوید باغون
اور آتشکدون کا تماشا نہین کر سکتی ہین۔ جس طرح کہ صفات وجوبیہ قدیمہ کا اقتضا جب تک وجود مطلق کو
تعینات کی امداد اور اعیان ثابتہ کی اجازت سے امکانی صورتون کا لباس نہین پہناتا ہے۔ تب تک وجود مطلق
کو آسمان بیچونی و بیچگونگی سے ملک و ملکوت کے میدان مین (جس مین چون و چند کی گنجایش ہو سکتی ہے) نزول
نہین ہو سکتا۔ اِس قسم کے موحدانہ کلام اور حرف و صوت سے بیگانہ مفہوم کی تمہید و تفصیل کے لیے فی نفسہ
جداگانہ دفتر چاہیئے۔ جو لوح محفوظ کی مثل ہو۔ ایسی عظیم اور عظیم الشان تمہید و تفصیل کتاب ہٰذا کے دیباچہ مین تا دیل
کے ذریعہ سے کیونکر آسکتی ہے۔ جو کوتاہی کلام کے ساتھ نامزد ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ تمام فہرست جس قدر کلام
سے انجام کو پہونچ جاوے۔ بس اسی پر اکتفا کرون۔ اور زبان و قلم کو بزرگان دین و یقین کی یادنگاری مین
مشغول کردون۔ باصفا گروہ کی دوستی کی بدولت اپنے نامۂ اعمال سے گناہون کی سیاہی دور کر کے۔ اس کی
جگہہ التماس کے قلم سے یہ عقیدہ لکھدون **مصرع** بدان را بہ نیکان ببخشد کریم۔ اور بکمال ادب یہ نالہ مصرع
الشفاعۃ الشفاعۃ اے بزرگان عاصیم۔ معنوی قیامت مین بلند کرون۔ کہ عبارت اپنے احوال اور افعال
کے مناسب ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُرْهِقْنَا مَا اَعْطَيْتَنِيْ عِلْمَكَ بِلَا عَمَلٍ مِّنَّا حَتّٰى نَعْلَمَ حَقِيْقَةَ قَوْلِنَا[۱]
بِاَمْرِكَ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ؕ

گفتار در تعین القاب

خدا کرے۔ دانش آباد دل کی عمارت۔ جہالت کی خرابی سے۔ اور آزاد خاطر کی بے تعلقی کی نوبہار۔

---

[۱] ۔ یا اللہ تو ہم کو وہ شے عطا فرما جو تو نے ہمارے لیے بلا ہمارے عمل کے اپنے علم مین عطا فرمائی ہے تاکہ تیرے ارشاد قل لن یصیبنا الخ
مین جو ہمارا قول ہے۔ اوس کی حقیقت ہم جان لین۔ اور وہ قول یہ ہے۔ اے پیغمبر تم ان لوگون سے کہو۔ کہ جو کچھ خدا نے ہمارے
لیے لکھدیا ہے۔ اوس کے سوا کوئی اور مصیبت تو ہم کو پہونچ سکتی نہین ہے ۱۲

علائق کی خزان سے محفوظ رہے - یہ چند باتین جن کو میرا قلم تالیف کا ... رہا ہے - اِس بارہ مین ہین - کہ اِس کتاب کے
مطالعہ کے وقت جس شخص کا دل زود فہمی اور سرعت انتقال کا مشتاق ہو - اُس کو کسی لقب اور خطاب کے معلوم
کرنے مین یہ تامل اور فکر پیدا نہ ہو - کہ فلان لقب اور خطاب کس کا ہے - اور مرجع اس کا کون بزرگ ہین - اِس لیے
ایک معین صفحہ مین تمام صراحت سے لکھتا ہون - (۱) معین الاولیا سے مراد سلطان کشور کشاے ولایت
و کرامت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ہین - جنکی خوابگاہ اجمیر مین ہے - (۲) قطب المشائخ یا قطب الاولیا سے
مراد - خداوند خلافت عظمیٰ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بابرکات ذات ہے - (۳) نظام العرفا یا نظام الاولیا
سلطان مشائخ عارف اطوار کاشف اسرار شیخ نظام الاولیا کا مبارک لقب ہے - یہ دونون بزرگ خاندان
چشت کے چراغ ہین - اور شہر دہلی مین ان کے مرقدہاے منورہ ہین - (۴) بہار الاسلام یا بہار الاولیا سے
مقصود قافلہ سالار رہروان طریقت - رہنماے سالکان شاہراہ حقیقت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا
ملتانی ہین - (۵) غوث الرحمٰن یا غوث الاولیا - شاہنشاہِ اقلیم جامعیت ابو المؤید حمید الدین شیخ محمد غوث
کا خطاب پاک ہے - جن کا مزار مبارک شہر گوالیار مین ہے - (۶) لفظ وجیہ الملۃ سے مراد - دانش آموز صوری
و معنوی - بینش اندوز حقیقی و مجازی اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد ابن نصر اللہ علوی احمد آبادی ہین -
(۷) اور کلمات مسیح القلوب یا مسیح الاولیا سے مراد - حافظ الاوقات رافع الدرجات شیخ عیسیٰ ابن قاسم
سندھی کی ذات فیض آیات ہے - ملاحظہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز نخستین چمن

اس چمن مین ساتوین صدی کے صوفیون علم والون - پرہیزگارون - خداپرستون - مجذوبون کے احوال وافعال کا بیان ہے - اسے خرد - اُٹھ بیٹھ - اور کچھ ذوق سے کام لے - دیکھ اس چمن کی ہر ایک یادبجاے خود ایک نہال ہے جس کو طوبیٰ کہہ سکتے ہین - اور جس مین ہر ایک طرح کے دلخواہ میوے موجود ہین - ان میوون سے ہر ناکام اور کامیاب دونون کو اُس خداوند تعالیٰ شانہٗ کے شکروسپاس کا مزہ حاصل ہوتا ہے جس نے انسان کا عجیب وغریب بودہ اولاً علم اور بعدہٗ عین کے باغ مین لگایا - اور جب تک قیامت کی خزان نہ آوے گی تب تک وہ اُسکی نوعی تنہ سے افراد در احوال کی گوناگون شاخین اور پتے اس طرح پیدا کرتا رہے گا - کہ اگر سابقہ شاخ یا پتہ ٹوٹ جاوے - توبجاے اُسکے فوراً دوسری شاخ یا پتہ قایم ہو جاوے - اور غرض اس سے یہ ہے - کہ حقیقی وجود کے درخت کی شاہبت اس مین نمایان ہو - جس کا عظیم الشان تنہ وحدت ذاتی ڈالیان صفات - اور پتے تجلیات ہین - ایہ ہر آکا ایہہ مصرع

بوستان از دوستان سازیم دستی ہا کنیم

یادشاہ یوسف ملتانی

پیدایش توکرویز علاقہ کابل مین ہوئی تی - مگر آپنے ہجری سنہ پانسوپچاس مین بہ ترک سکونت ملتان مین آکر قیام فرمایا - آپ کے زمانہ زندگی کے واقعات عجیب وغریب اور بےشمار ہین - جو تمام وکمال بیان مین نہین آسکتے ہین - رحلت فرمائی کے بعد بہی بہت سی کرامتین آپ کی ظاہر ہوئی ہین - سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے - کہ جب کوئی شخص بارادہ بیعت آپ کی قبر کے پاس جاتا تھا - تو آپ مزار کے اندر سے ہاتھ باہر نکال دیتے

تھے - اور مرید کے ہاتھ پر رکھکر یَدُ اللّٰہِ[۵۴] فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ کے آثار کا ثبوت دیتے تھے - شیخ صدرالدین بن شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہما کے مبارک زمانہ تک یہ سلسلہ جاری رہا - چونکہ صدرالملۃ کی کوشش اِس بارہ مین زیادہ رہتی تھی - کہ آنجہانی معاملات مخفی رہین - لہذا آپ کی یہ روش صدر الملۃ کی طبیعت کے خلاف واقع ہوتی تہی - ایک روز صدر الملۃ شاہ یوسف کی قبر پر پہونچے اور فرمایا - یوسف - ہاتھ اندر کھینچ لو - اور دراز دستی چھوڑ دو - اِس کے جواب مین قبر کے اندر سے آواز آئی - صدر - آج درویش کا ہاتھ تمنے کوتاہ کیا تو تمہارا نام درویش نے بھی لوح زمانہ سے مٹا دیا - یہی وجہ ہے کہ شیخ بہاء الدین کے بعد شیخ رکن الدین کا نام لوگون کی زبانون پر روان ہے - اور صدر الاسلام کا نام درمیان مین نہین آتا باوجودیکہ صدر الاسلام - رکن الدین اولیا کے پدر بزرگوار ہین - قدس سرہم - شاہ یوسف کے پیر شاہ قسور[۵۵] جنیدی علوی کردیزی ہین - یہ اویسی تھے -

اُویس صوفیون کی اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین - جس کو پیر ہدایت کے واسطہ کے بدون خاص مبدء الیہ سے فیض ولایت پہونچے اور بس - بعض کی رائے یہ ہے - کہ جو شخص قول مین فعل مین اور اعتقاد مین سنت رسول کا اتباع کرے - اور اوسی پر چلے - اور اس طرح پر جناب خاتم النبوۃ والشریعۃ علیہ السلام کے باطن اقدس سے فیض پاوے وہ اویسی ہوتا ہے - بعض یہ کہتے ہین - کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو فیض پہونچے - وہ اویسی ہے - بعض کا خیال یہ ہے - کہ جو صاحب ولایت جامع محمدیہ کے سجادہ نشین ہین - علٰی منشیہا افضل الصلوٰۃ اون کے باطن سے جس شخص کو فیض حاصل ہو بغیر اسکے - کہ وہ ظاہر مین ملازمت کرے - وہ اُویسی ہوتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے - کہ جس شخص کو اولیاے اُمت مین سے کسی کے ہی باطن سے بدون توسط اور بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو - اُس کو اویسی کہتے ہین -

یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو گزشتہ زمانہ مین حاصل تھا - اور اب بھی حاصل ہے (۱) بابا حاجی روزبہ یہ زمانہ سلطنت کے اولیائے دہلی مین سے ہین مشہور یہ ہے - کہ بزمانہ راجہ پتھورا قلعہ کی خندق مین گوشہ گزین تھے - آپ کی بدولت ہزارون آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے (۲) پیر علی ہجویری غزنوی جن کی خوابگاہ لاہور مین ہے (۳) شیخ جلال الدین پورانی جن کا حال مولانا جامی قدس سرہ نے بھی کتاب نفحات الانس مین لکھا ہے - (۴) شیخ حسین زنجانی - (۵) سید ابراہیم اویسی (۶) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری - (۷) شیخ محمد نومسلم بنگشی افغانون کے پیر (۸) شیخ احمد متوکل اجینی - اور نیز ان کے سوا اور بزرگ بھی اویسی ہو چکے

۵۴ اللہ جل شانہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون کے اوپر ہے ۱۲ ۰ ۵۵ قسور بمعنی شیر ۱۲

ہین - قدس اسرارہم چنانچہ ہرایک کی یاد مین یہ ذکر کیا گیا ہے مصرع مست شو واسطی اویسی کیست

یاد شیخ ابوالحسن علی

آپ ابو علی عثمان ہجویری جلابی غزنوی کے فرزند ہین - خوابگاہ لاہور مین ہے - عارف - عالم - موحد - محقق - اہل تصنیفات اور صاحب اشعار تہے - کشف المحجوب مین لکہا ہے - مینے ایک دیوان ترتیب دیا تہا - جس کی غزلون کے مقطع مین تخلص نہین کہا تھا - ایک چوری پیشہ شخص نے کیا گیا - اُن غزلیات مین اول سے آخر تک اپنا تخلص داخل کر دیا - لہذا مین اس خوف سے رسالہ ہذا کے اندر ہر ایک مقام پر بتقریب نکال کر اپنا نام وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکہتا ہون بعض کا خیال ایسا ہے کہ شیخ آغاز سلوک مین اویسیہ تہے - لیکن شیخ نے خود لکہا ہے - کہ طریقت مین میرے پیر شیخ ابو الفضل محمد ابن حسن جیلانی ہین - جو ابو الحسین خضری کے بزرگ خلیفہ ہین - اور ابو الحسین - ابوبکر شبلی کے شاگرد ہین قدسنا اللہ باسرارہم -

تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے - کشف المحجوب کے مصنف وہ بزرگ ہین - جن کا مبارک مزار لاہور مین ہے - اور بعض کہتے ہین - کہ مصنف کشف کی خوابگاہ غزنین مین ہے - لیکن اولین بیان - دوسرے بیان کی بہ نسبت قریب بہ صحت زیادہ ہے مصرع گر بگویم ور نگویم نام او نامی بود

یاد شیخ فخر الدین حسین زنجانی خوابگاہ لاہور

آپ کے موحدانہ اقوال مین سے ہے - اَلْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَّا قَلْبَ لَهٗ وَلَا رَبَّ لَهٗ[۵۰] توحید ذاتی کی تجلیات کے جہان اور کشف ہین - اُنہین مین سے ایک یہ کشف بہی ہے - اور نہایت بلند مرتبہ کشف ہے اس کے عالی مقام کو ہر ایک سالک نہین پہونچ سکتا - شیخ جمالی دہلوی نے سیر العارفین مین لکہا ہے - کہ شیخ سعد الدین حموی اگرچہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہین - قدس سرہم لیکن سلوک اور توحید کے مدارج - پیر زنجانی کی ہدایت سے طے کر کے کمال حاصل کیا تہا - اور جب خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری ہند کو تشریف لائے تہے تو اُسوقت چند روز لاہور مین پیر زنجانی کی

۵۰ - میرے نزدیک فقیر وہ ہے - جس کا قلب نہو - اور نہ اوس کا کوئی رب ہو ۱۲

مصاحبت مین بھی قیام فرمایا تھا - باہم رازداری اور خدا شناسی کی باتین ہوا کرتی تھین - قدسنا اللہ باسرارھما - مصرع نقر ادھم نگشت الفقر فخری سید ہو

یاد بابا حاجی رتن ابن نصر ھندی

آپ کی کنیت ابو الرضا ہے - بعض کہتے ہین - کہ آپ اولیاے اُمت مین سے ہین - اور بعض کہتے ہین - اصحاب مین سے ہین - ایک بزرگ شیخ رضی الدین علی ابن سعید لالا ابن عبدالجلیل غزنوی ستھے - جو حکیم سنائی کے چچازاد بھائی تھے - اور حکیم سنائی شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید - اور ایک سو چوبیس مردان خدا کے خلیفہ تھے - یہ بزرگ لکھتے ہین - کہ مین ہجری سنہ چھ سو میں مین ہندوستان کے اندر آیا اور بابا سے ملا تھا - اُس وقت بابا نے حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کا خاص شانہ مبارک جو میرے نام زد تھا مجکو عطا فرمایا تھا اور نیز سرور انبیا علیہ السلام کے جلسک چند باتین فرمائی تھین -

شیخ علاء الدین سمنانی نے ایک کتاب لکھی ہے فصل الخطاب جس مین اُنھون نے احادیث رتنیہ کی تصدیق کی ہے - اور نیز اُس مین خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی کی بھی روایت لکھی ہے اس کتاب مین لکھا ہے - کہ مین شیخ علی لالا کی خدمت مین پہونچا - اور بابا کے ہاتھ سے شانہ ملنے کا معاملہ مینے سنا - اور وہی شانہ آج مجھکو پہونچا ہے - لیکن محدثین کی جماعت ان پر طعن کرتی ہے -

کہتے ہین - سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود - حدیث نبوی ایسے شخص سے سننا چاہتا تھا جس نے بلا واسطہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہو - اس اثنا مین خبر ملی - کہ ہند مین ایک بڑے معمر شخص موجود ہین - جو اپنے تئین صحابہ مین شمار کرتے ہین - سلطان نے کمال عزت اور التجا کے ساتھ آپ کو غزنین مین آنے کی تکلیف دینی چاہی - مگر آپنے آنا قبول نہین کیا - جب تک بہت سا مال و متاع آپ کے پاس نہین پہونچا - جب آپ کہ بیر فرتوت تھے دار الخلافہ مین پہونچے - تو سلطان نے استقبال کیا - اور طلائی و نقرئی پھول آپ کے گھوڑے پر نثار کیئے آپنے اپنے ہاتھ سے اُن منتشر سنگ ریزون کو فراہم کیا یہ حال دیکھکر سلطان اور نیز تمام امرا سخت متعجب ہوئے اور دریافت کیا - کہ اولا اس قدر علما اور مشائخ آپ کی طلب مین گئے - مگر آپنے قبول نہ کیا - جب تک ہمنے مال نہین بھیجا - اور یہان بھی آپ کی طرف سے حجر بات د فراہم کرنا دیکھا گیا - یہ اصحاب فنا کا کام نہین ہے - آپنے جواب مین :: دو حدیثین روایت

کین - ایک یہ[۵۱] اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ دوسری یہ[۵۲] یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ فِیْہِ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ یہ دو حدیثین سناکر آپ نے سلطان اور تمام اکابر کی دیرینہ آرزو پوری کی - راقم کے خیال مین یہ بات آتی ہے - کہ جب سوال اس قسم کا تھا - کہ ہجو فعل کا ارتکاب منصب درویشی کے مناسب نہین ہے - تو مجیب نے مقام جواب مین یہ دو حدیثین بیان کرنے سے تین کام کئے اول آرزوے سلطان پوری کی جو صحابہ کی زبانی حدیث کا سننا تھی - دوسرے از راہ کسر نفسی اپنے تئین عوام مین سے شمار کرکے - دونون حدیثون کو بظاہر سوال مذکور کا جواب بنایا - تیسرے اشارہ سے بتادیا کہ ہاتھ آلودہ کرنا حرص اور احتیاج سے نہین ہے - بلکہ روایت حدیثین کی تقریب سے ہے -

شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اَلْاِصَابَۃُ فِیْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابَۃِ مین بابا کا ذکر لکھا ہے اور آپ کے حالات کے متعلق بہت سی باتین تحریر کی ہین - لیکن اس مین شک نہین - کہ وہ بھرتی کے شائبہ سے خالی نہین ہین - مختصر یہ ہے - کہ بابا کے نفس قدسی نے زمانہ جاہلیت مین عنصری لباس پہنا تھا - ایک قصبہ متعلقہ دہلی یا لاہور مین - اور آغاز ہوش مین آپ نے ایک قافلے کے ساتھ عربستان کا سفر کیا - عربستان کی سیر کے بعد معاودت کی جب ہند مین واپس آئے تو خبر ملی - کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے - چنانچہ پھر دریا کے راستے مکہ معظمہ کو کوچ کیا - اور سعادت صحبت سے سرفرازی حاصل کی - چند روز خدمت مین قیام کرکے پھر جانب ہند معاودت فرمائی - اور اپنے مکار نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیاں لڑکر بالآخر فتح پائی - اور تمام جہان کو مشرق سے لیکر مغرب تک ناپ ڈالا - عجیب عجیب خوفناک مقامات مین چلہ کشیاں کین - اور جھونپڑیاں بنائین - چھٹی صدی مین جو ارباب سعادت تھے - وہ بابا کی بدولت تابعین - رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے شرف سے مشرف ہوئے اور بابا نے ساتوین صدی مین رحلت فرمائی - ہوشیار سیاح کہتے ہین - کہ سراندیپ مین صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ کے قدم گاہ کے نزدیک آپ کی قبر ہے -

یاد خواجہ معین الدین حسن حسینی سنجری قدس سرہ

ہجری سنہ پانسو سینتیس مین آپ کی علمی صورت نے عنصری خلعت پہنکر قصبہ سنجر مین جو علاقہ سجستان مین ہے پردہ غیب سے عالم شہود مین ورود فرمایا - لیکن پرورش آپ کی صوبہ خراسان مین ہوئی - آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین حسن نے آپ کو گیارہ سال کی عمر مین یتیم چھوڑا - اسی اثنا مین ایک روز مجذوب آلہی ابراہیم نام کا آپ کے باغ مین گذر ہوا

[۵۱] انسان - احسان کا غلام ہوتا ہے ۱۲ [۵۲] آدم زاد بڈھا ہوجاتا ہے - مگر اس کے اندر دو عادتین جوان ہوجاتی ہین - ایک حرص دوسرے طول امل ۱۲

آپ نے انگور کا ایک خوشہ نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ مجذوب کے آگے پیش کیا۔ مجذوب کے ہاتھہ مین ایک ٹکڑا نہاتلی سی کی کھل کا۔ سوہ اپنے دانتون سے چاپ کر آپکے منہ مین ڈالا۔ جب وہ پیٹ مین پہونچا۔ تو اندرون جسم ایسا روشن ہوگیا۔ کہ جس سے تمام علائق یک لخت نیست ونابود ہوگئے۔ لہذا کل تعلقات سے دل ہٹا کر حقیقی رہنما کی جستجو مین چلے۔ اور تقدیر کی رہنمائی سے اولاً ہرون مین پہونچے۔ جو نیشاپور کے اعمال مین سے ہے۔ یہان پر قدوۃ الاولیا خواجہ عثمان ہرونی کی ملازمت حاصل کی۔ اور مدارج بیعت ادا کرکے ڈھائی سال برابر پہلونشین دشمن یعنی نفس کی اصلاح مین کمربستہ رہے۔ اور بالآخر کامیاب ہوئے جب یہان سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ اور سند مل گئی۔ تو دیگر خدا شناسان ملک کی ملاقات کے ارادہ پر جہان گردی شروع کی مشائخ قدس سرہم کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا اولاً کوہ جودی کے دامن مین جو بغداد سے سات منزل دور ہے اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے حضور مین پہونچے۔ اور جو کچھہ ازلی حصہ نصیب مین لکھا تھا۔ وہ حاصل کیا۔ اسی طرح بر سنجار مین نجم الاولیا شیخ نجم الدین کبری کو۔ بغداد مین شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب سہروردی۔ شیخ اوحدالدین کرمانی۔ اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کو۔ ہمدان مین شیخ یوسف ہمدانی کو۔ تبریز مین شیخ ابوسعید۔ اور شیخ جلال الدین تبریزی کو۔ استرآباد مین شیخ ناصرالدین کو۔ غزنین مین شمس العارفین عبدالواحد پیر شیخ نظام الدین ابوالمو یدکو اور لاہور مین شیخ حسین زنجانی مرشد شیخ سعدالدین حمویہ کو دیکھا۔ اِن باخبر مقبولان بارگاہ ایزدی مین سے ہر ایک کی خدمت مین تھوڑے تھوڑے روز حاضر رہکر ملازمت کی۔ رازداری کی باتین ہوتی رہین۔ اور بہت کچھہ معرفت الٰہی کا سرمایہ بہم پہونچایا۔ گویا خدائی معرفتون کا آپ خزانہ ہوگئے تھے۔

آپ کے حالات کا مختصراً بیان اس طرح پر ہے۔ کہ لوگون سے بہت کم ملتے تھے۔ پہاڑ اور صحرا کے دامن مین بودوباش رکھتے تھے۔ ہمیشہ تیر وکمان پاس رکھتے تھے۔ اپنی خورش شکار سے بہم پہونچاتے تھے۔ پرانی چیندیان پیوند لگا لگاکر پہنتے تھے۔ کم کھانے کی عادت تھی۔ صبح کے وضو سے عشا کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور دن مین دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ آپ سبزوار مین ایک ستم پیشہ شخص کے باغ مین اترے ہوئے تھے باغبان نے حاضر ہوکر مالک باغ کی ناقابلیت سے کچھہ گزارش کیا۔ آپنے اوسپر کچھہ خیال نہ فرمایا۔ اور باغ سے باہر نہین گیے۔ اسی اثنا مین مالک باغ اپنے تونگرانہ سازوسامان کے ساتھہ آگیا جب خواجہ معین الاولیا کے نزدیک پہونچا۔ تو اوس کے جسم پر ہر عضو مین لرزہ پیدا ہوا۔ اور چہرہ کا رنگ زرد پڑگیا۔ ناچار تونگری شوکت کا سازوسامان تہہ کرکے خادمانہ ہاتھہ باندہ کر

کھڑا ہوا - خواجہ نے ایک بے پروایانہ نگاہ سے اُس کو دیکھا - اُس کے ہوش جاتے رہے - جب باغبان نے حسب ارشاد خواجہ - بیہوش کے منہ پر پانی چھڑکا - تب بیہوشی دور ہوکر ہوش مین آیا - اور نیازمندانہ زمین پر سامنے گر پڑا - ارشاد ہوا - نالائق حرکات سے باز آ - چنانچہ باز آیا - اور بیعت ہوا - اوس کے سب ہمراہیون نے بھی فرمان برداری قبول کی -

کہتے ہین - کہ جس سال معز الدین سام نے دہلی فتح کر کے قطب الدین ایبک کے سپرد کی - اور ہنگام واپسی غزنین کے راستے مین دنیا سے رخصت ہوا اوسی سال خواجہ کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف حاصل کیا ہے - چونکہ یہان پر لوگون کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہین آیا - لہذا آپنے اجمیر کی طرف عزم فرمایا - حاکم وقت نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کر کے خواجہ کے ہمرکاب روانہ کیا - فوجدار کمال دل آوری اور شجاعت کام مین لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان - اور بعض مطیع اسلام ہوئے - بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا - اور وہین ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جا سویا -

کہتے ہین - خواجہ دو دفعہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے دیدار کے لیے دہلی مین تشریف لائے تھے - اور جس مکان مین اب شیخ رشید مکی کی خوابگاہ ہے - اُس مین اوترا کرتے تھے پہلی بار جو دہلی سے اجمیر کو گئے تھے - تو سید حسین مشہدی فوجدار کے عم بزرگوار سید وجیہ الدین حسینی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر کے ہمراہ لے گئے تھے - ستائیس سال اوس پردہ نشین باعصمت بی بی کے ساتھ بہ خوشی و خورمی زندگی گزاری - اور پسری اولاد بھی ہوئی - ستانوین [٩٧] سال کی عمر آپنے پائی - بعدہ چھٹی رجب ہجری سنہ چھ سو تینتیس [٦٣٣] روز شنبہ کو عالم آخرت کی جانب کوچ فرمایا - اور اجمیر مین خوابگاہ تیار ہوئی - آج اوس کی عمارت نہایت عالیشان ہے - اور ہر سال لوگ گروہ کے گروہ ہر ایک ملک سے عرس کے موقع پر آکر جمع ہوتے ہین - اور جس قدر مشائخ چشت ہند مین مدفون ہین - سب اپنی خلافت کے سلسلہ کو حضرت خواجہ تک منتہی کرتے تھے قدس اسرارہم سوائے ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈو (مانڈو) والے کے - کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے - اور شیخ رکن الدین اپنے تئین چھ واسطے سے خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہین - انشاء اللہ العزیز یہ حال اُن کی یاد مین لکھا جاوے گا -

انجمن

یہ انجمن اون خدا بین ذی بصیرت اصحاب کے بافروغ حالات کے بیان مین ہے جنہون نے اپنی نسبت کو

ہاتھ سے سعین الاولیا قدس سرہ کی بیعت کا دامن پکڑا - اور آپ کی رہنمائی سے خدا طلبی کے راستے مین قدم رکھا ہے - بعض نے خرقہ خلافت حاصل کرکے زندہ دلی حاصل کی - اور اُن کے سلسلہ پر ارباب دانش گروہ کے گروہ جا ملے - اور بعض نے اس طریقہ پر چلنے کی آرزو ہی نہین کی - اور ہمیشہ اپنے حجرہ وحدت مین تنہا نشین ہے قصہ کوتاہ جن معانی کا چہرہ واضح کے رنگ آمیز قلم نے الفاظ کے صفحہ پر کھولا ہی نہین ہے - ان معانی کا راستہ فقط وہ خیال - سوائے تمثیل کے پاؤن کے کیسے چل سکتے ہین - اس لئے اس ذی معرفت گروہ کے پر حقیقت حالات کی تعریف صراحت کے ساتھ نہین لکھ سکا - اور چونکہ تشبیہ سے دل ناخوش اور رسیدہ تھا مجبوراً تشبیہات سے بھی کام نہ لیا - ناچار ہر ایک کے نسب وحسب - وطن ومرقد - اور بیعت وسلسلہ کے متعلق چند باتین ایسے قلم سے لکھی ہین - جو بالکل سادہ اور صنایع وبدائع کے زیور اور آرایش سے برہنہ ہے - تاکہ سننے والے کو آگاہی ہو -

باوجودیکہ تمثیل اصل کی چہرہ پر ایک نقاب ہوتا ہے - تاہم تمثیل اپنی چمک دمک دکھانے سے - روحانی چہرہ کو آئینہ کی طرح جسمانی عکس کی شکل کر دیتی ہے - تمثیل دور بیٹھے ہوئے - گوشہ نشینون کو ویسے ہی جلوہ کا سامان بہم پہونچاتی ہے - جیسا کہ نزدیک والون کو نظر آتا ہے - تمثیل معنی کی پردہ نشین عروس کی صورت کشادہ رو شاہدون کے طور پر دکھلاتی ہے اور نیز جن منور چہرون پر مثل آفتاب کے نگاہ دشواری سے پڑ سکتی ہے تمثیل اُن چہرون کو آسانی کے ساتھ نظر آنے والے ماہ وشون کے سلسلہ مین عیان کرتی ہے - لیکن اگرچہ نکتہ آفرین طبیعت ان ساکنان شہر کشف کو تشبیہ وتمثیل کی امداد سے محسوسات کی آبادی مین پہونچاتی ہے اور نیز اُن کو کنج مکان سے نکال کر خیالی سنیہ پر اس طرح لا بٹھاتی ہے - کہ جو کچھ سنا جاوے اقرب بہ فہم ہو - بایں ہمہ اگر ناظرین غور سے دیکھین گے - تو عالم غیب کے مستورون کا حال ٹھیک طور پر اس طرح معلوم نہ کر سکین گے کہ جس طرح اُن لوگون کا حال معلوم کر سکتے ہین - جو حواس اور معقول کے میخانہ مین مست پڑے ہین - یہ ایسا ہے کہ جیسے قیاس غائب کا شاہد پر ہوتا ہے - کیونکہ ہر عالم کے ادراک کے واسطے جداگانہ رسم معین کیگئی ہے - ایک عالم کی اشیا کا - دوسرے عالم کی رسمون کے ذریعہ سے ادراک - صرف اُنہین اشیا تک پہونچ سکتا ہے - جو دونون عالم مین مشترک ہین - اس سے آگے خصوصیات تک نہین پہونچتا **مابہ الاختلاف** جو عالم کثرت کی آفرینش کا سبب ہے - معرفت کے سامنے ظاہر نہین ہو سکتا - ہر موجود اور ہر مظہر جس کو اسمائی کمالات اور تفصیلی حسن حاصل ہے اُس کی ماہیت کی شناخت ہاتھ نہین آتی - کائنات کے ذرے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا نہین ہو سکتے - اور راستہ چلنے والا - اس طرح کی رفتار سے منزل تحقیق کو نہین پہونچ سکتا - بس ایسے مقام پر چپ رہنا - سخن کا

مغز پوست سے جدا نہ کرنا - اور راست گوئی سے کام نہ لینا - دورنگی کی علامت ہے -
سنوجی - وہ شخص دانا ہے - جو ہستی کی تعریف کو جس کو ارباب ظاہر نے یونانی حکمت وفلسفہ کی کتابون مین مکڑی کے تنے ہوئے تانے بانے کی طرح تنا ہے چند پست آواز مگس طینتون کا جال سمجھے - مکھی کی طرح اپنی ہمت کا بیجا اوس مین نہ پھنسا دے - مانند طفل رنگین باتون کے فریب مین نہ آوے - اپنے تئین اس تھوڑی سی ملمع شناسی پر حقیقت اشیا کا جاننے والا تصور نہ کرے - وہم مین ڈالنے والے کاغذی نقوش کو نگینہ کی طرح صفحۂ دل پر جگہ نہ دیوے - جن نقوش نے جگہہ پکڑلی ہے - اون کو مٹ جانے والا سمجھکر فراموشی کی مدد سے صفحۂ دل کو سادہ بنا دینے مین کوشش کرے

شمۂ دیوانگی می باید وتا دانیم | المولفہ | تیرگی بخشید دل را حکمت یونانیم

اس بلند مرتبہ گروہ کی پیروی سے عرفان کا راستہ اختیار کرکے صفائی قلب وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[۷۱] کی جیسی ریاضت سے حاصل کرے - کشف کی آنکھین سے اصحاب خلوت اور ارباب جلوہ دونون کا تماشا کرکے - ناشناسائی اور وہم پرستی کے کوچہ سے نکل جاوے - اور باطنی ادراک کی روشنی مین حقیقت کے باغون کی سیر فرماکر جامعیت کے تخت پر بحیثیت خلیفہ متمکن ہو - تاکہ اُس کے قوی ادراک کے سامنے دوسرے ضعیف ادراک والون کی لچر اور پوچ اصطلاحین - عمدہ حیثیت سے فروخت نہ ہونے پاوین - اور سب کی استعداد کا ذاتی جوہر جس قدر وقیمت کا ہو - اُسی اصلی قدر وقیمت پر خریدا جاوے - اُس وقت مضمون لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا[۷۲] کا نقد اُس کو حاصل ہوگا - اور اُس کا یقین ایسے بلند درجہ پر پہونچ جاوے گا جہان نہ افزونی کو گنجایش ہوگی - اور نہ کم وکاست کو - اب مین اُن چند اصحاب کا حال لکھتا ہون - جو اس خوبی اور حسن شمائل کے ساتھ موصوف ہین -

یادار جمند فرزندان معین الاولیا قدس اللہ اسرارہم

بعض کہتے ہین کہ آپ کے کوئی فرزند نہ تھا - آپ حصور تھے - اور بعض کہتے ہین کہ آپ کی دو بیویان تھین - ایک سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر - دوسری ایک راجہ کی بیٹی جو خواجہ کے مرید ملک خطاب کی قید مین آگئی تھی - اُس کو مرید مذکور نے پیر کی خدمت مین بھیج دیا تھا - علیٰ ہذا القیاس سلطان التارکین ناگوری کا بیان

[۷۱] - اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین - ہم بھی اُن کو ضرور اپنے رستے دکھائین گے ۱۲
[۷۲] - اگر پردہ کھل جاوے - تو مین یقین کے اعتبار سے کچھ زیادہ نہ ہو جاؤنگا ۱۲

ہی خواجہ کے عیال دار ہونے پر دلالت کرتا ہے - جس کو اُن کے فرزند شیخ فرید نے کتاب سرور الصدور مین لکھا ہے - وہ یہ ہے - ایک روز خواجہ معین اولیا نے عیال دار اور صاحب اولاد ہونے کے بعد مجھ سے کہا کہ مین بیشتر جوانی اور تجرد کے زمانے مین جو بات دل مین آتی تھی بطلب یا بلا طلب ظہور پذیر ہو جاتی تھی - اور اب اس زمانہ مین - کہ پیری اور عیال داری دونون ہوگئی ہین - دل مین آئی ہوئی کوئی بات بھی علم سے عین مین نہین آتی ہے - مینے جواب مین عرض کیا - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ[۵۳] تھا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا[۵۱] اور ولادت کے بعد یہ درجہ ہوگیا هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ[۵۲] آپ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوئے -

خلاصہ کلام یہ - کہ جو بعض اصحاب خواجہ معین الاولیا کو حصور سمجھتے ہین - یہ ان صدر الذکر بیانات کے بموجب محض خیال ہی خیال ہے - بی بی حافظ جمال خاص خواجہ کی دختر ہین - عام شہرت واقعی امر نہین ہے - شیخ رضی کے نکاح مین تھین - جن کی قبر منڈلا کے حوض کے کنارہ پر ہے - جو مضافات ناگور مین سے ہے - اور بی بی دُر کی قبر حضرت خواجہ کی پائین ہے - سید محمد گیسو دراز دوسرے فرزندون کو بی بی عصمت سے سمجھتے ہین - اور خواجہ شمس الدین طاہر کو امۃ اللہ کنیز سے کہتے ہین مصرع بجز خدا سے نداند کسے حقیقت حال

چند اصحاب کا خیال یہ ہے - کہ آپ کے اولاد تو ہوئی - مگر خرد سالی سے کوئی بچہ آگے نہین بڑھا - سب خرد سالی مین ہی عالم قدس کو کوچ فرما گئے - بعض نے یہ بھی لکھا ہے - کہ آپ کے فرزندون مین سے چند کس عمرین پاکر درجہ رہنمائی پر پہونچے تھے - اور یہ بیان بہت ہی درست ہے - کہ آپ کے تین فرزند رشید تھے - جو مرشد بھی تھے -

سب سے بڑے خواجہ فخر الدین محمد اجمیری ہین - وہ دونون علم کے کمالات سے آراستہ تھے اور صاحب تصرف بھی تھے - پدر بزرگوار کے بعد شیخی اور ہدایت کی مسند کو انہین کے وجود سے آرائش ہوئی تھی -

جب خواجہ فخر الدین تاریخ پانچوین شعبان ہجری سنہ چھ سو اکسٹھ کو دنیا سے رخصت ہوگئے - تو آپ کے منجھلے بھائی خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر جانشین ہوئے - بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابوسعید ہے بڑے صاحب کمال اور صاحب حال تھے - یہ بھی ہجری سنہ چھ سو پچانوین مین عالم صورت سے رحلت فرما گئے -

۵۱ جب جب زکریا مریم کے دیکھنے کو اُن پاس اُن کے رہنے کے حجرے مین جاتے تو مریم کے پاس میوہ جات کی قسم مین سے کچھ نہ کچھ کھانے کی چیز موجود پاتے ۱۲ ۵۲ کھجور کی جڑ کو پکڑ کر اپنی طرف کو ہلاؤ ۱۲

۵۳ تنبیہ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے - شاید حضرت خواجہ کو تجرد کے زمانہ مین قرب فرائض کا رتبہ حاصل تھا -

تیسرے بھائی شیخ حسام الدین صدر الذکر دونون بھائیون سے چھوٹے تھے - یہ لوگون کی نظر سے غائب ہوکر ابدال اور رجال الغیب کے گروہ مین جاملے تھے - اسواسطے سجادہ نشینی پوتون اور نواسون کی طرف منتقل ہوئی سلسلہ اور خانوادہ کا اجرا خود مشرب چشت کے مالک خواجہ معین الاولیا نے خواجہ قطب الاولیا کے سپرد فرمایا تھا -

شیخ رفیع الدین بایزید اور شیخ نورالدین محمد اجمیری خواجہ معین الاولیا کے پوتون مین سے تھے - یہ دونون بزرگوار تصوف اور سلوک کے طریقہ مین ظاہر و باطن سے آراستہ تھے - بہت برسون تک آبائے کرام کے سجادہ پر طالبان خدا کی رہنمائی کرتے رہے -

شیخ حسام الدین سوختہ - خواجہ فخر الدین اجمیری کے فرزند ہین - آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار تھا اور آنکھین درد طلب سے اشکبار رہتی تھین - سلطان نظام الاولیا کی صحبت مین مستفیض ہوئے تھے - ان کی قبر قصبہ سانبھر مین جانب مشرق اجمیر کے راستہ پر ہے - ان کے پدر بزرگوار نے گمشدہ بھائی کی یاد مین اُن کے نام پر ان کا نام رکھا تھا - ان کے دو فرزند تھے -

ایک خواجہ معین الدین خرد آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ ہین - بیعت ہونے سے پہلے ہی - نفس نافرجام کو لڑائی مین زیر کر لیا تھا - اور خواجہ معین الاولیا کے باطن سے آپ کو فیض حاصل تھا

دوسرے شیخ قیام الدین بابر بال[۱] آپ خوب صورت - دلاور - دلیر - اور بزرگ طینت تھے

ان دونون صدر الذکر فرزندان شیخ حسام الدین کے بھی فرزندان نامور ہین -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ - جس کا مطلب یہ ہے - وحدت اور وجوب کی جانب کا کثرت اور امکان کی جانب پر غالب ہونا - اس صورت مین حق عیان ہوتا ہے - اور خلق مختفی جس شخص کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے - وہ تمام افعال بلکہ احوال کو حق کی طرف منسوب کرتا ہے - اور اپنے تئین بمنزلہ آلہ کے سمجھتا ہے - اور حضرت خواجہ عیال داری کے زمانہ مین قرب نوافل سے متصف ہوگئے تھے جس کا مطلب یہ ہے - جانب کثرت کا ظاہر ہونا - اور جانب وحدت کا مختفی ہونا - اس صورت مین خلق ظاہر نظر آتی ہے - اور حق اوس کا آلہ - بی یبصر و بی یسمع کی حدیث مین اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے - یہ ہلکے میرے ذہن مین آئی ہے ۱۲ راجی محمد غوثی -

[۱] بال بمعنی عظمت و شان ۱۲ -

شیخ قطب الدین - آپ خواجہ معین الدین خُرد کے بیٹے ہین - اجمیر سے آغاز ہوش مین ہی منڈو (مانڈو)[۱] کو چلے آئے - سلطان محمود خلجی نے زمانہ شباب مین ہی - آپ کو خطاب چشت خانی دیکر بارہ ہزار سوار کا افیسر کردیا تہا - جب ایک مدت کے بعد سلطانی قوت کے اثر سے اجمیر مین اسلام تازہ ہوا - تو سلطان نے اجمیر چشت خان کو دینا چاہا چشت خان کو دلچسپی منڈو (مانڈو) سے ہو گئی تہی اسواسطے قبول کیا

شیخ قیام الدین کے بیٹے **شیخ بایزید بزرگ** ہین - آپ صاحب علم تہے - خواجہ معین الاولیا کے روضہ مین برسون درس دیا - شیخ احمد مجد - اور نیز دوسرے بزرگ آپ کے شاگرد ہین - جب حکومت دہلی مین ہل چل پیدا ہوئی - تو پیکر پرستون کا غلبہ ہوا - اُس وقت شیخ بایزید بغداد کی طرف کوچ کر گئے - اور اُسی سرزمین مین ایک عمر گزاری جب خبر ملی - کہ اجمیر مین اسلام کو رونق ہوئی - تو پہر آپ اُن اطراف سے منڈو (مانڈو) مین آئے - سلطان نے اپنے حُسن عقیدت مین - شیخ بایزید کو چشت خان کا شریک کرلیا - چشت خان کو یہ شرکت ناگوار گزری - کسی اہم کام کے بہانہ سے شیخ بایزید کو دور پہینک دینا چاہا اور حضور سلطان مین عرض کیا - کہ میرے بہائی شیخ بایزید بزرگ پیشتر مدرس اجمیر تہے - وہان کے اسلام مین سُستی آگئی تہی - اس وجہ سے اُنہون نے جہان گردی کو مناسب سمجہا تہا - اب چونکہ اِس شاہی عہد مین بمقام اجمیر بنیاد اسلام از سر نو قایم ہوگئی ہے - لہذا ایسا سمجہ مین آتا ہے - کہ اگر صاحب موصوف اجمیر مین بہیج دئے جاوینگے - تو اس جدید بنیاد مین غالباً صورت استحکام پیدا ہوجاویگی چشت خان کی اس گفت وگو پر - شیخ بایزید کو اجمیر مین رہنے کی اجازت دی گئی - اِسی زمانہ مین بعض لوگون نے حضور سلطان مین یہ بہی عرض کیا کہ شیخ بایزید بزرگ - خاندان معینیہ مین سے نہین ہین - اِس پر سلطان نے اپنی قلم رو کے پُرانے اور واقف حال عالمون - درویشون - اور بزرگون کو فراہم کرکے دریافت حال کیا - مخدوم شیخ حسین ناگوری - اور مولانا رستم نے جو اجمیر کے علما اور مشائخ مین یکتا تہے - اور نیز دیگر اللہ والون نے شیخ بایزید بزرگ کی درستی نسب پر گواہی دی - شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزندون کے ساتہ پیوند خویشی ہی پیدا کرلیا تہا یہ معاملہ بہی ایک عادل گواہ ہے -

یاد چندے از خلفائے معین الاولیا

مولانا ضیاء الدین حامد - آپ حکیم - صاحب علم ریاضیات وطبیعیات تہے - بلکہ اکثر فنون

[۱] - مانڈو زمان قدیم مین ایک عظیم الشان شہر آباد تہا ریاست دہار کے پاس مالوہ مین - اب بالکل ویران ہے - سنگین محلات اور

مدوّنہ کو تنقیح کے ساتھ جانتے تھے۔ لیکن مشایخ کے انکار سے آپ کا دل سیاہ تھا جب صفائی کا وقت آیا۔ تو خواجہ کی خدمت سے اعتقاد کے چراغ نے آپ کے دل کو روز روشن بنا دیا۔

ایک امیر ظالم اور فاسق تھا۔ اُس کو خواجہ کے دیدار کی بدولت توبہ نصوح نصیب ہوئی۔ اور جب وہ راہ تصوف مین راسخ ہوگیا۔ تو اُس کو خوان ولایت کی چاشنی ملی۔ اور اپنے وطن بلخ کو اُس نے چھوڑ کر ہمرہی بیر اختیار کی جس وقت حصار مین پہونچا۔ تو اجل کے لشکر نے اُس کی عمر کا حصار توڑ پھوڑ کر تباہ کر دیا۔ اسی مقام مین اس کی قبر بھی ہے۔

اجمیر کے کوہستان مین ایک شخص بہ لباس جوگیان **اجیپال** نامی تھا۔ ریاضت کی بدولت صاحب استدراج تھا۔ طلسمی علمون کی نمود و نمائش بہت کچھ جانتا تھا۔ اور بہت سے مرید اوس کی خدمت مین جان سپاری کو حاضر رہتے تھے ان مین سے اکثر مریدون کو اجیپال نے سانپ بنا کر حضرت خواجہ کے تکیہ گاہ پر متعین کیا تھا۔ حضرت خواجہ نے موسوی معجزہ کو کام فرمایا۔ چند سانپون کو عصا سے مار ڈالا۔ و بعض کا سر پکڑ کر زمین مین گاڑ دیا۔ کہتے ہین۔ اُس مقام سے ایک قسم کی گھاس اُگتی ہے۔ جو پیچ کھائے ہوئے سانپ کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور لوگ اُس کا نام چتر اول کہتے ہین۔ یہ ایک لکڑی ہے ظاہر مین سیاہ اور اندر سے سفید۔ اجمیر کے مہرہ بنانے والے اسکی تسبیح بناتے ہین۔ مشہور ہے۔ کہ یہ تسبیح جس کے پاس ہوتی ہے۔ وہ سانپ وغیرہ کے آزار سے امن مین رہتا ہے۔

سید حسین مشہدی آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا مین سردار۔ اور سرکار اجمیر کے لشکر مین افیسر تھے۔ حضرت خواجہ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ اس زمانہ مین خنگ سوار کر کے مشہور ہین۔ یہین ایک پہاڑی کے پشتہ پر آپ کی قبر ہے۔

مولانا احمد خادم آپنے ہمیشہ خدمت گزاری مین عمر بسر کی۔ راز دوجہانی کے محرم تھے۔ اجمیر مین قبر ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی۔ آپ کا ظہور مثل آفتاب کے روشنی بیان کا محتاج نہین ہے

سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سعیدی سوالی۔ آپ خواجہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ عارفانہ اشعار کہنے کا ذوق تھا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے **رباعی**

	اے دوست دل خستہ ہوائے تو گرفت		در باغ وفائے تو نوائے تو گرفت	

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ — عمارات۔ حالت تباہی مین ہین۔ ان مین کچھ بھی آباد ہین۔ سابقہ زمانہ مین اس کو منڈو لنے تھی آپ مانڈو کہتے ہین ۱۲

شیخ نظام ناگوری آپ کا کلمئہ غاب غاب پر عمل تھا۔ ہمیشہ اپنے پیر کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے۔ اسی طرح پر آپ کی گزران تھی۔ اور جدائی پر ایک لحظہ بھی صبر نہیں کر سکتے تھے۔

شیخ مجدالدین سنجری آپ خواجہ کے سفر اور حضر مین رفیق اور ہمنشین تھے۔ خواجہ کی خدمت اور ملازمت سے۔ جو آپ کی خاص عادت حمیدہ تھی۔ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔

غوثی نیض ثمرہ ہوتا ہے عقیدت۔ رغبت۔ اور صدق کے بارور درختون کا۔ جس زمانہ مین ہم عدم سے وجود مین آئے ہین۔ اس زمانہ مین ان بارور درختون کو لوگون کی بدنصیبی سے پانی نہین پہونچا۔ جس کی وجہ سے یہ تمام درخت خشک ہو کر ایندھن ہو گئے۔ شیخ عزیز فرید ابن شیخ عزیز سعید ابن سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری نے ایک کتاب سرور الصدور تصنیف کی ہے جس مین مذکورہ بالا مضمون کو اس طرح پر درج کیا ہے " ایک روز جد بزرگوار۔ زبان حقائق بیان سے اس قسم کی حسرت ناک گفت گو فرماتے تھے۔ کہ "

مجکو یہ فرمان ایزدی مشیت اہل زمانہ کو پند و نصیحت کرتے ہوئے کم و بیش تین قرن گزر گیے۔ ہر ایک قرن مین لوگون کے حالات کے اندر جداگانہ کیفیت دیکھنے مین آئی۔ اول قرن مین ایسا پایا۔ کہ جس وقت مین منبر پر چڑھ کر بے مثل و بے مانند اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس نام کے متعلق حکمت اور بیان کا آغاز کرتا تھا۔ تو منبر کے دونون جانب حاضرین مجلس گریہ و نالہ شروع کر دیتے تھے۔ پھر دوسرے قرن مین یہ حالت دیکھی گئی۔ کہ اُس اندرونی آگ سے شعلہ بھڑکنے کی کیفیت تو جاتی رہی۔ مگر تاہم اتنی گرمی اور اخگری اثر ضرور باقی تھا۔ کہ اُس کی حرارت۔ واعظ کے قلب سے تجاوز ہو کر سامعین کی بے رغبتی کی سردی کو دور کر دیا کرتی تھی۔ اور تیسرے قرن مین یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ تمام حاضرین جن کی طبیعتین چنگاری کی طرح گرم تھین مثل کوئلہ کے باہر سے سیاہ اور اندر سے افسردہ ہو گئے۔ یہانتک کہ بجز عادت کے سوا۔ مسجد مین آنے کے واسطے کوئی باعث باقی نہین رہا۔ اور اب اہل زمانہ کے دلون مین بجائے رغبت کے مین سراسر نفرت اور کراہت پاتا ہون۔

" اور یہ بھی جد بزرگوار نے فرمایا۔ کہ "

جس طرح خاتم النبوۃ علیہ السلام کے مبارک عہد مین بہتر سے دل کی خوشبو آتی تھی۔ اسی طرح

اب ایسا زمانہ آگیا ہے - کہ دل سے پتھر کی بو آتی ہے - لہذا اس زمانہ مین جس شخص کی ملاقات سے اہل دل ہونے کی خوشبو تم پاؤ - اُس کو اس طرح غنیمت جانو - کہ جس طرح سامان ارث بے رنج و مشقت مل جاتا ہے - اور مال غنیمت کی مانند مفت سمجھکر غیر مترقبہ نعمت تصور کرو - کیونکہ اس زمانہ مین جوہر دل - مٹی مین پڑی ہوئی کوڑی کا حکم رکھتا ہے -

یاد حکیم ضیاء الدین حامد بلخی

آپ - گوناگون علم حکمت سے آراستہ تھے - کیا الٰہیات اور کیا طبیعیات - لیکن سیاہی باطن سے تصوف کی اصطلاحات کو راہی تباہی باتین سمجھکر گریزان رہتے تھے - ایک روز تقدیر سے آپ کا گذر ایک صحرا مین ہوا جس مین خواجہ معین الاولیا اپنے رفیق کے ساتھ ایک کلنگ کا شکار کرکے کباب سینک رہے تھے - سخن کوتاہ حکیم کو بھوک نے یہانتک مجبور کیا کہ ان دونون بزرگون کی خدمت مین جانا پڑا جب اُس شکار کا لقمہ حلق کے نیچے اُترا - تو تمام فلسفی حروف بھول گئے اور اُن کی آواز یاد سے جاتی رہی اور انکار کا سرمایہ نقد اعتقاد کے عوض فروخت کردیا - آپ مع اپنے تمام شاگردون کے بیعت ہوگئے - اور بہر درجہ ولایت سے بھی سرفراز ہوئے - مصرع ع ولایت باسعادت ہم قرین شد -

یاد شیخ حمید الدین دہلوی رحمہ اللہ

جس سال اور مہینے مین سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی ہیبت سے راجہ پتھورا نے ملک عدم کا راستہ لیا - اور دار السلطنۃ دہلی فتح ہوا - اُنہین ایام مین خواجہ معین الاولیا غزنین سے لاہور مین تشریف لائے - اور لاہور سے دہلی مین - اثنائے راہ مین ایک روز ایک بتخانہ کے آگے - سات آدمیون کو دیکھا کہ تمام آسائش و آرام سے درگذر کر چند تراشیدہ پتھرون کی پرستش مین مصروف ہین - جو شخص سب مین بڑا تھا - اُس کے ساتھ خواجہ نے ایسی رہنمایانہ گفت گو کی - اور ایسا نصیحت آمیز کلام فرمایا - کہ وہ اسلام کا عاشق ہوگیا - اور اُس نصیحت کی بدولت سب کے سب صورت پرستی کی قید سے نکل کر صورت آفرین خدا کی پرستش کرنے لگے - خواجہ نے سب سے بڑے شخص کا نام حمید الدین رکھکر دوسرون کے نام رکھنے کا ارادہ کیا ہی تھا - کہ اُن سب نے التماس کیا - ہم نے جس طرح کفر مین اور نیز اسلام مین شرکت ہاتھ سے نہین

جلانے دی - اسی طرح بہتر ہوے ہے - کہ نام میں جو ہم سب شریک ہی رہیں - ہیں جب کے ساتوں اشخاص اسی نام کے ساتھہ نام زد تھے -

یاد شیخ مجد الدین سنجری

آپ نے - پیر کی جہان پیمائی کے زمانہ میں - پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے اپنے تئیں کسی وقت باز نہیں رکھا اس سبب سے آپکی پیمائی کا تیر ملازمت پیر کی بدولت - مراد کے نشانہ پر جا لگا -

یاد شیخ نظام ناگوری قدس سرہ

آپنے اپنی گوشہ نشینی کے واسطے - اپنے پیر بزرگوار کے عالیشان آستانہ پر ایک گوشہ اختیار کر رکھا تھا - درگاہ کی خاک سے کبھی سر نہیں اٹھایا - اور پیر کی خدمت سے ایک لحظہ کی جدائی کو بھی کمال نقصان کا باعث سمجھتے تھے اور اکثر پیر کی زبان مبارک پر یہ کلمات آجاتے تھے - ہمارا فخر فخر الدین کے ساتھہ - اور ہمارا نظام نظام الدین کے ساتھ ہے - مصرع - تا دل اہل وفا باد ہمیشہ بر ہدف -

یاد شیخ فخر الدین احمد اجمیری رحمہ اللہ

آپکو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری میں درجہ غلامی حاصل تھا - اور پیر کے ناصحانہ کلام کو قلم سے لکھا کرتے تھے - تمام اپنی زندگی - عبادت - اور ریاضت میں وقف کر رکھی تھی -

یاد شیخ عبد اللہ رازی

آپ اولا ایک آتش پرست تھے - خواجہ عثمان ہرونی سے مثل خلیل اللہ کرامت دیکھکر اسلام قبول کیا تھا - مع خاندان آپکے اسلام لانے کا قصہ طول طویل ہے - سابقہ کتب تواریخ میں لکھا ہوا ہے - دیکھ لیا جاوے - آخر کار خواجہ معین الاولیا کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی حاصل کرکے درجہ حق شناسی پر سرفراز ہوگئے -

یاد شیخ صفی الدین ابراہیم پور عبد اللہ رازی

آپ وہی طفل ہیں جس کو کہ آپ ہمراہ لیکر خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ شعلہ آگ میں گھس گئے تھے

گرگئے تھے اور نمرودی آگ والا ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح وسالم نکل آئے۔ کہتے ہیں آپ بہ تلاش پیر ہندوستان میں آئے تھے۔ جب اجمیر میں پہونچے تو خواجہ معین الاولیا کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ کی خدمت کے واسطے کمر باندھ کر کھڑے ہو گئے آخر کار ہمت کے ہاتھ سے ولایت اور سعادت کا دامن پکڑ ہی لیا۔ اور رحلت کے بعد آپ کے روضہ کی دیوار کے نیچے قبر کو جگہ ملی۔

طالبان ہدایت کو واضح ہو۔ کہ صاحبان ارشاد کی تلاش کا خیال ایک تخم ہے جس کو نہ معلوم۔ تقدیر کونسے دل کی مہیا زمین میں بوکر اُس دل والے کے ہاتھ اور بازوں میں ایسا دہقانی حوصلہ اور کاشتکارانہ سلیقہ عطا کرے۔ جس کے ذریعہ سے تخم خیال کی پرورش ہو سکتی ہے۔ تاکہ وہ اہل دل اُس بوئے ہوئے تخم کو شائستہ عمل کے ساتھ سرسبز کر کے نشو و نما میں لاوے۔ اور اُس کے محصول سے خود فائدہ اوٹھا کر ذی احتیاج خوشہ چینوں کو بھی اُن کی استعداد کے موافق روزی پہونچاوے۔

یاد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

آپ شیخ کمال الدین احمد موسیٰ اوشی کے فرزند ہیں۔ اُوش ماوراءالنہر میں ایک قصبہ ہے۔ کہتے ہیں۔ ڈہائی برس کی عمر تھی۔ کہ آپ یتیم ہو گئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی ماں نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا۔ کہ کسی ذی علم معلم کے مکتب میں بٹھا آوے اثنائے راہ میں ایک نورانی شکل پیر ہمراہ ہو گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بالاتفاق آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ اور اُس خضر صورت پیر نے اُستاد سے سفارش کی۔ کہ یہ لڑکا اولیائے کرام میں سے ہوگا۔ اِس کی تعلیم میں کاہلی نہ کی جاوے۔ غالباً یہ نورانی شخص خضر علیہ السلام تھے آپ کو آغاز ہوش میں پیر طریقت کی تلاش ہوئی۔ چاہا۔ کہ شیخ محمود کے مرید ہو جاویں۔ کہ اسی اثنا میں خواجہ معین الاولیا اوش میں تشریف لائے۔ آپ پہلی ہی ملازمت میں بیعت ہو گئے۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں خلعت خلافت پہنکر سرفرازی حاصل کی بیس سال کی عمر میں ہدایت دہی کی استعداد بہم پہونچا کر بہت سے ارباب سعادت کو دونوں عالم کے کمالات پر پہونچایا۔

اُس زمانہ میں آپ کا وظیفہ شبانہ روز کا یہ تھا ڈہائی سو رکعت نماز اور تین ہزار بار درود۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بعقید تاہل پابند کر دیا تھا۔ اِس سبب سے تین روز تک معینہ معتاد ادا نہ ہو سکا۔ تیسری شب رئیس احمد کو جو آپ کے خاص مریدوں میں سے ہیں خاتم الانبیا علیہ السلام کا شرف ملازمت خواب میں حاصل ہوا فرمایا احمد۔ ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچا کر اور یہ کہو۔ تین راتیں ہو گئیں۔ اُن کا تحفہ ہمارے پاس نہیں آتا ہے جب

یہ پیغام خواجہ کے کان مین پہونچا - تو خواجہ قطع علاقہ کرکے ہر بزرگوار کی تلاش مین وطن سے چلے - اور بغداد کا راستہ لیا
جب بغداد مین پہونچے - تو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی شیخ اوحد الدین کرمانی - اور نیز اس شہر کے دیگر مشائخ
قدس سرہم کی ملازمت حاصل کرکے استفادہ کیا - ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیا شہر دہلی مین تشریف رکھتے
ہین جو ہندوستان کا پایۂ تخت ہے - لہذا وہان سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت مین ہندوستان کی طرف
روانہ ہوئے - جب ملتان مین پہونچے - تو شیخ بہاء الدین زکریا کی محبت کی وجہ سے یہان چند روز توقف فرمایا -
اس زمانہ مین ترکون کے لشکر نے خطا و ختن سے آکر ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا - قباچہ بیگ - وہان کا حاکم
تھا - اُس نے دعا کے واسطے التجا کی - کہ دشمنون کی آفت اور ایذا دور ہو جاوے - خواجہ نے اُس کو ایک تیر
عنایت کرکے فرمایا - کہ رات کے وقت برج سے ترکون کے لشکر کی طرف چھوڑ دینا - چنانچہ جیسا ارشاد تھا تعمیل کی
گئی - بحکم خدائے لایزال صبح تک دشمن کے لشکر مین سے اطراف قلعہ مین ایک متنفس بھی باقی نہین رہا -

القصہ خواجہ نے دہلی کے دلکشا خطہ مین پہونچکر کیلوکھری مقام مین قیام فرمایا - دہلی کے شیخ الاسلام
شیخ جمال الدین محمد بسطامی - اور قاضی حمید الدین ناگوری جن کا نام محمد ابن عطا ہے - ان اصحاب کی آمد و رفت
ہمیشہ آپ کی صحبت مین رہتی تھی - لیکن بوجہ زیادہ مسافت ہونیکے دیر دیر سے پہونچتے تھے - اور اس سبب سے
دل تنگ رہتے تھے - لہذا سلطان شمس الدین التمش کی خدمت مین عرض معروض کرکے خواجہ کو شہر مین لے آئے
اور ملک اعز الدین کی مسجد کی برابر مین آپ کے اُترنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا - خواجہ نے چند روز بعد
خواجہ معین الاولیا کی خدمت مین عریضہ بھیجکر اجازت حاضری چاہی - جواب پہونچا - کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۵۹]
وہین ٹھیرو - کیونکہ ملاقات کا مقام دہلی ہی قایم ہو چکا ہے - ہم بھی انشاء اللہ وہین آتے ہے ناچار قیام پر راضی ہونا
پڑا - چند روز بعد پیر بزرگوار دہلی مین تشریف لائے - اور اون کی ملازمت سے خواجہ نے دلی مراد پائی -

بعض کہتے ہین - کہ جب قطب الاولیا اپنے جملہ دوستون اور متعلقین کے ساتھ ہمراہی پیر روانہ اجمیر ہوئے
اور سلطان اقلیم شمس الدین التمش نے مع تمام امرا اور شرفائے شہر کے عقب سے نالان اور حیران پہونچکر
کمال منت اور سماجت سے خواجہ کو لوٹانا چاہا - تو اُس وقت خواجہ معین الاولیا نے یہی فرمایا - قطب الدین - ایک
شہر بھر کا دل شکستہ کرنا درست نہین ہے - اور ہمارا فیض کچھ قرب مکان پر منحصر نہین - یہین رہجاؤ - اور خوش رہو -
ہم اور تم ہمیشہ ملے ہوئے ہین - اور اس جگہ فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۵۹] کہ خطا مین -

---

[۵۹] آدمی جس کو دوست رکھتا ہے - اوسی کے ساتھ ہوتا ہے - ۱۲

ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری - خواجہ محمود پوستین دوز - شیخ بدرالدین غزنوی - اور شیخ تاج الدین منور دمشقی آپ کی ملازمت مین حوض شمسی کے کنارہ پر ایک مسجد کے دالان مین جمع تھے - اور باہم حقائق کی گفتگو ہو رہی تہی ناگاہ ایک شتر سوار جو کبود پوش تھا - اُس حوض کے کنارہ سے غسل کر کے نکلا - اور شیخ تاج الدین منور کو کہا - کہ ابو سعید دمشقی تو دیرینہ نیازمندون مین سے ہے - اُس کا سلام خواجہ کی خدمت مین عرض کرو د جب شیخ تاج الدین نے ابو سعید کا نام سنا - فوراً اوٹھ کہڑے ہوئے - جب تک شیخ تاج الدین اُس کنارہ تک پہونچین - تب تک وہ نظر سے غائب ہو گئے -

خواجہ کی بعض خارق عادات کرامتین لکہتا ہون - شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - ایک روز اثنائے راہ مین جس مقام پر آپ کی خوابگاہ ہے - بہت دیر تک کہڑے رہے - اور روتے رہے - اور فرمایا - کہ اس زمین سے دلہائے سوختہ افروختہ کی بو آتی ہے - اُس کے مالک کو بلایا - اور کچہ روپیہ دیکر زمین مذکور خرید لی -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - چونکہ خواجہ کسی کے دئے ہوئے روپیہ کو ہاتہ نہین لگاتے تہے ناچار متعلقین کو روزمرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا - ایک روز ایک قرض خواہ نے اپنا قرضہ مانگنے مین آپکے لوگون پر بڑائی جتائی - لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ[ط] اُن لوگون نے دل تنگ ہو کر عہد کیا - کہ قرض نہ کرینگے اگرچہ فاقہ سے مرجاوین - آپ کو اس کیفیت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کو جو خانہ نشین تہے - فرمایا - کہ اس طاق سے فی کس ایک کاک (روغنی روٹی) گرم روزانہ سے لیا کرین - چنانچہ لیا کرتے تہے - اس سبب سے آپکا نام کاکی ہو گیا -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - کہ ایک روز مین قطب الاولیا کے مرقد مبارک کی زیارت کر رہا تہا - اُس وقت یکایک میرے دل مین یہ خطرہ گزرا - کیا صاحب روضہ کو زائر کی آمد و رفت سے آگاہی ہوگی ناگاہ زبان غیب سے یہ بیت میرے کان مین پہونچی - جس نے مجکو آگاہ کیا - **نظامی**

	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن		مرا زندہ پندار چون خویشتن	

کہتے ہین - کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ مین - ہجری سنہ چہ سو تینتیس تہا - (اور مشائخ چشت کے بعض تذکرون مین چہتیس لکہا ہے - اور یہی بیان صحیح اور درست بہی ہے) کہ ایک قوال آیا اور یہ بیت گائی بیت

	ہر زمان از غیب جانے دیگر است		کشتگان خنجر تسلیم را	

ط - صاحب حق کو حق گفتار حاصل ہے - ۱۲

خواجہ قطب پر بیہوشی طاری ہوئی - اور تین روز تک یہی حالت رہی - جب ہوش ہوا - اور حال دگرگون دیکھا گیا - تو قاضی حمیدالدین نے جانشین کے لیے التماس کیا - فرمایا - پیر بزرگوار کا خرقہ خاص مع مصلیٰ - عصا - اور نعلین کے شیخ فریدالدین مسعود کو پہونچا دینا چاہیئے - کیونکہ خانوادہ چشت کا چراغ انہین سے روشن ہوگا - بعدہٗ روز دوشنبہ تاریخ چودہوین ربیع الاول کو آپ واصل محبوب حقیقی ہوئے - خوابگاہ دہلی -

انجمن فرزندان وخلفائے کامگار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

انسانی مخصوصات اور اوصاف کے دائرہ کا مرکز - شیوہ سخن دانی اور معرفت ربانی ہے - اوران دونون عالی قدر جوہرون کا معدن - ذی فیض عالمون - اور صاحب ارشاد خداشناسون کی مجلس عَلَیْہِمْ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰنِ نَعَلَیْکَ بِالدَّوَامِ لِلْمُلَازَمَۃِ ؎ کہتے ہین - آپ کے دو بیٹے تھے - ایک خواجہ محمدؒ - یہ خورد سالی مین ہی دنیا سے کوچ کر گئے - دوسرے خواجہ تماجی - ان کو رحمانی جذبات اور سکر وصحو کے حالات زیادہ رہتے تھے - ان کی خوابگاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین ہے - آپ کے خلفائے کرام بہت سے ہین - مین بعض کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون -

(۱) اشرف الخلفا شیخ الاسلام مخدوم شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ ہین - آپکے حالات شہرت مین مثل آفتاب ہین - یہ چند فقرے آپ کے دل پذیر کلام مین سے ہین - یعنی فنا -

(الف) مرتبہ ممکنات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک اپنے حول وقوۃ سے باز آوے -

(ب) - مقام تحقق صفات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک جملا امور کی نسبتین اپنی طرف سے ساقط کردے - اور

(ج) مقام شہود ذات مین عبارت ہے اس سے - کہ اپنی ہستی سے فراموش اور غائب ہوجاوے اور بقا -

(الف) - اولین درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل موجودات ممکنہ مین تصرف کرے حق سبحانہ کے حول وقوۃ سے -

(ب) دوسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے کہ انسان کامل اپنے تئین متصف باخلاق الٰہی کرے ملاد

؎ - ان پر رحمانی رحمت نازل ہو - پس تمہارے اوپر دوام ملازمت لازم ہے - ۱۲

ج - تیسرے درجہ فنا مین عبارت ہاس سے - کہ انسان کامل اپنے تیئن ذات باری تعالیٰ پر بچھا کردے جو صوفی باقی بعد الفنا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ ظاہر مین شریعت کے لباس سے آراستہ - عالم صفات مین مراسم طریقت ادا کرنے والا - اور ہنگام تجلی ذات - حقیقت قایم کرنے کے ساتھ متصف ہوتا ہے -

(۲) **شیخ محمود نہروالہ** آپ اپنے پیر کے جمال باکمال پر عاشق تھے - ہنگام دیدار کبھی پلک نہین ماری اور خدمت حضوری سے دوری کبھی پسند نہین کی - برخلاف شیخ گنج شکر کے - کہ وہ دوری کو نزدیکی کے مقابلہ مین پسند کرتے تھے - اور اس باب مین ذوی ارادت صوفیون کے دو مشرب ہین - بعض کا خیال یہ ہے - کہ مبادا بمقتضائے بشریت پیر کے حضور مین خادم سے کوئی ایسا امر سرزد ہوجاوے جس مین سوء ادب کا لگاؤ پایا جاوے اور یہ بات مخدوم کے تکدر خاطر کا باعث ہو - لہذا دور رہنا - اور پیر کے عادات کا تصور باندہ کر اپنے تیئن اُس مین فانی کرنا بہتر ہے اور بعض نے حضور اور نزدیک رہنے کو اولیٰ سمجھا ہے - اور بُعد پر قرب کو فضیلت ہونے کے بارہ مین بہت سی دلیلین بیان کی ہین - اور دوری پسند کرنے والون کی دلیل کو رد کیا ہے - اور کہا ہے - کہ تھوڑے سے ضرر کے احتمال سے فوائد کثیرہ کو چھوڑ دینا عقلاً اور نقلاً مستحسن نہین ہے وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ[۱]

(۳) **شیخ معز الدین دہلوی** - آپ اولاً تخت دہلی کے سلاطین کے نائب رہ چکے ہین مگر بعد مین قطب الاولیائے نقر اور کرامات نے آپ کو درویشی کی طرف کھینچ لیا - لہذا تونگری لباس کو فقیری خرقہ سے بدل ڈالا - اور پیر کی خدمت مین بیعت ہو گئے - اور معنوی کامیابی حاصل ہوئی -

(۴) **شیخ حامد الدین احمد نہروالہ** - آپ گجرات کے نامور عالمون مین سے تھے - خدا شناسی کا شوق تھا جب قطب الاولیا کی رہنمائی کا شہرہ منور آپ کے کان مین پہونچا - تو عزم دہلی کر کے شرف ملازمت حاصل کیا - مرید ہو گئے اور بیعت کے بعد ضعف خلافت پا کر مراد مین کامیاب ہوئے -

(۵ و ۶) **قاضی سعد قاضی عماد** ان دونون صاحبون کا تعصب بنائے بدعت منہدم کرنے مین حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - ایک روز سماع رد کرنے کے ارادہ سے قطب الاولیا کی خانقاہ مین پہونچے رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ چونکہ صوفیوں کے سماع مین خفائی نشر اور بے اختیاری نشان تھا - اسواسطے آنے والے بھی جن کی طبیعت مین منع کرنا داخل تھا - رقص لدہ ہاتھ ہلانے مین شامل ہو گئے اور مرید بھی ہو گئے بیت -

دعوئ زہد تو آن روزہ مسلم		گر روی بر سر آن کوچہ وہشیار آئی

[۱] جس شے کے ساتھ لوگ عشق رکھتے ہین - اوس کے بارہ مین اون کے جداگانہ طریقے ہوتے ہین ۱۲ -

یاد شیخ محمود نہروالہ
تحنیا گرما گرم

آپ قطب الاولیا کے مریدہین - قدس سرہ ہمیشہ پیر کی ملازمت مین رہ کر ایک پلک مارنے کی بہی جدائی اپنے واسطے پسند نہین کی - اس مین شک نہین - خداوندان ارادت یعنی مریدون کا دستور دو طرح پر ہوتا ہے بعض مرید ہمیشہ مرشد کے دیدار پر گویا آنکھین بہی دیتے ہین - اِن خیال سے کہ حقیقی جمال کا مشاہدہ اسی خدا نما آئینہ مین ہوتا ہے - اور اس ذریعہ سے تمام ظلمانی اور نورانی حجاب جو ہستی موہوم اور وجود حق کے درمیان مین ہوتے ہین - ہم اٹھا دیتے ہین - اور جدائی کا نام زبان پر لانے کو طریقت کے اندر ناجائز سمجھتے ہین - اور بعض مرید - پیر کے ساتھ یکجہتی اور محبت مستحکم طور پر قائم کر کے ہمیشہ دوری مین پیر کا حلیہ نظر کے سامنے رکہتے ہین - اور ان کو جو کچھ عشق ہوتا ہے - غائبانہ ہوتا ہے - ملازمت اور صحبت پیر سے گوشہ تنہائی کی طرف بہاگتے ہین - خوف یہ ہوتا ہے - کہ مبادا از روے بشریت کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جاوے - کہتے ہین - کہ فرید الحق گنج شکر یہی خیال کر کے ایک مدت کے بعد خدمت پیر مین حاضر ہوا کرتے تہے - اور مجلس سے جلدی ہی اوٹھکر اپنے حجرہ مین چلے جایا کرتے تہے - اور محمود الدہر نہروالہ نے یہ رفتار پسند نہین کی - اور پیر کی خدمت سے اپنی زندگی مین کبہی دور نہین ہوئے - اور پیر کی اجازت سے پیر کی رحلت کے بعد گجرات کو چلے گئے - نہروالہ مین قیام کیا - اور وہین خوابگاہ بہی اختیار کی -

یاد حاجی مجدالدین حاجرمی دہلوی رحمہ اللہ

آپ رسمی علوم کے عالم تہے - مگر سلوک کا قدم - علم ظاہر کے تنگ کوچے سے باہر نکال کر شوق اور عشق کے میدان مین کبہی نہین ڈالا تہا - ہمیشہ صاحب سماع صوفیون کی سرزنش کیا کرتے تہے - بالخصوص قطب الاولیا اور قاضی حمیدالدین کی مجلس سماع کے انکار پر تو آپ کی زندگی تہی - آخرکار جب وقت آیا - تو آپ کی قابلیت نے صوفیون کے عالی مرتبہ گروہ کی طرف اعتقاد پیدا کیا - واقفکار راستہ چلنے والون - صاحب قیاس درویشون اور کامیاب عارفون کی امداد سے مجلس رقص و سرود پر فریفتہ ہو گئے - آپ کی یہ ایک دلچسپ بات ہے - محبت کے سات لائقہ مقام ہین - ان مین پہلا مقام یہ ہے - کہ محبوب کے ساتھ موافقت ہو - اور اس مقام کا چہوٹے سے چہوٹا درجہ یہ ہے - کہ محبوب کے فرمان پر سر جہکا دیا جاوے - جب تک کسی کو یہ مقام حاصل نہین ہوتا - آگے کو

قدم اُٹھانا دشوار ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت محبت مین جوش آتا ہے ۔ صبر۔ آرام ۔ خواب ۔ خورش ۔ ہوش ۔ اور خرد یہ سب کے سب کوچ کر جاتے ہین۔ اور نالہ ۔ فریاد ۔ بیخودی ۔ بیدلی ۔ گریہ ۔ اور شیفتگی ۔ یہ تمام صورتین پیدا ہوجاتی ہین۔ اس وقت مین اگر حکم کے دائرہ سے فرمان برداری کا قدم کسی شخص کا باہر جا پڑے ۔ اور وہ سماع مین دست افشانی کرنے لگے ۔ تو معذور ہوگا۔ کہتے ہین ۔ قاضی سعد اور قاضی عماد ۔ سماع کے انکار مین قاضی جلبری کے شریک غالب تھے ایک روز قطب الاولیا کی مجلس سماع گرم تھی اور صوفیون کی جماعت نالہ و فغان کر رہی تھی ۔ اِس مجلس کے برہم کرنے کا ارادہ کرکے دونون قاضی مجلس کی عین گرما گرمی کے وقت چلے آئے مگر یہان پہونچکر پابندی شریعت کی طاقت ایک بارگی جاتی رہی ۔ اور صوفیون کی طرح دست افشانی کرنے لگے ۔ جب پھر اپنی اصلی حالت پر آئے ۔ تو اس عجیب و غریب حرکت سے سخت متعجب ہوئے ۔ آخر کار منصب قضا چھوڑ کر صوفیانہ حجرون مین آ بیٹھے ۔ اور کاملانِ زمانہ ہو کر درجہ شہادت حاصل کیا۔

یاد شیخ وجیہ الدین یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

صفائی ۔ پرہیزگاری ۔ ریاضت کا فروغ ۔ اور آشنائی کی شعاع ۔ یہ صفات آپ کے اقوال اور افعال مین موجود تھین ۔ ہمیشہ آنکھون مین آنسو ۔ جی مین شوق ۔ لبون مین نالہ و ولولہ ۔ اور دل مین غم و بے آرامی رہتی تھی زمانہ پرست لوگون کے ملنے سے کنارہ رہنا ۔ اور تمام و کمال زمانہ زندگی ۔ خاموشی کے ساتھ بسر کرنا ۔ آپ کی عادت مین داخل تھا ۔ رحلت کے بعد دہلی مین خوابگاہ بنائی گئی ۔

یاد شیخ فخر الدین زاہدی

مولد اور خوابگاہ دونون سیٹھہ مین ہین ۔ اسکندر فیلقوس کے خاندان مین اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے کہتے ہین ۔ ایک سال مال و متاع سے بھری ہوئی ایک کشتی دریائے جمنا مین ڈوب گئی جن مال والون کو نقصان پہونچا تھا ۔ اُنھون نے اپنا حالِ درد خواجہ کی خدمت مین عرض کیا ۔ خواجہ نے فرمایا ۔ دریا کا یہ کنارہ اس درویش کے سپرد ہے ۔ اور وہ کنارہ برادر فخر الدین سے تعلق رکھتا ہے ۔ چونکہ کشتی اُس کنارہ پر ڈوبی تھی لہذا آفت زدہ لوگ شیخ فخر الدین کے آستانہ پر حاضر ہوکر رونے پیٹنے لگے ۔ شیخ نے اس مضمون کا رقعہ لکھکر دریا مین ڈالا ۔ کہ کشتی کو صحیح و سالم کنارہ پر پہونچا دیوے ۔ رقعہ نیچے بیٹھہ گیا ۔ اور کشتی مع مال و متاع پانی کے اوپر آگئی

کہتے ہین - ایک روز چالیس آدمیون مین سے ایک آدمی نکلکر آپ کے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمۂ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے - اوسنے کہا - کہ آسمانی آفت اِس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے - لیکن یہ شہر اس زاہد کے ظلّ حمایت مین ہے - لہذا خرابی سے محفوظ رہیگا - اس بنیاد پر آپکا سلسلہ زاہدی لفظ کے ساتھہ مشہور ہوا - مصرع

قبولِ بندگی مخصوص او باد

یادِ شیخ شہاب الدین حق گو

آپ شیخ فخر الدین زاہدی کے فرزند ہین - اور اپنے پدر بزرگوار کے ہی مرید بھی ہین - جہان گردی کا خیال پیدا ہوا تو باپ سے اجازت چاہی - مگر وہ قبول نہین ہوئی - چونکہ باپ کی ناخوشی سے بھی آپ کا ارادہ فسخ نہین ہوا - تو باپ نے دعا دی - کہ جس کو تم سر آوردہ کرو خدا کرے وہ تمہارے ساتھہ ایسا برتاؤ کرے جیسا تم میرے ساتھہ کرتے ہو - بات ختم ہوئی - جب آپ دہلی مین پہونچے - تو شروع شروع مین کسی نے ازراہ قبول آپ کی عزت نہین کی - آپنے غصہ مین آکر فرمایا - کہ مین اس اقلیم کی سلطنت فروخت کرتا ہون - خریدار کی تلاش ہے محمد شاہ راستہ مین جا رہا تھا جو تغلق شاہ کا بیٹا - اور شیخ نظام الاولیا کا مرید تھا - اُس کے کان مین یہ آواز پہونچی - نیازمندانہ آواز دینے والے کے پاس آبیٹھا - اور نرمی کے ساتھہ عرض کیا - اِس متاع کا خریدار مجکو سمجھیے - آپنے فرمایا - تیری منکسرانہ گزارش پر تجھہ کو مفت دیدی گئی - تغلق شاہ کو یہ واقعہ ناگوار گزرا - لیکن جب معلوم ہوا کہ داد و ستد اُسی کے بیٹے کے ساتھہ ہوا ہے - تو خدائے لایزال کا شکر بجالایا - جب ہبہ کی تکمیل قبضہ کے ساتھہ ہوگئی - تو اوس کو حکمرانی کے نشہ مین بدمستی پیدا ہوئی - یہانتک کہ اُس زمانہ کے عالمون کو اپنی بارگاہ مین فراہم کرکے - ازراہِ نالائقی زبان پر لایا - کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح - نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہین کرتی ہے اِس بیہودہ بات کے جواب مین علما دور دراز اندیشہ مین جا پڑے - اور بالآخر عرض کیا - کہ شیخ شہاب الدین زاہدی ہم سب سے زیادہ بزرگ اور دنیا و آخرت دونون سے بہرہ در ہین - اس محضر مین اون کا موجود ہونا ضروری بات ہے تاکہ اُن کے اتفاق سے اِس بارہ مین گفتگو کی جاوے - جب شیخ شہاب الدین - اِس پریشان مجمع مین پہونچے - اور حکمران کا مالیخولیا بیان مین آیا - تو شیخ کو غصہ آگیا - چونکہ کوئی ہتیار اُس وقت بہم نہین پہونچا - ناچار جوتہ اپنے پانون سے نکال کر حکمران کے منہ پر مارا - تاکہ خواری کے ساتھہ قتل کیے جاوین - اور راہ شہادت مین برہنہ پا جانا نصیب ہو - محمد شاہ یہ حال دیکھکر برہم ہوا - حکم دیا - کہ اس سخت سست کہنے والے شخص کو قلعہ کے اوپر سے خندق مین ڈال دو دو دفعہ اوپر سے نیچے ڈالنے مین تو کوئی اذیت نہین

ہونچی۔ مگر تیسری دفعہ گرنے کی حالت مین آپکے پدر بزرگوار کی مثالی صورت نظر آئی - اور آپ کو ہدایت کی۔ کہ خودداری سے پرہیز کر کے سراے نیستی سے ملک ہستی کو کوچ کر جاؤ - لہذا آپنے اپنے تئین ایزدی مشیت کے حوالہ کر کے ولایت کو شہادت کے ساتھہ شامل کیا - اور حسینی درجہ پایا - پرانی دہلی مین آپکی قبر بنائی گئی - اُس وقت سے آپ بہ لفظ حق گو نام زد ہین - مصرع جزا ے کار او دیدار حق باد

یاد قاضی حمید الدین ناگوری

آپکا نام محمد ہے - اپنے باپ خواجہ عطاء اللہ کے ساتھہ - بزمانہ سلطان معز الدین سام - دہلی مین آئے تھے آپکو بھی علوم مین اجتہاد کا درجہ حاصل تہا - پدر بزرگوار کی وفات کے بعد قصبہ ناگور کا عہدہ قضا آپکے نام سے نامزد ہوا - کمال جرأت کو کام فرما کر منصب کی رعایت کرتے تہے - تیسرے سال خواب مین خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپکو اپنی طرف بلایا صبح ہوتے ہی عہدہ قضا ترک کر کے خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے - زادہما اللہ شرفا - بغداد مین شہاب الاولیا سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - آنکھون اور دل سے نفیع پایا - اور خدمت کے ذریعہ سے تہوڑے ہی دنون مین خرقہ خلافت حاصل کیا - اُن ایام مین خواجہ قطب الدین اوشی بغداد مین تشریف رکہتے تہے - اِن دونون صاحبون کے درمیان مین دوستی اور رازداری کا عہد و پیمان استحکام کے ساتھہ ہوا - جب قاضی صاحب - اُس شہر ولایت (بغداد) سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ مین پہونچے - تو ایک روز طواف کے اندر ایک درویش کے پیچھے پیچھے ہو لئے - پیش رو درویش نے پیچھے مڑ کر دیکہا - فرمایا - پیروی فی الحقیقۃ اچھی بات ہے لیکن جب تک صورۃ اور معنی دونون ہم رنگ نہ ہون - کچھہ سود مند نہین - مین ہر قدم مین ختم قرآن الحمد سے والناس تک کرتا ہون - تم ایسا نہین کرتے ہو - حقیقت مین ایسا اتباع درست نہین ہے - یہ سنکر قاضی صاحب کا حال دگرگون ہوا - القصہ ایک سال مدینہ منورہ مین مجاور رہے اسکے بعد پہر دہلی مین آکر قطب الاولیا سے ملاقی ہوئے - باہم ایکدوسرے کے دیدار سے خوشی ہوئی - وہی دیرینہ دوستی بڑہنے لگی -

کہتے ہین - اُن ایام مین دہلی کے فتوی نویسون اور کاغذی علوم کے عالمون نے رنگ کی حرمت اور سننے والون کی تعزیر کے بارہ مین فتوی لکہے تہے - اور کئے بادگیرے دستخطون سے اُنکو مزین کیا تہا - اور قاضی حمید الدین کا یہ حال تہا - کہ سرود و سماع پر فریفتہ تہے - جب یہ مضمون آپکے کان مین پہونچا - تو شیخ جمال الدین داؤد سے فرمایا - (جو آپکے ہم دوستون مین سے تہے - اور مذکورہ بالا فتوے پر اُن کی بہی مہر تہی) داؤد - جو جماعت ہنوز قید طبیعت

سے آزاد نہین ہوئی ہے وہ اگر ایسا فتوی لکھے۔ تو چندان تعجب کی بات نہین ہے۔ لیکن تعجب تم سے ہے۔ کہ درویشون کی توجہ کی بدولت۔ مردان خدا مین سے ہو گئے ہو۔ اور ابھی تک طفلانہ دہول مٹی سے کھیلتے ہو۔ شیخ جمال الدین داؤد نے پشیمان ہوکر قاضی صاحب کے قدمون پر سر رکہہ دیا۔

سخندانی اور سخنوری مین آپ کو بہت کچھ کمال تہا۔ اور آپ کی تصنیفات آپ کی سخندانی کی گواہ ہین جیسے لوائح۔ طوالع الشموس در شرح اسماء الحسنی مشتمل بر دو مجلد۔ بہت سی حقائق اور معرفت کی باتین ان دونون کتابون مین اپنی قلم سے صفحہ بر صفحہ لکھی ہین۔

ایک روز شیخ برہان الدین بلخی۔ اور شیخ کبیر خوارزمی عربی گہوڑون پر۔ اور آپ ایک چہوٹے سے خچر پر سوار تہے شیخ کبیر نے فرمایا حمید۔ تمہارا مرکب صغیر ہے۔ آپنے جواب دیا۔ بیشک لیکن رفتار مین کبیر سے بڑہ کر ہے۔ کہتے ہین۔ تاریخ اونتیسوین رمضان ہجری سنہ چہہ سو تینتالیس مین ایکبارگی آپ کو بارگاہ مولی کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا۔ اور اس ناپائدار دنیا سے ملول ہوئے۔ تراویح اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ مین سر رکہہ دیا اور واصل حق ہوئے۔ حال آنکہ کسی قسم کی بیماری لاحق حال نہ تہی۔

یاد شیخ فریدالدین گنج شکر

آپ کا نام مسعود ابن سلیمان ابن قاضی شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن شہاب الدین ابن فرخ شاہ کابلی ہے کہ دس واسطے سے سلسلہ نسب حضرت فاروق اکبر سے جا ملتا ہے۔ آپ کے تیسرے دادا یوسف چنگیزی عہد مین ہندوستان آئے تہے۔ اور قصبہ کوتوال مین قیام فرمایا تہا۔ اسی مقام مین آپ کی باسعادت ولادت بہی ہوئی تہی آغاز جوانی مین رسمی علوم کی تحصیل کرتے رہے۔ پہر ملتان مین آکر ایک مسجد مین گوشہ اختیار کیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی۔ سمرقند سے سیاحت کنان۔ پیر بزرگوار کی ملازمت کے ارادہ پر۔ دہلی کی طرف جا رہے تہے۔ اثنائے راہ مین اس مسجد پر بہی گذر ہوا۔ اور آپ کو ملاقات فیض آثار نصیب ہوئی۔ ایک کتاب سامنے تہی خواجہ نے دریافت فرمایا۔ کیا کتاب ہے۔ جواب دیا۔ نافع فرمایا۔ نافع ہو۔ عرض کیا۔ درویش کا نفع تو خدمت مین تہا۔ بعض کہتے ہین۔ خواجہ اسی دفعہ اپنے ہمراہ دہلی کو لیگئے۔ اور بعض کہتے ہین کہ اپنے اثنائے راہ ہی سے بارادہ تحصیل علم قندہار اور سیستان جانے کی اجازت لے لی۔ اور تحصیل سے فارغ ہوکر دہلی مین آئے۔ اور خواجہ کے پیرو ہو گئے۔ چونکہ اس شہر مین لوگون کے ہجوم سے تشویش پیدا ہوئی۔ اور فراغ عبادت حاصل نہین ہوا۔ اسواسطے ہانسی کی طرف روانہ

ہو گئے - وہان بہی اسی طرح خلائق کا اژدحام ہوا - اور وقت یون ہی غارت جاتا تہا - ناچار اجودہن[۵۱] مین آپہونچے - چونکہ اس موضع کے لوگ ملنسار اور درویش دوست نہین تہے - لہذا یہین قیام فرمایا - اور نفس کی لڑائی مین کمال کوشش کی - چند سال تک جَو کی ٹکیا پیٹ پر باندہ کر بہلو نشین دشمن (نفس) کو فریب دیتے رہے - اور آخر کار فتحمند ہوئے - ہند کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہین کہ ریاضت اور پرورش روح مین گنج شکر کی مانند کوئی درویش پیدا نہین ہوا -

گنج شکر خطاب ہونے کی وجہ مین کئی قسم کے بیانات دیکہنے مین آئے ہین زیادہ تر مشہور یہ ہے - کہ بنجارون کا ایک قافلہ سر راہ ملا - دریافت کیا تمہارے پاس کیا سامان ہے - اُنہون نے جواب دیا - نمک ہے - فرمایا نمک ہوگا آپکے فرمانے کے اثر سے شکر کی بوریان نمک کی بوریان ہوگئین - قافلہ والے بنجارے پشیمان ہوئے - اور اصلیت معاملہ حاضر ہو کر ظاہر کی - فرمایا - غم نہ کرو - اگر شکر تہی - تو شکر ہو جاویگی - **القصّہ** آپ کی عجیب و غریب باتین سابقہ تواریخ کی کتابون مین بہت کچہہ لکہی ہوئی ہین - راقم کو اُن کے لکہنے کی ضرورت نہین ہے -

ایک روز شیخ نظام الاولیا نے نمک قرض لیکر فقرا کے کہانے مین ڈال دیا تہا جب آپ نے اُس مین سے لقمہ اوٹہایا تو ہاتہہ مین وزن معلوم ہوا - فرمایا لقمہ کے وزنی ہونے کا کیا سبب ہے - کیفیت حال عرض کیگئی - ارشاد ہوا - صوفی کو قرض لینا جائز نہین ہے - جو کچہہ ملے - اوسی پر قناعت کرنا چاہیئے - اور فرمایا الصوفی[۵۲] من رضی بالموجود ولا یسعی فی طلب المفقود

عوارف سہروردیہ پر عمدہ عمدہ حاشیے اور اونچی اونچی باتین لکہی ہین - جو مطالعہ سے تعلق رکہتی ہین -

شیخ بدرالدین اسحٰق کو شب رحلت مین فرمایا شیخ نظام الاولیا کو سلام کے بعد کہنا - کہ دوستون کی جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق - فرید اپنے ہمراہ لیچلا - اور پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بہیجا ہے - مبارک ہو تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ چہہ سو چونسٹہہ کو پچانوین سال کی عمر کے بعد - عالم ظاہری سے قدیمی وطن کو بازگشت فرمائی - جو غیب الغیوب کی بارگاہ ہے -

انجمن فرزندان و چندے از خلفائے شیخ الاسلامی مخدوم شیخ فریدالدین گنجشکر اجودہنی کابلی

کہتے ہین کہ شیخ الاسلام کے کنار عاطفت مین پانچ فرزند اور تین لڑکیان تہین - انہین آٹہون کے احوال اخلاق اورافعال - آٹہون بہشت کے لیے سامان سرسبزی ہین - ان آٹہون بارور اور سایہ دار پودون کی برکت سے دنیا کے

[۵۱] اب پٹن کے نام سے نامزد ہے ۱۲ [۵۲] صوفی وہ شخص ہے - جو موجود پر راضی ہو - اور عدم موجود کی تلاش مین کوشش نہ کرے ۱۲ -

باغ مین ولایت اور ہدایت کے بہت سے ثمر ایسے بہم پہونچے۔ جن کی شان لَا مَقْطُوْعَۃٍ وَّلَا مَمْنُوْعَۃٍ ہے۔ اور جن سے ارباب زمانہ کو کمال فیض اور فائدہ پہونچا ہے۔

پہلے فرزند کا مبارک نام **شیخ نصیر الدین نصر اللہ** ہے آپ کے بہی ایک لڑکے تہے۔ شیخ بایزید نام۔ درویشون کی خو اور بو بالکل انہین موجود تہی۔ شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ کمال مالوہ۔ جن کا روضہ قصبہ دہار مین ہے۔ انہین شیخ بایزید کے فرزند ارجمند ہین۔ اس زمانہ مین مالوہ کے اندر شیخ کمال کی نسل سے ایک جماعت کی جماعت ہے۔ اللہ جل شانہ اِس جماعت کو اس کے آباے کرام کی نیک عادتین عطا فرماوے۔

دوسرے فرزند **شیخ شہاب الدین** تہے۔ آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم۔ اور شاہراہ تقویٰ تحقیق کے سالک تہے۔ عوارف کے درس مین شیخ نظام الاولیا کے ہم سبق رہ چکے ہین شیخ نظام الاولیا کا بیان ہے چونکہ گنجشکر والا نسخہ باریک قلم سے لکہا ہوا۔ اور کسی قدر غیر صحیح تہا۔ اس وجہ سے درس کے وقت تامل اور دیر لازمی ہوتی تہی۔ ایک روز عرض کیا گیا۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس جو کتاب ہے۔ اُس کی عبارت صحیح ہے اور خوش خط ہے یہ بات طبع مبارک پر شاق گزری۔ اور تہوڑی دیر غور کیا۔ پہر غصہ مین آکر کئی دفعہ فرمایا۔ شاید درویش کو غیر صحیح کی تصحیح کی طاقت نہین ہے۔ فقیر نے سر ننگا کر کے قدم مبارک پر رکہہ دیا۔ اور عذر کر کے معافی تقصیر چاہی۔ قبول نہین ہوئی۔ مین تنگ دل ہو کر جنگل کی طرف چلا آیا۔ اور جان و ایمان کے سلب ہو جانے کا خوف تہا۔ جس کے سبب سے حیران و بیقرار پہرتا تہا۔ اتنے مین شیخ شہاب الدین کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپنے میری شرمندگی اور غمگینی اس خوبی کے ساتہہ اپنے پدر بزرگوار کے حضور مین بیان کی۔ کہ مقبول ہو گئی۔ چنانچہ پیر بزرگوار نے اپنے حضور مین مجہکو طلب فرما کر قصور معاف کیا خوف اور ناامیدی کا میل کچیل۔ اندوہگین خاطر سے دور کر دیا اور پریشان دل کو امیدوار کر کے اطمینان دلایا۔ دوسرے روز ارشاد کیا کہ پیر مرید کی مشاطہ ہوتا ہے۔ اور اُسی روز خلافت کا خلعت عطا فرما کر سرفرازی بخشی۔

تیسرے فرزند **شیخ بدر الدین سلیمان** تہے۔ چونکہ انوار الٰہی کی چمک دمک آپ کی سیرت اور صورت سے نمایان تہی۔ لہذا آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے۔ اور گنجشکری سجادہ کا بچہانا۔ اور شیخ الاسلامی راستہ کا چلنا آپ کو نصیب ہوا۔ کہتے ہین۔ خواجہ زور اور خواجہ عوریہ دونون بزرگ چشت سے اجودہن مین آئے ہوئے تہے حضرت گنجشکر نے سجادہ نشین کو اِن دونون بزرگون کا مرید کرا کر آپکو کلاہ خلافت دلوادی تہی۔ جب آپ کی زندگانی کی باری تمام ہوئی تو اپنے باپ کے حظیرہ منورہ مین خوابگاہ تجویز کر کے سو رہے۔

چوتہے فرزند **خواجہ نظام الدین** تہے۔ آپ کے مہربان باپ۔ آپ کو اپنا یوسف سمجہکر آپ کے ساتہہ

یعقوبی برتاؤ کیا کرتے تھے - اور آپ اپنا احوال حقیقت سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھتے تھے - ایک دفعہ مشرکون کے ساتھ جنگ غزا کا اتفاق آپڑا - تو تنہا چند آدمیون کو روانہ دوزخ کرکے خود بذریعہ شہادت عازم بہشت ہوئے - کہتے ہین - آپ کا کالبد لڑائی کے مقام پر باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا - آپکے ایک فرزند تھے صاحب کمالات **خواجہ ابراہیم** نام اور خواجہ ابراہیم کے بھی ایک لڑکے تھے - **خواجہ عزیز الدین** نام - جن کو شیخ نظام الاولیا کی ملازمت سے ظاہری اور باطنی فضیلت اور ولایت حاصل ہوئی تھی - اور روضہ نظامیہ مین ہی آپ کی بھی قبر ہے -

پانچوین فرزند **شیخ یعقوب** تھے - آپ سب سے چھوٹے تھے - سید امیر خرد کرمانی اپنے والد ماجد کے زبانی روایت کرتے ہین - کہ وہ فرماتے تھے - مین شیخ یعقوب کی خدمت مین کمال دبستگی رکھتا تھا - آپنے ملامت اور خرابات نشینی کو اپنے درویشانہ مراتب کا برقع بنا رکھا تھا - چنانچہ ایک دفعہ رات کا ذکر ہے جس شہر مین آپ رہتے تھے - وہان کے حاکم کے پیٹ مین ایسا سخت درد ہوا - کہ گویا اُس نے ملک زندگانی کے غارت کرنے پر کمر ہی باندھ لی تھی - حاکم کے ملازمین شیخ یعقوب کی جستجو مین پھرنے لگے - کہ شاید آپ کی جان فزا دعا کی برکت سے ہی یہ ملک آباد رہے - کمال تلاش کے بعد سر ننگا اور بال اُلجھے ہوئے - اِس حیثیت کے ساتھ ایک میخانہ مین پڑے ہوئے ملے - حاکم کے درد کی کیفیت عرض کی گئی - فرمایا - ہمارا یومیہ خرچہ تمام ہوگیا تھا - وہان سے اوٹھے اور حاکم کے مکان مین پہونچے - اور اپنے دست مبارک سے شکم حاکم کو مس کیا - اُسی وقت فوراً صحت ہوگئی - حاکم نے بہت کچھ جنس اور نقد نذر کیا - کہتے ہین صبح تک تمام خیرات کردیا - آفتاب نکلتے نکلتے ایک کوڑی بھی باقی نہین رہی - آپ کو قصبہ امروہہ کے صدہ مین رجال الغیب اپنے ساتھ لے گئے - اور لوگون کی نظرون سے چھپا دیا - آپ نے دو لڑکے چھوڑے جن کے عادات اور اطوار بزرگان سلف کی مثل تھے - اور نیز ظاہری و باطنی فضیلتین بھی رکھتے تھے - ایک **خواجہ معز الدین** جنہون نے مقام دیوگیر مین شہادت پائی - دیوگیر کو اس زمانہ مین دولت آباد کہتے ہین - دوسرے **خواجہ قاضی** اُنہون نے دہلی مین رحلت کی -

پانچون فرزندون کا تو بیان ہوچکا - اب سنئے لڑکیون کا حال اِس طرح پر ہے کہ بڑی لڑکی کا نام **بی بی مستورہ** تھا - جنہون نے اپنی تمام عمر عصمت وعفت کے ساتھ گزاری -

دوسری **بی بی شریفہ** جو زہد وعبادت مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھین - اور حضرت گنجشکر آپ کے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ اگر عورتون کو خلیفہ کرنا جائز ہوتا تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین کردیتا -

تیسری بی بی فاطمہ جو مولانا بدرالدین اسحٰق کے نکاح مین آکر خانوادہ مشیخت کی دلہن بنین۔

اولین دختر مستورہ کے ایک فرزند تھے خواجہ عزیز صوفی نام تہا۔ ابوالآبا آدم صفی اللہ کی خلافت کے تمام اطوار آپ مین پائے جاتے تھے۔ اپنی قلم سے مختلف طرح کے خطوط نہایت خوبصورتی سے لکھتے تھے۔ تحفۃ الابرار فی کرامۃ الاخیار شیخ نظام الاولیا کے مناقب مین اور نیز اُن کی عمدہ عمدہ باتون کے بیان مین آپ کی تصنیفات سے ہے۔ آپ کے ایک لڑکے تھے خواجہ قطب الدین حسن ان کو خلافت کا خلعت چراغ دہلی شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت سے حاصل ہوا تہا۔

تیسری دختر بی بی فاطمہ جو تھین۔ ان کے شوہر بدر اسحٰق جب عالم بقا کو کوچ فرما گئے۔ تو شیخ نظام الاولیا نے دہلی مین بلا لیا۔ اور کمال درجہ خدمت گزاری کی۔ آپ سے دو فرزند یادگار رہے۔ خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ خواجہ احمد نیشاپوری شیخ الاسلام کے خاص مریدون مین سے تھے۔ اُنہون نے باتفاق رائے شیخ نظام الاولیا ان دونون عالی قدر گوہرون کی پرورش فرمائی۔ اور کمالات انسانی کو پہونچایا جس کے معنی یہین "بازگشت کرنا اس عالم خاک سے عنصری لباس مین وحدت کے جہان پاک کو" جب عنصری علائق سے علیحدہ ہو کر کوچ کرنے کا وقت آیا۔ تو روضہ نظامیہ مین خوابگاہ بنی۔

شمارۂ برگزیدہ خلفائے گنجشکری

شیخ جمال الدین احمد ہانسوی چونکہ طریقت اور حقیقت کا جمال اور جمال کی چمک و دمک آپ کے حالات سے عیان تھی۔ لہٰذا پیر کی قلبی اور نظری توجہ کے اثر سے آپ کا صدق و صفا حد کمال کو پہونچ گیا تہا۔

مولانا برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی۔ کہتے ہین۔ جب شیخ جمال کی روح بدن کے مستعار لباس سے مجرد ہو کر رحلت کر گئی۔ تو خلافت کا خرقہ اور عصا جو شیخ جمال کے پاس تہا۔ باشادہ پیر منجملہ تمام فرزندون کے صرف برہان الاولیا کو عنایت ہوا۔

شیخ علی صابر۔ جب آپ کی سند جمال الخلفا نے چاک کر دی۔ تو آپ کی مان نے جو حضرت گنجشکر کی ہمشیرہ تھین۔ کیفیت حال بھائی کی خدمت مین عرض کی۔ فرمایا جمال کے چاک کئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے جب صابر نے جواب کا مضمون سنا۔ تو اپنے اسم اور رسم کے مطابق اپنی مان کو بھی تلقین صبر کی۔ اور کہا۔ کوئی غم کی بات نہین ہے اگر جمال کے مضطرب ہاتھون نے صابر کی خلافت کی سند چاک کر دی۔ تو صابر کے صبر کے ہاتھ نے بھی

جمال کی سند کا ورق پھاڑ ڈالا - اب کوئی بزرگ جمال کی رہنمائی سے حضرت گنجشکر کے سلسلہ تک نہیں پہونچے گا کہتے ہیں شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہوگئی - اور کوئی شخص ان کے ذریعہ سے سلسلہ داری کے درجہ کو نہیں پہونچا -

شیخ علاء الدین محمد ابن شیخ بدالدین سلیمان ابن شیخ الاسلام - آپ نے باپ کے بعد دو قرن تک اپنے موروثی سجادہ پر سلسلہ داری کی - اور سجدہ شکر گزاری ادا کرتے رہے - جب آخرین سفر پیش آیا تو اپنے جدامجد کی حظیرہ کی زمین میں خوابگاہ اختیار فرمائی - سلطان محمد تغلق نے ایک بلند کرسی کا گنبد آپکے مرقد پر تعمیر کرایا - اور آپکے فرزند **شیخ معزالدین** کو معز الملک کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا - شیخ معزالدین نے گجرات میں ہی رحلت کی - شیخ علاءالدین کے دوسرے فرزند **شیخ علم الحق والدین** تھے - یہ شیخ الاسلامی کے منصب پر سرفراز ہو گئے تھے - اور نیز آپ کو دونوں عالم میں تصرف حاصل تھا -

شیخ محمد تاج پسر خواجہ تاج الدین محمد - آپ کے حالات میں ایک بزرگ شان پیدا ہوتی تھی آپنے سلطان مظفر گجراتی کے عہد میں تاج العلما کا خطاب پایا تھا -

شیخ نورالدین احمد سندو (ماندو) والے آپ بھی حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں - ہمیشہ تفکر کی حالت میں رہتے تھے -

شیخ فخرالدین گنج اسرار جونپوری - آپ کا باصفا دل - انوار اور اسرار کا خزانہ تھا فرمایا کرتے تھے - کہ درویشانہ کمال نے میرے باطن میں بدون کسی مظہری (انسانی) منت کے خود از طرف رب ظہور کیا ہے - اور شیخ نظامی گنجوی کی ابیات اپنے حال سے منطبق کرکے پڑھا کرتے تھے - یہ ابیات آپکے جداگانہ بیان میں لکھی جائینگی - آپ کے مرید بہت ہیں - خوابگاہ جونپور -

شیخ علاء الدین عرف فیل مست - آپ بہ لفظ فیل مست نامزد تھے -

شیخ نورالدین - آپ حضرت گنجشکر کی اولاد میں سے ہیں - اپنے دادا شیخ تاج الدین ابن شیخ عبدالصمد ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید ہیں - جن کو لوگ فرید ثانی - اور اپنے وقت کا گنجشکر کہا کرتے تھے تاریخ پندرھویں ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو سینتالیس کو عالم فانی سے کوچ کیا - قلعہ دہلی کے میدان میں آپ کی قبر ہے -

القصہ - ہند اور سندھ کے تمام شہر اور اطراف تمام و کمال شیخ الاسلام کی اولاد کے سکونت اور قدم کی برکت سے دارالولایت بنے ہوئے ہیں - اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی عنایت سے اس فروع کو افزونی اور استمرار عطا فرمادے الی یوم التناد

یاد شیخ جمال الدین احمد خطیب ہانسوی

آپ حنفی النسب ہین - حضرت گنجشکر آپ کو بہت دوست رکھتے تھے - یہانتک کہ آپ کی صحبت مین بارہ سال کامل ہانسی مین قیام فرمایا - اور یہ بات قرار پاگئی تھی - کہ میرے خلیفون مین جس کسی کو میرا جمال مناسب جانے اُس کی خلافت مجکو تسلیم ہے - شیخ جمال الدین جس کسی کا اجازت نامہ چاک کر دیتے تھے - تو اِس کے بارہ مین حضرت گنجشکر فرمایا کرتے تھے - جمال کے چاک کیئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے - یہ شیخ جمال کے سراپا نصیحت کلمات مین سے ہین "گفتار بے کردار زیب نہین دیتی ہے - جس کی سی رفتار تم نہ چل سکو - اُس کی گفتار چھوڑ دو - کیونکہ ایسی گفتار بالکل غیر موثر ہوتی ہے" جب آپکی ملاقات شیخ بہاء الدین زکریا سے ہوئی - تو شیخ زکریا نے آپ کو اپنے جملہ خلفا پر ترجیح دی تھی - اور چودھوی از روئے صحبت - حضرت گنجشکر کی خدمت مین حامل تہا اُس بنیاد پر لکھہ بہیجا تہا - کہ مین اپنی تمام مریدون اور خلفا کو تنہا شیخ جمال الدین کے بدلہ مین آپکے روبرو پیش کرتا ہون - مروت کی بات یہ ہے - کہ سودا درہم برہم نہ کیا جاوے" حضرت گنجشکر نے جواب مین لکھا "جمال میرا جمال ہے - معاوضہ مال مین ہو سکتا ہے نہ جمال مین" شیخ جمال الدین کی ایک نظم ہے - جس مین اولیا خدا کے مراتب اور رجال اللہ کے حالات نظم کیئے ہین - اِس نظم کے پڑہنے سے آپ کی عمدہ خو اور عرفان کی کیفیت کسی قدر ظاہر ہوتی ہے -

یاد شیخ عارف ملتانی رحمۃ اللہ

آپ حاکم ملتان کے پیش امام تھے - کہتے ہین - حاکم ملتان نے ایک دفعہ کچھہ نقد آپکے ہاتھہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین بہیجا تہا - آپکا از روئے حرص و طمع آدہون آدہ کرکے ایک حصہ نظر عالی مین پیش کیا حضرت گنجشکر نے فرمایا - عارف - تمنے برادرانہ حصہ اچھا کیا - آپ یہ سنکر خجالت مین ڈوب گئے - اور جو کچھہ بچا لیا تہا - سامنے لاکر رکھہ دیا اور نوکری کو الوداع کہکر - حضرت گنجشکر کی ملازمت اختیار کی - چند روز بعد آپکے کام مین شائستگی پیدا ہو گئی - لہذا حضرت گنجشکر نے خرقہ خلافت اور اجازت نامہ آپ کو دیکر قندہار اور سیستان جانے کا حکم صادر فرمایا - کہ وہان کے باشندون کی رہنمائی کرنا - تہ نے نامہ کو بوسہ دیکر خدمت مین رکھہ دیا - اور عرض کیا - کہ رہنمائی بہت بڑا کام ہے - مجھہ جیسے شخص سے بخوبی اور شائستگی کے ساتھہ انجام نہین پا سکتا ہے - بہتر یہ ہے - کہ سفر حجاز کی مجکو اجازت فرمائی جاوے - تاکہ باقی ماندہ زندگانی اُسی ابراہیمی مقام مین بسر کرون - القصہ دونون طرف سے آخرین بات پر قرار داد ہو کر عمل درآمد ہوا ع سعادت ہمہ ساعت و روز بشمار

یاد شیخ شمس الدین داؤد پالھسی

پالھی۔ ردولی کے دیہات میں سے ایک دیہ ہے۔ آپ حضرت گنجشکر کے خاص مرید اور شیخ نظام الاولیا کے ہمراز اور ہم سفر تھے کہتے ہیں۔ ہر روز صبح کو گھر سے نکل کر جنگل میں چلے جایا کرتے تھے۔ جنگل کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہوجاتے تھے۔ اور کسی درندہ اور پرندہ میں کسی قسم کی آزار رسانی اور خوف باقی نہیں رہتا تھا۔ منتظرانہ آپ کے جمال میں نظر کرتے رہتے تھے۔ اور آپ حالت مراقبہ میں مستغرق رہتے تھے جب رات ہوجاتی تھی۔ تو اپنے گھر آجاتے تھے۔ اسی حالت سے زندگی گزار دی مصرع دل ربائے انفس و آفاق بود۔

یاد مولانا احمد حافظ دہلوی

آپ رسمی اور حقیقی علوم کا خزانہ۔ اور پرہیزگاری اور معرفت کی کان تھے۔ شیخ نظام الاولیا سے روایت کرکے فرماتے تھے۔ میں ایک بار حضرت گنجشکر کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے لیے جارہا تھا۔ سرسی موضع میں آپ سے ملاقات ہوئی جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ میں کہاں کا عزم رکھتا ہوں۔ تو پیغام فرمایا۔ امید ہے۔ کہ تم جلد پہونچوگے۔ روضہ مقدس کو میرا سلام کہنا اور التماس کرنا۔ کہ دنیا کے طالب۔ آخرت کے طالب۔ اور نیز دونوں کے طالب۔ روئے زمین پر بہت سے ہیں۔ لیکن اس نیازمند کی آرزو سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ اس کی دعائے توفنی مسلما والحقنی بالصلحین قبول ہوجاوے۔

مصرع رفیق جان تہنا یا رواد باد

یاد شیخ بہاءالدین محمد سیکری وال

آپ شیخ الاسلام گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ ناز ہان نفس کی جنگ میں۔ فقر اور تنگ دستی کے قبول کرنے میں اور مال ومنال چھوڑ دینے میں۔ اپنے بزرگوار آباؤ اجداد کی مثل تھے۔ اور بہت کچھ شائستگی کے آثار آپ کی پیشانی سے نمایاں تھے رحمہ اللہ۔ مصرع دلش بود از مواہب بحر مواج۔

یاد شیخ بہاءالدین زکریا پور مولانا وجیہ الدین ابن علی شاہ قرشی خوارزمی

آپ کی والدہ ماجدہ۔ مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر ہیں۔ آپ کی ولادت کوٹ کروڑ میں ہوئی۔ جو قلعے سبکتگین کے بیٹے نے ہند میں فتح کیے تھے اُن میں پہلا قلعہ ہے۔ آپ کی خوابگاہ ملتان میں ہے۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔ اور قرات بھی حاصل کرلی تھی باپنے دُریکانہ کی طرح آپ کو یتیم چھوڑا۔ خراسان میں جاکر کتابی علم سیکھا۔ اور بخارا میں

سلہ۔ تو مجکو اپنی فرمان داری کی حالت میں (دنیا سے) اوٹھائے۔ اور مجکو (اپنے) نیک بندوں میں لے جا داخل کر۔ ۱۲

پہونچکر درجہ اجتہاد مین قدم رکہا - اخلاق مین ایسی شائستگی بہم پہونچائی - کہ اہل زمانہ آپکو بہاءالدین فرشتہ کہتے تھے ہیر
حرمین کی خاک بوسی کے لیے بخارا سے جنبش فرمائی زادھما اللہ شرفاً پانچ سال مدینہ منورہ مین قیام فرمایا۔ اُس
زمانہ مین شیخ کمال الدین محمد یمنی موجود تھے - جو بڑے محدثین مین سے تھے - اون سے احادیث صحاح کی تصحیح کرکے سند
حاصل کی ۔ اور ہرسال اُن کی ہمراہی مین حج کو آتے تھے - پہر بغداد مین شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ملازمت
مین پہونچکر حقیقۃً بیعت ہوگئے - اور سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حسب فرمان خاتم الانبیا علیہ السلام پیکر واپسی
ملتان کی اجازت لی - جو صوفی لوگ سابق سے حاضر خدمت تھے اُنہون نے اس حال پر رشک کیا - اور شیخ کو فروغ
باطن سے یہ حال معلوم ہوگیا - فرمایا - کہ تمہاری لکڑیون مین امکان کی نمی ابھی باقی ہے - اِس سبب سے آگ جلد اثر نہین کرتی
ہے - اور بہاءالدین کی لکڑیان خشک ہوگئی ہین اِس وجہ سے اُنہون نے جلد شعلہ پکڑ لیا - حضرت گنجشکر فرماتے ہین - ایک بار
مین شیخ بہاءالدین کے نام خط لکہنا چاہتا تہا - یہ تامل تہا کہ عنوان القاب کیا لکہون - اتنے مین لوح محفوظ پر نگاہ جا پڑی
وہان آپ کا لقب شیخ الاسلام لکہا ہوا دیکہا - چنانچہ یہی لقب لکہدیا - کہتے ہین - دونون جہان کا کمال آپ کو حاصل
تہا - اور خرق عادات یعنی کرامتین انواع و اقسام کی واپسین نفس تک آپ سے صادر ہوئین - ساتوین صفر ہجری سنہ
چھ سو پینسٹھ ۶۶۵ کو ایک روشن ضمیر مرد آیا - اور شیخ صدرالدین عارف کو بہ مہر رقعہ دیا - اور کہا اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہونچاؤ
چنانچہ پہونچا دیا گیا - محبوب کے خط کا پڑہنا تہا - کہ عمر گرامی کا زمانہ پورا ہوا شیخ صدرالدین نے باہر سے وَصَلَ الحَبِیبُ اِلَی الحَبِیب[51]
کی آواز سنی - جب اندر پہونچے - تو باپ کو واصل بحق پایا - اور کہنے والا کوئی موجود نہ تہا جس طرح بفحوائے وَلَقَد زَیَّنَّا
السَّمَآءَ الدُّنیَا بِمَصَابِیحَ[52] دنیادی آسمان کو ستارون کے چراغون سے آرائش ہے - اسی طرح آپکی
نسل کے آسمان کو سات اختر سے آرائش حاصل ہوئی تہی - (۱) شیخ کمال الدین (۲) شیخ صدرالدین عارف (۳) شیخ شمس الدین
(۴) شیخ علاءالدین یحییٰ (۵) شیخ محبوب مجذوب (۶) شیخ برہان احمد (۷) شیخ ضیاءالدین حامد قدس اللہ اسرارہم
ایک روز چند صوفی آپ کے نزدیک تونگری کی مذمت کرتے تھے - آپنے فرمایا - دنیا تہوڑی سی چیز ہے جو تمام دنیا
والون مین تقسیم ہے - پس ایک چہوٹے سے حصہ کی مقدار کتنی ہوگی - نیز فرمایا کرتے تھے - مال معنوی سانپ ہے
جو شخص سانپ کا افسون جانتا ہے اوس کو سانپ کا زہر نقصان نہین پہونچاتا ہے - اور کبہی یہ بہی فرمایا کرتے تھے
کہ دنیاداری کو درویش کے رخسارہ پر تِل کا نشان سمجہنا چاہیئے -

---

۵۱ حبیب حبیب سے مل گیا ۱۲ ۵۲ اور ہمنے ورے آسمان کو (ستارون کے) چراغون سے سجا رکہا ہے ۱۲

یادشیخ فخر الدین ثانی

آپ شیخ شہاب الدین حق گو کے فرزند خلیفہ اور جانشین ہین۔ کہتے ہین۔ فیروز شاہ کے عہد مین سید جلال مخدوم جہانیان آپ کی ملاقات کے واسطے اوچہ سے دہلی مین تشریف لائے تہے۔ سلطان فیروز نے استقبال کیا۔ جب مخدوم کا دیدار دیکہا۔ تو سلطان کو سعادت حاصل ہوئی۔ اور اعتقاد زیادہ ہوا بیعت ہو گیا۔ دوسرے روز مخدوم جہانیان۔ آپ کی خانقاہ مین آئے۔ آپ کی عادت تہی۔ کہ ہمیشہ بے لکہے ہوئے چند ورق سامنے رکہا کرتے تہے اور ہرایک کام کے آغاز مین اُن کو کہول کر دیکہا کرتے تہے۔ اگر لفظ **اِفعَل** نکلتا تہا۔ تو وہ کام کیا کرتے تہے اور اگر لفظ **لاتفعل** نکلتا تہا۔ تو اُس کام سے باز رہتے تہے گویا اِس ترازو سے۔ خدائے پاک کی رضامندی کا اندازہ کر لیا کرتے تہے۔ جب آپنے مخدوم کی ملاقات کے لیے ورق کشائی کی۔ تو ہربار لفظ **لاتفعل** برآمد ہوا۔ لہذا مجبوراً عذر کیا۔ اور کہا کہ آج کے روز حکم خدا ملاقات کے واسطے نہین ہے۔ انشاءاللہ العزیز پہر کسی روز مین اپنی آنکہہ اور دل آپکے دیدار سے منور کرون گا۔ ہر چند باہر سے دلیری کی زنجیر دروازہ پر ہلاتے تہے۔ لیکن اندر سے امتناع کی زنجیر نہ کہلی پر نہ کہلی۔ ناچار مخدوم نے معاودت فرمائی چونکہ شیخ کو بہی ازحد زیادہ شوق ملاقات تہا۔ اسواسطے پانچوین دفعہ پہر فال کہولی۔ اس دفعہ صیغہ امر نکل آیا۔ فوراً جگہہ سے اُٹہہ کہڑے ہوئے۔ مخدوم کو بہی خبر ہوئی۔ کہ شیخ عقب سے پیادہ پا آرہے ہین۔ پہیچگے اور پالکی سے اُتر آئے۔ اور شیخ کی رفتار مین متحیرانہ نظر کی۔ اور کہا۔ درست! درست!! درویش کو ایساہی چاہیے کہ بے فرمان خدا ایک قدم بہی نہ اُٹہاوے جب باہم دست بوس ہو چکے۔ تو مخدوم نے قصد معانقہ کیا۔ شیخ کو مخدوم کی خفیہ کارروائی معلوم تہی۔ کہ جس کسی سے معانقہ کرتے ہین جو کچہہ اُس کے پاس از قسم معرفت ہوتا ہے۔ سب سلب کر لیتے ہین اس سبب شیخ نے اپنے تئین چورایا۔ اور ازراہ عذر خواہی کہا۔ میرے فرزند بہت ہین۔ اور نعمت کم ہے۔ اور یہ آیۃ پڑہی۔ **هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا** مخدوم نے ہونٹون ہی ہونٹون مین تبسم فرماکر اپنی نعمتون سے فرزندان شیخ کو کامیاب کیا اور ہرایک کو ایک مناسب ہمت کے ساتہہ نامزد فرمایا۔ شیخ بہاءالدین گنج رواں کو سرکار کالپی عطا کی۔ شیخ صدر کو صوبہ جونپور دیا۔ شیخ بدہ کا تقرر سرکار بہار مین کیا۔ اور کہا۔ ہم صاحبان ہمت کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ بیان مین نہین آتا ہے۔ مصرع باد لطف خدا قرین ہمہ

یادسیّد جلال سرخ بخاری

آپ شیخ بہاءالدین زکریا کے مرید۔ اور مخدوم جہانیان کے دادا ہین قدس سرہم کہتے ہین۔ تقدیر الٰہی آپکو

ملہ۔ بہیر ابہائی ہے [illegible] ایکے (ربی) مثانو سے گبیان ہین۔ اور یہ (راق مرث) ایکہی گونی ہے (اب) ہے کہا ہے کہ اپنی بہی ہو محبوب ٹال ؟

بخارا سے بھکر مین کھینچ لائی تھی - اِس کے چند روز بعد آپ غیبی اشارہ کے بموجب سید بدرالدین بھکری کی دختر کے لیے خواستگار ہوئے سید بدرالدین نے الہامی اجازت کا انتظار کیا - اور اِس سبب سے جواب دینے مین کسی قدر توقف فرمایا - جب سید بدرالدین کے باطن مین بھی اسی مضمون کا الہام ہوا - تو عقد کر دیا - خانہ اور خاندان دونون لگئے - مگر آخر کار گردش آسمانی سے بھائیون کے دلون مین حسد اور کینہ پیدا ہوا - اِس سبب سے سید جلال الدین بترک سکونت اوچہ مین آکر گوشہ گزین ہوئے بہت مدت تک خدا پرستی مین مشغول رہے - اور رحلت کے بعد بھی یہی شہر آپ کی خوابگاہ بنا مصرع جہان از نسل او آباد باد

یاد شیخ حسین کاہ بُر

آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - قدوۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا کے ہم عصر تھے - زمانہ ہوش مین گھاس کھودنے سے معاش بہم پہونچاتے تھے - جب حالت جذبہ پیدا ہوئی - تو خرابات مین جا بیٹھے - ایک روز عنفوان جوانی مین شیخ زکریا خرابات نشین شیخ کے پاس جا نکلے شیخ حسین نے ہاتھ پر پیالہ رکھکر سامنے کیا - شیخ زکریا نے ازراہ ادب لیکر گریبان مین اولٹ لیا جب گھر آئے - تو پیرہن اپنی دیرینہ دایہ کے سپرد کیا - چونکہ پیرہن کا داغ دہونے سے دور نہین ہوا - تو دایہ نے اُس مقام کو منہ سے چوس لیا - پس پہنچ گئی جہان پہونچ گئی - کہتے ہین - دایہ عارف زمان ہو گئی - اور اکثر اُسکی زبان نے ایزدی تقدیر کا پیغام ہوتی تھین مصرع روحش مدام جرعہ کش بزم وصل باد -

یاد شیخ بہم د ملتانی

آپ بھائیہ نسل مین سے ہین - تجرید اور آزادگی کے گویا دریا تھے - قرآن - شیخ محمد مغربی کا دیوان - اور پیوند لگا ہوا خرقہ - اِن چیزون کے سوا کوئی چیز پاس نہین رکھتے تھے - ملتان سے نکلکر - کئی سال گجرات کے جنگلون مین بسر کیے - آخر الامر کرہ مین آکر گوشہ اختیار کیا - جب آخرین سفر کا وقت آ پہونچا - تو خواجہ کرک کی قبر کی برابر مین سو رہے مصرع شیخ بہم و در جہان بہ مرد بود -

یاد شیخ رکن الدین ابو الفتح

آپ شیخ صدر الدین کے بیٹے - اور شیخ صدر الدین - شیخ بہاء الدین زکریا کے فرزند تھے - قدس اسرارہم خلافت کا خرقہ - اپنے جد بزرگوار سے پایا تھا - کہتے ہین - سلطان قطب الدین ابن علاء الدین کے دل مین اُس کی نالایقی سے شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا - لہذا سلطان نے کمال منت و سماجت کے ساتھ شیخ رکن الدین کو ملتان سے دہلی مین بلایا اِس ارادہ پر کہ شیخ رکن الدین کی درویشی کے کر و فر سے شیخ نظام الاولیا کی خانقاہ کی رونق جاتی رہے - جب شیخ رکن الدین کی تشریف آوری کی خبر آئی - تو سلطان المشایخ - علائی حوض تک

استقبال کے واسطے گئے - اور دونون بندگانِ خدا ایک دوسرے کے دیدار سے خوش ہوکر اللہ عز اسمہ کا شکر بجالائے اور جب سلطان رازداری پر بیٹھے - تو معرفت کی باتین کین - شیخ نظام الاولیا کے مکان مین ایک انجمن منعقد ہوئی تمام اربابِ ظاہر اور اصحابِ باطن حاضر تھے - منجملہ اِن کے مولانا عماد الدین اسمعیل نے ملتان سے دہلی مین آنے کی وجہ اِس پردہ مین دریافت کی - کہ مکہ سے مدینہ کو خاتم الانبیا علیہ السلام کی ہجرت کا سبب کیا تھا - شیخ رکن الدین نے جواب دیا - کہ خاتمیت کے متعلق بعض کمالات کا - اور نبوت کے متعلق بعض مراتب کا حاصل ہونا - زمین مدینہ کے ساتھہ وابستہ تھا - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - نہین - وجہ صرف یہ ہے کہ بہت سے مقامی ناتوان لوگون کو مکہ معظمہ مین جانا میسر نہین ہوتا تھا - اُن کی تکمیل کے واسطے آنحضرت نے مدینہ منورہ مین نزول فرمایا - اس قسم کی دلچسپ اور لطیف باتون سے دونون حضرات نے بادیگرے تواضع کا اظہار کیا - دوسرے روز سلطان قطب الدین شیخ رکن الملۃ کی خدمت مین حاضر آیا - اور دریافت کیا - شہر والون مین سب سے زیادہ آگے چلنے والا سعید کون ہے - شیخ رکن الملۃ نے فرمایا - وہ شخص ہے - جو اِس دار الامان مین بہترین خلائق ہے - اور اِس قسم کے اشارون کے ذریعہ سے جاہا - کہ جو وسوسے سلطان کے خیال مین جمے ہوے ہین - مین اُن کو دور کر دون - اور جو بیہودہ خواہش میری نسبت سلطان رکھتا ہے - اُس کے بارہ مین اپنی طرف سے نا اُمیدی دلاؤن - مگر سلطان کے دل مین بدباطنی سے کچھہ اثر نہین ہوا - اسکے بعد ایک روز سلطان قطب الدین کا گزر - نظامیہ خانقاہ پر سے ہوا - اُس وقت خلائق کا ہجوم بیشمار اور ازدحام شمار اور حد سے زیادہ تھا دریافت کیا آج - کس بزرگوار کا عرس ہے - بدباطن وزیر نے ایسے طرز سے جواب دیا - کہ دریافت کرنے والے کے دل مین از سر نو کینہ اور غیرت کا غبار پیدا ہوا جب سلطان اپنے دولت خانہ مین واپس آیا تو لکھہ بھیجا - کہ صاحب خانقاہ ہماری قلم رو سے اپنا سامان اقامت اُٹھا لیجاوے - رقعہ حجرہ مین پہونچا - آستانہ مین کھولا صحن مین پڑہا - اور اُس کی تعمیل راہ مین ہوئی -

القصہ - رات کے وقت فرمان روا کے پیٹ مین درد پیدا ہوا - اور اطبا نے جس قدر دوا کی - اُسی قدر درد مین زیادتی ہوتی چلی گئی - اُس وقت جانا - کہ یہ اُس گستاخی کا طمانچہ ہے - پس سلطان نے عالمون اور عارفون کو شفیع بنایا - اور شیخ نظام الاولیا کی خدمت مین بھیج کر عذر خواہی کی معاودت کے واسطے اور حصول صحت کی دعا کیواسطے التماس کیا - فرمایا نظام کو خدائی کارخانہ مین کیا دخل ہے اور دوا اور درد دونون تقدیری حرف ہین - چونکہ صرف شفیعون کی علی الاتصال (لگاتار) آمد و رفت سے بدون خلاف کے کسی قسم کا نتیجہ پیدا نہین ہوا تو بیمار کی والدہ نے حاضر حضور ہوکر بساط بوسی کی اور بہت کچھہ درد آمیز لہجہ مین رو کر جہینکی - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - اِس شرط پر

علاج کرونگا - کہ سلطنت دہلی کا کاغذ خاص مہر اور ارباب مناصب کی مہرون سے مرتب کرکے پیشاب کے قارورہ کے ہمراہ بہیج دین - تاکہ تجویز نسخہ کی جاوے - یہ شرط قبول کرکے نہایت جلد تمسک اور قارورہ حاضر کیا گیا - شیخ نظام الاولیا نے اُسیی وقت قبالہ کو لپیٹ کر اُسی پیشاب کے شیشہ مین ڈال دیا - اور فرمایا - کہ دہلی کی سلطنت درویش کے نزدیک بیمار کے پیشاب کی برابر ہے - آخر کار دعا کرتے ہی فوراً صحت حاصل ہوگئی - اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ لوٹ گئے - کہتے ہین - جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے بعد دہلی کا فرمان روا ہوا - اور ہجری سنہ سات سو پچیس ۷۲۵ مین - بنگالہ سے دہلی مین معاودت کرکے ایک عالی شان محل مین اُترا جو اُس کے نام سے تعمیر کیا گیا تہا - تو شیخ رکن الدین اور نیز دیگر روساے زمانہ وہان مسند پر تشریف رکہتے تہے - شیخ نے وہان سے جلد اُٹہنے کے واسطے بارہا عبارت اور اشارت دونون طرح سے کہا - مگر کارگر نہین ہوا - جب دسترخوان بچہایا گیا - تو شیخ تہوڑی دیر بیٹہے - اور اِس سے پہلے - کہ دسترخوان زیادہ کیا جاوے - اُٹہکر باہر چلے آئے - دوسرے اصحاب بہی آپ کے پیچہے پیچہے اُٹہ آئے - اتفاق سے ہاتہ دہو ہی رہے تہے - کہ عمارت مذکور بیٹہ گئی - سلطان مع اپنے چند مقربون کے اُسکے نیچے دب گیا - اور مر گیا -

دیکہو تقریب کی تحریک - یہ تحریک کیونکر دل مین چہپے ہوے واقعات کو افشاے راز کرنے والی زبان کے حوالہ کرکے واقعہ نگار قلم کے ذریعہ سے کتابت مین لاتی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سو ربیع الاول کے مہینے مین - مرزا ابراہیم ابن مرزا سلیمان حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ نے جو اکبر شاہ کے زمانہ مین صوبہ مالوہ کا حاکم تہا - اُنہین دنون عالم علوی کو کوچ فرمایا تہا - راقم تعزیت کے واسطے مرحوم کے فرزند مرزا فتح پوری کے پاس جن کا مبارک نام بدیع الزمان مرزا ہے - اپنے مسکن مندو (مانڈو) سے گیا تہا - بڑے بڑے امیر اور سردار مرزا شاہرخ کے زمانہ مین بدیع الزمان کے برتاؤ سے ناخوش تہے - خراب فکر اور نالائق اندیشہ سے اس وقت کو بدلہ لینے کے واسطے موزون سمجہکر مشورہ کے پردہ مین دورنگی کو کام مین لائے - اور عبداللہ خان کے نزدیک جو جہانگیر شاہ کا نوازش یافتہ تہا - ہر ایک نے مکر و زور سے بہرے ہوے خطوط لکہکر بہیجے - کہ ہمارے صاحبزادہ کے دماغ مین خودسری کی ہوا بہری ہوئی ہے اور شہنشاہی ملازمت کا اندیشہ اُس کے دل مین قطعی ہے ہی نہین - یہ مخفی فتنہ ظہور مین آنے سے پہلے ہی اسکی مشکین باندہ کر دربار معلی مین بہیج دینا چاہیے - فقیر کو اِس کام کی اصلیت سے پوری آگاہی ہے - کہ یہ آفت بہری ہوئی گفتار مرزا کے بارہ مین صرف تہمت اور محض بہتان ہے - آخر کار زمانہ کی پریشانی پر نظر کرکے مین مرزا سے بصد خون جگر رخصت ہوا - اور بوجہ سابقہ دلبستگی کے - جو ناہر خان کے جمال باکمال کے ساتہ تہی -

موضع محمد پور مین گیا۔ یہ موضع ناہر خان کی جاگیر مین ہے۔ اپنے مکان کو بازگشت کا ارادہ تہا۔ مگر اس شورش کے فرو ہونے کا انتظار کر رہا تہا۔ الحاصل مکتوب الیہ عبد اللہ خان نے ایک مدت تک تو اپنی نیک عادت اور فرشتہ منشی سے ان نوشتون کو تامل مین ٹالے رکہا۔ مگر چونکہ اس طرف کا امر احد سے زیادہ گزر گیا تہا۔ اس واسطے ناچار اس طرف روانہ ہونا پڑا اور صوبہ کے جاگیر دارون کے نام بلانے کے واسطے پروانجات بہیجے۔ کہ جملہ اطراف سے سپاہ فراہم ہو کر حاضر آوے۔ آخر کار عبد اللہ خان وسط جمادی الاول مین اجین آ پہونچا۔ صاف دل جوان (ابیع الزمان) سیاہ باطن سفید ریش والون کی پرفریب باتون پر بہروسہ کر کے آنے والے کے استقبال کو واسطے باہر نکلا۔ عبد اللہ خان مرزا کو اپنے خیمہ گاہ (کیمپ) مین لے گیا۔ اور پہرہ والون کے سپرد کر دیا۔

اُسی روز تعمیل پروانہ ناہر خان اجین مین پہونچکر عبد اللہ خان کے لشکر مین جا ملا چند روز بعد راقم بہی اجین مین آیا۔ اور دولت خانہ ناہر خان کی برابر مین اپنا خیمہ نصب کیا۔ عبد اللہ خان نے حکم دیا کہ سب سپاہ لشکر کے گرد چارون طرف قلعہ تیار کر لیوین۔ اس بنیاد پر ناہر خان نے بہی اپنی سپاہ کے گرد ایک حصار کہنچوایا۔ اور حویلی بنالی فرزندون کو بہی بلا بہیجا کیونکہ نزدیک تہے۔

ایک روز دیوار حویلی کے سایہ مین ناہر خان چند درویشون کے ساتہہ خاص طور پر بیٹہا ہوا تہا۔ چونکہ مٹی کی دیوار اُٹہانے والون نے دیوار اُٹہانے مین مضبوط کام نہین بنایا تہا۔ اسواسطے دیوار جہک گئی تہی۔ اور اس سبب سے اس کے گرنے کا خیال راقم کے دل مین پیدا ہوتا تہا۔ ہر چند راقم نے اپنا دلی خیال صراحت کے ساتہہ بیان کیا۔ مگر ہم نشینون نے بعید سمجہکر التفات نہین فرمایا۔ اس اثنا مین کہانے کے واسطے دسترخوان بچہایا گیا۔ اور جب کہانے سے فراغت پا کر زیادہ کیا گیا۔ تو راقم بدن ہاتہہ دہوئے وہان سے اُٹہہ کہڑا ہوا۔ ہنوز اپنے خیمہ مین پہونچنے نہین پایا تہا۔ کہ دیوار کے گرنے کی آواز آئی۔ ناہر خان خود جگہ کر کے درمیان مین سے نکل آیا۔ اور ہاتہہ بڑہا کر شیخ عبد اللطیف کو جو ایک آزاد شخص ہے۔ مصیبت مین سے نکالا۔ اپنے پنجسالہ لڑکے کا کچہہ خیال نہ کیا۔ جس کا نام دلاور خان ہے۔ اور سامنے کہیل رہا تہا۔ وہ خاک مین اور ڈہیلون مین پڑا رہا۔ کچہہ دیر بعد اُس کو بہی نیچے سے نکالا۔ نیک کرداری اور درویش دوستی کی بدولت ملک الموت نے بیٹے کو از سر نو زندگی بخشی۔

یاد شیخ حماد الدین اسمعیل ملتانی

آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح کے چہوٹے بہائی ہین لیکن اُن کی مان سے نہین۔ آپ کو دین اور دنیا

یعنی دونوں جہان کی سعادت سندی حاصل تھی۔ بزرگوار دادا۔ صاحب ولایت باپ اور بابرکت بھائی سے بہت کچھہ فیض اور فائدہ پایا تھا۔ فقہ کے علم مین یہانتک تحقیق کو بڑہایا تھا۔ کہ درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تھا جس مسئلہ مین ملتان کے تمام فقیہ اور مفتی عاجز ہوجاتے تہے۔ وہ مسئلہ آپ کی توجہ سے حل ہوجاتا تھا۔ آخرکار درسی علوم کو الوداع کہکر اپنے بڑے بہائی کی خدمت مین داخل ہوگیے تہے۔ اور اُن کی خدمت کے طفیل سے جب ہیلو نشین دشمن (نفس) کے ساتہہ لڑائی شروع کی۔ تو فتح پائی۔ جب رکن الاولیا کا آخرین وقت آیا۔ اور اُنکے کوئی فرزند تھا نہین۔ اور نیز بدر بزرگوار نے فرمادیا تھا۔ کہ چہوٹا بہائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے لہذا رکن الاولیا نے اپنا سجادہ چہوٹے بہائی کے سپرد کرکے اُن کو رہنماء زمانہ بنایا۔ آپکے بعد شیخ صدرالدین حلیم ابن شیخ عماد الدین مسند پر بیٹھے۔ شیخ صدرالدین حلیم کے بعد شیخ صدرالدین شہراللہ ابن حلیم قایم مقام ہوئے مصلح جبراً سجادہ نشین عمادیہ نسل مین بہی مصرع۔ عماد الدین عماد قصر دین بود۔

یاد شیخ علم الہدیٰ

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چچازاد بہائی ہین۔ جدامجد کے زندگی مین ہی جہان بیمائی کی ہوا سر مین بہر گئی تہی۔ ماوراءالنہر خراسان۔ اور بلاد مین جاکر نقلی علوم اور عقلی فنون تحصیل کیے۔ اور کمال تبحر بہم پہنچاکر ہجری سنہ سات سو چالیس مین جب کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا عہد تہا۔ دہلی مین آئے۔ سیاہ باطنی سے اپنے چچازاد بڑے بہائی کی خدمت مین مناظرہ کرنا چاہا چونکہ رکن الاولیا کے ظاہری علم کو روشنی قلب کی قوت سے استحکام حاصل تہا۔ علم الہدیٰ کی بڑائی مناظرہ کے اندر پیش نہین گئی۔ بلکہ باعث خجالت ہوئی۔

واضح ہو۔ کہ عالم صورت کا پہلوان۔ عالم معنی کے پہلوان کے ساتہہ مقابل نہین ہوسکتا ہے بلکہ لبسلادب کے کنارہ پر کہڑا ہوکر اس اندیشہ مین ڈوب جاتا ہے۔ کہ نمود مین آنے والی موجودات حقیقۃ الحقائق کا عکس ہے۔ اور عکس معنی سے عاری ایک صورت ہوتی ہے۔ اور اصل علم ظاہر مین ایک ملک ہوتا ہے جو ملکوت یعنی عالم ارواح کی برابر ہوتا ہے۔ سُبحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۵ بیت

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہر کہ درافتاد برافتاد

یاد شیخ الہداد احمد آبادی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین سے ہین۔ اپنے وقت کے پرہیزگار اور خداپرست تہے۔ حقیقی اور درسی علوم بہی جانتے

۵ پاک ہے (وہ ذات) جس کے ہاتہہ مین ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور اسی کے پیچہے تم سب (اوسی کی طرف لوٹا) کردیئے جاؤگے ۱۲

تے تمام کہانے کی چیزین چھوڑدین تہین - صرف ایک پیالہ دودہ سے بہوک کا علاج کرتے تہے خواہ وہ کہین سے ہی بہم پہونچاتے تہے معرفت دانی مین دوسرے معرفت فہمون پر سبقت رکہتے تہے - جو عمدہ مضامین اور اُن کے نئے نئے حل خاص آپکی طبیعت اور فہم بہم پہونچاتی تہی - اُن کا فیضان درس دیتے وقت سننے والون کو پہونچاتے تہے - شریعت کی رعایت کرکے سرود وسماع کی مجلس مین نہین جاتے تہے شیخ زین الدین خوانی کے سلسلہ سے کمال دلبستگی تہی -

یاد شیخ موسیٰ

آشکارا کرامتین آپ سے اکثر ظاہر ہوئی ہین - صاحب موسوی ولایت تہے - کہتے ہین - ننہ سے قدوۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا کی ملاقات کے واسطے ملتان کو آتے تہے - جب دریاے راوی کے کنارہ پر پہونچے - تو ملاح نے کشتی لگانے مین توقف کیا - آپ اُس دریا کا تمام پانی ایک ابریق مین اوٹھا کر شیخ کی خدمت مین لے گئے - شیخ نے فرمایا - اس پانی سے لوگون کو فیض پہونچتا ہے - بدستور سابق چھوڑدو - آپنے کہا - نہین یہ پانی آستانہ بوسی کے مشتاقون کو روکتا تہا - اور اِس مزاحمت سے اُن کو نقصان پہونچتا تہا - اب اِس شرط پر چھوڑا جاوے گا - کہ شہر کے کنارہ سے بہت دور بہنے لگے - اُس روز سے دریاے راوی ملتان سے دور بہتا ہے - اِن دونون صاحبون کی بدولت چند روز انجمن حقیقت بیانی ایسی عمدہ طور پر ہوتی رہی - کہ اُسکی خوبی بیان مین نہین آسکتی ہے -

مصرع - طور دیدار بادمیقات آتش -

یاد شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری سوالی

آپ کا لقب سلطان التارکین ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہما بعض کہتے ہین کہ آپ موضع سوال کے باشندہ ہین - جو مضافات اجمیر سے ہے - اور بعض کا یہ خیال ہے - چونکہ تصوف کی مشکلات کے بارہ مین آپ سوال وجواب بہت کیا کرتے تہے - اسواسطے سوالی لفظ کے ساتھ شہرت ہوگئی کہتے ہین - کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین جب دہلی کے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نے شیخ جلال الدین تبریزی کے نام پر ایک بہتان لگایا - تو سلطان نے حقیقت تہمت معلوم کرنے کے واسطے بزرگان وقت کو ہر ایک شہر سے بلاکر ایک مجمع کیا تہا - اُس درمیان مین شیخ حمید الدین نے تعرض کے طور پر شیخ بہاء الدین زکریا سے دریافت کیا - کہ مال کے ساتھ سانپ کس مناسبت سے تعلق رکہتا ہے - فرمایا کہ دونون مہلک ہین اور تعلق کا سبب دونون کا ہلاک کرنے مین اشتراک ہے - اسی کے ساتھ یہ بہی کہا - کہ وہ شخص عقلمند ہے - جو

مہلک شے سے دور دور رہے۔ نہ اُس کی دوستی کی طرف مائل ہو۔ اور نہ اُس کی نزدیکی سے خوش ہو۔ بہاء الاولیا نے جواب دیا کہ جو شخص افسون جانتا ہے۔ اُس کو سانپ کے زہر۔ اور مال کی ہستی سے نقصان نہیں پہونچتا ہے۔ اس پر حمید العرفا نے کہا کہ سانپ کو افسون کے ذریعے سے بہی پاس رکہنا اچہی بات نہیں ہے۔ بہاء الحق نے اِس بات کے جواب مین توقف کیا۔ تو ناگاہ اپنے پیر شیخ الشیوخ کو دیکہا۔ کہ وہ فرماتے ہین۔ بہاء الحق۔ یون کیون نہین کہتے ہو۔ کہ دنیا۔ اہل کمال کے جمال کے رخسارہ پر نیل کا داغ ہے۔ جس طرح حسینان صورت کی ابرو پر وسمہ۔ رخسارہ پر نیل اور بناگوش پر غالیہ۔ نظر بد سے بچاتا۔ اور زیبائش کو بڑہاتا ہے۔ اسی طرح معنوی محبوبون کو دنیا وی اسباب نیلہ رنگ کا کام کر کے خود بینی کی نظر بد سے محفوظ رکہتا ہے۔ اور اس کے اندر یہ حُسن بہی موجود ہے۔ کہ دوسرون کے ساتہہ احسان کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لکہا ہے کہ حمید العرفا نے ایک خط بہاء الاولیا کی خدمت مین بہیجا تہا۔ جس مین لکہا تہا۔ کہ بہت سی قرآنی آیات۔ اخبار۔ اور آثار اس مضمون کی شہادت دیتے ہین۔ کہ دنیا کو دوست رکہنے والے اور ان کے دوست خدا کو نہین پہونچتے ہین۔ اور واقعی حال یہ ہے۔ کہ بہت سے ارباب ثروۃ اور اصحاب دولت قطبیت اور غوثیت کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین۔ حَسْبَةً لِلّٰهِ اور رَحْمَةً عَلَى الْفَقِيْرِ اس مشکل کو حل فرمائیے۔ تاکہ آپکے رنگین خط کو اپنا امام بناکر اطمینان حاصل کرون۔ اور اس معجون حقیقت سے صلاح باطنی عمل مین لاؤن نیز یہ ایک بات ہے۔ کہ دنیا ہاتہہ مین ہو۔ تو دوا ہے۔ اور دل مین ہو۔ تو درد ہے۔ اس بنیاد پر اُس شخص کو تو فائدہ ہے جس کے واسطے دنیا دوا ہے۔ اور اُس شخص کو نقصان ہے جس کے واسطے دنیا درد ہے۔ اور نیز سلطان سہروردکا جو ایک یہ فقرہ ہے کہ "تیغ اسپ درگل زدہ ام نہ دردل" اس فقرہ سے تسلی نہین ہوتی ہے۔ کیونکہ مذمت کی بنیاد ظاہر دنیا پر ہے۔ نہ نیت پر جو مخفی چیز ہے۔ بہاء الاولیا نے جواب نامہ بہیجنے کو الہام پر موقوف رکہکر دو سال تک توقف فرمایا اور حمید العرفا جواب کے انتظار مین دعا کے امیدوار قبولیت ہے۔ اس کش مکش مین تہے۔ کہ ایک روز ایک حریری ورق لپٹا ہوا عالم غیب سے مصلے کے نیچے نکلا۔ اُس مین جو کچہہ لکہا تہا۔ اُس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ راہ حق کے چلنے والے تین گروہ پر منقسم ہین۔ ایک گروہ بالکل مجذوب ہے۔ جس کو غایت استغراق سے اور وجوبی صفات مین امکانی رسوم کو حد درجہ کم کر دینے سے کونین کی بالکل خبر نہین۔ دوسرا گروہ اُس جماعت کو سمجہنا چاہیئے۔ جو ظاہر کو کہ محض ممکن ہے۔ امکانی لوازم کے ساتہہ مخصوص کرتی ہے۔ اور باطن کو کہ عین واجب ہے حکم خاص ایزدی تجلیات کے مشاہدہ مین مشغول رکہتی ہے۔ اور تیسرا گروہ وہ ہے۔ جو کہ دنیا اور ما فیہا کا ترک بہشت اور آنجہانی درجات کے واسطے کرتا ہے۔ اور یہ تمام موجودہ معانی اور آئین تینون گروہون مین علمی صورتون کا اقتضا ہے

؁ اشتونے واسطے اور فقیر پر مہربانی کرکے ۱۲۔

جو واجب الوجود کا خاص فعل ہے۔ اسماء و صفات کے اقتضا کی رو سے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ سلوک اور تصوف کے علم میں بہت سے رسالے آپ کے تصنیف کردہ ہیں۔ اشعار اور دیگر نظم کو آپ نے فصاحت اور مقبولیت کی کسی پر سوز و گداز کے رنگ میں پہونچایا تھا۔ یہ آپ کی ہی رباعی ہے

رباعی

تا کے غمِ آن خوری کہ بار دیانے	یا تخم بروید و برارد یانے
رو در غمِ آن باش کہ محبوبِ ترا	اندر حرمِ وصل گزارد یانے

بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ آپ شیخ احمد تارک لاہوری کے بیٹے تھے۔ شیخ احمد تارک۔ ابراہیم کے۔ ابراہیم محمد کے۔ اور محمد۔ سعید فاروقی کے بیٹے تھے۔ جو فاروق اعظم کی نسل میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اس بنا پر آپ کو سعیدی کہتے ہیں۔ تاریخ انتیس ربیع الآخر ہجری سنہ چہ سو ستر کو اور بعض کے نزدیک ہجری سنہ نو سو ستر کو واصل حق ہوئے۔ قبر ناگور میں ہزار و متبرک بہر الیٰ یومنا ہذا۔

یاد اولاد سلطان التارکین قدس اسرارہم

آپ کے دو بیٹے تھے شیخ عزیز اور شیخ مجیب۔ بڑے کے تین فرزند تھے شیخ وحید الدین احمد۔ شیخ فرید ابن محمود۔ اور شیخ نجیب الدین قاسم۔ شیخ حسین ابن خالد۔ تین واسطہ سے شیخ وحید کو پہنچتے ہیں

مختصر حالات شیخ فرید

آپ اپنے جد بزرگوار کے مرید۔ خلیفہ۔ اور جانشین ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کتاب سرور الصدور آپ کی ہی ترتیب دی ہوئی ہے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں ناگور سے دہلی میں گئے۔ اور مشرق کی طرف جو مشہور ہے جو قدیمی شہر میں ہے سکونت اختیار کی اور رحلت کے بعد اسی کوچہ میں خوابگاہ بھی بنی۔ مقام قطب الاولیا کے راستہ میں قدس سرہٗ۔ شیخ فرید کے سات فرزند تھے۔ ان میں سے ایک شیخ عزیز بھی تھے۔ بعض کے نزدیک سرور الصدور۔ نور البدور۔ آپ کی ہی تصنیفات میں سے ہے۔ اور بعض شیخ احمد کی تالیف سے سمجھتے ہیں۔ جو شیخ عزیز سے بڑے تھے۔ بعض شیخ سعید کی تالیف سے کہتے ہیں۔ جو شیخ عزیز کے چھوٹے بھائی ہیں بہر تقدیر کتاب مذکور لکھی ہوئی شیخ فرید الدین کی یا اُن کے فرزندوں میں سے کسی ایک کی ہے۔ بہت سے خاص خاص فائدے اور لطیفے جو اپنے بزرگوار باپ سے ستائیس برس کے عرصہ میں سنتے تھے۔ اس کتاب میں فراہم کیے ہیں۔ اور یہ بھی

لکھا ہے۔ کہ مینے خردسالی مین جداعلی سلطان التارکین کی ملازمت کی ہے - اس بنیاد پر آپ کی عمر قریب سو برس کی ہوگی - اس کے بعد لکھتے ہین - تاریخ دوسری ربیع الاول ہجری سنہ سات سو چبیس کو پدر عزیز نے حدیث اور دعوت کا اجازت نامہ عطا فرمایا - جداعلی کا خرقہ پہنایا - اور اپنی خاص کلاہ میرے سر پر رکھی اور اچھی اچھی دعائین دیکر سرفراز کیا مصرع - اولاد حمید دصفات حمید بودند -

یاد شیخ جلال الدین تبریزی

آپ شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید ہین - اور زاد بوم تبریز ہے - دیو محل بندر مین جو دارالملک بنگالہ مین ہے آپ کی خوابگاہ ہے - جب آپ کے پیر دنیا کے تنگ و تاریک کوچہ سے فردوس برین کی سیر و سیاحت کے واسطے تشریف لے گئے - تو آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - اور اپنی شایستہ خدمات سے دل مین جگہہ پیدا کر کے فائدہ اٹھایا - ملتان مین شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال دوستی اور یکجہتی ہوگئی تھی خواجہ قطب الدین اوشی کی ملاقات کے شوق مین دہلی آئے - مشائخ چشت کے تذکرون سے کچھ آپ کے حالات معرفت معلوم ہوسکتے ہین - شیخ نجم الدین صغری نے (جن کا مرقد دہلی مین مولانا برہان الدین بلخی کی خوابگاہ کے برابر مین ہے) سیاہ دلی اور خیال فاسد سے آپ کو ایک مطربہ عورت کے ساتھ دلبستگی مین ناشائستہ حرکات کے ساتھ متہم کیا تھا - اور ایسی شورش و دہشائی تھی - جس کی وجہ سے آپ کو دہلی جیسے شہر ولایت سے بنگالہ کی طرف سفر کرنا پڑا - ایک روز آپ ایک دریا کے کنارہ کنارہ چلے جا رہے تھے - چلتے چلتے خود بخود کہنے لگے - کہ شیخ الاسلام نے اگرچہ درویشون کو اپنے شہر سے نکال دیا - مگر درویشون کے خدا نے آج شیخ الاسلام کو جہان سے نکال دیا - اور جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی - خبر آنے پر تحقیق ہوا - کہ شیخ الاسلام کی رحلت کا وہی روز تھا کہتے ہین - دیو محل مین آبادی سے دور ایک جنگل تھا - وہان پر آپنے جگہہ پسند کی چاہا کہ اس زمین کو خرید لیا جاوے - چونکہ جنگل تھا - اور اس کا کوئی مالک بھی نہین تھا - لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت مین تنا زیادہ نقد مانگا - کہ وہ مقدار - سوائے شاہی خزانہ کے دوسری جگہہ گمان مین بھی نہین آسکتی ہے آپنے قبول فرمایا - اور مریدون کو ارشاد کیا - فلان جگہہ پنجاستون کا ایک گوبر کا تودہ ہے - اس مین آگ لگادو - چنانچہ تعمیل کی گئی - خالص و کامل عیار سونا ہوگیا - زمین کی قیمت مین دیدیا یہ عظیم الشان کرامت دیکھکر وہان کے لوگ اکثر اسلام کے احاطہ مین - اور آپ کی بیعت کے سلسلہ مین داخل ہوئے اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کی - حافظ

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

یادِ شیخ صوفی بدھنے

شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ سے روایت ہے - فرماتے تھے - ایک بڑے پرانے معمر شخص ہو ضع کیتھل مین رہتے تھے جن کا باطن تجرید اور تفرید کے زیور سے آراستہ تھا - وہان کے باشندے آپ کو شیخ بدھنے کہا کرتے تھے اکثر لوگون کی زبانون پر یہ قصہ اس طرح سے روان ہے - کہ ساتوین صدی کے آغاز مین جب سپاہ مغل ہند پر قابض ہوئی - مال و اسباب سب لٹ گیا - اور چھوٹے بڑے سب قید ہو گئے - تو اس علم بلوہ مین خواجہ قطب الدین اور شیخ صوفی جو بے تمیزانہ حالت مین زندگی بسر کر رہے تھے - یہ دونون بھی گرفتار ہوئے - دو تین روز بعد گرفتارون کو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی - ناچار خواجہ ایک کاک (روغنی روٹی) خرقہ کے اندر سے نکالکر ہر ایک شخص کو دیتے تھے - اور صوفی بدھنے سے (کہ ایک مٹی کے ظرف کا نام ہے) سب کو پانی پلاکر سیراب کرتے تھے کہتے ہین - کہ خواجہ کا خطاب کاکی اور صوفی کا لقب بدھنے جو ہوا - اس کی وجہ یہی ہے - شیخ عثمان ابن لادنا بھی یہ حکایت بارہا بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - یہ حال مینے اپنے پیر شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی کی زبانی سنا ہے القصہ - سوائے اس قدر بیان کے جو اوپر لکھا گیا کسی کاغذ مین کوئی بات آپکے حالات کے متعلق دیکھنے مین نہین آئی ہے - نہ اہل زمانہ کے زبانی کوئی حرف آپ کی ماندوبود (رہنے سہنے) کے متعلق سننے مین آیا ہے - اور ایسا شخص جس کے سینہ مین آپ کے حالات مخفی ہون - اب بہشت کے سوا کہین ہم نہین پہونچ سکتا ہے - مصرع - کیست کزدی باز جویم حالِ او -

یادِ شیخ نور الدین دہلوی

درسی علوم مین آپ کا دل تونگر تھا - اور مسائل کے بیان کرنے مین زبان طاقت ور تھی - آپ سلطان ناصر الدین ابن سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین علما مین سے تھے - کتاب جامع الحکایات آپ کی ہی تصنیف ہے - عمدہ کتاب ہے - اس مین ہر ایک طرح کا نمونہ اور ہر ایک قسم کی نمایش موجود ہے - زمانہ کے کامگار شایخ اور اولیا کی آپ پر نظر تھی - صوفی گروہ کے ساتھ کمال عجز و انکسار سے پیش آیا کرتے تھے -

القصہ - اس عمدہ زمانہ مین ہر ایک فن کے اُستاد اور ہر ایک قسم کے بزرگ موجود تھے - جن کا وجود زیبائش زمانہ کا باعث تھا -

(۱) سیّد تاج الدین ابن سید جلال الدین بدایونی - آپ کو علم - تقوی - وجدان - انتقال ذہن خوشخوئی خوش باشی - اور ریاضت مین تمام مرتبہ حاصل تھا -

(۲و۳) سیدؒ مغیث الدین مفتی اور سیدؒ منتجب یہ دستار دونوں بھائی تھے۔ کہتے ہیں۔ دانش دیانت۔ امانت۔ دہش۔ مہربانی۔ خوش خلقی۔ اور گوشہ نشینی یہ تمام حمیدہ صفات ہیں دونوں بھائیوں کی سرشت میں گویا خمیر تھیں باانیہمہ کسی شخص سے کسی قسم کی تمدد وغیرہ نہیں لیا کرتے تھے۔

(۴و۵) سیدؒ علاءالدین اور سیدؒ قطب الدین یہ دونوں بھائی بھی ترک وتجرید۔ اور تصوف وتوحید میں یگانہ روزگار تھے۔ کہتے ہیں شیخ نظام الاولیا۔ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو سید علاءالدین کی شکل میں خواب کے اندر دیکھا کرتے تھے۔

(۶) مولانا حمیدالدین مخلص گویا دریکدانہ تھے۔ جو اُس زمانہ کے دانشمندوں کی لڑی میں ممتاز تھے۔ ہدایہ فقہ پر ایک بڑی لمبی شکل کشا شرح لکھی ہے۔

(۷۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱) مولانا عمادالدین حسام واعظ مولانا جمال الدین شاطبی قاری مولانا کبیرالدین عراقی مورخ تاریخ جہانگیری جو سلطان علاءالدین کے نام پر ترتیب دی گئی ہے۔ مولانا بدرالدین دمشقی طبیب اور مولانا حمیدالدین بہنانی منجم۔ یہ تمام سادات اور علماء سلطان غیاث الدین بلبن۔ سلطان جلال الدین خلجی۔ اور سلطان علاؤالدین خلجی کے زمانہ میں دہلی اور پرگنات دہلی میں ملک کی زیب وزینت تھے۔ بعض حضرت گنجشکر کی خدمت میں اور بعض بزرگوار خلفاء حضرت گنجشکر کی خدمت میں بیعت تھے۔

غوثی جب تم زمانہ کے حالات۔ اور مشائخ کے واقعات لکھنا چاہو۔ تو دیکھو ہوش سے لکھنا۔ کیونکہ آسودگانِ جہان کے حالات بالخصوص بزرگوں کے سرتاپا معرفت سے بھرے ہوئے حالات ایسی عجیب غریب سیرگاہ ہے کہ نہ توجنگلوں جنگلوں پھرنے سے پاؤں میں کوئی تکان آتی ہے۔ اور نہ وطن کی جدائی سے دل میں کوئی تنگی پیدا ہوتا ہے۔ اس بنا پر مناسب ہے۔ کہ سفر در وطن کے فقرہ کی توجیہ خوش طبعانہ۔ اور آیہ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کی وجہ۔ عارفانہ بیان کی جاوے۔ عبرت کا چراغ۔ سینہ کے برآمدہ میں جلایا جاوے۔ اور ہدایت کا علم۔ دل کے میدان میں نصب کیا جاوے۔ کیونکہ جہان پیما لوگوں کے دلوں میں بس اس کے سوا کوئی خیال اور کوئی آرزو نہیں ہے۔

یادِ شیخ محمد ترک نارنولی

آپ مجرد۔ متوکل اور حصور تھے۔ ترکستان سے ہند میں آئے۔ اور نارنول میں حوض کے کنارہ گوشہ ختیار

کر یلیتا - یہ حوض اب مٹی سے بھرگیا - اور آبادی مین آگیا ہے - اپنی زندگی مین کسی کو مرید نہین کیا - کہتے ہین -
اُس زمانہ مین غیر مسلمون کا گروہ خدا پرستون پر غالب تھا - جمعہ کے روز مسلمان لوگ جامع مسجد مین جمع تھے
موقع پاکر ہنود کی ایک جماعت ننگی تلوارین لیکر آپہونچی - اور بہت سے لوگون کو شہید کیا - اُسی عام بلوہ
مین شیخ محمد ترک نے بھی غزا اور شہادت دونون درجے پائے - اُسی حجونپڑہ مین قبر بنائی گئی - جس مین آپ
رہتے تھے - اُن لوگون مین سے جو شہید ہوئے - دو صاحب اور بھی ہین - پشتہ کے اوپر جو صاحب مدفون ہین
اُن کو اوپر والا شہید کہتے ہین - اور پشتہ کے نیچے جو صاحب مدفون ہین - اُن کو نیچے والا شہید کہتے ہین - یہ
بھی لوگ کہتے ہین کہ دونون حافظ تھے - اور اب بھی اُن کی قبر سے تلاوت کی آواز آتی ہے - روایت ہے کہ
شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ وقت نے ناخوش ہوکر ٹتہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا - جب آپ
حدود نارنول مین پہونچے - تو سواری سے اُتر پڑے - اور پیادہ پا شیخ محمد ترک کے روضہ پر آئے - اولاً ایک
پتھر کی طرف جو وہان تھا - دیر تک متوجہ رہے - بوجہ اسکے - کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی مقدس روح کو
اُس پتھر کے اوپر پایا تھا - بعدہٗ شیخ محمد کی تربت کی طرف منہ کرکے مراقبہ مین مستغرق ہوئے - جب سر
اُٹھایا - تو فرمایا - جس کسی کو دشواری پیش آوے اُس کو چاہیئے - کہ وہ جبین نیاز ان حضرت کی خاک پر رگڑے
اور اپنی اڑی ہوئی مشکل کی کشایش چاہے - ایک کوتہ اندیش بول اُٹھا - اب حضور کو مشکل درپیش ہے
فرمایا - اس بارہ مین عرض کردیا گیا ہے - کہتے ہین - ابھی تین روز نہین ہوئے تھے کہ بادشاہ ایک ہولناک
واقعہ مین مبتلا ہوا - چراغ دہلی نے معاودت فرماکر پھر دہلی کو اپنے مقدم سے مستفیض کیا - وہ پتھر ابھی
تک شیخ محمد کی قبر کی برابر بدستور موجود ہے - آنے والے اُس پتھر کا بوسہ لیتے ہین - پھر اس کے بعد مزار
شیخ کی زیارت کرتے ہین -

یاد مولانا معین الدین عمرانی

آپ سلطان محمد ابن تغلق شاہ کے عہد مین - عالم اور استاد شہر تھے - کنز - حسامی - اور مصباح
پر آپ کے حاشیے ہین - شاہ وقت نے آپ کو قاضی عضد کے لانے کے واسطے بے شمار مال اور خلعت دیکر
شیراز کو بھیجا تھا - کیونکہ یہ کام اہم تھا اور یہ آرزو کی تھی - کہ مواقف کے متن کا حاشیہ میرے نام پر لکھ دیجیے - باوجودیکہ
شہر شیراز علم کا گھر ہے مگر عمرانی کا علم اور دانش اس دارالعلم مین بھی اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہین رہا - اور وہان کے لوگ
بھی آپ کی فیض رسانی سے متمتع ہوئے - خلاصہ کلام یہ کہ جب شاہ شیراز کو معلوم ہوا - کہ شاہ دہلی نے

مولوی عمرانی کو قاضی صاحب کی طلب مین بھیجا ہے۔ اور قاضی صاحب بھی سفر کا سامان مہیا کر رہے ہین۔ تو قاضی صاحب کی خدمت مین خود پہونچکر عرض کیا۔ اگر جلا دنیاوی طمع سے ہے۔ تو عورت اور فرزندون کے سوا۔ تخت۔ رخت ملک مال سپاہ۔ اور رعیت وغیرہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ یہ سب مین آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر حرام کیے دیتا ہون۔ جب قاضی صاحب نے اپنے بادشاہ کی اس درجہ جوانمردی اور گرم جوشی دیکھی تو ہند آنے کے واسطے اُن کی مروت نے اجازت نہ دی۔

یاد سید معروف شہید

کہتے ہین۔ آپ سید حسین مشہدی کے یارون مین سے تھے۔ جن کا لقب خنگ سوار ہے۔ ساتوین صدی مین شاہ دہلی کی طرف سے ایک بڑا لشکر اِس ملک کی فتح کے لیے نامزد ہوا تھا۔ جہان آپ کی خوابگاہ ہے کیونکہ یہ ملک پیکر پرست راجپوتون کے قبضہ مین تھا۔ لشکر نے بڑی لڑائیان لڑین۔ اور اللہ کا بول بالا کرنے مین بہت جانین نثار کر کے ملک کو پیکر پرستون کے قبضہ سے نکالا۔ اِس لڑائی مین سید معروف۔ اور نیز آپ کے سوا بہت نیک آدمی شہید ہوئے۔ روایت ہے۔ کہ آپ کی قبر کا ایسا فیض جاری ہے۔ کہ خوش اعتقادی کی بدولت ارباب نذر و نیاز اپنی مرادین اور آرزوئین پاتے ہین۔ شیخ چندن چشتی دسور (مندسور) سے قصبہ نٹرہ[۵۱] مین آپ کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ اور انواع و اقسام کے کھانے پکوا کر درویشون کو اور بھوکون کو کھلایا کرتے تھے۔ اپنی خوش اعتقادی اور دوستی کا اظہار اِس طرز سے کیا کرتے تھے۔

انہین شہدا مین سے ایک ترغان شہید بھی ہین۔ آپ کی قبر قصبہ ٹوڈہا (نواح مندسور) مین ہے سب سے زیادہ تعجب انگیز آپ کی یہ خرقِ عادت ہے۔ کہ جو شخص درست نیت اور نجاست سے پاک ہوتا ہے۔ وہ مزار کے پاس رات کو وقت رہ سکتا ہے۔ اور جس شخص کی عادتین خراب اور خطا ہر ناپاک ہوتا ہے۔ اُس پر اِس قدر پتھر آسمان سے برستے ہین۔ کہ وہ لاچار ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے

انہین شہدا مین سے ایک میان شمس شہید ہین۔ جو موضع جانگلی[۵۲] مین قصبہ نٹرہ کے نزدیک سوئے ہوئے ہین اس سرکار جاگیردار سید راجو ہین۔ سید راجو کے خویش سید ابراہیم نے بزمانہ ناامیدی دل مین مستحکم وعدہ کر لیا تھا۔ کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا۔ تو اِن شہید مرد کے نام سے ایک نذر کرون گا۔ کہتے ہین۔ بہت جلد امید ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا۔

---

[۵۱] اب اس قصبہ کو نفضل پور کہتے ہین۔ مندسور سے ۵ - ۶ کوس ہے ۱۲ [۵۲] جانگلی گانوں مندسور سے تقریباً ڈیڑھ دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۲

انہین شہدا مین سے ایک شیخ دوُدہن شہید ہین - حدود دسہ (سند سور) مین - آپ کی قبر کا نشان باقی نہین رہا تہا - سید اجو کے زمانہ مین ایک دولتمند نے چاہا - کہ چوگان بازی کے واسطے میدان صاف کر لیا جائے آپنے اُن کی خواب مین آکر اپنی حقیقت حال سے آگاہی دی - مشارالیہ نے خواب کا بیان سید سے کیا - سید نے فرمایا - آپکی قبر کی عمارت بنا دی جاوے - چنانچہ بنا دی گئی - اور شہید کے زمانے کے بموجب گھوڑے کی بہی قبر بنا دی گئی **مصرع** - کشتہ دشمن ہست زندہ دوست -

یاد شیخ احمد نہروالہ بدایونی

لعبض کے نزدیک آپ کا لقب حامدالدین ہے - قاضی حمیدالدین ناگوری کے مرید ہین - خوابگاہ بدایون - پیران سہرورد کا مشرب تھا - روایت ہے - شیخ بہاءالدین زکریا نے - صوفیون مین سے ایسی تعریف کسی کی کمتر کی ہے - یعنی آپ کے بارہ مین فرمایا ہے - اگر آپ کی معرفت - حقیقت - اور استعداد تولی جاوے اور نیز آپکے اذکار - اشغال - اور افکار - ترازو مین وزن کیے جاوین - تو دس خداشناس صوفیون کے سرمایہ پر بہی آپ کا سرمایہ غالب اور وزنی ہوگا -

اس دلکش تقریر مین تحت الذکر حدیث نبوی علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے - ایک روز امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کی کثرت حسنات کے بارہ مین حضور ارشاد فرماتے تہے - کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے آسمان اور زمین پر ہو گیے ہین - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت موجود تہین - یہ اتفاق سے بہرا ہوا کلام سنکر آپنے فرمایا مَابقیت لابی بکر یارسول اللہ فرمایا عمر و حسناتہ حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہما

جمعہ کے روز بحکم اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوۡا جب لوگ چلے جاتے - تو آپ اپنے مریدون اور دوستون کو ہمراہ لیکر شام تک شہر کے کوچون اور صحرا کے گوشون کی سیر کرتے پہرا کرتے تہے - ان ایام مین ایک مجذوب تھا - جو جماعت باندہ کر آپکے گشت کرنے سے سخت تعجب کیا کرتا تھا - ایک روز آپنے دیکھا - چند طاقتور ظالمون نے ایک نہایت ناتوان عاجز گروہ پر دست درازی کر کے مجبور کر رکہا ہے - آپنے صوفیون کی جماعت کے ذریعہ سے امداد کر کے ناتوانون کو سیاہ دل ظالمون کے پنجہ ظلم سے رہائی دی - اتفاق سے تعجب کرنے والا مجذوب بہی کہین اس معرکہ کو دیکہہ رہا تہا - سامنے آگیا - سب متفق اللفظ بول اوٹھے - ہان درست ہے

۵۱ - اے رسول اللہ حضرت ابوبکر کے واسطے کیا باقی رہا ۱۲ ۵۲ حضرت عمر اور اون کے جملہ حسنات منجملہ حسنات حضرت ابوبکر کے ایک نیکی ہے اللہ تعالیٰ ان دونون سے راضی ہو ۱۲ ۵۳ - جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے - کہ) اپنی اپنی راہ لو ۱۲ -

جماعت ایسے ہی پوشیدہ کامون کے واسطے ہے - ورنہ درویشون کوکسی کے ساتھ کیا سروکار ہے -

یاد امام الدین ابدال دہلوی

آپ شیخ ضیاء الدین مرد غیب کی بہن کے بیٹے بھانجے ہین - خرقۂ خلافت تو شیخ بدرالدین غزنوی کی خدمت سے ملا تھا لیکن بہت سا زمانہ آپنے خواجہ قطب الاولیا اوشی قدس سرہٗ کی غلامی مین بسر کیا تھا - اِس عرصہ مین نفس نافرجام کے ساتھ لڑائیان رہین - اور بالآخر فتح پائی - اور اس بات کی بڑی خوشی مانی کہ مرشد نے آپ کا عمل پذیرائی کی نگاہ سے دیکھا جب آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا تھا جب وقت تک زندہ رہے اُس وقت تک گوشہ نشینی کے ذریعہ سے خواہش کو قیدی بنا کر رکھا - شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ قوالی کی مجلس آپکے بدون بہت کم کیا کرتے تھے - بڑی عمر پائی - اور ہمت بلند تھی ہجری سنہ سات سو اسی مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے مصرع خرامان شد بکوئی قدس تا دیدار او بیند -

یاد سید مولہ عرب زاد دہلی آباد

آپ جیسے بلند رتبہ تھے - ویسی ہی روز افزون آپ کی ریاضت بھی تھی - گیہون کی روٹی اور گوشت کو ہاتھ تک نہین لگاتے تھے - باوجودیکہ ہر روز خانقاہ کے رہنے والون اور نیز دوسرے لوگون کے واسطے خسروانہ کھانا پکواتے تھے خود چانول کی آٹے کا خشک کلچہ شہد کے ساتھ کھایا کرتے تھے - یہ آپ کی غذا تھی - اِس کے سوا کچھ نہین کھاتے تھے - نذر و نیاز کا نقد و جنس کسی سے نہین لیتے تھے - سلطان جلال الدین خلجی کے اولین زمانہ مین آپ کی شیخی کو رونق ہو گئی تھی - اور نیز سلطان کا بیٹا خانخانان مرید ہو گیا تھا - یہ امر زیادہ تر باعث لوگون کی فریفتگی اور دلبستگی کا تھا بالآخر لوگون کے متوجہ ہونے سے آپ کے سودائی دماغ مین سلطنت دہلی کی ہوا سما گئی - اور کچھ لوگ متفق ہو کر کام بنانے کی فکر مین روانہ بھی ہوئے - اتنے مین یہ خفیہ سازش سلطان کے کان مین پہونچی - غصہ اور غضب مین بھر گیا اور فرمایا خود آپ اور آپکے دوست اور یار تمام آگ مین گھسین - شاید اُس وقت ہر ایک کا نیک و بد معلوم ہو جاوے گا - فتوی نویس عالمون نے کہا - آگ راست کو دروغ سے جدا نہین کر سکتی ہے - القصہ جب تک درویش اور دیگر ارباب دانش تاخیر اور بہانہ جوئی سے فرمان روا کی آتش غضب کو فرو کرنیہی کرین تب تک دشمن مزاج اور خراب باطن لوگون نے جلدی کر کے خود سید کو بالکل فرد کر دیا یعنی مست ہاتھی کے پانون مین ڈال دیا - ضیای برنی لکھتے ہین کہ یہ کام قتل سلطان کو سازگار نہین ہوا - اور بہت کچھ خراب باتین اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئین - جین سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا بہتان اُس کا سگار شہید پر ناحق باندھا تھا -

خاتمہ چمن اول

عنوان کے شگرفی حروف کو ارغوانی پھول سمجھنا چاہیئے - جو کہ ہیرو دری کے چمن مین - خامہ عقل کے درخت پر کھلے ہوئے ہین - اور مضمون جس کا یہ عنوان ہے - اسکی مشکین سواد کو خاکستری رنگ کی بلبلین تصور کرنا چاہیئے - جو سخندی کے باغیچہ مین - ہمت اور فطرت کے آشیانہ سے - پرواز کر رہی ہین - غرض یہ ہے - کہ رنگین پھول - اپنی اجمالی خوشبو برگزیدہ دماغون مین پہونچا دین - اور بلبلین اپنا تفصیلی ترانہ - جو گلشن کی رنگینی کی نسبت ہے گوش حکمت کو سنا دین - اور نیز زبان رمز سے یہ نغمہ گا دین - کہ ہر ایک نامہ بجاے خود - نقش و نگار کا ایک محل ہے دانش کے بہشت نما محلون مین سے - جس کی مستحکم بنیاد - خداے عز اسمہ کے سپاس - اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستائش ہے - اور جس کا دل آویز کمرہ ایسے فن کے مقاصد کا بیان ہے - جو ہنوز صاحب عمارت کے ضمیر مین پردہ نشین ہے - اور اس بنیاد کی تعمیر سے مطلب یہ ہے - کہ بانی کے معنوی جسم کے واسطے ایک عمدہ آرامگاہ تعمیر کی جاوے - تاکہ جب دانش دوستون کے تماشائی - اس محل مین آوین - اگر اُن مین سے کسی کے دل مین - ایسے گروہ کے ساتھ جو عنصری مکان سے رخصت ہو چکے ہین - روحانی راز و نیاز کی باتین کرنے کی آرزو پیدا ہو - تو ان فطرت کے مکانون مین (جن کو دوسرے الفاظ مین نگارین نامے کہہ سکتے ہین) جس دروازہ سے چاہے - اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[1] کی کنجی سے کھول کر اندر آجاوے - اور اپنے ادراک کو اُس میزبان کی مہمان سراے مین شیرین کلام کرے - جس کے یہان ماحضر ہمیشہ تیار رہتا ہے - اور معلوم کرے - کہ اس کتابی عمارت کا ہر ایک قطعہ - جداگانہ حیثیت کے ساتھ - شہرون کے مکانات اور عمارات کی وضع پر ہے اس طرح سے کہ جیسے شہرون کے مکانات اور عمارات - کھلے طور پر - بنانے والے کی دنیاوی استطاعت ظاہر کرتے ہین - ایسے ہی یہ کتابی عمارت - سنجیدہ عبارت کے ساتھ خداوند عمارت کی عقل و دانش کا رتبہ - لوگون کے ذہن نشین کرتی ہے - بہت اچھا ہے وہ صاحب توفیق زندہ دل - جو حمد و نعت کی سرخی سے - فطرت کا خاکہ دکھلانے والا منظر کی بنیاد ڈالے - اور اُس کو تمہیدات اور رسائل کی (جن کو علمی عمارت کا طاق اور برآمدہ سمجھنا چاہیئے) ترتیب تمام کرنے مین ایزدی تقدیر یاوری دیوے - اور یہ منظر طبع آزمائی کرنے والون کے واسطے - امتحان کا ذریعہ - اور حقیقت کی تلاش والون کے واسطے آسائش کا وسیلہ ہو - اللہ جل شانہ جو کن فیکون کا ایجاد کرنے والا ہے - اُس کے خزانہ سے بہت کچھ اُمید ہے - کہ سخن آفرینی کا خوان بچھانے کی جن اصحاب نے بنیاد ڈالی ہے - اُن کے طفیل مین وہ غوثی حسن کی اس کوڑہ گرکٹ سے بھری خانقاہ کو

---

[1] - اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا - (اس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھا کرو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا ہے

بذریعہ پرداخت۔ اتمام کے زیور سے زیب وزینت بخشے گا۔

ابتدائے دومی چمن

یہ چمن اُن اصحاب کے حالات اور معارف کے بیان مین ہے۔ جو ہجری آٹھوین صدی بین عربی وفارسی کی کتابون کے پڑہنے والے تے۔ انفس وآفاق یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کے رموز سے آگاہ تھے۔ خدائی پرستش اور معرفت مین ہمہ تن معروف تے۔ اور الہی جذبات اور مشاہدہ تجلیات مین بالکل مستغرق تے اب اے دل ہوشیار ہوجا۔ ایک دماغ درکار ہے۔ دیکہہ ہر فرد کا ذکر۔ گویا ایسے گلشن کی نسیم ہے۔ جس کے ہر ایک درخت سے نسیم بالواع واقسام کے دل فریب پہول کہلا کر ہر ایک سونگہنے والے کے دماغ مین۔ اُس آفریدگار کی سپاس و ستائش کی خوشبو پہونچاتی ہے۔ جو عجیب وغریب نئی نئی چیزین ظہور مین لاتا ہے۔ اور جس نے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کے افسون سے آدمی کو بصورت تخم۔ اور جہان کو بشکل درخت پیدا کیا۔ تاکہ جہان بمقتضائے سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ اپنے اجمال کے اعتبار سے۔ اور آدمی بمجوائے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اپنے جمال احسن تقویم سے عالم واحدیت کا نمونہ ہو۔ کیونکہ روئیت حق کا گلزار۔ آدمی کے طلسمی غنچہ مین صین کے اعتبار سے اجمالی طور پر چہپا ہوا ہے۔ اور کونی ومکانی درخت کا چہرہ مع اپنے جملہ اجزا کے۔ حضرت حق مین۔ علم کے اعتبار سے۔ مخفی ہے۔ دیکہو دیکہو مصرع شاخِ گُلے بصورت انسان برآمدہ۔

پادشاہ مدار

آپ کا لقب بدیع الدین ہے۔ اور سرکار قنوج مین ایک مقام ہے مکن پور۔ وہان خوابگاہ ہے۔ آپ کے حالات تذکرہ نویسون نے امکان عقلی پر بنی کر کے لکھے ہین۔ مگر راقم نے ان مین سے جو حکایتین عادۃً ممکنات سے نہین تہین۔ اور جن سے عقل جو مقید بہ وتوع ہے گریز کرتی تہی نہین لکہی ہین۔ جیسے آپ عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت مین رہتے تہے۔ ابدی زندگی کا آپ کو اختیار حاصل تہا۔ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی ملازمت سے آپ مشرف ہوئے تہے۔ اور مسیحا کا سلام حضور نبوی مین پہونچایا تہا۔ آپ کی خلافت کا سلسلہ (۱) شیخ طیفور شامی (۲) شیخ یمین الدین شامی (۳) امام عبداللہ علمدار۔ (۴) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم اِن چاروں واسطون سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے۔ اولین تین صاحبون کی گرامی عمر دو سو برس سے

ے بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۱۲ ے عنقریب ہم ان لوگون کو اپنی (قدرت کی) نشانیان (دنیا کے) اطراف مین بہی دکہائینگے۔ اور ان کے اپنے درمیان مین بہی ۱۲ ے ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲۔

زیادہ ہی بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہین۔ کشف اسرار۔ دلون کے حالات پر وقوف۔ اور ادراک معانی مین آپ کو
مرتبہ عالی حاصل تھا۔ اور آپ کے جمال مین نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ
سجدہ مین گر پڑتا تھا۔ اس سبب سے آپ ہمیشہ چہرہ پر نقاب رکھا کرتے تھے۔ مگر دربار عام کے روز۔ خلائق کی
فائدہ رسانی کی غرض سے چہرہ سے نقاب اوٹھا دیتے تھے۔ اور ارباب زمانہ مین سے جس کسی کو کسی علم مین
دشواری اور اُلجھن پیش آتی تھی۔ وہ اُسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اُس وقت آپ
بدون دریافت کرنے کے ہر ایک قسم کی باتین فرمایا کرتے تھے۔ اُسی ضمن مین حاضرین دربار اپنی مراد کے
موافق جواب پاکر۔ اور اپنی مشکل حل کر کے واپس چلے جایا کرتے تھے۔ یہ امور آپ کی کرامات مین سے ہین (۱) مردہ کو
زندہ کیا (۲) مدتون اور برسون کچھ نہین کھایا۔ (۳) آپ کے کپڑے بغیر دُھلنے کے سفید رہتے تھے۔ بدن پر بدن
سے میلے نہین ہوتے تھے۔ (۴) ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار مین آپ سے کہا۔ مینے سنا ہے۔
کہ آپ کو حاکم حی وحیی نے مختار کر دیا ہے۔ جب تک آپ خود نہ چاہین گے موت کا حکم آپ پر نہ چلے گا اور یہ خلعت
خاص میرا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو آپ عام نہ کردین۔ اور اپنے تئین میرے ساتھ شریک نہ بناوین۔ چونکہ آپ
کی طبیعت۔ خواہش پذیر واقع ہوئی تھی۔ لہذا اس التماس کو قبول کیا۔ اور اُسی سال عالم ظاہر سے سفر کر گئے
ہجری سنہ آٹھ سو تھے۔ مصرع ظاہرش پاک بود و باطن صاف

انجمن

یہ انجمن اُن پاک اصحاب کے بیان مین ہے۔ جو سلسلہ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہین۔ اور نیز
اس انجمن مین اُس جماعت کے حالات کی بھی تحقیق ہے۔ جو مداریہ مشرب کی مقلد ہو کر ہتیاج اور انتظار
آمرزش رکھتی ہے۔ کہتے ہین۔ کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علمدار ہوئے ہین۔ اور بعض اصحاب کی
روایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
اور بعض کی روایت سے بتوسط شاہ مردان شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونون
روایتون مین صحیح روایت پہلی ہے۔ شیخ بدیع الدین مدار۔ شیخ محمد طیفور شامی کے مرید۔ اور شیخ محمد طیفور۔ شیخ
یمین الدین شامی کے مرید ہین۔ جو امام علمدار کے خاص خلیفہ تھے۔ اس سلسلہ مین چونکہ وسائط تھوڑے ہین۔ لہذا
یہ سلسلہ از روے عدد سب سلسلون مین قریب تر ہے۔ اور اس خانوادہ کے لوگ توحید کشفی کے بیان مین
غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) رکھتے ہین۔ اور وحدت وجود کا اعتقاد بلند آواز سے بیان کرتے ہین۔ اور ظاہر شریعت

کے امتناعی حکم سے اُن کو چندان خوف نہین ہے۔ سخن کوتاہ بالکل برہنگی اور بےحجابی اس گروہ کے مشرب مین دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ سے جوش کے ساتھ پیدا ہوگئی ہے۔ ورنہ بدیع الدین شاہ مدار کے پرمعرفت زمانہ مین راز وحدت کے ظاہر کرنے سے نہایت روک ٹوک تہی۔ اور ظاہر شریعت کی مخالفت سے غایت درجہ کا خوف دلون مین سمایا ہوا تھا۔ اور طریقت مین سابقہ باآب سالکون کے ساتھ موافقت رکھتے تھے۔

اب ابتدا اس تازہ بدعت کی سنیئے۔ اس سلسلہ مین ظاہر تجرید۔ مقبولیت کی۔ شرط اور اجازت کا جزو قرار دی گئی تہی۔ اس خاندان کے اکثر بزرگانِ خلافت اپنے تئین صرف ستر عورت اور اُس قدر طعام کا نیازمند سمجھتے تھے۔ جو اُسی ایک روز کے اندر کہا لیا جاوے۔ باقی جملہ انواع پوشاک اور جمیع اقسام خوراک سے دست کش اور مرفہ الحال رہتے تھے۔ اوقات زندگانی کو رازق العباد کی یاد مین بسر کرتے تھے کلمہ توکل یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَّ رِزْقٌ جَدِیْدٌ [۵۱] اور کلمہ ترک اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّ لَنَا فِیْهَا صَوْمٌ [۵۲] کو اپنے افعال کی لوح پر ثبت کر رکہا تہا۔ اور مذکورہ بالا اصطلاح کے سوا اگر اتفاقاً کچھ ہاتھ لگ جاتا تہا۔ تو اُسی وقت مثل غربال اپنے دل مین سے اور ہاتھ مین سے نکال دیتے تھے۔ باستثناے اُس مقدار کے جو آشنا درویشون کی رفع ضرورت کے لیے کافی ہو۔ جب حالت تجرید اس درجہ کو بڑہی ہوئی تہی۔ تو یہان سے چند بارادت مقلدون نے ظاہری تجرید کو بہی اپنے پیشواؤن کی اصل طریقت۔ اور پسند خاطر سمجھکر اس شیوہ مین انہماک اور استغراق کو غایت درجہ پسند کیا اور جو تجرید صوفیون کی مختار ہے۔ اُس کی حدود سے دو تین قدم آگے بڑہکر مشروع اِزار کو چار انگشت کی لنگوٹی سے بدل لیا۔ جس سے بمشکل فقط اندام نہانی چہپ سکتا ہے۔ اور رات کے وقت بہاڑ کی طرح آگ مشتعل کی جس سے سرما کے لحاف کا کام لیا۔ صبح کو لباس کی جگہ بدن پر راکہ مل لی۔ یہ شعار جو سراپا عار ہے۔ اختیار کر کے ادب کے دائرہ سے وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ [۵۳] کی طرح باہر نکل گئے۔ اور رسوا کرنے والا اجتہاد کو کام مین لانے سے یہ روز افزون تقلید عام ہوتی چلی گئی۔ بیت

مجردان طریقت جماعتے دگر اند ‌ ‌ ‌ چنان صفت کہ تو داری بدان صفت بر نہ

خداوند تعالیٰ جو مالک بخشایش ہے۔ مغفرت کرے۔ اور حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفا اور سلسلہ دارون کو

۵۱ - نیا دن اور نیا رزق ۱۲ ۵۲ دنیا گویا ایک ان ہے - اور اسمین ہمارا روزہ ہے ۱۲ ۵۳ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی باندہی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جو مشہور ہین۔ اور جن کے حالات مین تمت مین لکھتا ہون۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو۔

اول اور مسند خلافت کے صدر نشینون مین اکمل **سید جمن بہاری** ہین جو ارباب تجرید۔ تفرید اور توحید کے معلم تھے۔ سوائے ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی۔ قبا اور عبا کی قسم سے کوئی تکڑا دار کپڑا اختیار نہین کیا۔ آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور مین آئے ہین۔ وند بہار کے علاقہ کے اندر ایک قصبہ مین آپ کی قبر ہے۔

دوسرے **قاضی محمود**۔ آپ اپنے زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ فاضل۔ کامل۔ عالم۔ اور عارف تھے۔ آپ کی قبر کنتور مین جو علاقہ لکھنؤ مین ہے۔ اہل زمانہ کی زیارتگاہ ہے۔

تیسرے **قاضی شہاب الدین**۔ آپ پرکالۂ آتش کے نام زد تھے۔ جذبہ ایسا قوی تھا۔ کہ عقل کے پر جلتے تھے۔ اور بڑے صاحب جلال تھے۔ آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ مین ہے۔

چوتھے **قاضی مطہر** کلہ شیر۔ آپ کو ولایت کے بیابان مین آہو چشم شیر ببر۔ اور توحید کی شکار گاہ مین مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے۔ ایک مقام ماذر مضافات کالپی مین ہے۔ وہان آپ کی قبر ہے

پانچوین **قاضی عبدالملک** بہرائچی۔ آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لیکر سپاہی تک دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ مین آپ کی مراد بخش دعا کے نیازمند تھے۔ اور نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے بالکل ساتھ ساتھ پاتے تھے آپ کی تربت بہرائچ مین ہے۔

چھٹے **سید خاصہ**۔ حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے "درون خاصہ برون خاصہ" کہتے ہین آپکو شاہ صاحب کی خدمت مین بہت کچھ خصوصیت تھی۔ اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے۔ آپ کے روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہین ہوا۔

ساتوین **سید راجے** دہلوی۔ آپ درویشون کے عمدہ اوصاف اور صوفیون کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف تھے۔ اور انہین امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کیے تھے۔ بزرگان عصر کی رجوعات آپ کی طرف بہت کچھ تھی۔ آپ کی بافیض قبر دہلی مین ہے۔

آٹھوین **شیخ بھیکھا مجذوب** اور نوین **شیخ بھیکھا ثانی** یہ دونون شخص نام۔ مقصد۔ جذبہ۔ اور عشق مین متماثل بلکہ باہم مین تھے ہمیشہ حالت بیہوشی مین رہتے تھے۔ اِن دونون صاحبون کی کرامتون کی داستانین لوگون کی زبانون پر بہت کچھ ہین۔ اولین شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ مین ہے۔

دسوین شیخ الاّ ۔ اِس سلسلہ کے بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلی ہی کہتے ہین ۔ لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ الاّ کے نام سے ہی نامزد ہین ۔ آپ بھی انھین مجذوبون مین سے ہین ۔ جو مشہور دنیا ہین ۔ آپ کو انہی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہرین کی لہرین آیا کرتی تہین ۔ آپ کی گور گور مین ہے ۔

گیارہوین شیخ محمدؐ جہندہ ۔ آپ کی پیدائش بدایون کی ہے ۔ عجیب وغریب اسرار الٰہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے ستے ۔ آپ کی قبر زاد بوم مین ہی ہے ۔

بارہوین شیخ محمدؐ بائین پانون ۔ اِس خطاب کے ساتہ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین ۔ کہ آپنے رات اور دن برابر بائین پانون پر کہڑے رہ کر بارہ سال گزار دئے ۔ اور اس عرصہ مین داہنا پانون قطعی زمین پر رکہا ہی نہین ۔ اِس طرح کی ریاضت مین آپنے عجیب وغریب بات پیدا کی تہی ۔ آپ کا مزار انوار کہرلیسہ کے حدود مین ہے ۔

صدر الذکر بزرگوارون کے سوا ۔ اِن مین سے ہر ایک کے جانشین بہی علی الاتصال ہر ایک عہد مین ہوئے ہین جو ہمیشہ اپنے پیشواؤن کے افعال اور احوال کے ساتہ متصف تہے ۔ اور کار گزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تہے ۔ اُمید ہے ۔ کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب ۔ اُن اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہین ہے) لکہکر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ قرین بہ مہر فرمادینگے ۔

یاد شیخ یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

خدائی معرفت مین آپ کا مرتبہ نہایت بلند تہا ۔ آپ چشتی سلسلہ کے سرگروہ اور فردوسی خانوادہ کے سرد فتر تہے حضرت فرید الحق گنجشکر کی خدمت مین بہی آپ کو ایک حق حاصل ہے ۔ میر سید علی ہمدانی نے جب سیاحت کنان ہند مین گزر فرمایا ۔ تو یکے بادیگرے دیدار دیکہکر باہم فیض خداشناسی سے کامیاب ہوئے تہے ۔ آپکے خطوط جن کو اہل طریقت اور اہل سلوک کا دستور العمل کہہ سکتے ہین ۔ اکثر قاضی شمس الدین سونتیہی کے نام ہین ۔ جو اکابر زمانہ مین سے تہے اور نیز پرہیزگار اور آپ کے معتقد تہے ۔ آٹہوین صدی کے آغاز مین دنیا سے کوچ فرماکر بمقام منیر اپنے بزرگوار باپ کے مقبرہ مین خوابگاہ قبول کی ۔

یاد سیّد محمد کرمانی رحمہ اللہ

آپ ایک مدت دراز تک حضرت گنجشکر کی خدمت مین شادکام رہے ۔ اُسی اثنا مین شیخ نظام الاولیا کی بہی فرمان برداری کرتے تہے ۔ اور اس ذریعہ سے دل مین دوستی اور برادری کا ربط بڑہتا جاتا تہا ۔ اتفاقاً زمانہ کی

کج رفتاری سے ان دونون بزرگون کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف سے غبار پیدا ہوا - اور ایک مدت اسی حالت مین گزر گئی - ایک روز رات کے وقت خواب مین حضرت خاتم الانبیا **علیہ السلام** نے شیخ نظام کو فرمایا - سید محمد ہمارا فرزند خاص ہے - اُس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھ بدلنا نہین چاہیئے - علی الصباح شیخ - سید کے نزدیک گئے - اور عذر معذرت کرکے صلح کرنی چاہی - سید مسکرائے - اور کہا - کیون - جب تک بیجے نہین گئے - نہین آئے - یہ کہکر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا - اور پہر دوستی تابہ زندگی قائم رکھی ہجری سنہ سات سو ایک مین عالم ملکوت کو رخصت ہوئے **مصرع** - پیوستہ باد مکرمت مصطفی براو

یاد مولانا سراج منہاج

ہجری سنہ چہ سو ایک سے لیکر چہ سو بچاسی تک یعنی سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان ناصر الدین محمود کے زمانہ تک واعظ - صدر - قاضی - اور محتسب ان عہدون پر آپ مامور رہے - بعدہٗ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین صدر جہان کا لقب ملا - طبقات ناصری آپ کی ہی تصنیف ہے شمسیہ نسل سے لیکر ناصریہ نسل تک تمام فرمان رواؤن کی تعریف - ظاہری اور باطنی کمالات کے ساتھ آپنے لکھی ہے یہ زیادہ تر تعجب کی بات ہے - کہ مشایخ زمانہ کو قطعی یاد نہین کیا - لہذا یہ بات گروہ مشائخ کے نزدیک کھٹک گئی - کہ یہ صورت - عدم محبت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - خدا دشمنی کے نتیجے سے محفوظ رکھے -

خدا شناسون سے اور اس ماجرا کے جاننے والون سے راقم کی التماس یہ ہے - کہ دعا کے ساتھ امداد کرکے آپ کی مغفرت چاہین - اور قیامت کے روز بہی یہی درخواست کرین **مصرع** خدا بنقد بیامرزدش کہ یارے بود - اگرچہ یہ خیال ہو سکتا ہے - کہ درویشون کے حالات معرفت نہ لکھنے کا کوئی اور ہی سبب ہوگا - جیسے یہ کہ کتاب مین بادشاہون کے حالات کا بیان تہا - درویشون کے حالات کا ذیل مین لکھنا تو مناسب معلوم نہین ہوا اور صدر مین اُن اصحاب کے ملاحظہ نے اجازت نہین دی - جن کے حالات کتاب مذکور مین لکھے گئے ہین - دوسرے یہ کہ آپ کی کتاب تاریخ کی وضع پر ہی نہین ہے - جس کی وجہ سے اولین دل خراش گمان کی خلش پیدا ہو -

یاد شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ

آپ کا مولد ملتان ہے - کتابی اور کشفی دونون قسم کے علم آپ جانتے تہے - اچھی اچھی کرامتین جو عادۃ خلاف ہین - آپ سے اکثر ظاہر ہوتی تہین - ایک روز خردسالی مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح

گا دل صحرائی ہرن کے بچہ کی طرف مائل ہوا۔ لڑکون کی طرح رونے لگے۔ صدرالاولیا نے گریبان کی طرف سر جھکایا۔
اور مراقبہ میں مستغرق ہوئے۔ آپ کی قوت کشش سے ایک ہرنی مع اپنے بچہ کے خانقاہ مین کھنچی چلی آئی۔
بالآخر وہ ہرنی کا بچہ رکن الاولیا سے مانوس ہو گیا تھا۔ اور ساتھ ساتھ پھرا کرتا تھا کہتے ہین۔ عجب آزادہ دلی کے
ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی شے کے ساتھ دلبستگی نہین تھی۔ پدر بزرگوار کے متروکہ سے ستر لاکھ کی مالیت
ملی تھی۔ اُسی روز درویشون اور محتاجون کو اذن عام دیدیا۔ اور فرمایا۔ غالب حریف یہ قوت رکھتا ہے۔ کہ اپنے
دشمن کو بغیر طوق و زنجیر کے حراست مین رکھے۔ لیکن جو مغلوب ہوتا ہے۔ اُس کو یہی بہتر ہے۔ کہ اُس کا
دشمن قید خانہ مین رہے۔ آپ کے فرزند شیخ بدرالدین۔ مولانا جمال الدین احمد اندجانی کی دختر سے ہین
اور شیخ عمادالدین اسمعیل ترکی کنیز سے ہین۔ لڑکپن مین شیخ اسمعیل کی سفارش آپنے رکن الاولیا سے کر کے
فرمایا تھا کہ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ تمہارے خاندان کا چراغ اسی سے
روشن ہو گا۔ آخر کار چونکہ رکن الاولیا کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ اسواسطے جانشینی کی نوبت شیخ عمادالدین اسمعیل
کو پہونچی۔ ہجری سنہ سات سو تو آپ کا سال رحلت ہے اور شمار مین صدر دین عارف اس کی برابر ہے۔

مصرع صدر دین صدر عارفان بود۔

یاد شیخ نورالدین ملک یار پران

آپ کی پیدائش لار مین ہوئی۔ اور آپ مرید ہین شیخ دانیال جنجی کے۔ شیخ دانیال مرید ہین شیخ علی خضری کے۔ اور شیخ علی خضری
مرید ہین شیخ ابو اسحق گازرونی کے رحمہم اللہ آپ بہ اجازت پیر لار سے دہلی مین تشریف لائے اور بابا ابوبکر طوسی
حیدری کے تکیہ کی برابر مین گوشہ گزین ہوئے۔ اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا زمانہ تھا۔ چونکہ آپ
کی ملازمت مین لوگون کی آمد و رفت کثرت سے ہوئی۔ تو آپ پر حیدری قلندر رشک کرنے لگے۔ اور باہر
نکال دینے پر کمر بستہ ہوئے۔ ہر چند عجز و انکسار کے ساتھ جواب دیا۔ ایک نہ سنا جب کہا۔ کہ میرے پیر نے
یہان بھیجا ہے۔ تو پیر کی سند مانگی۔ باوجودیکہ لار دہلی سے کوسون کے فاصلہ پر اور بہت دور ہے۔ مگر آپنے
اتنے تھوڑے دنون مین سند لادی۔ کہ جتنے دنون مین دور سے لوگ عادۃً اتنی دور جا کر واپس نہین آسکتے ہین۔
حیدری قلندرون نے اس کو بدباطنی سے قبول نہ کر کے یہ بہانہ پیش کیا۔ کہ ملک تو سلطان کا ہے۔ لہذا
سلطان کی سند چاہیے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین سلطان اپنا لشکر ٹھٹہ اور بھکر کی طرف لے گیا تھا۔ جو
دہلی سے اکیسو تیس کوس دور ہے۔ آپ دہلی سے اتنی جلدی جا کر سلطانی طغرا لے آئے۔ کہ عقل مین

نہین اسکتا ہے - یہ اندرونی قوت دیکھکر آپ کو ملک یار پران کہتے ہین شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین ایک بار مین جمعہ کی نماز کو جارہا تہا - پیادہ پا چلنے سے تکلیف ہوئی - دل مین خیال آیا - کیا اچہا ہوتا - اگر سواری ہوتی اور پہر یہ خیال فوراً ہی رفع ہوگیا - دوشنبہ کے روز ملک یار پران کا جانشین گہوڑی میرے پاس لایا - اور کہا - تین رات سے متواتر میرے پیر اس جانور کے پیش کش کرنے کے واسطے فرما رہے تہے شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین مینے قبول نہین کیا - اور کہا - کہ جب تک میرے پیر کا اشارہ نہ ہوگا مین نہین لونگا - مجبوراً جانشین مذکور چلا گیا اور دوسرے روز پہر لایا - مینے دیکہا - کہ نہ لینے سے آپ رنج مانتے ہین ناچار مینے قبول کرکے آپ کا دل خوش کردیا - فرمایا - آیندہ خانہ بدوش بے اسپ نہین رہیگا - آپ کی خوابگاہ دریاے جمنا کے کنارہ شیخ بہلوی کی خانقاہ کی برابر مین ہے - قدس سرہ - مصرع در رہ وصل یار پران بود -

یاد شیخ برہان الدین محمود ابن ابی الخیر بلخی

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین جو ارباب علم اور اصحاب معرفت تہے - انہین مین سے ایک آپ بہی تہے - دونون عالم کے علوم اور حقائق سے آپ کو واقفیت تہی طبیعت بہی صوفیانہ اور موزون واقع ہوئی تہی - صوفیانہ فارسی اشعار کہا کرتے تہے - مشارق حدیث کی سند اصل مصنف سے حاصل کی تہی - کہتے ہین - آپ فرماتے تہے - جب مین لڑکا تہا - تو ایک روز پدر بزرگوار کے ساتہ ایک راستہ مین جارہا تہا - مولانا برہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ فقہ کی آمد سننے مین آئی - پدر بزرگوار جلدی سے ایک دوسرے کوچہ مین گہس گئے - اور مجکو وہین تنہا چہوڑا - جب مولانا آپہونچے - تو مینے آگے بڑہ کر سلام عرض کیا - فرمایا - مین بحکم ازلی کہتا ہون - کہ یہ لڑکا عالم عامل - اور عارف کامل ہوگا - حتیٰ کہ سلاطین کشور بہی اس کی آستانہ بوسی کو نیازمندانہ آوینگے - دوسرے آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تہے - کہ مین کسی کبیرہ گناہ کے عوض مین پکڑا نہین جاؤنگا - البتہ ایک کبیرہ کے عوض مین - کہ وہ چنگ اور نی کا سننا ہے - اور مین باوصف جاننے کے سنتا ہون - اور سننے کا شوق رکہتا ہون - واہ عجب وابستگی تہی - آپ کی قبر حوض شمسی کی شرقی سمت مین ہے - جو تختہ نو کے نام سے نامزد ہے - وہان کے باشندے علم و فہم زیادہ ہونے کی امید پر آپ کی قبر کی خاک چہوٹے چہوٹے نادان بچون کو کہلاتے ہین - کئی دفعہ آپ کی قبر کی اطراف تعمیر ہو چکی ہین - **لمولفہ**

چنین کہ نام نبت کردہ کام من شیرین | عجب نباشد اگر خاک من شکر گردد

یاد سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ

آپ کا نام محمد ابن احمد ابن علی بخاری ہے اور آپ شیخ فرید الدین گنجشکر کے مرید ہین **قدس سرہم** آپ کے دادا اور آپ کی والدہ کے باپ خواجہ عرب دونون بخارا سے آئے تہے - اولاً لاہور مین چند روز بود و باش رکہی تہی پہر وہان سے ایزدی مشیت قصبہ بدایون مین لے آئی - اور یہان گوشہ نشینی اختیار کرلی - یہان پر ہجری سنہ چہ سو سینتیس مین عنصری جسم کے ساتہہ آپ کی روح مبارک کا پیوند ہوکر صحرائے غیب سے عالم شہود مین ظہور ہوا - فوراً پدر بزرگوار کو طلبی کا فرمان آیا - اسواسطے آپ کی پرورش مادر مہربان نے کی - چار سال کی عمر مین آپ مکتب مین داخل ہوئے -

آپ فرماتے تہے - ایک روز اُستاد جی ابوبکر کے پاس ملتان کا ایک قوال آیا تہا - اوسنے شیخ بہاء الدین زکریا **قدس سرہٗ** کے سماع کی رونق اور اُس کی کیفیت نہایت تعریف کے ساتہہ بیان کی - لیکن کوئی بات دل مین نہین جمی - پہر اُس نے بیان کیا - کہ مین اجودہن مین شیخ فرید گنجشکر کی خدمت مین بہی حاضر ہوا تہا - اور سرود سماع کی مجلس منعقد ہوئی تہی - عجب سوز اور وجد تہا جس کی رقت سے در و دیوار رقص کرنے لگے تہے - یہ خبر و سوز حقیقت سنتے ہی دل مین ایک آگ سی لگ گئی - اور کسی طرح اُسکی سوزش فرو نہین ہوئی - جس قدر چلتا تہا تہا - اُسی قدر سوزش زیادہ بڑہتی جاتی تہی **القصہ** مین سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین رسمی علوم تحصیل کرنے کے واسطے دہلی آیا - اور مولانا علاء الدین اصولی کی شاگردی سے فیض حاصل کیا - دیرینہ خاش اور علاقہ خاطر کا بقیہ دل مین بدستور رہا - اور آیندہ طاقت ضبط نہین رہی تہی - ناچار براہ اجودہن چل نکلا - تقدیر نے مدد دی کہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاضر ہوگیا - اُس وقت عمر بیس سال کی تہی - حضرت گنجشکر نے اپنا التفات اور انتظار ظاہر کرنے کے واسطے زبان مبارک سے یہ بیت فرمائی **بیت**

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت گنجشکر نے جو اس طرح سے التفات فرمایا - اور بیت مین لفظ دلہا - اور جانہا بصیغہ جمع ارشاد کیا - اس مین ایک ماجرا کی طرف اشارہ ہے - جو تحت مین بیان ہوگا - کہتے ہین - یہان پر آپنے از سر نو تجوید قرآن کی - اور عوارف کے چند باب اور تمہید عین القضاۃ کی چند فصلین بہی مطالعہ کین - اِس عرصہ مین پیر کے باطن کی صفائی کا یہ اثر ہوا - کہ بزرگی کے صدر مین آپ مسند نشین ہوگئے - خرقہ خلافت ملا - اور دوسرون کی تکمیل کی اجازت بہی حاصل ہوئی - اور پہر دہلی مین تشریف لے آئے -

اب مین بیان پرتفصیل کے ساتھ اُن حالات کو بیان کرتا ہون جو اجمالی عنوان کے اندر پیچ در پیچ ہین بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کی درویشی و مرید پروری - رہنمائی و رہبری کا شہرہ تمام دنیاوی آبادی کے ہر ایک گوشہ مین اور ہر ایک کے کان مین پہونچ گیا - اور ناقصون کی تکمیل اور کاملون کی تائید کے واسطے ہر ایک سمت مین اور ہر ایک صوبہ مین آپکے ہادی اور ولی خلفا مین سے ایک خلیفہ پہونچ گئے - جن کا حال اِس تذکرہ مین جب مقام گزارش کیا جاویگا - شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ملفوظات مین لکھا ہے - خطاب آیا - اے فضیل عیاض - شیخ محمد جن کا ستودہ لقب نظام الدین اولیا ہوگا - ہماری درگاہ کے خاصون مین سے ہین - اِن کو ہمنے تمہارے پیروانِ طریقت مین سے کیا ہے - رہنمائی کے معاملہ کو یا اِس طرح کرسی نشین کرینگے - کہ اِن کے فیض صحبت سے کئی ہزار کامل خداشناس ہونگے - خواجہ فضیل یہ الہامی مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور واپسین دم تک انتظار کرتے رہے - بالآخر اپنے خلیفہ کو وصیّت فرمائی - کہ اگر تمہاری بیعت کے دام مین کوئی ایسا مبارک ہما پھنس جاوے تو میرا سلام پہونچا کر دعا کی التماس کرنا القصّہ اسی طرح یہ وصیت درجہ بدرجہ شیخ فرید گنجشکر تک پہونچی - جب سلطان المشائخ شیخ گنجشکر کے حضور مین حاضر ہوئے - تو حضرت گنجشکر نے نور باطن سے معلوم کر کے خرقۂ خلافت پہنایا اور آغاز اپنی ذات سے کر کے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا - ہر ایک کا سلام اور قبول سلطان المشائخ کو پہونچا کر ہر ایک کے نام سے جدا جدا دعا اور ثنا چاہی - دریائے حیا کے غریق سلطان الاولیا نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کیئے -

کہتے ہین - سلطان علاءالدین کے دل مین ہمیشہ یہ خلش رہتی تھی - کہ شیخ نظام الاولیا - سلطنت اور حکمرانی کا خیال اپنے دل مین رکھتے ہین - اور فرصت اور موقع کے انتظار مین ہین اسواسطے سلیقہ سلطنت کے امتحان کے لیے - ملکی امور کے متعلق چند دقیق باتین بطور استصواب لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجین - اور التماس کیا کہ جواب باصواب اِن لکھی ہوئی مشکلات کو حل فرمائے - تاکہ اوسپر عمل کرنے سے یہ دقتون کی تنگی رفع ہوجاوے - اور حصول مراد نصیب ہو - جب یہ امتحانی پرچہ آپکے روبرو پڑھا گیا - تو فرمایا - کہ بوریا نشین درویشون کو تخت کی زیب و زینت دینے والے بادشاہون کے کاروبار کی کیا خبر - بہتر یہ ہے - کہ اِس قسم کے مقدمات کے متعلق دریافت حال فرمانے سے - بیچارون کا وقت غارت نہ کیجیئے - اور فقرا کے ضمیر کا امتحان نہ فرمائیے - القصّہ جب سلطان کا اندرونی زخم اِس پُرحقیقت جواب کے مرہم سے اندمال پذیر ہوا تو آستانہ بوسی کے لیے التماس کیا - شیخ نظام الاولیا نے قبول نہین کیا - اور فرمایا - درویش کے اُنس کو ایک پرند سمجھنا چاہیئے - جس کے لیئے وحشت پیدا کرنے والا

سلطانی کرو فرشکاری بازہے - لہذا یہی بہتر ہے - کہ صرف دعا اور سلام سے جو بتوسط پیغام ہو - باہم آشنا رہیں -

شیخ نظام الاولیا - کا بیان ہے - کہ جب حضرت گنجشکر کی ملازمت حاصل ہوئی - اور مرید ہو کر سرفراز ہو گیا - تو مینے عرض کیا کہ فقیر کو تحصیل علم سے دلبستگی ہے - اگر علم کے شغل اور اتمام مین ناخوشی ہو - تو یہ شغل ترک کر کے جس شغل - ذکر - خدمت - یا کام کے واسطے ارشاد فرمایا جاوے - مشغول ہو جاؤن - فرمایا تحصیل علم سے باز رکھنا اس درویش کا شیوہ نہین ہے - کیونکہ سالکان طریقت کو ظاہری علم سے چارہ نہین ہے لیکن میری نصیحت تم کو یہ ہے - کہ اس کے بعد جو صورت غالب آجاوے - اسی کے ہو جانا - بالآخر نہ کسی کو غالب دیکھا - اور نہ کسی کو مغلوب پایا - یون ہی درجہ کمال کو پہنچ گیا - اور ظاہری و باطنی دونون قسم کے علم حاصل ہو گئے -

صدر الذکر دونون مقولے اور نیز دیگر عرفانی واقعات لوگون کی زبانون پر ہین - اور اوراق پر بھی لکھے ہوئے ہین - خدا کرے ارباب ذوق کے کانون مین پہونچین - اور اُن کی نظرون سے گزرین - تاریخ اشارہ ہین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو چھبیس کو آپ کی روح کا نایش بہا جوہر وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ کے عنصری خزانہ سے نکلکر وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ کے صدر خزانہ مین داخل ہو گیا جو عبارت ایزدی اسما و صفات کے مخزن سے ہے -

انجمن

اس انجمن مین ان اصحاب کے حالات دکھائے گئے ہین - جو تن گدازی اور جان نوازی کے جنگل مین گرم رفتار ہین - خود شناسی کے دریا - اور خدادانی کے عمیق پانی مین ڈوبے ہوئے ہین - اور سلطان المشائخ نظام الاولیا قدس سرہٗ کی رہنمائی کی امداد سے شاہراہ طریقت پر چلے جا رہے ہین - جنہون نے آپکی تلقین سے سعادت دیدار اور شرف تحقیق حاصل کیا - اور آپ کی کمال ہدایت کی بدولت بعض تو اپنے تئین مثل طلا آرایش دیگر اپنی استعداد سے عارف ہو گئے - اور بعض نے صورت اکسیر اختیار کر کے - اکثر دور سے مس طبیعت آدمیون کو کندن بنا دیا - کہتے ہین - ان ایام مین زمین ہند کو عجیب زمانہ حاصل تھا - کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً جو مئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تھے - اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان - اور ہر قطعہ زمین ہدایت آباد تھا - ایک

لہ - اور ہمنے اُن کے ایسے جسم نہین بنائے تھے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون - اور نہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲ کہ اور جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے دکے خزانے بھرے پڑے ہین ۱۲

روایت ہے۔ کہ آپ نے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے مرتبہ اور بڑی بڑی کرامتون والے سات سو خلیفہ روانہ کیے تھے۔ کہ ہر شخص کے سینہ سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا تھا۔ اور نیز اُن سینون سے بزرگوار ... کے اسرار عیان ہوتے تھے۔

یہ بالکل سچ ہے۔ جب کسی شخص کو کسی بزرگ کی خدمت سے معرفت کا سرمایہ ہاتھ آجاتا ہے۔ اور ایک منزل سے دوسری منزل کو اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور فنا کے درجات ... کرکے بقاے اصلی کے مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ تو اس وقت مین نام اور صورت کے فرق کے سوا معنیٰ کسی قسم کی دوئی کی شکل اِن دونون شخصون مین قایم نہین رہتی ہے۔

جس طرح کوئی طفل تقدیر اور تدبیر کی پرورش سے بلوغ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو باپ کے تمام حالات اوس پر منکشف ہوجاتے ہین۔ اور اگر نسبت باہم ملحوظ نہ رکھی جاوے تو دیگر معنوی ما بہ الامتیاز کل درمیان مین سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور رجل کی تعریف جو یہ ہے ذَکَرٌ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ جَاوَزَ حَدَّ الصِّغَرْ اس تعریف مین دونون داخل ہوتے ہین۔ جب اللہ تعالیٰ عز اسمہ اُس کو بھی کوئی لڑکا عطا فرما دیتا ہے تو وہ ابوۃ کی وصف سے بھی متصف ہوکر جمیع مراتب مین اپنے باپ کی برابر ہوجاتا ہے۔ اور وہ دوئی جو اعتباری اختلاف کے سبب سے غیریت اور اثنینیت کے اشتباہ کا باعث ہوتی تھی۔ اب یک رنگی اور یک روئی پیدا ہوجانے کے سبب سے بالکل دور ہوجاتی ہے۔ بس جب تعینات کا حجاب درمیان مین سے اُٹھا دیا جاوے گا۔ تو ممکنات کی وحدت وجود کا حال بھی اسی طرح پر نظر آوے گا۔ اب دیکھو۔ ہر طرح سے گزارش ذیل کے حروف۔ وحدت وجود کا ثبوت۔ موجودات محسوسہ سے دے رہے ہین۔

واقفان اسرار حقیقت کے باخبر اور نور توحید سے منور ضمیر پر اچھی طرح روشن ہے کہ تمام ثوابت اور سیارے آسمانی طبقات کے اندر۔ نورانی چمک دمک مین آفتاب کی شرکت کا دم بھرتے ہین۔ لیکن جب آفتاب طلوع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آثار اور انوار سے جو شرکت کا ذریعہ ہین بالکل معرا ہوجاتے ہین۔ اور کائنات کے دیگر اجرام ذرے اور پہاڑ وغیرہ جن کو خاص مرتبہ مین آفتاب کی ہمسری کا دعویٰ نہین ہے۔ اُن کے احکام و آثار قوی ہوجاتے ہین۔ اسی طرح جب حقیقی وجود کا جہان افروز شمس جو ہمیشہ کمال ارتفاع مین ہے۔ جمالی اور جلالی صفات کے آسمان پر طلوع کرتا ہے۔ تو حقائق مین سے جن اشیا مین دعوی الوہیت کا شائبہ ہے۔ وہ امتناع اور عدم مطلق کے حجاب مین چھپ جاتی ہین۔ اور جو اشیا اہل شہود کی نظر مین اس مرتبہ کی نہین ہوتی ہین۔ وہ اسی خورشید وجود

کی چمک دمک اور اُسکے کون ومکان مین ساری ہونے کی بدولت - تعین اور تشخیص کے ساتھ - امتیازی اور عددی شکل سے اپنے حال پر بدستور قایم رہتی ہین - پس اشیا کی فراوانی سے ہستی مطلق کی وحدت مین منافات لازم نہین آتی ہے - جیسے بسائط محسوسہ اور مرکبات عنصری کے ظہور سے آفتاب کی یکتائی مین اُس کے طلوع ہونے پر کوئی نقصان نہین آتا ہے - کیونکہ طلوع ہونے والون مین ایسا کوئی موجود نہین ہے جو خورشید کی وحدت شکست کرکے اُسکی چمک دمک مین شرکت پیدا کرے - حاصل کلام یہ ہے - کہ باوجودیکہ موجودات مین بے انتہا کثرت - اور مخلوقات مین بے غایت نوعین پائی جاتی ہین - مگر کسی فرد کی ہستی کی استخوان مین ایسا مغز نہین ہے کہ وجود کی خصوصیات مین مشارکت - مساوات - مماثلت - اور مشاکلت کا دم مار سکے - جس سے کمال وحدت مین کوئی نقصان پیدا ہو - جب اِس تمثیل کے بیان کرنے سے ہر ایک ذی عقل نے سمجھ لیا - کہ ایسا موجود - عالم امکان کی نمایان بساط پر ظاہر نہین ہے - لہٰذا اس معنی مین وجود کو یقیناً واحد تسلیم کرنا چاہیے وَ اِلَّا لایعلم توحیدہٗ الحقیقی اِلَّا ھُوَ والرَّاسِخُوْنَ فِی الْمَعْرِفَۃِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِتَوْحِیْدِہٖ سُبْحَانَہٗ

یاد خلفائے شیخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہم

یاد مولانا علاء الدین نیلی

آپ اپنے وقت کے زبردست عالمون مین سے تے - باوجودیکہ پیر بزرگوار کی اجازت تھی - بلکہ تاکید تھی - مگر آپ از راہ کسر نفسی اپنے تئین مسند شیخی سے اور مرید کرنے سے دور رکتے تے - آخر مین تو یہانتک کیا تھا - کہ کتابون کا دیکھنا - بلکہ کاغذ کو ہاتھ تک لگانا ترک کر دیا تھا - صرف فوائد الفواد کے مطالعہ مین مشغول رہتے تے - اور فرمایا کرتے تے - کہ معانی اور معاملہ جو سب جگہہ ہے - اِس جگہ بھی ہے - اور جو اِس جگہہ ہے سو وہ کسی ورق اور کسی سطر مین نہین ہے - بیت

ہر نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست	کجاست زلف تو مشک خطا کجاست کہ نیست

رحلت کے بعد پیر کے دھڑ مین قبر بنائی گئی -

۱؎ ورنہ اُس کی حقیقی توحید سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا ہے - اور جو لوگ معرفت مین راسخ ہین - وہ کہتے ہین - ہم تو خدائے سبحانہ کی وحدت پر ایمان لائے ہین ۱۲

یاد خواجہ ابوبکر

آپ سلطان نظام الاولیا کے دوست مصاحب - ہمدم اور ہمنشین تھے - اور یہ عہد تھا - کہ جب آپ کی ذات شریف مین ابوبکر کے اعتقاد سے - انسان کامل کے آثار ظاہر ہوجاوینگے - ابوبکر بیعت ہوجاویگا بالآخر جب سلطان الاولیا ملازمت حضرت گنجشکر سے رخصت ہوکر دہلی مین واپس آئے - اور بزرگی کے آثار عام وخاص لوگون نے اُن کی پیشانی مین اپنی نظر سے دیکھ لیے - تو خواجہ نے اپنا وعدہ وفا کیا مات فی دھلی ودفن فی حظیرۃ شیخہ

یاد مولانا وجیہ الدین پائلی

چونکہ فقہ دانی مین دخل زیادہ تھا - اسواسطے لوگ آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہا کرتے تھے - اپنے وطن سے آپنے اجودھن مین جاکر حضرت گنجشکر کے روضہ کی زیارت کی - اور اس زیارت کے طفیل مین - حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار فیض آثار بھی حاصل ہوا جس سے چشم بصیرت کی روشنی بڑھ گئی - اور بہ فرمان حضرت خضر آپ دہلی مین آکر شیخ نظام الاولیا کے مرید ہوئے - چونکہ آپ دنیاوی کاروبار کے اندر کمال بے نیاز اور بے پروا تھے - اسواسطے لوگ آپ کو دیوانہ کہا کرتے تھے - یہ بالکل سچ ہے لایکمل[۵] ایمان المؤمن حتی یقال انہ مجنون جب آپ زندگانی کا سامان باندھ کر عالم علوی کو چلے گیے - تو آپ کی قبر حوض شمسی کے ایک طرف بنادی گئی

یاد مولانا جمال الملۃ والدین دہلوی

آپ کو کمال استغراق رہتا تھا - اور آپ نے گویا اپنے تئین بالکل ہلاک کردیا تھا - سلطان نظام الاولیا آپکے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ ہمارے جمال کو کوئی وقت ایسا پیش آتا ہے - کہ حق کے سوا کوئی چیز نہ اِن کی ظاہری اور باطنی نظر مین آتی ہے - اور نہ دل کے کسی گوشہ مین رہتی ہے -

یاد مولانا جلال الدین اودھی

آپ کا فقر - آپ کی ہمت - آپ کی گرفتگی - آپ کی وارستگی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی - آپنے تمام گرفتاریون سے آزاد ہوکر اپنے تئین پیر بزرگوار کی ملازمت کا اسیر بنادیا تھا -

یاد شیخ مبارک گوپاموی

ابتدائے احوال مین آپ سلطان علاء الدین کے میر عدل تھے - میر خورد جامع سیر الاولیا ولد اسد مبارک محمد کرمانی بیان کرتے ہین مجھکو آپ کے ساتھہ اور آپ کو میرے ساتھہ خاص خصوصیت تھی - اکثر اتفاقات آپ کی

[۵] انسان کا ایمان اُس وقت تلک کامل نہین ہوتا ہے - کہ جس وقت تک یہ نہ کہا جاوے - کہ یہ مجنون ہے ۱۲ -

زبان سے یہ باتین نکلا کرتی تھین - کہ مبارک آپکے پدر بزرگوار کا مسلمان کیا ہوا ہے - اس طرح کہ مین درویشون کے احوال کا منکر رہتا - ایک روز آپ کے پدر بزرگوار مجکو سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین لے گیے - اور انکار کے شکنجہ سے رہائی دلاکر میرا اعتقاد اور اخلاص درست کرا دیا - اور اُنکی باعظمت ملازمت سے دنیاوی سازوسامان کے ترک کی استعداد میرے قلب مین پیدا ہوئی -

یاد خواجہ موید الدین کرئی

آپ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے سے پہلے سلطان علاء الدین کے ہمراز - اور ہم نشین تھے جب ازلی عنایت سے شیخ کی خدمت مین پہونچنا نصیب ہوا - تو اوصاف درویشی کا زیور پہنکر بن سنور گئے بعد حصول دولت کے راستہ مین بھاگنے دوڑنے سے فارغ ہوئے - جب سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا - تو آپ کو یاد کیا - ایک مقرب سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین بھیجا کہ خواجہ موید کو اجازت دیجیے سلطنت کے کام مین مشغول ہون - فرمایا - کہ موید کو ایک اور کام پیش آگیا ہے - بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص اس جواب سے ناخوش ہوا - اور ازراہ جرات عرض کیا - مخدوم - کیا آپ سب کو اپنی مثل بنانا چاہتے ہین - جواب دیا - اپنی مثل بنا لینا بہت سہل ہے - نہین - اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہون - اگر یہ مجھسے سازگاری رکھین جو نقیض کے تمام کمال سلطانی عمل ان کو فقیری کے جھونپڑے سے دنیاداری اور حکومت کی عشرت گاہ کی طرف کھینچ کر نہین لیجا سکتے ہین -

یاد خواجہ کریم الدین سمرقندی

آپ اپنے ملک مین سلاطین کے وزیر رہ چکے ہین - جب ازلی سعادت نے زنجیر ہلائی - تو آپنے سب چیزون کو چھوڑ دیا - اور اپنے ملک سے ہندمین آکر شیخ فرید گنجشکر کی خدمت - تمام دوجہانی کامون پر اختیار کی - اور نسبت مصاہرت (خسر و داماد ہونا) آپ کو نصیب ہوئی - وہان سے جب سامان اقامت دہلی مین بہے آئے تو خلافت کا خلعت - سلطان نظام الاولیا سے ملا - امیر خسرو - اور خواجہ حسن ہمیشہ آپ کی فیض بخش صحبت سے خوش ہوا کرتے تھے - اور مولانا ضیاء الدین برنی بھی اپنی تالیفات کو بغرض اصلاح آپکے روبرو پیش کیا کرتے تھے سلطان نظام الاولیا کی رحلت کے بعد سلطان محمد تغلق نے آپ کو دہلی کا شیخ الاسلام کر دیا تھا - اور انوار الملک خطاب عطا فرمایا تھا - آپ کے دو فرزند ارجمند تھے شیخ احمد اور خواجہ نظام الدین ہر ایک حسب و نسب سے درست اپنے وقت کے امام تھے -

یاد خواجہ شیخ علی شاہ ابن شیخ محمود جاندار

آپ سلطان نظام الاولیا کے پرانے مریدین مین سے ہین - ہمیشہ حلقہ کی طرح ملازم درگاہ رہتے تھے - نظامیہ ارشادات اور تمام اپنی مسموعات کو ایک رسالہ کے اندر فراہم کر کے دُررِ نظامی نام رکھا تھا - تصوف کے بہت سے حقائق اور اسرار اُن اوراق مین تحریر ہین - اسی رسالہ مین لکھا ہے کہ - سلطان ابوسعید ابوالخیر خیرات کرنے مین حد سے زیادہ مبالغہ اور کوشش کیا کرتے تھے - ایک صاحب نے اثنائے گفتگو مین کہا - لاخیر فی الاسراف - آپنے فوراً جواب دیا - لااسراف فی الخیر سننے والے متحیر رہ گئے - اسی دُرر مین لکھا ہے صوفیون کے نزدیک بدترین گفتار یہ ہے - کہ سالک ایسے مقام اور ایسے حال کی خبر دیوے - جو اُس کو حاصل نہین ہے - **ابیات**

از ورد نشان مده - کہ در جانِ تو نیست ‌ ‌ مگذر بہ دلایتے کہ او زانِ تو نیست
از بے ہنری بود کہ با جوہریان ‌ ‌ وصفِ گہرے کنی کہ در کانِ تو نیست

نیز اسی رسالہ مین لکھا ہے ایک مرید نے بیعت ہونے کے وقت اپنے پیر سے نصیحت کے لیے عرض کیا - فرمایا - خدائی کے دعویٰ اور پیغمبری کے دعویٰ سے تم کو بچنا چاہیے - مرید کو حیرت ہوئی - گھبرا یا - یہ کیسی نصیحت ہے کیونکر صحیح ہوسکتی ہے - اور اس مین کیا بھید ہے - عرض کیا - کھول کر ارشاد فرمایئے - فرمایا - خدائی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ تم کل کامون کا ہونا اپنی مراد کے موافق چاہو - اور پیغمبری کا دعویٰ یہ ہے - کہ تم چاہتے ہو سب گروہون کے لوگ تمہارے چاہنے والے اور دوست ہون - اور جو ایسے نہون وہ تمہارے گرویدہ نہ ہون -

یاد مولانا فصیح الدین

آپ اصول فقہ کے علم مین عضد الملۃ قاضی عضد کا مرتبہ رکھتے تھے - آپنے باتفاق مولانا محی الدین کاشانی سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کے واسطے التماس کیا - سلطان نظام الاولیا نے مولانا محی الدین کو تو کلاہ مریدی پہنادی - مگر مولانا فصیح الدین کا مرید کرنا - استخارہ اور پیر گنجشکر کی اجازت پر موقوف رکھا - اس سبب سے آپ کو کمال ناامیدی ہوئی - اور نہایت حزین اور ملول رہنے لگے - جب پھر دوسری بار پیامابوسی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا - تمہاری نسبت بھی پیران چشت کے باطن سے قبول بیعت کی اجازت ہے - آؤ - پایوسی دو رکو - اور بیعت کا ہاتھ آستین سے نکالکر درویش کے ہاتھ کے نیچے رکھو - تاکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ کا مضمون صادق ہو - پس آپنے کمال خوشی اور خوشحالی کے ساتھ مراسم بیعت طے کیے - اور سلطان نظام الاولیا سے چند سال پیشتر ملک تقدس کو روانہ ہوگئے - خوابگاہ دہلی -

قاضی کاشانی کو سلطان نظام الاولیا بہت دوست رکھتے تھے۔ جس مجلس مین قاضی جی ہوتے تھے۔ معرفت و شرائع طریقت کی بہت سی باتین سلطان نظام الاولیا کی زبان مبارک سے بیان ہوا کرتی تھین۔ آپ کے حالات بالتفصیل سابقہ تذکرون مین لکھے ہوئے ہین۔ خدا کرے شوقین اصحاب انکو مطالعہ کرین۔

یاد مولانا فخر الدین المروزی

آپ آغاز سلوک سے انجام حالت تک وقتاً فوقتاً درجہ پرہیزگاری مین ترقی فرماتے رہے۔ رجال الغیب مصاحب تھے۔ جو کچھ آپ کی خواہش ہوتی تھی۔ مہیا کر دیتے تھے۔ لیکن آپ اسکو تصرف مین نہین لاتے تھے۔ پیر بزرگوار کے روضہ مین آپ کی قبر ہے۔

یاد شیخ برہان زیب

صدری واحدی کمالات عشق اور شوق کے مقامات علم و [illegible] آپ کی ذات مین جمع تھے۔ خلافت کا خلعت زیب بدن کرنے کے بعد۔ قلعہ دیوگیر دکن مین رہنے کی اجازت ملی تھی جو آج دولت آباد کے نام سے نامزد ہے۔ ایک مدت تک آپنے اُس سرزمین مین رہکر معرفت الٰہی شناسی کے ذریعے دلون کو سرسبز و شاداب کیا۔ جب آپ کے عنصری باغ کی بہار مین رحلت کی خزان نے تغیر پیدا کیا۔ تو قلعے سے دو میل دوری پر ایک پرفیض صحرا ہے۔ اُس صحرا کو اپنے روضہ پاک کے لیے پسند فرمایا۔ واقعی عجب راحت افزا اور روح بخش جگہ ہے۔ راقم نے ہجری سنہ ایکہزار ایک مین اس مقام کی زیارت کی تھی۔ دل مین صفائی حاصل ہوئی۔ آپ کے عرس کے روز ہر ایک ملک سے لوگ وہان آکر جمع ہوتے ہین۔ اور شہر کے باشندے مجاور چندروز پیشتر سے اُس جگہ جاکر مکانات اپنے واسطے بنا لیتے ہین۔ اس طریقہ سے سالز و مجاور اُس با انتظام مقام سے غیبی فیض پاکر خوش وقت ہوتے ہین۔ خاندیس کا پایۂ تخت جس کا برہانپور نام ہے آپ کے ہی نام پر نامزد ہے۔ کہتے ہین جب شیخ برہان الدین اپنے پیر کی خدمت سے اجازت لیکر دیوگیر کو جارہے تھے۔ اثنائے راہ مین ایک روز رات کو اُس مقام پر اُترے جہان اب برہانپور آباد ہے۔ اُس زمانہ مین والیان خاندیس کے آبا و اجداد مین سے ایک شخص اُس موضع کا شحنہ تھا۔ اُس نے حتی المقدور خدمت گزاری اور درویش پرستی مین کوتاہی نہین کی۔ جب صبح کو روانہ ہونے کے وقت حاضر ہوکر فاتحہ کی درخواست کی۔ تو فرمایا۔ بموجب ازلی حکم کے اس جگہ ایک شہر آباد ہوگا۔ اور تمہارے فرزندیان کے فرمان روا ہونگے۔ مناسب ہے کہ اُس نو آباد شہر کا نام اس درویش کے نام پر رکھا جاوے۔ اس اشارہ کی بنا پر برہانپور نام رکھا گیا۔ اور چند دیہ مجاوران روضہ کے واسطے بطریق مدد معاش مقرر کیے گئے۔ آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بیس ہے۔ مذکورہ بالا وظیفے بدستور مقرر او جاری ہین۔

یاد شیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ

آپکو حال مقامات معہ نقلی و لدُنی کمالات حاصل تہی - پیر کے حکم سےنوی مستقداً گجرات والون کی رہنمائی سکے واسطے مامور ہوئے تہے - بہت سے اشخاص آپ کی تلقین سے صراط مستقیم پرچل کر اپنے مقصد کو پہونچ گئے حصار نہروالہ کے باہر سہسنگ تالاب کے کنارہ آپ کی خوابگاہ ہے -

یاد مولانا شہاب الدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے امام ستہے - ربانی کلام لفظاً اور معنیً ازبر تہا - اور ایسی عمدہ طرز سے تلاوت فرماتے تہے کہ سننے والون کو بزم کلیم اللّٰہی مین حاضر ہونے کا مزہ آجاتا تہا - امیر خسرو کو آپ کے ساتہہ بہت کچھہ وابستگی اور عقیدت تہی انہون نے اپنے خمسہ مین آپ کی نہایت تعریف لکہی ہے - یہ دو تین بیت اُسی خمسہ کی ہین - **ابیات**

چون از و موج زد کلام احد	+ نفد البحر قبل ان تنفد
او چو ابر کرم بفرق جہان	زیر کان چون صدف کشادہ دہان
شمع من یافت ضیا از وے	مس من گشتہ کیمیا از وے

آپ کی قبر دہلی مین ہے -

یاد امیر خسرو

آپ کا لقب یمین الدین - کنیت ابوالحسن - اور پیر کی طرف سے خطاب ترک اللہ ہے - اور آپ کے پدر بزرگوار کا نام سیف الدین تہا - سخن سنج - سخن پرور - اور سخن آفرین نامورون کے آپ سرو فرتہے - آپکے کمالات اور حالات کی شرح کیا کی جاوے - آپ گویا آسمان ستائش کے قطب ہین - یعنی جو مع (خواہ وہ کسی قسم کی ہو) نفس ناطقہ صبار کے حوالہ کرتا ہے - اور آپ اندوے شاطگی اُس مفہوم کو بدائع اور معانی کے انواع واقسام کے زیور سے آراستہ کرکے نوعروسی کے لباس مین دکہاتے ہین - تو وہ آراستگی اُس مفہوم کے بالکل برابر - اور نیز گرد اُس کے چاکر کسالی ہوئی نظر آیا کرتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ اِس سلسلہ کو حقیقت شناس دانشمندون کے حوالہ کرکے آپ کے نمایان واقعات مین سے چند منتخب باتین حوالہ قلم کرون -

جب قصبہ پٹیالی مین جو دریاے گنگا کے کنارہ آباد ہے - آپ کی مبارک صورت کا نقشہ - خدائی علم کی تصویر خانہ سے مصور تقدیر نے اُٹہا کر - عین امکانی کے ورق پر لا جمایا - تو آپکے پدر بزرگوار دایہ کے دہونے اور پاک صاف کرنے کے بعد آپ کو پارچہ قماط مین لپیٹ کر ایک مجذوب کے نزدیک لے گئے جو ہمسایہ مین رہتے تہے - مجذوب نے فرمایا -

[illegible]

بیرونکا ایسا فصیح البیان ہوگا۔ کہ اُستاد خاقانی سے دو قدم آگے ہی رہے گا کہتے ہین دو قدم سے مراد مثنوی اور غزل ہے۔ آپ سے عمر مین اور سب باتون مین بڑے آپکے دو بہائی اور بہی تہے۔ ایک کا نام اعزالدین شاہ اور دوسرے کا نام حسام الدین احمد تہا جب کہ آپکی عمر آٹھ سال کی ہوئی۔ اور فارسی مین کچھ شد بد ہو گئی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار اپنے تینون لڑکون کو سلطان نظام الاولیا کی غلامی مین لے گئے۔ اور بیعت کرا دیا۔ ایک سال بعد سیف الدین شہید ہو گئے۔ اب آپ کی پرورش کی نوبت عماد الملک آپکے نانا کو پہونچی۔ جو شاہ وقت کے میر عرض تہے۔ اُنہون نے آپ کی اصلاح مین بہت کچھ کوشش فرمائی۔ اور وہ مشکور بہی ہوئی۔ آپ نے دیوان غرۃ الکمال کے خطبہ مین اپنے اِن مربی کی تعریف لکھکر حق شکر گزاری ادا کیا ہے۔

کہتے ہین۔ جب آپنے نظم کلام شروع کیا تہا۔ تو آپ کلام کو ناصحانہ طریقہ پر لکہا کرتے تہے۔ مگر پیر بزرگوار کے ارشاد سے غزل گوئی مین عاشقانہ وضع اختیار کر کے بالآخر مضامین نیاز کی طرف رجوع کیا اور غزل کا پایہ ایسے علی مقام کو پہونچا دیا۔ کہ کسی غزل گو اہل سخن کا نغمہ وہان تک نہین پہونچ سکا۔

آغاز جوانی مین بظاہر والیان ملک اور دولتمندان دنیا کی ملازمت کی طرف میلان تہا لیکن باطن مین ہمیشہ درویشون کی خدمت اور صحبت کی خواہش رہتی تہی۔ بالخصوص اپنے پیر دستگیر کے ساتہ حسن عقیدت مین کمال رسوخ تہا۔ اس کے متعلق تہوڑا سا بطور نمونہ لکہتا ہون۔ جب سلطان علاءالدین کے دل سے بدگمانی کا میل کچیل دہل گیا۔ تو بادشاہ کے دل مین حضرت سلطان نظام الاولیا کی بکرامت ملازمت مین حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اور یہ آرزو پوری ہونے کے لیے بہت کچھ التماس۔ اہتمام۔ چاپلوسی اور مبالغہ کیا۔ لیکن سلطان نظام الاولیا کے حضور سے قبولیت کی بو تک نہین آئی۔ بلکہ ممانعت اور گریز کے آثار پیدا ہوتے تہے۔ اس سبب بادشاہ نے اپنے دل مین ٹہان لیا تہا۔ کہ کسی روز خفیہ طور سے حضور کی ملازمت مین سر دیکر گہس جاؤن گا۔ یہ راز ایک روز بادشاہ نے امیر خسرو سے کہکر ہمراز دار بنایا۔ اور امیر خسرو نے اس شورہ کی کیفیت اپنے پیر کے حضور مین عرض کر دی۔ سلطان نظام الاولیا یہ مضمون سنتے ہی حضرت گنجشکر کی زیارت کے ارادہ سے اجودہن کی طرف روانہ ہو گئے۔ بادشاہ۔ امیر خسرو سے ناراض ہوا۔ اور روبرو گفت و شنید مین کمال غصہ کا اظہار کیا۔ امیر نے عرض کیا۔ کہ سلطانی رنجش مین صرف جان کا خطرہ ہے۔ اور پیر کی ناخوشی مین جان کی آفت سلب ایمان کے ساتہ لگی ہوئی ہے اُس وقت بادشاہ امیر خسرو کے حسن عقیدت اور دور اندیشی پر آگاہ ہو کر صاف ہو گیا۔ اور بر سر انصاف آکر خوش ہوا۔ اور امیر خسرو کو روز افزون خاص عنایت سے سرفراز کیا رحم اللہ من انصف (جس نے انصاف کیا

اللہ تعالیٰ اوس پر رحم کرے ۱۲)

کہتے ہین جو نقد و جنس صلہ اور انعام کے ذریعہ سے آپ کو ملا کرتا تھا۔ اُس کو آپ کا دست ہمت یدِ علیا سے لیکر ہیلنی کی طرح یدِ سفلی مین پہونچا دیتا تھا۔ یعنی جو اصحاب فقر کے گوشون مین بیٹھے ہوتے تھے اُن کی آرزوئین پوری کرنے۔ اور حاجتون کے بر لانے مین صرف ہوا کرتا تھا۔ ایک روز پیر نے ارباب دولت کی مصاحبت چھوڑ دینے کے واسطے آپ کے نام نصیحت نامہ بھیجا اور اِس بیت پر تمام کیا۔ **بیت**

آمد گہ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم		شد آنچہ شد ای صنم گذشت آنچہ گذشتہ	

اس خط کے پڑہنے سے معلوم ہوا۔ کہ درجہ مین ترقی ہوئی ہے۔ اور پیر ظاہر کو باطن کے ساتھ ہم رنگ بنا کر اپنے تئین کوچہ درویشی مین بالکل داخل کر دیا۔

کہتے ہین۔ جن ایام مین سلطان نظام الاولیا نے فرق کے وحشت انگیز مکان سے قرب کے مانوس اور عالی شان محل کی طرف کوچ فرمایا ہے۔ اُن ایام مین امیر خسرو۔ بنگالہ کی طرف سفر کر گئے ہوئے تھے۔ جب دہلی مین واپس آئے۔ تو شیخ کو زندہ نہ پایا۔ سخت بے تاب ہوئے۔ اور بے صبری سے اپنے تئین زمین پر گرا دیا۔ نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور یہ آپ پہلے سے ہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ خسرو کی زندگی۔ نظام کی حیات کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ بات یاد کر کے ہمیشہ خواہش کیا کرتے تھے کہ اِس پیشین گوئی کا وقوع جلدی سے ہو جاوے۔ آخر کار رحلت چھ ماہ کے بعد کہ مہینا رمضان اور ہجری سنہ سات سو پچیس تھا۔ نَحْنُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ کے زمزمہ کی آواز بلند کی۔ اور اپنے پیر کے حظیرہ مین سو رہے۔

یاد امیر حسن علا سنجری

آپ کے والد ماجد سجستان کے ہین۔ جو خواجہ معین الاولیا کی ولادت کا مقام ہے۔ علم۔ عرفان۔ فضل یقین۔ فصاحت۔ بلاغت سخن کی نازکی۔ اور کلام کی رنگینی یہ جمیع اوصاف آپ کی طبیعت کے لوازم۔ اور آپ کا حصہ تھے۔ ابتدا ابتدا مین بڑے بڑے حاکم اور سلاطین وقت کو آپکی صحبت کی آرزو تھی۔ اور آپ بھی اہل عشرت کے ساتھ محبانہ میل جول رکہا کرتے تھے۔ عمر کا بہت بڑا حصہ اِسی طرح پر گذر گیا۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا کا گذر اُس مکان مین ہوا۔ جہان آپ چند ظریفون کے ساتھ جلسہ نشاط مین مصروف تھے۔ جب شیخ کے باکمال جمال پر آپ کی نظر پڑی۔ تو یہ دو بیتین آپنے پڑہین۔ **قطعہ**

سالہا ئے شد کہ ما ہم صحبتیم		این کہ صحبت را اثر باشد کجاست	
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد		فسق ما محکم تر از زہد شماست	

سلطان نظام الاولیا سے فرمایا صحبت اُس وقت مین تاثیر رکہتی ہے۔ کہ جب حسنِ نیت بہی اسکے ساتہہ ہو۔ بیت

اگر کارِ تو بر نیاید آنگہ گلہ کن	یک صبح باخلاص بیا بر درِ من

چونکہ اصلاح اعمال کا وقت آگیا تہا۔ توفیق توبہ نصیب ہوئی۔ اور ہمیشہ شیخ کی ملازمت مین رہنا اپنے اوپر لازم کر لیا۔ جو کچہہ پیر بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سنا۔ اکثر فوائد کو بے تغیر و تبدل لکہتے گئے۔ اور چند روز مین ایک کتاب تیار ہو گئی۔ جس مین انواع و اقسام کے حقائق۔ سلوک کی باتین نصیحتین۔ اور مسائل درج ہین۔ فوائدِ الفواد نام رکہا گیا۔ چونکہ اِس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ لہذا اس کتاب کو ملفوظات شیخ نظام بہی کہتے ہین عجب مقبول مجموعہ ہے۔ امیر خسرو آرزو اور حسرت کے ساتہہ ہمیشہ خلا اور ملا مین کہا کرتے تہے۔ کاش خسرو کی تصنیف اور تالیف کی ہوئی تمام کتابین برادر حسن کی ہوتین۔ اور تنہا اس نسخہ کی شہرت میرے نام سے ہوجاتی۔ بس دنیا اور آخرت کی بہبودی کا سرمایہ اسی قدر کافی تہا۔

روایت ہے جس روز پیر نے شیخ برہان الدین غریب کو خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اور دیوگیر مین رہنے کی اجازت دیکر رخصت کیا تو شیخ برہان الدین نے ہنگام قدم بوسی حسرت کے ساتہہ آہ کہینچی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کی خدمت سے دور رہنے کا ورطہ ایسا ہے۔ جس کا علاج ممکن نہین ہے۔ فرمایا۔ اس مجلس مین امیر حسن سے کہا۔ جو صاحب بہی حاضر ہین۔ وہ تمہارے رفیق راہ ہوسکتے ہین۔ اور آداب سلوک کی رعایت جس طرح اس درویش کے ساتہہ منظور رکہتے ہین۔ اُسی طرح تمہارے ساتہہ بہی مدنظر رکہ سکتے ہین۔ چونکہ اُس وقت مین حلقہ حضور امیر حسن ہی تہے۔ اس بنیاد پر دیوگیر کو برہان الاولیا کی رفاقت مین آپ بہی روانہ کیے گئے۔ جب ایام عمر ختم ہوئے تو اسی جگہہ روضہ برہانیہ مین دو تین تیر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنائی گئی۔

فوائد الفواد مین لکہا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا نے فرمایا۔ تائب متقی کے برابر ہوتا ہے متقی وہ ہے جس نے اپنی تمام عمر مین گناہ اور نامشروع باتون کا ارتکاب کیا ہی نہو۔ اور تائب وہ ہے کہ اس سے گناہ تو سرزد ہوئے ہون مگر پہر اُس نے بازگشت کر لی ہو۔ پس اِس حدیث کے بموجب اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[۱] دونون برابر ہو جاتے ہین۔ شیخ مبارک خیر جونپوری کے مکتوبات مین لکہا ہے۔ اے عزیز متقی وہ ہے جو شر کے وقت بہی اپنے نفس سے مخالفت حق کرے۔ یعنی خداوند اکبر کے سامنے اپنے نفس کو عقل پسر کردیوے تاکہ جو مذمت کا غیر نقصان کے کمال سے چہوٹے۔ نفس پر بہ پہنچے۔ اور جو امور خیر و کمال کے مقولہ مین داخل ہین۔ اُن کی نسبت

[۱] گناہ سے توبہ کرنے والا شخص مثل اُس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہین ہے۔

حق سبحانہ کی طرف کرے۔ اپنی طرف نہ کرے [1] یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ای کونوا وقایۃ فی المذام واجعلوہ تعالیٰ وقایتکم فی المحامد تکونوا ادبلم عالمین اگرچہ توحید کا اقتضا یہ ہے۔ کہ انسان خوب وزشت۔ خیر و شر۔ نفع و ضرر وغیرہ وغیرہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے اپنا قدم درمیان مین نہ آنے دے۔ لیکن ادب کی بات یہ ہے۔ کہ بدی کی نسبت اپنی طرف اور نیکیون کی نسبت باری تعالیٰ عز اسمہ کی طرف کرے۔ تاکہ اُن ادیبون مین سے شمار کیا جاوے۔ جو انبیا اور مرسلین کے اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اور تاکہ [2] اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کے شرف سے خصوصیت پاکر دونون جہان مین سربلند ہو۔ اور تم کی خاطر فاتر مین غیب سے یہ بات آتی ہے۔ کہ تمام پرہیزگارون مین زیادہ پرہیزگار وہ شخص ہے۔ جس کی حقیقت بین آنکھ اور کنہ شناس دل مین کوئی چیز شر۔ اور کوئی فعل۔ زشت معلوم نہ ہو۔ اور جو کچھ ظہور مین آوے۔ اُس کو محض خیر سمجھے۔ اور اس وجہ سے تمام افعال اور احوال کا مصدر۔ الٰہی اسماء اور صفات کو تصور کرے۔

یادِ شیخ نظام الدین ابو المؤید نبیرہ شمس العارفین

آپ نے اپنے بزرگوار باپ اور ماموں کی خدمت سے کتابی علم تحصیل کیا تھا۔ اور نیز طریقت کی تعلیم پائی تھی۔ اور شیخ عبد الواحد ابن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی کی ملازمت مین جو سید نور الدین مبارک کے پیر ہین۔ بہو نچکر بہت کچھ فائدہ اوٹھایا تھا۔ خواجہ قطب الدین اوشی۔ اور سلطان نظام الاولیا بدایونی۔ آپ کے دیدار کو خدائی جمال کا آئینہ جانتے تے۔ اور ہمیشہ آپکی مصاحبت کی خواہش کیا کرتے تے۔ کہتے ہین۔ ایک سال دہلی اور اطراف دہلی مین آسمان نے زمین پر اور زمین والون کے حالِ زار پر رحم کر کے آنسو نہین ٹپکائے۔ غلہ کم یاب ہو گیا۔ اور لوگون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر گریہ وزاری کے ساتھ بارش کی درخواست کی۔ آپ قبول فرما کر منبر پر بیٹھ گئے۔ اور آستین کے اندر سے ایک جامہ نکالا۔ اور کہا اے پاک خداوند۔ اس خلعت کی پاک دامنی کے طفیل مین اور اُس محبت اور راز کے استحقاق کے عوض مین جو اس خلعت کا مالک تیرے ساتھ رکھتا تھا۔ از راہ بخشش مینہ برسا نو مین جنگل کا راستہ اختیار کرون گا۔ اور پھر آبادی مین نہ آؤنگا۔ اُسی وقت ایک سیاہ ابر اُٹھا۔ اور بے انتہا پانی آگیا یہانتک کہ ہر طرف نالون مین سیلاب آگیا۔ خلاصۂ دانشوران روزگار مولانا وجیہ الدین یحییٰ قدس سرہ نے لکھا ہے۔ کہ وہ جامہ آپ کی والدہ بی بی سارا کا پیرہن تھا۔

---

[1] لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ یعنی بدیون مین اُسکی سپر تم ہو جاؤ۔ اور نیکیون مین پروردگار کو اپنی سپر بنالو۔ ایسا کروگے۔ تو تم تمام عالم مین ادب سے مرار کے جاؤگے ۱۲

[2] بیشک تم سب مین بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم سب مین زیادہ متقی ہے ۱۲

یادِ شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی

آپ تنہائی پر عاشق اور گوشہ نشینی کے عشق میں سوختہ تھے - وہ جبائی کمالات کے آثار اہل دنیا کے سامنے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے سے ظاہر کیا کرتے تھے - روایت ہے - کہ سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان کے ہاتھ چند دیہ کا فرمان - آپ کے نام پر کر کے نیاز مندانہ آپکے پاس بھیجا تھا - آپ نے لانے والے کو کہا میں نے سنا ہے - کہ سلطان نصیر الدین جس سال کہ اوچہ اور ملتان کو گیا تھا - اُس نے بھی اسی مضمون کا طغرا - امیر غیاث الدین سپہ سالار کے ہاتھ - حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودھن کو بھیجا تھا جب وہ طغرا آپ کی نظر سے گزرا - تو آپنے سپہ سالار کو فرمایا - ہمارے بزرگوں نے بادشاہوں سے اس طرح پر کبھی کچھ قبول نہیں کیا ہے - اور اس درویش کو بھی اپنے پیروں کی پیروی سے چارہ نہیں ہے - لہذا اگر عذر کر دیا جاوے - تو گنجائش ہے - اور اس بات کی خواہش مند بے شمار ہیں - بہتر ہے کہ یہ اُن کو پہونچایا جاوے - یہ حقیقت حال سنکر فرمان لانیوالا ناچار فرمان کو واپس لے گیا القصہ شیخ قطب الدین نے تمام عمر متوکلانہ اور عالی ہمتی سے بسر کی - آپ کی قبر شہر ہانسی کے میدان میں ایک گنبد کے اندر ہے - جس کو اب اقطاب اربعہ کا مقام کہتے ہیں - کیونکہ شیخ جمال - شیخ بُرہان الدین شیخ قطب الدین منور - اور آپ کے فرزند شیخ نور اُسی میں سوئے ہوئے ہیں قدس اسرارہم

یادِ شیخ بدر الدین سمرقندی

آپ شیخ سیف الدین کے خلیفہ ہیں - جو شیخ نجم الدین کبری کے بزرگ خلیفہ تھے - آپکو معرفتوں کے آسمان کا آپ کو بدر بلکہ آفتاب کہنا ناموزون نہیں ہے - بخارا سے ہند میں آئے - اور دہلی میں سلطان المشائخ نظام الاولیا کی صحبت کے واسطے قیام فرمایا - کتاب درر نظامی میں لکھا ہے - ایک روز سلطان نظام الاولیا اور بدر الدین دونوں امیر خورد کی ملاقات کے واسطے گئے تھے - امیر اُس وقت ایک عظیم مراقبہ میں تھے - اور کمال استغراق تھا - بدر الملۃ نے ایک تقریب سے عرض کیا - مینے فلاں شہر میں فلاں بزرگ کو دیکھا - اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کو ایک مقام میں کہ جہاں جہاں دیکھا تھا شمار کرنا شروع کیا جب بدر الملۃ کی گفت وگو بہت بڑھ گئی - تو سلطان الاولیا نے فرمایا - بھائی سخن کوتاہ کرو - شاید ان بزرگ کی زبان سے کوئی ایسی بات سننے میں آوے - کہ جس کے واسطے کان پیدا کیے گئے ہیں - اسپر بھی بدر الملۃ اپنی گفت وگو سے باز نہیں آئے - امیر خسرو نے ہنسا کر فرمایا - بدر الدین - جتنے بزرگوں کو تمنے دیکھا بیان کیا - یہ کیونکر ان میں سے تم کو بھی کسی نے دیکھا - شیخ بدر الدین کی قبر دہلی میں مشہور - اور ہمیشہ بزرگان مقیم اور مسافر کی زیارت گاہ ہے - رحمۃ اللہ علیہم اجمعین - بیت -

تو چشم خویش وقف اہل دل کن		بامید کہ چشمی بر تو افتد	

یاد شیخ رکن الدین فردوسی

آپ حقائق اور معارف کے عالم تھے - ایزدی جھلک اور خدائی صفت آپکے ظاہر و باطن سے جوش کرتی تھی شیخ عماد الدین طوسی آپکے ہی مرید اور خلیفہ ہین - دہلی مین دریاے جمنا کے کنارہ شیخ محمود مجذوب بہاری کا مرقد ہے جن کو خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری سے فیض تھا - اُسی مرقد کی برابر مین آپ کی بھی قبر ہے قدس سرہم بیشک عجب ایک بہشت نما مکان ہے - جو مدینہ منورہ کی طرح لوگون کا مرجع ہے مصرع مرقد او مہبط نور خداست -

یاد شیخ نجیب الدین فردوسی

آپ شیخ بدرالدین سمرقندی کے مرید ہین - قدس سرہما کمالات اور حالات کی گویا آپ کان تھے - بھنی صورت اور سیرت سے ہمنشین دوستون کو بہشت یاد دلاتے تھے - آپ کی خوبیون کا بیان بہت طویل ہے - سابقہ تذکرون مین لکھا ہوا ہے - لہذا بہتر ہے - کہ مین اُس کو نہ لکھکر تکرار سے محفوظ رہون حوض شمسی کے کنارہ آپ کی قبر ہے مشہور ہے - اور اُس کی زیارت بھی ہوتی ہے مصرع درکنار حوض شمسی شد فرو آب حیات -

یاد شیخ شرف

آپ شیخ یحییٰ ابن اسرائیل منیری کے فرزند ہین - جو شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید تھے - اولاً آغاز سلوک مین نفس نافرجام کی اصلاح کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن مین جا رہے تھے - وہان پر آپ کی مادر بزرگوار ایک غلام فتوحا نامی کے ہاتھ کھانا بھیج دیا کرتی تھین ایک روز دریافت کیا - فتوحا - تو جو کھانا لیجاتا ہے - اس مین سے شرف کچھہ کھاتا بھی ہے - اُسنے کہا - مجھے معلوم نہین مین تو کھانا اُس جگہہ رکھہ آتا ہون - جہان اُنھون نے فرما دیا ہے خیر - اُس روز چند چھوہارے دودھ مین بھگو کر اور شکر ڈال کر بھیجے - اور کہا - لڑکے سے کہدینا تیری مان نے قسم کھائی ہے - اگر اس کھانے مین سے نہ کھاویگا - تو مین تجھہ سے ناخوش ہوجاؤن گی - ناچار شیخ شرف نے لقمہ اُٹھایا حلق سے اُترنے نہین پایا تھا کہ بیہوشی طاری ہوئی - اب بیہوشیون کا ہجوم شروع ہوا - اور اُس لقمہ کو آپکے حلق مین سے ذرہ ذرہ کرکے نکال لیا - جب ہوش آیا - فتوحا نے واپس آکر یہ تمام حقیقت اُن باعصمت بی بی سے عرض کردی - اُنھون نے ایک نعرہ مارا - اور کہا سچ ہے جو شخص ابیت عند ربی دھو یطعمنی ویسقینی[۵] کے خوان میں سے روزی کھاویگا - وہ اس دنیا کی خوراک سے اپنا ہاتھہ کیون ملوث کریگا - اس کے بعد آپ اور آپکے بھائی شیخ جلال الدین محمد اپنے وطن سے جو ہند مین شرقی سمت کی حدود پر ہے - شیخ نظام الاولیا سے بیعت ہونے کے

[۵] مین اپنے رب کے نزدیک رات کو ہوتا ہون اور وہ مجھکو کھانا کھلاتا ہے - اور پانی پلاتا ہے - ۱۲

ارادہ پر روانہ دہلی ہوئے۔ ایک روایت تو یہ ہے۔ کہ ان دونوں مشتاقوں کے پہونچنے سے پہلے سلطان نظام الاولیا
رحلت فرما گئے تھے۔ اور دوسری روایت یہ ہے۔ کہ تینوں ملاقات ہوئی۔ لیکن سلطان نظام الاولیا نے
شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ بہر تقدیر جب شیخ نجیب الدین کی ملازمت
میں حاضر ہوئے۔ تو فرمایا۔ شرف۔ تم بہت اچھے آئے۔ بہت برسوں سے یہ درویش تمہاری امانت تم کو دینے کے
واسطے تمہارا منتظر ہے۔ اسی وقت بیعت ہوئے تھوڑے عرصہ میں خرقۂ خلافت مل گیا۔ اور باشندگان ولایت بہار
کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہوئی۔ کہتے ہیں۔ آپ کے پاؤں میں کسی قدر لنگ تھا۔ اس کا سبب جو دریافت
کیا گیا۔ تو جواب دیا۔ کہ میں نے ازل میں اولیا کی صفوں سے آگے بڑھکر انبیا کی صفوں میں قدم رکھ دیا تھا۔ دنیا
کی لنگ اس کی سزا ہے۔ **القصہ** آپ کی ہمت کو بڑا درجہ حاصل تھا۔

ایک دفعہ آپنے اکسیر کا ایک ڈبہ پیر کی خدمت میں پیش کیا۔ پیر نے پانی میں بہا دیا۔ آپ ہنسے۔ اور کہا
اگرچہ اس خاک سے تانبا طلا ہو جاتا تھا۔ اور احتیاج والوں کو فائدہ بھی پہونچتا تھا۔ لیکن اس کی حفاظت سے
دل پر گرانی رہتی تھی۔ اور نیز یہ دوری کا بھی سبب تھا۔ اللہ عز اسمہٗ کا شکر ہے۔ کہ اس استغنا کی بدولت آرزو کی
قید سے مجکو رہائی ہوئی۔ پیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور چند حرف لکھکر آپ کو دئے۔ جب آپنے ان کو
سر پر رکھا۔ تو زمین کے اندر کی تمام مخفی چیزیں ظاہر ظہور نظر آ گئیں۔ پھر آپنے اس کاغذ کو بوسہ دیکر زمین پر رکھدیا
اور کہا۔ یہ چیزیں دل کی پریشانی کا سامان ہیں۔ دوسرے شخص کو دیدی جائیں۔ جو ان کا خواستگار ہو۔
یہ بات سنکر پیر نے آپکو مقبول اور موثر دعائیں دیں۔ اور آپ کی ہمت پر آفرین کہی۔

آپ کی عمدہ عمدہ تصانیف بہت سی ہیں۔ سب میں بہتر معدن المعانی اور مکتوبات ہیں۔ جو کوئی دیکھے گا۔
اس کی آنکھوں پر گران نہ گزریگی۔ آپ کی قبر بہار سرحد بنگالہ میں ہے۔

یاد شیخ بدر الدین غزنوی

ایک شب آپنے اپنی زادبوم میں خواب دیکھا۔ کہ میری بیعت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے قبول فرماکر
سلسلہ مضبوط کر دیا ہے۔ گھبراکر خواب سے اٹھ بیٹھے چند روز بعد شوق کا ایسا سیلاب آیا۔ کہ صبر کوچ کر گیا۔ ناچار آپ خواجہ
صاحب کی مثالی صورت دیکھنے کے واسطے حیران و پریشان مسافرت میں چل نکلے۔ اثناے راہ میں متعدد بافیض اصحاب
سے ملاقات ہوئی جن کی ملازمت سے معرفت کے سرمایہ میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوا۔ لیکن اس نورانی شکل کو دیکھنے کی
آرزو دامنگیر ہو بڑھ گئی جس کو خواب میں دیکھا تھا۔ لاہور کے راستہ سے دہلی پہونچے۔ اور خواجہ قدس سرہ کی خدمت

میں حاضر ہوئے۔ جب آپ نے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا۔ تو خواجہ نے فرمایا۔ هٰذَا لَنَا دِينٌ وَدُنْيَا مِنْ قَبْلُ۔ تو تمام رسم بیعت ادا کئے گئے۔ سلطان نظام الاولیا فرمایا کرتے تھے ہمارے یاروں میں سے بدرالدین سرود سماع کے بہت کچھ عاشق تھے۔ پیری کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کا قد بے عصا کے نہیں اُٹھتا تھا۔ مگر جب راگ کی آواز کان میں پہنچ جاتی تھی۔ تو مستانہ نعرے مارا کرتے تھے۔ اور جوانانہ رقص کرنے لگتے تھے۔ اگر کہا جاتا تھا کہ بوڑھا آدمی ایسی ناتوانی پر جیتے ہوئے سماع میں کس طرح جوانانہ رقص کرتا ہے۔ تو جواب دیتے تھے۔ کہ ضعیفی مانع نہیں ہے۔ عشق اور شوق کی طاقت سے کرسکتا ہے۔ بیت

عشق ہر جا عَلَم برافرازد		پیر صد سالہ را جوان سازد	

آپ کی گرامی صحبت میں قاضی حمید الدین ناگوری شیخ فرید گنجشکر۔ سید مبارک غزنوی مولانا مجدالدین جرجانی شیخ ضیاء الدین دہلوی وغیرہم بہت سے بزرگان وقت کی دانش و بینش (سمجھ بوجھ) کا ہنگامہ گرم ہوا کرتا تھا۔ اور خدائی عرفان کی انجمن فراہم ہوا کرتی تھی۔ ہر جمعہ کے روز مجلس وعظ ہوا کرتی تھی۔ حقائق اور معارف کے بارہ میں گفت و گو بیان تک کیا کرتے تھے۔ کہ کشف کے عالی مرتبہ کو پہونچا دیتے تھے۔ انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کا معما بالتصریح عمدہ طور سے حل فرمایا کرتے تھے۔ سخن کو مولیٰ کے شوق اور محبت میں قبولیت کا رنگ دیتے تھے۔ حضرت گنجشکر۔ اور نیز دوسرے خدائی بندے۔ آپ کے ذکر کرنے کے وقت بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کا بھی اس مجمع میں گزر ہوا کرتا تھا۔ سعدی

ہزاراحسنت آفرین سعدی بریں شیرین سخن گفتن		مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی	

یاد مولانا کمال الدین زاہد

آپ اپنے وقت کے متقیوں میں سرآوردہ تھے۔ کہتے ہیں۔ سلطان نظام الاولیا نے مشارق حدیث کو آپکے سامنے پڑھا تھا۔ اور آپ نے مولانا برہان الدین بلخی سے سند حاصل کی تھی۔ جو خود مصنف کے شاگرد تھے۔ اور نسخہ اجازت نامہ جو آخر کتاب میں سلطان نظام الاولیا نے اپنے دستخط سے لکھا ہے۔ سیرالاولیا میں مرقوم ہے۔ کہتے ہیں سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کی خدمت میں التماس کیا تھا۔ کہ اس امید پر۔ کہ میری نماز درست اور قبول ہو کمال اشتیاق کے ساتھ میری یہ آرزو ہے۔ کہ ہمیشہ آپ امام ہوا کریں۔ فرمایا۔ دنیا کے متعاتِ* ثلثہ میں سے فقیر کو بھی

ملا۔ یہ میرا پہلی خواب کی تعبیر ہے۔ ؎ متعاتِ ثلثہ سے مراد مضمون حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حبب الی من دنیاکم ثلثۃ۔ الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

ایک نماز تو دی گئی ہے - اُس کو بھی آپ لینا چاہتے ہین چونکہ جواب سے صورتًا خوشی پائی گئی سلطان
عذر معذرت کی - اور پھر دوبارہ اظہار آرزو نہ کیا مصرع زہد او سرمایۂ دیدار باد

یاد شیخ شرف پانی پتی

ابو علی قلندر آپ کی کنیت ہے - دونون عالم اور دونون عالمون کے دونون علم آپ مین جمع تھے بعض
ہین - کہ آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید تھے - اور ایک روایت یہ ہے - کہ آپ شیخ شرف طلعبہ کے مرید اور نیز شاگ
تھے - جو آپکے وقت مین بزرگ علما اور اولیا مین سے تھے - لیکن صحیح طور پر معلوم نہین ہوا - کہ فی الواقع کس کے
تھے - امیر خسرو - اور خواجہ حسن - آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اشعار پیش کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے
مقبول ہوئے ہین منجملہ آپ کی تصنیفات کے ایک کتاب حکمت نامہ بھی ہے - اُس میں آپنے اپنی تھوڑی
سی سرگزشت لکھی ہے - اُس کا مضمون یہ ہے -

چالیس برس کی عمر مین اپنے وطن سے چل کر دار الملک دہلی مین پہونچا - اور وہان خواجہ قطب الدین
اوشی کے روضہ کا طواف کیا - من لدن حکیم علیم کے مدد سے کتابی و قلبی علم ہوا - جملہ عالمان وقت
بالخصوص مولانا وجیہ الدین پائلی - مولوی صدر الدین - مولانا فخر الدین نافلہ - مولانا ناصر الدین -
مولانا معین الدین دولت آبادی - مولانا نجیب الدین سمرقندی - مولانا قطب الدین مکی - اور
مولانا احمد بخاری نے کمال کوشش فرما کر مجکو دہلی کے درس اور فتوی نگاری کا منصب سپرد
فرمایا - چنانچہ مین بیس سال تک دہلی مین سنت کا مفتی اور ہر ایک قسم کے علوم کا مدرس رہا جب
جذبہ نے جوش کیا - تو درس اور فتوی کا کاروبار درہم برہم کر کے وہان سے چل دیا اس طرح - کہ کسی کو
معلوم نہین ہوا - اثناے سفر مین شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی کی ملاقات
حاصل ہوا - ان اصحاب نے اپنا جبہ اور دستار مجکو عنایت فرمایا جب پھر ہندمین واپس آیا تو
جذبہ اور زیادہ قوی ہو گیا تھا - دوکان شیخی کی جو کچھ پونجی تھی - تمام جمنا کے پانی مین بہا دی
اور قلندرانہ حیثیت سے اپنے اصلی وطن مین پہونچا - اشرف موجودات علیہ الصلوۃ نے
سنت اور اللہ تعالی عز اسمہ نے فرض مجکو معاف کر کے ارشاد فرمایا - شرف - تو عین ہم ہین -
(تیری ذات عین ہماری ذات ہے -) مولانا سراج الدین اور سید امیر علی وغیرہما علماے وقت نے
اعتراضات کرنے شروع کئے - مینے جواب دیا کہ آپ لوگ کتابی علوم مین گرفتار ہین - خاموش

رہے ہے۔ آپ لوگون کے اُستادون کو بھی بات کرنے اور سر رقص فرمانے کا منصب نہین ہے۔
اسّی برس خرقہ پوش رہا۔ اور بہت شاہ مرید ہو گئے۔ سلطان جلال الدین خلجی اور سلطان علاء الدین خلجی مع تمام فرزندون اور سپاہ کے۔ اور نیز دیگر سلاطین ہند میرے مرید تھے۔ اور کسی سے ایک قیراط کی برابر بھی کچھ مینے نہین لیا۔ اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ[۱] کے خزانے سے ہر روز ہزارون ذی احتیاج لوگون کو ادنیٰ بخشش سے تونگر کر دیتا تھا۔ اور میرے مریدون میں بعض نے آگ کے اندر۔ اور بعض نے ندی آب پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھی ہے۔ ایک مدت تک ہوا مین مکان و زمان طے کرنے کی یعنی اُڑنے کی مجکو طاقت تھی۔ ایک روز ایک خوش گلو جوان میرے پاس آیا۔ اور اُس نے ایک غزل گائی۔ اُس کے سننے سے مستی اور شورش پیدا ہوئی۔ جو کچھ طمطراق میرے ساتھ تھا سب کو مینے چھوڑ دیا۔ اور اُس قوال کا مدعا ایک دعا دیکر پورا کیا۔

جو شخص درویشون کے اسرار پر درست اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ اس جہان مین اور نیز اُس جہان مین اپنی مرادین پاتا ہے مصرع اعتقاد تو بہار گلستان سعی تست۔

یاد شیخ نظام الدین شیرازی

آپ نے حرمین شریفین بلجاؤ شیخ زادہ رحمہ اللہ شرفیؒ کے طرف سے دو جہانی سعادت حاصل کی تھی اور آپکے دل مین سماع و سرود کی فریفتگی اور شیفتگی بے انتہا تھی۔ خدا بینی کا فروغ حاصل تھا ہی شریعت و طریقت کے اصول پر بھی اندرونی علائق اور بیرونی آلائش کی شست و شو کمال کی تھی۔ اور یہ مزید بران تھی جسم مین۔ گوش سر مین اور دل مین حق کی باتین سننے کی استعداد بہت کچھ تھی۔ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین دوستی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے راز داری کی بزم مین آپ کی آمد و رفت رہتی تھی۔ قبر سلطان علاء الدین کی دہلی مین آپ کے مکان کی برابر مین بنائی گئی مصرع زخود خالی و پر از معرفت بود۔

یاد شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری

آپ سلطان نظام الاولیا کے بڑے خلیفہ ہین۔ قدس سرہما درد اور سوز بہت تھا۔ اپنے پیر سے خلافت کا خرقہ لیکر حاصل کیا تھا۔ کہتے ہین جب اپنے وطن سے پیر کی ملازمت مین جایا کرتے تھے۔ تو کئی کئی منزل کی ایک ایک منزل کیا کرتے تھے۔ ایک روز لوگون نے آپ سے کہا۔ آپ پانون سے نہین چلتے ہین۔ بلکہ پرند کی طرح

[۱] کوئی چیز نہین جس کے ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

طرح اُڑتے ہین-جواب دیا - یہ مرتبہ پانون کے ساتھہ چلنے اور پرون کے ساتھہ اُڑنے سے نہین ملتا ہے - بلکہ میرا
شوق جو ہے یہ طے مکان کا ذریعہ ہے - اور یہ حکایت بیان کی - زمانہ سابق مین ایک شخص حاکم قنوج ہوگیا ہے
جس نے حوض کیتیل کے پانی سے پرورش پائی تہی - اور اس پانی کے سوا دوسرا پانی اُس کے مزاج کے موافق
نہین آتا تہا - ناچار ایک شتر سوار کی ہر روز اِس کام پر نوکری رہتی تہی - باوجودیکہ پانچ منزل کا فاصلہ تہا
مگر شتر سوار ایک رات دن مین پانی قنوج مین پہونچاتا تہا - ایک اور جوان تہا - جس کی قنوج مین ایک
خوبصورت معشوق کے ساتھہ دلبستگی تہی - ایک روز یہ عاشق جوان حوض کیتیل کے کنارہ شتر سوار سے
ملاقی ہوا - چونکہ وہ شناسا نکل آیا - اسواسطے اب اُس نے پیغام دینا شروع کیا - اور عاشقی کی باتون مین
یہان تک محو ہوا - کہ اونٹ کے ساتہہ قدم بقدم چلتے چلتے دور تک نکل گیا - یکایک اُسکو اپنے دور تک نکل آنے کی
آگاہی ہوئی تو رخصت ہونے لگا - شتر سوار نے کہا - اے سودائی مزاج عاشق - اب تو قنوج کی حدود مین
تو آگیا ہے - اپنے محبوب کو بغیر دیکہے ہوئے کیون لوٹا جاتا ہے - سخن کوتاہ - چند قدم چلا تہا - کہ شہر مین آگیا -
اور دلدار کے دیدار سے آنکہون مین فروغ - اور دل مین فراغ حاصل ہوا - **دوستو** شیوہ محبت کے اس قسم
کے عجائبات اتنے زیادہ ہین - کہ لکہنے سے انجام پذیر نہین ہوسکتے ہین - خوابگاہ چندیری **لمولفہ**

گر زخشش جذبہ تا برساند بکوئے یار		آئین طے ارض کا رنگ ہر سمند نیست	

یاد خواجہ موید الملة والدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے مریدون اور نیازمندون مین سے ہین - الٰہی تائیدات کی بدولت دونون جہان کی
سعادت سے آپ کامیاب تہے سرود و سماع کا ذوق گویا آپ کے خمیر مین تہا لیکن بیٹے کے واسطے کمال بیقرار رہتے
تہے - بالآخر پیر کی بشارت سے بیٹا نصیب ہوا - نور الدین محمد انصاری نام رکہا - اور اُسنے باپ کے سایہ پرورش مین بہت
کچہہ کمالات اور فضیلتین حاصل کرلی ہین - موید کی ابدی خوابگاہ - مقدس حظیرہ نظامیہ مین ہے -

یاد مولانا حسام الدین ملتانی

آپ سلطان المشایخ نظام الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - اتقا پرستش - اور عرفان مین آپ کو کمال
تہا جب آپ حجاز کے سفر سے واپس آکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت مین پہونچے تو سلطان الاولیا نے فرمایا -
حسام الدین - مدینہ منورہ کی زیارت **علی صاحبہا افضل الصلوة** حج کے طفیل مین کرنا محبت والے درویش کا
شیوہ نہین ہے - اِس بنیاد پر آپ زیارت مدینہ کا عزم کرکے محرم کے واسطے دوبارہ اُٹہہ کہڑے ہوئے - اور واسطہ

بعد پیر کی اجازت سے پٹن گجرات مین گوشہ گزین ہوگئے۔ کہتے ہین آپ اپنے حالات درویشی کے اخفا مین بہت کوشش کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ تاطبیخے سے روزمرہ کی قوت بہم پہونچاتے تھے۔ اور جو کچھ بہم پہنچتا تھا اُس مین سے بھی آدھون آدھ کسی اور شخص کو دیدیا کرتے تھے جو مستحق ہوتا تھا۔ اور رسمی علوم کے درس مین مشغول رہتے تھے۔ رحلت کے وقت تک یہی روش ورفتار اور کاروبار رہا۔

ان بزرگوار کی کیفیت ظاہر ہونے کا سبب لوگ اس طرح بیان کرتے ہین۔ ہجری سنہ سات سو پینتیس تھا۔ ایک شخص نے اس سال کے کسی مہینے مین بخدمت سلطان نظام الاولیا دہلی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا گھر شہر نہرواله مین ہے۔ اور لڑکی کی شادی اتنی نزدیک آگئی ہے کہ مدت معلوم اس قدر مسافت طے کرنے کے واسطے کافی نہین ہے۔ سلطان المشائخ نظام الاولیا نے فرمایا شیخ حسام الدین نہروالہ کے رہنے والے ہین۔ ہر روز صبح کو نماز کے واسطے ہماری مسجد مین آیا کرتے ہین۔ اور پھر چاشت کے وقت تک اپنے مکان پر پہونچ جاتے ہین ہم تم کو اُن کے ساتھ کردین گے۔ تاکہ تم بہت جلد اپنے مکان کو پہونچ جاؤ۔ دوسرے روز وعدہ پورا ہوگیا۔ اور یہ بات کرامت حسامیہ کی ظہور کا باعث ہوئی۔ پھر آپنے لوگون کی رہنمائی کرنا اختیار کرلیا تھا۔ چھوٹے بڑے سب آپ کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ کہتے ہین۔ اس خرق عادت کے بعد آپ کی زندگی۔ ہاں ایک دو رسے آگے نہین بڑھی۔ آپکے روضہ کا آستانہ۔ سجدہ گاہ وتعظیم بنا۔ خوابگاہ نہروالہ ہے۔ **مصرع** تیزروی کرد وز دنیا گذشت۔

یاد مولانا حسام الدین نہروالہ قدس سرہ

آپ کا سینہ دانش کا دریا تھا۔ اور دانش جوہر بینش سے آراستہ تھی۔ پرہیزگاری داخل عادت تھی۔ اور خوف الٰہی جملہ کاروبار کا مدار تھا صوفی مشائخ کے سلسلہ بیعت مین تھے۔ اور کمال وابستگی رکھتے تھے۔ طریقت کی رفتار پیران خانوادہ مذکور کی روش پر تھی۔ خوابگاہ نہروالہ **مصرع** خاندان مغربیہ شرق دیدار اوست۔

یاد شیخ سراج الدین عثمان نامور باخی سراج

آپ کی زاد بوم بنگالہ ہے۔ زمانہ ہوش شروع ہوا ہی تھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین پہونچ کر حلقہ بیعت گوش عقیدت مین پہن لیا۔ حسن خدمت اور نیز حسن سعادت کی وجہ سے مریدی منصب برادری نسبت سے بدل گیا کہتے ہین۔ آپ کو آغاز جوانی مین ظاہری علم سے کوئی نسبت نہین تھی۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمہ اللہ نے ایک روز پیر کے حضور مین عرض کیا۔ کہ ایسا شایستہ زیرک طبیعت کا جوان۔ علوم سے معرا رہے۔ یہ اچھا معلوم نہین ہوتا ہے۔ اگر یہ جوان اپنے تئین چھ مہینے کے واسطے میرے حوالہ کردیوے تو اس کا سینہ ایسے علوم سے بھر دونگا

جن کا گہر دقیقہ شناس عالمون کا ہی ضمیر ہو سکتا ہے - چنانچہ بہت تھوڑی کوشش مین آپنے علم تحصیل کر لیا اور آئینہ ہندوستان لقب پایا - کہتے ہین - اُسی خدمت گزاری کے زمانہ مین چند بار پیر سے اجازت لیکر اپنی مہربان ماں کے دیدار کے واسطے بنگالہ کو گئے - اور آئے - القصہ جب دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی تو پیر نے خرقہ خلافت دیکر اپنی زاد بوم مین رہنے کی اجازت دی - یہان پر بہت تھوڑے دنون مین جملہ خورد و کلان کے پیشوا ہو گئے - اور رحلت کے بعد اُسی جگہہ آرام ہی کیا - بیت

همه گردون سراج عالم تن	همه جان ها اخی سراج بود

یاد شیخ عمر اسعد لاہوری (متعلقہ لعدمین - پنڈوہ شریف لی)

علاء الحق مخدوم العالم علاء الحق بنگالی آپکا القاب ہے - آپ دونون جہان کے سردار تھے - اور درسی و لدنی دونون علم آپ کو حاصل تھے شیخ اخی سراج کے مرید ہین - جو سلطان نظام الاولیا چشتی کے بزرگ خلیفہ تھے - اخیر مین واصل ہو گئے - اور ملک بنگالہ و بہار مین تمام رہروان حقیقت کے پیشوا ہوئے - آپ کی قبر پنڈواہ مین ہے قدس سرہ

مصرع مشتاق طوف مرقد او خازن بہشت

یاد شیخ نور قطب عالم

آپکا نام احمد - اور لقب نور الدین اور نور الحق ہے - شیخ علاء الدین والحق کے بیٹے اور نیز خلیفہ ہین - جو شیخ اخی سراج کے بزرگ خلفا مین سے ہین - مزار گاہ پنڈوہ ہے - جو صوبہ بنگالہ کے شرقی سمت مین ہے - درد و نیاز اور سوز و گداز آپ کو بہت تھا - باپ کی خانقاہ مین جس قدر درویش رہتے تھے - اُن کی تمام خدمتین جیسے کپڑے دہونا - پانی پانی گرم کر دینا - ایندھن لا دینا - جھاڑو دیدینا - آپ انجام دیتے تھے - ایک روز پدر بزرگوار نے فرمایا - نور - دیکھو فلان مقام پر جس کنوئین سے شہر کی عورتین پانی کھینچتی ہین - اُس کے آس پاس کیچ رہتی ہے - بیچاری عورتون کا پانون پھسلتا ہے - حکم یہ ہے - اُس جگہہ صبح سے چاشت تک - اور تیسرے پہر سے شام تک کھڑے رہا کرو - اور برتنون کو اپنی سر پر اُٹھا کر اُس کیچڑ سے نکال کر جس کے اُس کو دیدیا کرو - چار سال تک آپ یہ فرمان برداری کرتے رہے آپکے مکتوبات بھی ہین - جن مین سلوک اور طریقت کو شیرین عبارت کے ساتھ بیان کیا ہے - اور درد و نیاز مندی کے اسرار کو موثر اور شوق انگیز الفاظ مین لکھا ہے - ذیل کے چند فقرے انہین مکتوبات مین سے ہین نور مسکین نے عمر ضائع کر دی - اور حصول مقصد کی اُس کو ہوا بھی نہین لگی - حیرت اور حسرت کے سنسان جنگل مین گیند کی طرح سرگردان اور پریشان پہرتا رہا - عمر ساٹھ سے گزر گئی تیر چلّے سے نکل گیا - اور نفس امارہ کی بدی سے نجات نہین ملی -

ہاتہ مین ہوا۔ جگر مین آگ۔ آنکھون مین پانی۔ سر پر خاک۔ اور دل مین چاک۔ اِن چیزون کے سوا کچہ حاصل نہین ہوا۔ اور ہمیشہ ندامت اور خجالت کے سوا۔ کوئی دست آویز ہاتہ نہین آئی۔ مصرع نور رحمت باد شمع مرقدش۔

یاد شیخ جلال الدین جد شیخ حسام الدین مانکپوری

آپ عالم۔ عابد۔ عارف۔ عزیز۔ صابر۔ اور متقی تہے۔ ہمیشہ نماز عشا کے بعد اکتالیس بار سورہ یسین ختم فرمایا کرتے تہے۔ سلطان نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تہے۔ کہتے ہین۔ شیخ محمد۔ دولتمند سپاہیون۔ اور کامیاب لوگون کے لباس مین رہکر اپنی حالت کو چہپائے رکہتے تہے۔ اور نیز سلاطین اور ارباب مناصب کی ملازمت مین جاتے آتے تہے۔ ایک روز مانک پور کے قاضی اور اُنکے بیٹے نے۔ امتحان کے واسطے آپ کی ملازمت کا عزم کیا۔ یہ بات قرار دی۔ کہ اگر آپ ہم کو قند دینگے۔ تو ہم آپ کی ولایت تسلیم کرینگے۔ آپنے باطنی فروغ سے آنے والون کا ضمیر پہونچنے سے پہلے معلوم کر لیا۔ فرمایا حسام الدین ابہی اسی دم چند سادہ دل لوگ۔ درویش کے امتحان کے واسطے آنے والے ہین۔ اور اُن کے دل مین قند کی خواہش ہے۔ تہوڑا سا قند لے آؤ۔ تاکہ دل کی طرح اُن کا دہن بہی شیرین کر دیا جاوے۔ اور اس اُمت کے درویشون کی طرف اعتقاد پیدا ہو جب قاضی جی آپکی ملازمت مین پہونچے۔ تو دہان پر قند رکہا ہوا دیکہکر تبسم کیا۔ اور خجالت سے سر نیچے کر لیا۔ رخصت کے وقت مہمانی کے لیے التماس کیا۔ فرمایا چالیس سال سے کچہ زیادہ عرصہ ہوتا ہے۔ کہ مینے مقلدان قضا کے خوان سے کہانا نہین کہایا ہے۔ کتابت قرآن کی اُجرت سے لقمہ کہاتا ہون اور کبہی بے وضو قلم سیاہی مین تر کر کے صفحہ کاغذ پر نہین چلایا ہے۔ مصرع دلش آئینہ نور ازل باد

یاد مولانا خواجہ

آپ شیخ جلال الدین کے بیٹے۔ اور مولانا حسام الدین مانک پوری کے باپ ہین۔ عالم۔ فقیہ نفس۔ درویش خو۔ اور فاقہ کش تہے۔ ایک روز تین فاقون کے بعد ایک شخص فتوی لکہنے کے واسطے کچہ نقد آپ کے پاس لایا۔ آپنے قبول نہین فرمایا۔ گہر والون نے بعض طعن کیا۔ آپنے کچہ جواب نہین دیا۔ یہان تک کہ شام ہونے کو آئی۔ ایک امیر آدمی ملک عین الدین نام مانک پور مین اُترا ہوا تہا۔ وہ ایک دعا پڑہا کرتا تہا جس مین ایک لفظ پر اُس کے دل کے اندر الجہن پیدا ہوئی۔ شہر والون سے دریافت کیا۔ یہان عالم کون ہین جن کی خدمت مین جا کر علمی مشکلات پیش کی جائین۔ لوگون نے کہا۔ مولانا خواجہ ہین۔ امیر نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھہ بلا کر جو مشکل تہی۔ آپ کی خدمت مین ظاہر کی۔ آپنے فی البدیہہ حل کر دی۔ امیر کی اُلجہن دور ہوئی جس قدر نقد دوپہر کے وقت نہین لیا تہا۔ اُسی قدر نقد۔ ایک جوڑہ کپڑہ۔ اور کہانا پیش کر کے گہر کو روانہ کیا۔ اُس وقت اُن طعن کرنے والون سے از راہ مذاق کہا

اور متقبہ کیا۔ کہ جو کوئی میری طرح ہمت کو کام فرما کر ناجائز چیز نہین لیتا ہے۔ جس طرح مجکو آج مشکوک چیز کے عوض مین اُس کے نہ لینے کے بدولت۔ حلال طیّب مال عطا ہوا ہے۔ اسی طرح اُسکو بہی عطا ہوتا ہے۔ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے۔ کہ اگر انسان دنیا سے گزر جاوے۔ تو آخرت اُسکو ملتی ہے۔ اور اگر آخرت سے بہی اپنے تئین گزار دیوے۔ تو اسکے عوض حق سبحانہ ملتا ہے۔ دیکہو بشیوہ گزشتگی۔ تمہارے حصول کا درجہ کہان سے کہان پہونچاتا ہے

یاد مولانا حسام الدین مانکپوری رحمہ اللہ

آپ دنیا اور آخرت مین مقبول تہے۔ شیخ نور قطب عالم سے خرقہ خلافت ملا تہا۔ شیخ شہاب الدین مانکپوری بیچے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ اُنہون نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کرکے ایک جلد بنائی تہی۔ جو پیر نے اپنے فرزندون اور خلفا کے نام لکہے تہے۔ تعداد مکتوبات ایکسو اکیس ہے۔ ان مکتوبات مین زیادہ حصہ اُن مکتوبات کا ہے۔ جو حضرت نے اپنے بڑے اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکہے تہے۔ شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہین۔ چند خط اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بہیجے تہے۔ شیخ احمد کو آپ شیخ بدہا۔ نور دیدہ۔ اور دیدہ نور کہا کرتے تہے۔ بعض خطوط شیخ نعمۃ اللہ کے نام ہین۔ شیخ نعمۃ اللہ لوگون مین شیخ نتہو کے نام سے مشہور ہین۔ اور کچہہ حصہ خطون کا ایسا ہے۔ جو شیخ زاہد شیخ اکمل شیخ رانجا۔ اور شیخ خواند عالم مشہور بعاشق کے نام بہی لکہے گئے ہین۔ یہ سب شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہین۔ اِن سب کو خطون اور پیغامون کے ذریعہ سے تلقین فرمائی۔ سلوک طریقت مین عالی مقامات پر پہونچایا۔ خلافت کا خلعت پہنایا۔ ہدایت یابی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا لیکن سجادہ نشینی بڑے بیٹے شیخ فیض اللہ کو ہی عطا ہوئی۔ علیٰ ہذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہ سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہین۔ تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہین۔ کہ مخدوم حسام کے ایکسو بیس خلیفہ تہے جو صاحب کمال و اکمال تہے۔ ان مین سے (۱) سید مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری۔ جو شیخ سین کے نام سے مشہور ہین۔ (۲) سید حامد شاہ ابن سید راجہ شاہ مانکپوری (۳) سید محمد امیر بہا جن کا لقب سید صوفی ہے۔ (۴) مولانا کمال الدین عرف العہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکہنوری (۶) شیخ نصیر الدین محمود ابن شہر اللہ لکہنوری۔ (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودہی۔ (۱۰) مولانا منہاج الدین بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن۔ فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داود کردی (۱۳) مولانا سوندہو کردی (۱۴) مولانا محمد علا کردی۔ اور (۱۵) شیخ تاج شہاب مانکپوری جن کا لقب ازرانی شاہ ہے۔ یہ تمام صدر الذکر حضرات اکابر زمانہ کے پیشوا تہے۔ بعض اہل باطن تہے اور بعض اہل ظاہر اور اہل بیان تہے۔ قدس اللہ اسرارہم ایک سالہ

سے رفیق العارفین نام جس مین ایک مرید نے آپ کی دلچسپ باتین فراہم کی ہین - ان باتون مین سے ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ مرید کی نسبت پیر کے ساتھہ بعینہٖ ایسی ہے - جیسی پیوند کی نسبت جامہ کے ساتھہ ہوتی ہے - اگر پیوند سفید ہے - تو جس وقت جامہ دھویا جاوے گا پیوند بھی صاف ہو جاویگا - اور اگر پیوند سیاہ ہے - تو اُس کی سیاہی کم ہو کر پیوند مائل بہ سفیدی ہو جاوے گا - یہ بھی اُنہین باتون مین سے ہے - اگر مرید نیک ہین تو پیر اُنہین کی نیکی سمجھین گے - اور اگر بد ہین - تو اُن کی بدی معاف کر دینگے - بہرحال بیعت بے فیض نہین رہتی ہے بیت

بے خدمت است خواجہ مگر بے ارادت است ‏ ‏ ‏ ‏ خدمت نصیب بندۂ صاحب سعادت است

یاد شیخ کالو

آپ کا نام کمال ہے - اور شیخ حسام الدین مانک پوری کے مرید و خلیفہ ہین - آپ کی عمدہ ریاضت تھی - کرہ مین قبر ہے - بس اتنی باتون کے سوا آپ کے کسی قسم کے حالات راقم کو معلوم نہین ہوئے - جو حوالہ قلم کئے جاوین

یاد شیخ شمس الدین محمد

آپ نہایت بوڑھے آدمی تھے - بیعت تو نے شیخ نور قطب عالم بنگالہ سے - مگر خرقہ خلافت شیخ رفیع الدین بایزید سے ملا تھا - اور قیام آپ کا اجمیر مین تھا شیخ جمال دہلوی کے پیر شیخ سما الدین کا دوستی اور یاری کا رابطہ آپ کے ساتھہ بندھا ہوا تھا شیخ سما الدین کہتے تھے - کہ آپ کی زبان سے بارہا سنا ہے - مرشد خواجہ معین الاولیا کی نسل سے ہین قدس اسرارہم

یاد مولانا شیخن مانک پوری

آپ کو ربانی کلام حفظ تھا گوشہ نشینی اور تنہائی سے خوش دل رہتے تھے - اس پر بھی اہل جہان آپ کے ہی آستانہ کی طرف متوجہ تھے - کھانا کھانے سے ہاتھہ بالکل کھینچ لیا تھا - احیاناً اگر اجاتا تھا - تو ایک لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے تھے - جو شخص آپ کی ملازمت مین جاتا تھا - اُس سے گفت و گوشی کے حال کے موافق کیا کرتے تھے - یعنی اگر دہقان ہوتا تھا - تو اُس سے دریافت کیا کرتے تھے - تمہارے بیل تو فربہ ہین - کھیتی سرسبز ہے - شقہ دار منصف ہے یا ظالم ہے - جب کوئی شخص آپ سے کہتا تھا - اس قسم کی باتین کرنا درویش کے مناسب حال نہین ہے - تو جواب دیا کرتے تھے - حقائق او معرفت کی باتین کیونکر دریافت کرون - جن کو یہ لوگ سمجھہ ہی نہین سکتے ہین - اور اگر خاموش بیٹھا رہتا ہون - تو پاس آنے والے کو وحشت ہوتی ہے - ناچار کلام بفحوائے کلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ کرنا پڑتا ہے - تاکہ باہم جدا ہوویں - تو خوشی و خورمی کے ساتھہ ہوویں - اور جب یہ شخص اپنے گھر جاویگا - تو گھر والون کے سامنے فخر کے ساتھہ کہے گا - آج شیخ نے مجھسے ایسا کہا - اور ایسا دریافت کیا -

ف تم لوگون سے اُن کی عقلون کے موافق باتین کیا کرو - ۱۲

مناسبتوں کے سمجھنے والے اہل سخن اچھی طرح جانتے ہین - کہ ہم جنس گفت وگو کی تقریب سے برمحل اکثر باتین یاد آجایا کرتی ہین - چنانچہ اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے - دسوین صدی کے اخیر مین چوتھے حصہ کا آغاز تھا - اُس وقت کا ذکر ہے - شہر بڑودہ* مین عمادالملک رومی کا بیٹا چنگیز خان نامی گجرات کے امیران اعظم مین سے تھا - جب وہ کسی سے بات کیا کرتا تھا تو پانسو درم چاندی اُسکو دیا کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ اس قاعدہ کی پابندی اس غرض سے ہے - کہ جب یہ شخص اپنے گھر پہونچے گا - اور اپنے اہل وعیال سے کہے گا - کہ آج چنگیز خان میرے ساتھ ہم کلام ہوا ہے - اگر یہ نقد اس کے پاس نہوگا - تو اس کی راست گفتاری کا کوئی گواہ نہین ہے - **القصہ** شیخ کے اندر اور بہت سے تصرفات اور خوبیان تھین - اُن کا قیاس اُسی نمونہ پر کر لیا جاوے -

یاد مولانا برہان الدین صوفی پور جمال الاولیا ہانسوی قدس سرہما

آپ صاحب حال وقال تھے - اور علم حجت وبرہان بھی جانتے تھے - آپ فرمایا کرتے تھے - کہ جب پدر بزرگوار کو ناسوتی جہان سے کوچ فرمانے کا وقت پیش آیا - تو اُن کی کنیز جو اپنے وقت کی عارفہ اور عابدہ تھین اور جن کو حضرت گنجشکر مادر مومنان فرمایا کرتے تھے - جو خرقہ اور عصا پدر بزرگوار کو حضرت گنجشکر نے عطا فرمایا تھا سامنے لائین - ارشاد ہوا - برہان الدین کو دیدیا - جواب مین عرض کیا - ابھی خوردسال ہے - ارشاد ہوا - کچھ مضائقہ نہین - ماہ نو ہے - جلد بدر ہو جاوے گا - اور فرمایا - کہ جب اس کا زمانہ ہوش آجاوے - تو اس کو چاہیے کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین کوشش کرے - کہ اُن کی خدمت سے روحانی کمالات حاصل ہو جاوینگے

یاد مولانا شمس الدین یحییٰ

اکثر علمی کتب آپ کے مطالعہ سے نکلی ہوئی تھین - بالخصوص اصول فقہ کی کتابین - کہتے ہین - ایک روز آپ مع اپنے بھائی مولانا صدرالدین کے جو آپ کے ہم سبق تھے - مولانا ظہیر الدین کی ملازمت سے اُٹھکر سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوئے - سلطان الاولیا نے سبق کا سوال کیا - جواب دیا - کہ کتاب عنقریب ختم ہونے والی ہے اور اسکے ساتھ ایک مشکل جو اُس روز کے سبق مین تھی - عرض کی - سلطان الاولیا نے ادنیٰ توجہ سے وہ دشواری آپکے روبرو حل کر دی - جو بہت سے اہل علم کے ساتھ بھی مدرسہ مین حل نہین ہوئی تھی - آپ وہان سے عبرت حاصل کرکے اُستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور گزری ہوئی حقیقت حال ظاہر کی - اور ہر دوسرے روز اُستاد کے ہمراہ خانقاہ نظامیہ مین آکر بیعت ہوئے - اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ لیا - **القصہ** ایک عرس کا ہنگامہ تھا قوالی ہو رہی تھی - ایک غزل سنکر آپ کا حال دگرگون ہوا - نالہ وفغان کر رہے تھے - کہ آپ کا نفس ناطقہ روح

* شہر بڑودہ گائکواڑ ریاست کا دارالسلطنت ہے - زبان قدیم مین شاید برودہ کہتے تھے ۱۲

رحانی سے جاملا۔ مصرع آفتاب ذات اور امشرق و مغرب یکے ست۔

یاد مولانا فخر الدین زرادی

آپ سنجیدہ عالمون اور اُستاد نامور دہلی سے ہین۔ کہتے ہین ایک روز آپ پر سلطان نظام الاولیا کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ کہ رسمی علوم کا خزانہ اور درسی قیل وقال کا کروفر تمام تباہ و برباد ہو گیا۔ ناچار مرید ہوئے۔ تمام کتب خانہ مدرسہ والون کو تقسیم کر دیا۔ اور وحدت کے مسئلہ کو اپنی نماز و نیاز کا قبلہ گاہ بنایا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر کی اجازت سے حجاز کے سفر کو گیے۔ جب واپس آتے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ دریا مین ڈوب گیے۔ غیب سے ایک شخص نے آواز دی ہما بحر عمیق غریق فی البحر شیخ نجم الدین ابو البرکات مالکی عربستان سے دہلی مین آئے تھے۔ بیان کرتے تھے مینے ایک زیبا شکل جوان کو انوار الٰہی کا بھرا ہوا طبق ہاتھ مین لیے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہان جاتے ہو۔ اور کیا لیے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ مین فرشتہ ہون۔ لدنی علم زرادی کے لڑکے کے واسطے لیے جاتا ہون جس نے گزشتہ شب کو اکتسابی علوم۔ خدا کی محبت مین چھوڑ دیے ہین۔

یاد شیخ شمس اوتا ولہ

اوتا ولہ ہندی زبان مین جلد باز کو کہتے ہین۔ ہدایت دہی مین آپ کی شعاع۔ اپنے نام کی طرح مثل آفتاب اور فائدہ رسانی مین آپ کی رفتار اپنے لقب کی طرح مثل ماہ تھی۔ کہتے ہین آپ سلطان نظام الاولیا کے حضور مین اس قسم کی باتین بہت کیا کرتے تھے۔ کہ ایسی صورت کی آرائش۔ اور طینت کی زیبائی۔ جو اندرونی افسردگی کا نشان اور دلبستگی کا گواہ ہے۔ کیونکر درویش کے واسطے موزون ہو سکتی ہے۔ سلطان نظام الاولیا جواب نہین دیا کرتے تھے۔ اسی اثنا مین ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا اپنا سر پیغمبر علیہ السلام کے مبارک زانو پر رکھے ہوئے سو رہے ہین۔ اُس وقت گویا زبان طعن کاٹ کر پھینک دی۔ اور ہمیشہ ادب و اعتقاد ملحوظ رکھا۔ سلطان الاولیا بھی فرمایا کرتے تھے جس کسی کو اپنی مراد پر خواہ وہ انجہانی ہو۔ یا اینجہانی۔ جلد پہنچنا منظور ہو۔ وہ ہمارے شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اوتاولہ کہتے ہین۔ خوابگاہ دہلی۔

مصرع بادخرم جان او از فیض حق۔

یاد شیخ حیدر

آپ نے خاموشی کو اپنے حسن حال کا نقاب بنا رکھا تھا۔ اور ہمیشہ اہل جہان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ خوابگاہ لاڈو کی سرائے مین ہے۔

یاد خواجہ تقی الدین نوح

آپ خواجہ ہارون کے بھائی ہین - درویشون کی سی عادت - عالمون کی سی طبیعت - اور عابدون کی سی روش تھی - بے انتہا عبادت اور ریاضت کرنے سے دن رات مین آپ کو کھانے پینے کی بھی فرصت نہین ہوا کرتی تھی - ایک روز سلطان نظام الاولیا نے دریافت کیا - اس قدر عبادت کرنے سے تمھاری آرزو کیا ہے - جواب دیا - پیر بزرگوار کی عمر کی درازی - سلطان نظام الاولیا بہت خوش ہوئے کہتے ہین - بالآخر - اپنی صحت - بیماری دق کے ہاتھ فروخت کر کے شیخ سے پیشتر ہی کوچ کر گئے -

یاد خواجہ ابوبکر مصلی بردار

آپ گویا عزت و کرم کا خزانہ - اور ذوق و شوق کی کان تھے - آپ کے سماع کے وقت خانقاہ کے در و دیوار جنبش مین آجایا کرتے تھے - اور حاضرین مجلس مین یہانتک جوش ہوتا تھا - کہ فریاد آسمان تک جاتی تھی - توکل اور استغنا کے دائرہ سے پانون کبھی باہر نہین نکالا - اہل دولت کے آستانہ پر کبھی احتیاج لیکر نہین گئے اور با اینہمہ سب سے بہتر ایام گزاری کی -

یاد خواجہ رفیع الدین ہارون

آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید اور (بہن کے لڑکے) بھانجے ہین - پیر کی نظر مین تمام عزیزون اور مریدون سے زیادہ عزیز تھے - پیر آپکے بغیر کھانا نہین کھایا کرتے تھے - کلام ربانی حفظ تھا - تیر اندازی مین ہاتھ بہت ہلکا اور نشست بہت درست تھی - سلطان الاولیا نے اپنی زندگی مین آپ کو اپنی اوقاف کا متولی کیا تھا -

یاد شیخ بابو چشتی

آپ کی خوابگاہ کھنبایت مین ہے جو ایک بندر ہے احمد آباد سے دو منزل دور - شیخ شیدا آپ کے مرید تھے - پیر بدون مرید (شیخ شیدا) کے کھانا نہین کھایا کرتے تھے - ایک روز ایک خادم نے کمینہ پن اور نیز زیادہ بھوکا ہونے کی وجہ سے کہا - ایک جولاہہ کب اس قابل ہو سکتا ہے - کہ اُس کا انتظار کیا جاوے - پیر نے فرمایا - کھانا لاؤ - جب دیگ کے سرپوش اُٹھایا تو دیگ مین کیڑے کلبلانے لگے - فرمایا - پھر ڈھک دو - اور ڈھکا رکھو - جب تک شیدا نہ آوے - شیدا آئے - اور کھانا نکالا گیا - بالکل پاک صاف نکلا -

غوث طلسمی عالم کو ایک ہنگامہ سمجھنا چاہیے - جس کے اعراض اور جواہر ہر ایک شخص کی نظر مین اُسکے اندیشہ اور توہم کے تابع ہوتے ہین - لیکن تغیر اکثر معانی مین ہوا کرتا ہے - اور اُس کو ظاہر شریعت مین بھی جائز جانتے

ہیں اور صورت کی تبدیلی از قسم خرق عادت ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامات کے ذریعہ سے اُسکو بھی ممکنات سے سمجھتے ہیں۔ اور اشیاء کے باطنون پر جو حکم ہے وہ جمال اور جلال کا ہی ہے۔ جو گوناگون اسماء اور صفات کے پردہ میں ظہور کررہا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا خادم کی نظر مین کھانا کیڑے ہوگیا جس کا دل تجلی جلالی اور حقیقت پوشی کے ساتھ تام زدہ تھا۔ اور شید اکی نظر مین کھانا اپنی اصلی صورت مین معلوم ہوا جس کا دل جمال اور عقیدت کی صفت سے آراستہ تہا۔ حدیث لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَةٌ[۱] اسی مقام کا بیان ہے۔ مصرع۔

یاد احسان صورت و معنی مسخر تش

یاد خواجہ شمس الدین دہلوی

آپ امیر خسرو کے (بہن کے بیٹے) بھانجے ہین۔ قافیہ کا علم۔ نظم کا ذوق۔ اور طبیعت کی موزونی یہ صفات آپ کی ذات مین کمال درجہ موجود تہین۔ سلطان نظام الاولیاء کے جمال باکمال پر عاشق تہے۔ یہانتک کہ نماز پڑہتے وقت جبتک کہ سلطان الاولیاء کے چہرہ منور پر نظر نہین کر لیتے تہے۔ تکبیر تحریمہ نہین کہتے تہے۔ خاندان نظامیہ مین سے بعض کا یہ قول ہے۔ کہ عشق کی ہی بیماری مین جان دیدی۔ اس بیماری کے سوا کوئی اور علت آپ کے مزاج مین واپسین دم تک نہین تہی۔ اور جو قبر بزرگوار ماموں کے مزار کے تحت مین ہے۔ کہتے ہین۔ کہ وہ آپ کی ہی قبر ہے۔ شاید ہوگی۔

یاد خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر

آپ خانہ شریعت کے ستون۔ اور دربار طریقت کے وزیر تہے۔ کہتے ہین۔ آغاز جوانی سے ختم زندگانی تک کبھی تکبیر اولی ہاتھ سے نہین جانے دی۔ مقدس روضہ نظامیہ مین اکثر اوقات نماز کی امامت کیا کرتے تہے۔ اور وہان سے باہر نہین جاتے تہے۔ ہر شب جمعہ مین ختم قرآن کرنا آپ کا وظیفہ تہا۔

یاد مولانا مغیث الدین دہلوی

آپ سلطان نظام الاولیاء کے مقبول اور بزرگ خلفا مین سے ہین۔ ہجری سنہ سات سو بیس مین پیر بزرگوار کی اجازت سے مالوہ کی طرف گئے۔ اور شہر اُجین مین دریائے شپرا کے کنارہ گوشہ گزین ہوگئے۔ جب عالم علوی کو کوچ فرمایا تو اُسی جگہہ قبر بنائی گئی۔ جہان گوشہ گزین تہے۔ عجیب جگہہ ہے۔ ہوا اور فضا کے اعتبار سے بہشت کا نمونہ ہے ہر شب جمعہ کو اکثر لوگ نذر و نیاز آپکے مزار کے پاس درویشون کو تقسیم کیا کرتے ہین۔ سرود و سماع کی مجلس ہوتی ہے۔ اور نیز حسن و عشق کا بازار گرم ہوتا ہے۔

[۱] جو اُن کا صدقہ ہے۔ وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے ۱۲

یاد سید شمس الدین خاموش

آپ سید محمد کرمانی کے فرزند ہین۔ آپ کا چہرہ حسین تہا۔ اور عادات دلکش تہین۔ اکثر خلفاے نظامیہ سرود وسماع کی مجلس آپ کے مکان مین کیا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک کم فہم آدمی تہا۔ اُس نے آپ کی سیادت اور ولایت پر اعتراض کیا تہا اُسی دم کیا دیکہتا ہے۔ غصہ مین بہری ہوئی ایک جماعت اُس شخص کے ہاتہہ باندہکر سولی کے نیچے لیے جاتی ہے۔ یہ حالت دیکہکر وہ شخص دل مین اپنے خیال سے بازآیا۔ پس خوف دلانے والی صورت مع اپنے اثرات کے نظر سے غائب ہوگئی شخص معترض نے یہ عجائبات دیکہکر آپ کے قدمون مین سر رکہا۔ عذر ومعذرت سے پیش آیا۔ اور جو کچہہ اُسے واقعہ گذرا تہا۔ بیان کیا۔ کہتے ہین۔ آپنے ہجری سنہ سات سو بتیس مین ہستی موہوم کو چہوڑ دیا۔ مصرع داشت سدیش در دل و دردیدہ حکم آفتاب۔

یاد مخدوم جہانیان قدس سرہ

آپ کا نام سید جلال تہا۔ آپ بخارا کے سادات عظام مین سے ہین۔ ظاہری علم اور باطنی معلومات سب کچہہ آپ کو حاصل تہی۔ عالم غیب سے عالم دنیا مین آپ کے تشریف لانے کی تاریخ پندرہوین شعبان کی رات ہے اور ہجری سنہ سات سو سات تہا۔ اور امکانی سراے سے وجوب کے محل کو بازگشت کا سال اور مہینا عید قربان کا روز اور ہجری سنہ سات سو پچاسی لوگ بیان کرتے ہین۔ آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قرشی کے مرید اور نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین۔ چند روز آپ کو امام عبد اللہ یافعی صاحب تاریخ کے ساتہہ بہی اتفاق صحبت رہا ہے۔ ایک کتاب خزانہ جلالی آپ کی ملفوظات مین سے ہے۔ اُس مین آپنے بہت سی فائدہ مند باتین امام سے لکہی ہین۔ اور آپ کے ایک مرید تہے شیخ جمال نام تہا۔ اپنے وقت کے عالم تہے۔ اُنہون نے جو آپ کی پر اثر باتین بواسطہ یا بیواسطہ سنی تہین۔ اُن سب کو اپنے قلم سے فراہم کیا ہے بڑی کتاب ہوگئی ہے۔ جامع العلوم جلالی اُس کا نام بتلاتے ہین۔

آپ کے دلچسپ کلمات مین سے یہ بات بہی ہے۔ کہ آپنے فرمایا ہے۔ **شریعت** اعضاے بدن کا پاک کرنا ہے تعمیل اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعے سے۔ **طریقت** دل کو منور کرنا ہے۔ تہذیب اخلاق کی مدد سے اور **حقیقت** نفس ناطقہ کو پاک وصاف کرنا ہے آئینہ روح سے ماسوا کی زنگ دور کرکے۔ اس بنیاد پر شریعت کے پہاڑون مین کا ایک ذرہ بہی طریقت اور حقیقت کے آفتاب کی شعاعون سے بہتر اور بزرگ تر ہوتا ہے۔ حال آنکہ شریعت سے مخلوقات کے صرف جسم کی اور ظاہری افعال واقوال کی آراستگی ہوتی ہے

اور طریقت وحقیقت کا تعلق اندرونی آزادی سے ہوتا ہے - اور نیز طریقت وحقیقت اللہ عزہ اسمہ کی نظرگاہ ہین - کیونکہ شریعت کے ساتھ گناہ گاری - واہی تباہی خیالات - اندرونی کفر - اور پنہانی شرک یہ تمام چیزین ایک شخص کے اندر جمع ہوسکتی ہین - برخلاف طریقت اور حقیقت کے - کہ یہ دونون چیزین روح کی روشن ضمیری پر مبنی ہین - اور روشن ضمیری کا پیدا ہونا راستی - درستی - یگانگی - یک رنگی - گزشتگی - پرہیز گاری - ایک کو دیکھنا - اور ایک ہی سوچنا - اِن صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بدون ممکن نہین - اور مذکورہ بالا تین طریقون کا نام اصطلاح تصوف مین تزکیہ - تصفیہ - اور تجلیہ ہے - ان طریقون کا مفصل اور صحیح بیان اکثر کتب تصوف مین لکھا ہوا ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے -

عید قربان کے روز ملک الموت - مخدوم کے پاس ادائے امانت کا پیغام لائے آپنے فرمایا - لوٹ جاؤ - اور تیسرے پہر تک صبر کرو - تاکہ جلال کے لڑکون کو خوشی کی صبح - ماتم کی شام نہ ہوجاوے - جب لوگ عید کی چہل پہل سے فارغ ہوئے - تو آپنے معنوی سفر کیا - مصرع ع باد عید جان او دیدار حق -

سید شرف الدین مشہدی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے - کہ مخدوم کو کچھ اُوپر چارسو چالیس اصحاب سے خلافت تھی - منجملہ ان کے جس قدر بیان صحت کو پہونچا ہے - اور شجرہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے - یاد داشت مین لکھ لیا ہے -

فہرست خلافت مخدوم قدس سرہ جو صحیح بیانات سے معلوم ہوئی ہے

اوّل - پدر بزرگوار سید کبیر بخاری سے خلافت تھی	یہ سلسلہ آباو اجداد کے ذریعہ سے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے -
دوسرے - اپنے عم سید محمد بخاری سے تھی - تیسرے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے	یہ دونون خانوادے شیخ بہاءالدین زکریا تک منتہی ہوتے ہین -
چوتھے شیخ الاسلام محمود شاہ زادہ بوم تستر - مسکن سورکا علاقہ فارس سے - - - - - -	مخدوم نے ہجری سنہ سات سو اڑتالیس مین جب کہ محمود شاہ کی عمر ایک سو تیئیس سال کی تھی - ملازمت مین پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - اور کتاب عوارف خطبہ سے خاتمہ تک پیر سے پڑہی تھی - پیر نے عوارف کو مصنف کی خدمت مین پڑہا تھا - دو تین چار ان تینون خانوادون کا سلسلہ شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتا ہے

پانچوین۔ امام عبداللہ یافعی سے خلافت تہی -	یہ شجرہ ابو مدین مغربی تک پہونچتا ہے۔
چھٹے۔ شیخ ابو عبید صینی سے - -	یہ دونون سندین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے جا ملتی ہین۔
ساتوین۔ شیخ نورالدین علی ابن عبید اللہ طرابلسی سے	
آٹھوین۔ شیخ فریدالدین گنج شکر سے - عالم ربانی ہین -	ان چارون چمنون مین شگفتگی خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نو بہار ہدایت سے ہے۔
نوین۔ شیخ قطب الدین منور سے - -	
دسوین۔ مولانا شمس الدین یحیی اودہی سے -	
گیارہوین۔ نصیر الاولیا چراغ دہلی سے - -	
بارہوین۔ شیخ رکن الدین ہنجی سے - - -	یہ سلسلہ شیخ ابو عبداللہ خفیف شیرازی کے توسط سے سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچکر خواجہ اُویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے۔
تیرہوین۔ سید جلال اوچہوی سے - - -	یہ ہدایت کا خاندان شیخ نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے۔
چودہوین۔ سید حمیدالدین محمود چشتی سمرقندی سے -	یہ خانوادہ خواجہ مودود چشتی تک پہونچتا ہے۔
پندرہوین۔ شیخ نجم الدین اصفہانی سے - -	یہ خاندان شیخ ابوبکر نساج پر تمام ہوتا ہے۔ قدس اللہ اسرارہم اجمعین۔

ان کے سوا اور خلافتین جو صحت کے درجہ کو نہین پہونچی ہین۔ بہت سی ہین۔ ایک بیان ہے۔ کہ سو سے متجاوز ہین۔ ابہی اوپر بیان ہوچکا ہے کہ سید شرف الدین شہدی نے اپنے تذکرہ مین لکہا ہے۔ کہ کچھہ اوپر چار سو چالیس خدا شناس رہنما اور عالمون سے مخدوم نے ملازمت حاصل کرکے خلعت خلافت۔ اور فیض پایا تہا جس قدر کوشش کے ذریعہ سے تحقیق ہوا ہے۔ لکہا گیا۔ اگرچہ دیگر رسالے ایسے موجود ہین۔ جن کے اندر مخدوم کی خلافتون کا سلسلہ بعض مین مذکورہ بالا تعداد سے کم اور بعض مین زیادہ لکہا ہے۔ مگر صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہوا ہے۔ کہ لکہا ہوا حال کہان تک قابل اطمینان ہے۔ العلم عند اللہ۔

یاد امیر سید احمد ابن سید محمد کرمانی

آپ کی کرامتین زبردست تہین۔ اور حالات قوی تہے۔ سلطان محمد تغلق شاہ نے بزعم سلطنت ایک روز

آپ کے پانون مین بیڑیان ڈال دی تہین - مگر وہ بدون ہاتہہ لگانے کے فوراً کہل پڑین - جب یہ ماجرا سلطان نے
سنا - تو آپ کی محبت اُس کے دل مین پیدا ہوئی - اور استحکام کے ساتہہ پیدا ہوئی - اور از سر نو مصاحبت
کا سلسلہ قایم ہوگیا - سبی کمالات سلطان نظام الاولیا سے حاصل ہوئے تہے - خلافت کا خرقہ بہی سلطان الاولیا
سے ہی تہا - سلطان الاولیا کے خلفا کے اجازت نامے آپ لکہا کرتے تہے - روز پنجشنبہ تاریخ اکیسوین شعبان
ہجری سنہ سات سو باون کو آپنے اپنی زندگی کا باون تعینات کی زنجیر سے نکال لیا - **بیت**

	حلقہ حلقہ بگسل آن زنجیر را		گر نیار دبست پائے ہوشمند	

یاد شیخ نصیر الدین محمود اودہی

گنج معانی اور چراغ دہلی آپ کا لقب ہے - نفس جو بظاہر دوست اور عادۃً دشمن ہے - اس کی
لڑائی مین آپ کو فتح مندی کے ساتہہ کامیابی ہوئی تہی - وجدان - کشف - اور اشراف بمدارج بہی آپ کو حاصل
تہے - شیخ جمال دہلوی نے سیر العارفین مین لکہا ہے - سلطان نظام الاولیا کا سال زندگانی جب نوے اور
چار چورانوے کو پہونچا - تو بروز چہارشنبہ اٹہارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو پچیس کو خلفا کی انجمن
فراہم کی اور ہر ایک کو خرقہ خلافت عطا فرماکر جدا جدا سمتون مین مقرر کیا - اخیر مین چراغ دہلی رہ گئے - آپ کو
اپنے پیر کا خرقہ - مصلی - تسبیح - اور کاسہ عنایت فرماکر اپنا جانشین کیا - اور دہلی والون کی رہنمائی - آپ کے
سپرد کرکے وصیت فرمائی - کہ اغیار کے آزار اور سرزنش پر صبر کرنا - اپنی عادت رکہنا - اُسی روز پچہلے
وقت آنکہین بند کرکے عالم قدس کو روانہ ہوگئے - بعد ین جملہ خلفا نے بہی آپ کی جانشینی پر خوشی کے
ساتہہ رضامندی ظاہر کی -

کہتے ہین - سلطان محمد تغلق شاہ کا مزاج کج واقع ہوا تہا - بے وقت آزردہ ین اور کام مین پیش کرکے آپ
کو ناحق خفت پہونچایا کرتا تہا - رازدارون نے چراغ دہلی کی خدمت مین عرض کیا - جس دعا سے کیفر کردار
ملے - ایسی دعا سے بدکردار کو کیون گوشمالی نہین دیجاتی ہے - فرمایا - نصیر کا معاملہ اپنے علیم بصیر کے
ساتہہ ایسا ہے - کہ وہ بدون کسی لغزش کے ایسی آزمایش پر گوشمالی نہین دیتا ہے - اس بنیاد پر سلطان سے
دل مین کدورت پیدا کرنا - درویش کے واسطے زیبا نہین ہے - بلکہ احسان مند ہونا مناسب ہے -

القصہ - آپ کے دامن ارشاد سے بہت سے خدا شناس لوگون کو ولایت حاصل ہوئی اور وہ
قطب بہی ہوئے - بعض کے صحیح حالات اُن اصحاب کے حالات کی یادداشت سے ظاہر ہونگے - جو آپ سے

بیعت ہین - اور جنہون نے خرقۂ خلافت پایا ہے - آپنے پیر کے بعد چھبیس سال تک لوگون کی ہدایت کی - ہمہ سالہ بین تربیت

	چراغ دہلی از بہر سیاح آسمانی شد		کہ تا خورشید با خویشتن ہمسایہ گرداند	

یاد شیخ ابراہیم

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے امام تھے - کہتے ہین - ہنگام نماز تکبیر اولی ہین آپ کی نظر - جمال کعبہ پر پڑا کرتی تھی - اس سبب سے ناچار آپ الی عین الکعبۃ کہا کرتے تھے - نہ الی جہۃ الکعبۃ - آپ کی قبر کالپی مین ایک قبہ کے اندر ہے جو مولانا خواجگی قدس سرہ کے گنبد کی برابر مین ہے -

مولانا خواجگی کے تین بھائی اور تھے - مولانا مغیث الدین اور مولانا وجیہ الدین یہ دونون ایک ہی جگہ اجین مین بانی کے کنارہ سوئے ہوئے ہین - اکثر لوگ شب جمعہ کو نذرین لیجاتے ہین اور مولانا غیاث الدین نے قصبہ دہار کی حدود مین آرام فرمایا ہے - اور یہ دونون شہر - ملک مالوہ مین ہین -

یاد سید حسین خنگ سوار نہروالہ خلیفہ نظام الاولیا

خرق علوات کا لباس - اور توفیق عبادات کا خلعت - جو معرفت اور حقیقت کی سنجاف سے آراستہ تھا آپنے زیب بدن کر رکھا تھا - آپ ہجری سنہ چھ سو اڑسٹھ مین علم غیب کے خلوتخانہ سے عالم ظہور مین تشریف لائے - اور سترہ سال کی عمر کے بعد - خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکھا - ایک سو تیرہ سال طریقت کی سیر فرماکر ہجری سنہ سات سو اکیاسی مین عالم صورت سے ملک معنی کو کوچ فرما گئے - آپ کی خوابگاہ نہروالہ شہر مین تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے کہتے ہین - حسن و تجمل کے آغاز مین ایکروز آپ اثنائے راہ مین بہلول مجنون کے پاس جا پہونچے - بہلول کی نظر جو نہی آپکے جمال اور حال پر پڑی - ایسے فریفتہ ہوئے - کہ دل محبت کے جال مین پھنس گیا - اور خود ہمراہ ہوگئے - ہرچند پرستاران ہمراہی نے دور باش کی - مگر وہ تو دل دادہ تھے - دور باش کارگر نہ ہوئی - اسواسطے صاحب حسن نے تنگ ہوکر بہلول کی پشت پر ایک تازیانہ رسید کیا - بہلول نے نعرہ مارا - اور رقص کرنے لگے تازیانہ مارنیوالے کی آواز سنکر بیہوش بلکہ دیوانہ ہوگیا - بارہ سال برابر ایک درخت کے نیچے گزار دیئے - اور جو پتے اُسکے گرتے تھے - وہ انہی قوت کے کام مین لاتے تھے - ناگاہ ایک رات عالم خواب مین حضور خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپکو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ[1] کے حلقہ مین لیکر اپنی خاص کلاہ سے سرفرازی بخشی اور فرمایا - ہر ایک دور مین ایک شخص اولیاء اللہ کا مدار ہوتا ہے - اس زمانہ مین سلطان نظام الدین بدایونی مدار ہین - اُن کی ملازمت مین جلد جاؤ - ہم جی سفارش کیے دیتے ہین - حکم کی تعمیل کی گئی - جب آپ خانقاہ کی دہلیز پر پہونچے

[1] اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہین - وہ لوگ بیشک اللہ سے بیعت کرتے ہین ۱۲

سلطان نظام الاولیا بذریعہ اپنے باطنی فروغ کے آپ کے آنے سے آگاہ ہوئے ایک نوکر کو ارشاد کیا۔ سید حسین کو اندر بلاؤ۔ جب نوکر باہر آیا۔ تو اس نام کے بہت لوگوں کو کھڑا پایا۔ واپس چلا گیا۔ ارشاد ہوا۔ سید حسین دہلوی کو بلاؤ دہلوی بھی اس نام کے چند اشخاص تھے۔ پھر واپس گیا۔ اور جاکر خاموش کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا۔ کہ دہلوی غیاث پوری کو ہم بلانا چاہتے ہیں۔ اس تخصیص سے امتیاز ہوا۔ اور آپ اندر گئے۔ سلطان نظام الاولیا نے اسی دم اپنے سر سے کلاہ اُتار کر آپ کو دی۔ آپ نے عرض کیا۔ فقیر خواب میں ناتح وحدت اور خاتم نبوت علیہ السلام سے بیعت ہو چکا ہے۔ جواب دیا۔ یہ محبت کی کلاہ ہے۔ نہ کہ بیعت کی۔ اس بلتا پر آپنے کمال عجز و انکسار سے کلاہ قبول کی۔ چند روز بعد درسی علوم کی تحصیل کے واسطے اجازت ملی۔ اور تھوڑے عرصہ میں علم کے دروازے آپ کے روبرو کھل گئے۔ یہاں تک کہ ہدایہ فقہ پر مشکل کشا حاشیہ آپنے لکھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب دونوں عالم کے کمالات سے آپ کامل و مکمل ہو گئے۔ تو آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر گجراتیوں کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا جب آپ حسب ارشاد پیر اپنی ہمشیرہ بی بی آرام نام کے ہمراہ گجرات کی طرف آئے۔ تو ایک موضع ہے کدرہ نام مضافات دیو ہی میں وہاں پر آپ ایک مدت تک خدا پرستی کرتے رہے۔ اور پھر وہاں سے نہروالہ میں جا کر حجرہ بنا لیا۔ دونوں آدمی حصور تھے۔ جس حیثیت سے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ اُسی حیثیت سے خاک کے پیٹ میں جا آرام کیا۔ ایک دفعہ دو مرد سپاہی صورت آپ کے پاس آئے۔ آپنے فرمایا۔ سر دوستی کا شوق دل سے جوش کر رہا ہے۔ اُن دونوں شخصوں نے اپنی تلوار گرو رکھ کر قوال کا اور کھچڑی کا خرچہ بہم پہونچایا۔ اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سماع سنکر خوش ہوئے اور دونوں کو دعاے خیر سے دونوں جہان کی نعمتیں دیکر مالامال کیا۔ اُنہوں نے بہت جلد تن گداری اور جان نوازی کی توفیق اور داد و دہش کی دستگاہ حاصل کر لی۔

کہتے ہیں۔ سلطان وقت رعایا کے اوپر ظلم کیا کرتا تھا۔ آپنے بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ سلطان کے کان خوش آمد کی باتیں سننے کے عادی تھے۔ لہذا یہ بات اُسکو پسند نہیں آئی۔ آپنے غصہ ہو کر پیغام بھیجا۔ کہ تو بس شحنہ سے زیادہ نہیں ہے۔ عزل و نصب ہمارے اختیار میں ہے۔ ظلم کرنے سے باز آ۔ یا واپسیں سفر کے واسطے کمر باندھ لے۔ اُس نے بدمستی سے اس تنبیہ کو بھی باہمہ ہوائی سمجھا۔ اُسی روز غول کے غول سانپ اور بچھو آتشوق طرف سے اُسکے گرد فراہم ہوئے۔ جب سلطان نے یہ صورت خراب دیکھی۔ تو ظلم سے باز آ کر توبہ کی۔ اور چند دیہہ معاش کیلیے سید کی آل و عیال کے نام پر مقرر کر دے۔ اور مریدانہ سلوک کے ساتھ پیش آیا۔

مصرع حب وکسب نبی داشت حسین

یاد بی بی آرام حصور

آپ سید حسین نہروالی کی ہمشیرہ ہین شریعت اور طریقت کی راہ چلنے مین اپنے عارف بھائی کی برابر تہین جب ان دونون کو بزرگوار پیر سلطان المشائخ نظام الاولیا کی خدمت سے گجرات جانے اور رہنے کی اجازت ملی۔ تو الٰہی توفیق کو رفیق بناکر دونون اُس ملک مین جا پہونچے۔ موضع کدری علاقہ دیوہی مین عبادت اور قیام کے واسطے گوشہ اختیار کیا۔ اور خدائے تعالیٰ عزاسمہ کی عبادت مین زندگانی کا ماحصل یعنی بے بہا انفاس صرف کرکے دربار الٰہی سے سعادت قبول حاصل کی۔ ایک شخص محض بیہودہ اور بے عقل تھا۔ اتفاقاً وہان آنکلا اور ایسے طریقے سے سوال کیا۔ جو ادب سے بالکل بعید تہا۔ یعنی یہ کہ تم دونون شخصون کے درمیان مین کیا نسبت ہے۔ جواب پایا۔ باہم برادری اور خواہری کی نسبت ہے۔ اُسنے اس جواب کو لغو سمجھا۔ اور ایسی نامناسب گفت و گو سے پیش آیا جس سے آزار پہونچا۔ پیر سید کی پشت پر گستاخانہ لکڑی ماری۔ روایت ہے۔ اُس لکڑی کا نشان اُسی ظالم کی پشت پر پڑا کہتے ہین۔ اس وقت تک اُس موضع مین شخص مذکور کی نسل سے جو بچہ ہوتا ہے۔ اُس کی پشت پر وہ نشان ضرور ہوتا ہے۔ پہر آپنے چندروز بعد پیر بزرگوار کی اجازت سے اپنے بہائی کے ہمراہ شہر نہروالہ مین جاکر حجرہ بنالیا۔ اور ہجری سنہ سات سو نوے مین کوچ کیا۔ خوابگاہ تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے جس کے پانی سے نہروالہ کے لوگ سیراب ہوتے ہین مصرع بادسیرابی زحوض کوثرش۔

یاد سید نورالدین مبارک

آپ سید محمد کرمانی کے سب سے بڑے بیٹے ہین حضرت گنجشکر کی طرف سے کنیت ابوالقاسم ملی تہی۔ اور نیز بہت کچھ عنایتین دیکھی تہین۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین ابومحمد چشتی سے حاصل تہا۔ جو اپنے جد اعلیٰ خواجہ مودود چشتی کے سجادہ نشین ہین قدس سرہم فرماتے تہے۔ کہ جس زمانہ مین خواجہ ابومحمد کے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی تہی۔ اُس زمانہ مین خواجہ ابومحمد۔ کم عمر تہے۔ اس سبب سے چچازاد بہائیونے سجادہ نشینی کے قابل نہ سمجہکر توقف کیا شیخ نظام الدین علی چشتی خواجہ ابومحمد کے چچا تہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین خراسان سے آکر دہلی مین اقامت فرمائی تہی۔ عمائد شہر نے خواجہ زور اور خواجہ غور کو شیخ نظام الدین علی چشتی کی خدمت مین بہیجا۔ اور سجادہ نشینی کی تجویز اُن کی رائے پر منحصر رکہی شیخ نظام الدین علی چشتی نے جواب مین لکہ بہیجا۔ کہ سجادہ نشینی کا خلعت خواجہ ابومحمد کو ہی ملنا چاہیے۔ چونکہ اس قرارداد مین صورت لغزش پیدا ہوئی۔ لہذا

والی خراسان ملک شمس الدین نے مودودیہ عصا اور خرقہ ایک مکان مین مقفل کیا اور مدعیان منصب کو ایک ایک کرکے بھیجا۔ اور کہا۔ کہ دروازہ مکان کا بدون کنجی کے جس کسی کے واسطے کھل جاویگا۔ وہی سجادہ نشینی کے قابل سمجھا جاوے گا۔ بالآخر خواجہ ابو محمد کے واسطے دروازہ کھل گیا۔ پس آپ نے صاحب سجادہ ہوکر یوسفی ولایت فتح کی مصرع بادا کشادو برر خ او باب معرفت۔

یاد شیخ محمد نہروالہ

آپ ان اطراف مین شیخ حاجی کر کے مشہور ہین۔ آغاز شباب مین آپ روم کے ایک حصہ زمین مین صاحب خطبہ وسکہ تھے۔ ازلی جذبہ نے آپ کا گریبان پکڑکر دولت سلطنت ظاہری سے نکال لیا۔ اور معنوی سرداری کے بلغ کی ہوا سر مین ابھر دی۔ آپ قطب یزدانی سید احمد کبیر رفاعی کی خدمت مین پہونچے۔ اور بیعت ہوگئے۔ کسی معین خدمت کے واسطے التماس کیا۔ طعام خاصہ پکانے کا منصب عطا ہوا۔ اور مرشد کی توجہ سے آپ کی ظاہری و باطنی پرورش ہوئی۔ حالات مین ترقی ہونا شروع ہوا۔ یہان تک کہ اپنے کمال مین کامیاب ہوئے۔ ایک روز مطبخ مین کفگیر غائب ہوگیا تھا۔ اور کھانا نکالنے کا وقت آپہونچا۔ تلاش کی گنجائش نہین رہی۔ آپ نے آیہ قُلْنَا یٰنَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ[۵] پڑہی۔ اور ہاتھہ سے کفگیر کا کام لیکر گرم کھانا نکالا۔ اور پیر بزرگوار کے سامنے رکھ گئے۔ چونکہ پیر کو ماجرا پر آگاہی تھی۔ فرمایا شیخ محمد اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ تمہاری ابراہیمی ولایت کی برکت سے لوگ فیض یاب ہون۔ اور ہدایت سے راہ راست پر آوین۔ پس خلعت خلافت عطا فرماکر منتخب صوفیون کی ایک جماعت ساتھہ کی۔ اور سفر ہندوستان کی اجازت فرمائی۔ دو خرما کی گٹھلیان رخصت کے وقت آپ کے سپرد کین۔ اور فرمایا۔ ہر ایک منزل مین شام کے وقت ان گٹھلیون کو مٹی مین داب دیا کرنا۔ جہان کہین یہ گٹھلیان صبح تک اُگ آوین۔ بس اُسی زمین کو اپنی حیات اور ممات کا مقام سمجہنا چاہئیے القصہ مرشد کے شہر سے پیکر گجرات تک اُن گٹھلیون کے اُگنے کی اجازت نہین ہوئی۔ جب نہروالہ شہر کی حدود مین پہونچے۔ اور گٹھلیان مٹی مین دابین۔ تو صبح کے وقت اُن کو اگا ہو پایا۔ وہان پر ایک پرستش گاہ تھی جس مین شہر کے لوگ چھوٹے بڑے۔ سب پیکر پرستی۔ (مورتی پوجن) کے لیے صبح وشام آیا کرتے تے۔ حاکم گجرات ایک پیکر پرست تھا۔ نہروالہ مین اُس کا پایہ تخت تھا اس پرستش گاہ کے نزدیک صوفیون کی جماعت کے ساتھہ درویش کے اُترنے کی کیفیت حاکم کے گوش گزار ہوئی۔ حکم دیا۔ کہ ایک جماعت کیر بھجاوے۔ اور آتے والون کو بت خانہ (مندر) کے آس پاس سے بہ تشدد علیحدہ کردیوے۔ اس حکم کی تعمیل مین لوگ غول کے غول گیا

۵ ہمنے (آگ کو) حکم دیا۔ کہ اے آگ ابراہیم کے حق مین ٹھنڈک اور سلامتی کی موجب!

سوار اور کیا پیادہ چاروں طرف سے پرے جماکر مندر کی طرف روانہ ہوئے صوفیوں نے فوج کے مامور ہونے کی کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی - فرمایا - استقامت اور صبر رکھکر اپنے تئین خدا کے سپرد کردو - اُس حقیقی حفیظ کی نگہبانی کے ثمرے خود ظاہر ہونگے - کیونکہ آسمان اور زمین کے اندر اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان مین ہے وہ سب بزمانہ نبوت اصالۃً انبیا علیہم السلام کے مسخر تھے - اور خاتمہ نبوت کے بعد بحکم عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وہی تسخیر از رسم اتباع و وراثت اولیاء اُمت محمدیہ کے حوالہ ہوئی ہے عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا - اور پھر ایک خادم کو حکم دیا - کہ آنے والے لشکر کی طرف چند قدم جاؤ - اور جب لشکر نظر آجاوے - اس وقت زمین کو حکم دو - کہ آدمیوں کے پانوں اور گھوڑوں کے سم اس طرح محکم پکڑ لیوے - کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکیں - خادم نے حسب الحکم تعمیل کی - اور زمین نے حکم قبول کیا - لشکر والے جس قدر نکلنے کی کوشش کام مین لائے - اُسی قدر اندر دھنستے گئے آخر کار بمجبوری کمال عجز و انکسار کے ساتھ پیش آئے - اور اس مضمون کا عہد کیا - کہ اگر زمین ہم کو چھوڑ دیوگی - تو واپس چلے جاوینگے - خادم کے فرمانے سے زمین نے اُس جماعت کو چھوڑا - انھون نے راجہ کے نزدیک جاکر حقیقت حال عرض کی - راجہ متعجب اور حیران ہوا تمام رات نگرانی مین گزاری - علی الصباح چند آدمیون کو ساتھ لیکر شیخ کی خدمت مین آیا - اور ایک نظر دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا - فرمایا - درویش کی ملاقات کو پرستش بت کے فرع نہ بناؤ - جب راجہ پلٹ کر اپنے مکان کو چلا گیا - اور شروع سے ہی ملازمت کا عزم کرکے سعادت حضوری سے سرفراز ہوا - تو آپنے فرمایا - راجہ - جو چیزیں اپنی بنائی ہوئی ہین - اُن کو معبود قرار دینا اہل عقل کو زیبا نہین ہے - اب از روئے انصاف تعصب کو دور کرکے بتاؤ - کہ کیا یہ سنگین مورتین کام پڑنے پر دعا قبول کرنے کی طاقت رکھتی ہین - فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ راجہ نے کچھ جواب نہین دیا - پھر آپنے فرمایا اگر یہ تمھارے جھوٹے معبود خدائے برحق کے حکم سے میری اطاعت کرین - تو کیا تم اسلام قبول کرلوگے - اُس نے جواب دیا - کہ نہ تنہا مین بلکہ مع تمام خاندان کے ایمان لے آؤنگا آپنے بڑے بت سے کہا - اُٹھ اور اس کوزہ کو حوض کے پانی سے بھر لا - بت فوراً جنبش اور چالاکی کے ساتھ اُٹھا اور کوزہ مین حوض کا تمام پانی بھر لایا - تھوڑی دیر بعد مرغ و ماہی حیوان و انسان غرض کہ تمام جاندار پانی نہ ہونے سے شور و فغان کرنے لگے - شیخ نے فرمایا - اے بت - تمام پانی تالاب میں ڈال آ - اور کوزہ کے معتاد کے موافق اس مین رہنے دے بت پرست نے بموجب حکم تعمیل کی - یہ حال دیکھکر راجہ - سپاہ اور رعیت - تمام اسلام لاکر ابدی دولت سے سرفراز ہوئے کہتے ہین - اُس روز سے پھر از سر نو ہندوستان مین اسلام اور مسلمانی کی بنیاد جمی ہے - عام ہنود اور بالخصوص برہمنوں

کی پرانی تاریخ مین یہ کرامت لکھی ہوئی ہے۔ محرم کے سوا کسی اور کو نہین تبلاتے ہین۔ بالآخر جب اخروی سفر پیش
آیا تو جس جگہ آپکی عبادت کی تھی۔ اُسی جگہ آپ کی ابدی خوابگاہ بنائی گئی ؎ اَلْیَوْمَ یُتَبَرَّکُ وَ یُزَارُ بِہٖ ہمہ۔

آگاہ دل اور بصیر ناظرین کو عیان گزرے گا۔ کہ اسی قسم کی کرامت کی ایک حکایت بت کی اطاعت اور
شہر والون کے متعلق حضرت معین الاولیا چشتی اجمیری کے نام سے بھی تحریر ہو چکی ہے۔ اور وہ زمانہ مین زبان زد ہے
نیز تاریخ فیروز شاہی مین لکھی ہوئی ہے۔ لیکن نہروالہ کے علما۔ اور پرانے آدمی شیخ حاجی کی طرف منسوب کرتے ہین۔
وجہ مطابقت کچھ دشوار معلوم نہین ہوتی ہے۔ کیونکہ عمل کا توارد ممکن اور اتفاقی بات ہے۔ شاید دونون بزرگون
سے یکسان عمل صادر ہوا ہو ؎ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ **مصرع** خسرو و فرہاد ہر دو عاشق شیرین ماست

یاد خواجہ یعقوب ابن خواجہ ابن خوجگی مشہور بہ مردہ محبوب

آپ شاہان خراسان کی نسل مین سے ہین۔ آپ تصوف اور تحقیق کی بزم کے صدر نشین تھے۔ آپ کی
ذات مین احمدی معشوقی کی جھلک نمایان تھی۔ اور آپ کو آسمان حسن کا خورشید کہنا بے محل نہین ہے۔ جیسی کمالات
نسبی خوبیان۔ عملی سعادتین۔ اور علمی مراتب یہ اوصاف آپ کو حاصل تھے۔ یکایک خدا طلبی کی خواہش آپکے
دل مین پیدا ہوئی۔ جو شاخین آپ کے ہستی کے باغچہ مین تھین۔ اُن سب مین آلہی جذبات کی تاثیر سے پھل
لگ گئے۔ اس وقت قوت جاذبہ گریبان پکڑ کر آپ کو فقر کی بارگاہ مین کھینچ لائی۔ یہان تک کہ آپ اپنا مسکن
ترک کرکے سیاحی کے واسطے نکل کھڑے ہوئے اور راہ مسافرت اختیار کی۔ بالآخر تقدیری کرشمہ نے آپ کو
نہروالہ شہر مین قیام پذیر کیا جو پٹن کے نام سے مشہور ہے۔ آپکے گرامی اوصاف اور عالی حالات کی کوئی انتہا
نہین ہے۔ جب جب راقم کے قلم نے آپ کی صفات لکھنے کی ہمت باندھی۔ بیان و عبارت۔ ہمراہی سے
اور زبان قلم۔ سیاہی سے دور رہی۔ کہتے ہین۔ فصوص الحکم کے درس کے وقت آپ کا مبارک جسم اسپند ہرن
کی طرح جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ یہ قضیہ اس طرح پر ہے۔ کہ قاضی کمال الدین نے خواجہ کی خدمت مین فصوص الحکم کے
درس کی درخواست کی تھی۔ فرمایا۔ اس درس کے واسطے لازم ہے۔ کہ مدرس۔ خوانندہ اور والی ملک ان تین
شخصون مین سے ایک شخص کو اپنے تئین فدا کرنا چاہیئے۔ چونکہ تمہارے واسطے پڑھنے کا باعث اپنی برخورداری
اور دوسرون کی تعلیم ہے۔ اور والی ملک کی عالی صفات ذات کے ساتھ ناطق اور غیر ناطق بہت سے جانداروں کی
زندگانی وابستہ ہے۔ اس لیے تم دونون کی سلامتی ضرور درکار ہے۔ پس لازم آیا۔ کہ خود مدرس اپنے تئین اس قربانی
پر وقف کر دیوے۔ کہتے ہین جب تاریخ تیرھوین جمادی الاُخری ہجری سن سات سو اٹھانوین کو فصوص الحکم تمام

ہمہ۔ آج تک زیارتگاہ و مرجع ہے ؎ اصل حقیقت اللہ خوب جانتا ہے۔

ہوئی - آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ خدائی درگاہ کو کوچ فرمایا - واپسین سفر کے بعد - آپکے بارہ مین چھوٹے سے بڑے تک نہروالہ کے لوگ یہ ترانہ گاتے ہین وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ[۵۱] اور یہ بھی کہتے ہین - کہ آپ کا روحی تصرف رحلت کے بعد بھی مثل ظاہری زندگانی کے ہے جس کسی کے دل مین آپ کی تلقین وبیعت کا ارادہ مصمم ہوتا ہے وہ آپ کی قبر پہ جا کر اپنا اندرونی خیال ظاہر کرتا ہے - اور آپ ظاہر ظہور موجود ہو کر ہدایت کے مراسم بجالاتے ہین - چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کے مریدون مین سے شیخ داؤد - شاہ محمد - اور سلیمان تین اشخاص تو یہ اور نیز ان کے سوا دیگر اصحاب بھی تذکرہ ہذا کے سال تصنیف مین بقید حیات ہین شیخ یعقوب صدیقی - احمد آبادی - غوث الرحمٰن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - بیان کرتے ہین - کہ ایک سال مین احمد آباد سے شیخ عبد اللہ صوفی کی فیض بخش ملازمت کا بالجزم عزم کر کے آگرہ کو گیا تھا - واپسی کے وقت پٹن ہو کر آنا ہوا - حوض سہسلنگ کے کنارہ سید خدا بخش کے متبرک روضہ مین اُترا ضروری آرام پانے کے بعد - کمال شوق اور بے انتہا عشق سے خواجہ یعقوب کی زیارت کے واسطے چلا - جبکہ مرقد منور اس حوض سے دو تیر کے فاصلہ پر ہے - جب آپکی مسجد شریف مین اپہونچا - تمام شوق اور وجد کی آگ سرد ہو گئی - پکار اوٹھا - کہ ترقی کے امیدوار کو لوٹ لینا کب مناسب ہے - اتنے مین ایک بیت ہندی زبان مین مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی - پڑھتے ہی معرفت اور وجد کی لہرین آنے لگین - اور اُسی دم وہ بیت بھی دیوار پر سے اور نیز صفحہ خاطر سے محو ہو گئی - بس معلوم ہوا کہ یہ کرامت يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ[۵۲] کے قلم سے لکھی گئی تھی جو خواجہ کے دست تصرف مین دیا ہوا ہے بیت

محو و اثبات ہست در ہمہ حال
نشئہ از مئی جلال و جمال

یاد قاضی علم الدین

آپ پر حقائق علوم کا چہرہ - اور دقیق اسرار کا پردہ کھلا ہوا - نامور مشائخ وقت کے قطب - اہل زمانہ کے شیخ اور خدا شناسانِ عہد کے پیشوا تھے - قاضی عین الدین ابن نجم الدین صدیقی کے بیٹے تھے - سلطان السادات صدر الدین سید راجہ کے خلیفہ تھے - جو مخدوم جہانیان کے بھائی ہین - صورۃً اور معنیً دونون طرح سے خواجہ مودود کا شکر کے مصاحب تھے - جو شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے پیر ہین - علم قراۃ آپ کا موروثی تھا - تمام علوم سے زیادہ بہتر جانتے تھے - آپ کے علمی باغیچہ کو افعال کے چشمہ سے بہت کچھ سیرابی تھی - اور نامتناہی فیضون سے

۵۱ - جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین - اُنکو اموات نہ کہنا ۱۲ ۵۲ خدا جس کو چاہتا ہے - منسوخ کر دیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے - اور اُسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲ منہ

آپ کو اس قدر کامیابی حاصل ہوئی تھی - کہ احباب آپ کی ملازمت کے باغ سے معرفتون کے بے شمار پہل صرف ایک دفعہ کے دیکھنے اور جانے مین لیجاتے تھے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کی بزرگی کی شرح عبارت سنجی کی طاقت سے باہر ہے - عمر اٹھاسی سال کی پائی تھی - آپنے یہ تمام زمانہ آغاز ہوش سے اُس وقت تک کہ روح بدن سے جدا ہوئی - خداطلبی کے راستہ مین صرف کیا تھا - اور عرفان کا گوہر خریدا تھا - تاریخ بیسوین رمضان ہجری سنہ سات سو ساٹھ کو اعلیٰ دار الحکومت کی طرف کوچ فرما گئے -

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ مودود جانشین ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ کو از سر نو رونق دی - کیا تصوف کے شیوہ مین - کیا مشیخت کے طریقہ مین - کیا قراۃ کے علم مین - اور کیا دیگر علوم مین - کمال یکتائی حاصل تہا - ہمیشہ طالبون کے درس اور تلقین مین مشغول رہتے تھے - ہمسرون مین سے کوئی شخص آپ کی جامعیت کی برابری نہین کرسکتا تہا - پچاسی سال کی عمر پائی تھی - یہ تمام عمر الہی صفات اور الہی اخلاق کے ساتھ متصف ہونے کی کوشش مین گزاری تھی - بالآخر ساتوین رجب ہجری سنہ آٹھ سو تیرہ مین عاریتی عالم کو رخصت کیا - اور قدسی مکان اختیار فرمایا - خوابگاہ نہروالہ جو اس زمانہ مین پٹن نام کے ساتھ مشہور ہے - صوبہ گجرات کے مضافات مین ہے مصرع بناشس باد رفع رایتِ دین -

یاد شیخ برہان الدین نہروالہ

آپ شیخ قامن کے خلیفہ تہے - کشف و کرامات کے خزانہ - اور عقلی و نقلی علوم کے مالک تہے طبیعت کا میلان موزون کلام کی طرف تمام باتون سے زیادہ تہا - فارسی غزل اور عربی قصیدہ عاشقانہ اور شاعرانہ کہا کرتے تہے - کہتے ہین - ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا - الم المتکلمین شیخ سعدی شیرازی کو خواجہ خضر علی نبینا و علیہ السلام کے خوان رحمت سے چاشنی ملی تھی - اس سبب سے اُن کا کلام ایسا شیرین اور نمکین ہوا - اور علیٰ ہذا امیر خسرو دہلوی نے مالک ولایت سلطان المشائخ نظام الاولیا کی عنایت سے اپنی نثر و نظم کا رنگ اعلیٰ درجہ کی پختگی کو پہونچا کر تمام جہان کے ذی مذاق اہل سخن کو بے انتہا لذت بخشی تھی - اسی طرح اب یہ مرید بھی اپنے پیر سے امیدوار ہے - فرمایا - ربانی کلام کے خزانہ سے کچھہ نقد تمہارے اعتقاد کے موافق تم کو بھی دیا گیا - اُس دفعہ سے آپکے کلام مین - اور آپ کی گفتار مین ایک اور ہی رنگ سا پیدا ہوگیا تہا - ہشتی جلد کتابین تصنیف اور تالیف کی ہین - اور ہر ایک علم مین باریک باریک اعتراضات اور عمدہ عمدہ بحثین لکھی ہین - جو مالیعرف بالذوق ہین - اُن کا اصلی بیان جیسا کہ آپ کے خیال مین تہا -

قلم کی زبان سے ادا نہیں ہو سکتا ہے چونکہ اس کتاب کے اوراق نظم سے کم تر تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا آپ کے کلام کا کوئی حصّہ آپ کے ذکر کے ضمن میں نہیں لکھا گیا۔ مصرع حدیث دوست نظم و نثر او باد۔

یاد شیخ شہاب الدین عاشق

آپ کا مولد اور قبر دونوں دہلی میں ہیں۔ حقیقی عشق اور مجازی محبت دونوں ساتھ ساتھ رکھتے تھے شیخ بدرالدین غزنوی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا ہمیشہ کسی نہ کسی مظہر کے جمال سے وابستگی پیدا کر کے اُسکو حقیقی حالت کا پردہ بنائے رکھتے تھے اور ظاہری معنوی دونوں خوبیاں آمیز کر کے مُشَاهَدَۃُ الکُلِّ فِی الکُلِّ کی استغراقی کیفیت بہم پہنچاتے تھے آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ ہیں قدس سرہم۔ بیت

از قفس زار مقید بلبلا باشس		جست دعوی گلشن مطلق بریده		

یاد شیخ عماد الدین دہلوی

آپ خانوادہ چشتیہ کے بزرگوں میں سے ہیں۔ بہت سے صوفی مشائخ کی خدمت سے استفادہ کیا تھا۔ خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین عاشق سے تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید ہیں۔ اور شیخ تاج الدین امام۔ آپ کے مریدان خاص میں سے ہیں۔ قدس سرہم مصرع گنج عرفان زیر مشت خاک داشت

یاد شیخ جلال الدین مجرد

آپ ترکستانی تھے۔ مگر پیدائش بنگال کی ہے۔ سلطان سید احمد کے خلیفہ ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک روز روشن ضمیر پیر کی خدمت میں عرض کیا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور کی رہنمائی کی بدولت جہاد اکبر میں کسی قدر فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح حضور کی کام بخش ہمت کے طفیل میں جہاد اصغر سے بھی دل کی تمنا پوری کروں۔ اور جو مقام دار الحرب ہو۔ اُس کے فتح کرنے میں کوشش کر کے غازی یا شہید بنوں۔ پیر بزرگوار نے التماس قبول فرما کر اپنے بزرگ خلفا میں سے سات سو آدمی آپ کے ہمراہ کئے۔ الغرض للہ جہاں کہیں مخالفین سے لڑائی ہوئی۔ فتح حاصل کی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ اس دور و دراز بہاگ دوڑ میں۔ روزی کا دارو مدار صرف غنیمت کے مال پر تھا۔ اور تونگرانہ زندگانی کرتے تھے جو کماٹیاں اور مویشی فتح ہوتی تھیں ہمراہیوں میں سے کسی ایک کو دیکر وہاں کے اسلام کی اشاعت اور رہنمائی اُس کے سپرد کر دیتے تھے۔ القصہ للہ صوبہ بنگال کے پرگنات میں ایک قصبہ ہے۔ سرہٹ۔ اُس قصبہ پر جب آپ پہونچے ہیں تو تین سو تیرہ آدمی ہمراہی میں باقی رہے تھے۔ ایک لاکھ پیادہ اور کئی ہزار سوار کا مالک راجہ گرگوبند قصبہ مذکور کا حاکم تھا۔ وہ اس کم تعداد گروہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھا۔

کیونکہ یہ گروہ اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ مین وہ نسبت بھی نہیں رکھتا تھا جو نمک کو کھانے کے ساتھہ ہوتی ہے جب لڑائی آن تلی - تو تقدیر کے پردہ سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ کی کرامت ظاہر ہوئی - اور وہ بیکر پرست بھاگ کر ملک عدم کی طرف سوا ستھنا جان کے نہ لیجا سکا - اور تمام زمین غازیون کے ہاتھہ آئی شیخ مجرد نے تمام مفتوحہ زمین کا حصہ کرکے اپنے ہمراہیون کو تنخواہ مین دیدی اور ہر ایک کو کدخدا ہونے کی بھی اجازت دی - اس تقسیم مین ایک قصبہ شیخ نور الہدیٰ ابو الکرامات سعیدی حسنی کے حصہ مین بھی آیا - وہان پر آپ عیال مند ہوگئے - اور فرزند بھی ہوئے - شیخ علی شیر انہین کی نسل سے ہین - شیخ علی شیر نے یہ بیان شرح نزہتہ الارواح کے مقدمہ مین لکھا ہے - یہ حال کسی قدر شیخ علی شیر کے ذکر کے ضمن مین بھی لکھا جاویگا -

یاد سید معین الدین ایرجی

کہتے ہین - آپ نے دہلی جاکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت حاصل کی تھی - سلطان الاولیا نے اولین ملاقات مین ہی دریافت فرمایا - سید کو کس سلسلہ کے اندر بیعت ہے - آپ نے عرض کیا - اپنے دادا خاتم الانبیا علیہ السلام سے مرید ہون - سلطان الاولیا کو آپ کے جواب سے حیرت ہوئی - رات کو معاملہ مین رسول خدا علیہ السلام کو دیکھا - کہ آپ نے ایک ٹوپی سلطان الاولیا کے ہاتھہ مین دی ہے - اور سید کے نام زد کردی ہے آپ نے بھی عالم خواب مین یہی واقعہ دیکھا - صبح کو جب باہم ملاقات ہوئی تعمیل ارشاد عمل مین آئی - اس بنیاد پر لوگ سید کو سلطان الاولیا کا خلیفہ سمجھتے ہین - آپکی قبر ایرج مین ہے مصرع بلدا معین رد حش روح ریاض رضوان

یاد سید احسن

آپ سید معین الدین ایرجی کے پوتون مین سے ہین - آپکو کمال شریعت اور جمال تقویٰ حاصل تھا - کہتے ہین - اثنائے سیاحی مین اہل ولایت بدیع الدین شاہ مدار کا گزر کالپی مین ہوا - جو ایرج سے بنیل کوس کے فاصلہ پر ہے اس خیال سے کہ شاہ مدار کا گزر اس قصبہ مین نہو - اکابر ایرج نے ایسا قرارداد کیا - کہ سید کالپی مین جاوین - اور شاہ کے ساتھہ اولین ملاقات مین ہی - ایسا نقش جاوین کہ ایرج آنے کا خیال شاہ کی خاطر مین آوے ہی نہین - جب سید کالپی مین آئے - تو اتفاق سے شاہ مدار کے دروازہ پر سید - اور علی خان لودہی ایک ہی وقت مین پہونچے - شاہ نے خان کو اندر بلالیا - اور سید باہر رہ گئے - یہ بالکل صحیح ہے - کہ یہ عمل دونون کے اندرونی خیالات کا ظہور تھا - (اِنَّهُمْ جَوَاسِيسُ الْقُلُوبِ) شاہ کو سید کے تکدر خاطر پر آگاہی ہوئی - فرمایا -

---

۵۰ اکثر (ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ ۵۱ کیونکہ یہ لوگ دلون کے جاسوس ہین ۱۲ -

سید کو غصہ مین جوش آرہا ہے۔ نہایت جلد اور عزت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ جب سید اندر پہونچے۔ تو شاہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کھینچ کر آغوش مین دبایا۔ اور اپنا حسب و نسب بیان کرکے کہا۔ جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ ہم آغوش ہوجاوے گا وہ آنجہانی شکنجون سے فارغ البال ہوجاویگا۔ دوسری بات یہ کہی۔ کہ ملاقات سے غرض ایک دوسرے کی باہمی شناخت ہوتی ہے۔ اور نیز یہ کہ طرفین کے چہرہ کا حسن و قبح ظاہر ہوجاتا ہے اور چہرہ پر برقع رکھنے سے یہ غرض حاصل نہین ہوتی۔ شاہ نے فرمایا۔ درویشون کے دیدار کے واسطے خدا بین آنکھ چاہیئے جو تاب لاسکے اور یہ کہکر برقع اُٹھایا۔ سید کا بیان ہے۔ نظر کے سامنے بجلی جیسے کوند گئی۔ اور شعاع زیادہ ہونے سے آنکھین کیفیت چہرہ معلوم نہ کرسکین۔ اس کے بعد سید رخصتی سلام عرض کرکے ایرج کو روانہ ہوگئے قاضی شہاب الدین نے جو پرکالہ آتش کرکے مشہور ہین۔ پیر سے پوچھا یہ شخص جو اتنی دلیری کرکے سلامت رہا۔ کون تھا۔ شاہ نے جواب دیا۔ فلان سید ہین۔ اور میرے بھی دل مین آیا تھا۔ کہ ان کو تیر کا نشانہ بناؤن لیکن شریعت کے ہتیارون نے ان کے جسم کو پانؤن کے ناخن سے لیکر پیشانی کے بالون تک اس طرح محفوظ کر رکہا تہا۔ کہ کسی محکم انداز کا تیر کارگر نہین ہوسکتا تہا۔ اور نیز حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مقدس روح میری آنکھون کے سامنے آگئی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ہمارا حقیقی فرزند ہے۔ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ درویش کے غضب سے جس کو حقیقی قہر کا شعلہ کہنا چاہیئے۔ کوئی نقصان پہونچ جاوے۔ اس سبب سے ان کا تمام ناز اٹھانا آگیا۔ اور مین اپنا تمام غصہ پی گیا۔ آپ کی تاریخ مین ہے۔ مصرع شرع وحفظانبی حصارش بود۔

یاد مخدوم قاضی برھان الدین

آپ کو سیادت۔ ولایت۔ فضیلت۔ اور مقبولیت مین والانسبی اور عالی حسبی کا بڑا درجہ حاصل تہا۔ جب فیروز شاہ دہلوی کی وفات کے بعد طوائف الملوکی ہوئی۔ تو دلاور خان کے بیٹے ہوشنگ نے جس کا نام خانی خطاب سے پہلے البن شاہ تھا۔ شاہان غور کی نسل مین سے ہے۔ صوبہ مالوہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کردیا۔ اسی کے عہد مین۔ مخدوم مشرقی ملک سے آکر منڈو (مانڈو) مین آباد ہوگئے تہے۔ اور سلطان ہوشنگ آپ کا مرید ہوگیا تہا کہتے ہین۔ گونڈوانہ کے اطراف مین ایک قلعہ ہے۔ جاج نگر۔ اور یہ قلعہ دکن کی سرحد ہی ہے۔ ایک سال سلطان نے اس قلعہ پر لشکر کشی کی۔ مقصود یہ تھا۔ کہ قلعہ مذکور فتح کیا جاوے۔ اور نیز گونڈوانہ سے ہاتھی بہم پہونچائے جاوین۔ وہان پر ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ منبر کا ایک پایہ گر گیا ہے۔ اس کی تعبیر ملی۔ کہ پیر کی یا مرید کی دونون مین سے ایک کی رحلت قریب ہے۔ جب سلطان منڈو (مانڈو) مین واپس آیا۔ تو خبر ملی۔ کہ پیر عالم دنیا سے عالم علوی کو

کوچ فرما گیے - دریافت کیا - قبر کہان ہے - جواب دیا گیا - اُس زمین مین ہے - جو آپنے خریدی تہی - سلطان نے کہا - وفات کے بعد مین اپنے سے پیر بزرگوار کی دوری پسند نہین کرتا ہون - بہتر یہ ہے - کہ مخدوم کی نعش اُس قبر مین سے نکال کر سلطانی مقبرہ مین دفن کی جاوے - تاکہ آپ کی ہمسائگی کی بدولت عالم علوی کی کسی قدر خوشبو ہم خستگ کی خوابگاہ مین بہی آتی رہے - خادمان مخدوم نے ہرچند عذر کیا - لیکن پذیرا نہین ہوا - مجبوراً لوح قبر اُٹہائی گئی مگر قبر کے اندر کفن کے سوا بدن کا کچہہ پتہ نہین ملا - سلطان یہ کرامت مشاہدہ کرکے حیران ہوا - تربت پر پتہر پہر ڈہک دیا گیا - اور سلطانی حکم کے بموجب وہین آپکی قبر پر قبہ بنا دیا گیا - روایت ہے مخدوم نے مرید کی خواب مین آکر فرمایا - کہ درویش کے اسرار کا پردہ تو نے اُٹہایا - تو تیری سلطنت کی بنیاد بہی دست تقدیر نے اُکہاڑ پہینکی یعنی تیرے بعد حکومت تیرے فرزندون کو نہین پہونچیگی - آخر کار ایسا ہی ہوا - اور سلطنت مالوہ سلاطین خلج کے قبضہ مین پہونچی - غوریون کی نسل مین سے کسی کو تخت و تاج میسر نہین ہوا - اس واقعہ کی کیفیت مورخین نے سلاطین مالوہ کی تاریخون مین عمدہ تفصیل سے لکہی ہے - جو شخص اِس معاملہ کو دیکہنا چاہے - اُس کو اوراق تواریخ پر نظر ڈالنی چاہیئے -

یاد مخدوم قاضی اسحٰق

آپ حقائق ربانی کے عالم - اور پُرانے زمانہ کے پیرون کی یادگار تہے - آپ کے خرقۂ تصوف مین خلافت کا پیوند اور بیعت کی بخیہ - چشتیہ سلسلہ سے تہی - شاہ مالوہ سلطان علاء الدین محمود منڈوی آپ کا مرید ہے - ایک روز حضور پیر مین حاضر ہوا - ایک تقریب کے سلسلہ مین پیر کی زبان سے یہ بات نکلی - کہ خدا کے دوست - حقیقی ہستی سے زندگی پائے ہوئے ہین - اُن کو موت سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا - اور جب صورت جسمیہ حس و حرکت سے بیکار ہو جاتی ہے - اور یہ گویا ایک مکان سے دوسرے مکان کو انتقال کرنا ہے - تب بہی مثل زندون کے رہتے ہین - مرید یہ بیان سنکر سخت متعجب ہوا - اتفاق سے چند روز بعد پیر کا وصال ہو گیا - سلطان تجہیز و تکفین کے بعد حاضر ہوا - اِس سبب سے نماز جنازہ مین شرکت کا موقع نہین ملا - فرمایا - روی تربت کہولو - تاکہ ہم اپنے پیر بزرگوار کا آخری دیدار افسوس کی آنکہ سے دیکہ لین - مزار کے پاس جو لوگ کہڑے ہوئے تہے - وہ اِس بات کو سنی ان سنی کر گئے - لیکن سلطان کا شوق حد سے زیادہ بڑہا ہوا تہا - اسواسطے اُن لوگون کو قبول کرنا پڑا - مجبوراً قبر کہولی گئی - چونکہ رات تہی - شمع آگے کی گئی - اس درمیان مین شمع کا گل ٹوٹ کر جدا ہوا - قریب تہا کہ کفن کے اوپر جا پڑے - اتنے مین ایک ہاتہ نکلا - اور گل کو ہینے سے دور پہینک دیا - یہ واقعہ دیکہکر سلطان کو سابقہ پڑا نے

رازی بات یاد آئی - حسرت سے اپنے اُوپر بہت رویا - کہ مجھکو کچھ نہ ملا - اور پیر کے حسن بیان سے متعجب تھا - وہ حاضرین کو بتاکر عبرت دلائی - آپ کی قبر منڈو (مانڈو) مین ہے -

یاد خواجہ موید مھنہ

آپ سلطان ابوسعید ابوالخیر کی نسل سے ہین - صاحب کرامات - اور صاحب حمیدہ صفات تھے درسی علم مین اُستاد وقت - افعال کے اعتبار سے زاہد زمانہ - ریاضت اور تزکیہ نفس مین حد درجہ کے مرتاض - رہنمائی اور مشکل کشائی مین سب کے پیشوا اور مجلس کی گرمی اور سخن کی شیرینی مٰں اُنکی رونق دہی مین نادر عصر تھے

یاد مولانا محمد امین

آپ کا دل حقیقت مین بیدار - اور طریقت مین ہوشیار تھا - شیخ زین الدین خوافی کے مرید ہین جنہون نے مشکوٰۃ حدیث مولانا جلال الدین قاآنی کے درس مین پڑھی تھی - اور مولانا جلال الدین نے کتاب مذکور عالم خواب مین شاہ مردان شیر یزدان امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے صحیح کی تھی - اور اس کتاب مین ایک جگہ اصلاح کے لیے پھیلا ہی تھا - کہتے ہین - کہ مولانا جلال الدین روزمرہ اُسی ورق اور اُسی سطر مین خاص پھیلنے کا نشان دیکھ لیا کرتے تھے - بعض کہتے ہین شیخ زین الدین نے وہ نسخہ مولانا محمد امین کو عنایت فرمایا تھا چند روز آپکے پاس رہا - بعدہٗ چوری جاتا رہا - اس عظیم نقصان سے آپ نہایت غمگین رہا کرتے تھے - القصہ امیر مردان نے ملک روم مین ایک شخص کو خواب مین فرمایا - کہ محمد امین کے پاس سے کتاب مشکوٰۃ گم ہوگئی ہے - تم اپنی مشکوٰۃ بھیجکر اُن کی افسردہ خاطر مسرور کرو اُس شخص نے بلا کسی توقف کے صورت خواب لکھکر تحریر مذکور کتاب کے ہمراہ بھیج دی - جب وہ آپ کی نظر سے گزری - تب خوش ہوئے -

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابراہیم ملتانی کے بیٹے ہین جو شیخ بہاء الدین ملتانی کے مرید اور خلیفہ تھے - شیخ بہاء الدین کا سلسلہ خلافت اسوۃ العرفا سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے جا ملتا ہے شیخ ابراہیم اپنے وقت مین بسا بزرگ تھے - آپ کی خدا پرستی اور کرامتین بہت کچھ لوگون کے زبان زد ہین - غیاث الدین خلجی کا عہد تھا - کہ ابراہیم منڈو (مانڈو) مین آئے تھے - یہان پر بہت برسون تک خداطلبی حق پرستی - فیض رسانی - اور رہنمائی مین آپ نے عمر گزاری پھر یہان سے گردش زمانہ نے آپ کو شہاب الدین کے عہد مین جنبش دیکر شہر بیدر مین جا پہنچایا اور وہان پر آپ بے شمار لوگون کو گمراہی سے نکال کر طریقت کے سیدھے راستہ پر لائے - جب شیخ ابراہیم نے عالم دنیا سے کوچ فرمایا - اور بجائے

آپ کے۔ آپ کی قبر سے دولت آباد دکن کے معتقدین کو فیض پہونچنے لگا۔ تو منڈو (مانڈو) مین شیخ محمد آپکے جانشین ہوئے۔ ایزدی مشیت منڈو (مانڈو) سے شیخ محمد کو بھی شہر بیدر مین کھینچ لے گئی۔ ان اطراف مین شیخ محمد کی بزرگی اور خدا شناسی کا شہرہ مشرق۔ خراسان۔ اور نواحی قندہار تک پہونچا۔ وہان کے باشندون کے دل مین سنکر شوق پیدا ہوا۔ ہر سمت سے حق پرست اور خدا طلب لوگ شیخ محمد کے آستانہ پر ہجوم کر کے آئے۔ اور فیض صحبت سے تحقیق کے بلند مرتبہ کو پہونچے۔

کہتے ہین جن ایام مین آپ مان کے پیٹ مین تھے۔ ایک لڑاکا عورت آپ کی مان سے لڑی۔ اور اُن کے پیٹ پر تھپڑ مارا فوراً اُس عورت کے ہاتھ مین ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ برداشت اور صبر کا نشان کوسون تک نہ تھا۔ اور مرنے کی نوبت پہونچی۔ آپ کے پدر بزرگوار کو اُس بدذات کا حال معلوم ہوا۔ فرمایا۔ کہ اس پیٹ مین قطب زمانہ کامل ہے۔ اس درد کا علاج سوا اسکے نہین ہے۔ کہ دردمند عورت۔ حاملہ کے پیٹ پر سے پانی اُتار کر پیوے اور ہاتھ پر بھی لگا دے۔ تعمیل حکم کی گئی۔ فوراً تکلیف سے نجات ملی۔

لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہین کہ حاکم صوبہ ظالم اور ناخدا ترس تھا۔ اُس کے ملک کی رعایا کا۔ اُس کے ظلم سے ہمیشہ یہ حال تھا دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے رکھتی تھی۔ آنکھون سے آنسو کی ندیان جاری رہتی تھین۔ اور صبح وشام ایسی آہین کرتی تھی کہ آسمان تک پہونچتی تھین۔ رعایا مجبور ہو کر ظالم کی شکایت آپ کے پدر بزرگوار کے پاس لے گئی۔ فرمایا۔ اس نوزاد بچہ کے سامنے عرض کرو انھون نے کہا[1] كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ آپنے گہوارہ سے فصیح البیانی کے ساتھ جواب دیا عنقریب ظالم کو وہ دن پیش آویگا۔ جو آج ستم رسیدہ رعایا کو پیش آرہا ہے۔ اور تین روز بعد ایک عورت نہایت ذلت کے ساتھ اُس کو بجانب۔ عدم روانہ کریگی۔ چنانچہ جیسا کہا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ عیسوی کرامت آپ سے ظاہر ہوئی۔ اور یا چنین: یوسفی ولایت کے نور سے روشنی حاصل کی۔ مصرع روضہ خلد برین جائے شان باد

یادداشت شیخ سالار

آپ عالی مقامات مین سب کے پیشوا۔ اور عجیب وغریب کرامتون کا مجمع تھے۔ آپ کے بزرگوار باپ کا نام نتھو ہے جو شیخ بہاء الدین کے خلیفہ تھے۔ آپ کی زادبوم اور قبر سرکار کالپی کے ایک قصبہ مین ہے۔ شیخ مبارک جن کا مولد اور مرقد سندیلہ ہے۔ اور سید عبد الغنی جن کی حیات اور ممات کا مقام فتح پور ہنسوہ ہے۔ شیخ سالار کے مرید اور خلیفہ ہین شیخ سالار دونون جہان کے علم۔ اور علم کی رمزون سے آگاہ تھے۔ سید صفی۔ شیخ بدرالدین سرہندی۔ اور

لہ ہم گود کے بچہ سے کیسے کلام کرین۔ ۱۲

شیخ ادہن بلگرامی شیخ مبارک سندیلہ والے کے خلفا مین سے ہین۔ بہت اچھی شان اور حالت تھی۔ اہل زمانہ دینی اور خدا شناسی کے کامون مین ہمیشہ اِن بزرگوارون کے آستانہ پر توجہ اور نیاز کے ساتھ حاضر آیا کرتے تھے اور نیز اِن بزرگوارون کی پراسرار گفت و گو سے دو جہانی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

یاد مولانا علم الدین شرف جہان

آپ کو سبھی علوم مین کمال تبحر تھا۔ یقین پر دل نہادہ ہو کر حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور چند سال اُسی سرزمین مین قیام فرما کر مشائخ حدیث سے بڑی بڑی سندین حاصل کین۔ بزمانہ سلطان غیاث الدین ابن محمود خلجی مندو (مانڈو) مین آکر درس کی بنیاد ڈالی۔ یہان کے بزرگون کو آپ کی ملازمت سے تمام فنون کی مشکلین آسان ہو گئین۔ سید بہاء الدین دکنی کی خدمت سے آپ نے طریقت کی تلقین پائی تھی معرفت اور حقایق مین مرشد کامل کے درجہ کو پہونچ گئے تھے۔ کیمیا اور طلسمی علم اسیمیا۔ اور دعوات کے قواعد عمدہ عمدہ اور صحیح صحیح اختیار کر رکھے تھے۔ تصوف دانی مین تحقیق کے درجہ کو پہونچکر فصوص الحکم پر محققانہ تعلیقین لگائی تھین۔ اور جمیل شرح کا خلاصہ فصوص کے کنارہ پر چڑھایا تھا۔ آپ سید ابراہیم ایرجی قادری کے اُستاد ہین۔

یاد شیخ بہّان

آپ شیخ لال کے مرید ہین۔ آپ کی طرز زندگی بالکل قلندرانہ تھی۔ برہان پور خاندیس کے بازار مین حجرہ بنا رکھا تھا۔ ممکنات کی منڈی کی اور تعینات کے راستہ کی سیر کیا کرتے تھے۔ زندگی کے اندر جس کو گدڑی اور حجرہ کہتے تھے رحلت کے بعد وہی کفن اور گور بنائی گئی۔ بیت

دی روز اسد جامہ زہجران توزد چاک　　　امروز زغم مُردہ ہسان جامہ کفن شد

یہ بیت مرزا اسد بیگ کی ہے۔ جو شیخ ابو الفضل مبارک کے ملازم مصاحب تھے۔ جس قدر درستی۔ موزونی۔ اور نازکی آپ کی بلند طبیعت مین ہے۔ دوسرے لوگون کی طبیعت مین بہت کم پائی جاتی ہے۔ مصرع۔

یادش بخیر باد۔ کہ با ہمت آشناست

یاد شیخ شہر اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کے پانچوین فرزند ہین۔ اور پدر بزرگوار کے ہی مرید اور جانشین بھی ہین۔ آپکے پوتے شیخ نعمۃ اللہ بیان کرتے ہین۔ سکندر خان نامی ایک مرید تھا۔ وہ شیخ کو کمال آرزو اور عجز و انکسار کے ساتھ اپنی جاگیر مین لے گیا تھا۔ معاودت کے وقت ایک گاؤن مین اُترنا ہوا۔ جس کے باشندے قبل ازین

ایک دیگر شخص شہر اللہ نام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ جب گانون والون نے شہر اللہ کے آنے کی خبر سنی تو موقع کی تلاش مین رہے۔ جب آپ کو تنہا نماز مین پایا۔ ننگی تلوارین لیکر آگرے۔ اور آپ کو شہید کیا۔ قصہ کوتاہ آپ کا جنازہ لوگ وہان سے لے آئے۔ اور منڈو (مانڈو) مین پدر بزرگوار کے مقبرہ کے اندر دفن کردیا۔ اُس زمانہ مین لوگ قرآن پڑھنے کی آواز اندر سے اور باہر سے سنا کرتے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے قرۃ العین شیخ احمد عطاء اللہ کے سر پر دستار رہنمائی باندھی گئی۔ جب شیخ عطاء اللہ کی باری بھی پوری ہوئی۔ تو اُن کے نور چشم شیخ نور اللہ نے خانقاہ کو رونق دی۔ جب آپ بھی آنجہانی ہوئے۔ تو آپ کے لخت جگر شیخ نعمت اللہ اپنے آباؤ اجداد کے وطن مین صبر و سکون اختیار کرکے ہدایت کے واسطے کھڑے ہوگئے شیخ نعمت اللہ کو عمر کا حصہ فرزندون۔ بیویون۔ اور دیگر عزیزون سے بہت زیادہ ملا ہے۔ یہان تک کہ تنہا رہ گئے ہین اور ان نورانی شکل پیر کی غمگساری کی نوبت راقم تک بھی پہونچی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ آپ اِس عمدہ شغل کے ذریعہ سے راقم کو توفیق سعادت بخشین گے۔ مصرع توفیق کارہائے نکو از سعادت است۔

یاد شیخ جلال ابن شیخ عبداللہ

آپ عالم اور شیخ یوسف انصاری کے چھوٹے بھائی ہین۔ درس دیتے وقت اپنی زبردست باتون سے تھوڑی سمجھ والے طلبا کی استعداد بڑھایا کرتے تھے۔ ہمیشہ شریعت کی رعایت کرکے سلوک طریقت مین اُس کا کوئی دقیقہ نہین چھوڑتے تھے پینتیس سال کی عمر مین عالم دنیا سے عالم قدس کو رحلت فرماگئے۔

یاد شیخ عبدالملک قاری

آپ کلام ربانی کو سات قراۃ اور چودہ روایت سے پڑھتے تھے۔ اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو یا تونگر حسبۃً للہ قرآن اور قراۃ سکھایا کرتے تھے۔ اسی پسندیدہ طریقہ کے ساتھ ایام عمر پوری کرکے۔ اور دارالخلافہ آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی آپ کے بعد آپ کے فرزند شیخ محمد قرآن کے شوقین لوگون کے ساتھ۔ باپ کا طریقہ اختیار کرکے جانشین ہوئے۔ اِن کو بھی معرفت پوری حاصل تھی۔ قبر آگرہ مین ہی ہے۔

خاتمہ چمن دوم

وہ شخص بہت ہی اچھا سعادت مند ہے۔ جس نے ہستی موہوم کا شہر۔ ہوا و ہوس کے تصرف سے نکال لیا جس نے خیالات باطلہ کے مکانات اور طول امل کے محلات بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کر عالیہا سافلہا کردئے جس نے تمتعات حیوانی کی تمناؤن کو۔ اور لذات جسمانی کی تہمتون کو چند کورہ بالا مکانات

اور محلات مین بودوباش اختیار کرکے اپنے تئین ان مقامات کا مالک سمجھ رہی تہین ذلت اور خواری کے ساتھ باہر نکال پہینکا - اور جن اصحاب نے جہاد اکبر کا میدان فتح کیا ہے - اور نیز جنہون نے سب سے بڑے دشمن کی لڑائی کا معرکہ جیتا ہے - اُن اصحاب کی راہ وروش اور گفت وگو جس نے یاد کرکے امداد حاصل کی - نیز اُس نے اس جنگ کی طرح - طرز سبندا اور رقابو کے موقع معلوم کئے - صد ہا اللہ کہ فتح یاب بزرگون کے نیک اعمال اور کامل اعتقادات کے ہتیار زیب بدن کئے - اور لا الٰہ کی تلوار الا اللہ شناسی کے ہاتہ سے اُٹہا کر نفس کی سپاہ - وسواس کے لشکر - اور شیطانی خطرات کی فوج کو - جو انسانی ملک کو اپنی جاگیر سمجہتے تہے - ملک مذکور سے بہگا دیا - کہ جس کی وجہ سے دل کا تخت - جسپر نفس امارہ نے قابو پا رکہا تہا - پہر روح قدسی کے قبضہ مین آگیا - جو نائب مطلق ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا [۱] کہ عالم تجرید وتفرید کے آزاد اشخاص - اور تحقیق وتوحید کے راستہ پر چلنے والے اصحاب کے ذکر خیر کی بدولت - انواع واقسام کی معرفتین - راقم کو نصیب ہوئین - اور اُن کو راقم بحکم اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۲] تحریر مین ہی لایا - کسی قدر ان معرفتون کو جو مینے اشیا کے پردہ مین آلٰہی اسما کے آثار کا - اور آثار کی قوت اور نفع کا تماشا کرکے از راہ تحقیق بہم پہونچائی ہین - بیان کرتا ہون

ازلی حکمت اور سابقہ رحمت اس طرح پر مصروف ہے - کہ تمام آلٰہی اسما - اور آلٰہی صفات کے - احکام و آثار کو نہایت مناسبت اور مطابقت دیکہکر جداگانہ منافع کے ساتہ خصوصیت دیتی ہے - اور اُن خاص منافع کو انسان کے عنصری جسم پر فائز کرتی ہے - اس بنیاد پر ازلی حکمت نے بہت سے الٰہی اسما کے آثار - انواع واقسام کی موجودات مین - اندرونی طور پر امانت رکہے ہین - تاکہ وہ موجودات ہر ایک درجہ بدرجہ اپنے اپنے تعینی مصرف پر پہونچکر خاص انسانی تصرف کے قابل نہین - اور تاکہ وہ موجودات طرح طرح سے اور نیز اپنی مختلف تصرفات سے انسان کے عنصری جسم کو اُس اسم وصفت کا مظہر قرار دین - کہ جو اسم وصفت انسانی استعداد کے پردہ مین چہپی ہوئی ہین مثلاً وصف بینائی کو اسم البصیر نے سرمہ - سنگ سرمہ اور کحل الجواہر بن اس طرح قایم کیا ہے - کہ اُس کا اثر آدمیون کی آنکہون مین لگانے کے بغیر محسوس نہین ہوتا ہے - پس مختصر کلام یہ ہے - کہ تمام ممکنات اور تمام کائنات - خدائی اسما کے آثار واحکام کی امدادِ شش

---

[۱] اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے - اول بہی اور آخر بہی ۱۲ [۲] اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا ۱۲-

کہ واسطے شاہراہ بنی ہے۔ تب کہین اُس ثمار نے امکانی رنگ کو استحکام دیا۔ اور اس غرض سے کہ تعین جامع (یعنی حضرت انسان کی ذات) کے لیے فیض پہونچانے کی مناسبت پیدا ہو۔ اسقدر لوجم پہونچائی ہے اسواسطے ہر ایک شے اس بات کی آرزومند ہے کہ وہ بنی آدم کے تصرف مین آکر جو آثار اُس کے اندر مخفی ہین وہ جسم انسانی کے اندر ظاہر کرے۔ اور اپنے تئین اَلْاِنْسَانُ مُطِيعِيْ وَكُلُّ الْاَكْوَانِ مُطِيعَۃٌ[۵۱] کی معراج پر پہونچاکر بعدہٗ نجات حقیقی سے فیض یاب ہو۔ کیونکہ موالید ثلثہ کا کمال فنا فی الانسان مین ہے جس طرح انسان کا کمال فنا فی اللہ کے مرتبہ مین ہے۔

القصہ واضح ہو۔ کہ صفی الاصفیا کی جامعیت اور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام اجمعین کے ختمیۃ کے مقام پر آخر کار۔ طبقات۔ انام مین سے نزول صعودی اُس باصفا گروہ کو نصیب ہوتا ہے۔ جو سنت نبوی پر چلنے کا قدم۔ ریا اور نمود کی گرد آلایش سے خشوع و خضوع کے آنسو۔ اور ریاضت کے خون جگر سے اچھی طرح دہوکر ایجابی صراط مستقیم پر سلوک اختیار کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ راہ طریقت مین چلنے والا پاؤن۔ ذی ہدایت مرشدون کی پیروی مین غبار آلودہ اور فرسودہ کرکے سائرین الی اللہ کی منزلین طے کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ اسکے بعد اپنے ظاہری و معنوی کمالات کے تمام سرمایہ کو فنا فی اللہ کی کشتی مین بہر دیتا ہے نیز وہ گروہ امکان و وجوب کے دونون دریاؤن کی موجون سے سلامت رہکر بقا باللہ کے کنارہ پر سرمایہ مذکور پہونچا دیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ اسما و صفات کی تجلیات کے مقام پر پہونچکر۔ رسوم اور تعینات کا لباس جس قدر بہی اس تہناروی مین جسم پر باقی رہجاتا ہے۔ اُس سے بہی حقیقت وجود کو پاک صاف کر لیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ توحید کا احرام باندہ کر سیر فی اللہ کے کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور نیز وہ گروہ یک جہتی اور بیخودی کے ارکان حقیقی نجات اور دائمی آزادی کا حج ادا کرنے کے واسطے بجالاتا ہے۔

اس صدر الذکر گروہ کے علاوہ۔ عام اشخاص دو فریق ہین۔

ایک فریق۔ وہ ہے۔ کہ جس کا صراط ایجادی کا سلوک۔ صراط ایجابی کے ساتھ متحد ہو۔ اور یہ فریق دو قسم پر منقسم ہے۔

ایک قسم۔ وہ ہے۔ کہ آتش دوزخ کا عذاب وہ نہین دیکھے گا۔ اور چونکہ الٰہی بخشش اُس کی طرف سبقت کرے گی۔ اسواسطے وہ گلزار فردوس مین خراماں پہرے گا جس کا وصف یہ

[۵۱]۔ انسان میرا مرکب ہے۔ اور کل کائنات انسان کا مرکب ہے۔

ہے فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ؎

دوسری قسم - وہ ہے - کہ مغفرت نہ ہونے کے سبب سے وہ چندروز عذاب نار مین گرفتار رہیگا
اس قصور کے پاداش مین کہ صورت افعال سے گزر کر معنی افعال کی منزل مین اُس کا گزر نہین ہوا-
دوسرا فریق - وہ ہے - جو رہنماے فطرت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ؎
کے پیچھے پیچھے - ایجادی صراط مستقیم پر بیار پایون کی طرح چلتا ہے - اور ایک قدم بھی شاہراہ توحید پر
(جو ایجابی صراط مستقیم کا پہلا قدم ہے) نہین ڈالتا - یہ گروہ اہل بُعد اور ارباب فرق ہین - اور اِن کا ماوٰی
دوزخ کے طبقون مین ہوگا - **اعوذ بک منک** -

؎۱ جس چیز کو اُن کا جی چاہے - اور جو اُن کی نظر مین بھلی معلوم ہو - بہشت مین موجود ہوگی ۱۲-

؎۲ جتنے جاندار ہین - سب ہی کی تو چوٹی اُس کے ہاتھ مین ہے ۱۲

شروع سومی چمن

اس چمن مین نوین دور (نوین صدی) کے حسب تفصیل ذیل اصحاب کی سرگزشت - اور ماندبود کے حالات مذکور ہین -

اولاً - اہل حقیقت اور ذی معرفت درویشون کے حالات -

ثانیاً - عقلی ونقلی علوم کے علما کے حالات -

ثالثاً - سلوک اور ریاضت کا راستہ چلنے والے اصحاب کے حالات -

رابعاً - جو لوگ خودی سے اور نیز خرد سے آزاد ہین - اُن کے حالات -

بے حوصلہ اید ہر آ - اور کان لگا - دیکھ - ہر ایک حکایت بجائے خود - گلزار معرفت کی ایک ہزار داستان بلبل ہے - جو عام لوگون کو خواہ وہ بہرے ہون - یا صحیح کان والے ہون - اُس جہان آفرین لاشریک لہ کی تسبیح اور رضا جوئی کا ترانہ سناتی ہے - جس نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1] کا سرود - حضرت صفی اللہ کو تعلیم فرمایا تھا - تاکہ حضرت صفی اللہ کے ترانہ سے سرزنش کرنے والون کے چہرہ پر خجالت کا پردہ پڑے - اور تاکہ حضرت صفی اللہ اپنی ہمدانی کا ترانہ عیب جو ہنر فروش جماعت کو سنا دین جس کو سنکر جماعت مذکور خودستائی کی بلند پروازی سے نادانی کی پستی مین عذر ہی آگرے - اور حضرت صفی اللہ علمی استعداد کی بدولت آفریدگار بخشش - اور سلطان لامکان کے خلیفہ اور جانشین بنین - یہ بالکل سچ ہے بیت -

	آن بادشاہ اعظم در بستہ بود محکم		ناگاہ دلق آدم پوشید و بر در آمد	

یاد بابا اسحٰق المغربی

آپ شیخ صاحبی محمد کیمی مغربی کے مریدین - جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور چالیس[2] حج کئے تھے - کہتے ہین آپکے پیر نے آپکے حالات سے صدق وسعادت کے آثار دیکھکر - بیعت کے روز ہی خرقہ خلافت بخش دیا تھا - اور تمام خلفا اور مریدین کو فرمایا تھا - کہ اسحٰق ہمارا بڑا خلیفہ ہے اس کی تعظیم روز افزون زیادہ کرتے رہنا - اسی طریق

[1] - آدم کو سب (چیزون کے) نام بتا دئے - ۱۲-

پر پیر کی خدمت مین رہکر چند سال تک آپ نے فائدہ حاصل کیا - بعدہٗ اجازت لیکر دہلی مین آئے - سلطان محمد تغلق شاہ نے آپ کی تعظیم اور خدمت مین بے انتہا کوشش کی - مگر آپ لوگون کے ہجوم سے تنگ دل ہو کر اجمیر کے کوہستان مین چلے آئے - ایک رات کا ذکر ہے - کہ آپ عالم شال مین - خواجہ معین الاولیا اجمیری کی خدمت مین پہونچے وہان سے اجازت ہونے کے بعد موضع کہٹو[۱] مین آکر مکان تجویز کیا - آپکے خلیفہ شیخ احمد کہٹو والہ کا بیان ہے - ایک سال مین اپنے مکان سے چل کر بابا کی ملازمت مین دہلی پہونچا - بابا نے اپنے سابقہ مکانات مجکو دکہائے - اور فرمایا - کہ بارہ سال کی عمر تہی - اُس وقت مین والدین کی خدمت سے پیر طریقت کی جستجو مین حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا تہا - مختلف طبقون کے چوالیس پیرون کی مینے ملازمت کی - جس کسی کو جہان کہین سنا - سر کے بل گیا - اور اُن کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا - اور ہر ایک پیر کی فرمان برداری اور پیروی کر کے - دل کی اور عادات کی دونون کی اصلاح عمل مین لایا - اور خلافت نامے لیے - اسی بہاگ دوڑ کے درمیان مین ایک شہر مین گزر ہوا - جہان کا حاکم پیکر پرست تہا - وہ میرا معتقد ہو گیا - مگر وہان کے قلندر مجہپر رشک کرنے لگے - ایک بڑی اونچی آگ جلائی - اور کوئلون کا ڈہیر فراہم کیا - مجکو دعوت دی - کہ ہمنے حلوائے بے دود کا پکایا ہے - مجکو اِن لوگون کے قانون وقاعدہ کی خبر نہین تہی - لہذا مینے قبول کر لیا - اتنے مین مجکو آگ کے نزدیک لے گئے ہمنے ایک بارگی اللہ وحدہ لا شریک لہ کا نام لیکر اُن کی مشتعل کی ہوئی آگ کو پاؤن سے روند ڈالا - ابراہیمی ہمت نے اظہار ولایت کر کے آگ مین اخوانی پہول کی خاصیت پیدا کی مصرع آتش نمرودیان گلزار اوست

یاد مولانا سید احمد ابن محمد[۲] تہانیسری

آپ ظاہری علوم - کامل طور پر جانتے تہے - سلطان بہلول لودہی کے عہد مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر مکان بنا لیا تہا - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید - اور مولانا خواجگی کی خوی کے بہائی ہین - کہتے ہین - جب بہائی کی خواب مولانا کے گوش گزار ہوئی جس کی تعبیر دہلی کی بربادی تہی - تو آپنے فرمایا - یہ خواب وخیال عبرت و اعتبار کے قابل نہین ہین - اور اس بنیاد پر وہان سے نقل وحرکت کا خیال دل مین نہین آنے دیا - آپکے بہائی انہین ایام مین دہلی سے سامان اقامت اُٹہا کر کالپی مین چلے گئے - چند روز بعد صاحب قران امیر تیمور نے دہلی فتح کر لی - اور دوسرے باشندگان شہر کی طرح - مولانا بہی گرفتار ہوئے - مگر ایسے شخص کی حراست مین آئے - جو طالب علمی کا شوق رکہتا تہا - ایک روز وہ شخص اپنے ہم مذاق لوگون کے ساتہ مطول معانی پر مباحثہ کر رہا تہا - مولانا نے

[۱] کہٹو - اجمیر سے تقریباً بیس کوس کے فاصلہ پر شمال اور مغرب کے درمیان مین ایک قصبہ ہے - ناگور ضلع مین ہے ۱۲

اُس کے نادرست پڑہنے پر مطلع ہو کر قیدیون کے درمیان سے سر اونچا کیا - اور کہا - اِس عبارت کے واسطے یہ معنی موزون نہین ہین - اُس شخص نے متحیر ہو کر مولانا سے عذر و معذرت کی - اور کیفیت حال صاحب قران کے حضور مین جا کر بیان کی - اِس پر نہایت تعظیم کے ساتھہ مولانا کو بارگاہ سلطانی مین لے گئے اور صدر مقام پر بٹہایا - صاحب قرآن نے بہی معذرت کے طور پر کہا - دہلی پر یورش - ہواے نفسانی سے نہین کی گئی ہے - بلکہ علماے بخارا کے فتوی سے ہے - فتوی لاؤ - تاکہ ہم دکہائین - مولانا نے فرمایا - اب فتوے کا دکہلانا اور دیکہنا کوئی مفید بات نہین ہے - کاش - اِس یورش سے پہلے مین دیکہتا - تا کہ علمی معاملہ پر مباحثہ کیا جاتا - اور جائز ناجائز کی تمیز ہوتی اِس اثنا مین مولانا برہان الدین ملتانی مرغینانی صاحب ہدایہ فقہ کے پوتے آ گئے - اور مولانا احمد کے بالائے دست بیٹہے - دریافت فرمایا - یہ کون ہین - لوگون نے کہا - فلان کے پوتے ہین - آپ نے ہنسی کی راہ سے کہا - جس شخص کے دادا نے فقہ مین چودہ جگہہ خطا کی ہے - ممکن ہے - کہ اُس کا پوتا ادب کے بارہ مین ایک جگہہ پر غلط ہو - یہ سنکر وہ برہم ہوئے - اور مولانا کے دامن سے اُلجہ گئے - کہ اِس اجمال کی تفصیل کرنی چاہیئے - مولانا نے فرمایا - کہ وہ خاص خاص مقام اِس وقت میرے ذہن مین نہین آتے ہین - میرا لڑکا جمّا جانتا ہے - حسب حکم صاحب قرآن - نقیبون نے شیخ جمّا کو لشکر مین سے تلاش کر کے نکالا - دوسرے روز لشکر اور شہر کے علما کی مجلس منعقد ہوئی اور علمی گفت و گو پیش کی گئی - القصہ للہ شیخ جمّا نے باپ کے فرمانے کے بموجب - ہدایہ کی وہ چودہ جگہہ جن پر اعتراض وارد ہے - شمار کرا دین - اور مناظرہ کے ساتھہ ثابت کر دین - اِس پر چارون طرف سے آفرین آفرین کی آواز آنے لگی صاحبقران نے فرمایا - اس شہر مین درس پانے والون کے واسطے خانہ و خانقاہ اور مولانا کے واسطے محل تعمیر کیا جائے - مولانا نے کہا - مولانا خواجگی - اور نیز دیگر اہل ولایت جو میرے ہم نشین تہے - یہان سے کالپی کو چلے گئے ہین - اور وہین بود و باش اختیار کر لی ہے - لہذا اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ مین بہی اُنہین کے ساتھہ رہون اور اُنہین کے پاس مرون - کیونکہ اب عمر کا آفتاب زرد ہو گیا ہے - بالآخر آپ قلعہ کالپی مین آئے - اور لقیۃ العمر درس دیتے رہے - عربی زبان کا ایک قصیدہ آپ کا نعت مین ہے - جس کو قصیدہ بردہ کے ہم پلہ کہہ سکتے ہین - مولانا عبدالحق دہلوی نے اپنے تذکرہ مین اُس کی بہت سی ابیات لکہی ہین مصرع باد اکشاد غرفۂ علم ازل برو -

یاد خواجہ ضیاء الدین برنی

آپ نامور اہل سخن - اور مصنفین مین سے تہے - بہت سی تصنیفات اور تالیفات آپ کی یادگار ہین جیسی ثنائے محمد علیہ السلام - عنایت نامہ الٰہی - ماثر السادات - تاریخ فیروز شاہی - وغیرہ وغیرہ آپ اپنی سخن آرائی سے مجلس

کا حسن۔ عجیب عجیب مضامین سے محفل کی نشلطا۔ اور شیرین بیانات سے ہم نشینون کی خوشی بڑہاتے تے سلطان نظام الاولیا کے مرید۔ خسرو اور خواجہ حسن سنجری کے باخلاص دوست۔ اور سلطان محمد تغلق کے ندیم خاص تے۔ سلطان آپ کو بسعت کچھہ تکلف کے ساتھہ اپنے ہمراہ رکہتا تھا۔ جب سلطنت کی نوبت فیروز شاہ کو پہنچی۔ آپنے بھی پیر سے گوشہ نشینی کی درخواست کی۔ پیر نے قبول فرمایا۔ اکثر کتابین۔ اُس فرصت مین تصنیف فرمائی ہین۔ کہتے ہین اخیر زندگی مین دنیوی سامان جو کچھہ پاس تھا۔ پیر بزرگوار کی نذر کر کے درویشون کو دیدیا تہا۔ جب آپ کا زمانۂ زندگی پورا ہوا۔ تو آپ کے حجرہ مین چادر اور بوریے کے سوا۔ کچھہ نہ تھا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ سلطان نظام الاولیا کے زمانہ مین تین شخص ضیا نام کے تہے۔ برنی نخشبی۔ اور سنامی۔ اولین مرید کامیاب۔ آخرین منکر ناکام۔ اور متوسط دونون سے علیحدہ۔ اس حالت مین تینون زندگی گزارتے تہے۔ **قطعہ**

برنی و نخشبی و سنامی
نام این ہر سہ تن ضیا بودہ
اولین معتقد پسین منکر
ثانی از ہر دو بے نوا بودہ

اور بعض کہتے ہین۔ کہ صرف موضع برن سے ہی۔ تین کس ضیا نام کے آئے تہے۔ تینون اہل علم۔ اہل سخن۔ مشائخ دوست۔ مرید اور متمتعات ہر دو عالم سے مستفید تہے۔ رحمہم اللہ۔

یاد شیخ رکن الدین مودود کان شکر نہروالہ

آپ۔ نسب کے اعتبار سے خواجہ علم الدین محمد کے بیٹے ہین۔ خواجہ علم الدین محمد۔ خواجہ علاء الدین یوسف کے بیٹے تے خواجہ علاء الدین یوسف۔ خواجہ بدر الدین سلیمان کے بیٹے تہے۔ خواجہ بدر الدین سلیمان۔ اسوۂ اولیائے کرام مخدوم شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر کے بیٹے ہین۔ قدس اللہ ارواحہم اور بعیت و خلافت کے اعتبار سے آپ شیخ محمد زاہد کے خلیفہ ہین۔ شیخ محمد زاہد یوسف کے بیٹے۔ یوسف۔ احمد کے۔ احمد۔ محمد کے۔ محمد۔ خواجہ علی کے۔ خواجہ علی۔ ابی احمد کے۔ اور ابی احمد۔ قطب مشائخ عظام۔ خواجہ مودود چشتی کے بیٹے ہین۔ **نور مرقدہم**۔ اور نیز آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ مندوی کے پیر و مرشد ہین۔ نزہ سرہٗ تجرید و تفرید کی ریاضت۔ اس حد تک پہنچی ہوئی تہی۔ کہ اکثر راتون کو ایک وضو کا بہی پانی باقی نہین رکہتے تہے۔ فرماتے تے۔ تہجد کے وقت غیب سے ہم کو پانی پہونچ جاوے گا۔ آپ کی قبر پٹن گجرات مین ہے۔ جس کا نام پرانی کتابون مین نہروالہ ہے۔ کہتے ہین۔ ایک روز سلطان عشاق۔ یگانۂ آفاق۔ سید محمد گیسو دراز۔ آپ کی ملاقات کے واسطے آپ کے پاس آئے۔ باہم معرفت کی گفت و گو ہوئی۔ اس ضمن مین سید نے دریافت کیا۔ کہ جو کشف اور فتوحات سلطان عارفان بایزید بسطامی

اور سید طائفہ جنید بغدادی قدس سرہما کو ہوتی تہین - وہ اس زمانہ مین نہین ہوتی ہین - اس کی کیا وجہ ہے - فرمایا اُس زمانہ کے لوگ کمر مین ہمیانی نہین باندہتے تہے - کہتے ہین - سید کی کمر مین ہمیانی بندہی ہوئی تہی - اُسی وقت کہول پہینکی - ہجری سنہ سات سو پانچ مین آپ عالم ارواح سے عالم اجسام مین آئے تہے - جب پچیس سال کی عمر ہوئی - تو خدا شناسی کی طلب مین قدم رکہا - اور بائیسوین شوال ہجری سنہ آٹہہ سو گیارہ کو عالم قدس کی تیاری فرماکر عالم اجسام کی چار دیواری کو رخصت کیا -

مصرع رکن دین را استواری باد از اسرار او

یاد سید محمد گیسو دراز

آپ شیخ نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - قبر قصبہ گلبرگہ مین ہے - جو گول کنڈہ صوبہ دکن کی سرکار مین واقع ہے - جب آپ دہلی سے باجازت پیر بزرگوار دکن کی طرف روانہ ہوئے - تو اثنائے راہ مین گوالیار پر بہی گزر ہوا - اُن ایام مین شیخ علاء الدین متوطن کالپی جاگیر دار تہا - اُس نے مع تمام علما اور عقلا کے آگے بڑہکر استقبال کیا - اور بکمال عزت و اکرام کے ساتہہ آپ کو شہر مین لایا - اُس کے چار بیٹے تہے - اور ہر ایک بیٹا - علم کا گویا ایک رکن تہا - ان مین سے شیخ ابو الفضل - ابوسعید - اور ابو البرکات کو سید کا مرید کرا دیا اور اسباب سفر کی تیاری ضرورت سے زیادہ کرکے - رخصت کیا - آپ جب دکن مین پہونچے ہین - اُس وقت سلطان احمد بہمن شاہی کا زمانہ تہا - جب سلطان نے بہت کچہہ تعظیم کرکے مسند سلطنت پر بٹہایا - تاج - تخت - چتر - اور علم پیش کش کئے - اور اپنے پرگنہ مین سے متعدد موضعے اور باغ خانقاہ کے نام سے وقف کئے - چنانچہ مسافر و مقیم - اور تونگر و درویش ملاکر ہزار آدمی صبح و شام آپ کے خوان سے کہانا کہایا کرتے تہے - چراغ دہلی کے سلسلہ کو آفتاب کی طرح فروغ آپ کی ذات سے ہے - آپ کی عمدہ عمدہ تصنیفین بہت سی ہین - منجملہ ان کے ایک کتاب تمام ہے سلوک اور تصوف مین - اس کتاب کی عبارت تمام و کمال معما اور تاویل کے طور پر واقع ہے - دوسری **معدن المعانی** اور تیسری **شرح سوانح امام احمد غزالی** رح - سوانح کے بارہ مین آپ فرمایا کرتے تہے - یہ ایک دوشیزہ دختر ہے جس کو ہنوز معنی آفرین اہل سخن کے اندیشہ کا ہاتہہ تک نہین لگا ہے - اور الفاظ کا نقاب اس کے مقاصد کے چہرہ پر بدستور پڑا ہوا ہے - کہتے ہین - شرح لکہنے کے بعد پیٹ سے خون آنے لگا تہا - ہجری سنہ آٹہہ سو چبیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے - آج کل آپ کے فرزند مذکورہ بالا قصبہ مین اُسی سلطنت کی صورت پر سلسلہ کو ظاہر مین جاری رکہتے ہین - باطن کی پیروی بہی خدا کرے - روزی ہو -

یاد سید محمود

آپ سید سماء خورد کے بیٹے ہین ۔ سید سماء خورد ۔ سید سماء بزرگ کے ۔ اور سید سماء بزرگ ناصر مصری کے فرزند تھے ۔ آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون منڈو (مانڈو) ہین ہین ۔ سید محمد جن کا لقب جوانی مین سیف خان تھا ۔ دولت اور سپاہگری ترک کر کے تمام عمر درویشی اور ریاضت مین گزاری ۔ ان کا بیان ہے ۔ کہ سید ناصر مصری کے یہان اپنے شہر مین ہزار آدمی ذی ہنر اور پیشہ ور ملازم تھے ۔ پیشہ ورون کی محنت کے حصہ مین جو کچھ ہر روز ہاتھ لگتا تھا ۔ وہ سب سید ناصر خانقاہ کے صوفیون اور مہمان سرائے کے آنیوالون کے خرچ مین صرف کر دیا کرتے تھے ۔ ایک روز ایک غلام اپنے ہمرازون سے کہہ رہا تھا ۔ کہ ہمارے سید ۔ اپنے غلامون کے کسب کی آمدنی پر خانقاہ داری کرتے ہین ۔ اور ہم سب عیالدار ہو گئے ہین ۔ اب آمدنی اُجرت کا یہ حال ہے ۔ کہ بال بچون کے روزانہ خرچ خوراک کو بھی مکتفی نہین ہوتی ہے ۔ اِس غلام کی یہ شکایت ایک دم خواجہ کے دل مین چبھ گئی ۔ سید ناصر مصری نے اِس طرح سے قلندرانہ صورت بنائی کہ کسی نے نہین پہچانا ۔ اور ہند کی طرف چلے آئے ۔ سیر کنان حصار فیروزہ مین پہونچے ۔ اِس جگہہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی ۔ جو کیمیا کا علم و عمل جانتا تھا ۔ ناصر مصری نے درویش کی مصاحبت اختیار کی ۔ بالآخر مقیم درویش ۔ آنے والہ کی سرگزشت پر آگاہ ہوا ۔ چونکہ مقیم نے نووارد کو سنجیدہ آدمی پایا ۔ لہذا اپنا داماد کر لیا ۔ اور علم اکسیر سکھا کر فرمایا ۔ اپنے وطن کو چلے جاؤ ۔ اور تمام غلامون کو آزاد کر کے اس عمل کے ذریعہ سے عمدہ طور پر خانقاہ کو رونق دو ۔ القصہ سید ناصر مصری نے حکم اُستاد کی تعمیل کی اور چند سال بعد اپنے بیٹے سید سماء کو کیمیا بنانا سکھا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا ۔ اور فرمایا حصار مین جا کر بزرگ اُستاد کا حال معلوم کرنا ۔ سید سماء جب حصار مین آئے ۔ تو اُس مہربان اُستاد کو زندہ نہ پایا ۔ آخر کار کیمیا کے ذریعہ سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا ۔ جو سپاہیانہ صورت اور درویشانہ سیرت رکھتے تھے ۔ اور مع اِن سب کے منڈو (مانڈو) مین آئے ۔ اُس زمانہ مین رام دیو ای ۔ اس صوبہ کا حاکم تھا ۔ وہ مشیت ایزدی سے مقابلہ نہ کر سکا ۔ منڈو (مانڈو) کا قلعہ خالی چھوڑ کر جنوبی سمت مین چلا گیا ۔ اور یہ بزرگ مقام اہل اسلام کے ہاتھ آیا ۔ اور اس وقت سے یہان پر نو بنیاد اسلام قایم ہوئی ۔ اِس کے بعد سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری نے نوین صدی کے آغاز مین زیادہ آباد کیا ۔ اور دین محمدی کو بہت کچھہ قوت حاصل ہوئی ۔ اور سید محمود کی درویشی کی رونق کمال کو پہونچی ۔ آپ صاحب فضیلت و کرامت بھی ہوئے ہین ۔

یاد شیخ یوسف بدھایرجی

مقتول العشق آپ کا خطاب ہے - اتفاق زمانہ نے آپکے بزرگون کو خوارزم سے ہند مین لاکر قصبہ ایرج مین آباد کیا تہا - قصہ کوتاہ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا - تو خواجہ اختیار الدین عمر کی خدمت سے آپنے کتابی علوم - اور قلبی کمالات کی تکمیل کرکے خرقہ خلافت حاصل کیا - پہر سید جلال الدین بخاری اور شیخ راجو قتال کی ملازمت مین ہوچکر وہان سے بہی بہت کچہہ فائدہ اُٹہایا امام محمد غزالی کے منہاج العابدین کا ترجمہ - آپ ہی کی تالیفات سے ہے - فارسی شعر کا بہی ذوق تہا - تاریخ محمدی کے مصنف نے جو آپ کا مرید ہے - لکہا ہے - کہ آپ کی خانقاہ مین قوالی کی مجلس ہجری سنہ آٹھہ سو چونتیس مین ہوئی تہی - صوفیون کی جماعت پر حالت طاری تہی - آپ بہی شورش کر رہے تہے یکایک آپ کی روح کالبد سے عالم لاہوت کو پرواز کر گئی - آپ کی قبر وہین خانقاہ کے صحن مین بنائی گئی - اور سلطان علاء الدین محمود پسر خان جہان خلجی منڈوی نے آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرا دیا مصرع خدایش خیر دہاد آنکہ این عمارت ساخت

یاد شیخ علی پَرَوَ

پَرَوَ ایک موضع ہے مہائم کے اطراف مین - جو گجرات کے زیرین حصہ مین ایک بندر ہے - آپکے پدر بزرگوار کا نام احمد مہائمی ہے - دونون جہان کے حقائق اور اسرار کے آپ عارف تہے - صوفیون کی اصطلاحات مین آپ شیخ محی الدین عربی اور شیخ صدر الدین قونیوی کے پیرو ہین - اور ان دونون بزرگوارون کی تصنیفات پر آپ نے عمدہ شرحین - لکہی ہین - اور سنجیدہ حاشیے لگائے ہین زوارف شرح عوارف آپ کی ہی ہے - اور تفسیر تبصور رحمانی مین جس مین عبارت ترجمہ کے ساتھہ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے - اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے - یہ پسندیدہ طریقہ تمام آپ کی اختراع ہے -

ایک رسالہ مین لکہا ہے - امام جمال الدین محمد نام یمن مین ایک عالم تہے - اُن کا خط ایک خادم میرے پاس لایا - اور اُس نے یہ بیان کیا - کہ شرف الدین علم قرآن یمنی کی فہم اور بصیرت اِس قدر تو ہے نہین - جس کی شعاعین شیخ محی الدین عربی کے کلام پر پڑ سکین - باانیہمہ اُس کو شیخ سے انکار ہے - گو انکار کا باعث اس کی کوتاہی اور نارسائی ہے - لیکن شیخ کی اور پیروان شیخ کی تکفیر کرتا ہے - یہ ناصواب بیان سنکر خیال پیدا ہوا کہ حق بات ضرور ظاہر کرنی چاہیئے - اور پہر اِس خیال نے مجکو گہر مین بیٹہنے نہین دیا - ناچار سفر کے واسطے کمر باندہ کر یمن کے راستہ پر ہو لیا - اور وہان پہونچکر الزامی حجتین اور قطعی دلیلین پیش کین - بالآخر مین نے شبہات کا کوڑہ کرکٹ - طعن و تشنیع کا گرد و غبار مسلم کے عقائد سے دور کر دیا - کیونکہ گروہ صوفیہ جنہون نے ماسواے طریقت کو ترک کرکے حقیقت اور شریعت مین

باہم تطبیق دی ہے۔ اور اپنے تئین نیست شمار کرکے درمیان مین نہین لاتے ہین۔ اِن کی امداد تمام خداشناس عالمون پرلازم ہے۔ آپ شیخ صدرالدین قونیوی کی نصوص کی شرح لکھنے کے بعد کچھ کم دس سال امکانی لباس مین زندہ رہے۔ اور شرح مذکور کی تالیف ہجری سنہ آٹھ سو تیس مین ہوئی ہے۔ اور بعض کے نزدیک آپ کی رحلت کا سال اور مہینا جمادی الاخری ہجری سنہ آٹھ سو بتیس ہے۔ خوابگاہ مہائم۔

یاد مولانا نظام الدین خاموش

آپ گویا وجوب و امکان کے دو دریاؤن کے درمیان مین برزخ تھے۔ جمالی اور جلالی نمائشین آپ کی ذات مین نمایان تھین۔ اصول حقائق کی مسند کو آپ سے زینت تھی۔ اور فروع طریقت مین رداہتون کا آپ ماخذ تھے۔ تصوف کے میخانہ مین آپ کے بیان کی برابر جو سراپا جوہر ہے۔ کوئی کیف نہین ہے۔ سماع کی مجلس مین آپ کو جوش اور خروش نہین ہوتا تھا ہمیشہ اپنے باطن کو دیکھنے مین ظاہر مین آنکھ باہر کی طرف سے بند کرکے اندرونی اور باطنی آرائش کے سامان مین رہتے تھے۔ جس زمانہ مین بخارا کے مدرسہ مین آپ تحصیل علم کررہے تھے۔ اُس زمانہ مین خواجہ بزرگ کی ملازمت سے توفیق رفیق ہوئی تھی۔ اور اِس خانوادہ کی محبت کا نقش آپ کے دل پر بیٹھ گیا تھا۔ اُسی روز سے آپ نفس کے مجاہدہ اور اصلاح مین سلسلہ جنبانی کرتے تھے۔ یہانتک کہ خواجہ علاءالدین عطار کی خدمت مین پہونچکر آپ کو روشن ضمیری کی قوت حاصل ہوگئی اور دوئی نماز بند خشک سے رہائی پاکر یکتائی سے بھری ہوئی توحید کا گھونٹ پی لیا۔ اور درست ہوگئے۔ قدس اللہ سرہم

یاد خواجہ عبداللہ امامی اصفہانی

آپ معرفت و کمالات کے دریا۔ توحید کی کان۔ اور خواجہ علاءالدین عطار کے مریدون اور دوستون کے سرگروہ تھے۔ آپنے خواجہ علاءالدین عطار کے دلچسپ بیانات اور کرامات کو قلم بند فرماکر اہل زمانہ کے واسطے سامان استفادہ بہم پہونچایا ہے۔ اُس مین آپ لکھتے ہین۔ تاقین معرفت کے آغاز مین ہمارے خواجہ کا یہ طریقہ تھا۔ کہ طالبون کو یہ تعلیم ہوتی تھی۔ کہ اپنا عنصری خزانہ۔ اور قوی و ادراکات کے تمام و کمال جواہر۔ عنصری جسم مرشد کے ہاتھ فروخت کردینے چاہئین۔ جو آلہی ہستی کی آمد و رفت کا دریچہ ہے۔ زبان تصوف مین ہدایت کی اِس شکل کو فنافی الشیخ کہتے ہین۔ تاکہ جو شخص ہستی کو فروخت کرے۔ اُس کی عوض مین نیستی کا خریدار ہے۔ اُس شخص کو اگر سلوک کی گھاٹیون مین انقباض پیدا ہو تو اُس خدائی آئینہ (مرشد) کے تصور سے مقصد کا راستہ مل جاوے۔ کہتے ہین کہ پہلی ہی ملازمت مین پیر نے یہ زمزمہ آپ کو سناکر آپکے ہوش و حواس کھو دئے تھے بیت

تو ز خود گم شو وصال این ست بس	گم شدن گم کن کمال این ست و بس

شیخ احمد - یا مخدوم شیخ جمال الدین کھٹو سرہ قدس الله العزیز

کھٹو نام ایک موضع ہے ناگور اور اجمیر کے کوہستان مین - یہان آپ رہتے تھے - لیکن آپکے آبا و اجداد دہلوی ہین - آپکی پیدایش بھی دہلی ہی کی ہے - صاحب دانش و بینش تھے ہجری سنہ سات سو از تیس مین آپنے اپنے وجود سے عالم خاک کو شرف بخشا - کہتے ہین ایک روز دہلی مین ایسی سخت آندہی آئی تھی - کہ بھاری بھاری چیزین ہوا مین اُڑکر اپنے مقامات سے منزلون دور جا پڑی تہین - اُس زمانہ مین آپ خورد سال تھے - ملک نصیر الدین نام تھا - گلی کوچہ مین اپنے ہم عمرون کے ساتھ کہیل رہے تھے - بگولے کے ساتھ آپ کا دامن بھی لپٹ گیا - اور بگولا آپ کو پتنگ کی طرح ہوا مین اُڑائے گیا - موضع کھٹو کی سرحد مین - جو دہلی سے کوسون دور ہے آپ نیچے اُترے اُس زمانہ مین بابا اسحٰق مغربی نے اُس موضع مین حجرہ عبادت بنا رکھا تھا - بابا اسحٰق حاجی محمد کہی کے خلیفہ ہین - جنہون نے چالیس حج کئے تھے - اور نیز حاجی جی اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی کے سلسلہ مین سرگروہ تھے - قدس سرہم اور اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی - سید عبد القادر جیلانی کے ہم عصر ہوئے ہین - **القصہ** ازلی سعادت نے اُس طفل کی پرورش کا حکم بابا کے نام جاری کیا - بابا نے جمال الدین احمد نام رکہا - آپ جب کمال ہوش کو پہونچے حقیقی بیعت کی رسم ادا ہوئی - اور تہوڑی سی خدمت اور ریاضت سے علم ارواح اور عالم اجسام کے کمالی مرتبہ پر فائز ہو گئے - آٹھوین صدی کے آخرین حصہ مین سلطان محمد ابن مظفر کا عہد تہا - کہ پیر کے ارشاد کے بموجب آپ گجرات تشریف لے گئے - اور سابرمتی کے کنارہ جو اب قلعہ احمد آباد کے نیچے روان ہے گوشہ گزین ہوئے - سلطان وقت نے بھی آپ کی صحبت اور اتفاق کی وجہ سے اُس مقام پر ایک بڑے شہر کی بنیاد ڈال کر احمد آباد نام رکہا - ندیمانِ خاص کو اس بنیاد کی تاریخ کلمہ بخیر ملی اس باعث سلطان نے شہر چانپانیر کو جو سابقہ حکمران بادشاہون کا دار السلطنہ تہا - چہوڑ کر - اس نو آباد شہر کو اپنا پایۂ تخت بنایا - یہ شہر آپکے قدوم کی برکت سے ایسا اسلامی شہر بنا - کہ تمام ہندوستان مین اس کی مثال نہین ہے -

لکہا ہے - مشائخ زمان قدس سرہم کی ملازمت کی آرزو آپ کو بہت کچھ رہتی تہی - اور وہ ہمیشہ آپ کو سفر مین رکہتی تہی - چنانچہ آپنے ایک خط مین جو شیخ کمال الدین احمد آبادی کے نام سمرقند سے بہیجا تہا - لکہا ہے - مینے ہجری سنہ سات سو تراسی مین بحر اعظم کا سفر اختیار کیا تہا - جزیرہ عدن مین پہونچکر شیخ عبد اللہ یافعی کے خلیفہ شیخ عبد اللطیف یمنی سے ملاقات کی - بعد مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہوکر ارکان حج و عمرہ ادا کئے - اور نیز بزرگانِ مکہ کی ملاقات

سے فائدہ اُٹھایا۔ پھر صاحب مدینہ علیہ افضل التحیات کی زیارت سے شرف حاصل کر کے اپنے خاکی چہرہ کو آپ کے آستانہ کی خاک سے منور کیا۔ اِس کے بعد ہجری سنہ آٹھ سو آٹھ مین ہری کو گیا۔ اُس وقت شیخ شہاب الدین خیابانی شیخ خراسان تھے۔ وہان اُن سے ملاقات کی۔ پھر سمرقند مین پہونچکر وہان کے مشائخ سے ملازمت حاصل کی۔ کہتے ہین گجرات مین بازگشت ہو کر بہت جلد یہ سفر انجام کو پہونچ گیا۔ اور اِس بے مثل شہر مین چند سال طالبان ہدایت کو فیض پہونچایا۔ جب چودھوین ماہ شوال ہجری سنہ آٹھ سو اونچاس کو فرمان طلب صادر ہوا۔ تو خوشی کے ساتھ عالم ظلمانی سے جہان نورانی کو رحلت فرمائی۔ آپ کی قبر سرسرگنج مین ہے۔ جو اُس شہر کا ایک بازار ہے۔ آپ کی قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت بنی ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ آندھی کے حادثہ کے بعد آپ خواجہ نجیب نساج کے ہاتھ لگے تھے۔ یہان سے بابا کے ہاتھ آئے اِس طرح پر۔ کہ مولانا صدرالدین حافظ مولانا شہاب الدین عالم ہمدانی ڈیڈوانہ کو جاتے تھے۔ جو دہلی کا پرگنہ ہے۔ اسواسطے بابا اسحٰق کے پاس رخصت ہونے کو گیے۔ بابا نے فرمایا۔ اگر کوئی ذی شعور لڑکا ہاتھ آجاوے۔ تو میرے واسطے لیتے آنا۔ جب مولانا صدرالدین ڈیڈوانہ مین پہونچے تو خبر ملی۔ کہ ایک لڑکا نساج کے ہاتھ آیا ہے۔ مولانا کو بابا کا پیغام یاد آیا۔ لڑکے کے دیکھنے کے واسطے گئے۔ اور نساج سے مانگ کر بابا کے واسطے لیتے آئے۔

یاد قاضی شہاب الدین عمر

آپ زابلی۔ دولت آبادی۔ جونپوری ہین۔ زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ عالم۔ اور جملہ ارباب فنون کے اُستاد تھے۔ نظم کا شوق تھا۔ فارسی زبان مین شعر کہا کرتے تھے۔ آپ کے آبائے بزرگوار کو شیخ الشیوخ سہروردی سے بیعت اور نیز عقیدت تھی۔ اسواسطے آپ کو تیمناً پیر سہروردکا رسمی مریدکر دیا تھا۔ ظاہری علوم مین آپ مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین۔ جو مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کے شاگردون مین سے تھے۔ آپنے ہر ایک علم مین برجستہ۔ متن۔ شرح۔ اور حاشیے لکھے ہین۔ منجملا اُن کے آپ کی ایک تفسیر بحر مواج ہی ہے۔ چونکہ یہ فارسی زبان مین ہے۔ لہذا درسی کتب مین۔ اس کا شمار نہین ہوا۔ یہی معانی اگر عربی عبارت مین ہوتے تو عالمون کے نزدیک یہ کتاب کشاف کے ہم پہلو ہوتی۔

کہتے ہین۔ اِس زمانہ مین ایک سید تھے اجمل نام جن کے نسب کا جمال حسب کے زیور سے آراستہ نہین تھا سید کے سر مین یہ ہوا ہری۔ کہ ارباب دول کے محفل مین قاضی صاحب کے بالادست بیٹھنا چاہیے۔ قاضی صاحب نے ایک رسالہ لکھا۔ کہ جس مین عالم بے سیادت کو سید بے علم پر فوقیت دی۔ پھر اِس کے بعد دونون کے مساوی درجہ

ہونے کا اقرار کر کے۔ اس بارہ مین دوسرا رسالہ مرتب کیا۔ اور اُس مین تصریح کی۔ کہ میری عالمیت درست اور ظاہر ہے۔ اور تمہاری علویت احتمالی اور مخفی ہے۔ لہذا بالادست بیٹھنے کا حق مجھکو حاصل ہے۔ جب یہ مناظرہ مولانا خواجگی کے سامنے پیش ہوا۔ تو مولانا شاگرد پر غصہ ہوئے۔ اور سخت ناراضی ظاہر کی جس سے آپ کو شرمندگی ہوئی مجبوراً سادات کی تعریف مین تیسرا رسالہ لکھا۔ اور مناقب السادات نام رکھا۔ اس رسالہ پر آپ کی تمام تصنیفات کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ مناظرہ مذکورہ کے بعد خاتم النبوۃ **علیہ السلام** نے عالم خواب مین قاضی صاحب کو فرمایا۔ جاؤ۔ جہانتک ممکن ہو۔ سید اجمل کی خوش دلی مین کوشش کرو۔ اس بنیاد پر آپنے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کی۔ اور یہ رسالہ تالیف فرمایا۔ ہجری سنہ آٹھ سو اڑتالیس مین محفل وجود سے خلوت عدم کو تشریف لے گئے۔ خوابگاہ جونپور۔

یادمیرسیداشرف جہانگیر

آپ کی پیدائش سمنان کی۔ اور قبر کچھوچہ مین ہے۔ کچھوچہ ایک موضع ہے جونپور کے علاقہ مین۔ کشف وکرامات۔ اور منازل ومقامات کے آپ مالک تھے۔ آپ کے بیان سے عرفان کا آب حیات بہتا تھا۔ اور آپ کے دل سے شوق ومحبت کی آگ کے شعلے اُٹھتے تھے۔ سیاحی مین میر سید علی ہمدانی کے رفیق تھے **قدس سرہما** اتفاقات زمانہ سے آپ کا گزر ہندوستان مین بھی ہوا۔ یہان آکر آپ شیخ علاء الحق بنگالی کے مرید ہوئے۔ اگرچہ طریقت کے تمام مرحلے آپ بیعت سے پہلے ہی طے کر چکے تھے۔ آپکے مکتوبات بھی ہین۔ جن مین درویشی مسلک کی حقیقتین اور دقیقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین۔ عرفان کی کونسی ایسی گفت وگو ہے جو ہین۔ اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی تلقین ہین۔ جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر مین نہین ہین۔ خدا کرے۔ یہ مکتوبات دوستون کے مطالعہ سے گزرین۔ آپ کے کلام کا زیادہ تر حصہ آپ کے فرزند نے فراہم کرکے ایک بڑی کتاب بنائی ہے۔ اُس مین لکھتے ہین۔ ایک قلندر تھا۔ گانون والے تمام اُس کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے۔ وہ ہر کسی سے کہا کرتا تھا۔ کہ اشرف اپنے تئین جہانگیر کہتا ہے۔ اور صوفیون کی اصطلاح مین یہ لقب خاص قطب کا ہے۔ اور قطب کی علامت یہ ہے کہ اُس کے جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کا کام کرین۔ ایک روز ایک جگہ محفل کی گئی۔ اور وہ جگہ امتحان کے لیے قرار دیکر سید کو مہمان کیا۔ کہانا کہانا شروع ہوا۔ تو آپ نے صرف ہاتھ سے منہ۔ دانت۔ اور حلق کا کام لیا۔ یہ دیکھکر امتحان کرنے والوں کو سخت حیرت ہوئی۔ آپ حاجی قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کے ہم عصر ہین۔ آپنے قاضی صاحب کے خط کے جواب مین عجب ایک خط لکھا ہے جس مین مبحث فرعون کو حل کیا ہے جو فصوص الحکم مین ہے۔ چونکہ یہ

کتاب کو بزرگون کے احوال کے سوا - دوسرے بیانات سے کمتر تعلق ہے - لہذا بیہودگی کے مضامین سے یہ کتاب خالی رہی -

یاد مولانا رکن الدین خوافی

آپ شریعت دوست - روشن ضمیر تلاش کے ساتھہ کامیاب - اور عالم باعمل تھے - کہتے ہین - ایک سال کلونجی کی کاشت کی تھی - جب وہ خرمن مین فراہم ہوئی - تو اُس مین سے ایک پیمانہ بھر کلونجی دہقان نے آپ کی اجازت بدون ایک آشنا کو دیدی - اور باقی کے واسطے مولانا سے عرض کیا کہ اُٹھوالی جاوے - آپنے فرمایا - خرمن ابھی ناتمام ہے جب تمام ہو جاوے گا - اُٹھالی جاویگی - اسی طرح پر مولانا کے اور دہقان کے درمیان مین یہ قصہ چلتا رہا - یہان تک کہ کھیت کا کوئی کام باقی نہین رہا - دہقان نے بہت کچھہ غور و فکر کیا - لیکن سوائے اُس ایک پیمانہ کے خرمن ناتمام ہونے کا کوئی سبب معلوم نہین ہوا - مجبوراً اُس دی ہوئی کلونجی کو پھر لاکر خرمن مین شامل کر دیا - اُس وقت اجازت ہوئی - کہ خرمن اُٹھاؤ - اور واپس لائی ہوئی مقدار کا سہ چند اُس شخص کو پہنچا دو جس سے واپس لائی گئی ہے - اور نیز فرمایا - چونکہ خیانت اور برکت دونون ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین - اور صورت معاملہ مین خیانت کے معنی پائے جاتے تھے - اِس واسطے اتنے اہتمام کی ضرورت ہوئی -

یاد شیخ سراج سوختہ

آپ کی قبر کالپی مین ہے - کلام ربانی حفظ تھا - مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی امامت کیا کرتے تھے - سید صاحب کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض ملتا تھا - اور اپنے خرق عادت کی قابلیت چھپائے رکھتے تھے - سمندر کی طرح محبت کی آگ آپکی راحت کا باعث تھی - اور ذرہ کی طرح - آفتاب احدیت کے سامنے سرگشتہ رہتے تھے - دنیا کی عمر کو ایک روز کی برابر سمجھکر - تمام سال روزہ گرسنگی کے ساتھہ گذارتے - اور تیسری شام کو پُرانے سرکہ سے افطار کرتے - ہمیشہ اسی طرح ناہموار نفس کے ساتھہ لڑائی رہتی تھی - آپ رسمی علوم کی تحصیل مین مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - ایک روز پڑھنے کے واسطے حاضر ہوئے - تو مولانا کو کان کے درد سے معذور پایا - مولانا نے فرمایا - اگر مانع سبق رفع ہو جاوے تو تم سبق پڑھ سکو گے - آپنے کہا - بہت اچھا - مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے گئے اور آہستہ سے کہا - اے درد گوش - چلا جا - اس کہنے سے سوزش درد موقوف نہین ہوئی - دوسری بار پھر کہا - اے درد گوش تجکو سراج سوختہ کہتا ہے - چلا جا - یہ کہتے ہی - اُسی دم فوراً بالکل درد جاتا رہا - اور صحت ہوگئی - اور درس حسب معمول شروع ہوگیا مصرع فراوان باد از ہر سوز سازش -

یاد قطب عالم بٹوہ

آپ کا نام سید برہان الدین ہے - اور آپ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے پوتے ہین - ہجری سنہ سات سو نوے مین چودہوین رجب کی صبح کو علم کے وحدت خانہ سے وجود کی محفل مین آپ تشریف لائے - سلطان محمد ابن احمد ابن محمد ابن مظفر کا عہد تہا کہ آپ اوجہ سے خرد سالی مین اپنے بزرگوار دادا کے ارشاد کے بموجب گجرات مین آئے - اور بٹوہ ایک کوچہ ہے احمد آباد کا - اُس مین آپنے قیام فرمایا - ایک مدت تک سرکش نفس کے ساتہ مخالفت رکھی - اور اس لڑائی مین اُسپر فتح پائی - آپ - گروہ کے گروہ آدمیون کے پشت پناہ بنے - اور آپکے مسیحائے دم سے ظاہری ومعنوی بیمار شفا پانے لگے - کہتے ہین - جو کچہہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا - چونکہ آپ کا باطنی ارادہ راستی کے ساتہ ہوتا تھا - وہی وقوع مین آجاتا تھا - اِسی قبیل سے تحت الذکر واقعہ بہی ہے - ایک روز علی الصباح گہر سے چلے - تو آپ کا پانون ایک پتہر سے لگا - فوراً بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا - لکڑی ہے - یا پتہر ہے - یا لوہا ہے - روشنی ہونے کے بعد جو دیکہا - تو اُس تہے مین تینون طرح کا حصہ اور رنگ نظر آیا - ہجری سنہ ایک ہزار مین تک جب کہ راقم گلزار خاندیس سے گجرات کو جاتا تہا سنگ مذکور اُسی جگہہ موجود تھا اور لوگ دیکہنے کے واسطے جابجا سے آتے تہے - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید ہین - اور قطب الاولیا شیخ احمد کہٹو سے بہی خرقہ خلافت پایا تہا - اور نیز شیخ احمد کی بہت کچہہ نظر پرورش آپ پر تہی - آپ کے گیارہ بیٹے تہے - سب مین بڑے - نیک منش - اور پسندیدہ اطوار سید محمد ہین - جو شاہ عالم کر کے مشہور عالم ہین - سید محمد کے کسی قدر گرامی حالات جداگانہ لکہی جاوینگے - دوسرے بیٹے سید داؤد - سلطان بہادر ابن سلطان مظفر گجراتی کے وزیر اعظم ہین - اور اختیار خان کے لقب سے نامور ہین - ان دونون کے سوا اور بیٹے جو تہے یہ دین کے بارہ مین پہلے بیٹے سے - اور دنیاوی مرتبہ مین - دوسرے بیٹے سے کمتر تہے -

مصرع مدار قرب حق را قطب این بود

یاد سید تاج الدین سوہی نہروالہ

آپ سراج مشائخ شیخ حسام ملتانی نہروالہ کے روضہ مین مدرس تہے - کسبی اور لدنی علوم آپ کو حاصل تہے خرقہ رہنمائی سید برہان الدین کی عنایت سے زیب بدن کیا تہا جن کا لقب خاص قطب عالم بخاری گجراتی ہے - اور نیز مخدوم بہاسو سے بہی خرقہ خلافت ملا تہا - جن کا نام مولانا یوسف ابن احمد سوہی ہے - مولانا یوسف شیخ سوہی کے خلیفہ تہے اور سوہی کو اپنے پدر بزرگوار مولانا شمس الدین بیربکہ سے خرقہ خلافت ملا تھا -

یاد خواجہ علاء الدین غجدوانی

آپ کے بیان جاودانی بزم ہمیشہ ہوا کرتی تھی - اسواسطے گویا آپ اِس بزم کے میزبان ہین - اور ایزدی تجلیات مین مدہوش رہتے تھے - خواجہ بزرگ کے برگزیدہ یار تھے - الٰہی اسرار کی آگاہی - اور خدائی اطوار کے بیان کرنے مین آپ یگانۂ وقت اور صحیح البیان تھے - کہتے ہین - جب معرفتون کے بیان کا جلسہ گرمی پر آتا تھا - تو بیخودی و رفتگی آپ پر ہجوم کرکے آتی تھی - اور اِس کے ہجوم سے آپ کا رسمی شعور اور مجازی ادراک بالکل غارت ہو جاتا تھا لیکن گفت و گو کا تار آغاز سے انجام تک نہین ٹوٹتا تھا - غالباً ظاہری عقل کے رخصت ہو جانے سے معنوی ہوش کا چہرہ نمایان ہو جاتا تھا - محققون کا قول ہے - اس قسم کا نشہ - طریقت کے سلسلہ مین راستہ چلتے چلتے اُس وقت کیف لاتا ہے - کہ جب لوازم تعینات اور مراتب وجود - جو مطلق ذاتی صفات کے صلہ تہ مقید ہین - تبدیل ہو جاتے ہین آپ نے خواجہ بزرگ کی اجازت سے - خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کرلی تھی - پیر پارسائے اولیا کا ربط آپ کے ساتھہ یہان تک بڑہا - کہ خواجہ پارسا کو آپ سے ملنے اور ہمراز ہونے کے بدون صبر نہین آتا تھا - نیز خواجہ پارسا نے اپنے مین ایک لحظہ بھی دوری کی طاقت نہ پاکر واپسین سفر تک آپ سے جدائی پسند نہین کی - اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - کہ آپکے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گرامی نسبت ہمیشہ دل مین تازہ ہوتی ہے **قدس اللہ اسرارہم**

یاد سید علاء الدین راٹھی

آپ سید معین بایرجی کے بہائی کے بیٹے (بھتیجہ) اور نیز داماد ہین - آپ کی ذات مین تمام حقیقی کمالات جمع تھے اور الٰہی تجلیات آپ کے اوپر وارد ہوا کرتی تہین - آپنے شب قدر بارہا دیکہی تہی - آپ کی خانقاہ مین ایک درخت تھا - ایک روز صبح کے وقت دفعتہً شہر والون نے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ایک رومال بندہا ہوا دیکہا متعجب ہو کر کیفیت حال آپ سے دریافت کی - آپنے فرمایا - گذشتہ شب کو شب قدر تہی - جس وقت یہ درخت جہک کر سربسجدہ ہوا تھا - اُس وقت مینے یہ رومال شاخ مین باندہ دیا تھا - غرض یہ ہے - کہ تمام سال کی راتون میں شب قدر کے دائر رہنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے - ہمارے زمانہ کے عالمون کو قائلین شب قدر کی طرف مائل ہونا چاہیئے - آپ کی ابدی آرامگاہ راٹہ ہے - اور راٹہ ایک قصبہ ہے - سرکار کالپی کا **مصرع** عرش اعلیٰ مقام روحش باد -

یاد شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم اُچہ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - نام آپ کا چاپلدہ - اور شاہ - راجو قتال کے خلیفہ ہین جن سے خاندان سہروردیہ کا چراغ روشن ہے - اور مخدوم جہانیان **قدس سرہ** تک سلسلہ بے واسطہ پہونچتا

کتے ہین - آپ عمارت اور آبادی مین کم بیٹھتے تے - ویرانہ اور جنگل مین مقام رکہا کرتے تے - دن کے اولین حصہ مین
چارگہڑی دن چڑہے تک درندے - اور حشرات الارض - سلام کے واسطے حاضر ہوا کرتے تے - ہجری سنہ آٹھ سو دس
مین سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری کا عہد تہا اُس زمانہ مین سفر حجاز کو آپ جاتے تے - کہ منڈو (مانڈو) پر
بہی گذر ہوا محمود خان ابن خان جہان خلجی جس کے سر مین بادشاہ ہونے کی ہوا بہری ہوئی تہی - آپ کی ملازمت
مین حاضر ہوا - کہانا سامنے رکہا گیا - آپ نے متواتر چار لقمے محمود خان کے منہ مین دئے - اور فرمایا - صوبہ مالوہ
کی شاہنشاہی تیرے یہان تیرے دیگر تین فرزندون تک رہے گی - محمود خان نے شکریہ ادا کر کے عرض کیا - یہ
آرزو اور ہے - کہ معاودت اسی راستہ سے فرمائی جاوے - آپنے التماس قبول فرما کر کہا - اِس راستہ سے معاودت
اگر خدا چاہے گا - تو ہوگی - اور رخصت فرمایا - قصہ کوتاہ جس وقت محمود خان کو فرمانروائی کے عین شباب مین
خط استوا کے آفتاب کی طرح کمال فروغ حاصل تہا - اُس وقت پہر شیخ کی تشریف آوری کی خبر ملی استقبال
کر کے کمال تعظیم سے لایا - اور جشن شادی کر کے - اپنا داماد بنا لیا - اور عبادت کی سہولیت کے واسطے آرام و
آسائش کے بہشت نما مکانات تیار کرا کر دنیاوی اسباب جس قدر مناسب تہا - جہیز کے طور پر خدمت مین
پیش کیا - آپنے ازراہ استغنا دل ننہادہ ہو کر پیش شدہ ہدیہ - ہمراہیون کو جو صاحب احتیاج تے - اور نیز
دیگر باشندگان شہر کو عام طور پر تقسیم کر دیا - اور بقیۃ العمر ظاہری اور باطنی علم کا درس اور تلقین دیتے رہے بہت سے
طلبا کامیاب ہوئے - ایک روز سلطان نے عرض کیا جس طرح زندگی مین ہمیشہ ملازمت میسر آتی رہتی تہی
اگر رحلت فرمانے کے بعد بہی ایک ہی جگہہ قبر بنائی جاوے - تو دونون جہان کے کام بن جاوین - جب آپنے کوچ
فرمایا - تو بموجب قرارداد آپ سلطانی مقبرہ مین دفن کیے گئے - پہر چند روز بعد سلطان کو بہی واپسین سفر پیش
آیا - سرداران ملک نے بالاتفاق گور شیخ سے اوپر کی طرف سلطان کے مزار کا تعویذ بنایا - سلطان مرحوم نے
اپنے بیٹے سلطان غیاث الدین کو خواب مین ہدایت کی - کہ محمود کا کالبد زمین مین سے نکال کر شیخ کی تربت کے
تحت مین دفن کرنا چاہیئے - عقلا نے غور اور فکر کے بعد کہا - بہتر یہ ہے - کہ شیخ کی قبر سلطان کی قبر کی برابر مین
بنا دی جاوے - اُس وقت شیخ الاسلام کے فرزند شیخ بدہانے جو اتفاقاً سجادہ نشین تے - بیان کیا - آج
کی رات کی مہلت دیجاوے - کل کے روز جس طرح مصلحت معلوم ہو عمل کیا جاوے - چنانچہ اُس روز کام ملتوی
رہا - رات کو شیخ کی قبر پہلو کی طرف چلی گئی - آدہی رات کے وقت قبر کے سرکنے کی آواز مقبرہ کے مجاورون نے
اور نیز دوسرے لوگون نے بہی سنی - صبح کے وقت جب یہ خرق عادت دیکہی گئی - تو سلطان غیاث الدین کو اطلاع کے

ساتھہ شہر کے سب چھوٹے بڑون کو سخت حیرت ہوئی - اور حیرت کے ساتھہ عقیدت بڑہی مصرع خوابگاہش نسخۂ فردوس باد

یاد شیخ محمدؒ پور عیسیٰ

آپ کو محمدی ولایت کے کمالات حاصل تھے - زیادہ عمر پانے مین نوح علیہ السلام کے شریک تھے - اور دونون عالم حق دانش کی بیعت اور تلقین مین پیر ہونے کا مرتبہ پایا تھا - ظاہری علم اور اندرونی بصیرت کا سرمایہ آپ کو شیخ فتح اللہ اودہی کی تعلیم اور رہنمائی سے ملا تھا - جن کو بعض لوگ بدایونی بھی کہتے ہین - ہمیشہ زانوی مراقبہ پر سر رکھنے کے سبب کمان کی طرح آپ کی کمر خم ہو گئی تھی تمام زندگی کا زمانہ تنہائی اور تجرید مین گزارا - اس خوف سے کہ نگاہ عورت پر نہ پڑے - آسمان اور زمین کی طرف کبھی آنکھہ بھر کر نظر نہین ڈالی - ہجری سنہ آٹھہ سو ستر تاریخ چوبیسوین ربیع الاول کو امکان کے طلسمی کارخانہ (دنیا سے) وجوب کی حقیقی فضا (عالم ارواح) کی طرف کوچ فرمایا - آپکے مریدین اور خلفا مین اُنیس اشخاص زیادہ بزرگ ہین - ان مین سے (ایک) شیخ بدہا حقانی تھے - جن کی رہنمائی کا شہرہ سلطان حسین شرقی کے زمانہ مین علم تھا - (دوسرے) بہاء الدین تہور (تیسرے) شیخ سوندہو بنارسی (اور چوتھے) شیخ احمد عیسیٰ بھی تھے - ظاہر کی طرح - معنیً آپکے ساتھہ نسبت برادری رکھتے تھے -

یاد مولانا نظام الدین نہروالہ قدس سرہٗ

آپ رسمی علم کے عالم متبحر - اور مستجاب الدعوات تھے - اکثر آپ کی دعاؤن کا تیر - نشانہ پر لگتا تھا - کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ شاہ احمد آباد سے اُس قدر وجہ معاش کی درخواست کیا کرتے تھے - جو ضرورت زندگانی کے واسطے کافی ہو لیکن - قبولیت کا جواب سننے مین نہین آتا تھا - اس سبب سے شکستہ دل رہتے تھے - قصہ کوتاہ ایک روز شاہ احمد آباد ایسے سخت درد شکم مین گرفتار ہوا - کہ کسی درویش کی دعا - اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہین ہوئی - شاہ کے خیر طلب لوگ شیخ احمد کہٹو قدس سرہٗ کی خدمت مین گئے - اور احتیاج پیش کی - فرمایا - اس بیماری کا سبب برادرم نظام الدین کی ناخوشی ہے - اُن کی دعا کے علاوہ کوئی علاج نہین ہے - ناچار مولانا کے نزدیک حاضر ہو کر گذری ہوئی حقیقت نیازمندانہ عرض کی - فرمایا - مین اس شرط سے دعا کرون گا کہ بیمار اپنی قلمرو کے تمام علما اور محتاجون کے حقوق - فرمانِ شریعت کے مطابق - ہر سال بیت المال مین سے نکالتا رہے - جواب مین عرض کیا گیا - کہ مستحقین کو اُن کے حقوق سے دہ چند زیادہ ہم پہونچا دین گے - فرمایا - ہماری عادت تمہاری جیسی عادت نہین ہے - ہم حق واجب سے زیادہ نہین لیوینگے - القصہ شرط قبول کر کے تعمیل حکم عمل مین آئی - ادہر فوراً شاہ کا درد دور ہو کر صحت حاصل ہو گئی - کہتے ہین - اس کے بعد بیت المال مین سے جو کچھہ آپ کے پاس

پہنچتا تھا - اس مین سے جس سال خرچ سے زائد جس قدر بچ جاتا تھا - وہ داروغہ خزانہ کو آپ واپس فرمادیتے تھے
خدا کرے - یہ ناصحانہ ذکر - والیان ملک کے لئے - جو مستحق درویشون کے حقوق پہونچانے مین کوتاہی کیا کرتے
ہین - باعث عبرت ہو **مصرع** دار ستہ بود از دو جہان آن عاشق صادق -

یاد ملک نشاۃ الدین شاہ شہباز

آپ احمد آباد گجرات کے فرزند ہین - جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی - تو آپ کے پدر بزرگوار ملک عبد القدوس
اپنے والی عہد سے ناراض ہو گئے تھے - اور عہدہ سپاہ داری ترک کرکے بترک سکونت خاندیس مین چلے گئے - اس
صوبہ کے حاکم نے بھی والی احمد آباد کی طرح آپ کے باپ کا اعزاز کیا - آپ اُس وقت مکتب مین پڑہا کرتے تھے - لیکن
جس قدر عقل اور عمر بڑھتی جاتی تھی - اُسی قدر رسمی علوم سے دل چسپی زیادہ ہوتی جاتی تھی - جب پدر بزرگوار
نے اِس جہان کو رخصت کیا - تو حاکم نے آپ کو باپ کے منصب پر بلایا - مگر آپنے قبول نہین کیا - اور عقلی علوم
کی تحصیل مین کوشش کرنی شروع کی - ایکبارگی خدا طلبی کا درد اور خدا شناسی کا شوق دل کا دامن
پکڑ و بیٹھا - اب ہمت کے پاؤن سے پیر طریقت کی تلاش شروع کی - اُن ایام مین مخدوم شیخ احمد کھٹو[۵۱] - اور
قطب زمان شاہ علی خطیب قدس سرھما احمد آباد مین تھے - اور طالبان درست اعتقاد کی رہنمائی
مین کامل طور پر شہرت رکھتے تھے - آپنے چاہا - کہ اپنے درد کی دوا - ان دونون صاحبون مین سے کسی ایک
کی خدمت مین حاضر ہو کر طلب کرین - اِسی کشاکش مین تھے کہ ایک رات خواب مین کیا دیکھتے ہین -
شاہ علی خطیب نے اپنا مرید کرکے تلقین کی چاشنی سے شیرین کام کیا ہے - اور خرقہ خلافت پہنا کر فرمایا کہ جو
خرقہ بے صحبت ہوتا ہے - وہ بے پہل کا درخت ہوتا ہے - اُس شب کی صبح ہوتے ہی - جو کچھ نقد و جنس
پاس تھا - سب محتاجون کو تقسیم کر دیا - اور خالی ہاتھ احمد آباد کا راستہ لیا - جب پیر نے آپ کو دور سے دیکھا
تو تبسم کنان فرمایا - عالم مثال کا ملاقاتی آگیا - چند سال بعد - جب کہ خدمت کی بدولت - معرفت کے عالی
مرتبہ پر سرفرازی ہوئی تو رخصت ملی مگر تین شرط پر (اول) وطن کو جانا - (دوسرے) کدخدا ہونا - (تیسرے)
لوگون کی رہنمائی کرنا - مجبوراً آپ خاندیس آئے - لیکن ایک پہاڑ کے دامن مین سکونت اختیار کی - اور
مکار نفس کی جنگ مین طرح طرح کی ریاضت کرکے خدا پرستی کا معرکہ جیت لیا - اِس عرصہ مین باطن پیر سے
خواب مین آگاہی ملی - کہ حضور حقیقت سے لوگون کی رہنمائی کے واسطے شہر مین سکونت اختیار

[۵۱] - نام موضع ہے - اجمیر اور ناگور کے درمیان ہے ۱۲ -

کرنے کا فرمان تمہارے نام صادر تھا۔ تم اس کے برخلاف صحرانشین ہو گئے ہو۔ آپ اس کو خواب و خیال سمجھکر پیر کی ملازمت مین روانہ ہوئے۔ ملازمت مین پہونچے۔ تو پیر کی زبان سے بھی وہی عالم مثال کا اشارہ پایا گیا۔ اور پہلے ہی رات کو خواب مین دیکھا۔ قیامت کا شور اٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر طرف پریشان دوڑے دوڑے پہرتے ہین۔ آپکے پیر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ اور آپ پیر کی کمر کو ہاتھ سے مضبوط تہامے ہوئے ہین۔ اور اسی شکل کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہین۔ اور علیٰ ہذا القیاس آپکے پیچھے بے شمار جماعت ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ آپکے نزدیک آ رہی ہے۔ پیر نے یہ خواب سنکر فرمایا۔ کہ یہ جماعت تمام تمہاری پیروی اور رہنمائی سے کرامت اور ولایت کے درجہ کو پہونچیگی۔ لہذا آئندہ لوگون کے ملنے سے کنارہ کشی نہ کیا کرو۔ نیز پیر نے دو بیٹون کی بھی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونون بیٹے عالم دنیا اور عالم غیب مین مشہور ہونگے۔ اور نفس اور شیطان رجیم پر فتح پا دینگے۔ ایک کا نام عبدالرحیم اور دوسرے کا نام عبدالکریم ہوگا۔ ناچار آپنے برہان پور مین آکر شادی کی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پیر کے فرمانے کے بموجب نہال زندگانی مین پہل آیا۔ چھیاسٹھ سال ہدایت کی مسند پر بیٹھکر رہنمائی کرتے رہے۔ اور اُن دونون لڑکون نے بھی عالم غیب سے آکر دنیا کی رنگین بسلاط پر سلف صالحین کی رفتار رکھی۔ اور نیز ان لڑکون کے علاوہ دیگر بہت سے لوگ آپ کی ملازمت سے اس درجہ کو پہونچے۔ کہ خود بھی خلیفہ ہوئے۔ اور اورون کو بھی اپنا خلیفہ بنایا منجملہ اِن کے بعض کے حالات جداگانہ لکھے جاوینگے جن کی ملازمت راقم کو حاصل ہوئی ہے۔ یا جن کے حالات ثقہ لوگون کے زبانی راقم کے سننے مین آئے ہین۔

مسند نشینی کے بعد آپکے بعض گرامی طریقے بیان کرتا ہون (۱) دنیادارون کے دروازہ پر کبھی نہین گئے اور کسی کے کھانے مین سے لقمہ نہین اُٹھایا (۲) جب کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی جنگل کو چلے جایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اُس وقت حضرت غوث الثقلین سید محی الدین جیلانی قدس سرہ گھوڑے پر سوار آپکو نظر آیا کرتے تھے۔ اور نہایت آسانی کے ساتھ مشکل کو حل فرما دیا کرتے تھے (۳) ایک روز نماز ظہر کا وقت تھا پانی تلاش کیا۔ تو نہین ملا۔ اس خوف سے کہ وقت نہ نکل جاوے۔ ایک دیگ آگ پر رکھی ہوئی تھی جس مین پانی کھول رہا تھا۔ اُس مین سے آپنے پانی لیکر وضو کیا۔ اور لوگون کو ابراہیمی معجزہ دکھایا۔ (۴) شب قدر کو دیکھا تھا (۵) خواجہ خضر سے ملاقات تھی۔ (۶) اپنے آخرین سفر کی آگاہی۔ دوستون کو تو روز پیشتر دیدی تھی اور اس عرصہ مین سب کو رخصت کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میرے پاس سے اپنا مقصد بہت سے لوگ حاصل کیا کرتے تھے

اب بھی جو شخص یکسو دل اور یک رو ہو کر میری قبر کی طرف متوجہ ہو گا - تو جو مہم اُس کی ہو گی - وہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے پوری کر دے گا - آج تک آپ کا فرمانا با اثر ہے - جب زین روز شام اور شام کے بعد رات ہوئی - تو آپ نے آدھی رات کے وقت ایک خادم سے پوچھا کتنی رات گئی ہے - از راہ سہو اُس کی زبان سے نکل گیا - کہ اشراق کا وقت آگیا - آپنے تبسم کر کے فرمایا - ہان درست ہے، اور اُسی دم آپ کی روح واصل حق ہوئی - اُس وقت شیخ بیر نام ایک شخص باہر نماز پڑھ رہے تھے - اُنہون نے نور کی ایک مشعل کو دیکھا - کہ حجرہ کی چھت توڑ کر باہر نکل گئی - اُس چمک دمک کے ساتھ کہ اُن کو طلوع آفتاب کا شبہ ہوا - اور بے اختیار **سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی** کہکر زمین پر سر رکھ دیا

مصرع مطلع خورشید وحدت باد اوج جان او

یاد شیخ حسن محمد اساولی

آپ کا اصلی نام ادہن ہے - اور اساول احمد آباد مین ایک شاہراہ ہے - آپ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون کی رموز سے آگاہ اور عقلی نقلی کتب کے عالم تھے - تجرید اور تفرید کے ساتھ آپ کو دلبستگی تھی - ہجری سنہ آٹھہ سو چودہ مین آپ کی مثالی صورت عنصری لباس پہنکر - عالم اجسام مین جلوہ گر ہوئی - اور ہجری سنہ آٹھہ سو ستر تاریخ تیرہویں شوال کو اصلی وطن کی طرف جو علم الٰہی ہے - خاکی مکان سے معاودت فرما گئے - بہت سے مشائخ سے ملاقات کی - اور فائدہ اُٹھایا لیکن - خلافت دو جگہ سے ہے - اولاً خرقہ رہنمائی سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی سے ملا اس کے بعد کلاہ اجازت شیخ نصیر جمال نوساری کی ملازمت سے سر پر رکھی - خوابگاہ اساول -

یاد شاہ نجم الدین منڈوی

آپ ہمیشہ دل خوش - اور ہمت بلند رکھا کرتے تھے - سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہین آغاز جوانی مین خدا شناسی کی ہوا سر مین بھری - لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت مین مرید ہوئے - اور ایک عرصہ تک امیدوار رہے کہ معنوی کشف سے معرفت حاصل ہو - لیکن - اس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہین کھلا - ناچار پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا - اُس ملک کی دار السلطنت مین پہونچے - اور وہان پر شیخ خضر رومی کی ملازمت حاصل کی جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشون مین سے ہین - فرماتے تھے - الٰہی معرفت کے بارہ مین نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تھا - مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بدولت شیخ خضر رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت مین ہی - نجم الدین کی آرزو مین طراوت حیات پیدا کی - آخر کار آپ قلندرون کے حلقہ مین شامل ہو گئے - اور ایک مدت تک اُس ملک کی سیر و سیاحت کرتے رہے - پھر تقدیر الٰہی

آپ کو ملک ہند مین کھینچ لائی - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے - تو یہان کی آب و ہوا آپکے پانون کی زنجیر بنکر سفر سے مانع ہوئی - یہ ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپ سے محبت کرنے لگے - جس کی وجہ سے مسافرت کا خیال آپکے دل سے جاتا رہا منصف بادشاہ کی درویش پرستی اور نیازمندی بھی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی - اور جو اصحاب کُنج تنہائی مین گوشہ گزین تھے - اُن کی صحبت کچھ ایسی پسند آئی جس کی چاشنی کے مقابلہ مین - سیاحی کی حلاوت - آپ کو تلخ معلوم ہونے لگی - القصہ جو انواع واقسام کی رعنائی اور دل ربائی اس اسلامی شہر مین تمام اطراف سے اُس زمانہ مین جوش کنان پائی جاتی تھی - یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور آپ کے قالب کیلئے جال بنی - چنانچہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین قصبہ نعلچہ کے کنارہ چند اور تالاب کے متصل جو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۵۱] کے ہم پہلو ہے - گوشہ نشین ہوئے - اور تجرد کی آزادی سے نکل کر اہل کی بھی زنجیر پانون مین پہن لی - کم وبیش دوسو برس کی عمر پائی - ہجری سنہ آٹھ سو بارہ مین عالم روحانی کا عزم فرمایا - یہ ایام وہ تھے - کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دلاور خان کی عروج زمانہ کے مٹے صوبہ مالوہ مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا تھا -

آپ کی بڑی بڑی کرامتین لوگون کے زبان زد ہین - کہتے ہین - ایک رات چراغ مین تیل نہین رہا تھا - خادم نے تیل کی جگہہ تھوڑا سا پانی نلیتہ سوز مین ڈالکر بتی جلادی - تیل کی طرح روشنی ہوئی - بعدہ ایک مدت تک تیل کی جگہہ پانی جلا کرتا تھا - چونکہ خادم کا حوصلہ اس راز کی حفاظت نہ کرسکا - اور یہ راز اُس کے منہ سے نکلکر کانون مین پہونچا - تو پانی تیل کی نیابت سے معزول ہوگیا - یہ بالکل سچ ہے - کہ اولیا اور اتقیا کے اکثر تصرفات ظاہر اور ثابت ہونے کے واسطے لازمی شرط یہ ہے - کہ تصرفات کا بیان منہ سے نہ کیا جاوے اور وہ کانون تک نہ پہونچین پس جب کبھی اہل کرامت شرطون کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین - تو اللہ پاک بھی خرق عادت کا شرف اُن اصحاب سے لے لیتا ہے - آیۂ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[۵۲] اسی بات کی دلیل ہے -

واضح ہو - کہ جو جزا تکالیف عذاب کو - اور جو پاداش محنت ومشقت کو شامل ہوتی ہے - یہ بندون کے ناہموار افعال کا عکس ہے - جو آفریدگار عالم کی عدالت اور حکمت کے آئینہ سے منعکس ہوتا ہے -

[۵۳] فَلَا وُجُوْدَ لِلْعَکْسِ دُوْنَ الْاَصْلِ -

[۵۱] ایسے باغ ہین - جن کے تلے نہرین بہہ رہی ہین ۱۲ [۵۲] جبتک کوئی قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے - خدا اُس مین کسی طرح کا تغیر و تبدل نہین کیا کرتا ۱۲ [۵۳] عکس کا کوئی وجود نہین ہوتا ہے - سوائے اصل کے ۱۲

شاہ قطب الدین بصیر جونپوری نے جن کو طریقت مین اعلیٰ مرتبہ اور حقیقت مین تجلی درجہ حاصل تہا نجم السادات منڈوی سے فیض بصیرت پایا تہا۔ اور آپ کی ہی بدولت شاہ قطب الدین کا سلوک حد کمال کو پہونچا تہا۔ شاہ قطب الدین کی خوابگاہ جونپور مین ہے۔

دوسرے شاہ نصیر الدین جونپوری تھے۔ جو اطراف جونپور کے نامور مشائخ مین شمار ہوتے تھے۔ شاہ قطب الدین بصیر کے مرید ہین۔ آغاز سلوک مین اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس مین رہتے تھے۔ مگر آخر مین یہ لباس موقوف کر دیا تھا۔ اور خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا۔ تقوی کے حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہین کیا۔ لیکن شاہ نصیر الدین کے مرید اکثر قلندری لباس مین رہتے ہین منجملہ مریدون کے ایک سید عالم جونپوری ہین۔ جو چند روز تک عالم کون و فساد کے انتظام مین قطب رہے تھے۔ ہمیشہ اپنی گدائی کا حاصل۔ دوسرے حاجتمندون پر صرف کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین شیخ امان پانی پتی۔ ابتدائے طلب مین سید عالم جونپوری سے ہی بیعت تھے چونکہ سید عالم کی ہدایت سے شیخ امان کا کمال نوشتۂ تقدیر نہین تہا۔ اسواسطے کوئی مقصد حاصل نہین ہوا۔ ناچار دوسری جگہہ دل نہاد ہوئے۔ اور شیخ مودود لاری کی ملازمت سے کامیاب ہوئے۔ یہ سرگزشت مفصل طور پر ذکر امانی مین لکہی جاویگی۔ بِعَوْنِ اللّٰہِ وَ تَوْفِیْقِہٖ

جب آپنے رحلت فرمائی۔ تو چند سال بعد سلطان غیاث الدین احمد خلجی نے آپ کی قبر پر۔ اُسی تالاب کے کنارہ ایک گنبد تعمیر کرا دیا تہا۔ آج کے دن تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ عمارت مذکورہ مین رونق تازگی موجود ہے زمین و آسمان کا خالق۔ اُس کو آفات سے محفوظ رکہے۔

یاد سید احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ۔ محمود کے بیٹے۔ اور اپنے بزرگوار چچا سید حسین کھتّور نہروالہ کے مرید اور نیز خلیفہ ہین۔ تجرید و تفرید۔ اور تحقیق و توحید کا راستہ چلنے والون کے پیشوا عشق و شیفتگی کے دریا مین غریق۔ اور شوق و آلام کی آگ مین بالکل جُہلسے ہوئے تھے۔ نہروالہ کے صحیح البیان راویون کے مکتوبات سے نقل ہے جب آپ کے دل کو کمالات کے سرمایہ سے تونگری حاصل ہوئی۔ تو آپ کے عم بزرگوار نے عالم جسمانی سے دار القرب روحانی کو انتقال فرمانے کے وقت آپ کو اپنا جانشین کیا۔ خرقہ خلافت اور سند اجازت آپ کے سپرد کر کے۔ کلاہ رہنمائی آپکے سر پر رکہی۔ اور فرمایا۔ احمد۔ درویش کے واسطے بہتر یہ ہے۔ کہ اپنے حجرہ سے ہر ایک ضرورت کے لئے۔ باہر نہ نکلے۔ اور اپنا پانون کسی شخص کے گہر کی آمد و رفت مین راستہ سے آشنا نہ کرے۔ مگر یہ۔ کہ گاہے ماہے۔ کسی خاص ضرورت سے صحرا اور بیابان کو اپنا جانا جائز سمجہے

مرشد کی نصیحت اور موثر انفاس کی برکت ہے۔ چھنے پہنے کی خواہش کبھی آپ کی خاطر عاطر مین نہین آئی۔ اور صرف حجرہ کی چار دیوار۔ یار دوست کی صفائی سے آپ کی تماشا گاہ بنی رہی۔

اتفاقاً اُن ایام مین المتوکل علی اللہ شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی۔ شہر نہروالہ مین تشریف رکھتے تھے۔ اپنے پیر خواجہ رکن الدین کان شکر کی خدمت مین الٰہی معرفت کے حصول کے لیے۔ کوشش کر رہے تھے۔ ایک سال خواجہ رکن الدین پیر کی اجازت سے شیخ عزیز اللہ نے حضرت فرید الحق گنجشکر کے عرس کا ارادہ کیا۔ اور اسواسطے بزرگانِ شہر کی خدمت مین دعوت کے رقعے بھیجے۔ تمام اکابر نے قبول کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا۔ قبول نہ کرنے کی وجہ مین اپنے چچا کی وصیت کا عذر کیا۔ کان شکر نے فرمایا عزیز اللہ مجلس کا انعقاد کسی فرحت افزا صحرا مین کرنا چاہیے۔ تاکہ آپ کو گنجایش عذر باقی نہ رہے۔ اور نقض وصیت بھی نہ ہونے پاوے۔ آپنے اس قرارداد پر دعوت قبول کرلی۔ اور جب مجلس عرس مین جانے کا عزم کیا۔ تو سجادہ اپنے چھوٹے بھائی سید یعقوب کے حوالہ فرمایا۔ جو ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ تھے۔ اسی سلسلہ مین باہر والون کو یہ بھی فرمایا۔ کہ ہمارے واپسین سفر کا وقت قریب آگیا ہے۔ جب آپ مقام عرس مین پہونچے۔ اور ہر طرح کی معرفت کی باتین۔ دل کو الجھانے لگین۔ تو آپنے حاضرین کو فرمایا عشق و محبت کی کوئی حکایت اگر یاد ہو تو بیان کرو۔ کیونکہ درویش کے کان دوستی کا قصہ سننے کے مشتاق ہین۔ ادب کے لحاظ سے ہر ایک نے عذر کیا۔ آپنے فرمایا نوع ادب مین ؛ کامل تعمیل حکم ہے۔ مجبوراً ایک شخص نے قصہ آغاز کیا۔

ایک کلال تھا۔ جس کو اپنی محبوبہ کے ساتھ کمال محبت اور عشق تھا۔ چونکہ وہ عقیمہ تھی۔ اسواسطے اُسنے ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ اگر آپ کسی دوسری عورت سے عقد کرلیوین۔ تو ناموزون نہین ہے۔ کیونکہ آپ کا کوئی جانشین نہین ہے۔ شاید دوسری عورت سے آپکے کوئی لڑکا پیدا ہو جاوے۔ اور میری عمر کی وجہ سے آپ کی نسل ضائع نہ ہو۔ کلال نے جواب دیا۔ کہ محبت کی غیرت مجھکو اجازت نہین دیتی ہے۔ کہ تمہارے موجود ہوتے ہوئے مین کسی اور سے عقد کرون۔ عورت نے پھر کہا۔ جب محبت حد کمال کو پہونچ جاتی ہے۔ تو اُس مین رشک اور نقصان کا کوئی خوف باقی نہین رہتا ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔ کہ میری اور آپ کی محبت کمال کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اور اس عمدہ کام کی اجازت مین اپنی خوشی سے دیتی ہون۔ یقین کرکے ملنا۔ کہ بنیاد محبت مین سے ایک اینٹ کا بھی نقصان نہین ہونے پائے گا۔ جب عورت کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو مرد مجبور ہوا۔ ایک نئی عورت بہم پہونچائی۔ جو جمال اور جوانی مین تقویم پارینہ سے احسن تھی۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ خوشخوئی۔ اور دلربائی کے اعتبار سے اس جدیدہ

کے ربط و رسم نے اُس قدیمہ کی یاد آہستہ آہستہ بالکل دل سے بہلا دی - اور اِس کے شربت وصال نے اُس کے خیال کا نقش - مرد کے صفحۂ خاطر سے قطعی دہو ڈالا - یہانتک کہ ایک عمر کے بعد بہی قدیمہ کا نام شوہر کی زبان پر نہین آتا تہا - اور وہ بیچاری بہ مجبوری صبر اختیار کر کے - جس گہر مین سواری کا جانور بندہا رہتا تہا - گوشہ گزین ہو گئی تہی - اور فراق کا زمانہ یاد دوست مین گزارتی تہی - ایک رات ایسا اتفاق ہوا - کہ اُس مکان مین - آگ لگی - کلال کو بہی خبر پہونچی - کہ فلان گہر مین آگ لگی ہے - نوکرون کو پکار کر کہا - جلد دوڑو اور جو چیز اور اسباب اُس مکان مین ہو نکال لو - اور اُس عورت کا نام لیکر کہا - کہ اُس کو بہی اس ناگہانی آفت سے بچاؤ - جب اُس ناامید نے یہ خوش خبری سنی - کہ اِس تقریب سے میرا نام شوہر کی زبان پر آیا ہے - تو اپنے دل مین خیال کیا - کہ میرا نام سالہا سال کے بعد آگ لگنے کے طفیل مین دوست کی زبان پر آیا ہے لہذا یہ مناسب نہین ہے - کہ مین اِس آگ سے جدائی اختیار کرون - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ اپنے تئین پروانہ کی طرح جلا دون ہر چند چارون طرف سے کوشش کی گئی - وہ آتش فراق کی جلی ہوئی تہی - اُس نے مشتعل آگ سے قدم باہر نہ نکالا - اور اپنے تئین خدا کے سپرد کر دیا"

جب حکایت ختم ہوئی تو جوش و خروش شروع ہوا - آپنے قوالون کو فرمایا - کہ وہ غزل گاؤ جس کو سنکر قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اس عالم آب و گل سے - جان و دل کی معراج کو کوچ فرما گئے تہے - چنانچہ غزل گائی گئی جب غزل کے اشعار الاپ مین آئے - اور اِس شعر پر نوبت پہونچی **بیت**

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را		ہر زمان از غیب جانے دیگر ست	

سید کے اشتیاق کا شعلہ بہڑک اُٹہا - اور طلب کی آگ زیادہ مشتعل ہوئی - اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی آپ بقصد تمام نماز کی طرف متوجہ ہوئے - اور آخرین سجدہ مین جان سپرد جانان کر دی - اور ابدی وصال حاصل ہوگیا - **بیت**

گر آرزو بقدرِ گرفتاری دل ست		وصلِ ابد نمی شکند آرزوے ما	

[لہ] کان ذلک فی السابع من المحرم الحرام من شهور سنه ثمان مائة ونیف[ـه] ومرقده فی روضة عمه الشریف السید حسین قدس سرهما۔

یاد مولانا فتح اللہ

آپ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کے ہم عصر تہے - طریقت اور حقیقت مین آپ کا قدم استحکام کے

لہ یہ واقعہ ہجری سنہ کچہ اُپر آٹہ سو کے محرم مہینے مین ہوا ہے - اور آپ کا مرقد - آپ کے بزرگوار چچا سید حسین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما ۱۲ - ـه عقد جس قدر بہی زیادہ ہو - وہ نیف ہے ۱۲ قاموس -

سلسلہ جیسا ہوا تہا مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین ہمیشہ دوستی اور سازگاری کی راہ سے آمدورفت رہتی تہی - ایک روز بسلسلۂ اظہار خیالات آپنے بیان فرمایا - کہ ظاہری علوم کی تحصیل پر دل کو قناعت نہین ہے - اگر اجازت ہو - تو یہ کتابی تحصیل ترک کرکے اپنا زمانہ عمر یاد آلہی مین گزارون - اور درویشانہ رفت وروب سے جہاڑ بہونچہا سے دل کا ویران مکان پاک صاف کرکے عرفانی شمع اُس مین روشن کرون - فرمایا - یہ مبارک خیال مولانا جامی کے حضور مین عرض کرنا چاہیئے - چنانچہ تعمیل کی گئی - جواب ملا - جو کتاب تم پڑہ رہے ہو - پریشان حالی اور آشفتگی کے ساتہہ جیسے ہو سکے - تمام کر لو - مین سے بقدر ضرورت یاد کر لو - اس کے بعد خدا لگ ہو جاؤ اور خودی کا گہر بیخ و بنیاد سے اُکہاڑ پہینکو - چنانچہ ایسا ہی کیا - تہوڑا ہی مدہ گزرنے نہین پایا تہا - کہ اپنے وقت کے ارباب طریقت مین آپ سرگروہ ہوگئے - مصرع بہرہ مند از علوم ربی گشت -

یاد شیخ عزیز اللہ

آپ شیخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کے بیٹے - اور فاروقی نسل ہین - فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جاملتا ہے خواجہ رکن الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہین جن کی قبر نہروالہ مین ہے - کہتے ہین - آپ اور آپکے بہائی شیخ احمد دونون خردسال تہے - کہ باپ کا سایہ سر پر سے اُٹہ گیا - مان کی ہمت اور اجازت سے نہروالہ مین خواجہ رکن الدین چشتی کے پاس آئے - مان نے اپنے سر کی چادر بیٹون کو دیدی تہی - کہ میری نشانی ساتہہ لیتے جاؤ - جب دونون بہائی خواجہ کے آستانہ پر پہونچے - تو خواجہ کی ضمیر مین عکس پڑا - کہ شیخ یحییٰ دہلوی کے دولڑکے دروازہ پر کہڑے ہین - خواجہ نے خادم کو فرمایا - اجازت دو - تاکہ اندر آجاوین - وہ دونون نوجوان ہاتہہ پر چادر رکہے ہوئے اندر آئے - خواجہ نے بے نہایت نوازش اور مہربانی فرمائی - چند روز بعد شیخ احمد کو انتظام راہ کر کے دہلی کو واپس کر دیا - اور فرمایا کہ شیخ احمد کی ظاہری و باطنی گرہ کشائی - مان کی خدمت اور فرمان برداری مین ہے - اور شیخ عزیز اللہ کی کشود کار نہروالہ درویش کے نام لکہی ہوئی ہے - چنانچہ عزیز اللہ کو پاس رکہکر پان کی خدمت سپرد فرمائی - آپ کو بہی اس خدمت مین دلچسپی ہوگئی - ایک روز رات کو پان نہین رہے تہے اور رات آدہی سے بہی متجاوز ہو گئی تہی - قلعہ کا دروازہ بند کر دیا گیا تہا - اس خوف سے کہ خواجہ پان مانگین گے - اور نہ پاوینگے - تو بدخدمتی کے ساتہہ نامزد ہو جاؤن گا - موری کی راہ سے باہر گئے - اور تنبولی کے گہر پہونچکر پان لے آئے - جب وقت ضرورت پان مل گیا - اور خواجہ کو یہ بہی معلوم ہوا کہ پان نہین تہے - اور فلان مشکل سے ہم پہونچائے گئے ہین - تو کمال عنایت سے فرمایا - کہ آلہی فیض سے جو کچہ آج کی رات مین رکن الدین کو پہونچے گا - وہ تمہارے نام کر دیا جاوے گا - آپ ہی کہ جو الہ سے لوگ کہتے ہین

کربیان کرتے تھے۔ اُسی شب مین صفاتی اور افعالی توحید کا وجدان ہوا۔ اور دل مین یہان تک فروغ پیدا ہوا۔ کہ خودبینی سے نجات مل گئی۔ چند روز بعد آپ پیر کی اجازت سے احمد آباد مین آئے۔ یہان شیخ احمد کھٹو[۵۱] سے ملاقات ہوئی۔ ایک روز آپنے شیخ احمد سے پوچھا۔ اِس صوبہ کا پیر کون ہے۔ شیخ احمد نے کہا۔ جو شخص جسم کے بار سے جلد سبک دوش ہوجاوے۔ انہین ایام مین شیخ احمد بیمار ہوئے۔ اُنہون نے ایک درویش کو دو پارچہ۔ اور ایک شیشہ گلاب کا دیکر آپکے پاس بھیجا۔ آپنے قبول نہ فرمایا۔ اور کہا۔ درویشون کو دعا ہی کافی ہے۔ درویش جو کچھ لایا تھا۔ پھیرے گیا۔ شیخ نے فرمایا۔ آپ اس پردہ مین ایسا کہتے ہین۔ کہ احمد کا کفن اسی پارچہ سے ہوگا۔ اچھا اس کو حفاظت سے رکھو۔ یہان تک کہ نتیجہ ظاہر ہو۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب خیال کے موافق ظہور ہوگیا تو آپنے شیخ احمد کو قبر مین دفن کرکے۔ دولت آباد دکن کا راستہ لیا۔ چونکہ وہان پر پیکر پرستی کا رواج تھا۔ اور لوگون کے کاروبار کا بست وکشاد برہمنون کے ہاتھ نظر آیا۔ لہذا آپنے ارادہ مالوہ کا کیا۔ جب آپ دریاے نربدا کے کنارہ پہونچے تو وہان سے سلطان محمود ابن خان جہان کے پاس یہ پیغام بھیجا۔ مین اس شرط سے شہر مین آتا ہون۔ کہ سلطان استقبال نہ کرے۔ اور میرے ملنے کے واسطے نہ آوے۔ اور نہ کچھ ہدیہ بھیجے۔ سلطان نے یہ حکم سر آنکھون پر لیا۔ اور آپکے قدوم سے شہر مین رونق حاصل ہوئی۔ چند روز بعد محمود نے اپنی بیتابی اور محرومی کا گلہ۔ محرمان شیخ کے نزدیک کرنا شروع کیا۔ آپنے فرمایا اگر صرف ایک دفعہ کے دیکھنے پر سلطان راضی ہو۔ تو دریغ نہین ہے۔ اور قسم کا کفارہ سہل ہے۔ اِس کے بعد فرزندون کو گجرات بھیج دیا۔ اور خود منڈو (مانڈو) مین گوشہ نشین ہوگئے۔ شیخ صالح ابن رفیع الملک نے مُعَنعَن (اَبًا عَن جدٍّ) اپنے آبا و اجداد سے بیان کیا ہے۔ ایک رات شیخ عزیز اللہ کی طبیعت مین انقباض پیدا ہوا۔ حجرہ سے گھر مین چلے آئے۔ اور اندر والون سے پوچھا۔ کیا تم لوگون کے پاس دنیاوی چیزون مین سے کچھ ہے۔ دایہ نے جواب دیا۔ کہ آج کل بی بی دُر ملکہ کا دودھ چھوڑایا ہوا ہے۔ اسواسطے اُس کے لیے۔ روٹی کا ٹکڑہ بارک کرکے ایک پیالہ دودھ مین بھگو رکھا ہے۔ فرمایا۔ باہر بھیجاؤ۔ اگر کوئی درویش نہ ملے۔ تو کسی جانور کو دیدینا۔ یہ کہکر پھر حجرہ مین چلے آئے۔ جب شیرخوار بچی نے بھوک سے رونا شروع کیا۔ تو دایہ اُس کو آپکے پاس لے آئی۔ اور مصلے کے پائین مین لٹا دیا۔ آپنے اپنے پاؤن کا انگوٹھا بچی کے مُنہ کی طرف بڑھایا۔ بچی انگوٹھا چوسنے لگی۔ اور رونے سے چپ ہوگئی۔ اِس رات کو بحکم خدا ہاتف غیبی کی طرف سے سترہ بار عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کی ندا سننے مین آئی۔ اُس وقت سے لوگون نے بھی آپ کو اِسی خطاب کے ساتھ نام زد کردیا۔ مصرع چون نام خویش ہست عزیز خدا و خلق

۵۱۔ ایک موضع کا نام ہے جو اجمیر اور ناگور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲۔

یادشاہ عالم گجراتی

آپ کا نام سید محمد ہے - اور آپ قطب عالم کے بیٹے ہین - چونکہ منجھلے بیٹے تھے - لہذا منجھن بھی نام تھا جس کے معنی متوسط ہین - آپ تمام تصوف کے مقامات اور طریقت کی منزلون پر پہونچے ہوئے تھے - آپ کے استاد شیخ سراج الدین علی چشتی احمد آبادی سے لوگ روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے - عنصری جسم مین آپ کے نفس ناطقہ کا نزول تاریخ نوین ذی قعدہ ہجری سنہ آٹھ سو ستر کی رات مین ہوا - اور آغاز زمانہ ہوش سے امیرون اور سردارون کے میل جول سے دور - اور دانش و بینش کی تحصیل مین مصروف رہے - عہد کر لیا تھا کہ نوکری نہین کرون گا - گو بادشاہ ملک اپنی تمام قلمرو وجہ معاش مین مقرر کر دیوے - چونکہ آپنے اِس میدان مین قدم استحکام کے ساتھ جمایا تھا - لہذا - چند روز بعد اُس سرزمین کے تمام امرا اور سلاطین آپ کی آستانہ بوسی کو وجہ پشت پناہ سمجھنے لگے نیز اپنے مکانون مین آپ کی تشریف آوری کو باعث افتخار جانتے تھے - لکھا ہے - کہ جب صادق اور با اعتقاد مریدون کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑتی تھی - تو وہ بالکل بے قابو ہو کر سجدہ زمین سر رکھ دیا کرتے تھے - جب یہ بات اکثر لوگون کی زبانی سننے مین آئی - تو مولانا سراج الدین عالم ملتانی نہروالہ جن کا عمل علم کے مطابق تھا - شاہ کی ملازمت مین آئے - تا کہ سجدہ کرانے سے روکین - کیونکہ شریعت مین یہ امر بالکل ناجائز ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ جب مولانا سراج الدین کی نظر شاہ کے جمال پر پڑی - تو مولانا نے بے ارادہ سر زمین پر رکھ دیا - اور رسم سجدہ بجالائے - شاہ نے فرمایا - مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا نادرست ہے - مولانا نے جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - لیکن مین کیا کرون - مجھہ مین ضبط کی طاقت ہی نہ رہی - اسکے بعد حقائق بیانی کا سلسلہ شروع ہوا - اور بہت کچھہ اسرار کے معماحل کئے گئے - تریسٹھہ سال کی عمر پائی - اور بیسوین جمادی الثانی ہجری آٹھہ سو اسی کو دار فانی عالم کی طرف کوچ فرما گئے - آپ کی قبر رسول آباد مین ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک محلہ ہے -

یاد قاضی عطاء اللہ چشتی قدس سرہ

بعض روایت سے آپ کی ولادت دہلی کی ہے - بیعت طریقت کے آپ کے پیر کون تھے - یہ حال کہین لکھا ہوا نہیں دیکھا گیا - آپ اپنے زمانہ مین عالمون اور کامیاب ارباب سعادت کا مرجع تھے - کہتے ہین - جب آپ سفر حجاز سے ہندمین لوٹ کر آئے - تو جو مومنہ آپکے نکاح مین تھی - وہ دختر کو چھوڑ کر اِس جہان سے کوچ کر گئی - جب وہ لڑکی باپ کی پرورش سے بڑی ہوئی - اور اُس کی عمر دس برس سے متجاوز ہو گئی - تو حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے خواب مین ارشاد فرمایا عطاء اللہ تمہاری لڑکی شیخ بہاء الدین صدیقی کے نام سے بروز ازل نامزد ہو چکی ہے -

جو منڈو (ملنڈو) میں گوشہ گزین ہیں ۔ ان کے پاس منڈو میں جاؤ - اور تعمیل کرو - ناچار آپ گجرات سے منڈو میں آئے - اور شیخ بہاء الدین کو تلاش کیا - جب پتہ لگ گیا تو حسب الارشاد نسبت مذکورہ عمل میں لائی گئی - خود بھی آپ نے اسی شہر کی آخیر سرحد کے کنارہ ایک گوشہ اختیار کر لیا تھا - اور وہیں رہے یہاں تک کہ اخروی سفر کا وقت آگیا - آپ کی قبر پر سلاطین خلجیہ نے ایک گنبد تعمیر کرا دیا ہے - شیخ نجم الدین ابن بہاء الدین جو شاہ میانجی چشتی منڈوی کے باپ ہیں آپ ہی کی لڑکی سے ہیں

یاد مولانا سعد الدین کاشغری

آپ **فنا فی اللہ** کے جنگل کی گھاٹیاں طے کر چکے تھے - اور **بقا باللہ** کے دریا میں تیرا کرتے تھے حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے لکھا ہے - آپ کے جذبات اور حالات کا یہاں تک جوش تھا - کہ جن ایام میں آپ کی توجہ عالم اسرار کی طرف ہوئی تھی - اُن ایام میں بے خودی اور بیہوشی آپ کو غنودگی کے طور پر ہوا کرتی تھی - ایک روز میں نے ناواقفیت سے عرض کیا - کہ آپ اگر ایک لحظہ کے واسطے تکیہ پر سر رکھکر آرام لے لیں - تو نا وقت نہیں ہے - فرمایا - جامی یہ گمان نکرنا کہ اس گروہ کو خواب شیرین کے سوا کوئی اور نشہ بھی سرور پیدا کر سکتا ہے - یہ ارشاد سرزنش سنکر میں خجالت سے عرق عرق ہو گیا -

غوثی اس میں شک نہیں - کہ تمام آدمی صورت و شکل میں باہم مشترک ہیں - مگر اس اشتراک سے نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے - کہ معنی میں بھی باہم شامل ہیں - بلکہ ایسا حال ہے - کہ ایک شخص تو آنکھیں بند کرکے الٰہی باغ کی سیر کرتا ہے اور اسی طرح کا دوسرا آدمی اُن غافلوں میں سے ہوتا ہے جو بیہوشی کی بساط پر بیٹھے ہوئے کو نگہا کرتے ہیں **بیت**

پوشیدہ چشم با تو نشستن بہ بزم فکر		قانون ہم نشینی اہل دیار ماست

یاد شاہ عبد اللہ شطاری

حضرت اعلیٰ آپ کا لقب ہے - آپ حسام الدین کے بیٹے ہیں جن کا سلسلہ اس طرح پر ہے - حسام الدین ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین ابن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی - اور شیخ محمد عارف کے خلیفہ ہیں - جن کو شیخ محمد عاشق سے خلافت تھی - ان کو اپنے باپ شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ان کو شیخ ابو الحسن عشقی سے - ان کو مولانا ابو المظفر ترک سے - ان کو شیخ ابو یزید اعرابی سے - ان کو شیخ محمد مغربی سے - اور ان کو سلطان العرفا شیخ ابو یزید بسطامی سے تھی - **قدس اسرارہم** - اس سبب سے اس سلسلہ کو ایران اور توران میں عشقیہ - اور دار الملک روم میں بسطامیہ کہتے ہیں - لکھا ہے - دعوت کا علم - ذکروں کا طریقہ - اور شغلوں کی روش - کہ انہیں پر مشہور سلسلوں میں سلوک اور ہدایت کا دارومدار ہے - یہ سب کچھ آپ عمل میں لائے - اور بزرگان طریقت سے حاصل کی تھی

ایک رسالہ لطائف غیبیہ آپ کی تصنیفات سے ہے سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ کے نام ترتیب دیا تھا۔ اس رسالہ مین آپ لکھتے ہین۔ توحید کے اسرار۔ وجد کے اطوار۔ الٰہی حقائق۔ اور طریقت و حقیقت کے دقیقے جو صفحۂ خاطر کی لوح پر محفوظ تھے۔ یہ یا تو وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[۱] کی رہنمائی کی بدولت۔ مبدا فیاض سے بے واسطہ پہونچے تھے یا فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[۲] کے حکم کے بموجب مشائخ طریقت سے بالواسطہ معلوم ہوئے تھے۔ اِن سب باتون کو قلم کے ذریعے اوراق مین ثبت کیا ہے تاکہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونون کو فیض پہونچے۔ اور رحمۃ للعالمین ہونے کا اطلاق خلاصۃ خیر او پر بھی صادق آئے نیز لکھا ہے۔ کہ نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین بہت سے ہادی اور مقبول اصحاب سے مجکو پہونچی ہے۔ مین جن ایام مین بخارا مین تھا اُس وقت مینے سنا تھا۔ کہ شیخ مظفر کتانی خلوتی۔ جو نیشاپور مین ہین۔ صوفی کو تین روز کی خلوت مین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ فوراً مین شیخ مظفر کی خدمت مین دوڑا گیا جس قدر کانون سے سنا تھا اُس سے ہزار حصہ زیادہ آنکھون سے دیکھا۔ ایک عرصہ تک شیخ مظفر کی ملازمت کر کے نفی و اثبات کا ذکر۔ اور اُس کا تصور حاصل کر لیا۔ یہ طریقہ شیخ مظفر کو شیخ ابراہیم عشق آبادی سے۔ اِن کو سید نظام الدین حسین سے ان کو شیخ محمد خلوتی سے۔ اور ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوا تھا۔ اسی سلسلہ مین خراسان اور عراق کی سیاحی کرتا ہوا۔ آزربیجان کے ملک مین پہونچا۔ یہان پر سید علی موحد کی ملازمت حاصل کی۔ سید علی موحد کو۔ شریعت۔ طریقت۔ و حقیقت مین زیور کمالات سے آراستہ پایا اور ان کی صحبت سے مجکو بہت کچھ فائدہ پہونچا۔ سید علی موحد کو شیخ زین الدین خوافی سے اجازت تھی۔ جو چار واسطہ سے شیخ الشیوخ سہروردی کو پہونچتے ہین۔

آپ ہجری سنہ آٹھ سو نوے مین ترک تعین کر کے خلوتخانہ لاتعین کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ مندو (مانڈو) مین ہے سلاطین خلجی کے مقبرہ کی جنوبی سمت مین۔

شاہ کے جسم پر سلطانی لباس اور ہمراہی صوفیون کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی۔ اس شان کے ساتھ علم اٹھاتے تھے۔ اور نقارہ بجاتے تھے۔ اسی طمطراق کے ساتھ سیاحی کرتے تھے اہل جہان کا تماشا کر کے فیض پہونچاتے تھے اور فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ اثنائے راہ مین جس زمین اور مکان پر پہونچتے تھے۔ اُس سرزمین کے مشائخ کو پیغام بھیجتے تھے۔ کہ ایک درویش نے اس خیال سے سیاحی اختیار کی ہے۔ کہ اگر کلمۂ توحید کے معنی کوئی شخص اُس سے بہتر جانتا ہو۔ تو وہ مسافر کو تعلیم کر دیوے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو مقیم لوگون کا بے منت فائدہ

---

[۱] اور ہمنے اپنی طرف سے اُس کو ایک خاص علم سکھا دیا تھا۔ [۲] لوگو اگر تمکو معلوم نہین ہے۔ تو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو۔

اِس مین ہے کہ وہ گنج توحید مسافر سے حاصل کر لیوین - کیونکہ ایسی فرصت جس مین اسباب سعادت بھی بہم پہونچین - دشواری سے ہاتھہ آتی ہے - **القصہ** - جب آپ بنگالہ مین پہونچے - تو حسب معمول یہی پیغام شیخ محمد عُلا کے پاس بھی بھیجا - جو آج کے روز شیخ قاضن شطاری کے نام سے نامزد ہین شیخ محمد عُلا نے جواب دیا - کہ ایسے فضول گو اشخاص - خراسان اور پاریس سے بہت آتے ہین - پیغام دینے والے نے شاہ صاحب سے یہ جواب سنکر فرمایا - شیخ محمد عُلا کے کمالات کا ظہور - مجہ ہی فضول گو کی تلقین پر منحصر ہے - اِن ایام مین سلطان غیاث الدین خلجی نے چیتور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکہا تہا - آپ نے بنگالہ سے معاودت فرمائی - تو اُسی راہ سے آکر قلعہ مذکور کے نیچے آ اُترے - سلطان نے حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی - اُسی مورچہ سے جو آپ کی خیمگاہ کی برابر مین تہا - آپ کی توجہ کی بدولت اتنے تہوڑے روز کے اندر قلعہ فتح ہو گیا - کہ گمان مین بہی نہین آسکتا ہے - سلطان نے نہایت تعظیم و اعزاز کے ساتہہ آپ کو اپنی روانگی سے پیشتر دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین روانہ کیا - کہتے ہین - اسی کے قریب قریب شیخ محمد عُلا نے چلہ کیا تہا - ایک رات شیخ محمد عُلا کے پدر بزرگوار نے خواب مین فرمایا - عُلا - تمہاری گرہ کشائی اس قسم کی ریاضت سے تعلق نہین رکہتی ہے - بلکہ اُسی خراسانی فضول گو کے حوالہ ہے - جس سے تم کو انکار ہو چکا ہے - مجبوراً دشواری کے ساتہہ اور تن تنہا وطن سے سفر کرنا پڑا - اور منڈو مین حاضر آئے - شاہ کے دروازہ پر تین روز تک کہڑے رہے - اور انتظار کیا - چوتہے روز کی صبح کو شاہ صاحب باہر تشریف لائے - امتحان لیا - اور بہت کچہہ سرزنش کی اور موثر نصیحتین فرماکر معلومات سے گران بار کیا چندہ روز بعد خلعت خلافت سے سرفراز کر کے وطن کو روانہ فرمایا

اس سلسلہ کے پیرون کو شطاری اس سبب سے کہتے ہین - کہ شطاری مشائخ شاہراہ طریقت کے سلوک مین - دوسرے خانوادون کے مشائخ سے زیادہ تیز - اور تیز رفتار ہوتے ہین - چنانچہ کہتے ہین - جوان کا اول قدم ہوتا ہے - وہ دوسرے درویشون کا اخیر قدم ہوتا ہے - ایک مدت تک اس معما کے حل کرنے مین اندیشہ جولانی کرتا رہا - اور پریشان رہا - جب اس سلسلہ کے اشغال اور اذکار کے اصول پر آگاہی ہوئی - اور دوسرے گروہ کے گروہ صوفیون کا سلوک - ان کے برابر مین لاکر مقابلہ کیا - تو سوائے اِسکے کوئی تفاوت نظر نہین آیا - کہ شطاری مشرب مین صوفی اپنے تعین عین ذات جان کر سیڑہی درسیڑہی - عالم تعینات مین مرکز خاک تک نزول کرتا ہے - اور اِسکے بعد جیسے نزول کیا تہا - ویسے ہی عروج مین - ہر منزل کی آئین چہوڑتا ہوا - پہر عالم اول کو پہونچ جاتا ہے - اور جمہور مشائخ کے طریقہ مین یہ بات ہے - کہ طالب اوّلاً درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا - وحدت وجود کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے - اور پہر اُس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا - اور ہر ایک تعین مین اُس کا

رنگ بدلتا ہوا۔ عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے۔ ان دو طریقوں کے مقابلہ سے یہ بات سمجھ مین آئی۔ کہ اول قدم سے عبارت وہی سلوک کا آغاز ہے حضرت ذات سے۔ اور اخیر قدم سے مراد سیر کا انجام ہے اُسی مرتبہ احدیت کو۔ اور سوا اسکے دوسرے معنی جس مین شکل خوبی پیدا ہوتی ہو۔ غالباً ہرگز مراد نہ ہونگے۔ **بیت**

برق صفت غوشیا گام زدی سال ہا		ایک نہ رفتی ہنوز نیم قدم سوے او	

جواہر این گزارش گوشوارہ سامع جویندگان معانی القاب باد

جو اصحاب اسرار خانہ تحقیق کے پردہ دار ہین۔ اور جو ارباب سرا پردہ توحید کے محرم ہین۔ ان کا دستور ہے۔ کہ آواز اور الفاظ کے ذریعہ سے اپنی واردات کا اظہار۔ اصطلاحات مین کیا کرتے ہین۔ ان کے اصول اور اوضاع پر نظر اور قیاس کر کے لقب احرار کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان ہوسکتی ہے۔ کہ سلوک مین ایک مقام ہوتا ہے حفظ العہد کا جس سے مراد صوفیون کی اصطلاح مین یہ ہے۔ [۱] هُوَ الْوُقُوْفُ عِنْدَ مَا حَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِعِبَادِهٖ ۞ اور حفظ کی دو قسمین ہین (ایک) حِفْظُ عَہْدِ الرُّبُوْبِیَّةِ (دوسرے) حِفْظُ عَہْدِ الْعُبُوْدِیَّةِ حفظ عہد الربوبیۃ یہ ہے۔ کہ جمیع کمالات کی نسبت۔ رب کی طرف کی جاے۔ اور حفظ عہد العبودیۃ یہ ہے۔ کہ تمام نقصانات عبد کی طرف منسوب کیے جائین۔ [۲] كَمَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ پس جس وقت موحد باصفا صوفی کو اذکار اور اشغال کی بدولت رعایت حفظ العہد کا حوصلہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس حفظ کے آثار۔ صوفی مذکور کے تمام اوقات اور حالات کو پکڑ لیتے ہین۔ تو اُس وقت حکمت اجمالی کا جمال اُس کی چشم بصیرت کو نظر آنے لگتا ہے۔ اور اجمالی حکمت سے مراد یہ ہے [۳] هِیَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ وَاَوْصَافِهَا وَاَحْکَامِهَا عَلٰی مَا هِیَ عَلَیْهِ وَارْتِبَاطِ الْاَسْبَابِ بِالْمُسَبَّبِ وَاَسْرَارِ انْضِبَاطِ نِظَامِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ۔

اور بحکم [۴] مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا حکمت مذکور کی مفصلۂ ذیل چارون قسمون پر بھی صوفی کو اطلاع دیدی جاتی ہے یہ چارون قسمین ترتیب وار خیر کثیر مین داخل ہین۔

---

[۱] اُس مقام پر ٹہیرنا جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے بندون کے لئے محدود کردیا ہے ۱۲ [۲] جیسے کہ قرآن پاک تعلیم فرماتا ہے۔ یعنی۔ اگر تجھ کو کوئی نفع پہونچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر تجھ کو کوئی نقصان پہونچے۔ تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ [۳] اجمالی حکمت کے مفہوم مین یہ امور داخل ہین (۱) اشیا کی حقیقت اور اُس کے اوصاف و احکام جیسے اور جو کچھ ہین۔ اُنپر علم حاصل ہونا (۲) اسباب کا ربط مسبب کے ساتھ جو کچھ ہے۔ اُسپر علم حاصل ہونا (۳) نظام موجودات کس طرح پر منضبط ہے۔ اس کے اسرار پر علم حاصل ہونا۔ (۴) اقتضاے علم کے بموجب عمل کرنا ۱۲

[۴] جس شخص کو بات کی سمجھ دی گئی۔ اُس نے بیشک بڑی دولت پائی ۱۲

(اول) الحکمۃ المنطوق بہا وھی علوم الشریعۃ والطریقۃ۔

جس حکمت کی نسبت کلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ شریعت اور طریقت کے علوم ہین۔

(دوسری) الحکمۃ المسکوت عنہا وھی اسرار الحقیقۃ

جس حکمت کی نسبت کلام سے سکوت اولی ہے وہ اسرار حقیقت ہین۔ جس کو وہ لوگ علی ینبغی نہین سمجھ سکتے ہین۔ جو استدلال اور تقلید مین گرفتار ہین

کما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجتاز فی بعض سکک المدینۃ ویتبعہ اصحابہ رضی اللہ عنہم فاقسمت علیہ امراۃ ان ید خلوا منزلہا فدخلوا فراونارا مضطرمۃ واولاد المراۃ حولہا فقالت یا رسول اللہ اللہ ارحم بعبادہ ام انا باولادی فقال بل اللہ ارحم فانہ ھو ارحم الراحمین فقالت اترانی یا رسول اللہ احب ان القی ولدی فی النار فکیف یلقی اللہ عبیدہ وھو ارحم الراحمین قال الراوی فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ھکذا اوحی الی

جیسے کہ روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک رستہ مین چلے جا رہے تھے۔ اور آپکے ساتھ آپکے بعض اصحاب بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ آپ کو ایک عورت نے قسم دی۔ کہ میرے مکان مین آپ جملہ اصحاب تشریف لیے چلین چنانچہ وہان گئے وہان جا کر دیکھا۔ کہ ایک آگ مشتعل ہے۔ اور اس عورت کی اولاد آگ کے گرد جمع ہے۔ عورت نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ اللہ جل شانہ اپنے بندون پر زیادہ رحیم ہے۔ یا اپنی اولاد پر مین۔ آپنے فرمایا نہین اللہ ہی زیادہ رحیم ہے۔ کہ وہ ارحم الراحمین ہے پھر اُس عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ مین اپنے کسی بچہ کو آگ مین ڈالدینا گوارا کرون گی (اگر مین گوارا نہین کرونگی) تو اللہ جل شانہ اپنے غلامون کو کیسے آگ مین ڈالے گا کہ وہ تو ارحم الراحمین ہے راوی کہتا ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا۔ میرے پاس بھی وحی اسی مضمون کی آئی ہے۔

(تیسری) الحکمۃ المجہولۃ وھی ما خفی علینا وجہ الحکمۃ کایلام بعض العباد وموت الاطفال والخلود فی النار فیجب الایمان بہا والرضا بوقوعہ واعتقاد کونہ عدلا وحقاً۔

حکمت مجہول وہ حکمت ہے جس کی وجہ ہم لوگون سے مخفی ہے جیسے بعض بندون کی تکلیفات اطفال کی موت۔ اور دوزخ مین ہمیشہ رہنا اس حکمت پر ایمان لانا۔ اس کے وقوع پر راضی ہونا اور اس کو عدل اور حق کر کے ماننا اور عقیدہ رکھنا واجب ہے

(چوتھی) الحکمۃ الجامعۃ وھی معرفۃ

حکمت جامعہ مین یہ باتین داخل ہین (۱) حق کی

الحق والعمل بہ ومعرفۃ الباطل والاجتناب عنہ۔ کما قال علیہ السلام اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ انک مجیب الدعوات

معرفت اور اوسپر عمل کرنا۔ (۲) باطل کی معرفت اور اُس سے اجتناب کرنا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اے میرے اللہ ہم کو حق دکھا اور اُس کا اتباع نصیب کر اور ہمکو باطل بطور علم اور اُس سے اجتناب روزی کر بیشک تو دعاؤن کا قبول فرمانے والا ہے

اب سنئیے مطلب اصلی اس تمہید کا یہ ہے۔ کہ ہر دو مرتبہ کے حفظ کا ملکہ۔ اور چارون حکمتین حاصل ہونے کی بدولت۔ صوفی مذکور لہ حجتا الحق علی الخلق ہوجاتا ہے۔ جو عبارت انسان کامل سے ہے۔ اور خلافت کے مرتبہ کو پہونچکر حریت کا خلعت پہن لیتا ہے۔ حریۃ۔ اصطلاح صوفیہ مین یہ ہے ھی الانطلاق عن رق الاغیار اور یہ تین قسم پر ہے۔ (اولاً) حریۃ عامۃ۔ یہ رہائی پانا ہے زندان شہوت سے (ثانیًا) حریۃ خاصۃ۔ یہ مرادات کی قید سے آزاد ہونا ہے کہ بفناء ارادۃ العبد فی ارادۃ الحق (ثالثًا) حریۃ خاصۃ الخاصۃ۔ سالک کو جو نور الانوار کی تجلی مین اپنے تئین ہلاک کر دینے کی آرزو۔ اور آرزو کی رسوم اور آثار کے ساتھ وابستگی رہتی ہے۔ اس وابستگی سے نجات پانا۔ یہ تیسری قسم حریۃ کی ہے۔ اسکے بعد جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہین۔ اُس شخص کو جب ان حالات مین دوام اور قیام نصیب ہو۔ تو اُس کو احرار کہتے ہین۔

الحال فی اصطلاحھم مایرد علی القلب بمحض الموھبۃ من غیر تعمل واجتلاب کالرق والعتق والحزن والطرب والبسط والقبض ویزول بظھور صفات النفس سواء یعقبہ المیل اولا۔ فاذا دام صار ملکۃ فیسمی مقامًا۔

اب اصطلاح صوفیہ مین یہ بات ہے کہ جو شے محض آلٰہی بخشش سے بدون عمل اور کوشش کے قلب پر وارد ہوتی ہے جیسے غلامی۔ آزادی۔ غم۔ خوشی۔ بسط اور قبض اور وہ شے۔ نفسانی صفات کے ظہور سے زائل ہوجاتی ہے۔ خواہ اُس کے عقب مین میلان ہو۔ یا نہین یہ شے اگر دوام کے ساتھ قایم ہے۔ تو اُسکو مقام کہتے ہین

بیان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ اصحاب ولایت کے القاب اُنکے مقامات کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین۔ کیونکہ تعین القاب کی وجوہ مین سے یہ گزشتہ بیان ایک وجہ ہے۔

یاد برہان المحققین خواجہ ناصر الدین عبید اللہ

آپ لفظ خواجہ احرار کے ساتھ نامزد تھے۔ خواجہ محمود ابن خواجہ شہاب الدین شاشی کے فرزند ہین۔ خواجہ

لہ خلقت کے اُپر حق کی حجت ۱۲ ؎ حریۃ = اغیار کی غلامی سے آزاد ہونا ہے۔ ؎ عبد کا ارادہ حق کے ارادہ مین فانی ہوجانے سے ۱۲

شہاب الدین خواجہ محمد نامی کے پوتے تھے۔ جو عالم متبحر ابوبکر محمد ابن اسمٰعیل قفال شافعی کے بزرگ دوستون میں سے ہیں شیخ ابوبکر کشفی اور کسبی علم میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ احرار الاولیا کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ داؤد ابن خواجہ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی کی بیٹی ہیں۔ جن کا سلسلہ سولہ واسطون کے بعد امام عبداللہ ابن عمر ابن خطاب تک پہنچتا ہے رضی اللہ عنہم۔ آپ کے پیر ارادت مخدوم العرفا مولانا یعقوب چرخی سنوی تھے جو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند کے بزرگ ترین خلفا مین سے ہین۔

ایہا السامعون آپ کے حالات کے بیان مین بہت سے ابواب ہین۔ کتاب رشحات مین آپ کے حالات تھوڑے سے ہی لکھے گئے تھے۔ کہ کتاب مذکور کے تمام صفحے آپ ہی کے حالات سے بھر گئے۔ پھر اس صورت مین کتاب راقم جو محض نمونہ کے طور پر حامل الاختصار ہے سوائے اجمالی دو تین حرفون اور عنوانی چند کلمون کے کب گنجایش رکھ سکتی ہے۔ لہذا ہر ایک باب کا ایک نکتہ حوالہ قلم کرتا ہون۔

آپ کی ولادت ماہ رمضان ہجری سنہ آٹھ سو چھ مین ہوئی۔ اور آپ نے عمر اسی اور نوواسی سال کی پائی چوتھے سال کے آغاز مین تعلیم کا تعلق قدس آلہی کے جناب مین تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ بارہ سال کی عمر مین اپنی حالت پر قیاس کر کے مین یہ عقیدہ رکھتا تھا۔ کہ اللہ جل شانہ نے کسی آدم زاد کو اس طور پر پیدا نہین کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو سکے۔ آخر الامر معلوم ہوا۔ کہ یہ میرا عقیدہ ازلی عنایت تھی۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ جب مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہرات مین تھا۔ تو مجکو ایک کوڑی کے بھی صرف کرنے کی استطاعت نہین تھی ایک روز بازار مین ایک گدا نے گدائی کے طور پر سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس ایک پرانی دستار تھی جس مین بنجہ (پتلے) آویزان تھے وہ دستار مینے ایک طباخ کو دی۔ اور کہا۔ یہ پاک ہے۔ اسے دیگ دہونے کے واسطے موزون ہے طباخ نے گدا کو پیٹ کے لائق کہانا کہلا کر سیر کیا۔ اور دستار مجکو واپس دیتا تھا مینے نہین لی۔ اور راستہ مین چل نکلا۔

سکتے ہین۔ آپ کی خاطر عاطر کو حمام کی طرف قطعی میلان نہین تھا۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین آغاز سلوک مین عوام کی خدمت کیا کرتا تھا۔ حمام کے اندر ایک روز مین پندرہ سولہ آدمیون کی کیسہ ملی اور مالش جسم کر لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حمام کی حرارت سے طبیعت بیمار ہو گئی تھی۔ اس سبب سے دل حمام سے گریز کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ فرماتے تھے۔ طریقہ خواجگان مین قدس اللہ ارواحہم۔ ہمت اور خاطر مقتضائے وقت کے تابع اور اسی مین مصروف رہتی ہے۔ پس اگر کسی وقت مین کسی خدمت گزاری کے ذریعہ سے کسی مسلمان بھائی کو کوئی راحت پہونچانا ممکن ہو۔ تو اس وقت مین ذکر اور مراقبہ کو کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھنا چاہئے۔ کیونکہ

خدمت کا ثمرہ - دلون کے اندر مقبولیت پیدا ہوتا ہے - اور یہ مقبولیت ذکر و مراقبہ کے نتیجہ پر مقدم ہوتی ہے - اور وہ جو بعض اصحاب نے نفل عبادتون کو اخوان الصفا کی خدمات سے بہتر سمجھا ہے - یہ محض گمان ہی گمان ہے - فرائض مذکورہ کی تفاوت کی نسبت آپکا فرمانا تھا - کہ مینے اس طریق کو کسی کی تلقین یا تحریر سے اخذ نہین کیا ہی بلکہ خدمات کے آثار سے تعلیم پائی ہے - کہ خدمت کی خاصیت کیا ہے - ہر ایک شخص کو بارگاہ قرب مین جداگانہ دروازہ سے بیجاتے ہین - اور مجکو جو اس بارگاہ مین پہونچنا نصیب ہوا ہے تو خدمت کے دروازہ سے ہوا ہے - اس سبب سے محبوب کی خدمت مجھے محبوب ہے -

مصنف رشحات نے لکھا ہے - کہ آپ کا مال - منال - دیہات - اراضی - زراعت - گلہ مویشی - اسپ اور املاک یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا - چنانچہ ایک روز آپ خود اپنی زبان صادق البیان سے فرماتے تھے - سمرقند کے خاص مزرعون کی پیداوار سے سمرقندی سیر کے حساب سے اسّی ہزار من غلہ میرے حاصلات کے عُشر (دسوین حصہ) کا سلطان احمد میرزا کی کچہری مین میرے کارندے داخل کرتے ہین - نیز فرماتے تھے - کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی عنایت سے میرے نقد اور جنس مین اچھی برکت اور افزونی دی ہے - کبھی ایسا ہی ہوتا ہے - کہ خرچ غلہ کی میزان جمع کی میزان سے زیادہ آتی ہے - اور غلہ کے کوٹھون مین ابھی بہت سا غلہ ایسا ہے - کہ ترازو کے پلہ پر پہونچا ہی نہین ہے

نیز فرماتے تھے - کہ مین ایک زمانہ مین شہر ہری مین تھا - ایک روز شیخ بہاء الدین عمر کے مکان پر گیا - آپنے حسب عادت دریافت کیا - کہ شہر مین کیا خبر ہے - مینے کہا - دو خبرین ہین شیخ زین الدین اور اُنکے یار دوست کہتے ہین ہمہ ازوست - اور سید قاسم اور اُن کے پیرو کہتے ہین - ہمہ اوست - فرمایا - اولین بات درستی کی کسوٹی پر چڑھی ہوئی ہے - تھوڑی دیر بعد چند دلیلین اس راست گفتار کی تائید مین - اس طرح بیان فرمائین - کہ اگر اُن کے مقدمات مین غور و تامل سے کام لیا جاوے - تو ہر ایک دلیل سے ثانی قول کے مدعا کا ثبوت پیدا ہو جاوے - آپنے مضامین دلائل کی حقیقت بھی ظاہر فرمائی - کہ اس طرح پر ہے - پھر دوسری چند دلیلین بیان کین - ان کا بھی ایسا ہی حال تھا - یہ سب باتین سنکر بے تامل یہ بات ذہن مین آئی - کہ اولین قول کا اقرار - اور پہلے قول کا حقیقۃً اعتقاد بہتر ہے -

نیز فرماتے تھے - جب مولانا یعقوب کے دیدار سے میری آنکھین منور ہوئین - تو مولانا کے سلوک سے مجکو اپنی نسبت ایسا کوئی خاص التفات معلوم نہین ہوا - جس کی وجہ سے دل کے اندر صورت شگفتگی پیدا ہو - بلکہ مولانا ترش روئی سے پیش آئے اور اپنا ہاتھ نہین بڑہایا - فرمایا - ہم سے بیعت نہ کرو - اتنے مین مولانا کی

پیشانی پر میری نظر جا پڑی۔ تو ایک سفید داغ نظر آیا جس سے طبیعت کو خلقۃً تنفر ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر مینے لوازم بیعت ادا کرنے مین توقف کیا۔ مولانا نے جب میری صورت حال سے یہ معلوم کیا۔ کہ مجکو بیعت ہونے مین تامل ہے۔ تو فوراً خلع لبس کے ذریعہ سے اپنے تئین ایک جمیل صورت مین ظاہر فرمایا جس کے دیکھنے سے بے قابو ہوگیا۔ اور اپنا ہاتھ آستین کے اندر سے نکال کر مراسم بیعت ادا کئے۔

قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے (رشحات) نام اُس کے ایک رشحہ مین لکھا ہے۔ ایک روز آیۃ کریمہ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ کی تاویل مین آپنے (خواجہ سے) فرمایا۔ مراد یہ ہے۔ کہ صوفی ہمیشہ ذات مطلق کو واحد لتصور کرتا رہے۔ اور انواع و اقسام کی صفات جو بکثرت دیکھتا ہے۔ اُن سے گزر جاوے۔ ثم کلامہ حرف ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے۔ اس آیۃ کریمہ مین دیکھکر راقم گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے۔ کہ صوفی تخلق اور تبدیل کے بعد ایک مدت پیچھے۔ اس توحید کے مرتبہ کو پہونچتا ہے۔ اور ایسی تدریج سے مرتبہ توحید کو پہونچنا۔ محقق سالکون کا طریقہ ہے۔ اور بلا توقف فوراً مرتبہ توحید کو پہونچنا۔ جذبہ کی علامت۔ اور مجذوبون کی عادت ہے۔ لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ۔

احرار الاولیا کی بیماری کا آغاز یکم محرم ہجری سنہ آٹھ سو چھانوے کو ہوا۔ اور آپ کی رحلت اسی سال کی یکم ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ عجیب لطیفہ اور لطیف نکتہ ہے۔ کہ جس قدر آپ کی حیات کے سال تھے۔ یعنی اٹھاسی اور نواسی۔ شمار مین اُسی قدر آپ کے ایام مرض بھی آئے۔ یہ جو حدیث ہے حُمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ اس سعادت سے آپ کو شرف حاصل ہوا۔ آپنے دو خلف اپنے قائم مقام چھوڑے۔ جو آثار سلف سے آراستہ۔ خلافت و ہدایت کے واسطے شائستہ۔ اجازت و خدائی تقرب کے لائق تھے۔ سب سے بڑے خواجہ محمد عبد اللہ تھے۔ جو خواجہ کلان۔ اور خواجگان خواجہ کے نام سے مشہور ہین۔ دوسرے خواجہ محمد یحییٰ ہین۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے۔ حضرت حقائق پناہی مولوی سے منقول ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ جو بڑے ہین۔ وہ علم و فضیلت مین بہت بڑے ہین۔ اور جو سجادہ نشین ہین۔ وہ جذبہ و حالت۔ اور ولایت کے جلال مین سب سے آگے ہین۔

راقم رشحات لکھتے ہین۔ جس زمانہ مین خواجہ محمد یحییٰ ہری مین تشریف لائے تھے۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ

[illegible] ان سے بخبر کہہ دو۔ کہ (وہ کتاب جو اللہ ہی نے اُتاری تھی) پھر اُن کو بڑے جھک مارتے دو۔ ۵۲ اللہ کے سوا اس کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین۔ ۵۳ ایک یوم کا تپ ایک سال کا کفارہ ہوتا ہے۔

خواجہ باتفاق حضرت حقائق پناہی۔ مولانا محمد روحی کی ملاقات کے واسطے گئے تھے۔ مین بھی ہمرکاب تھا۔ صاحب مکان (مولانا محمد روحی) نے نہایت ادب کا برتاؤ مہمان عزیز کے ساتھ کیا۔ اور تواضع و تعظیم سے بہت کچھ گرماگرمی ظاہر فرمائی۔ لیکن ہم نشینی کا تمام وقت۔ طرفین کی خاموشی مین گذرا۔ مین دوسرے روز تنہا مولانا کی خدمت مین گیا۔ تو ظاہر و باطن کی آراستگی کے متعلق حضرت خواجہ کی تعریف حد سے زیادہ فرمائی۔ جب لوٹ کر خواجہ کی خدمت مین آیا۔ تو سنی ہوئی باتین مجمل طور پر مینے ظاہر کین۔ خواجہ نے فرمایا کل کے روز مین آپ کی صحبت مین اپنی فنا اور مولانا کے اثبات مین مشغول تھا۔ میری تعریف جو مولانا فرماتے ہین۔ یہ درحقیقت مولانا کی ہی تعریف ہے۔ کیونکہ اُس وقت مجھ مین مولانا کی ہی حقیقت جلوہ گر تھی۔

سجادہ نشین احراریہ کے جملہ واقعات اور حالات کتاب رشحات مین مصنف نے جیسا جیسا موقع اور وقت پایا ہے۔ تفصیل کے ساتھ لکھے ہین یہان پر مین صرف آپ کی شہادت کے متعلق مجملاً لکھتا ہون۔ احرار الاولیا اکثر خلوتون مین خواجہ محمد یحییٰ سے امیر المومنین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے وقایع کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تمہاری روح کو شہید دشت کربلا کی ولایت اور شہادت کے ساتھ کامل نسبت ہے۔ کہتے ہین جب آپ کے پدر بزرگوار حقیقی محبوب کے باغ کو چلے گئے۔ تو چند روز بعد شاہ بیگ خان نے پرگنہ سمرقند ضبط کر لیا اور ہجری سنہ نوسو چھ کے اولین عشرہ محرم مین جمعہ کے روز حضرت خواجہ محمد یحییٰ سے مواخذہ اور مطالبہ کر کے جو کچھ نقد و جنس مکانات مین تھا سب سرکار مین خالصہ کیا۔ اور دیہات۔ اراضی۔ اور تمام مزرعے سرکاری نوکرون کے سپرد کئے۔ اور اُن کا قبضہ ہو گیا۔ خواجہ کو انتظار تھا۔ کہ شاید عاشورہ کے روز شہادت کا واقعہ بھی وقوع مین آکر دائمی آرام مل جاویگا۔ مگر ایسا نہین ہوا۔ اِس درمیان مین خان نے حکم دیا۔ کہ آپ مع فرزندون۔ مریدون۔ اور متعلقین کے خراسان کو چلے جاوین۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ آپ اِسی راستہ سے خراسان کو روانہ ہوکے۔ جب آپ تاشقند سے نکل گئے۔ اور محرم کی تاریخ بھی دس سے آگے بڑھ گئی۔ تو خواجہ کو حیرت ہوئی۔ اور حیرت سے انقباض خاطر پیدا ہوا کہ حضرت والد ماجد کا کلام صادق تو یحییٰ کی شہادت پر دلالت کیا کرتا تھا۔ اور یہان تعویق نظر آرہی ہے۔ نہ معلوم۔ اِس مین کیا حکمت ہے۔ اللہ اعلم[لہ] اسی خیال مین تاشقند سے دو تین منزل آگے گئے۔ ناگاہ صحرا مین اوزبک کی ایک فوج نے آکر ظلم و زیادتی شروع کی تیغ و تبر چارون طرف سے پڑنے لگے۔ بالآخر فوج مذکور نے خواجہ محمد یحییٰ کو اور اُن کے دونون فرزندون خواجہ محمد زکریا۔ اور خواجہ عبد الباقی کو اُس صحرا مین شہادت اور مظلومی

لہ۔ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے ۱۲

کے درجہ کو پہونچایا۔تینون نسبی اور حسبی بزرگون کی نعش۔خواجہ کفشیر کے محلہ مین لاکر ملاّیون کے احاطہ کے اندر خواجہ احرار الاولیا کے جوار مین دفن کی گئی۔۔اور قبر بنادی گئی۔خواجہ شہید کا ایک لڑکا رہا ہے۔خواجہ محمد امین نام ہے خدا کرے۔اُس کی بزرگ اولاد جہان مین بہت سی ہو۔

انجمن خلفائے کامگار احراریہ قدست اسرارہم

مولانا سید حسن۔آپ خلفائے احراریہ مین سب سے زیادہ نیک۔سب سے زیادہ عالم۔اور سب سے زیادہ بیش رو ہین۔کہتے ہین۔ایک روز زمانہ طفولیت مین۔آپ کے پدر بزرگوار۔آپ کو۔قدم بوسی کے لیے۔خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت مین لے گئے تھے۔اتفاقاً مجلس اقدس مین شہد کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔مولانا از روے خواہش جو زمانہ طفولیت کو لازم ہے۔شہد کی طرف دیکھنے لگے۔اس درمیان مین حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا۔صاحب زادہ۔تمھارا کیا نام ہے۔جواب دیا۔شہد۔خواجہ نے تبسم فرما کر کہا۔چھوٹے سے عنصر مین کامل قابلیت اور صحیح قبولیت عطا کی گئی ہے۔صرف اتنی سی بات پر۔کہ اُس کے دہن نے شہد کا مزہ حاصل کیا ہے۔ایسا شہد کے خیال مین مشغول ہے۔کہ اپنا نام شہد مین گم کر کے۔شہد کے سوا کوئی نام زبان پر نہین لاتا ہے۔اگر اس کی جان مین شہد سے زیادہ شیرین چیز کی چاشنی پہونچائی جاوے۔تو ضرور اس کی توجہ اور استغراقی کیفیت اُس مین زیادہ ہوگی۔لاموتیۃ فیہ[1] خواجہ احرار الاولیا نے اُس وقت آپ کو آپ کے پدر بزرگوار سے لیکر اپنی تربیت اور ہمت سے فیض بخشا۔اور درسی علوم اور معنوی نور کی تحصیل کے واسطے باعث ہوئے۔مصنف رشحات نے لکھا ہے۔خواجہ احرار الاولیا سلاطین زمانہ کے ساتھ اختلاط رکھا کرتے تھے۔اور اس اختلاط کی وجہ سے درویش لوگ آپ کے فیض صحبت سے محروم رہتے تھے۔ایک روز اس اختلاط کے بارہ مین اس درویش کے دل پر گران کا اثر پیدا ہوا۔اور قریب قریب انہین ایام مین مولانا کی خدمت مین جانے کا اتفاق پیش آیا۔آپ چند بزرگون کے ساتھ بیٹھے ہوئے۔احیاء العلوم کی تصحیح کر رہے تھے اُس کو چھوڑ کر درویش کی طرف متوجہ ہوئے۔اور تقریب پیدا کر کے فرمایا۔

"ایک دفعہ ایک عالم خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین حاضر تھے۔خواجہ نے اُن کا اندرونی خدشہ معلوم کر کے"
"دریافت کیا۔بادشاہون سے اور حاکمون سے جس شخص کے ملنے مین بہت سے بیکس غریبون کی آرزوئین پوری ہوجاتی ہین"
"گرفتار مظلوم رہائی پاتے ہین۔اُس شخص کا کسی پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھنا اور نفل عبادت مین یا طالبان علم کی"
"تربیت مین مشغول ہونا کیسا ہے۔اور اُس کی حقیقت اور حالات کے اعتبار سے مذکورہ بالا دونون طریقون مین سے"

[1] اس مین کوئی شک نہین ہے۔۱۲

کونسے طریقہ کا اختیار کرنا اولی اور اہم ہے۔ جواب دیا۔ ارباب دولت سے ملنا۔ اور عاجزغریبون کی حمایت کرنا"

"اسپر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا۔ اگر آپ ظاہر مین ایسا فتوی دیتے ہین۔ تو اس حکم کے عامل کی نسبت"

"باطن مین اعتراض نہین کرنا چاہیئے"۔

حضرت مولانا نے درویش کے مرکوز خاطر پر اطلاع پاکر مدالذکر سرگزشت بیان فرمائی۔ اور بیداشدہ گرانی دل سے دور کردی۔

دیگر مولانا قاسم سب کو سایہ احرار الاولیا کہا کرتے تے۔ چونکہ پیر کی پیروی مین اور **فنافی الشیخ** ہونے مین آپ نے کوشش بہت کچھ کی تہی۔ اسواسطے آپ کی ذات مین مثل سایہ خودداری تہی ہی نہین سلوک کے مقابلہ مین آپ کا توحیدی استغراق غالب تہا۔ جناب حقائق پناہی۔ خواجہ احرار الاولیا کے جملہ اصحاب مین سے مولانا قاسم کی برابر کسی کے بہی معتقد نہ تہے۔ اور آپ کی تعریف خلا اور ملا مین بہت کچھ فرمایا کرتے تہے۔ تاریخ چہلی ذی حجہ ہجری سنہ آٹھ سو اکیانوین کو۔ غروب آفتاب کے وقت۔ آپ کے عنصری برج کا آفتاب وصال کے افق مین غروب ہوگیا۔ لفظ **فیاض** تاریخ رحلت ہے۔

دیگر میر عبد الاول۔ آپ نیشاپور سے آکر ماوراءالنہر مین خواجہ احرار الاولیا کی خدمت سے مشرف ہوگئے تہے۔ اور خواجہ کی ملازمت مین رہکر رابطہ اور طریقت اِن دونون کو استوار کیا تہا۔ مولانا حسین واعظ کاشفی تخلص۔ جن ایام مین کہ درسی فنون کی تحصیل نیشاپور مین کر رہے تہے۔ میر کے ساتہہ ہم سبق اور ہم حجرہ تہے۔ مولانا حسین کے بیٹے مولانا فخر الدین علی صفی۔ لکہتے ہین۔ کہ آپ سابقہ پدری شناسائی کا خیال کرکے میرے ساتہہ کمال توجہ فرمایا کرتے تہے۔ نیز مولانا فخر الدین۔ میر سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تہے۔ جبمین حضرت خواجہ کی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ تومینے سات برس کامل ریاضت طریقت مین صرف کئے۔ اس مدت مین خواجہ بظاہر متعلق میرے حال پر متوجہ نہین ہوئے۔ بلکہ دکہہ درد جو صادق دردمندون کا حصہ ہے۔ مین برداشت کیا کرتا تہا۔ اور صبر۔ تحمل۔ اور توکل اختیار کرکے معتقدانہ اپنا اعتقاد درست رکہتا تہا۔ جب برداشت کی طاقت نہین رہی۔ تو ایک روز حجرہ مین پاؤن پہیلا کر جا پڑا۔ سر اور منہ لنگی کے اندر ڈہک لیا۔ اپنے تئین لعنت ملامت کرنے لگا۔ اور ناصحانہ اپنے تئین تسلی دیکر کہا۔ عبد الاول۔ اس دنیا کے اندر بہتسے آدمی ایسے ہین۔ جو ولایت اور قرب کی دولت سے بے بہرہ ہین۔ تو بہی انہین مین شامل ہوجا۔ جفا اور محنت کے برداشت کرنے مین جس قدر انسانی طاقت تہی وہ تو کام مین لاچکا۔ مگر کوئی کشود کار نہین

ہوئی۔ اسی قسم کی پشیمانی کی باتین کرتے ہوئے۔ ایک لحظہ نہین گزراتہا۔ کہ حجرہ مین پانون کی آہٹ معلوم ہوئی چونکہ مین دریائے غم کے اندر ڈوبا ہوا تہا آہٹ کی طرف ملتفت نہ ہوکر بدستور پڑا رہا۔ اتنے مین یکایک پیر بزرگوار کی یہ آواز آئی۔ عبدالاول آرام کے ساتہ سوؤ۔ تمہارے تمام کام حاصل ہو۔ پر درست ہو گئے ہین۔ یہ سنکر مین مضطربانہ اٹہہ کہڑا ہوا۔ کیا دیکہتا ہون حضرت خواجہ۔ حجرہ سے باہر تشریف لئے جاتے ہین۔ مین محرم عاشقون کی طرح بیتاب ہونے لگا۔ اس کے بعد مجکو راہ طلب مین دوبارہ استقامت اور رسوخ حد سے زیادہ نصیب ہوا۔ یہان تک کہ ماہ ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پانچ آگیا۔ اسی مہینے مین آپنے عالم شہادت سے کوچ فرمایا ہے۔ عالم شہادت سے کوچ۔ سفر وجود کی آخرین منزل۔ اور وحدت کے لامکان کا اولین مقام ہے۔ اور یہی اصلی وطن ہے۔ اسی کی طرف جانا ہوتا ہے۔

دیگر مولانا جعفر۔ آپ عالم۔ عامل۔ عارف۔ عاشق۔ اور کامل تہے۔ بیخودی اور محویت۔ افاقہ وہوش پر۔ اور خاموشی۔ گویائی پر غالب تہی۔ ایک روز آپ کہتے تہے مین شروع شروع مین۔ رسمی علم کی تحصیل سے افسردہ خاطر تہا۔ اور طریقہ فقرا کی طرف۔ طبیعت کی کشش تہی۔ ایک رات خواب مین خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت حاصل ہوئی۔ مینے دریافت کیا۔ کہ بندہ کب خدا کو پہونچتا ہے۔ فرمایا۔ جب اپنے تئین فنا کردیوے۔ جب مین خواب سے جاگا۔ تو دل پر کمال اثر تہا۔ علی الصباح حجرہ سے نکلکر آپ کی ملازمت کے ارادہ پر روانہ ہوا۔ جب قدم بوسی حاصل کی۔ تو فرمایا مولانا جعفر۔ بندہ خدا کو کب پہونچتا ہے۔ جب وہ بندگی مین اپنے تئین فنا کردیوے۔ اور آپنے مولوی معنوی کی یہ بیت پڑہی۔ **بیت**۔

چون تو نبودی کہ بود۔ جملہ خدا بود وبس
چون تو نماندی کہ ماند جملہ خدا اے گدا

القصہ آپ کا آخرین سفر ہجری سنہ آٹہ سو ترانوین کے کسی مہینے مین ہوا ہے۔ اُس وقت تک طریقت کے سلوک مین آپنے کوئی دقیقہ نا مرعی نہین چہوڑا۔ بالآخر فقر وفنا کے عنصری خرقہ کو خلد اور لقا کے خلعت سے تبدیل کرکے عالم علوی کو رحلت فرما گئے۔

دیگر مولانا برہان الدین ختلانی آپ علم متبحر تہے۔ آغاز جوانی مین مختلف علوم کی تحصیل کمال کو پہونچائی تہی۔ لوگ سمرقند مین دو شخصون کو مادر زاد عالم کہا کرتے تہے۔ ایک مولانا زادہ مولانا عثمان۔ دوسرے برہان الدین مولانا ختلانی۔ کہتے ہین۔ آپ علی الاتصال چالیس سال تک خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت سے خداشناسی کی تحصیل کرتے رہے۔ اور آپ کو ایک لحظہ بہی جدائی کی طاقت نہین تہی۔ ہجری سنہ آٹہ سو ترانوے مین مولانا جعفر کی رحلت سے

آہستہ روز بیشتر - آپ کے آخرین سفر کا سامان ہوگیا تھا -

دیگر مولانا لطف اللہ ختلانی - آپ مولانا برہان الملۃ ختلانی کی بہن کے بیٹے ہین - علوم شریعت اور طریقت کے گویا آپ مالک تھے - اور بسط و بشاشت کی اعلیٰ درجہ کی صفات آپ کی ذات مین پائی جاتی تھین آپکے دہان مبارک سے کلام لازمی طور پر تبسم آمیز نکلا کرتا تھا - آپ کہا کرتے تھے - خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین میری بیعت ہونے کا قوی ترین سبب یہ ہے - کہ مینے اپنے وطن مین ایکدات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دل ربا صورت اور جان بخش ہیئت کے ساتھ عالم مثال مین مشاہدہ کیا تھا - فوراً دل وجان سے اُس نورانی شکل کے جمال پر فریفتہ ہوگیا - چند روز جب مین نے ایزدی مشیت کے بموجب حضرت خواجہ کی ملازمت حاصل کی - تو ایک روز فرمایا - جو سعادت مند لوگ ہین - وہ حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم السلام کو خواب مین مختلف لطیف لطیف صورتون کے ساتھ دیکھتے ہین - اثناے کلام مین نگاہ میری طرف فرمائی جناب سرور عالم علیہ السلام کی اُسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر مین آگیا - جو مجکو عالم خواب مین نظر آیا تھا اور یہ تماشا میری گرفتاری کے لئے زنجیر بنا - اور خواجہ کی دوام حضوری کی بدولت علمی صورتون کے کمال کو پہونچا

دیگر مولانا شیخ - تزکیہ - تہذیب - تصفیہ - اور ترتیب یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین پیر بزرگوار کی سرکار مین ملکی اور مالی کامون کے انتظام کا بہت کچھ تعلق آپ کی رائے پر منحصر تھا - ایک روز سلسلہ احراریہ کے بہت سے باعتقاد مرید - خواجہ کفشیر کے محلہ مین جمع تھے - اور باہم راز و نیاز کی باتین کر رہے تھے - شدہ شدہ سلسلہ کلام کا خواجہ احرار الاولیا کے عجیب وغریب تصرفات اور کرامات کے بیان مین جا پہونچا - چنانچہ ہر ایک مرید اس بارہ مین کوئی نقل یا کوئی روایت پیش کرتا تھا - مولانا شیخ - اس جلسہ مین خاموش - اور سب کی باتین سننے مین سراپا گوش تھے - جب حاضرین کے دل مین مولانا کے کلام سننے کی بے انتہا آرزو ہوئی - تو آپنے فرمایا - کہ آپ لوگ خواجہ کے عالم اجسام کے تصرفات کا ماجرا بیان کرتے ہین - لیکن عالم ارواح کے تصرفات مین سے ایک حرف بھی زبان پر نہین لائے جملہ حاضرین نے کہا - ہم لوگون کے کان - اس قسم کا کلام - مولانا کی فصیح البیان زبان سے ہی سننا چاہتے ہین - مولانا نے فرمایا جب شروع شروع مین کمال کوشش سے کسی قدر نتیجہ پر ثمرات کوشش کا ظہور ہونے لگا - اور خواجہ کی پرورش سے روز بروز خیر و خوبی اپنا رنگ جمانے لگی - تو خواجہ نے مجکو زراعت کے کامون کا انصرام کرنے کے واسطے مقرر فرما دیا تھا اور یہ ظاہری کامون کی مصروفیت باطنی عمل مین فتور آنے کا باعث ہوئی - اس سبب سے مینے موقع تلاش کرکے - خلوت مین شرف حضوری حاصل کیا - اور جلد

ہی تہا۔ کر اپنی پریشانی اوقات کا حال کچہہ عرض کرون۔ کہ حضور نے بیر ضمیر پر علم پاکر ارشاد فرمایا۔ کہ اس خانوادہ کے کاروبار کی بنیاد اور اصل کلی **خلوت در انجمن** ہے۔ اور نیز غیرون سے طریقہ کو مخفی رکہنا۔ کیونکہ غیرت دار محب اپنے محبوب کا حجاب پسند کیا کرتا ہے۔ اور ظاہر کامون مین مشغول ہونے کے سوا۔ اخفائے طریقہ کے واسطے کوئی اور برقع نہین ہے۔ پہر مینے چاہا۔ کہ یہ عرض کرون۔ ان دونون عظیم الشان باتون کے جمع کرنے کا میرا حوصلہ نہین ہے۔ فرمایا۔ مردانہ قدم رکہو۔ حق تعالیٰ امیدون کا پورا کرنے والا ہے۔ اس اثنا مین حضور نے میری کمزوری اور نایابی پر نظر عنایت فرمائی۔ ایسی توجہ ڈالی۔ کہ جو شے عموماً تکلف کے ساتہہ گاہے ماہے میسر ہوتی تہی۔ وہ باطن پر حملہ کرکے آئی۔ اور ہمیشہ بنی رہی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ شے کسی امکانی ضروری حالت مین بہی دل سے زائل نہین ہوئی۔

دیگر مولانا ابوسعید اوبہی۔ آپنے اولیاء اللہ کی طرح۔ علم کی عروس کا عمل کے نوشہ کے ساتہہ عقد کیا تہا۔ اور اس سبب سے آپ بہت سے ثوابون کے اُمیدوار تہے۔ پینتیس سال کی عمر مین خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین آمد و شد رکہتے تہے۔ کہتے تہے۔ حضور کی باعظمت خدمت مین تعلق پیدا ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ مین مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین درسی علوم کی تحصیل کمال کوشش سے کر رہا تہا۔ یکایک بلا سبب ظاہر۔ رسمی علوم کی طرف سے میرے دل پر ایک کدورت پیدا ہوئی۔ مینے بے اختیار ہوکر مدرسہ چہوڑنے کا عزم کرلیا۔ اتنے مین ایک آشنا ملا۔ مینے پوچہا۔ کہان سے آتے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ شیخ الیاس عشقی کی خدمت سے آتا ہون۔ جو کوہ نور مین رہتے ہین۔ مین اُسی وقت کوہ نور کی طرف سیدہا ہو لیا۔ راستہ مین خواجہ احرار الاولیا کے مدرسہ پر سے گذر ہوا۔ یہ وہ وقت تہا۔ کہ حضور سواری سے اُترکر اپنے مدرسہ کے دروازہ پر کہڑے ہوئے تہے میرے دل مین آیا۔ کہ ان بزرگوار کی ملازمت حاصل کرکے کوہ نور کو چلنا چاہیئے۔ جب مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ تو خواجہ نے فی الفور یہ بیت پڑہی **بیت**

در کوہ چہ میروی بمن باش		امروز معاذ در جبل نیست	

مضمون بیت سننے سے مجکو حیرت بر حیرت ہوئی۔ اپنے دل مین کہا۔ اگر اس بیت مین خواجہ نے میرے حسب حال خیال فرمایا ہے۔ تو ضرور ہے کہ خواجہ یہ بیت بار دیگر بہی پڑہینگے۔ ہنوز میرے دل مین یہ بات پوری آئی بہی نہین تہی۔ کہ خواجہ کی زبان مبارک پر پہر آنا م آیا۔ باوصفیکہ خواجہ کو پیشتر معلوم نہ تہا۔ اور فرمایا۔ تمنے یہ بیت جو سنی شیخ کمال کے اشعار مین سے ہے۔ اور پہر پڑہی۔ پس یہ کرامت میری گرفتاری کا اولین سبب ہے۔

دیگر مولانا سلطان آپ خواجہ احرار الاولیا کے خاص خلیفہ ہین۔ اور عالم متبحر تھے۔ اہل ظاہر کے علوم اور اہل باطن کی بصیرت پر آپ کو کمال عبور حاصل تھا۔ خواجہ احرار الاولیا کی اجازت سے سفر حجاز کا ارادہ فرمایا۔ اور حرمین شریفین **زادھما اللہ تکریمًا** کے طواف سے آپ مشرف ہو کر پھر اپنے مرشد کی خدمت مین لوٹ آئے۔ اور فیض حاصل کیا کرتے تھے۔ ایک روز پیر کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس واسطے۔ مینے یہ چاہا کہ توجہ۔ یا مراقبہ کے ذریعہ سے جمعیت خاطر حاصل کر کے پیر کے حضور مین حاضر ہون۔ مگر جمعیت میسر نہین ہوئی۔ بالآخر نفی و اثبات کے ذریعہ سے کسی قدر حضوری بہم پہونچائی۔ اُس کو محفوظ کر کے حاضر ملازمت ہوا تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا۔ سلطان کبھی نفی و اثبات کا طریقہ بھی عمل مین لایا کرتے ہو۔ مینے عرض کیا۔ جی ہان۔ فرمایا اسی وقت ایک نسبت پیدا ہوئی۔ جو نفی و اثبات کا نتیجہ ہے۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اگرچہ **حضور مع اللہ** ایک ہی شے ہے لیکن جو نسبتین توجہ یا مراقبہ۔ یا نفی و اثبات کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہین۔ اُن کا ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے البتہ اس فرق کا پہچاننا اُن بزرگون کا کام ہے۔ جو علم لدنی کے عالم ہوتے ہین۔

دیگر مولانا محمد قاضی قدس روحہ۔ آپ علوم شریعت کے عالم۔ اور سلوک طریقت کے واقف تھے چونکہ آپ کی طبیعت بلند۔ فہم ارجمند۔ عقیدت دل پسند۔ اور دل خورسند تھا۔ اس واسطے معرفت اور حقیقت بیان کرنے کے وقت۔ خواجہ احرار الاولیا کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ گو مستعد عالمون کی جماعت کی جماعت اُس محفل میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ آپنے ایک کتاب سلسلۃ العارفین نام تالیف فرمائی ہے جس مین خواجہ احرار کے اوصاف حمیدہ۔ عادات پسندیدہ۔ فضیلتین اور خصوصیتین جمع کی ہین خواجہ احرار الاولیا کی عقیدت اور محبت کے عالم مین آپ کس طرح سے پہنچے تھے۔ پھر سرگذشت بھی تفصیل کے ساتھ اس کتاب مین لکھی ہے۔ اور مصنف رشحات نے بھی یہین سے اپنی کتاب مینا نقل کیا ہے۔ اب اس بیان کے تکرار کی ضرورت معلوم نہین ہوتی سلسلہ احرار یہ کے بعض اصحاب حقیقت سے منقول ہے کہ۔ کمان گرون کے موضع مین جس روز خواجہ احرار الاولیا نے آخرین سفر فرمایا ہے اُس روز عموماً اور خصوصاً فرزندون کی اور نیز دیگر لوگون کی جماعت کی جماعت سرہانے حاضر تھی۔ اُس وقت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ حاضرین مین سے جس شخص کے مناسب مزاج فقر یا غنا جو کچھ بھی ہو۔ اُس کو چاہیے۔ کہ آج مجھسے مانگ لیوے منجملہ حاضرین کے اوّلاً مولانا محمد قاضی سے بھی پوچھا۔ تم کو کیا پسند ہے۔ عرض کیا۔ جو کچھ حضور کو پسند ہے۔ جواب ملا میری پسند تو فقر ہے۔ مولانا نے کہا بگشری لنا۔ اس کے بعد خواجہ نے ایک کام والہ کو حکم دیا۔ کہ چار ہزار تنکہ (سکہ رائج الوقت) زر شاہرخی مولانا محمد قاضی کو دیدو۔ جنہون نے فقر اختیار کیا ہے۔ تاکہ مولانا اس رقم سے اُن درویشون کی معاش کا انتظام کریں جن

جو آپ کے پاس رہتے ہین۔ مولانا نے بنابر تعمیل حکم۔ اُس نقد کو لیکر اپنے اصحاب کی وجہ معاش کے انتظام مین خرچ کیا۔

دیگر مولانا خواجہ علی تاشقندی آپ درگاہ احراریہ کے خادمان قدیم اور کاربرآرون مین سے ہین جب سلوک کا آغاز ہوا۔ تو قبول عاقبال کا خلعت تاشقند مین ملا۔ آپ کہتے تھے جس زمانہ مین پیر بزرگوار خراسان سے اپنے وطن مالوف مین آکر زراعت کا کام شروع کیا تھا۔ اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی۔ کہ مین حاضر ملازمت ہوا۔ خواجہ احرار الاولیا میرے حال پر بہت کچھ عنایت اور التفات فرماتے تھے۔ اُن ایام مین طالبان علم نے جو ہوس مین ڈوبے ہوے تھے۔ یہ کہکر مجکو فریفتہ کیا۔ کہ تحصیل علوم کے اسباب سب مہیا ہین۔ لہذا علوم حاصل کرنا چاہیے۔ اور اُن کی صحبت مین سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا۔ مگر چونکہ آستانہ پیر سے صریح اجازت لیکر روانہ نہین ہوا تھا۔ پہلی ہی منزل مین ایسا مرض پیش آیا جو مانع سفر ہوا۔ ایک قدم بھی آگے چلنے کی طاقت میرے پانون مین نہین رہی۔ بالآخر بازگشت کی نیت کی اور نیت بازگشت کے ساتھ عافیت نے بھی بازگشت کی۔ مین تاشقند سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا تھا اُسی قدر ضعف مجھسے دور بھاگتا جاتا تھا۔ **القصہ** اپنے معمولی حجرہ مین جب پہونچا ہون تو کمال تندرستی کی حالت مین تھا۔ نہایت انفعال کے ساتھ قدم بوس ہوا۔ پیر نے اول اول تو غصہ ہوکر چلے جانے اور لوٹ آنے کے تمام واقعات میرے سامنے بیان فرمائے اور اظہار عتاب کیا۔ مگر آخرکار۔ مرحمت اور عاطفت کے سایہ مین دونون جہان کے رنج وغم سے مجکو نجات بخشی۔

دیگر شیخ حبیب تاجر تاشقندی۔ معرفت اور حقیقت بالکل آپ کا شعار تھی اور آپ سرتاپا پشت بستہ خدمت۔ اور پسندیدہ کار تھے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ کے گروہ کے ساتھ آپ کو نسبت تھی۔ شہر تاشقند کے لنگر کا کہانا۔ اور نیز یہان کے مخلصون اور متعلقون کے خوان کی ترتیب ان خدمات کا التزام۔ آپ کے سپرد تھا۔ آپ کی کوشش اور تجربہ سے یہ مہمات انجام پاتے تھے۔ آخرین دم تک خواجہ احرار الاولیا کے خوان فیض سے معرفت اور قرب کا وظیفہ جاری رہا۔

دیگر مولانا نورالدین تاشقندی۔ آپ آغاز شباب سے۔ بلکہ خردسالی سے ہی۔ خواجہ احرار الاولیا کی محبت کا تصور اپنے دل مین رکہا کرتے تھے **شعر**

اتانی ھویھا قبل ان اعرف الھوی	فصادف قلبی خالیاً فتمکنا

۱؎ ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرنے پاتی ۱۲۔

۲؎ میرے پاس اُسکی محبت آئی قبل اسکے کہ مین محبت کو پہچانون ۔ اور چونکہ میرا قلب خالی تھا۔ اُس مین گہس گئی۔ اور قیام اختیار کرلیا ۱۲۔

بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ وبا کے اولین سال میں کہ ہجری سنہ آٹھ سو چالیس تھا۔ نیلے رنگ کا دانہ جو علامت طاعون تھی۔ خواجہ احرار الاولیا کے بائیں پہلو پر برآمد ہوا۔ مولانا نور الدین نے اس دانہ کو اپنے پہلو پر لے لیا۔ اور اپنے تئیں خواجہ پر فدا کیا۔ اسی وقت وہ دانہ مولانا کے پہلو پر منتقل ہوگیا۔ اور خواجہ کی صحت لوٹ آئی۔ تین روز بعد مولانا کوچ فرما گئے۔

دیگر مولانا زادہ اتراری نامی۔ آپ کا نام محمد عبداللہ ہے۔ آپ بیان کرتے تھے۔ بہت مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خواجہ دیگر لوگوں کی طرح مجکو تلقین نہیں فرماتے ہیں۔ میری نیت پر خواجہ کو اشراف (علم) حاصل ہوگیا۔ تو فرمایا۔ ذکر کا سبق دوسروں کے مناسب ہے۔ اور تمہاری استعداد تو کمال لطافت میں اور نہایت بلندی پر ہے۔ تم تعلیم ذکر کے محتاج نہیں ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ نے خواجہ کی خدمت میں ظاہری اور باطنی کمالات حاصل کر کے سفر حجاز کی اجازت لی۔ اور حرمین شریفین **زادہما اللہ شرفاً** کی زیارت کر کے سعادت دارین پائی۔ وہاں سے آپ صوبہ شام میں تشریف لائے۔ اور ان اطراف کی سیر کر کے۔ شہر دمشق میں اقامت فرمائی۔ اس ملک میں آپکے پاس جویندگان طریقت اور سالکان سلوک کی بہت رجوعات رکھتے تھے۔ اور آپ اسی شہر میں عالم علوی کو رخصت ہوئے۔

دیگر مولانا ناصر الدین اتراری۔ آپ مولانا زادہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ولایت احراریہ کا ستارہ طلوع ہوا ہی تھا۔ اور ہنوز اس ستارہ کی عالمگیر شعاعیں سمرقند والوں کی آنکھوں میں پہونچی نہیں تھیں۔ کہ خواجہ کی عجیب و غریب خبریں اور کرامتیں سنکر میں کمال اشتیاق دلی کے ساتھ خواجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ وطن میں ایک حسین منظر کے ساتھ میری آنکھ لڑی ہوئی تھی۔ اور دل تعلق عشق رکھتا تھا۔ مگر اسپر بھی تاشقند کو روانہ ہو ہی گیا۔ ان ایام میں خواجہ احرار الاولیا باغستان میں تھے۔ جو تاشقند کا پہاڑ ہے۔ چند روز بعد موسم بہار آیا جو عشق و محبت کے سلسلہ کا محرک ہوتا ہے۔ ادہر جوان محبت کے شورش و ولولہ اور ادہر پہاڑ کی شادابی۔ ان باتوں نے دل کو پریشان کر دیا۔ مینے چاہا۔ کہ رخصت مانگوں۔ مگر میسر نہیں آئی۔ نہایت تنگ دل ہوا۔ ایک روز خواجہ کے ہمرکاب بادصفیکہ دل ٹھکانے نہ تھا۔ ایک صحرا کی سیر کو چلا گیا۔ وہاں بر ہم سب ایک کھیت میں پہونچے۔ جہاں لالہ زار کھلا ہوا تھا۔ حضرت نے ایک شاخ سے لالہ کا پھول توڑ کر میرے ہاتھ میں دیا۔ اور جو باتیں میرے دل میں مخفی تھیں۔ تمام و کمال اپنی زبان مبارک سے میرے سامنے ظاہر فرما دیں۔ میں مذکورہ بالا نہانی راز سنکر سر سے پاؤں تک عرق خجالت میں غرق ہوگیا۔ اسی وقت حضرت نے بنظر التفات میرے اوپر ایسی نوازش فرمائی۔ کہ اسی طرفۃ العین میں جوان منظر کا عشق پیر کی محبت سے تبدیل ہوا۔ اور یہ اطمینان خاطر خواجہ کی خدمت میں حاضر رہ کر دینوی اور اخروی سعادت حاصل کی۔

غوثی جب خواجگان سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص احراریہ کے وجد - معرفت - مقامات - اور کرامات کے حالات قدس اللہ اسرارہم مصنف رشحات تفصیل کے ساتھہ لکہ چکے ہین - تو پہر اجمالی قلم سے تہارا دوبارہ لکہنا بالکل بیکار ہے چونکہ اس اعتراض کا رفع کرنا مجہہ مجمل نویس کی طاقت سے باہر ہے - لہذا عذر و معذرت کے طور پر اپنی حقیقت حال کے دو تین حرف سامعین کی خدمت مین عرض کرتا ہون اس لکہنے سے مقصود ان اصحاب کے ہنر کا بیان کرنا نہین ہے - بلکہ اُن کے ذکر شریف کو اپنی کتاب کی مقبولیت کا ذریعہ سمجھکر جرأت کی ہے بیت

شکر وصال و شکوہ ہجران نہ کار ماست		جان را بہ نام دوست سپردن شعار ماست	

اس بنیاد پر مینے ان حضرات کے اسماے گرامی کو کتاب کا عنوان - اور اپنے تذکرہ کا طغرا - اور کتاب کو بجاے فہرست قرار دیا ہے - تاکہ شوقین اصحاب اس جماعت کے مبارک حالات - کتاب رشحات سے جو تفصیل کا سرچشمہ ہے - دیکھکر سیراب ہون - للہ الحمد دائما -

یاد مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی

آپ امام وقت محمد ابن حسن کے فرزند ہین - جو ہر فرد شیبانی کی نسل سے ہین - اور ہر فرد شیبانی زمانہ جاہلیت مین فرمان رواے وقت تہے - اور امیر المومنین عمر ابن الخطاب کے ہاتہہ پر اسلام اور اعتقاد لائے تہے - بنی شیبان - بہت سے قبائل عرب مین شرافت اور اصالت نسل کے اندر مشہور ہین - بالخصوص مولانا کے دادا پردادا - جو متقی اور عالم ہوتے - ازلی تقدیر نے آپ کی حقیقت ذاتی کو ہجری سنہ آٹہہ سو اٹہارہ مین پردہ علم سے نکال کر عنصری ترکیب مین ظاہر فرمایا - اور حاضرین بزم ولادت کو خوشی اور شادکامی کی شراب سے سرمست کیا - ذیل کا دل آویز قصیدہ اس روایت کی تائید کرتا ہے - قصیدہ -

منم چو گوئے بمیدان فسحت سہ و سال		بہ صولجان قضا منتقل زحال بحال	
زاوج قلۂ پرواز گاہ لاہوتی		بدین حضیض ہوا پست کردہ ام پروبال	
میان ہشصد و ہژدہ زہجرت نبوی		کہ زد زمکہ بہ یثرب سرادقات جلال	
چہ ہشصد و نود و سہ کشیدہ ام امروز		تمام عزم درین تنگناے وہم وخیال	

جام مین ایک مقام ہے زند و فیل شیخ احمد - یہان کی زمین آپ کی زاد بوم ہے -

آپکے حالات لکہنے والے اس طرح بیان کرتے ہین - ایکدور آپ کی خدمت مین آپ کے اُستادون کی تحقیق کا ذکر تہا - تو آپنے فرمایا -

"جب تک مجکو عقل و ہوش نہین آیا تھا - تب تک اپنے وطن ہین ہی پدر بزرگوار کی شاگردی سے زباندانی کا قاعدہ و قانون سیکھتا رہا - پھر چند روز بعد وہین کے دوسرے مدرسون سے تحصیل علم کی - جب مینے وطن مین کوئی ایسا عالم نہ پایا جس کے سامنے تعلیم کے واسطے کتاب کہول سکون - تب ہرات مین آکر نظامیہ مدرسہ مین اُس حجرہ کے اندر ٹہیرا جس مین مولانا زین الدین تائبادی - و مولانا سعد الدین انصاری رہتے تہے باوجودیکہ تمام عقلی و نقلی علوم - اور کل یقینی و کشفی معرفتین وَعَلَّمْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کے چشمہ سے دل پر فائز ہوتی تہین - تاہم فنون عربیہ کی کتابین تہوڑے عرصہ مین مولانا جنید کے درس سے نکال لین - جو فن معانی مین اُستاد وقت تہے - نیز جامع العلوم مولانا خواجہ سمرقندی کے درس سے چالیس روز مین فارغ ہو کر اُنکے تمام علمی جواہر حاصل کر لئے - نیز مولانا محمد جاجرمی کی خدمت مین رہکر علم مناظرہ کے آداب اور طریقہ یاد کئے - اور نیز سمرقند مین قاضی زادہ رومی کی صحبت مین پہونچکر علم معقول تحصیل کیا"

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ تہوڑی سی مدت مین اُس ملک کے تمام علما اور سالکون پر آپ کو اور آپ کے علم کو بڑا درجہ اور اونچا پایہ حاصل ہو گیا تہا -

کہتے ہین - اُس زمانہ مین اور اُس وقت مین شیخ بہاء الدین عمر - مولانا بایزید پورانی - مولانا محمد اسد - اور نیز دیگر بزرگ اصحاب ایسے جمع ہوئے تہے - جن کی صحبت سے فقر و درویشی - اور تلقین و ارشاد کی خوشبو طالبون کے دماغ مین پہونچا کرتی تہی - ان اصحاب کی مصاحبت سے بہی آپ کو فیض و فائدہ پہونچا تہا - لیکن آغاز زباندانی سے انجام زندگانی تک نظم اور غزل گوئی کا ذوق آپ کی درویشی اور فقر کے چہرہ پر بدستور نقاب بنا رہا - البتہ جیسے جیسے عمر مین تفاوت ہوتا جاتا تہا - جیسے جیسے دلربا مظاہر کا جمال دیکہنے سے نگاہ کی گرمی مین تفاوت ہوتا جاتا تہا - اور جیسے جیسے حسینون کے آئینہ صورت سے اسمائی کمالات نظر آنے مین تفاوت ہوتا جاتا تہا - ویسے ویسے نظم اور غزل گوئی کے ذوق مین بہی - تفاوت ضرور نمایان ہوتا جاتا تہا - یعنی آپ شعر علم - خوش باشی - اور مردم آمیزی کے لباس مین حق شناسی کے اسرار کو دوسرون سے پوشیدہ رکہتے تہے - ایک یہ کہ وہبیہ بہائیہ سلسلہ مین - تلقین کی بسم اللہ - اخفاء طریقہ ہے دوسرے یہ - کہ سبھ فیاض سے انوار قدسی کا فیضان - ابتدائے سلوک مین آپ پر عشق مجازی کی صورت مین ہوا کرتا تہا - تاکہ یہ ظاہری عشق آپ کی حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنا رہے اور اغیار کی آنکہ سے آپ کے تصوف کے چہرہ کو نظر نہ لگے - غالبًا عالم علوی سے آپ کی کامیابی اسی شکل مین معین کی گئی تہی -

---

[ملو] اور ہمنے اپنی طرف سے اسکو ایک (خاص) علم سکہایا تہا ۱۲

تکملہ کے بیان سے اِس مدعا کی تائید ہوتی ہے - کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے - مین ایک انسانی منظہر کے جمال پر عاشق تھا - ایک دفعہ وضو کرنے مین اپنا ہاتھ مینے بلا کسی تفاوت کے بالکل محبوب کا ہاتھ پایا - فوراً اُسی وقت اصلی حقیقت کی طرف رجوع کیا اور دل مین یہ خیال آیا - کہ یہ حالت بالکل حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام** کی جیسی ہی - کہ ایک وقت آپنے فرمایا تھا **ہٰذہ یداللہ** اور مشار الیہ آپ کا دست مبارک تھا مذکورہ بالا حالت اِس پردہ مین درویش پر ظہور کرتی ہے **القصہ** چونکہ کسی باکمال زندہ دل کے ساتھ مراسم بیعت کا ادا کرنا - خداشناسون کی سنت ہے - لہٰذا باوجود صدر الذکر کمالات کے مراسم بیعت کا ادا کرنا ضروری سمجھکر قطب طریقت اور غوث حقیقت مولانا سعد الدین کاشغری کی خدمت مین سو دلی خواہش سے حاضر ہوا - جو نقشبندیہ خانوادہ مین اُس وقت مسند ہدایت پر صدر نشین تھے - اور علی الاعلان مراسم بیعت ادا کیے -

مصنف تکملہ مولانا عبد الغفور آپکے مرید ہونے کی بنیاد اس طرح پر لکھتے ہین - ایک رات مجازی معشوق کی جدائی مین آپکے اوپر رنج و غم کا کثرت سے ہجوم ہوا - یہان تک - کہ ہوش - خرد - صبر - آرام - معرفت - ادراک - اور تمیز - بلکہ انسانی سرکار کے تمام نفیس نفیس سامانات تاخت و تاراج ہو گئے - ناگاہ غنودگی کی صورت مین بیہوشی پیدا ہوئی - اور بیہوشی نے دل و دماغ پر قبضہ کیا - عالم مثال مین کیا دیکھتے ہین - کہ مولانا سعد الملۃ والدین کے جمال باکمال سے آنکھین روشن ہین - اور مولانا نے اپنی زبان حقائق بیان سے یہ نصیحت فرمائی ہے جامی اپنا رخ ایسے یار کی طرف کرو جس کی تم کو لازمی طور پر ضرورت ہے **بیت**

زو سحر طائر قدسم ز سر سدرہ صفیر | کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر

یہ بالکل سچ ہے - جب باری تعالیٰ کی پاک ذات چاہتی ہے - کہ کسی مظہر کو اُس کے مبدء کی طرف کھینچ لیوے - تو صرف ایک بہانہ سے علائق اور موانع کے تمام حجاب اُس شخص کے رخسارہ پر سے اُٹھا دیتی ہے - اور جو کمال اس کے حصہ کا ہوتا ہے - اُس کمال تک پہونچا دیتی ہے - جب آپنے سلوک اختیار کیا - اور ظاہری اصحاب کی روش چھوڑی اور ایک عمر گوشہ نشینی مین بسر کی - تو اس درجہ پر آپکا حال پہونچ گیا تھا - کہ کیا گفتار - کیا رفتار - اور کیا کردار - یہ جملہ امور جو طبیعت کو مانوس تھے - یک دم آپ کی عقل و شعور سے پریشان ہو کر نکل گئے تھے - اور بیگانہ وار معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے - جب ابتداے سلوک مین انوار کا ظہور ہوا کرتا تھا جس سے ستارہ ہستی چھپ جاتا تھا - اُس وقت بار بار فرمایا کرتے تھے - کہ کشف اور کرامات پر کوئی اعتماد نہین کرنا چاہیے - اِس سے بہتر کوئی کرامت نہین ہے - کہ کسی صاحب تاثیر کی صحبت مین کسی سعادتمند کو کوئی اثر اور کوئی وجہ حاصل ہو - اور وہ خودی سے تھوڑی دیر کے واسطے رہائی پا لیوے

رباعی

یارے کہ دیدار وے از دست شوی
آن بہ کہ بزیر پائے او پست شوی
اگرے نہ خوری زجام وصلش یارے
از شیوہ چشم مست او مست شوی

بیت

زیادہ ہیبت اگر نیست این نہ بس کہ ترا
دمے ز وسوسۂ عقل بے خبر دارد

مرزا سلطان حسین وزیر تھے۔ مولانا جامی نے عشقیہ مثنوی یوسف زلیخا۔ انہیں کے روشن نام پر صنیع کی ہے۔
اس میں لکھتے ہیں۔ ؎

جہان یکسر چہ ارواح و چہ اجسام
بود شخص معین عالمش نام
بود انسان دران شخص معین
چو عین باصرہ بشناس روشن
جان عین آن کہ چون انسان عین ست
جہان مردمی سلطان حسین ست

اِس بے نظیر تعریف کے بارہ میں راقم کا خیال یہ ہے۔ کہ آج تاریخ سترہوین رجب ہجری سنہ ایکہزار اکیس ہے ہرچند اکثر علم داروں نے اپنے اپنے زمان و ملک رح مین ترکی اور تلذی سخن آفرینی زبان ہے لیکن آجتک اس طرز کی رعنائی کے کوچہ مین کسی شاعر طبع فاضل اور کسی با فضیلت شاعر کا گزر نہین ہوا ہے۔ امیر علیشیر نوائی تخلص نے ایک ترکی رسالہ مولانا کے حالات مین لکھا ہے۔ اس مین لکھتے ہین کہ مولانا نے نفحات الانس۔ شواہد النبوۃ۔ اور لمعات شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی کی شرح یہ کتابین مخلص ہی کی التماس سے تصنیف فرمائی ہین۔

مصنف تکملہ نے لکھا ہے۔ مولانا فرماتے تھے۔ یہ جو بعض اکابر کہتے ہین۔ کہ باطنی شغل کے ساتھ قلم جمع نہین ہوتا ہے یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نفحات کی تصنیف کے وقت مین کبھی ایک سطر کبھی زیادہ دو صفحہ تک لکھ لیا کرتا تھا۔ اور دل کو اُس کے لکھنے کی خبر ہی نہین ہوا کرتی تھی۔ اور قلم عادت کے موافق بدستور جاری رہتا تھا۔

آپ کی تصنیفات کا شمار اس طرح پر ہے۔ نثر۔ فارسی مین شواہد النبوۃ۔ نفحات الانس۔ جو مشائخ طبقات وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ لوائح جو مولانا کی ہی رباعیات کی شرح ہے۔ بہارستان جو بلبل شیراز (سعدی) کی گلستان کے رنگ مین ہے۔ دیگر رسالہ رسائل مین چند رسالے تو آیات قرآنی کی تفسیر۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوۃ کے ترجمہ مین ہین۔ بعض تصوف اور سلوک کے علم مین۔ اور بعض معما۔ عروض

انشا کے علم مین تین ۔ تیرہ نسخہ عربی اور فارسی جو اکابر کی کتب اور ابیات کی شرح مین ہین ۔ نظم کلام آپ کا وہ نامہ ہے جس مین سات تو مثنوی ہین ہفت اورنگ نام ہے ۔ اور تین دیوان غزل اور قصائد ہین جملۃً چالیس کتابین مشہور ہین ۔ ان کے سوا آپ کے قلم تصنیف کے لکھے ہوئے حاشیے ۔ تعلیقات ۔ رقعات ۔ اور دیگر متفرق ابیات ہر فن کے اندر موجود زمانہ ہین ۔

کہتے ہین ۔ جب آپکی عمر عزیز کا شمار عدد کاس کے برابر ہوا تو تاریخ پندرہوین محرم الحرام ہجری سنہ آٹھ سو اٹھانوین کو جب کہ رات اور دن برابر ہونے کا موسم تھا ۔ آپ بزم وصال مین ہونچ گئے ۔ اور محبوب حقیقی کے جمال کا شربت نوش فرمایا ۔ اور اوپر سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ[۵] کا نقل تناول کیا ۔ یہ دردناک واقعہ تجہیز و تکفین نعش ۔ اور نماز کی کیفیت ۔ اور عمارت قبر کا حال مفصل طور پر مولانا عبد الغفور کے تکملہ مین اور امیر علیشیر کے رسالہ تزکیہ مین لکھا ہوا ہے ۔ شوقین صاحب چاہین ۔ تو اُسکو مطالعہ کر کے صدر الذکر حالات پر مطلع ہو سکتے ہین ۔

صاحب تکملہ لکھتے ہین ۔ کہ آخر زمانہ مین جب کہ یوسف زلیخا کی نظم کا شغل آپکے گرد رہا تھا ۔ فرماتے تھے ۔ کہ دل کا عظیم کشش ایسی خیالی صورت کی طرف ہے ۔ کہ خارج مین اُسکے وجود کا گمان بھی نہین ہوتا ہے ۔ اور تصنیف کے وقت مین باطنی شورش ۔ اور حرارت کے آثار ۔ آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے ۔ چنانچہ کئی کئی دفعہ حرکت دوریہ کے طور پر آپ سماع فرمانے لگتے تھے ۔ اور اس مین مبالغہ کرتے تھے ۔ یہان تک طول کو نوبت ہونچ جاتی تھی ۔ کہ سازندہ اور مغنی بے طاقت ہو جاتے تھے ۔ اور آپ اُس حال سے باز نہین آتے تھے ۔ بالآخر جب پانون مین درد ہونے لگتا تھا ۔ تو مجبوراً بیٹھ جاتے تھے ۔ حالانکہ اس سے پہلے سماع کے بارہ مین آپ کو تردد تھا ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص اپنے تئین چھوڑ سے نہین ۔ اور جو حال اُس کو حاصل ہے ۔ اُس حال سے خالی نہ ہو تب تک کیونکر سماع کر سکتا ہے ۔ نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے ۔ بیشک اولاً چراغ جلانا چاہیئے ۔ پھر بعد مین مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انسانی روح بنی آدم کے عنصری محل کا چراغ ہے ۔ اس چراغ کو نفسانی پریشان خیالات اور آرزوؤن کی آندھی سے ریاضت کے فانوس مین محفوظ رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ وہ چراغ شمع کی طرح ہدایت کے نور سے روشن رہے ۔ اور دلون کے اندر چھپے ہوئے جن معانی اور جن امور کے چہرہ پر موجودات کے الفاظ کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے ۔ وہ معانی اور امور ۔ اعتباری نظر مین ظاہر ہو جاوین ۔

یہ گزارش بھی اسی قبیل سے ہے ۔ کہ مولانا عبد الغفور فرماتے ہین ۔ جب مولانا جامی کی خاطر مین یہ خلش

[۵] ہم تو اللہ ہی کے ہین (ہم کو جس حال مین چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہین ۱۲ ۔

پیدا ہوتی تھی کہ معانی مقصودہ کے ادا سے عبارت قاصر ہے۔ تو لکھنے سے پہلے آپ کی لطیف طبیعت اس خلجان کا اثر مانتی تھی۔ اس کی منشاء پر غور کرتے تھے۔ مخاطب کی نور فراست سے بھی کچھ مفہوم معلوم کرتے تھے اور نیز توجیہات کے ذریعہ سے وغدغہ اپنے متردد ذہن کا دور فرمایا کرتے تھے۔ نیز اکثر راست کردار اور راست گفتار لوگون کی زبانی سنا ہوا ہے۔ کہ ہم نشینان بزم کے مافی الضمیر پر آپ کو اطلاع ہو جایا کرتی تھی۔ اور بہت سی تصوف کی کتابین جو گزشتہ زمانہ کے مصنفین کی لکھی ہوئی تھین۔ جن کے معانی اور مضامین۔ دقیقہ شناس علم والون کی فہم و فکر مین نہین آتے تھے اُن کتابون کے مقاصد کو آپنے اپنے فارسی رسالون مین ہر طرز سے لکھا ہے۔ کہ اُن کتابون کی تمام تعقیدات اور مشکلات حل ہوگئی ہین۔ اب تمام اشخاص متقدمین کی اُن کتابون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ مرزا شاہرخ کا اوسط زمانہ تھا۔ کہ آپ جام سے آئے۔ اور اخیر زمانہ تک شہر ہری مین مقیم رہے جب زمانہ نے دولت اور سلطنت کا پیمانہ سلطان ابو سعید مرزا کے ہاتھ مین دیا۔ تو آپ شہر مذکور سے خیابان کی زمین مین اُٹھ آئے۔ جہان پیر بزرگوار کی خوابگاہ ہے۔ اور وہین قیام فرمایا۔ چند روز بعد ہیین آپ کے آستانہ پر ان اطراف کے فاضل۔ فقیر۔ شاعر۔ اور ظریف گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے۔ اور قاضی صدر۔ شاہ اور وزیر تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کو اپنی سعادت کا عمدہ ذریعہ سمجھتے تھے۔ اور آپ کو اپنے راز و نیاز کا قبلہ بنا لیا تھا۔ امیر علی شیر نے اپنی نسبت آپکے التفات اور اتفاق کی بابت اپنے رسالہ مین جس قدر لکھا ہے۔ بہت کچھ ہے۔ مگر چونکہ درویشون کے اس خلوت خانہ (کتاب گلزار) مین بوالہوسون کے ہجوم کی گنجایش نہین ہے۔ لہذا صرف نمونہ کے طور پر کچھ عرض کرکے اسی پر اکتفا کرتا ہون

ایک روز منظر نامی ایک خوش گلو عود نواز نے جو گانا بھی بہت اچھا جانتا تھا۔ خواجہ حسن دہلوی کی ایک غزل گائی۔ جب اس بیت پر نوبت پہونچی بیت۔

مثال قطرہ باران سرشکِ من ہمہ دُر شد
چنین اثر نہ دارد طلوع چون تو سہیلے

تو حاضرین محفل سب غزل شناس اور اہل سخن تھے بسبب ایکے جن مین صاحب مجلس امیر بھی شامل تھے مضمون بیت پر غور کرکے اعتراض کیا۔ اور قوال کو کہا۔ "سرشک من ہمہ دُر شد" بے معنی ہے۔ یہ نہ کہو۔ بجائے "ہمہ در شد" کے "دریا شد" کہو۔ چونکہ فقیر کو اس بیت کی نسبت کوئی تردد نہین تھا۔ اسواسطے اعتراض سے بلا فکر خاموش تھا۔ معترضین نے کہا۔ آپ کیون کلام نہین کرتے ہین مینے عرض کیا۔ تقریر اعتراض درست نہین ہے

اور حسن دہلوی کا کہنا احسن ہے۔ حاضرین نے یہ بات سنکر نکتہ چینی اُس طرف سے توجہ موڑدی۔ بجائے اس کے میرے اوپر حملہ کر بیٹھے۔ اور تشنیع کے تیرون کی بوچھار کرنے لگے۔ مینے التماس کیا جب حال اس طرح سے ہوگا۔ تو گفت وگو کا راستہ بند ہوجاویگا۔ البتہ اگر بیغرضی سے گفت وگو کی جاویگی۔ تو بات کی تحقیق ہوسکتی ہے۔ اور مناظرہ خوبصورتی کے ساتھ ختم ہوگا۔ جملہ معترضین نے بالاتفاق حضرت مخدومی حقائق پناہی کو حکم قرار دیا۔ فقیر نے اہل مجلس کے ساتھ مناقشہ ہونے کی کیفیت ادب کے ساتھ لکھکر خدمت مولانا مین بھیجی۔ جو شخص فرستادہ تھا۔ وہ اس کے جواب مین مولانا کا دستخطی رقعہ لایا۔ جس مین اس مصرع کے سوا کوئی حرف نہین تھا۔

مصرع "سخن درست و تعلق بگوش شہ دارد"

اعتراض والون نے اپنی معترض زبانون پر مہر سکوت لگاکر خجالت سے سر جھکا لیا۔ اور خود (امیر علی شیر) جواب کے نشہ مین مست ہوکر لکھتے ہین۔ جس روز سے سوال وجواب کی آمد ورفت تحریر وتقریر کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے۔ آج تک کوئی سوال یا کوئی جواب ایسا دل ربا پیش نہین آیا۔

اس دل آویز گفتار کی ہی قسم ہے۔ کہ تعریف نہایت ہی برمحل ہے۔

جو خطوط مولانا حقائق پناہی نے امیر علی شیر کے جواب مین لکھے ہین۔ اُن کا نمونہ یہ ہے رباعی

از ان دم کہ نشد اتفاق سفرت	تا بوکہ کنم گہے بخاطر گذرت
گر مرغ پر د سوے تو یا باد وزد	خواہم کہ وہم بہ نامہ درد سرت

جب مینے قلم اٹھایا اور غور وفکر سے کام لیا۔ تو ایک کے پیچھے دوسرا رقعہ جو ان چند روزون مین بھیجنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اِس کے عذر کے سوا۔ کوئی اور بات ذہن مین نہین آئی۔ نہ کوئی اور صورت معلوم ہوئی۔ اگرچہ یہ بھی تکلیف دہی کے دغدغہ سے اور اوقات شریف کی تضیع سے خالی نہین ہے۔ بیت

گر بنالم پیش تو آن نالہ درد سر بود	در بخواہم عذر این خود درد سر دیگر بود

لختی احوال حلاوت بخش مولانا جامی

حضرت کا شبانہ روزی سلوک اس طرح پر تھا۔ جب آپ نماز عشا پڑھ لیتے تھے۔ تو ایک گھنٹہ بھر مجلس ہوا کرتی تھی۔ جس مین حقائق کا بیان ہوتا تھا۔ اس کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور پھر خلوت کے اندر ایک گھنٹہ بھر

طریقہ مشائخ مین مشغول رہتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ آرام کرنے سے پہلے اس طریق پر شغل کرنا لازم اور اہم بات ہے
تاکہ اس کا فیضان تمام شب پہونچتا رہے - ابتدا ابتدا مین آپ کا زمانہ خواب بہت تھوڑا ہوتا تھا - لیکن اخیر مین رات
کا صرف پچھلا تیسرا حصہ بیداری کے واسطے خاص کر دیا تھا - اور یہ حصہ نماز اور مراقبہ مین گزرتا تھا - اور فرماتے تھے
سحر کے شغل کی برکت تمام دن بہرہتی ہے - پھر نماز صبح کے واسطے جدید وضو کرتے تھے - اور جب فرض پڑھ چکتے تھے
تو مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے - یہان تک کہ آفتاب اشراق کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا اُس وقت نماز اشراق ادا
کر کے - تصنیف اور مطالعہ مین مشغول ہوجاتے تھے - اس عرصہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آیندگان بزم کی تفریح
خاطر کی لئے تھوڑی دیر کو متوجہ ہوجاتے تھے - اور بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا - کہ قبلہ کی برابر مین جلسہ تشہد کے طور پر
بیٹھتے تھے **تعظیماً للحق ولخلقہ** اور جو قبا آپ پہنتے تھے وہ اکثر آستین کشادہ ہوتی تھی - اور بیشتر
زمین پر بیٹھتے تھے - کبھی قبا کو جسم پر سے اُتار کر پاؤن کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے اور مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ فقیر دن
کا جامہ بچھانے کا ٹاٹ بھی ہوتا ہے - اور پہننے کا لباس بھی ہوتا ہے - لباس کی زیب و زینت سے گریزان رہتے
تھے جیسا بھی مل جاتا تھا - اُس کو اچھا جانتے تھے - کبھی قبا ہوتی تھی - اور کبھی جبہ ہوتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے - کہ اس
ذات شریف کی جمیع حرکات، و سکنات کمال خوشنما اور پسندیدہ تھین - کلام کی لطافت - آپ کی فصیح البیانی
زبان کا فصاحت - شورش انگیزی آپ کے سخن کا خمیر اور شوق افزائی آپ کے بیان کا سرمایہ تھی - جو کوئی شخص شریف
یا غیر شریف - آپ کی ملازمت مین پہونچ جاتا تھا - آپ اُس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آکر بیٹھتے تھے - آنے
والا کو جو کچھ تکدر یا غم ہوتا تھا - وہ رفع ہوجاتا تھا - اُس کے بدلہ مین فیض اور خوشی ہمراہ لیجاتا تھا - اور پاس بیٹھنے
مین از روے مروت اپنے اوپر جبر یہان تک گوارا کرتے تھے - کہ جب تک آنے والا اُٹھ نہین جاتا تھا - خود نہین اُٹھتے
تھے - چنانچہ اس التزام سے آپ کو بعض امراض بھی پیدا ہوگیے تھے - مجلسون مین اس بات کی تلاش رہتی تھی -
کہ نیچے بیٹھنے کا موقع ملے - اور چھوٹے درجہ کے آدمیون کے ساتھ کھانا کھانے مین ہم پیالہ ہونے کی صورت پیش
آوے - کھانے کی چیزون مین نہایت بے تکلف تھے - اور درویشانہ کھانون کی طرف میلان خاطر زیادہ ہوتا تھا
آپ کے افعال مین کوئی ایسا عمل داخل نہین ہوتا تھا - جس مین ریا کا شائبہ پایا جاوے - اگر کسی شخص کی نسبت
یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ کسی دنیاوی مال کا حاجت مند ہے - تو آپ خفیہ طور پر اُس کو پہونچاتے تھے - لوگون کے
اعتقاد اور انکار سے آپ کی خاطر بالکل فارغ البال تھی - دنیاوی چیزین اصل حاجت سے جس قدر زیادہ بچ
جاتی تھین - خیر کے کامون اور خیر کی جگہ مین صرف کیا کرتے تھے - شہر ہرات مین مدرسہ تعمیر کرا کر پورا کیا - خیابان

مین مدرسہ اور خانقاہ دونون چیزون کا آغاز کیا - اور اُنہین اتمام کو پہونچایا - اور شہر جام مین جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُس کو مکمل کیا - اکثر ملکین مدرسہ ضیابان کے نام سے وقف کین - جو آپ کی درگاہ کی اطراف مین ہین - صاحب تکملہ نے آپ کے خط مبارک مین سے چند سطرین - اور آپ کی دلکش باتون مین سے چند باتین نقل کی ہین - اور وہ یہ ہین -

کوئی شخص ایسا نہین ہے - جس کی خاطر کبھی حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ ہوتی ہو حضور قلب حضرت باری تعالیٰ کے ساتھ ہونا - ذکر کی حقیقت اور نیز اُس کا مغز ہے - اگر کسی دولتمند شخص کو یہ سعادت حاصل ہو - کہ حضور قلب دائم رہے - اور نیز حضور قلب کا ملکہ دل مین راسخ ہوجاوے - تو اس کو اصطلاح صوفیہ مین "مشاہدہ" کہتے ہین - اور خواجگان ماوراءالنہر کے عرف مین اس کو "یادداشت" کے نام سے تعبیر کرتے ہین - اور "یاد کرد" جو اسم مبارک یا کلمہ طیبہ کی تکرار سے عبارت ہے اور "نگاہداشت" جو مراقبہ سے مراد ہے (اور یہ اسواسطے ہوتا ہے - کہ پراگندگی خاطر پہنچنے نہ پاوے) یہ تمام یادداشت کے حصول کے واسطے ہے - وفقنا اللہ بما یحب ویرضاہ[ف]

واضح ہو - کہ تمام اشخاص کی پیدایش اصل فطرت کے اعتبار سے چار مقدمات پر مبنی ہے

اوّل - یہ کہ انسان کی حقیقت عدم سے وجود مین آئی ہے -

دوم - یہ کہ بقا کا وجود انسان کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا - تو انسان اپنے تئین باقی رکھ سکتا - اور فانی ہونے دیتا -

سوم - یہ کہ تمام موجودات ممکنہ کا حال ایسا ہی ہے -

چہارم - یہ کہ جو کچھ عدم سے وجود مین آتا ہے - اُس کے واسطے موجد کا ہونا ضروری بات ہے یہ چارون مقدمات ایسے صانع کے وجود کا اعتقاد پیدا کرنے کی بنیاد ہین جو بالذات موجود ہو - اُسکے موجود ہونے مین کسی غیر کو دخل نہ ہو -

علاوہ ان مقدمات کے انسان جانتا ہے - بلکہ مشاہدہ کرتا ہے - کہ اللہ پاک کے انعام سے اُس کو عمدہ عمدہ نعمتین ملتی ہین - جیسے خود انسان کا وجود نعمت ہائے الٰہی مین سے ہے - نیز عقلی قوتین - اور ظاہری و باطنی حُسن وغیرہ وغیرہ اللہ جل شانہ کی غیر متناہی نعمتین - نعمت وجود

ف - اللہ تعالیٰ ہم کو اُس شے کی توفیق دیوے - جو اُس کو محبوب ہو - اور جس سے وہ راضی ہو ۱۲

کے تابع۔ اور اُس کے علاوہ ہین۔ اِس مرتبہ مین خاطر انسان کو بحکم الانسان عبید الاحسان
اپنے محسن کی طرف طبعًا جذب ہوتا ہے۔ اور یہ جذب کی ابتدا ہے۔ بعدہ اگر انسان خیال کرے
کہ نفع یا ضرر جو کچھ واقع ہوتا ہے۔ بحکم لافاعل فی الوجود الا اللہ تمام صانع کی ہی طرف
منسوب ہوتا ہے۔ تعالیٰ شانہ اور ہمیشہ اس خیال مین رہے۔ تو اُس کا انجذاب وقتًا فوقتًا
بڑھتا۔ اور لحظہ بہ لحظہ قوی ہوتا جاتا ہے۔ اور ممکنات کے ساتھ جس قدر اُس کا تعلق ہوتا ہے
اُس مین فتور پڑتا جاتا ہے۔ پھر پورا انقطاع ہو جاتا ہے۔

ایک وجہ تو انجذاب خاطر کی یہ ہوئی۔ دوسری یہ۔ کہ انسان جب خیال کرتا ہے۔ کہ
وہ انسانیت اور آدمیت کے اعتبار سے بےلذت نہین ہو سکتا ہے۔ اور لذت میلان خاطر
کے تابع ہوتی ہے۔ اور میلان جس کی طرف ہو۔ وہ ایک امر کامل اور باقی ہونا چاہیے۔ کیونکہ
ناقص یا فانی کی طرف میلان خاطر ہوگا۔ تو چونکہ اُسمین نقصان یا فنا کا عیب لگا ہوا ہے
لہذا نتیجہ میلان غم ہوگا۔ اور ادھر انسان یہ بھی خیال کرتا ہے۔ کہ کامل مطلق لم یزل اور لایزال
ذوالجلال والافضال کی ذات اقدس ہے۔ کیونکہ حسن وجمال اور احسان وکمال جو کچھ
ہے۔ یہ سب فی الحقیقۃ حق کے ہی واسطے ثابت ہے۔ اور جو حسن وجمال اور احسان وکمال
ممکنات مین پایا جاتا ہے۔ یہ فی الحقیقۃ حضرت ذوالجلال کے حسن وجمال اور احسان و
کمال کا پرتو ہے جل وعلا۔ اور ممکنات کے پاس مستعار ہے۔ کیونکہ ممکن خود اپنی ذات سے
معدوم ہے۔ اور معدوم شے کا وصف کمال نہین ہو سکتا اور ممکن مین جو کچھ نظر آتا ہے یہ معتدبہ
نہین ہے۔ اسیواسطے معرض فنا اور محل زوال مین ہے۔ جب انسان کا علم ان مقدمات
پر حاوی ہوگا۔ تو شک نہین ہے۔ کہ اُس کا انجذاب ایک مرتبہ اور قوت پکڑ جاے گا۔ کیونکہ محبت
پیدا ہونے کا باعث حسن ہوتا ہے یا احسان اور یہ دونون خوبیان اللہ جل شانہ کو ہی حاصل
ہین۔ اور جب انسان حق کے کمال وبقا کا۔ اور خلق کے نقصان وفنا کا خیال مداومت کے
ساتھ کرے گا۔ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا (ترجمہ۔ مطلوبی اور محبوبی کے لائق کوئی نہین ہے
مگر خدا جو ان مذکورہ بالا دونون خیالون کو لازم کرتا ہے) ورد کریگا۔ تو حضرت حق سبحانہ کی طرف
اُس کی کشش اور غیر حق سے اُس کی بےتعلقی اس درجہ کو پہونچ جاویگی۔ کہ ممکنات سے

تعلق بالکل منقطع ہوجاوے گا بلکہ جو کچھ غیر خدا ہے۔ سب کو بھول جاوے گا۔

اگر کسی کو یہ حال حاصل نہ ہو۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا عقائد مین سے کوئی عقیدہ اُسکو حاصل نہین ہے۔ یا خواہشات طبیعت مین انہماک اس درجہ بڑھا ہوا ہے۔ کہ اُس مین متاثر ہونے کی قابلیت ہی نہین رہی۔ اور وہ شخص گروہ انعام مین شامل ہوگیا اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ گروہ باوجودیکہ اہل ایمان ہین۔ مگر اُن حیوانات کی صورتون مین ہین جو اخلاق کے اعتبار سے اس گروہ سے ملتے جلتے ہین۔ جیسے کہ حدیث نبوی علی مصدرہ الصلوۃ والسلام اس بارہ مین ناطق ہے۔ ایک شخص مولانا کی مجلس مین علیہ الرحمۃ والرضوان آیا۔ اور کہا۔ مین ہر چند ذکر کرتا ہون۔ متاثر نہین ہوتا ہون۔ فرمایا۔ عقیدہ کو درست کرنا چاہیئے۔ فرماتے تھے۔ بعض مشائخ ذکر مین صرف اسم مبارک اللہ پر اکتفا کرتے ہین۔ لقولہ تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اگرچہ اسم مبارک حق سبحانہ کے کمال پر مشتمل ہے۔ اور اسواسطے یہ حق کے ساتھ یکسوئی۔ اور خلق کے ساتھ بے تعلقی کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے لیکن کلمہ متبرکہ کو اس بارہ مین دخل زیادہ ہے اس لیے اکثر مشائخ نے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ اور نص نبوی علیہ الصلوۃ والسلام اس ذکر کی افضلیت مین شاہد موجود ہے۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور نیز دیگر بہت سی احادیث اس کے افضل اور ارفع ہونے کے بارہ مین واقع ہین۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے بھی اسکو تہلیل کہتے ہین۔ کیونکہ تہلیل کے معنی آواز کا بلند کرنا ہین۔ اللہ جل شانہ کے ساتھ حضور قلب اُس صفت سے اور اُس طرح پر پیدا کرنا۔ کہ جس صفت سے اور جس طرح پر یہ انسان اللہ جل شانہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہو۔ مثل اس کے ہے۔ کہ جیسے یہ انسان حقیقت ذکر اور اس کی اہلیت کا موجد اور مظہر ہے۔ ذکر کی ایک صورت ہے ایک معنی ہے۔ اور ایک حقیقت ہے۔ صورت ذکر تو عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ خاص کو جو حروف سے مرکب ہے تکلم کے طریق پر آہستہ یا بلند ادا کرے۔ یا تخیل کے طریق پر ذہن مین حاضر لاوے۔ معنی ذکر عبارت اس سے ہے کہ ذاکر لفظ مذکور کے معنی اور مفہوم مین بھی فکر کرے۔ اور حقیقت ذکر عبارت اس سے ہے کہ ذاکر صرف اس لقصوری مفہوم کو شعور مین لاوے۔ جو ذکر کی توجہ کا قبلہ اور تیر کا نشانہ ہے۔ آہستہ طور پر تکلم بعض

ف۔ یہ لوگ چارپایون کی مثل ہین۔ بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ ۱۲

مشائخ کا طریقہ ہے - انہیں میں شیخ کبیر محی الدین عبد الدین قدس سرہ العزیز اور ذکر کرنے میں اکثر مشائخ کا طریق بتکلم بالجہر ہے - اور تخیل - ذکر خفی ہے - اور یہ طریق خواجگان ہے قدس اللہ اسرارہم
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً[1]

یاد مولانا علاء الدین محمد[2] مکتب دار

آپ اُس نبی کے علماء اُمت میں سے ہیں جنہوں نے انت منی کے ارشاد کو عام کر دیا ہے۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے۔ لیکن راہ سلوک آپ کو ملے ہوئی ہے شیخ عبد الکبیر یمنی کے فیض ملازمت سے جو ایک واسطہ سے شیخ عبد الرحمن مصری کے خلیفہ ہیں۔ نیز شیخ عبد الکبیر کے فیض ملازمت سے ہی۔ آپ کی ہمت علو مرتبہ کو پہونچی ہے سکتے ہیں - ایک روز آپ فرماتے تھے شیخ یمنی نے حدیث قدسی کی تعریف دریافت فرمائی میں نے عرض کیا - جو معنوی کلام بے توسل فرشتہ پیغمبر کے نفس ناطقہ پر نزول فرماوے - وہ حدیث قدسی ہے شیخ نے فرمایا - اس بنیاد پر تو اس گروہ کے واردات اقوال بھی حدیث قدسی ہیں - اسپر سامعین میں سے ایک شخص نے کہا - اگر آپ ایسا فرمادینگے - تو گروہ صوفیہ کی طبقہ انبیا کے ساتھ مساوات لازم آجاویگی - جواب دیا - مساوات اس سبب سے لازم نہیں آویگی - کہ نسبت مذکورہ انبیا میں بالاصالۃ - اور اولیا میں بالاتباع ہے راقم کی خاطر فاتر میں یہ بات آتی ہے - کہ جس حالت میں نفس الامر ایک جنس سے ہو - اور وہ مختلف الکیفیۃ افراد سے ظہور پذیر ہو - ایسی حالت میں اُس کو ایک نام سے نامزد کرنا ہی - دلیری کے میدان میں قدم رکھنا - اور ادب کے آباد شہر سے نکل کر گستاخی کے ویران صحرا میں جانا ہے - اور نام رکھنے میں - درجہ کا لحاظ بھی ضروری بات ہے - جیسے خرق عادت کی نمود و نمائش کہ یہ جس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے - اُس کے اعتبار سے - اُس کا نام بھی جداگانہ ہوتا ہے - نبی سے معجزہ - ولی سے کرامت - مومن سے معونت - اور غیر مومن سے استدراج مصرع حفظ مراتب ست ہمین شیوہ و خطاب

یاد مولانا عبد اللہ فرنخووی

آپ عالم - عارف - کامل - عامل - اور اندر باہر سے یک رو تھے - فرماتے تھے - مولانا عبد الرحمن احمد جامی باطنی محل کے کنگرہ پر چڑھتے وقت پر زن کو کھول کر جاتے اور آتے ہیں - لیکن مولانا علاء الدین محمد مکتب دار جانے اور آنے میں پر کھولتے ہی نہیں - کہتے ہیں اس بیان سے مراد یہ ہے - کہ مولانا عبد الرحمن سلوک طریقت میں اضطراب اور عجلت رکھتے ہیں - اور مولانا علاء الدین آرام اور آسائش کے ساتھ چلتے ہیں - راقم کے ذہن میں لکھتے وقت

[1] اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہی (لوگو) اپنے پروردگار سے گڑ گڑا (گڑ گڑا) کر اور چپکے (چپکے) دعا کیا کرو ۱۲ -

ایسا آیا۔ کہ پر کھول کر پرواز کرنا عبارت تعرج کے ظاہر کرنے سے ہے۔ اور بغیر پر کھلے ہوئے اُڑنا سرا و تعرج کے مخفی رکھنے سے ہے۔ بیشک جامی قدس سرہ کے آثار کا ظاہر ہونا۔ اور مکتب دار رحمہ اللہ کی برکات کا مخفی رہنا۔ اس توجیہ کے صحیح ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔

یاد درویش منصور سبزواری

آپ اندر اور باہر سے اس درجہ دُبلے اور سنجیدہ تھے۔ کہ بیان میں نہیں آسکتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہم عصر ہیں۔ میر علیشیر نوائی کمال عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ نہایت دلبستگی اور محبت تھی۔ اکثر آپ کی عمر روزہ وصال میں ہی گزرتی تھی۔

یاد مولانا محمد روحی

آپ کا لقب شمس الدین۔ اور کنیت ابوالمکارم ہے۔ ہرات کے پرگنوں میں سے کسی پرگنہ کے رہنے والے ہیں استقامت اور کرامت میں آپ کو کمال تھا۔ مولانا سعدالدین کاشغری کے مرید ہیں۔ کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ۔ نہایت پرہیزگار اور صالحہ تھیں۔ ان کا رتبہ ریاضت اور بلند ہمتی میں بہت بڑا تھا۔ یہ فرماتی ہیں۔ مجکو امید تھی۔ ایک رات مینے عالم مثال میں نبی مصطفیٰ علیہ السلام کی زبان سے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى سے نوید پسر سنی۔ اِس کے بعد اُسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکھا گیا۔ کہتے ہیں۔ آغاز زمانہ ہوش سے پیکر واپسین نفس تک آپ کے سلوک میں کسی قسم کی لغزش نہیں آئی۔ آپنے اپنی تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت میں گزاری۔ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

یاد شیخ پھجو اساولی

آپ شیخ نظام عمر اکرم کے مرید ہیں۔ جو خلافت میں گیارہ واسطہ کے بعد سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کو ہوپہنچتے ہیں۔ مستقیم الطریق اور مستوی الحال تھے۔ چھبیسویں ذی قعدہ کو عالم روحانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ شیخ جمال نوساری کو ذکر کی سند۔ شغل کی تلقین۔ ارشاد کی اجازت۔ اور خلافت کا خرقہ۔ یہ چیزیں آپ کی ہی ملازمت سے ملی ہیں۔ مصرع جمالِ حق نسر دید بہ چشم او باد۔

یاد شیخ فخرالدین گنج اسرار جونپوری

آپ پیر گنجشکر کی نسل سے ہیں۔ قدس اللہ سرہما۔ ایزدی اسرار اور آلہی انوار کا آپ خزانہ تھے۔ اور بزرگی کا

۵۔ اپنی خواہش انسانی سے باتیں نہیں بناتے ہیں ۱۲

زمانہ کو آپ سے فخر تہا - آپ کا دلکش قول ہے - جو کمال مجکو حاصل ہوا - اُس کو مینے دوربین عقل کی بدولت سمجہا کیونکہ کسی شخص کی ہدایت کا احسان - اور احسان کا بار - راہ سلوک مین میرے اوپر نہین ہے - اور شیخ نظامی گنجوی قدس سرہ کے یہ اشعار پڑہا کرتے تہے - مثنوی

خرد شیخ الشیوخ راہِ تو بس ۔۔۔ از و پرس ایچہ می پرسی نہ از کس
بپرس از عقل دور اندیش گستاخ ۔۔۔ کہ چون شاید شدن بربام این کاخ
بیاسجان توانی شد برافلاک ۔۔۔ رہا کن شہر بند خاک باخاک
مگو بربام گردون چون توان رفت ۔۔۔ توان رفت از زنام خود توان رفت
برین زرین حصار آن شد برومند ۔۔۔ کہ از خود برگرفت این آہنین بند
کہ ملک و مال دفتر زند و زر و زور ۔۔۔ ہمہ ہستند با تو تالبِ گور
ازین مشتِ خیال کاروان زن ۔۔۔ عنان بستان علم بر آسمان زن

یہ مثنوی خبر دیتی ہے - کہ نظم کرنے والا اور پڑہنے والا دونون اویسیہ گروہ مین سے ہین - **القصہ** بہت سے خداشناس لوگ آپ کے صادق مرید تہے - اور اُن اطراف کے حکام اعلیٰ ہی نہایت نیازمندی اور اعتقاد کے ساتہہ آپ کی ملازمت کی آرزو رکہا کرتے تہے - اور ادب اور اہتمام کے ساتہہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تہے - آپ کی قبر جونپور مین زیارت گاہ ہے - اور مشہور ہے - مصرع گنج اسرار است خاکِ پاکِ او -

یاد شیخ بہاء الدین گنج روان

آپ اپنے پدر بزرگوار شیخ فخر الدین ثانی کے خلیفہ ہین - کہتے ہین - قادر شاہی عہد تہا - زمین کالپی کی تلائی مین ایک بہیانک جنگل تہا - اُس تلائی مین شیخ نے اور شیخ کے ساتہہ - دہلی کے چند خدا پرستون نے مخدوم جہانیان کی اجازت سے رہنے کو مکان بنا لیا تہا - اور وہان پر خدائی پرستش کیا کرتے تہے - اور اس مین خوشوقتی کے ساتہہ زندگی بسر ہوتی تہی - خوراک کا طریقہ یہ تہا - کہ دیگون کو پانی سے بہر کر چولہے پر رکہہ دیا کرتے تہے - اور ایک معتدبہ عرصہ کے بعد اُتار لیا کرتے تہے - گہی سے تر بتر کہچڑی اس قدر تیار ملتی تہی - کہ وہ کہانے والون کو مکتفی ہوا کرتی تہی - اس عجیب و غریب خرق عادت کے ذریعہ سے گنج روان آپ کا نام پڑ گیا - کہتے ہین ایک روز شکار کرنے کرتے - حاکم وقت کا گذر شیخ کی عبادت گاہ کی طرف ہوا - وہان پہاڑی بکرہ کو شیر کے پیچہے پیچہے پہرتا ہوا دیکہا - اُسی وقت دل مین ٹہان لی - کہ یہان پر ایک شہر آباد اور قلعہ تعمیر ہونا چاہیئے - لیکن جب قلعہ کی

دیوار پوری ہونے کو آتی تھی۔ کالپ نام ایک جن اُس کو گرا دیتا تھا۔ اس کام کے انتظام کے واسطے حاکم مذکور نے شیخ کے دیدار کے لئے نیازمندانہ رجوع کیا۔ آپ اندرونی سبب سمجھ گئے۔ ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے دیوار مین لگا دی۔ اور محمد آباد نام رکھا۔ اور ہندیون کے نزدیک یہ بات ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا بیابان کالپ جن کی رہنے کی جگہ ہے۔ لفظ کالپی کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے۔ کہتے ہین۔ بادشاہ وقت یا دوسرے ذی استطاعت لوگ نقد جنس۔ دیہ باغ غرض جو کچھ بھی شیخ کے حضور مین پیش کرتے تھے۔ قبول نہین ہوتا تھا۔ اس سبب سے متعلقین تکلیف پاتے تھے۔ ایک روز آپنے متعلقین کو غیر صابر دیکھکر فرمایا۔ کہ تم لوگون کی قوت کے واسطے آپ جمنا سے ہم کسی قدر زمین لیتے ہین۔ جو لوگون کا احسان نہ ہوتے ہوئے خاص روزی رسان کے خزانہ سے ملے گی پس جمنا کو ایک دفعہ اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ فرمایا۔ اس کنارہ سے چند جریب زمین ہمارے فرمان برداروں کے لئے چھوڑ دے۔ اور پانی کا راستہ اوپر سے کرے۔ ان دونون دفعہ حکم کی تعمیل نہین ہوئی۔ تیسری دفعہ عصا ہاتھ مین لیکر غصہ سے پانی پر مارا۔ فوراً پانی نے ہٹ کر موضع بھلاسے کجی کے ساتھ بہنا شروع کیا۔ اور اکم وبیش تین سو جریب زمین پانی مین سے نکل آئی۔ کہتے ہین۔ اُسی زمین مین شیخ کی۔ اور شیخ کی تمام نسل والون کی کھیتی۔ گھر۔ باغ۔ اور خوابگاہ آج تک ہے۔ **مصرع** بادا نثار دُر سلامت روی برو۔

یاد شیخ کمال الدین حسین

آپ خالد کے فرزند ہین۔ جو اجمیری ناگوری تھے **قدس سرہما** کمال دانش وبینش تھی۔ آپنے شیخ ابراہیم **قدس سرہ** کی خدمت سے ظاہری اور باطنی کمالات تحصیل کر کے۔ خرقہ خلافت لیا تھا شیخ ابراہیم شیخ عبدالعزیز ناگوری کے خلیفہ ہین شیخ عبدالعزیز شیخ فریدالدین ناگوری کے خلیفہ ہین۔ اور شیخ فریدالدین ناگوری شیخ حمیدالدین سوالی کی بزرگ اولاد اور خلفا مین سے ہین۔ **قدس اسرارہم** بعض کا کہنا یہ ہے۔ کہ خالد۔ خواجہ بزرگ معین الاولیا کی نسل سے ہین **قدس سرہ**۔ تفسیر نور النبی جو بہت سے نکات اور وجوہ تفاسیر کو جامع ہے۔ اور اصول الانوار درباب تذکرہ ابرار یہ دونون کتابین آپ کی ہی تصنیف ہین۔ اصول الانوار مین خانوادہ چشت کے مشائخ کے حالات اور نسبون کا حال اصول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن آپنے اپنے حالات کے بارہ مین صرف اتنا لکھا ہے کہ خالد کا بیٹا۔ مریدان معینیہ مین کمترین مرید ہے۔ اور اپنی نسب کے متعلق قطعی کوئی بات نہین لکھی۔ مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے۔ مینے اجمیر مین شیخ عبدالقادر ابن شیخ ابوالفتح کی ملازمت حاصل کی تھی۔ جو خواجہ سرور ابن شیخ حسین خالد کے پوتے ہین۔ اور نیز مینے آپ سے تحقیق نسب بھی کی تھی۔ فرمایا۔ کہ ہمارے جرے یا چلے ردابط

سے شیخ حمید الدین سوالی کو پہونچتے ہین قدس اسرار ہم مصرع ع ہم نسب وہم سبب ہر دو حجاب دل ست۔

یاد سید حامد حسنی چشتی

آپ سید حسین سنبھوالہ کے برادر زادہ (بھتیجہ) ہین محبت ۔معرفت ۔عشق اور آگاہی کے دریا تہے ۔ زعم اُنکا آپ کی خدمت مین رہا کرنے تھے ۔ اور انہین سے ایک لڑکے کی طرف میلان خاطر ہی تھا ۔ آپنے کبوتر اُس لڑکے کے سپرد کردیا تھا ۔ کہ وہ ہمیشہ ہاتہہ مین رکہے ۔ غرض اس سے یہ تہی کہ کبوتر کا بظاہر دیکہنا ۔مطلوب کا جمال دیکہنے کے واسطے بہانہ ہو ۔ اور نظر بازی کو علی الاعلان شہرت نہو ۔ ایک روز کسی عرس مین آپ تشریف لئے جاتے تہے منظور نظر کو کہا ۔ اگر مجکو ایسی بے ہوشی لاحق ہو جس سے نماز غارت ہوتی ہو ۔ تو آگاہ کردینا ۔ جب مجلس سماع مین پہونچے ۔ تو ایک گانون والہ کو فرمایا ۔ کہ کوئی قصہ عشق کا بیان کرو ۔ مجبوراً اُس نے بیان کرنا شروع کیا ۔

ہمارے گانون مین ایک کمہار تہا ۔ جس کو اپنی عورت کے ساتہہ عشق تہا ۔ اُس کے بدون کسی وقت نہین رہتا تھا ۔ اور نہ بدون اُس کے کہین جاتا تھا ۔ اتفاقاً وہ عورت ایسی بیمار ہوئی ۔ کہ بہت عرصہ تک بیمار ہی چلی گئی ۔ اُس عورتنے ایک روز ازراہ مہربانی اپنے شوہر سے کہا ۔ میری خوشی یہ ہے ۔ کہ آپ دوسرا عقد کرلیوین ۔ مرد نے انکار کیا ۔ اسی قسم کی گفت وشنید اس درجہ تک بڑہی ۔ کہ آخر کار مرد نے دوسری عورت کرلی ۔ اور شہوت پرستی سے اُسپر عاشق ہوگیا ۔ پہر یہان تک نوبت پہونچی ۔ کہ پہلی عورت سے کبہی ہم بستر نہین ہوتا تہا ۔ اس عرصہ مین گہر مین آگ لگی مرد اپنی نئی عورت کا ہاتہہ پکڑکر باہر نکل آیا ۔ اور قدیمہ عورت کو بدستور حالت بیماری مین زمین پر پڑا ہوا چہوڑا اور پکار کر کہا ۔ گدہا جو گہر مین بندہا ہے ۔ اس کی رسی کہول دے ۔ اور باہر چلی آ ۔ وہ عورت جفائے شوہر کا بہانہ تلاش کرتی ہی تہی ۔ فوراً فرمان شوہر سنتے ہی اُٹہہ کہڑی ہوئی ۔ اور افتان خیزان گدہے کے پاس گئی ۔ کہ اُس کی رسی کہولے ۔ یکایک وہان آگ کی لپٹ لگی ۔ اور اُس نے جلا کر راکہہ کردیا ۔

یہ قصہ گانون والے سنکر سید کے دل مین سخت شورش اور سوزش پیدا ہوئی ۔ فرمایا ۔ انسان کو فرمان برداری مین کمہار کی عورت سے کم نہین ہونا چاہئیے ۔ اسکے بعد یہ بیت پڑہی ۔ بیت

جہان در چشم مجنون بود از ویرانہ ہست	درین ویرانہ نتوان بود از دیوانہ کمتر

وجد کی حالت طاری ہوئی - ملک شیر مشائخ کا بیان ہے - کہ اندرونی حرارت سے سید کے بدن مین ہڈیان پانی ہوگئی تھین - نماز عصر کا وقت ہوا تو اُس منظور نظر نے عرض کیا - کہ نماز کا وقت جاتا ہے - آپ ہوش مین آئے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی - اور سلام کے ہمراہ زندگی کا سرمایہ بھی - الٰہی وصال کی بارگاہ مین بھیج دیا -

مصرع جان او مسند نشین پیشگاہ وصل باد -

یاد شیخ نورالدین احمد منڈوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس سرہما سلاطین خلجی کے عہد مین پٹن ملتان سے مالوہ کی طرف آئے تھے - شہر منڈو (مانڈو) کے کوہستان مین ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوئے - اور ناہنجار نفس کے ساتھ لڑائی ٹھان کر فتح حاصل کی - یہان تک آپ کا استغراق بڑھ گیا تھا - کہ سکر کی حالت سے ہوش کی حالت مین کمتر آیا کرتے تھے - حتیٰ کہ وحشی اور پرند جانور ہمیشہ آپ کے گرداگرد جمع رہتے تھے - اور آپ کو ان بیابانی جانورون کے ہونے یا ہونے سے قطعی خبر نہین ہوتی تھی - چونکہ ایزدی نگہبانی آپ کی حافظ تھی - اسواسطے آپ کو درندون سے کچھ آزار نہین پہونچتا تھا - آپ کے زمانہ ہوش کی باتون مین سے یہ باتین بھی ہین - جس کسی کو حق کے ساتھ آرام ملتا ہے - تمام وحشی اُس کے رام ہوجاتے ہین - مصرع جان او با مہر جانان رام باد - آپ کی خوابگاہ منڈو (مانڈو) مین ہے -

یاد شیخ داؤد اسادلی

آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری سے مرید ہین - اللہ جل شانہ کی ہستی - اور مخلوق کی نیستی سے ہمیشہ باخبر تھے - کہتے ہین - ذکر کرنے کے وقت جب آپ لا الٰہ کہتے تھے - تو دیکھنے والون کو جاسوسی نگاہ کرنے پر بھی آپکے عنصری جسم سے سواے ہڈیون کے کچھ معلوم نہین ہوتا تھا - پھر جب الا اللہ کا نعرہ مارتے تھے تو مکان کا اندرونی حصہ آپ کے عنصری کالبد اور اُسکے اقطار ثلثہ پر تنگ نظر آیا کرتا تھا - آٹھوین ذی حجہ کو دنیا سے کوچ کر کے حقیقی دیدار کا احرام باندھا - اور اپنے پیر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین آرام فرمایا **بیت** -

اے خوش آن یادت کہ از خویشم فراموشی دہد — دل بہ آتش بسپر و لب را بہ خاموشی دہد

یاد شاہ ابدال

آپ عرب کے ملک سے دریاے اعظم کی سیر کرتے ہوئے - آچھے بندر کے راستہ سے صوبہ گور بنگالہ مین آئے تھے - وہان کے حاکم حسین شاہ نے اپنی لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کر دیا - اُس لڑکی کے ساتھ ایک

کنیز بھی تھی - جو حسن خدمت کی وجہ سے آپکے دل مین گھر رکھتی تھی - ملکہ کنیز کے ساتھ اس قسم کی یک جہتی دیکھکر ہمیشہ غیرت کیا کرتی تھی - اور فرصت کی تلاش مین تھی - ایک روز شاہ ابدال بغرض تفریح - اپنے دوستون کے ساتھ گھر سے صحرا کو گئے تھے - ملکہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر کنیز کو مار ڈالا - اور اُس کی لاش ایک گھڑے مین بھر کر دریا مین بہا دی اتفاق سے آپ سیر کنان دریا کے کنارہ جا پہونچے - وہان آپ کی زبان پر یہ بات آئی کہ دریا سے میری ریحانہ کی خوشبو آتی ہے - چارون طرف نگاہ دوڑائی - ایک گھڑا نظر آیا - تیراک لوگ وہ گھڑا نکال لائے دیکھا - تو اُس مین آپ کی منظورہ کا جسم تھا - یہ دل آشوب واقعہ دیکھکر آپ کے دل مین بہت کچھ شورش اور وجد پیدا ہوا - ناچار مقتول کو سپرد خاک کیا - اور رضا نہ خدا کا عزم صمم کر کے صحرا کا راستہ لیا - سرگردان اور پریشان رنت تھنبور[۱] کی زمین مین پہونچے - یہان پر ایک مستحکم قلعہ اور ایک بلند پہاڑ ہے - دار الخلافۃ آگرہ سے مالوہ کی طرف پانچ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - آپنے زمانہ جدائی اسی جگہہ بسر کیا - جب فرمان وصال پہونچا - تو مین خوابگاہ اختیار کی مصرع خدا وارد بمطلوبش ہم آغوش -

پادشاہ نعمان

آپ کی قبر قلعہ آسیر کے تحت مین ہے جو خاندیسی سلاطین کا تخت گاہ ہے - آپ حافظ کے بیٹے - حافظ نور الدین کے بیٹے نور الدین شرف الدین کے بیٹے - اور شرف الدین شیخ محمد زاہد کے بیٹے تھے - جنکی قبر دہلی مین ہے - اور زمانہ سابق دشت قبچاق سے ہند مین آئے تھے - شاہ نعمان نے رحلت غرہ ربیع الاول کو فرمائی ہے - لہذا پہلی تاریخ سے لیکر پانچوین تاریخ تک عرس ہوتا ہے اور ملک کے چارون طرف سے ہر ایک قسم کے آدمی اپنے کنبہ و قبیلہ کو ہمراہ لیکر عرس مین آتے ہین - اور برہان پور ایک بڑا شہر یہان سے پانچ کوس پر ہے - برہان پور کے باشندے چھوٹے بڑے - عورت مرد - نیک و بد - بوڑھے اور جوان مومن اور کافر - غرض کہ سب اپنے گھر ون کے دروازون پر قفل لگا دیتے ہین - اور اس مقام مین پہونچکر یہ پانچ روز سیر و سرور مین گزارتے ہین - انواع و اقسام کی نذرین اور نیازین چڑہتی ہین - ہزارون مشتاق باہم اپنی دیرینہ آرزوون مین کامیاب ہوتے ہین - بہت سے آزاد مزاج - عنبرین جال کے پیچ در پیچ پہندے مین پہنس جاتے ہین - بہت سے لوگ سامان کی خرید و فروخت کر کے اصل سے کئی حصہ زیادہ نفع اُٹھاتے ہین راقم نے دو دفعہ اس تماشا گاہ مین جا کر ہر قسم کے آدمیون مین گھُس

---

[۱] اس نام کے دو مواضع ہین - ایک بضلع شاہجہانپور مالوہ ہے - مگر اس موضع مین قلعہ اور پہاڑ نہین ہے - اور آگرہ سے تقریبا ڈیڑہ سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - دوسرا موضع آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ہے - یہان البتہ دیکھنے والے قلعہ اور پہاڑ ضرور بیان کرتے ہین - اور یہ موضع آگرہ سے تقریبا پانچ ہی منزل دور بھی ہے - ۱۲

[پی]وندہ کر کے حفظ اُٹھایا ہے - بیت

[ہمہ]جہان عاشق و معشوق مکار		زہے صد متاع و صد خریدار	

کہتے ہیں شیخ نعمان شیخ محمد ضیا کے مرید ہیں - اور شیخ محمد ضیا کو رہنمائے طریقت - سید نظام الدین ہیں - جو شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ تھے - اور سید نظام الدین کا مرقد سونگی پٹن دکن میں ہے - یہ ایک شہر ہے دریائے بان گنگا کے کنارہ پر - جہان مورتی پوجن والون کی بڑی پرستش گاہ (مندر) ہے اور یہان کے کپڑا بننے والے مندیل اور کمر بند ایسے عمدہ بنتے ہین - جو دوسرے اچھے اچھے شہرون مین بھی یہان کے سوا نایاب ہین -

یاد شاہ عبد اللہ

آپ شاہ یوسف بھائی قریشی کے بیٹے تھے - قدس سرھما - سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودی کے عہد مین ملتان سے آکر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی - سلطان بہلول نے آپ کو اپنا داماد بنالیا - بزرگی کے آثار اور ولایت کی علامتین بہت سی آپ کے افعال سے اور آپ کی پیشانی سے عیان تھین - بائیسوین صفر کے روز جہان مجازی کو رخصت کیا - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین جو تھے یہ سلطان کی لڑکی سے تھے اور انہین دہلی کے شیخ الاسلام ہو گئے تھے - شیخ ابوالفتح جو بمقام دہلی دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ مین مرجع صغیر و کبیر ہو گئے ہین شیخ الاسلام ابن عبد اللہ کے فرزند تھے -

یاد شاہ نعمت اللہ چشتی

سلطان سکندر لودہی کی اکثر فوج آپ کی معتقد تھی - اور سردار فوج بھی آپ کے ساتھ مریدانہ سلوک کیا کرتا تھا - القصہ آپ کی پیری اور بزرگی کا یہان تک شہرہ ہوا تھا - کہ سنتے سنتے اہل زمانہ کے کان بہر گئے تھے آپ کی قبر دار السلطنت آگرہ مین ہے -

یاد شیخ تاج الدین محمد دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کی اولاد کبار مین سے ہین - باطن مین مخدوم - ظاہر مین خادم - دل سے آزاد - اور تن سے بندہ ہونا - یہ آپ کی عادت تھی شیخ نظام الاولیا کے روضہ مین اکثر خانقاہ نشین رہتے ہین - اُن کی خدمات اور اُن کے کامون کی دیکھ بھال - دہلی مین آپکے آباواجداد کے تعلق تھی - آج کل آپکے فرزندون سے اِن خدمات کا تعلق ہے - اُن کے نام شیخ زکریا - اور شیخ علاء الدین ہین -

یاد میر ابو النجیب شاہ طیب

آپ کو ظاہری و باطنی روشنی - اور کشف و عرفان کی سعادت حاصل تھی - اور ان امور میں آپ کافی طور پر کامیاب تھے - ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے - دنیا جمع کرنے والوں کے سامنے احتیاج نہیں لیجاتے تھے - آپ کے اقوال اور افعال سے عجیب عجیب چیزیں اہل زمانہ دیکھتے تھے - آپ کی طرز معاشرت سے کرامات کی خوشبو لوگوں کو آیا کرتی تھی - آپ کے فرزند سلطان موحد نے پدر بزرگوار کی راہ روش میں - اپنی پسندیدہ رفتار سے اور زیادہ رونق دیدی تھی - اور اہل طریقت کی شاہراہ پر چلتے تھے - کہتے ہیں - ایک روز مولانا غیاث الدین احمد سلطان کی ملاقات کو آئے - جب آپ کی صحبت سے باہر نکلے تو فرمایا - لوگو - دیکھو تو سہی - اس خدا شناس نے بظاہر اس جہان میں - اور از روے معنی اُس عالم میں کیسا تماشہ کا بازار گرم کر رکھا ہے مصرع تن بصحبت دل بخلوت کار ماست

یاد مولانا شمس الدین رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ کے بزرگوں میں سے تھے - روز بلوغ سے لب گور تک اپنی ہمت سے غیر کار آمد وقت کو ہاتھ تک نہیں لگایا - اور افعال کے اعتبار سے بیہودگی کے ساتھ آدھا قدم بھی نہیں اُٹھایا - ایک روز کا ذکر ہے آپنے ایک مرید کو نصیحت کے طور پر فرمایا تھا - جو دعوت اور جو مجلس تمہارے بدون فراہم ہو سکے - اور شائستگی کے ساتھ انجام کو پہونچ جاوے - وہاں تم نہ جانا - کیونکہ ایسے موقع پر جانا بیہودہ بات اور لوگوں کے واسطے جگہ تنگ کرنا ہے مصرع انگشت آز در نمک ہیچ خوان مزن -

یاد مولانا زین الدین تائبادی

آپ نے ابواب سلوک کی کشائش سنت اور کتاب کی پیروی سے کی تھی - اور نیز اس ذریعہ سے طریقت کی گھاٹیاں بھی طے فرمائی تھیں - آپ بزرگان عہد کے سرگروہ - اور سالکان تحقیق کے سردار تھے - ظاہری بیعت اور عرفی نسبت ذریعہ خلافت کسی سلسلہ کے پیروں سے نہ تھی - خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے اویسی شان آپ کے حالات سے نمایاں تھی - جب آپنے سفر حجاز کیا تھا - تو بار سارے اولیا کا ساتھ ہو گیا تھا - جب تقلید پرستوں کو نصیحت کرنا منظور ہوتا تھا - تو اس طرح پر راز دار بنایا کرتے تھے - کہ زبان حال سے بیان کیا جاوے - اور خاموشی کا فائدہ اور لسانی کا نقصان جتایا کرتے تھے - قطعہ

ستر حق آن را سزد آموختن	کو ز گفتن لب تواند دوختن
ہر کرا اسرار کار آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند

یادحاجی شیخ سلیمان بنی اسرائیل

آپکو باحقیقت درویشون کے مقامات حاصل تے۔ اور طریقت شناس سالکون کے حالات سے پوری واقفیت تہی۔ آپ کے زمانہ مین اُس شہر کے اندر کوئی شخص آپ کا مقابل نہ تہا۔ آپ کی زادبوم لاہور ہے۔ خانہ کعبہ (خدا کرے خداشناس دلون کی طرح آباد رہے۔) سات بار اس کے طواف کا عزم کر کے لاہور سے کبہی پیادہ اور کبہی سوار روانہ ہوئے۔ اور ارکان حج بجا لائے۔ گروہ گکہر جس کے آدمی شمار کے اعتبار سے ایک جہان کی برابر ہین آپ کے باعقیدت مرید اور دوست تے۔ اور اپنے مال مین سے ہر سال ایک معین حصہ آپ کی نذر کرتے رہتے تے۔ آج تک بہی کہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹہ ہے۔ اپنے پیر کے فرزندون کو وہ حصہ پہونچاتے رہتے ہین۔ آپ کو خرقہ خلافت شیخ صدرالدین حلیم کی خدمت سے تہا۔ شیخ صدرالدین کو اپنے پدر بزرگوار شیخ عمادالدین اسمعیل سے شیخ عمادالدین اسمعیل کو۔ اپنے والد ماجد شیخ رکن الدین الشہید بہ کلانور سے شیخ رکن الدین کو اپنے عم مکرم شیخ صدرالدین حاجی سے شیخ صدرالدین حاجی کو۔ اپنے عم مکرم شیخ رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ سے شیخ رکن الدین ابوالفتح کو۔ اپنے پدر بزرگوار شیخ صدرالدین ابوالمعالم احمد سے۔ اور شیخ صدرالدین ابوالمعالم کو۔ اپنے والد عزیز شیخ بہاءالدین زکریا سے تہا۔ **قدس اللہ ارواحہم و تتمۃ السلسلۃ مذکورۃ فی الکتاب** خلاصہ کلام یہ ہے۔ جب آپ ظاہری زندگانی چہوڑکر اُسجہانی ملک کو کوچ فرما گئے۔ تو آپکے لائق فرزند شیخ عبدالشکور۔ آپ کی جگہ مسند نشین ہوئے۔ شیخ عبدالشکور خداشناسون کی متعدد نیک خصلتون سے آراستہ تے۔ جب شیخ عبدالشکور نے بہی عالم خاک سے جان پاک کی ولایت کو معاودت فرمائی تو ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالمجید نے علم درویشی کہڑا کیا۔ اور سجادہ ولایت بچہایا۔ شیخ منور عالم انہین کے بیٹے ہین۔ باقی حال ان کا جداگانہ لکہا جاوے گا۔

آخرین ساغر دور نہم صدا زراح روح مزاج این فوائد لبریز باد

سخن کی عروس۔ جو انسانی حقیقت کی ہمخوابہ ہے۔ مناسب نہین ہے۔ کہ خاموشی کی کہڑکی کا قفل توڑ کر نفس ناطقہ کے پردہ سے باہر نکل آوے۔ اور لایعنی بوالہوسون کی صحبت کا ارادہ کرکے۔ بہائم کی کریہ آواز کی ہمشیرہ بنے **بیت**۔

	بنطق آدمی بہتر ست از دواب		دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب	

ﻟﮧ باقی سلسلہ کتابون مین مذکور ہے ۱۲۔

پس سب سے زیادہ بہتر یہ ہے - کہ بیان کی پردہ نشین جمیلہ ہمیشہ کے واسطے - آفریدگار ذوالجلال - اور منعم متعال کی یاد اور سپاس مین ہمدم اور محرم بن جاوے - اگر اسقدر پردہ نشینی اور گوشہ گزینی اُس کو میسر نہو - تو اُس وقت بہتر یہ ہے - کہ اصحاب ولایت - اور ارباب ہدایت کے حالات اور اوصاف کا لباس - عبرت کا زیور - اور حکمت کے جواہرات پہنکر معارف کے بیان کرنے مین - اپنے جمال باکمال کی آرایش دکہاوے - ان دو امرون کو چہوڑکر مذکورہ بالا جمیلہ کے لیے کوئی مہربان محرم - اور حُسن افزا خلعت نہین ہے -

وہ بندہ کمال سعادت مند ہے (۱) جس کی زبان اور لب کو کسی مسخرہ کا پنجہ - اور کسی بیہودہ کا ہاتہ کوئی مضرت نہ پہونچاوے - (۲) نیز جو اپنے قیمتی انفاس کے جواہرات کا پاس کرکے - حق کے ذکر مین - اور اہل حق کی یاد مین - زبان ولب کو مصروف رکہے (۳) نیز جو قوت واہمہ اور قوت متخیلہ کی نگہبانی عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعے سے اس طرح کرے کہ ناجی مذہب اسلامیہ کے بزرگون پر - اور اُن کے کسی حال پر وسوسہ اور انکار کے لیے - ان دونون محل (واہمہ اور متخیلہ) مین راہ نہ ملے (۴) اور نیز جو اہل باطن کے معاملات کی اور مدین ظاہر پرست عقل کے آلات سے نہ کرے - کیونکہ یہ مسلک عقول اور نفوس کے مدارج سے پرے ہے -

صحیح بے لوث بات یہ ہے - خدائے تعالیٰ ایسا کرے - کہ ظاہر بینی اور نکتہ چینی کا خان ومان ہی تباہ ہوجاوے - جو کوتہ نظر خرد کا آباد کیا ہوا ہے - تاکہ پہر آیندہ ہر خرق عادت کے نقد کو - اپنی مالوفات اور عادات کی کسوٹی پر نہ پرکہنے پاوے - کیونکہ دشوار نما کرامت کی صحت کو عقل کی ترازو سے تولنا - گویا ایسا ہے کہ شباب کو پہونچے ہوئے بالغ کے حال کا قیاس - کوئی نارسا لڑکا - اپنی حالت پر کرے - هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[۱] اور نیز خداوند تعالیٰ ایسا کرے - کہ اعتقاد کا ساز وسامان اور تسلیم کے محلات - خرابی اور تباہی سے محفوظ رہین - جو ایمان بالغیب کے آباد کئے ہوئے ہین - (۱) کہ جس سے حق شناسون کی عجیب وغریب باتون کی تمیز کرنے مین تامل پاس تک نہ آنے پاوے - تاکہ جو چیز عقل کی قیاسی ترازو پر کامل الوزن اُترے - اُس کو اعتقاد اور تسلیم - تصدیق کرکے اپنی جیب مین ڈال لیوین (۲) نیز جس سے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کے تشخیص کرنے مین فکر پاس پہٹکنے نہ پاوے - تاکہ جو شے قوای مدرکہ کے سانچہ مین نہ ڈہل سکے - اُس شے سے اعتقاد اور تسلیم قطعی منکر ہوجاوین[۲] اَعُوذُ بِاللهِ مِن اَنْ اَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ[۳] بلکہ اُس سعادت مند بندہ کو چاہیئے - کہ جو اصحاب ہوشیاری کے

---

[۱] کہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوسکتے ہین ۱۲ [۳] مین اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون - کہ نادانون کی سی م

[۲] باہین کردن - ۱۲

سالک باغ توحید کی گلگشت کر رہے ہیں جن کا قدم شریعت کی صراط مستقیم پر مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اور نیز جو لوگ شکنجہ ہوس سے نکل کر فنا فی اللہ ہو گئے ہیں۔ جن کے حالات کا صحیفہ شرعی تکلیفات کی رقم سے بالکل سادہ ہے ان لوگوں سے جو عجیب و غریب بات دیکھے پاتے۔ سب کو کرامت سمجھ کر۔ ایزد مطلق کی قدرتی ترازو میں وزن کرے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [1] کو اپنے عقیدت کے نگینہ پر کندہ کرے۔ فَقَلِيْلٌ الَّذِيْنَ يعلمون [2] ان الله على كل شئ قدير يعترفون بانه قادر على خلق العجائب التي هي بخلاف العادة الجارية ويسلمون ما اظهره على ايدى عباده من الخوارق ويقولون انه الحق من ربك فلا تكونن من الممترين۔

اللہ جل شانہ کا شکر او احسان ہے۔ اگرچہ میں کوئی کام نہیں بنا سکا۔ اور نیز کسی جگہ نہیں پہنچ سکا ہوں۔ بیت

ازچہ گیتم کس نمی داند مرا آنکہ من	ہر چہ ہستم آشکارم ہیچ پنہان نیستم

بلکہ وہم اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ اپنے تئیں اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا [3] کے گروہ میں شمار کرتا ہوں لیکن شصت سالہ زمانہ زندگی اس طرح سے گزرا ہے۔ کہ اوّلین پانچ برس نادانی میں نکلے۔ اس کے بعد سات برس مکتب کے اندر قرآن خوانی میں بسر ہوئے۔ اس کے بعد کچھ اوپر تیس سال ظاہری درسی علوم کی تحصیل میں۔ اور نیز شطاریہ مشرب وغیرہ کے ذی ہمت اصحاب کی ملازمت سے فیض پانے میں صرف ہوئے قدسنا الله باسرارهم جب دل میں مشائخ علیہم الرحمۃ کے سربستہ حقائق۔ اطوار۔ اور حالات اچھی طرح سے بھر گئے۔ تو زبان کو میدان حشر تک جو خیالات۔ اور بعض خطبوں میں سوکھے ہوئے تھے۔ سب کو بیدار کیا۔ اس وقت کم و بیش سات سال اس طرح گزرے۔ کہ ہر ایک ملک کے مشائخ کے حالات سفر و سیاحت کے ذریعہ سے فراہم کیے۔ اور نیز اہل اسلام با دیانت ثقہ لوگوں سے خط و کتابت کر کے بہم پہنچائے تین سال کے اندر عبارت آرائی کی۔ اور اس کی ترتیب دی۔ اور ایک سال مسودہ کے صاف

[1] اور اللہ اپنے ارادہ پر قادر ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ [2] جو تھوڑے سے لوگ یہ جانتے ہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اللہ ان عجائبات کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو عادت جاریہ کے خلاف ہیں۔ اور وہ لوگ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس نے خرق عادات کی قوت اپنے بندوں کے ہاتھوں میں رکھی ہے۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اے مخاطب یہ خرق عادت تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ پس تم شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو جانا۔ [3] جن لوگوں کی دنیاوی زندگی کی کوشش گم ہو گئی۔ اور وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں

اکرنے مین صرف ہوا۔ اور اسی ایکسال کے اندر دو گوہر صدف برخورداری۔ نیرین آسمان سخن گزاری عبد الاول اور حسن محمد کی امداد سے زاد ہما اللہ علماً و عمراً مذکورہ بالا حالات صحت اور ترتیب سے مکمل ہو گئے الحمد ہے۔ کہ اللہ تعالی حضور مشائخ کی برکات سے جنہون نے فقیر کی استدعا قبول فرماکر قیل وقال کے دستارخوان پران ادوار اربعہ (چار صدی) کے دائرون مین تشریف ارزانی فرمائی ہے۔ اِن دونون امیدوارون کو اپنے اسم الحفیظ کے سایہ عنایت مین محفوظ رکھکر دونون جہان کے تمتعات سے کامیاب فرماوے۔ آمین اور اس گمنام سرگردان کی باقی ماندہ عمر بھی اپنی یاد مین گزارے۔ بحرمت[۵۱] المذکورین فی ھذہ النسخۃ المترصدۃ للقبول۔

---

۵۱ جن اصحاب کے حالات اس کتاب مین مذکور ہین جو امیدوار قبول ہے۔ اُن کے طفیل مین ۱۲

ابتدائے چھارمی چمن

اِس چمن مین دسوین صدی کے مفصلہ ذیل اصحاب کا طریقہ رفتار اور اُن کے حالات کی کیفیت مذکور ہے

(۱) مراتب وجود کی راہ وروش پہچاننے والے (۲) آلہی احکام کے پڑہنے والے۔

(۳)۔ رسمی علوم کے عالم۔ (۴) دریائے توحید کے تلاطم مین غوطہ لگانے والے

اے خرد۔ تو یہان سے جا۔ اور غور و خوض کو دریوزہ گر لا۔ دیکھہ۔ ہر ایک فرد کی حقیقت حال۔ چشمہ حیات کی بدولت ایسے ثمر کی مانند ہے جس کے اطراف کے نوخیز سبزے ہر ایک کامیاب اور ناکام کی فطرتی نظر مین خدائی اسرار کے ایسے خطوط۔ اور موٹے موٹے حروف نمودار کرتے ہین۔ جن کے ہر ایک صفحہ کے نیچے سے ایک قرآن[۱] لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ؕ کے وصف کو ہمراہ لیئے ہوئے نکلتا ہے۔ اور جس کی ہر ایک سطر کے ضمن مین اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ کی باریک حقیقتون سے بہرا ہوا ایک دفتر مخفی ہے۔

یاد شیخ محمد علا بنگالی

آپ شیخ قاضن شطاری کر کے مشہور ہین۔ اور شاہ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین۔ ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ و مشاہدہ مین آپ کو کمال حاصل تہا۔ انسانی کمالات اور وجدانی حالات آپ کی ذات مین عیان تے علماء باللہ مین سرگروہ۔ اور سالکان سیر فی اللہ مین آپ سردار تے۔ نوی صدی کے اولین نصف حصہ مین جب شاہ عبداللہ شطاری ہندوستان مین آئے۔ تو گزر بنگالہ کی طرف بہی ہوا۔ اور مشائخ بنگالہ کے پاس

لہ کوئی رطب اور کوئی یابس ایسا نہین ہے۔ جو واضح کتاب مین نہو ٭ ۲ مجکو جامع کلمے عطا کیئے گئے ہین ۱۲

کہلا بھیجا۔ کہ ایران و توران سے ایک درویش آیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ خواہ خلوت میں خواہ انجمن میں۔ جس کسی کو جس صورت میں آسان معلوم ہو ملاقات کرے۔ اور کلمۂ توحید کی معلومات باہم بیان کی جائے۔ جس جانب میں کمی ہو۔ وہ جانب زیادہ عالی جانب سے فائدہ اُٹھاکر کمال حاصل کرے۔ شاید اس طریقہ سے آہستہ آہستہ اُس کمال کے میدان میں پہونچنا نصیب ہو۔ جو اُس کے نام زد ہے۔ جب یہ خبر شیخ محمد علا کو پہونچی۔ تو اعتراض آمیز جواب دیا۔ اور مخلصانہ پیش نہیں آئے۔ شاہ نے فرمایا۔ اخیر میں شیخ محمد علا کی بازگشت اسی فقیر کی طرف ہوگی۔ یہ بیان کسی قدر شطاریہ کے ذکر کے سلسلہ میں بھی تحریر ہو چکا ہے۔

کہتے ہیں۔ جب شیخ منڈو (ملتمو) میں بارادہ ملازمت شاہ آئے۔ تو شاہ نے التفات نہ فرمایا۔ ایک تو غربت تھی ہی۔ یہ شکستہ دلی اور اُس پر زیادہ ہوئی۔ عرض کیا۔ ہر گاہ کہ پیری۔ ناتوانی۔ خواہش۔ اور غربت اتنی تمام چیزیں یکسو ہو کر زبان حال سے رحمت و نوازش کے واسطے گدائی کریں۔ تو پھر عنایت عاشقی کو یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ جزا اُس قسم کی دیجاوے۔ جو جنس عمل میں داخل ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے۔ کہ میری گوشۂ تقصیر پر عفو فرمائی جاوے۔ یہ شکستہ دلی کی تقریر سنکر شاہ کے دل سے مہربانی نے جوش کیا۔ فرمایا۔ اگر اپنے آبا و اجداد کی رسم۔ اسم اور سلسلہ چھوڑ کر خانوادہ درویش کی آئین اور نام پر اپنے تئین نام زد کرو۔ تو تمہاری التماس کے ساتھ ساتھ تلقین عمل میں آویگی۔ بالآخر شیخ نے آپ کا فرمانا قبول کیا۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں خلعت خلافت پاکر کمال اور تکمیل کے اونچی سیڑھی پر پہونچ گئے۔ اور باجازت مرشد اپنے وطن کو بازگشت کی۔

یاد شیخ رحمت اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہٗ کے فرزند۔ مرید۔ اور نیز خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عالی مقام پسندیدہ افعال سنجیدہ اقوال ضمیر شناس۔ اور باطن سے آگاہ تھے۔ جب یہ بزرگوار سے گجرات کی اجازت ملی۔ تو احمد آباد میں جاکر اُس کے ایک کنارہ قیام کیا تھا اور دست دانشمندوں نے ہر طرف سے بترک سکونت آکر آپ کی ہمسائگی میں حجرہ بنائے۔ اور صوف پوشوں سے خانقاہ آباد ہوئی۔ اور اس سبب سے وہ کوچہ شیخ پور کے نام سے مشہور ہوا کہتے ہیں۔ جس زمانہ میں فرمان روائی گجرات کی نوبت۔ سلطان محمد کو پہونچی۔ تو خطبہ اور سکہ اُس کے نام سے تازہ جاری ہوا۔ اُسنے بھائیوں کا رسم و قدر ہستی سے مٹانا شروع کیا۔ زمانہ دگا رہتا کہ محمود بیچارہ کو دیہہ سیجوال[۵۱]

[۵۱] خطہ ہائے زمانہ قدیم میں سیجوالی نام اُس گاؤں کا ہو جس کو زمانہ حال میں سیج گاملی کہتے ہیں ۱۲۔ مترجم۔

مین ڈالکر دربار سے باہر نے چلے - جانے کا راستہ شیخ کے ہی کوچہ مین ہو کر تھا - ناگاہ شیخ کی نظر سیجوالی پر پڑی -
ملس کر فرمایا - آفتاب مشی سے آلودہ اور آسمان ابر سے پوشیدہ نہین کیا جاسکتا ہے - یہ آواز جو دایہ کے کان مین
پڑی - تو اُس کو خوشی ہوئی - دل مین مضبوطی سے ٹھان لیا - کہ اگر اس شاہزادہ کو تاج شاہنشاہی مل جاویگا - تو
ان بشارت دینے والے درویش کا مرید کردون گی - آخر کار سلطان محمد کو اجل نے - سلطانی مرتبہ سے اُتار کر نیستی
کے غار مین دھکیل دیا - نوکوس دولت محمود کے نام سے بجنے لگا - اور دایہ نے جو دل مین قرار دیا تھا - وہ بجا ہو
پذیر ہوا - بکیا تھا شیخ کی خانقاہ کو رونق ہی کچھ اور ہو گئی - یہانتک کہ اس رونق پر بھائی کو رشک آیا آپنے فرمایا
غیرت چھوڑ دو - کیونکہ مین مزدور ہون - اور تم مزدوری لینے والے ہو - چند روز بعد آپنے عنصری صورت ترک کر کے جہان
معنی کو سیرگاہ بنایا - اور کوئی فرزند آپ کا نہین تھا - لہذا ظاہری قبضہ تمام شیخ سعد اللہ - اور شیخ سعد اللہ کی فرزندون
کی طرف منتقل ہوا - اور اس عمل نے آپ کی راست بیانی پر گواہی دی مصرع روح پاکش غریق رحمت باد -

یاد فرزندان شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ

آپکے پانچ بیٹے اور ایک دختر تھی - شیخ سعد اللہ - شیخ رحمت اللہ - شیخ حسن سرمست - شیخ نصر اللہ - شیخ شہر اللہ -
بی بی ہُدہ ملک اولین چار لڑکے پدر بزرگوار کی اجازت سے گجرات کو چلے گئے - پانچویں لڑکے آپ کی ملازمت مین رہے
اولین لڑکے شیخ سعد اللہ کا طریق مشل اولیا تھا - جب انھوں نے اس جہان سے رخصت ہو کر احمد آباد کے شیخ ملاذہ
مین ہمیشہ کے واسطے آرام فرمایا - تو ان کے بیٹے شیخ نعمت اللہ نے خرقہ خلافت زیب بدن کیا - اور شیخ نعمت اللہ
کے بعد - ان کے بیٹے شیخ بدیع اللہ سجادہ نشین ہوئے - جب شیخ بدیع اللہ عالم علوی کو کوچ فرمانے لگے - تو
انھون نے اپنے بیٹے شیخ فرید کو اپنا جانشین کیا - شیخ فرید - نوشتہ تقدیر کے موافق گو ظاہری دولت کے اعتبار
رفیع الملکی رتبہ پر پہونچے - لیکن باطنی تجرید یہان تک بڑھی ہوئی تھی - کہ دنیاوی تعلق کو دل مین قطعی راہ نہین ملی
اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہوئی - جب شیخ فرید گزر گئے - تو ایسا کوئی لڑکا نہین تھا - جو آبا سے کرام کی
پیروی ظاہر مین اور باطن مین دونون طرح سے کرتا ہو تے وہ دنیاوی روش تلاش کرنے لگے - پس وہ نقش مٹتی
جاتی رہی - دوسرے لڑکے شیخ رحمت اللہ کا حال جداگانہ لکھا جا چکا ہے - تیسرے لڑکے شیخ حسن سرمست دریاے وحدت
مین ڈوبے ہوئے - مجذوب اور محصور تھے - پانچون وقت صرف ہنگام نماز ہوش مین آتے تھے - سلام کے ہمراہ
وہ عارضی ہوش بھی دعا کہ جاتا تھا - آپ کی قبر بڑودہ مین ہے - اور بڑودہ ایک شہر گجرات کا ہے دریا عزیز
کے کنارہ پر تھے لڑکے شیخ نصر اللہ کا سامان قیام گجرات کے خاندیس مین چلا گیا تھا - جب شیخ نصر اللہ کو آخرین

سفرِ ہوش آیا - تو قلعہ آسیر کے تحت مین - ان کا جسم گرامی سپردِ خاک کر دیا گیا - قلعہ آسیر - اس صوبہ کے سلاطین کا دار السلطنۃ ہے - شیخ نصر اللہ کے بعد اِن کے بیٹے شیخ عزیز اللہ نے جو ہمنام جد تھے - بارِ خرقہ اپنے کندھے پر اُٹھایا - جب شیخ عزیز اللہ نے بھی رحلت فرمائی - تو اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ ثانی دنیاوی طلسم مین منہمک ہو گئے تھے - لہٰذا اس ملک مین امیرِ اعظم ہوئے - شیخ بدیع اللہ ثانی کے بعد شیخ کریم اللہ نے بڑی دولت کو قائم رکھا - شیخ کریم اللہ کے دو بیٹے تھے - شیخ رفیع اور شیخ خواجہ - دونون کے دونون جوان باپ کی زندگی مین ہی کوچ کر گئے - اور ہجری سنہ نو سو ستانوے مین باپ نے بھی عالم بقا کو رحلت فرمائی - اور اپنے سلسلہ کے واسطے آخرین حلقہ چی ہوئے -

یاد مولانا محمد تبادکانی

آپ خوان اَدَّبَنِی رَبِّی [۱] کے راتبہ خوار - اور خرمن وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا [۲] کے خوشہ چین تھے شیخ زین الدین محمد خوافی سے بیعت تھے - شیخ الاسلام زندہ پیل احمد جام کی قبر سے - حقائق پناہی مولانا عبد الرحمن جامی کی خدمت سے - اور نیز دیگر مشائخ سلسلہ کی صحبت سے نہایت کامیابی حاصل کی تھی - اور بزرگی کے اسباب جس قدر باکمال سالکون کے واسطے درکار ہین - یہ سب فراہم کر لئے تھے - آپ کے ہی حالہ سے لوگ کہتے ہین - کہ آپ فرماتے تھے - پیر کی نسبت ادب ملحوظ رکھنے مین - مجھسے دو دفعہ کوتاہی ہوئی ہے - اول یہ - کہ نماز پڑھنے کے وقت امام کے پاؤن کے نیچے جانماز نہ تھی - اور میرے پاؤن کے نیچے تھی - پیر نے فرمایا - اِس جانماز کو ہٹا دو - مینے عرض کیا - میرے مذہب مین کچھ حرج نہین ہے مین شافعی المذہب ہون - دوسرے یہ - کہ ایک روز پیر نے مجکو ایک کام کے واسطے ارشاد فرمایا - میرا وضو تھوڑا سا باقی رہا تھا - مین اُس کو پورا کرکے تعمیل حکم مین مشغول ہوا - اب اس شرمندگی کا علاج مین نہین جانتا - کس دروازہ سے تلاش کرون - کس سے پوچھون - اور کہان پاؤن - اس قسم کی حیرت افزا باتین کہہ کر پریشانی اور سرگردانی کے ساتھ زندہ تھے - کہتے ہین - ایک بار حقائق پناہی (مولانا جامی) آپ کی ملاقات کو گئے - حجرہ کے ایک طاق مین دو جلدین رکھی تھین - مولانا نے دریافت فرمایا - کون کون سی کتابین ہین - جواب دیا - ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا میرا دیوان ہے - جو اہل زمانہ کی دست اندازی کے خوف سے بھاگ کر قرآن پاک کی پناہ مین جا گزین ہوا ہے - مولانا کی طبیعت یہ دل خوش کن بات سنکر بہت خوش ہوئی -

---

[۱] مجکو میرے رب نے ادب سکھایا ہے ۱۲ [۲] اور ہمنے اُس کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ۱۲

یادِ شیخ داؤد ابن فیض اللہ قدس سرہما

آپ کی پیدائش شیر گڈھ کی ہے اور شیر گڈھ صوبہ لاہور کا ایک قلعہ ہے۔ آپ نے علمی اور عیانی جملہ کمالات کی تحصیل سید حامد ابن شیخ عبد الرزاق، بن شیخ عبد القادر حسنی جیلانی سے کی تھی۔ بعض کہتے ہیں ظاہری بیعت سے قبل عمر کا بہت سا حصہ ریاضت میں گزرا تھا۔ جب مشائخ طریقت کی پیروی پختہ ہوگئی۔ تو الہام غیبی کے بموجب آپ سید حامد قادری کے مرید ہوئے قدس سرہ اور جب فضیلتیں حاصل ہوگئیں تو خرقہ خلافت مل گیا۔ آپ خانوادہ قادریہ کے بزرگ خلفا میں سے ہیں۔ آپ کا دم موثر تھا۔ اور نفس میں قوت آخذہ تھی بہت سے قسی القلب سیاہ باطن لوگ آپ کی رہنمائی کی بدولت نفسانیت کے تیرہ و تاریک مکان سے نکل کر روحانی نور آباد میں پہونچ گئے۔ اور بہت سے سعید استعداد والے اصحاب آپ کی ملازمت میں رہ کر سفلی منازل سے علوی مقامات کو ترقی کر گئے۔

ان میں سے ایک آپ کے بھتیجے شیخ ابو المعالی محمد ابن شیخ رحمۃ اللہ بھی تھے جن کا دل صاف طبیعت موزون۔ اور فہم رسا تھی شیخ ابو المعالی کے بہت سے قصیدے اور غزلیں سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تعریف میں ہیں۔ رسالہ محمدیہ قادریہ بھی انہیں کی تصنیف سے ہے شمائل قادریہ۔ بہجۃ الاسرار۔ خلاصۃ المفاخر۔ اور مفتاح الاخلاص گیلانی۔ ان کتب سے اقتباس اور انتخاب کرکے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے۔ اور اس میں اپنے حسن بیان سے سوز و محبت کی چاشنی ملائی ہے جس سے تشنہ کامان صحرائے سلوک مستفید ہوتے ہیں۔

دوسرے شیخ سیف الدین عبد الوہاب تھے۔ ان کی عادتیں اور ان کے کام جملہ آراستہ اور پیراستہ تھے۔ واجب اور ممکن کا معاملہ جو مطلق وجود سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے خیال کے بدون ایک سانس بھی نہیں لیتے تھے۔ اور عدم و وجود سے جس کا سلسلہ ندی کے پانی کی طرح ممکنات پر متواتر پہونچ رہا ہے۔ ایک لحظہ بھی غفلت نہیں کرتے تھے۔ اور بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ[۵۱] کے گروہ میں سے نہیں تھے۔

شیخ داؤد ہجری سنہ نوسو بیاسی میں عنصری خلعت اپنے جسم سے اتار کر عالم یکتائی کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر آپ کی زاد بوم میں ہے۔

---

۵۱ بلکہ یہ جدید پیدائش کے نئے لباس میں ہیں۔۱۲

یاد شیخ بدہن شطاری جونپوری

آپ شیخ عبداللہ شطاری کی نسل مین سے ہین شیخ حافظ جونپوری کی خدمت سے جو شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین - دونون طرح کے علم حاصل کئے تے - اور دونون جہان کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کر کے بہت سے کمالات فراہم کئے تے - سلطان سکندر لودہی کے عہد مین رہنمونی - حقائق نمائی - اور خداشناسی کو فروغ دیا تہا - بہت سے طالبون کو شطاریہ طریقہ تعلیم کیا شیخ عبدالحق دہلوی جو اخبار الاخیار کے مولف - اور راقم گلزار کے دوست ہین - ان کے عم مکرم شیخ رزق اللہ نے ذکر کی تلقین آپ سے ہی پائی تہی -

مصرع حق رزق او ز مشرب شطار نیز داد

یاد مولانا عبدالرحمن کاردگر

آپ کشف - معرفت - اور کرامات کے عالم تے - تصوف نامون کی نکتہ سنجی - اور مدارج توحید کی دقیقہ شناسی کو رونق صوفیون کی محفل مین آپ کے ہی شمول سے ہوا کرتی تہی - نیستی کی چہری سے آپ تمام علاقون کو کاٹ کر حق کے ساتہ مل گئے تے - اور مشائخ وقت کے دریافت سے اور نیز درویشون کی مصاحبت کے اسباب معرفت اور سرمایہ کمالات بہت کچہ فراہم کر لیا تہا -

یاد مولانا محمد صحرائی[1]

آپ ایک لاابالی درویش - اور سرمست فقیر تہے - ازلی توفیق کی رہنمائی سے آپ مولانا محمد تاباد کانی کی خدمت مین پہونچے اور مولانا کو اپنا پیر سلوک بنایا جس طرح پر کہ تلقین ہوئی - چند چلے کہینچ کر کامیابی حاصل کی اور وطن سے حجاز تک پیادہ پا اسعزور کہتے ہوئے جا کر حرمین محترمین کے طواف سے مشرف ہوئے -

یاد امیر سید علی قوام

آپ - سمانہ کے سادات مین سے ہین - خداطلبی کی شورش کا ثمرہ یہ ہوا - کہ گہربار سے آوارہ ہو گئے جب شہر جونپور مین پہونچے تو شیخ بہاءالدین جونپوری سے بیعت ہوئے - اور ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے - آپ کی ہمہ وقت جذبہ اور سلوک کے درمیان مین تہی - بعض تذکرہ نویس لکہتے ہین - کہ آپ شطاریہ سلسلہ مین شیخ قاضن شطاری کے مرید ہین - اور بعض کہتے ہین - کہ آپ کو تمام مشہور خانوادون سے نسبت حاصل ہے - اور تمام رہبرون سے اپنی استعداد کی بدولت گوناگون دانش و فیض حاصل کی ہے - آپ کسی مین

[1] حران [illegible]

لباس کے پابند نہین تے کبھی خرقہ پہنتے تے اور کبھی قبا زیب بدن کرتے تے - آپ کا جذبہ سلوک پر غالب تھا - زیادہ تر زمانہ سکر مین گزرتا تھا - اور کمتر ہوشیاری مین - مگر ہوشیاری مین بھی عجیب حال ہوتا تھا - جب آپ تجلی کا تماشا کر کے خوش وقت ہوتے تے - تو اُس حالت کے جاتے رہنے سے ندامت ہوتی تھی - اور ندامت سے نالۂ حیرت آسمان تک پہونچاتے تے - القصہ رونے اور سوز و گداز سے ایک لحظہ بھی رہائی نہین ملتی تھی - نو سو پانچ مین آپ کی جان پاک جسمانی غار سے پانون نکال کر - اعلیٰ علم ارواح کو کوچ کر گئی - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ سماء الدین دھلوی

آپ شیخ فخر الدین کے بیٹے ہین - بڑے بلند ہمت تے اور ایثار کا درجہ روز افزون ترقی پر تھا - کم کھانے اور کم بولنے کی - اور سونا قطعی ترک کر دینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تے آپ کے پدر بزرگوار آپ سے بہت خوش تے - اور مدام علی الصباح آپ کے واسطے برخورداری اور سعادت مندی کی دعا - جناب باری مین کیا کرتے تے - انہین کی دعا کی برکتون سے شروع آگاہی کے وقت آپ سید راجو کی خدمت مین جا پہونچے - اور سید راجو کی اندرونی و بیرونی توجہ سے اہل دانش و بینش ہو گئے - جب کاملین ولایت کے کمالات سے آپ سرفراز ہوئے - تو خرقہ خلافت شیخ کبیر الدین اسمعیل سے ملا - اور جب سفر حجاز کیا - تو احمد آباد مین شیخ احمد کھٹو مغربی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا شیخ جمالی دہلوی لکھتے ہین جس زمانہ مین شیخ نے رنت ہنور کے قلعہ کے نیچے گوشہ نشینی اختیار کی تھی - مین آپ کی خدمت مین کسب سعادت کیا کرتا تھا - ایک روز آپ عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کی مکتوبات پڑھتے تے - اس درمیان مین فرمایا عین القضاۃ - ایک دفعہ آٹھ جگہ مدعو کئے گئے تے - چنانچہ ایک ہی وقت مین آپ آٹھون جگہ پہونچ گئے - اور اپنے خلوتخانہ کے لوگون کے ساتھ بھی بدستور حضوری رہی - اس بیان کو دل کے اندر میری عقل نے بعید سمجھا اُسی روز جب مین اپنے گھر پہونچا - تو شیخ کو اپنی آنکھون سے گھر کے ہر ایک گوشہ مین کھڑا ہوا دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نمایش شبہ مذکور دور کرنے کے واسطے ہے - فوراً اپنے خیال سے باز آیا - اور دل مین مضبوطی کے ساتھ یقین کر لیا کہ درویشون کو یہ طاقت ہے کہ ایک ہی وقت مین کتابی اور مثالی جسمون کے ساتھ متعدد مکانون مین نمایان ہو سکتے ہین علمائے زمانہ آپ کو تمام علوم مین اُستاد وقت شمار کر کے زانوی استفادہ آپ کے سامنے تہ کرتے تے - اور فرمان روایان عہد جیسے بہلول لودی - اور اُس کے نزدیک والے کیا خویش و بیگانے - اور کیا امیران اعظم تمام آپ کی آستانہ بوسی کو مریدانہ حاضر آیا کرتے تے - اور جو مال تدر کے واسطے لاتے تے - قبول نہین ہوتا تھا - اور اسی بے نیازی کے ساتھ زندگانی آپ کی - خلائی ستائیش

اور پرستش مین بسر ہوتی تھی - ہجری سنہ نوسو نوین کو کوچ فرمایا - قبر دہلی مین ہے -

یاد شیخ جار اللہ مکی

شیخ قطب الدین پنواری[۱] کا بیان ہے - آپ کا حلیہ یہ تھا - ایک پیر تھے نورانی شکل کمر جھکی ہوئی - عمر اسّی سے متجاوز اور ریاضت کی وجہ سے لاغر اور نحیف ہو گئے تھے - حنفی المذہب تھے - اکثر آپ کے درس مین حنفی فقہ پڑھائی جاتی تھی - ایک روز آپ عمرہ لانے کے واسطے پیادہ پا جا رہے تھے - اور رمضان کا مہینا تھا مینے راستہ مین دیکھا - تو کہا - یا شیخ لو تروح راجلا قال یا اخی ما سمعت ان اجرک علی قدر تعبک

دراح زاد بوم اور خوابگاہ دونون مکہ معظمہ مین ہین - مصرع اجرا و بادا لقاے ذوالجلال -

یاد خواجہ مرتضی تابادی

آپ ایسے بلند ہمّت اور عالی فطرت تھے - کہ تنگی اور بے نوائی مین بھی خوش دل رہتے تھے - مولانا زین الدین تابادی کی خدمت مین خویشی کا تعلق تھا - کہتے ہین - ایک سال جب کہ آپ کے سلوک کا آغاز ہی تھا - آپنے ملک عراق سے چالیس غلام ترک لیکر مسافرت اختیار کی تھی - تمام غلام خوبی اور عمر کے اعتبار سے زمانہ مین ایک دوسرے کا عکس تھے - جب آپ کی ہمّت کو اور زیادہ صعود ہوا - تو تمام کو راہ خدا مین آزاد فرما دیا - اور غلامون کے سوا اور بھی جو کچھہ مال تھا - درویشون کے سامنے رکھکر لوٹ کرا دی - پھر ایک مدت دراز کے بعد جب تنگی اور سختی نے آگیرا - تو ایک واقفکار شخص نے آپ سے کہا - آپ کا فلان غلام بڑا مالدار ہے - پھر یہ تمام تنگی اور سختی کیون ہے - آپنے اِس طور پر جواب دیا - بیت

گرچہ گرد آلودِ فقرم شرم باد از ہمتم ؛	اگر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم

ہمّت کا ہاتھہ - قناعت کے دامن سے کبھی پیچھے نہین ہٹایا - اور لالچ کا پنجہ کسی دولتمند کی جیب مین کبھی نہین ڈالا -

یاد بابا حیدر ابدال

آپ تجرید کے میدان مین سبک رفتار - اور تفرید کے گوشہ مین گران بار تھے - یہ چند کلمات - آپ کے متصوفانہ اور ناصحانہ بیانات مین سے ہین - یہ کلمات مولانا محمود کنانگر ہمدانی نے آپ کے حوالہ سے بیان کئے ہین (۱) اپنا دہن فرو دار کسانون کا پابند کر دینا خواری اور خواہش بڑہاتا ہے - (۲) دل دنیا کی محبت مین رنجیدہ

[۱] پنواری بیاے فارسی و نون ساکن و واو مفتوح و الف و را مہملہ مکسورہ و یاے مثناۃ تحتانی ایک قصبہ کا نام ہے سلسلہ کا لپی مین ۱۲ ملا آ شیخ

کیونکہ دنیا ایک عروس نامحرم ہے - اُسپر صرف ایک نگاہ کے سوا - دوسری نگاہ ڈالنا مباح نہین ہے - (۳) جن ضروریات کے سوا چارہ نہین ہے - صرف اُنہین پر اکتفا کرو - کیونکہ جو چیز ایسی ہے - وہ دنیا نہین ہے (۴) خلق کے سایہ مین مت سوؤ - کیونکہ ایسی خواب دل مین تیرگی پیدا کرتی ہے - (۵) بیہودہ گوئی سے زبان بہ دہن کو قفس بناؤ تاکہ حق کی یاد مین تم اُس کو گلستان بنا سکو - آپ کی باتین اکثر اسی قسم کی ہین - میر فروغی اشرف نے اپنے تذکرہ کے مسودہ مین لکھی تہین - جب میر فروغی کو ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین عالم علوی سے فرمان طلب پہونچا - تو بتعمیل فرمان دنیا کے وحشت آباد سے نہایت اشتیاق کے ساتھ عالم جاوید کو کوچ کر گئے - اسواسطے مسودہ مذکور بیاض مین نہ آسکا - مین اُس مسودہ کی تلاش مین کوتاہی نہین کرون گا - اور حاصل ہونا - ثمرہ جستجو ہی امیدوار ہون کہ بہم پہونچ جاوے گا - اور اصلاح سے درست ہو کر سننے والون کے واسطے عبرت کا باعث ہوگا -

یاد مولانا روح اللہ

آپ ایسے شیفتہ اور سوختۂ عشق تہے - کہ عرفان اور سنجیدہ اعتقاد آپ کے خمیر مین داخل تہا - آپکے پیر بیعت اور شیخ ارشاد کا نام کسی بیان کرنے والہ کی زبان سے - اور کسی لکہنے والہ کے قلم کے ذریعہ سے راقم گلزار کے گوش گزار نہین ہوا ہے - لیکن اِس مین شک نہین - کہ آپ کے طبقہ مین جو اصحاب بزرگ منش تہے - آپ اُن اصحاب کے بڑے دوستون مین سے تہے - جیسا کہ مولانا زین الدین محمود کمانگر نے فرمایا ہے ایک روز مینے آپ کی خدمت مین اپنی سیاہی باطن کی شکایت پیش کی - تو آپنے میری دلدہی کے واسطے دریافت فرمایا محمود - اِس آزاد گروہ کی صحبت مین تم کو ایک تاگہ کی برابر بہی دلبستگی ہوتی ہے یا نہین - مینے کہا جس قدر عبارت مین آسکتا ہے اس سے بہت زیادہ ہے - جواب دیا - تمہاری دائمی سعادت مندی کا نشان بس اسی قدر کافی ہے - اور اِن دو بیتون پر ناصحانہ بیان ختم کیا قطعہ -

مہر پاکان درمیان جان نشان — دل مدہ الا بمہر دل خوشان
کوی نومیدی مرو امید ہاست — سوے تاریکی مشو خورشید ہاست

یاد مولانا معین الدین واعظ ہروی

آپ تصوف اور توحید مین - شاہ قاسم انوار کے قدم بقدم مارتے تہے - آپ کی پاک طینت مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ - آپ پیادہ پا کیون جاتے ہین - جواب دیا - بہائی - کیا آپنے نہین سنا - کہ تمہارا اجر تمہاری تکلیف کی مقدار سے ملے گا - اور چلے سنہ ۱۲ -

حقیقت کی آبدار باتین خمیر تہین - اور آپ کا با فروغ باطن معلومات کی تجلیات سے منور رہتا - آپ کی نصیحت کی مجلس بیماران شریعت کے واسطے دار الشفا اور آپ کی مسیحانہ تقریر طریقت کے مجروح باطنون کے لیے باعث صحت تہی - اولاً آپنے رسمی علم کامل طور پر تحصیل کیا - پہر بہت کچہہ تصنیف اور تالیف بہی فرمایا منجملہ اِن کے سیر النبی تفسیر کامل - اور حدائق الحقائق - سورہ یوسف کی تفسیر - تاویلات کے رنگ مین علمائے زمانہ کے نزدیک مشہور اور معتبر ہے - اور ہر آیۃ کے بیان مین توجیہ اور تاویل کے طور پر - رنگین الفاظ کے ذریعہ سے بہت کچہہ عجیب و غریب معانی ادا کیے ہین - تنگ جوذی نگاہ لوگ اہل دل ہین - اُنکا ہوش اڑ رہے - لکہتے ہین جب مین تفسیر سیر لکہہ رہا تہا - تو بسم اللہ کی بے سے والناس کے سین تک نبی علیہ السلام کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے واسطے بہی ظاہری نگاہ سے دور نہین ہوا - اِس بارہ مین بعض نو آموزانِ علم کا کہنا ہے - کہ ایسا لکہنے سے مراد یہ ہے - کہ لکہنے والے نے سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی اور اُسکے قائم رکہنے مین کمال رعایت مدنظر رکہی ہے - اس تحریر کے بارہ مین راقم کی خاطر فاتر مین - یہ آیا - جس کسی کو یہ بات (اِس درجہ پیروی نبوی) حاصل ہوگی - اُس کو وہ حالت فی الحقیقۃ کیون نہ ہوگی - کیونکہ اس کا ثمرہ وہ ہو سکتا ہے -

یادِ شیخ بہاء الدین شاہ باجن

آپ ابن حاجی معز الدین ابن علاء الدین - ابن شہاب الدین ابن شیخ ملک - ابن مولانا احمد خطابی مفتی ہین - ہبل بن خطاب کی نسل سے - جو امیر المومنین عمر کے بہائی تہے رضی اللہ عنہ آپکی نشو و بوم احمدآباد گجرات اور مدفن بنگاہ برہان پور خاندیس ہے - شیخ رحمۃ اللہ ابن شیخ عزیز اللہ متوکل متقی کے مرید تہے - آپکے جد امجد مولانا احمد مفتی کے حالات لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین - کہ وہ مدینہ کے مریدون مین سے تہے - رسمی علوم تحصیل تہا - علم حدیث کی اکثر مشکلات معاملہ مین صاحب حدیث علیہ السلام سے حل کر لیا کرتے تہے - ہمیشہ آدہی رات کے وقت جب روضہ منورہ کی آستانہ بوسی کے واسطے حاضر ہوا کرتے تہے - تو آپکے واسطے حرم محترم کے دروازے - کشادہ ہو جایا کرتے تہے - یکایک دل مین سیر و سیاحت کی آرزو پیدا ہوئی - تو اپنے فرزند شیخ ملک کو ہمراہ لیا کچہہ سر دست طلبا بہی ساتہہ ہو گئے - اور چل نکلے - عراقین - خراسان - ماوراء النہر - اور سندہ کی سیر کرتے ہوئے - دہلی مین پہونچے - یہان پر آپسے بڑے بڑے لوگ محبت کرنے لگے - نیز خوشتہ تقدیر دامنگیر ہوا لہذا والی ملک نے کمال عجز و دلداری اور نہایت خواہش کے ساتہہ عروسی جشن ترتیب دیکر شیخ ملک کو اپنا داماد بنایا

چندروز اس شہر مین افادہ واستفادہ کا ہنگامہ - روزافزون ترقی پر رہا - بعدہ بموجب التماس ہمراہیان آپ شیخ ملک کو یہان چھوڑکر خود مدینہ منورہ کو معاودت فرما گئے - اور وہین کی خاک پاک مین آرام کیا -

اب مین حاجی معزالدین کے کسی قدر حالات بیان کرتا ہون شاہ باجن کے پدر بزرگوار حاجی معزالدین مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے برگزیدہ خلیفہ ہین - ایک سو چالیس سال کی عمر پائی تہی - سات دفعہ حرمین شریفین کی زیارت سے زادھما اللہ شرفاً مشرف ہوئے تہے زاد بوم دہلی ہے - کہتے ہین - آپ کو اپنے بزرگون کا وطن اور دیدار دیکہنے کی تمنا - اور قوم سے ملنے کا شوق بیحد تہا جس نے سفر حجاز پر برانگیختہ کیا چنانچہ انتظام راہ کرکے - جو باتین ضمیر کے اندر مخفی تہین - وہ ظاہر کر دکہائین - سیاحی کے ذریعہ سے خوشی اور فرحت حاصل کرکے پہر اپنے دارالاقامۃ مین چلے آئے - جب گجرات مین پہونچے - تو اس ملک کی خاک نے آپ کے پانون کے ساتہ دَلدَل کا کام کیا - اُس کے ساتہ عیال داری جو ہوگئی - تو یہ کیچ مین پہنسے ہوئے پانون کے واسطے زنجیر بنی -

القصہ ہجری سنہ سات سو نوے مین شاہ باجن کی روح پاک - عنصری مظہر کے ساتہ پیوند پاکر عالم طلسم کی سیر کے واسطے آئی - اور وقتاً فوقتاً تہوڑا تہوڑا ہوش بڑہتا رہا - بالآخر ادراک کامل ہوگیا - جب آپ کی عمر چار برس کی ہوئی - تو آپ کے پدر بزرگوار شہید ہوئے - اور جب آپ چودہ سال کی عمر کو پہونچے - تو عقل آئی - دست ارادت سے شیخ رحمۃ اللہ کا دامن پکڑا - اکیس برس تک شیخ کی گرامی صحبت سے فیض حاصل کیا - اور درجہ ولایت کو پہونچے - پہر اجازت لیکر سفر حجاز کو خشکی کے راستہ سے چل نکلے - جب خراسان مین پہونچے تو عالم مثال مین دیکہا - کہ حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام آپ کے پیر کو ارشاد فرماتے ہین - کہ اپنے مرید سے کہدو عنان حج جو کیا تہا قبول ہوا - اب لوٹ جاوے - اور برہان پور خاندیس مین قیام کرکے - وہان کے طالبون کی رہنمائی کرے - اس کی تعبیر آپنے رحلت پیر سے کی چنانچہ نفس الامر مین بہی ایسا ہی ہوا چونکہ پیر کے کوئی فرزند نہ تہا - لہذا پیر نے اپنے بہتیجے شیخ احمد عطاء اللہ ابن شہر اللہ کو جانشین کیا - اور ایک خاص خرقہ سپرد کرکے فرمایا شیخ بہاء الدین باجن کو پہونچا دینا جو خراسان سے لوٹ کر آوینگے - جب آپ اکیس برس بعد سفر سے لوٹ کر گجرات مین آئے - تو بتعمیل ارشاد پیر - امانتی خرقہ لیا - اور دوسرے روز مرقد پیر کی آستانہ بوسی کے واسطے گئے خوش لہجہ گانے والون کو فرمایا - کہ گاوین چنانچہ گانا سنکر خوش ہوئے - خلافت کی مبارکباد غیب کی طرف سے آپ کے کانون مین آئی - اطمینان خاطر روز بروز بڑہنے لگا - چند سال شیخ احمد عطاء اللہ کی

مدت مین گزرے - پہر باطنی اشارہ کے بموجب دکن کی طرف روانہ ہوے - دولت آباد مین پہونچکر برہان معرفت سلطان برہان الدین غریب کے مرقد مبارک کا طواف کیا - اور علو ہمت کی درخواست کی - یہان سے شہر بیدر مین پہونچے - بیدر مین شیخ منجہلے تہے - جو منصور زمان مسعود بک کے خلیفہ تہے - ان کی ملازمت مین آپنے چلہ کشی کی - ایسی مقبولیت پیدا ہوئی - کہ مسعود بکی خرقہ عنایت ہوگیا - پہر آپ گجرات کو لوٹے - اور یہان پر آٹہہ سال تک پہر حجرہ کے اندر خلوت اور ریاضت مین نفس کے ساتہہ لڑائی ٹہانے رکہی - اس کے بعد دیرینہ فرمان کی تعمیل عمل مین آئی - جو برہان پور مین رہنے کی نسبت تہا - اور اس وقت پر منحصر تہا - خاناپور ایک موضع سواد برہان پور مین ہے - اِس موضع مین آکر ایک مسجد مین چند مدت تک بسر کی - حاکم صوبہ کو اطلاع ہوئی - تو نہایت عذر و معذرت کے ساتہہ آپ کو شہر مین لے آیا - آپ کے واسطے گہر - خانقاہ - جامع مسجد - اور خوابگاہ تعمیر کرائی - راقم گلزار اس عمارت مین چند بار گیا ہے - صاحب عمارت کے مرقد کا طواف کیا ہے - اور نماز جمعہ بہی پڑہی ہے - **القصہ** شاہ باجن نے اس عمارت مین رہکر بقیہ عمر تعمیر باطن مین گزاری - ہجری سنہ نوسو بارہ تہا - ایک رات آپنے شیخ افصح الدین کو جو آپ کے دل سوز دوستون مین سے تہے - اپنے کوچ کی خبر دی - کہ علی الصباح باجن کے غسل اور نماز جنازہ کے لئے - آنے سے دریغ نہ کیجیے گا - چنانچہ آپ حسب فرمان ایزدی صبح کے وقت کوچ فرما گئے - اور تعمیل وصیت بہی عمل مین آئی - ایک سو دو سال کی عمر ہوئی مصرع زندگی بامعرفت ہم دہش داشت

یاد مولانا نظام الدین حسین

آپ مولانا علاء الدین محمد کتب دار کے بیٹے ہین جوانی مین اپنا پیرون کی سی معرفت - اور پیری مین جوانون کی سی ریاضت تہی - آغاز ہوش سے واپسین نفس تک روز افزون معرفت اور خداشناسی کے نشہ مین مست رہے - کہتے ہین - جہان گردی - اور بادیہ پیمائی کا شوق آپ کے دل مین حد سے زیادہ تہا - ایک بار روم کے راستہ مین ایک سید کے گہر مہمان ہوئے - میزبان سید کی لڑکی دائمی صداع مین مبتلا تہی - مگر اُس رات دیرینہ الم سے تسکین رہی علی الصباح جب مہمان نے سفر کے واسطے کوچ کیا - تو روزمرہ کی تکلیف اور گریہ وزاری پہر پلٹ آئی - مالک مکان نے راہرو کو ایک بہانہ سے واپس بلوایا - اور اسی طرح دو تین بار رحلت اور معاودت عمل مین لائی گئی - آخر کار جو پردہ روی راز پر پڑا ہوا تہا - وہ اُٹہہ گیا - اور معلوم ہوا - کہ اس دختر کی صحت اس جوان کے قدوم کی برکت سے ہے - لہذا بے علاج یون ہی اُس لڑکی کا آپ کے ساتہہ عقد کر دیا - میر علائی آبیزی اُسی لڑکی کے پیٹ سے ہین -

یاد مولانا غیاث الدین احمد

آپ تمام عمر بیرونی نشست و شو- اور اندرونی جھاڑ پونچھہ مین مصروف رہے - مولانا محمد مکتب دار کے فرزند اور زیر مریدہین - اپنے کلام مین آپنے لکہا ہے - مینے مولانا جامی کی خدمت سے چند معرفتین اور الٰہی حقیقتین حاصل کی ہین - مولانا محمد روجی از روے محبت چاہتے تہے - کہ مین اپنی طرف سے آپ کے نام اجازت نامہ لکہہ دون - مگر آپنے باظہار شرمندگی یہ کہا - کہ مین اپنے پدر بزرگوار کا خلیفہ ہون - اور مولانا محمد روجی کے خلافت نامہ کے لئے اپنے تیئن لائق نہ جانکر عذر کے ساتھہ پیش آئے - مولانا نوراللہ فرماتے تہے - مکتب دار کے صاحبزادہ شیخ روجی سے زیادہ چالاک اور پیش رو ہین - بلکہ سلوک کے راستہ مین ان کا قدم اپنے باپ سے بہی زیادہ استحکام کے ساتھہ بڑہا ہوا ہے -

یاد میر علائی آبیزی

آپ مولانا نظام الدین حسین کے فرزند ہین - جو مکتب دار کے بیٹے تہے - آپکے دل پسند اقوال اور عجائب افعال - ربانی جلال وجمال کا نسخہ تہے - کہتے ہین جس زمانہ مین ترکمانون کا غلبہ ہوگیا تہا - تو قاضی محسن کے خدمت گزارون مین سے دو سیاہ باطن اشخاص میر کے گہر کا دروازہ کہول کر اندر گہسے - اُس وقت میر گہر پر موجود نہ تہے - میر کے لڑکے بچے - مارے خوف کے پریشان ہوکر بہاگ گئے - یہ دونون ظالم لوٹ پر اُتر پڑے - اور جو کچہہ ملا - لوٹ کر واپس چلے گئے - جب صاحب خانہ آئے - اور چہوٹے چہوٹے بچون کو ہراسان دیکہا - تو جس جانب وہ دونون نابکار گئے تہے - اُس جانب خشم آلود نگاہ سے نظر کی - اُسی دم جس نے دروازہ کہولا تہا - گر پڑا - اور اُس کا ہاتہہ ٹوٹ گیا - جس کے کئی چہوٹے چہوٹے ٹکڑے ہوئے - اور دوسرا شخص دیوانگی کے ساتھہ ایسا رسوا ہوا - کہ پہر ہوش آیا ہی نہین - قاضی محسن نے جب یہ عجیب کرامات دیکہی - تو سخت تعجب کیا - اور اُسی وقت شرمندگی اور عذرخواہی کے ساتھہ میر کے مکان کی طرف دوڑے - خانہ نشین لوگ پہر آنے والون کا ہجوم دیکہکر مارے ڈر کے کانپنے لگے میر نے فرمایا مت ڈرو - اور مت کانپو - یہ لوگ تمہاری دلجوئی اور عذرخواہی کے واسطے آتے ہین -

یاد شیخ غیاث الدین انکور

آپ بعض روایت کی روسے ہروی ہین - جذبہ اور سلوک دونون ساتھہ ساتھہ رکہتے تہے - بزرگان وقت کی ملازمت سے فیض کے آثار آپ کے حالات مین پائے جاتے تہے - مولانا نظام الدین حسین کی خدمت

مین رازداری کی باتین گرما گرمی کےساتھ ہوا کرتی تہین - جلونشین دشمن (نفس) پرجو آپ کو فتح حاصل ہوئی تہی - تو مولانا کی ہی امداد سے ہوئی تہی - آرزومندان طریقت کے حق مین آپ ایسی نصیحت اور تلقین فرمایا کرتے تہے - جو بالکل آئینہ کی طرح صاف - روشن - اور سراسر فائدہ مند ہوتی تہی - مغاک کی مسجد مین جب آپ مثنوی پڑہا کرتے تہے - تو اپنی زبان مبارک سے عمدہ عمدہ دلچسپ نکتے اور توجیہات لوگون کے سامنے بیان فرمایا کرتے تہے جن کو بعض لوگ لکہہ بہی رکہتے تہے - جب جذبہ کا جوش سر سے اونچا نکل جاتا تہا - تو ایک شخص آپکے مرید تہے **حافظ اشتر** اُن کا نام تہا - اُن کے کندہون پر آپ سوار ہوکر چکر لگایا کرتے تہے - آپ کی دعا کا انجام - آغاز اجابت کے ساتہہ ہمیشہ دوش بدوش ہوتا تہا - آپکے راہ کے میر عبدالله تہے - ان کو سالک بلجذبہ - یا مجذوب باسلوک کہنا چاہیے - دارالاسلام بلخ مین تلقین بہیں کیا کرتے تہے - اور آدمیون کو آدمیون کی عادت - اور بابرکت اخلاق کےساتہہ موصوف ہونا تعلیم دیتے تہے - جس وقت جذبات کو تموج ہوتا تہا - اُس وقت **العیاذ باللہ** اگر کوئی شخص گستاخی کا خیال بہی دل مین لے آتا تہا - تو بے تامل ایسے سخت رنج و تکلیف مین مبتلا ہوتا تہا کہ گویا اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا -

یاد مولانا محمود کمانگر ہمدانی

آپ کا لقب زین الدین ہے - مولانا نظام الدین حسین ابن مکتب دار کے فرزند ہین - آپ عالم - عامل عارف - عاشق - عالی ہمت - اور والا فطرت تہے - بہت برس خراسان مین رہکر گزارے - جب بدعت کی اشاعت اور امور ارکان اسلام کا ظہور اندازہ سے اتنا زیادہ ہوا کہ لوگون کو برداشت کی طاقت نہین رہی تو تو اس کا ناخوشی ہوا - آپ بے تاب ہوکر قندہار کی طرف چلے آئے - کہتے ہین - جب آپ کا آغاز جوانی تہا تب رسمی علوم تحصیل کرنے کا خیال آپ کو پیدا ہوا - ایک روز مولانا نورالله کی خدمت مین سبق کی اجازت چاہی - مولانا نے فرمایا - کیا تمہاری یہ آرزو ہے - کہ صدر - مفتی - قاضی - محتسب - مدرس - خطیب - امام مقری یا متولی بنو - اور اس گروہ والون کے افعال - رفتار - احکام - اور آثار جیسے کچہہ ہین - وہ کوئی ایسا شخص نہین ہے - جسپر مخفی ہون - بس بہتر یہ ہے - کہ اِن عالی منصبوں کے اسباب فراہم نہ کرو - اور اس جماعت کے کارنامہ سے عبرت حاصل کرکے خدائے پاک کی یاد سے اپنے دل کو منور کرو - مینے عرض کیا - نہین - بلکہ میری یہ آرزو ہے - کہ صرف - نحو - منطق - اور معانی کے ذریعہ سے قرآن پاک کے لطیف اور عجیب و غریب رموز - اور حدیث نبوی **علیہ السلام** کے عمدہ عمدہ نکات - اور اشارات اپنی فطرت کے لائق معلوم کرون - اور پوچہنے

والون کے ادراک - اور حال کے موافق اُن کے معانی جواب مین بیان کیا کرون - مولانا نے فرمایا - تم جس قدر بہی زیادہ پڑہو گے - تم کو مبارک ہو گا - مقاصد کے ادراک مین تمہارا درجہ اونچا رہے گا - مین نے عرض کیا - کن کے درس مین کتاب کہولون - فرمایا - مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین - کہتے ہین - تہوڑے ہی عرصہ کے اندر تمام فنون کی تمام کتابون مین دستگاہ پیدا ہوگئی - اور آپ مقاصد اور مبادی کے بیان کرنے مین گویا زبان وقت ہوئے - آپ کی مجلس مین بزرگان سلف کے سودمند اقوال بیان ہوا کرتے تہے - جس کے سبب سے آپ کی مجلس کیا تہی - ایک عجیب بندنا رہتی - اور جو شخص آپ کے حلقہ مین داخل ہوگیا - وہ مستفید ہی ہوکر نکلا - مابعد کا فقرہ آپ کے پسندیدہ اقوال مین سے ہے - جس شخص کی مراد - خدا کے سوا ہوگی - وہ کبہی درویشون کی خدمت سے فائدہ نہین اُٹہاوے گا - رباعی

	عاشق کہ زہجر دوست داد سے خواہد		یا بر در وصلش التیا دسے خواہد	
	ناکس تراز و کس نبود در عالم		کز دوست بجز دوست مرادے خواہد	

یاد مولانا نور اللہ

آپ مولانا حسین واعظ کے فرزند اور مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین - آپ کا دل اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۱] کے فروغ سے روشن - اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ[۲] کے خزانہ سے تونگر تہا وہبی اور کسبی علوم مین - اور الٰہی اور دنیاوی مراتب کے شناخت مین آپ یکتا تہے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آغاز جوانی مین جب آپ داخل درس ہوئے ہین - تو نحو کا ایک رسالہ ہی نہین پڑہنے پائے تہے - کہ خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا جس کی بدولت کتابی نقوش کی تحصیل سے دل افسردہ ہوگیا - آپ لکہتے ہین شیخ عبد الکریم یمنی میرے بارہ مین فرمایا کرتے تہے - کہ بہت جلد اِس نوجوان کے علم اور صوفی گری کا شہرہ ایک جہان مین پہیلیگا نیز بہت جلد تمام عقلا اس جوان کی پسندیدہ تقریر سے معلومات حاصل کرکے خوشیان مناوینگے - بالآخر جیسا شیخ نے فرمایا تہا - ویسا ہی وقوع مین بہی آیا - مجکو ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میرے سر پر علوم کا مینہ چارون طرف سے پانی کی طرح برستا ہے - اور مجکو نصف قرآن نظمًا اور معنیً ایک رات مین یاد ہوگیا تہا - اِس کے بعد تحصیل علم اور حقائق شناسی کی استعداد دم بدم ترقی کرتی جاتی تہی - یہ بالکل سچ ہے - کہ شیخ یمنی کی موثر دعا - جو لذ اللّٰہی راست روی کے ساتہہ ہم آغوش ہوئی - تو اس خیر و خوبی کے ساتہہ - الٰہی معرفت کا نتیجہ ظہور پذیر ہوا -

[۱] اللہ ہی کے نور سے) آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲ [۲] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے) بہرے پڑے ہین ۱۲

یادِ شیخ میر جان

آپ زینبیہ خانوادہ مین شیخ علی صوفی کے مرید ہین - دارالاسلام بخارا مین آپ واعظ باعرفان باعلامت باموا عظا تھے جب آپ پند و نصیحت شروع کرتے تھے - تو حسب تقاضائے وقت زبان سے ایسی باتین فرمایا کرتے تھے - جو دلپسند اور خرد آفرین ہوا کرتی تھین فنا اور آزادی کا نشہ شیخی اور بزرگی کی شان - ضرورت سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہی - ناموری کی خوشی کو پوچ اور ہیچ سمجھکر اِس شعر کیساتھہ ترنم فرمایا کرتے تھے بیت

	نام مشہورم کہ بیزارم ازان		درمیانِ خلق آمد سیہ جان	

یادِ شیخ جلال متو

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین - اور خوابگاہ برہان پور مین ہے - تصوف و تحقیق اور تمکین و توحید کی آپ میزان تھے - بہت سے سالکان طریقت - آپ کی ملازمت سے الہی معرفت اور بیداردلی کے اعلیٰ درجہ کو پہونچ گئے - منجملہ ان کے

ایک سراپا محبت و درد اور مجسم سوز و گداز سید ابراہیم بہکری تھے - جن کی رفتار مین عرفانی جھلک نظر آیا کرتی تھی - اور اقوال سے حقیقت تراوش کیا کرتی تھی - آپ کی رہنمائی سے بہت سے لوگ سلوک کے راستہ پر پڑکر اصلی مقصد کو پہونچ گئے -

دوسرے **شیخ زین الدین** شیشہ گر تھے - عرفانی مقامات اور منازل کے گلزار مین بہار آپ ہی سے تھی استغراق اور توحید کی کیفیت بے انتہا بڑہی ہوئی تھی - عالم علوی اور مکان بہشت کو کُھلی آنکھیون سے دیکھا کرتے تھے - صرف حقیقی جمال کو دل کا قبلہ گاہ بنا رکھا تھا - جس وقت آپ کو یاد حق مین گرمی آجاتی تھی تو آپ کی زبان سے آگ کے شعلے نکلا کرتے تھے - یہان تک کہ ہمسایون کو خیال ہوتا تھا - کہ آپکے گھر مین آگ لگ گئی ہے - اور گبھراکر بجھانے کے واسطے دوڑے آتے تھے - یہان آکر آگ کا نام و نشان بہی نہین ملتا تھا - اور اصلی حقیقت پر بہی آگاہی نہین ہوتی تہی - اِس سبب سے حیران رہ جاتے تھے -

تیسرے **میان پیارجی** تھے - آپ حقیقی وصال کی مجلس کے محرم - اور دریائے شہود و کشف کے تیراک تھے - آپکے رونے مین یہ اثر تھا - کہ جس سے دوزخ کی آگ بہی بجھ جاوے - اور آپکے تبسم سے باغ ارم مین شگفتگی پیدا ہوتی تہی - تمام عمر درود و سلام بھیجنے مین گزاردی اور حضور اقدس سرورِ انبیا علیہ و علیہم السلام کا حلیہ مبارک آپنے انہین جسمانی آنکھون سے مشاہدہ کیا تھا - اور سلام اور جواب سلام کے

شرف سے بھی مشرف ہوئے تھے مصرع چشم او روشن ز نور احمد مختار باد۔

یاد شیخ کبیر

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہیں۔ تحقیق۔ توحید مشاہدہ۔ اور معائنہ یہ تمام چیزیں آپ کو حاصل تھیں۔ عرفان اور وجدان کا فروغ آپ کی پیشانی سے عیاں تھا۔ مرشد کے کل اسرار اور حالات۔ آپ کے علم میں تھے۔ خوابگاہ برہان پور ہے۔

یاد شاہ میاں جی چشتی

آپ شیخ نجم الدین ابن شیخ بہاء الدین صدیقی کے صاحبزادہ ہیں۔ زادبوم اور خوابگاہ دونوں منڈو میں ہیں آپ چھوٹے ہی تھے۔ کہ آپ کی ماں نے آپ کا عقد کر دیا تھا۔ آغاز شباب تک آپ سالک رہے۔ ایک لڑکی بھی ہوئی تھی۔ مگر خردسالی میں ہی مر گئی۔ پھر الٰہی جذبات پیدا ہوئے۔ اور شرعی تکلیفات دور ہو گئیں۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ یا آپ کے دل میں آتا تھا۔ وہ ایزدی مشیت کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک دہی بیچنے والی عورت آپ کے سامنے سے نکلی۔ دہی کا گھڑا اُس کے سر پر تھا آپ نے اُس کو پاس بلا کر فرمایا۔ اپنے گھڑے کو اوندھا کر دے اور اس میں جو کچھ ہے۔ گرا دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا ایک مرا ہوا سانپ دہی میں سے نکلا۔ سلطان غیاث الدین۔ اور غیاث الدین کے بیٹے نصیر الدین خلجی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ عنصری جسم میں رہ کر حاجتمندوں کو کامیابی کی خوش خبری سنایا کرتے تھے۔ سلطان محمود خرد کے عہد میں تیرھویں ذی حجہ اور ہجری سنہ تخمیناً نوسو اٹھارہ تھا۔ کہ آپ نے جسمانی مکان سے رخصت ہو کر عالم ربانی کو کوچ فرمایا مصرع نثار روح او نور ازل باد۔

آپ کے ایک بھائی تھے شیخ جمن نام۔ صاحب حالات و مقامات تھے۔ اعتبار اور مقبولیت بھی اچھی تھی شیخ جمن کی قبر۔ ان کے بھائی کے برابر میں ہے شیخ جمن کے ایک لڑکے تھے شیخ نور اللہ نام تھا۔ اپنے عم کرم اور پدر بزرگوار کی جگہ سجادہ نشین تھے۔ ہجری سنہ نوسو کتالیس میں جسمانی جہان سے روحانی عالم کو کوچ فرما گئے۔ وارث۔ سوائے ایک چار ماہہ دختر کے کوئی نہیں چھوڑا۔ دختر کا نام خدیجہ بی بی تھا خدیجہ بی بی کی حقیقت حال بڑی لمبی چوڑی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار دو میں جب خدیجہ بی بی کے لڑکے شیخ قطب الدین نے عالم فنا سے گلزار بقا کو کوچ کیا۔ تو یہ رابعہ وقت اپنے آبا و اجداد کے روضہ ہای یادگار کے شہر منڈو (مانڈو) میں چلی آئیں۔ اور روضہ مذکورہ کی خبرگیری بقدر استطاعت کرنے لگیں

آپنے اُس تاریخ سے اس تاریخ تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ اپنی اقامت اور عبادت کی برکات سے راقم کے مکان کو سعادت دارین سے مشرف کر رکھا ہے۔ اِس مین شک نہین۔ کہ عارفات کے گروہ مین اِس طرح کی ثابت قدمی۔ جوانمردی۔ ایثار اور قناعت کے ساتھہ مثل خدیجہ بی بی کی دسوین صدی مین کوئی نہین ہے۔

یادِ شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری

آپ مولانا ظہیر غزنوی کے بیٹے ہین۔ آپ کے عنصری جسم کی اقلیم۔ جو جسمانی اور روحانی حصون کو شامل ہے۔ شہنشاہ عشق کا تخت گاہ تھی۔ اور آپکے امکانی بدن کی کشور۔ جو ظاہری اور باطنی اجزا پر مشتمل ہے محمدی شریعت اور طریقت سے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام پر رونق تھی۔ کہتے ہین۔ آپکے پدر بزرگوار غزنین سے سوداگری سلسلہ مین ہند کی طرف آمد و رفت رکھا کرتے تھے۔ ہجری سنہ آٹھہ سو نینتیس مین آپنے علم الٰہی کے باطنی شہر سے۔ عالم وجود کے صحرا مین نزول فرمایا۔ ایک سال بعد نوزاد بچہ کے کرشمے ایسے دل ربا ہوگئے۔ کہ ہم خوابہ کو ہمراہ لانے کا باعث ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ اُس صالحہ کے ایام زندگانی پورے ہوئے۔ بمجبوری دودھ نہ پہونچنے کے سبب سے نوزاد کے نازک ہونٹھ خشک شہد کی مانند ہوگئے۔ اور اُس کا ناز کے ساتھہ جو ہنسنا تھا۔ وہ اب گریہ نیاز کی تلخی سے تبدیل ہوا۔ باپنے اُس کی پرورش کے واسطے بہت جلد دودھ پلانے والی دایہ مقرر کر دی۔ دوش عاطفت پر اُٹھا کر سب جگہ اور سب حال مین ہمراہ لئے پھرتا تھا۔ اور اُس کی جدائی کسی بہانہ سے بھی گوارا نہین کرتا تھا۔ اس اثنا مین ایک رات قافلہ والون پر ڈاکوؤن کا گروہ آپڑا۔ اور مولانا ظہیر کو شمشیر کے جان گداز زخم سے شہید کر کے اُس لخت جگر کے دل کو داغ یتیمی دیا۔ ایسا سمجھنا چاہیئے۔ کہ مان کی وفات کا رنج۔ باپکے مقتول ہونے کے درد سے حاملہ تھا۔

القصہ۔ جس قصبہ کے متصل اور اُس کی حدود مین قافلہ اُترا ہوا تھا۔ علی الصباح اُس قصبہ کا مقدم اُس آفت رسیدہ زمین پر پہونچا۔ تاکہ قافلہ سالار کی حقیقت حال معلوم کرے۔ اور لٹے ہوؤن کے واقعات کی تفتیش و تحقیق عمل مین لاوے۔ وہان جا کر دیکھا۔ ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا۔ رو رہا ہے۔ کمال مہربانی اور آرزو کے ساتھہ گود مین اُٹھا لیا۔ اسی درمیان مین ایک گھاٹی کے گوشہ سے ایک عورت نکل آئی۔ اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا مین اس یتیم کی دایہ ہون۔ مقدم کے دل کو جو یہ فکر تھی۔ کہ اس شیر خوار بچہ کی غمخواری مین کیسے کرون گا۔ اِس سے اُسکو نجات ملی۔ اور خوشی پر خوشی ہوئی۔ بچہ اُسی دایہ کے سپرد کر کے اپنے گھر لے گیا

بیدلہ پرورش اور روز افزون التفات کرنے لگا۔

اب غوثی تفصیل کا طومار۔ اجمال کے ہاتھ سے تہ کر کے مغز حقیقہ لکھتا ہے۔ جب اُس خرد سال بچہ کو ہوش آنے لگا۔ تو رسمی علم اور درسی فضیلت کی تحصیل شروع کی۔ مقدم کے دل میں بھی آپ کا یہ عمدہ طریقہ کھب گیا۔ اور تحصیل کا بہت سا ضروری سامان ذمہ داری اور اہتمام سے بہم پہونچایا۔ جب تحقیق علم کے ذریعہ سے آپ کے دل میں پوری فراست پیدا ہوگئی۔ اور نیز آپ ماجرائے گزشتہ سے آگاہ ہوئے۔ تو اُس قصبہ کو چھوڑ کر گوالیار میں قیام فرمایا۔ تاکہ جو علوم اور فنون فراہم کیے ہیں۔ اُن کا داد و ستد شروع کر دیویں۔ اور علم کے بازار میں صرافی کی دوکان کھولیں۔ یکاروبار جاری ہی تھا۔ کہ اس درمیان میں ازلی حکم سے آپ کے سینہ میں خداشناسی کا ولولہ اور طلب کا شعلہ پیدا ہوا۔ ڈھونڈتے ٹٹولتے آپ کو شاہ قاضن شطاری کی خدمت میں راہ ملی۔ اور یہاں پر اپنے تئیں آپنے سلسلہ بیعت میں سلسل کیا۔ تھوڑے عرصہ میں کامگار مرشد کی باسعرفت تلقین سے مرید کو دولت مراد حاصل ہو کر کمال خوشی ہوئی۔ جب پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ تو مخدوم زادہ حقیقی شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی خدمت میں رہ کر۔ توفیق ازل کا جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت باقی رہا تھا۔ وہ شاہ سرمست کی خدمت گزاری سے حاصل کیا۔ جب آپ کی عمر میں سے چالیس برس کا چلہ پورا ہو گیا۔ اور ادہر توفیق کی شراب کا دور ختم ہوا۔ تو آپنے سفر حجاز کی اجازت چاہی شاہ ابوالفتح نے نامدار خانوادوں کی خلافت کا خرقہ عطا فرما کر سفر مبارک کی اجازت دی۔ یہ واقعہ شاہ ابوالفتح کے ذکر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہاں پر دیکھ لینا چاہیے۔ جب رخصت حاصل ہوئی۔ اور ارادہ بھی مصمم ہو گیا تو آپنے سیاحی کی چادر کندھے پر ڈالی اور ہر سمت اور ہر شہر کے بزرگوں اور عارفوں سے راہ تصوف میں معنوی سلوک اور منزل شناسی کا توشہ حاصل کیا منجملہ ان سب کے۔

آپ کا اعلی درجہ کا ذخیرہ وہ ہے۔ جو اویسیہ سلسلہ میں شیخ علی شیرازی کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ علی شیرازی کا لقب علی ثانی ہے اور شیخ عزیز الدین عبداللہ مصری کے خاص مریدین۔ جو ایک روایت سے امام زمان ابوالوقت خواجہ اویس قرنی یمنی کے بے واسطہ مریدیں۔ انواع و اقسام کی اثر بخش دعائیں اور طریقہ صوفیہ کے اشغال۔ یہ چیزیں امام زمان کی نسبت محکوم کا حکم رکھتی تھیں۔ اور علی ثانی کو سلسلہ کے معین طریقہ سے تھوڑی تھوڑی کر کے عنایت ہوئی تھیں۔ یہ سب علی ثانی کے ارشاد کی برکت سے حاجی حمید حضور کو بھی پہونچیں۔

دوسرے چشتیہ سلسلہ مین شیخ محمد غیاث چشتی کی ملازمت سے سپردگی نامہ - اور اجازت کا خرقہ حاصل ہوا شیخ محمد غیاث چشتی - خواجہ معین الاسلام کے بزرگ خلیفہ ہین - اور خواجہ معین الاسلام شیخ حسام الدین مانک پوری کے خلیفہ تھے -

خلاصہ اس تمام گزارش کا یہ ہے کہ آپنے حج اور عمرہ کے تمام ارکان اداکر کے مدینہ معظمہ کے طواف کا عزم فرمایا - اور وہان پر چالیس برس کا ایک چلہ نبی علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی جاروب کشی مین بے انتہا شوق کے ساتھہ پورا کیا جب عمارت بدن مین پیری کی سستی پیدا ہوئی - تو ایک روز مواجہہ مین ادب کے ساتھہ کھڑے ہوکر عرض کیا - حاجی حمید حضور کو پیری کی ناتوانی نے آدبایا - اور ظاہری فرزند کوئی ہے نہین - بس یہ ابن احمدیہ اور احدیہ اسرار کو کیا کرے - جو اس کی قوت ملکہ مین محفوظ ہین - اور نیز جو مکاشفہ مین بزرگان امت حضور کی پیروی سے فراہم ہوئے ہین - اور یہ اسرار کس کو سپرد کرے - جس طرح ارشاد ہو تعمیل کی جاوے کہتے ہین خواب کے پردہ مین دو خردسال باکمال سعادت مندون کی دو مثالی اور خیالی صورتین آپ کی چشم بصیرت کے سامنے کردی گئین - اور ارشاد ہوا - یہ فرشتہ نما صورتین جن اطفال کی ہین - وہ تمہارے باطنی خزانون کی خزانچی گری کے واسطے ازل سے نامزد ہین - اور ان کا دیدار ہند مین تم کو فکر تلاش سے رہائی بخشے گا - اس ارشاد کے مضمون سے آپنے یہ اخذ کیا - کہ زمین ہند کو بازگشت کی اجازت ہے - جب دریائے اعظم سے گزر کر اپنے مکان مالوف گوالیار مین واپس آئے - تو چند روز بعد جو حلیہ خواب مین دیکھا تھا - وہ شیخ بہول اور شیخ محمد کی صورتون مین بحالت بیداری جلوہ گر پایا - یہ دیکھکر بہت کچھہ شکر الٰہی بجالائے اس وقت مین شیخ محمد کی عمر سات برس سے متجاوز تھی - اور خداشناسی کے کوچہ مین ابھی یہ طفل نوخرام تھے۔ آپنے دونون کو موثر نفس کی امداد سے اپنی طرف کھینچ کر خدمت مین متوجہ کیا - اور نامور خانوادون کے مشائخ جو کمالات اور حالات رکھتے ہین - اُن کے اطوار اور اسرار - بالخصوص شطاریہ مشرب کی رفتار - دعوت کا فن اذکار کی طرز - اور اشغال و تصورات کی سندین - غرض کہ کل چیزین دو سال کے اندر تعلیم و تلقین فرمادین شیخ بہول کو ہمراہ لیکر صوبہ بہار کی طرف سیر کو چلے - اور شیخ محمد کو چنار کے کوہستان مین حجرہ ریاضت کے اندر حصول معرفت کے واسطے مشغول فرمایا - پھر چند روز بعد شیخ بہول کی سفارش شیخ محمد سے کر کے حصول فیضان کے واسطے اُن کے پاس روانہ کیا - شیخ محمد نے بھائی کی گرہ کشائی - پیر کی خدمت سے سمجھکر لوٹا دیا - اور اس بات کے آپ کے حضور مین ایک عریضہ لکھا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ماجرا ان دونون بزرگون کے ذکر مین ایک متوسط تفصیل

کے ساتھ لکھا جاوے گا۔

کہتے ہین۔ تیرہ سال اور چند مہینے بعد جناب حاجی صاحب نے معاودت فرمائی۔ مرید کو مراد کے ساتھ کامیاب پایا۔ اور مرید کی مشتاق آنکھین اپنے دیدار سے منور فرمائین۔ مرید نے بھی ایام ریاضت مین یہ کام کیا کہ اپنے اعمال کو پانچ طریقون پر ترتیب دیکر۔ ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ جس کا نام جواہر خمسہ رکھا تھا۔ یہ کتاب شریعت وسلوک کے اطوار۔ اور طریقت وتصوف کے اسرار پر مشتمل ہے۔ اور جمیع خدا شناس سالکون کے واسطے دستور العمل کا حکم رکھتی ہے۔ جب یہ کتاب مرید نے پیر کی خدمت مین پیش کی۔ جو حالات عرفان کو شامل ہے۔ اور اس کا انجام بھی عرفان ہے۔ تو پیر نے خوش ہو کر فرمایا۔ اسرار اور اعمال کے جواہرات۔ جو میرے تصرف اور قدرت مین تھے۔ وہ قبل ازین تم کو حوالہ کر چکا ہون۔ اور مینے اپنے پاس نام کے سوا کچھ نہین رکھا تھا۔ اب نام کو بھی کتاب کے صلہ مین جو معلم افعال ہے۔ تمہارے اوپر تصدق کرتا ہون۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر بجالا کر فرمایا۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ اس تنگ کوچہ (دنیا) مین آتے وقت جو رنگ رکھتا تھا۔ یہان سے جاتے وقت اُس وقت کے ہم رنگ ہون۔ اس کے چند روز بعد فارغ البالی اور دل آسودگی کے ساتھ تاریخ بائیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نو سو تیس کو فرق کی تفرقہ سراے (عالم دنیا) سے مجمع الجمع کی جمعیت آباد (عالم علوی) کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ بہار اور سارن کی زمین پاک مین ہے۔ جس کا طواف چھوٹے بڑے اب بھی کرتے ہین۔

مصرع طواف مرقد مردان نصیب ینان باد

یاد شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست

آپ شیخ قاضن شطاری کے بیٹے ہین۔ **قدس سرہما** آپ کی کرامتین ظاہر اور مقامات عالی تھے بزرگان زمانہ کے تلقین محل مین دانش وبنیش کا چراغ جلا رکھا تھا۔ کہتے ہین۔ آغاز جوانی مین آپ پدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے۔ شیخ ظہور حاجی حضور آپ کے باپ کے خلیفہ ہین۔ اُنھون نے آپ کی رہنمائی مین پرستانہ ہمت اور عزم کو کام فرما کر روحانی کمالات سے مستفید کیا۔ اور تصوف کی منزلین اور مقامات طے کرا دیے یہان تک کہ آپ مسند پر رونق بخش ہوئے۔ بالآخر جو خلافت کا خرقہ آپ کے پدر بزرگوار سے حاجی حضور کو ملا تھا وہ حاجی حضور نے آپ کو دیا۔ اور کہا۔ شیخ **قدس سرہ** نے یہ خرقہ آپ کے لیے میرے سپرد فرمایا تھا۔ اب آپ اس کو پہنین۔ اور طالبان خدا کی رہنمائی کرین۔ اس کے بعد چند روز اور حاجی حضور نے آپ کی خدمت مین

کوشش کی - خرقہ خلافت آپ سے لیا - اور اپنے تئین شیخ ابوالفتح کی خلافت سے مشہور کیا - کہتے ہین ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے جب صوبہ بنگالہ فتح کیا تھا - تو شاہ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا - اور جب دار السلطنۃ آگرہ کو واپس آنے لگا - تو نہایت ادب اور آرزو کے ساتھ آپ کو اپنے ہمراہ لیا - اثناے راہ مین شاہ کو دشمنون کی نظر لگ گئی - اور لشکر مین تشویش اور پراگندگی پیدا ہوئی مجبوراً شیخ ابوالفتح نے جاجی پور مین قیام فرمایا - اور واپسین نفس تک یہین رہے - جب زمانہ زندگی پورا ہوا تو اُسی جگہہ آپ کی قبر بھی بنی - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین تھے - صورت و سیرت - علم و عمل - اور حال و قال مین پدر بزرگوار کی مثل تھے - باپ کی جگہہ سجادہ نشین ہوے - شیخ کمال الدین سلیمان قریشی جو راقم کے معلم ہین شیخ رکن الدین کے بڑے خلیفہ ہین -

یاد مولانا شمس الدین محمد زیرک

شیراز کے بزرگ علما مین آپ کا شمار ہے - عبارت آرائی - اور استعارات پیدا کرنے مین کمال کا درجہ حاصل تھا - سلطان محمود کلان کے عہد مین آپنے وطن ترک کر کے - اپنے قدوم مبارک سے صوبہ گجرات کو رونق بخشی تھی - اور آپ کے التفات سے سلطان محمود العاقبۃ نے بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا - **ماثر محمود شاہی** آپ ہی کی تصنیف ہے - تشبیہ - توجیہ - تمثیل - اور استعارہ کے ذریعہ سے حکایت لکھنے مین شور انگیز شیرینی عبارت کے اندر بہت کچھہ پیدا کی ہے - اس کتاب کے واقعات پڑہنے سے تاریخ پڑہنے والون کا دل خوش - اور عبرت و تجربہ اور حیرت و آگاہی سے مالامال ہوتا ہے -

یاد شیخ بخشو

آپ خداپرست ہین **فرق من اللہ** (ولادت) اور **وصل الی اللہ** (بعد وفات) کا آپ کا مکان دسنہ (سندسور) مین تھا - کھجور کے درخت سے ایک شیرہ (دودہ) نکلتا ہے جس کو ہندی زبان مین تاڑی کہتے ہین اکثر لوگ نشہ اور کیف کے واسطے پیتے ہین - چونکہ آپ کا قدم شریعت کے راستہ پر استوار تھا - اسواسطے آپنے ایک روز جاگیردار کی امداد سے تاڑی کے گھڑون کو توڑوا کر پینے والون کو پینے سے روکا - اس عداوت سے یہ لوگ ایکرات اس بات پر آمادہ ہوئے - کہ شیخ کو عالم ہستی سے ہی نیست و نابود کر دینا چاہیے - جب فراہم ہو کر آپکے حجرہ کے پاس پہونچے - یکایک اندہے ہو گئے - یہ کرامت دیکھکر ناچار تمام لوگ عذر و معذرت کیواسطے روتے چینکتے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے - اور سر زمین پر رکھدیا - آپنے ازراہ مہربانی اندہون کی طرف نگاہ کی - جو رنج چشم

جاتی رہی تھی - وہ پھر پلٹ آئی - قصہ کوتاہ یہ ہے - کہ ہجری سنہ نو سو سات میں - آپ نے مکان ہستی سے کوچ فرمایا - تین بیٹے چھوڑے - شیخ بدہن شیخ حسن اور شیخ معین الدین - سان مین اولین صاحب زادہ - علوم متداولہ سے آراستہ اور حسن افعال کے ساتھ پیراستہ باطن مین فارغ - اور ظاہر مین پاکیزہ تھے -

یاد شیخ عطن

آپ ترکی نسل سے ہین - آپ کے رسمی اور لدنی علوم کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے تھے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - جب آپ ترکستان سے ہند کی طرف آئے - اور ناگور کو اپنا وطن اور ابدی آرام کی جگہہ قرار دیا - ایک سو بتیس[۱۲] سال زندگی اور زندہ دلی کے ساتھ گزارے بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے نور معرفت حاصل کیا - بالخصوص حقائق آگاہ شیخ مبارک ابن جعفر نے آپ کے موثر اور فیض بخش دم سے تلقین پائی تھی - یہ حال کچھہ تھوڑا سا شیخ مبارک کی مبارک یادداشت مین بھی انشاءاللہ لکھا جاوے گا -

مصرع عطاہائے الٰہی روز بیش باد -

یاد شیخ عبداللہ بیابانی

آپ شیخ سماء الدین دہلوی کے بیٹے ہین - علم اور معرفت مین کمال رکھتے تھے - آبادی سے بھاگ کر بیابان مین بسر کرتے تھے جب بھوک کی آگ بھڑکتی تھی - تو خود رو گھاس کھا لیا کرتے تھے - چارون فصلین آسمان کے نیچے گزارتے تھے - ربانی کلام حفظ تھا - ایک بار روزمرہ ختم کیا کرتے تھے ہر روز صبح کے وقت صحرائی وحوش اور پرند آپ کے دیدار کے واسطے آکر چارون طرف گرد جمع ہوا کرتے تھے - جب آپ اشارہ فرماتے تھے - تب اپنا اپنا راستہ لیتے تھے - فرمان روایان خلجی کا زمانہ تھا - کہ منڈو (مانڈو) مین آئے - قلعہ کے نیچے کا جنگل آپ کو بھلا معلوم ہوا - ایک مدت تک آپ نے وہین بسر کی - لوگون کی صحبت کم رکھتے تھے - جب فرمان طلب پہونچا - تو کشادہ پیشانی کے ساتھ پیشگاہ قرب کو روانہ ہوئے - خوابگاہ موضع چتری مین ہے قلعہ منڈو سے تین کوس کے فاصلہ پر جنوب اور مغرب کے گوشہ مین - آپ کے کوئی لڑکا نہ تھا - البتہ آپ کے چچازاد بھائیون مین ایک ضعیف العمر شخص تھے شیخ حسین نام تھا شیخ حسین کو سوختگی اور افروختگی غایت درجہ تھی - راقم گلزار کے ساتھ ملاقات کی یکجہتی رکھتے تھے - شیخ جمالی کنبو مصنف سیرالعارفین کے اشعار جو شیخ سماءالدین کی مدح مین ہین - وہ شیخ حسین کو یاد تھے - موقع اور محل پر پڑھا کرتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کوچ فرمایا - ایک لڑکا چھوڑا نام بینا - شیخ گھورن نام - بینائے علی الاطلاق اُس کو باطنی نور عطا فرماوے -

یاد شیخ چندن قریشی

آپ کی خوابگاہ اگرہ مین ہے۔ دینی علوم۔ پرہیزگاری۔ بلند ہمتی۔ ایثار۔ توکل۔ شانِ بزرگ۔ اور علل پسندیدہ یہ صفات آپ کو حاصل تھین۔ آپ افضل زمان شیخ ابوالفضل مبارک ابن خضر کے صباہ دی ہوتے ہین۔ ایک روایت سے شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید ہین۔ جو شیخ جمالی دہلوی کے پیر تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے مرد کے واسطے عین عنایت الٰہی سے کہ صور علمیہ اُسی سے مراد ہے۔ چار چیزین کافی ہین۔ علم و عمل۔ عمر۔ اور عافیت۔ اور یہ چارون چیزین۔ طینت بشری کے خمیر مین داخل ہین۔ ان کے حصول کے لئے دعا کے ذریعے سے خواہش کرنی چاہیئے۔ جب عبودیت کا رتبہ کمال کو پہونچے گا۔

یاد شیخ ابوبکر قریشی

آپنے سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین۔ اصلی وطن سے آکر دارالسلطنۃ آگرہ مین اقامت اختیار کرلی تھی۔ رسمی علوم مین آپ کو تبحر حاصل تھا۔ اپنے وقت کے پرہیزگار تھے۔ وصایائے امام محمد رحمہ اللہ پر۔ اور اصول بزدوی پر ایک شرح لکھی ہے جو مشکلون کو حل کرنے والی۔ اور نکتہ آرا ہے۔ کہتے ہین۔ ایک رات عالم مثال مین۔ خاتم النبوۃ علیہ السلام کی ملازمت حاصل ہوئی۔ حضور سے ارشاد ہوا۔ جاؤ۔ وہ زمین۔ جس مین عصا گاڑا گیا ہے۔ اُس مین ایک کنوان کھدواؤ۔ علی الصباح اُس زمین کو جا کر جو دیکھا۔ تو ایک گڑھا نمایان پایا۔ جو گاڑے ہوئے عصا کے نوک کی مقدار سے تھا۔ آپنے حکم کی تعمیل نہایت کوشش کے ساتھ کی اب اُس جگہ ایک کنوان ہے۔ جو ہمیشہ شیرین پانی سے مالامال رہتا ہے۔ آخرین سفر کے بعد جوگی پورہ مین دفن کئے گئے جو آگرہ کی اطراف مین ہے۔

یاد شیخ جلال محمد قادری

آپ کی پیدائش دہلی کی ہے۔ ظاہری علم کی تحصیل کے واسطے گجرات کی طرف چلے گئے تھے۔ تمام فنون متداولہ۔ اور علوم درسیہ تحصیل کئے۔ اِس کے بعد خداشناسی کا ولولہ دل سے جوش کر اٹھا۔ رہنما مرشد کی تلاش ہوئی۔ اُن ایام مین شیخ بہاء الدین انصاری ملتانی شہر منڈو (مانڈو) مین تھے اُن کی۔ فیض بخشی کا شہرہ آپنے سنا۔ کان کھڑے ہوئے۔ ناچار گجرات سے منڈو مین آکر پہلے مریدون کے زمرہ مین داخل ہو گئے۔ اور چند سال شیخ انصاری کی خدمت مین رہکر دانش و بینش کا حصہ لیا۔ جب آپکے پیر۔ حاکم مالوہ سلطان محمود خلجی سے رنجیدہ ہوئے۔ تو آپ نے بھی پیر کے ساتھ دولت آباد دکن کا عزم کیا۔ یہان پر نا بکار نفس کی

کی لڑائی مین کمال کوشش کرکے فتح حاصل کی۔ بعدہ لوگون کی ہدایت کے واسطے برہان پور مین رہنے کی اجازت مانگی۔ اور ملی۔ جب سفر حجاز کو گئے۔ تو دل مین یہ ٹھانی۔ کہ اگر زندہ واپس آؤن گا۔ تو جس شہر مین رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اُسی شہر مین قیام کے واسطے بستر و جما دون گا۔ اتفاقاً اثنائے راہ مین دستون کی بیماری لاحق ہوئی۔ جس نے آپ کو ہمراہیون کے ساتھ چلنے سے باز رکھا۔ بے علاج قافلہ سے تنہا۔ اور آبادی سے دور ایک جنگل بیابان مین رہ گئے۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین۔ ایک شتر سوار۔ اوگھٹ راستہ سے آنکلا۔ اور بیمار کا مقصد پوچھنے لگا۔ کیفیت عرض کی گئی۔ پھر آپنے شتر سوار کے کہنے کے بموجب آنکھین بند کر لین۔ شتر سوار نے ہاتھ پکڑ کر اونٹ پر سوار کرا لیا۔ اور جلدی سے اُتار دیا۔ جب آنکھ کھولی۔ تو آپنے اپنے تئین مکہ کے بازار مین پایا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ اور کمال عجز و نیاز کا اظہار کیا۔ چند روز بعد جو لوگ ہمراہی ہین تھے۔ وہ بھی پہونچ گئے اور آپ کے پہونچنے کی سرگذشت سنکر کمال حیرت ہوئی۔ القصہ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کر کے ہند کی طرف معاودت فرمائی۔ اور برہان پور مین آکر گھر بھی بنایا۔ اور خانقاہ بھی تعمیر کی بہت سے لوگون کو ہدایت کر کے الٰہی معرفت کے درجہ کو پہونچایا۔

کہتے ہین۔ ایک رات پیر نے خواب مین فرمایا۔ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی **قدس سرہ** کا خرقہ جو مجکو پہونچا تھا اور وہ اب تمہارے پاس امانت ہے۔ اُس خرقہ کو بیدر مین فلان روز شیخ محمد ملتانی کو پہونچا دو۔ جو ہمارے خاص خلیفہ ہین۔ چونکہ تین شبانہ روز کی مدت مین تین سو کوس کی مسافت طے کرنے کی گنجایش نہین تھی۔ لہذا بجائے پاؤن کے بازوئے ہمت پر مازمین ڈالا اور غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ[۱] کی طاقت ظاہر فرمائی۔ پالکی والے کہار کہتے تھے۔ کندھون پر پالکی کو۔ اور زمین پر پاؤن کو مس نہین ہوتا تھا۔ سلیمانی تخت کی طرح ہوا مین نہایت سبک چلی جاتی تھی۔ وقت معینہ سے پہلے جہان پہونچنا تھا۔ جا پہونچے۔ اور تھوڑے عرصہ مین برہان پور کو لوٹ آئے۔

شاہ شہباز کے خلیفہ شیخ جلال ستو کو ایک رات ایسا معلوم ہوا۔ جوق جوق فرشتے آسمان سے زمین پر آرہے ہین۔ دریافت کیا۔ کس کام کے واسطے مامور ہوئی ہے۔ فرمایا۔ شیخ جلال کی روح مقدس کے استقبال کے واسطے ہم بھیجے گئے ہین۔ شیخ جلال ستو نے اپنے تئین مطلوب سمجھکر علی الصباح واپسین سفر کی تیاریان شروع کر دین۔ اس اثنا مین ایک دوست آئے۔ اور بیان کیا۔ آج رات کو عالم قدس کے باشندون نے مجھے

[۱] اُس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور اسی طرح) اُس کی شام کی منزل مہینے بھر کی (راہ ہوتی) ۱۲

شیخ جلال محمد قادری کی رحلت کی اطلاع بخشی ہے۔ ہنوز کلام انجام کو نہین پہنچا تہا کہ ایک شخص مجلس مین ایا۔ اور شیخ جلال محمد قادری کے واصل حق ہونے کی خبر بیان کی۔ تاریخ تیئسوین ربیع الاول ۹۴۸ ہجری سنہ نوسو اڑتالیس تہا آپ کی قبر برہان پور کے بازار مین مقدر تہی۔ کہ بنائی گئی۔

یادِ شیخ احمد نارنولی

آپ شاگرد اور نیز مرید شیخ حسین ناگوری کے۔ اور فرزند قاضی مجدالدین کے ہین۔ جو قاضی شمس الدین کے پوتے تہے۔ نسل مین امام محمد شیبانی کو پہونچتے ہین۔ جو امام اعظم ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے دوست تہے۔ کہتے ہین شیخ احمد سات بہائی تہے۔ جو تمام۔ علم۔ اور پرہیزگاری کا لباس رکہتے تہے۔ لیکن علم عمل۔ عمر۔ اور عبادت کے اعتبار سے سب مین زیادہ بزرگ آپ ہی ہین۔ سولہ برس کی آپ کی عمر تہی۔ کہ زمانہ کے تمام علمار پر علمی بحث مین آپ غالب تہے اور دولت مندون کی محفل مین بالا نشین تہے۔ اٹہارہوین سال مین آپ نے ظاہری طور پر بیعت کر کے مجلسون مین پڑہنا۔ اور مباحثے کرنا ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشینی کے ارادہ پر اجمیر مین آپہونچے۔ روز مرہ آدہی رات کے وقت خواجہ معین الاولیا کے روضہ پر جایا کرتے تہے۔ وسعتی اعجاز سے دروازے کہل جاتے تہے۔ اور اُس وقت سے لیکر چاشت کے وقت تک سوائے درود۔ دعا۔ نماز نفل۔ اور نماز فرض کے کوئی کام نہین کرتے تہے۔ نہ کوئی حرف زبان سے نکالتے تہے۔ اِس کے بعد سونے کے وقت تک درس۔ قیلولہ۔ نماز فرض۔ اور مستحب۔ دعا خوانی۔ وعظ گوئی۔ اور تفسیر مین مشغول رہکر ایک پلک مارنے کی فرصت بہی اپنے اوپر جائز نہین سمجہتے تہے۔

القصہ۔ اسی طرح پر ستر برس اُس جگہہ گزارے۔ ہجری سنہ نوسو بالیس مین جب کہ آپ کی عمر نوے کو پہنچی تو خواجہ معین الاولیا کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ اِس شہر پر ایک عظیم آفت آنے والی ہے۔ لہذا آپ اپنے مریدون کا گروہ ساتھہ لیکر رانا سانکہ کے حادثہ سے سات روز پیشتر بہ ترک سکونت نارنول مین جاپہونچے۔ تین برس بعد الہدین مجذوب سر راہ آپ کے مقابل ہوئے۔ اور کہا۔ احمد۔ دوڑو۔ عنقریب پیغام طلب آتا ہے۔ ناچار آپ سرگردان اور پریشان ناگور پہونچے۔ دوسرے سال پچیسوین صفر ہجری سنہ نوسو تالیس مین عالم علوی کو کوچ فرماگئے۔

غوث الاولیا کی تصنیفات سے کچہہ اوراد ہین۔ اُن مین صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہین جس زمانہ مین کوہستان چنار مین رہکر نفس کے ساتہہ مین بہاری لڑائی کر رہا تہا۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ مینے خواب مین دیکہا۔ شیخ شرف احمد یحیی منیری۔ بہار اور بنگالہ کے مشائخ کبار کا گروہ ساتہہ لیے ہوئے۔ دریائے گنگا کے کنارہ کہڑے ہوئے ہین۔ اور اِس درویش کو بلاتے ہین۔ جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو ملازمت مین حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا۔

ناگور تک ہم تمہاری سلامتی کو میںنے بہانہ کیا۔ تو قبول نہین ہوا۔ فرمایا۔ آج قطب زمان شیخ احمد مجد خلیفہ شیخ حسین ناگوری نے عالم علوی کو کوچ فرمایا ہے۔ اور حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام نماز جنازہ کے واسطے تشریف لائے ہین۔ مشایخ کے پہونچنے کا انتظار دیکھ رہے ہین۔ یہ تقریر سنکر مزید انکار کی گنجایش نہین رہی۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ھو کہا۔ ہم فوراً دہلی مین پہونچ گئے۔ اس صوبہ کے مشایخ وہان منتظر تھے۔ سب نے فراہم ہوکر ایک ساتھ ھُوْ جو کہا۔ تو اپنے تئین ناگور کی حدود مین پایا۔ ناگاہ حوض برتلے کے کنارہ ایک تابوت نظر آیا۔ جس کے نزدیک سرور انبیا علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بزرگان مشرق و مغرب گروہ کے گروہ کھڑے ہوئے تھے۔ اس درویش کو اولین صف مین بلایا۔ اور شیخ فریدالدین عطا کی طرف ارشاد ہوا۔ کہ اپنے فرزند سے کہو۔ کہ امام بنے۔ کمال ادب اور ڈر سے بدن پر رعشہ پیدا ہوگیا۔ عرض کیا گیا۔ یہ ڈرتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور ذی جسم اس جگہہ ہے بھی نہین۔ فرمایا۔ کہو۔ امامت کرے۔ مینے عرض کیا۔ نماز جنازہ کی نیت اور دعا مجکو اچھی طرح معلوم نہین ہے۔ یہ ناواقفیت کا عذر بھی حضور مین پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ جنازہ کی نماز مین کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہین ہے۔ بس توجہ اور تکبیر کافی ہے۔ اس پر درویش نے ترکیب کی تعلیم کے لئے التماس کیا۔ فرمایا۔ کہو الصلوۃ للہ والثواب للمیت اللہ اکبر۔ اللہ ہر بار آنکھ بندکرو۔ اور کہو لو۔ اور اللہ اکبر کہو۔ یہان تک کہ چار تکبیرین پوری ہوجاوین۔ مینے حکم کی تعمیل کی۔ جب آپ کو سپرد گور کردیا تو رسول خدا نے تحفہ سلام درویشان حاضر و غائب کو پہونچاکر۔ کوچ فرمایا۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے تکیہ مین لے آئے۔ جب آنکھ کھلی تو اپنے تئین معمولی جگہہ پر پایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بزرگی مین کسی شخص کو کلام نہین ہے۔ آپ اپنے پیر کی طرح خاندان نبوی علیہ السلام کی محبت مین گویا ہین تھے۔ ربیع الاول مہینے کے اولین بارہ روز مین۔ اور محرم مہینے کے اولین دس روز مین ماتمین کی طرح نیلا اور ڈہلا ہوا کپڑا نہین پہنا کرتے تھے۔ اور سوگوارون کی طرح زانو پر سر۔ اور سر پر ہاتھ رکھے ہوئے۔ نوحہ اور نالہ کرتے رہتے تھے۔ اور کہانا اور شربت جو کچہ ہاتھ سے بن پڑتا تھا۔ درویشون کو اور یتیمون کو دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی سید کے مقابلہ مین شرعی دعویٰ پیش کرتا تھا۔ تو آپ منت اور سماجت کے ساتھ ایسی صورت پیدا کرتے تھے۔ جس مین سید کی جانبداری نکلتی ہوتی تھی۔ اور کہا کرتے تھے۔ سادات کے ساتھ از روئے مروت پیش آنا چاہیئے۔ نہ از راہ شریعت۔ آپ کی خوابگاہ سلطان التارکین حمیدالاولیا کے روضہ مین اپنے پیر بزرگوار کے مزار کے تحت مین ہے۔

یادشیخ عبدالوہاب

آپ بخاری - ملتانی - اور سید جلال سُرخ کی نسل سے ہین - جو مخدوم جہانیان کے جدامجد تھے - کہتے ہین - سید جلال بزرگ کے دو بیٹے تھے - سید احمد - اور سید محمود - مخدوم جہانیان سید محمود کے بیٹے ہین - اور آپ اولین بیٹے (سید احمد) کے پوتون مین سے ہین آپ کو دوبارہ سفر حجاز کے ذریعہ سے ارکان حج ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا - اولاً ملتان سے - اور دوسری دفعہ دہلی سے - سلطان سکندر لودھی کے زمانہ مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر - گھر بنالیا - اور گھروالی بھی بہم پہونچائی - آپ کے ایک لڑکا تھا مجذوب ابوالغیث نام - جو کچھ اُس کی زبان سے نکل جاتا تھا - فرمان روائے تقدیر اُسکو راستی کے قالب مین ڈھال دیتا تھا - پدر بزرگوار لودھی کی ترقی اور سلامتی کی خواہش رکھتے تھے - اور اس مین کوشش کیا کرتے تھے - ایک روز مجذوب لڑکے نے باپ سے کہا - بابا بے فائدہ کوشش - اور ناشکور سعی نہ کیجئے - کیونکہ امسال کیا سلطان - اور کیا مین اور آپ غرض کوئی بھی اس جگہ رہنے والا نہین ہے - کہتے ہین - اسی سال ظہیرالدین بابر بادشاہ نے دہلی کی طرف چڑھائی کی - لودھی کے لشکر اور چغتائی سپاہ کے درمیان مین بڑی بھاری لڑائی ہوئی - اس مین سلطان سکندر مع بہت سی فوج کے میدان لڑائی مین مارا گیا - اور یہ دونون شخص بھی ایزدی حکم کے بموجب اسی سال مین - کہ ہجری سنہ نوسوتیس تھا - عالم صورت سے رخصت ہوئے اور مجذوب کا قول سچا ہوا - خوابگاہ شیخ عبداللہ قریشی کے مزار کے برابر مین ہے پرانی دہلی کی حدود مین -

یادشیخ سالار ناگوری

آپنے باماد توفیق - تحقیق کے واسطے جہان پیمائی کی - اور اس ذریعہ سے عبرت اور تجربہ حاصل کیا تھا ایران اور توران مین پہونچکر کتابی فنون - اور ضروری علوم - بزرگان وقت سے تحصیل کئے - لوگون کو بہت کچھ فیض پہونچایا - بالخصوص مخزن جواہر علوم و اسرار شیخ مبارک نغفر نے آپ کی خدمت سے الٰہی معرفت مین اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا مصرع مقام روح قدسی جان او باد ؎ شیخ مبارک نے اپنی بعض تصنیفات مین آپکے حالات موقع موقع سے لکھے ہین - اِن تمام حالات کے واسطے یہ مختصر رسالہ گنجایش نہین رکھتا ہے -

یادشیخ جمال بتھری

بتھری ایک موضع ہے احمدنگر دکن کا - آپ سید حسین حسینی قادری کے فرزند ہین - آپ کے بزرگان سلف غوث العرفا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ کو پہونچتی ہین - آپ کے پدر بزرگوار ہرمز کے راستہ سے دکن مین آئے

تے۔ اور بہتری کے اندر برین کر قیام کیا یہاں تک کہ رحلت فرما گئے۔ اُس وقت شیخ جمال خرد سال تے۔ چونکہ اس موضع میں آپ چھوٹے سے بڑے ہوئے تے۔ لہٰذا نام موضع کے ساتھ نامزد ہو گئے۔ سلطان بہادر گجراتی جس سال دکن مین آیا تھا۔ اُسی سال مین اُسنے شیخ سے ملاقات کا بھی ارادہ کیا تھا۔ مگر یہ چاہا۔ کہ شیخ مجکو تعظیم دین۔ شیخ کا حال یہ تہا۔ کہ دنیا کے ساتھ وابستگی رکہنے والون کے لئے۔ تعظیم کو جگہ سے اُٹھا نہین کرتے تے۔ لہذا آپنے سلطان کے آنے پر تعظیم نہین دی۔ بدستور بیٹھے رہے۔ جب سلطان آپ کی خدمت سے لوٹا۔ تو ندیمون نے دریافت کیا۔ کہ خیال تو یہ تھا شیخ۔ شاہنشاہی تو امنع کے واسطے اپنی جگہ سے اُٹھین گے۔ اس اندرونی خیال کا ظہور کیون نہین ہوا سلطان نے جواب دیا۔ کہ دائین اور بائین دونون طرف سے دو شیر میرے اوپر حملہ کے واسطے نظر ڈال رہے تے۔ اور نیز آپ کا فروغ دیدار میرے شعلہ غضب کو پست کرتا تھا۔ اس سبب سے میرے دل مین ایسا ڈر بیٹھا جس کا بیان نہین ہوسکتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ سلطان واپس ہوتے وقت آپ کو کمال عجز و انکسار کے ساتھ گجرات مین لایا۔ اور احمد آباد مین گہر اور خانقاہ بنادی۔ آپکے پانچ بیٹے مشہور تے۔ **امین اللہ۔ یتیم اللہ۔ صوفی۔ حسین اور بدرالدین**۔ یتیم اللہ کو سید غیاث الدین کی لڑکی کے ساتھ کدخدا کر دیا تہا۔ یتیم اللہ ایک عالم آدمی تے۔ درس دیا کرتے تے۔ اور باپ کے جانشین بھی ہوئے۔ راقم بھی ہجری سنہ ایک ہزار تین مین بمقام احمد آباد دکن کے ملازمت سے مشرف ہوا تھا۔ کم و بیش پانچ برس بعد سنا۔ کہ وہ عالم علوی کو کوچ فرما گئے

مصرع بادا جمال دوست ضیا بخش چشم او۔

یاد سید حسینی

آپ سرپرزادہ ہین۔ جس زمانہ مین راناسانکا نے چندیری کی لوٹ مار کی تہی۔ اُس زمانہ مین اہل اسلام کو آفت کا دن دیکھنا اور تکلیفات کی زمین پر بیٹھنا نصیب ہوا تہا۔ اور ہر ایک ملک مین دربدر دیوانہ پہرتے تے۔ اس زمانہ مین آپ اپنے وطن سے گجرات مین آئے ہوئے تے۔ چندیری کا حال سنکر شکستہ دلون کی امداد کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دسور (مندسور) مین پہونچے۔ تو ایک مقام پر پانی کے کنارہ ایک راجپوت مسواک کر رہا تہا۔ اس حالت مین راجپوت کی نظر درویش پر پڑی۔ آپ کے ہمراہ دو شخص اور بھی تے آپ نے راجپوت کی طرف رخ نہ کیا۔ پیکر پرست مذکور برہم ہو کر واہی تباہی الفاظ بکنے لگا۔ آپ کو سننے کی تاب نہین ہوئی اُس راجپوت کے سامنے ایک تلوار رکہی تہی۔ فوراً آپنے وہ تلوار اُٹھالی۔ اور راجپوت کا سر تن سے جدا کر دیا۔ جب

یہ کیفیت راے گنگو ٹڑ گوجر کو معلوم ہوئی - جو رانا کا امیر اعظم اور سور (مندسور) کا جاگیردار تھا - غضبناک ہوا۔
اور لوگوں کو مامور کیا - ملازمین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو سنگسار کر کے شہید کر دیا - اسی رات کو مذکورہ بالا گوجر
کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا - کہ کئی دفعہ اپنے تخت سے زمین پر اوندھا گرا - جب صبح ہوئی - تو اُس نے چند اشخاص
اس غرض سے روانہ کئے - کہ مسلمانوں کے آئین و مذہب کے بموجب مقتولوں کو دفن کر دیں - چنانچہ تعمیل کی
گئی - آپ کی خوابگاہ اسی بہشت نما زمین میں ہے -

یادِ شیخ علاء الدین عیسیٰ دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتوں میں سے ہیں قدس اللہ تعالیٰ سرہما - تمام علوم متداولہ شیخ سماء الدین
کنبو کے مدرسہ میں تحصیل کئے تھے - جو علماے وقت میں سب سے زیادہ عالم تھے - اور باطنی علم کی تحصیل شیخ ابوالفتح
ہانسوی کی خدمت اور بیعت سے تھی شیخ ابوالفتح ہانسوی شیخ جمال ہانسوی کی نسل سے مشہور ہیں - جب
آپ بیان فرمایا کرتے تھے - تو مختلف مذاق و مختلف وجوہ کے ساتھ قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تھے -
القصہ آپ روحانی کمالات کے ساتھ بغلگیر پایون کیئے - ہمدوش تھے - آپ کے فرزندوں میں سے دو
شخص درویشی میں مشہور ہیں -

ایک **شیخ کمال الدین عجائب** ہیں - انہوں نے علم کے کئی عمدہ عمدہ متعارف - رسالے
تغلق خان کی خدمت میں پڑھے تھے - اور نیز علم باطن سے بھی مستفید تھے - شیخ کمال الدین کے بھی دو بیٹے
تھے - **شیخ رکن الدین** اور **شیخ حاجی شطاری** دونوں خدا شناس اور باطنا فارغ البال تھے
اپنے عم مکرم شیخ زکریا کے ہمراہ شیخ ولی شطاری کی خدمت میں رہ کر اخروی کمالات حاصل کئے تھے -

دوسرے **شیخ بہاء الدین زکریا** - ہیں - سلسلہ شطاریہ کے نامور بزرگوں میں سے ہیں - راہ تحقیق
کے سلوک میں بہت کچھ ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا - شیخ عبدالقدوس حنفی چشتی کی صحبت سے اور نیز دیگر
مشائخ وقت کی صحبت سے فیض وافر حاصل ہوا تھا - شیخ محمد مودود لاری کے درس میں تصوف کی کتابوں "
اور حقائق کے مشہور رسالوں کے پڑھنے میں آپ شیخ امان اللہ پانی پتی کے شریک تھے ہجری سنہ نوسو تیرہ میں جہان
فانی سے رخصت ہوئے - پیر محمد خان شروانی اُس زمانہ میں بڑے مقرر عالم تھے - عرش آستانی اکبر شاہ کے
دربار میں بھی امراے اعظم میں شمار تھا - باوجودیکہ مولوی شروانی فقرا کے گروہ کو بیکار سب سمجھتے تھے - مگر شیخ زکریا کے ساتھ
مخلصانہ اعتقاد ضرور رکھتا اور ان کے مخلصین شیخ زکریا کی تعریف سے خالی نہیں ہوا کرتی تھیں -

یاد شیخ محمد ابن خواجہ تاج الدین محمد قدس سرہما

آپ علما اور عقلاء زمانہ مین سرآوردہ تھے۔ طریقت کے سلوک مین بھی ایسا عالی مرتبہ پایا تھا۔ کہ اپنے جد بزرگوار گنجشکر کے زمانہ کی روح رواں شمار کئے جاتے تھے۔ احمد آباد مین سلطان مظفر گجراتی جمیع علوم مین کامل دخل رکھتا تھا۔ اُس کے آپ مصاحب تھے۔ تاج العلما کا لقب ملا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ قبر احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ محمد مودود لاری

آپ بابا نظام ابدال کے مرید۔ اور مولانا عبد الغفور لاری کے شاگرد ہین۔ قبر آپ کی شہر پانی پت مین شیخ امان کی قبر کے متصل ہے۔ شیخ امان علم تصوف مین آپ کے شاگرد تھے۔ **قدس اسرارہم**۔ تجرید اور تفرید کے میدان مین آپ کا پانون استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا۔ وحدت اور توحید کے اقسام سے کلی واقفیت تھی۔ وجد اور اسرار وجد کے صیغے آپ کے مطالعہ سے نکل چکے تھے۔ کہتے ہین۔ باطنی پرورش آپ کو مولانا عبد الرحمن جامی سے تھی۔ ظہیر الدین بابر بادشاہ کے زمانہ مین **طاب ثراہ** آپ ہند مین آئے۔ اور دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ نشینی اختیار کر کے خوشی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ پھر یہان سے آپ پانی پت چلے گئے تھے۔ اِس جنبش کے دو سبب تھے۔ (ایک) شیخ عبد الغفور پانی پتی کے فرزندون کی خواہش (دوسرا سبب) بالخصوص شیخ امان کی قبر کی صحبت مخصوص۔ اور فتوحات کا درس بہت کچھ دیا۔ اور اِن کتب کی مشکلات۔ تعلیقات اور حواشی کے ذریعے سے حل فرمائین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام عمر ظاہری اور باطنی علوم کے درس مین گزار دی۔ ہجری سنہ نوسو سینتیس تھا۔ کہ رمضان مہینے مین عالم وحدت کے کوچ کا عزم فرمایا۔ اور کثرت کی کہنہ سرائے سے خیمہ اُٹھا کر باہر جا گاڑا۔

یاد خواجہ خانون علا تاج ناگوری

آپ کی قبر گوالیار مین ہے۔ آپ نے ناگور سے نکل کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ آپ کی مقدس روح عنصری جسم کے ساتھ شامل ہو کر ہجری سنہ آٹھ سو ترپن مین عالم دنیا مین آئی تھی۔ اسی اور سات ستاسی برس صورت خانۂ تقدیر کا نظارہ کیا۔ مگر پابندی علاقہ سے آزاد رہے۔ اور ہر ایک کا حفظ مراتب ملحوظ رکھکر۔ دل کو مصور حقیقی کے مشاہدہ سے منور رکھا۔ ہجری سنہ نوسو چالیس مین۔ نقش ہستی۔ چار دیوار عناصر سے مٹا کر سلیم دل اور مطمئن خاطر کے ساتھ حضور قدس کو روانہ ہو گئے۔ آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے طریقت کے تمام مقامات

اور سلوک کی کل منزلین طے کر کے - اپنے پدر بزرگوار خواجہ حسن سرمست سے خلافت پائی تھی - خواجہ حسن سرمست توحید اور تصوف کی مجلس مین پرانے میگسار تھے - اجازت رہنمائی - اپنے والد ماجد شیخ سالار فاروقی سے رکھتے تھے شیخ سالار - کعبہ تحقیق کے مسافرون مین قافلہ سالار ہین - اجازت ہدایت خواجہ اختیار الدین عمر سے ملی تھی - خواجہ اختیار الدین اپنے زمانہ کے اکثر مشائخ مین برگزیدہ تھے - خرقہ خلافت - خواجہ محمد سعدی سے پایا تھا - خواجہ محمد سعدی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ اور نائب اعظم ہین قدس اللہ اسرارہم - شیخ معروف دہاروال نے اپنے شجرہ مین لکھا ہے - کہ خواجہ خانون کو خرقہ خلافت شیخ حسین ناگوری سے بھی ملا تھا - جو تین واسطہ سے سلطان التارکین شیخ حمید الدین سوالی ناگوری کو پہونچتے ہین -

کہتے ہین ضعیفی نے بہت ہی آدبایا تھا - اسواسطے آنے والون کی تعظیم کے لئے - اُٹھا نہین کرتے تھے - جب وجہ دریافت کی گئی - تو فرمایا ضعیفی کی سستی تعظیم سے باز رکھتی ہے - اور تکلیف کے ساتھ بعض کے لئے تعظیم مخصوص کرنا - درویش کے مناسب حال نہین ہے مصرع فیض الیشان بجان ما برسان -

یاد شیخ بہول

آپ کا لقب فرید الدین احمد - اور خطاب جہانگیر ہے غوث الاولیا کے بڑے بھائی - اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ ہین - بے نہایت لوگون کے دل آپ کے پنجہ تصرف مین تھے - شاہ سے درویش تک اور بڑے سے چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت مین مریدانہ زانو تہ کرتا تھا - اقسام دعوت بہت کچھ یاد تھین - آپ کی ظاہری خواہشین - اور باطنی قوتین دوئی کے سنگ لاخ سے نکلی ہوئی تھین - اور وحدت کے سبزہ زار پر خرامان خرامان سیر کرتی تھین - دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے - اُخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونون چیزین آپ کے حصہ مین آئی تھین - جنت آشیانی ہمایون بادشاہ آپ کا مرید تھا - اِن ایام مین مولانا جلال الدین متوی بڑے صاحب عقل عالم تھے - ہمایون بادشاہ کے اُستاد - اور ہمایونی سلطنت کے صدر الصدور تھے نیز اُن کو سہروردیہ سلسلہ سے کافی حصہ ملا تھا - اور نیز انہین ایام مین ایک بزرگ مولانا محمد فرغلی تھے نقشبندیہ خانوادہ مین بیعت وتلقین کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا - اِن دونون اصحاب نے مجبورانہ اتباع ہمایون کے سبب سے اور نیز جہانگیری تصرف کا اثر مان کر از سر نو آپ سے بیعت کی تھی - اُس زمانہ مین بہت سے علما اور فضلا آپ کے مرید ہوئے - ہجری سنہ نو سو سینتالیس مین شیر شاہ سور نے فتح پائی - اُس وقت صدر الدین کے دونون کامل اور اُستاد وقت نواح قنوج مین گمنام ہو گئے - آپ فرماتے تھے - شیخ فضل اللہ بنگالی میرے

بھائی شیخ محمد - اور فقیر بھول - ہم تین آدمی چنار - کے کوہستان مین ریاضت کے ارادہ پر آئے تھے - وہان کے باشندون نے بیان کیا - کہ دو سو برس ہوئے - ہم اپنے بزرگون سے مسلسل سنتے چلے آتے ہین - اِس غار مین ایک درویش گوشہ گزین ہین - اور مشغول بخدا ہین - ہم مین سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہین ہے - جو اُن کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر لا دے - یہ سنکر ہم تینون آدمیون نے تلاش کے واسطے اُس غار مین قدم رکھا - جب ہم دو منزل کی برابر راہ چل لئے - تو وہان پر پہنچے ایک پیر کو مراقب دیکھا - کہ اُسنے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر رکھ چھوڑی ہے وہ پیر ہمارے پہونچنے سے آگاہ ہوا - اُٹھا - اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑھا - بہت کچھ مرحبا اور التفات کے ساتھ پیش آیا - اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا - مجکو جہانگیر - بھائی کو غوث اور فضل اللہ کو اہل اللہ کہا - اسرار و حقائق اپنی تقریر مین ظاہر کر کے آنے والون کو آگاہ کیا - اور اصل حقیقت پر اطلاع بخشی - اس کے بعد جلدی سے خلوت مین گھس گیا - تھوڑی دیر بعد ہم لوگون نے واپس آنے کی اجازت مانگی - جواب کہان سے آتا - وہ تو واصل حق ہو چکا تھا - اِس سفر کا سامان اُس غار مین مہیا کر رکھا تھا - ہمنے اس سامان کو کام مین لاکر نعش سپرد خاک کی - شیخ بھول کی خوابگاہ - قلعہ بیانہ کی حدود مین ہے - ایک بلند پہاڑ پر - ایک قبر ہے نشاط انگیز اور روح افزا -

یاد سید معظم

آپ ترمذ کے سادات مین سے ہین - اور خوابگاہ کالپی ہے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - کہ آپ کے بزرگون نے ہند مین آکر کالپی مین بود و باش اختیار کی تہی - آپ کے وقت مین آپ سے زیادہ کوئی بزرگ شہر مین نہ تھا آغاز ہوش سے رسمی علوم پر کبھی دل بہاد نہین ہوئے - البتہ قرآن مجید کی تلاوت سے مزید دلبستگی رہی - آپ کا ظاہر پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ - اور باطن ایزدی تجلیات کے ساتھ منور تھا - آپ کا ہاتھ - تلاش روزی کے راستے مین کبھی نہین چلا - اور درہم کبھی آپ کے ہاتھ کا ناخن بن کر نہین رہا - اگر احیاناً بہم پہونچ گیا - تو آپنے اُس کو حاجت مندون کے نام زد کر دیا - دل توکل کو - اور تن تسلیم کو حوالہ کر کے - جو کچھ ضرورت ہوئی - وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ[۵] اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ کے خزانہ سے لیا - جو کچھ کہا - سوچ کر کہا - اور جو کچھ کہہ دیا - اُس کے بعد کہنے کے برخلاف بہت کم عمل کیا - باوصف اس قدر بے سببی کے دولتمندانہ خرچ تھا - دو بیٹے چھوڑے سید محمد اور سید احمد آخرین جہان کو پیام کر گئے - اور اولین باپ کے جانشین ہوئے مصرع سیادت با تلاوت ہم قرین است

۵ اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

یاد شیخ ابراہیم ابن عمر سندھی

آپ کی ابدی آسائش گاہ - برہان پور کی صعودین قطب شمالی کی طرف بنائی گئی ہے - لوگون کے میل جول سے - اور دل لُبھانے والی چیزون سے علیحدہ رہکر زندگی گزارتے تھے - بعض کہتے ہین - قاضی قاضن سندھی کے ہم نشینون مین سے ہین - جنہون نے وحدت وجود کے بیان مین بہت سے بیش بہا جواہر اپنی زبان سے نظم کے تاگے مین پروئے ہین - اور نیز اُس کی دلیلین قائم کی ہین - اور بعض کا یہ قول ہے - کہ سید محمد جونپوری کے معتقدین مین سے ہین **قدس سرہٗ** جن کو اُن کے پیرون کا ایک طبقہ مہدی کرکے مانتا ہے - اور کہتا ہے - کہ ختم ولایت اور مہدویۃ کے دعوےٰ پر سید محمد کافی دلیل رکھتے تھے **حاشا** کہ اہل شناخت سے ایسا دعوےٰ اور ایسی تصدیق - حالت سُکر کے سوا - صادر ہووے - اس قسم کی باتین کافی طور پر سید محمد صاحب کی یادداشت مین لکھی گئی ہین - اور نیز جہان کہین - تقریب آئی ہے - وہان ہر ایک جگہہ از روے عقل و نقل اُن کی بریت کی نسبت اشارہ کیا گیا ہے

یاد شیخ مبارک بالادست

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون جھنجانہ مین ہین - میر سید علی قوام سمانہ کے مرید ہین - جو شیخ بہاء الدین جونپوری کے خلیفہ تھے **قدس اسرارہم** - ظاہری کمالات اور معنوی فضائل - آپ کی استعداد کو لازم تھے - آپ کی ملازمت سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - جیسے شاہ اللہ بخش گڈہ مکتیسری - جو آپ کے بزرگ خلیفہ اور پیر مرد ہین - آپ کے خرق عادات کی گرماگرمی کا حال لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہین -

یاد قاضی محمود ابن جایلدہ

دریائی بیر پوری

آپ کا نام شیخ حامد ہے - پیدایش احمد آباد گجرات کی ہے - وجد و عشق - اور سوز و گداز کے آپ مالک تھے سرود و سماع گویا آپ کی زندگی تھا - جس وقت اولیاء اللہ کے نزدیک اظہار کرامت مناسب اور ضروری ہوتا ہے - ایسے وقت مین طلسمی آثار کی نمایش آپ کے اقوال اور افعال سے بہت کچھ وقوع مین آیا کرتی تھی - غلبہ عشق کے سبب سے ہمیشہ آپ کا یہ حال رہتا تھا - کہ اپنے حسب حال عاشقانہ مضمون باندھا کرتے تھے - ہندی عبارت مین اور ہندی مقامات مین دلپسند طرز ہوتی تھی - قوالون کی ایک جماعت آپ کی روش کو کمابچی کہتی ہے - اور یہ لوگ کمابچہ کی علامت سے اور نیز اپنے گانے کی خاص طرز سے ہند کے جملہ ارباب نشاط مین ممتاز ہین -

کسی قدر حالات آپ کے بیان کرتا ہون - بعض کے نزدیک آپ اپنے باپ کے مرید ہین - اور آپ کے پدر بزرگوار کو خرقہ خلافت شاہ عالم بخاری سے حاصل ہوا تھا - اور بعض اصحاب آپ کو بھی شاہ عالم بخاری کا خلیفہ

سمجھتے ہین۔ اور کہتے ہین۔ آغاز ہوش مین آپ کا تعلیم۔ شہر احمد آباد مین تھا۔ ہجری سنہ نو سو بیس مین بہ قصبہ بیرپور آئے۔ اور سکونت اختیار کرلی۔ یہ قصبہ بمضافات احمد آباد مین ہے۔ مگر اس مین آدمیون کی بساوت کم ہے۔ آپ کی عمر گیارہ برس کی تھی۔ کہ آلہی طلب کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ اپنے پدر بزرگوار سے خلوت نشینی کی اجازت لیکر۔ ایک جنگل تھا عمارت سے دور۔ وہان پر عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیا ہمیشہ چند روز بعد باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اور باپ کی گرامی صحبت سے استفاضہ کرکے پھر اپنے مقررہ حجرہ کو چلے جایا کرتے تھے۔ اسی طریق پر پچاس اور چھ چھین برس گزار دئے۔ جب عمر سرسٹھہ سال کو پہونچی۔ تو تاریخ تیرہوین ربیع الثانی کو کہ ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو تھے۔ عالم علوی کا عزم کرکے سامان زندگی اس ملک فانی سے باندھے گئے۔

روایت ہے۔ آپ کے جد امجد کا نام قاضی محمد تھا۔ جب قاضی جی کی صالحہ بی بی کے علی الاتصال چھ لڑکیان ہوئین۔ تو قاضی جی کو لڑکے کی خواہش ہوئی۔ تاکہ نسل محفوظ رہے۔ قاضی جی کی بی بی نے قبل اس کے۔ کہ یہ ذکر دوسرے شخص کی زبان سے سنے خود اپنی دلی خوشی کے ساتھہ بالمشافہ شوہر کو اجازت دی۔ کہ دوسری عورت کے ساتھہ نکاح کر لیجئے۔ اور یہ بھی پیغام دیا۔ کہ دوسری عورت بیٹے کی نیت سے۔ کرنا آپ کو ضرور ہے اور مین بھی راضی ہون۔ قاضی جی نے جواب دیا۔ آج رات کو مین اس بات کا استخارہ کرکے خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حضور مین عرض کرون گا۔ اور پھر حضور کا جیسا حکم ہوگا۔ عمل مین لاؤن گا۔ مقصد کوتاہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیئین علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب مین فرمایا۔ محمد۔ تم کو مبارک ہو۔ اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے تین صاحب کمال لڑکے ہون گے۔ کسی عورت کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اور حرف (حا) علیحدہ علیحدہ تین جگہہ قاضی جی کے کف دست پر لکھدیا۔ اس بنیاد پر اولین لڑکے کا نام حامد دوسرے کا نام حماد۔ اور تیسرے کا نام حمید رکھا۔ اولین (حامد) قاضی محمود کے باپ ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم

یاد مولانا عبد الکریم ابن عطاء اللہ نہروہی

آپ نامی علماے شیراز مین سے تھے۔ سلطان محمود بزرگ کے زمانہ مین آپنے اپنی تشریف آوری سے احمد آباد مین شیراز کا ڈھنگ پیدا کر دیا تھا۔ طبقات محمود شاہی آپ کی ہی فراہم کی ہوئی ہے۔ بہت سی عمدہ عمدہ تاریخون کو جیسے خلکانی اور یافعی ہے۔ نظر مین رکھکر طبقات کو لکھا ہے۔ آغاز کتاب آدم علیہ السلام کی آفرینش سے کیا ہے۔ اور سلطان محمود کے واپسین سفر تک کہ ہجری سنہ نو سو پندرہ تھے۔ انبیا۔

اولیا - علما - شعرا - سلاطین - وزرا - اور امرا ان سب کے حالات عمدہ طرز کے ساتھ لکھے ہین - اُمید ہے کہ جو اصحاب عقل و فہم کے ساتھ واقعات کی تواریخ پڑھنے کے شائق ہین - اُن اصحاب کو یہ کتاب عبرت پیدا کریگی - آپ کے ایک لڑکا تھا عطاء اللہ نام - ماجرائے گذشتگان سلف کے تتبع مین اپنے پدر بزرگوار کا پیرو تھا - نام اور نامہ نے آپ کو مشہور کر دیا مصرع بادا مقام او شان للہ در قائل -

یاد سید ھبۃ اللہ

آپ از نام شاہ میر مشہور ہین - ان بزرگ سادات مین سے ہین - جو حسنی حسینی ہین خطہ شیراز کے بڑے علما مین تھے - امیر صدر الدین محمد شیرازی کے ہم نشین اور ہم درس - اور مولانا جلال الدین محمد دوانی کے ہم عصر تھے - سلطان محمود بزرگ کا زمانہ تھا - کہ شیراز سے صوبہ گجرات مین آئے - اور جا نپانیر مین - جو یہان کے سلاطین کا پُرانا دار الخلافہ ہے - قیام کیا - آپ سیادت اور فضیلت کے نیر اعظم تھے - اس نیر اعظم کے طلوع سے زمین گجرات برجِ شرف بن گئی - اور طلبا کے ہاتھون مین علم کے خزانون کی کنجیان آئین آپ کے کئی بیٹے تھے - جو فاضل اور اوصاف حمیدہ سے موصوف تھے - آپ نے علم ہیئۃ کے اندر ایک فارسی شرح اثنائے درس مین بیٹون کے واسطے ہی لکھی تھی - اِس کے سوا آپ کی تصنیفات اور بھی ہین جیسے (۲) اسنی الکواشف فی شرح المواقف (۳) لوامع البرہان فی قدم القرآن - (۴) محاکمہ شرح شمسیہ (۵) علم حدیث اور اصول حدیث مین ایک رسالہ سود مند لکھا ہے - جو مشکل کشا اور جمیع اقسام حدیث کو جامع ہے - آپ کی جملہ تصنیفات کو علمائے زمانہ نے پسند کیا ہے خدا کرے - آپ کی تالیفات کے طفیل مین اس گلزار کو بھی مقبولیت کی شادابی نصیب ہو - آپ کے سب لڑکے سعادت مند تھے - اِن سب مین فرزند رشید شاہ کمال الدین محمد ہین - جن کو دونون جہان کے کمالات حاصل تھے - ان کے بھی بیٹے اور بھتیجے ہین - سب مین بڑے شاہ ابو تراب ہین - شاہ ابو تراب کو ہجری سنہ نوسو بیاسی مین شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے میر حاجی کا خلعت عطا فرمایا تھا - اور بہت سا سامان خیرات دیکر حرمین شریفین کو روانہ کیا تھا - شاہ ابو تراب اِس اعلی سعادت سے مشرف ہوئے - اور بعد زیارت حرمین لوٹ کر ہند مین آئے - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ تک زندہ رہے - خوابگاہ احمد آباد مین ہے - شاہ ابو تراب کے بھی ایک لڑکے ہین - شاہ گدائی نام سپاہیانہ لباس مین سلوات اور مشائخ کے طریقہ کی رعایت بقدر امکان کرتے ہین - اور اس کو غنیمت سمجھتے ہین - باوجودیکہ ان تمام سلوات کے آباواجداد کی سیادت صحیح ہے - لیکن یہ تمام

سادات سلسلہ مغربیہ سے تعلق بیعت کا فخر رکہتے ہین - اور گجرات مین خانوادہ مغربیہ کو رونق دینے
والا مخدوم شیخ احمد کہٹو ہین - قدس سرہم -

یاد شیخ عبد القدوس حنفی

آپ شیخ صفی الدین کی لڑکی کے فرزندون مین سے ہین - جو تمام علوم کے اصول اور فروع مین
یکتاے وقت تہے - بعض کی راے ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی صوفی کی نسل سے ہین - اور بعض کا گمان
یہ ہے حنفی اس سبب سے کہتے ہین - کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکہتے تہے شیخ محمد
ابن شیخ عارف - ابن شیخ عبد الحق کے مرید اور خلیفہ ہین - آپ کی تصنیفات مین سے ایک کتاب ہے - انوار العیون
جس کی ترتیب کی بنا سات فن پر رکہی ہے - اس کتاب کے اولین فن مین لکہا ہے - کہ ظاہرا میری بیعت
مخدومی شیخ محمد سے ہے - لیکن مجکو زیادہ فیض اور ہدایت آپکے جد امجد شیخ احمد قدس سرہ سے پہونچی
ہے - ان کی تعریف بہی اس فن مین بہت کچہ کی ہے نیز شیخ عبد القدوس کو درویش قاسم اودہی سے بہی
خلافت اور اجازت تہی - جو چشتیہ اور سہروردیہ خانوادہ مین بزرگ سلسلہ ہین - لوگون کی صحبت سے
اپنا دامن کہینچکر بیابانون مین اکثر بسر کیا کرتے تہے - اور غنودگی کو آنکہون مین آنے نہین دیتے تہے کبہی علوم
اور متداولہ فنون - کہ عبارت کتابی تحصیل سے ہے - مدرسہ مین بہت کم پڑہے تہے - لیکن علم لدنی کے دروازہ
آپ پر کہل گئے تہے - کتب صوفیہ کو جیسے فصوص الحکم - عوارف - اور اصطلاحات کاشی ہین - مطالعہ
کے زور سے حل کرکے ہر ایک کتاب پر ایک عمدہ شرح لکہی ہے -

کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو چہیالیس مین سلطان نصیر الدین ہمایون شاہ - خراسان اور ہند کے
عالمون اور عارفون کی ایک جماعت ساتہ لیکر استفادہ کے ارادہ سے آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کرتا تہا - اس
جماعت مین مولانا محمد فرغلی اور مولانا جلال تتہ جیسے بلند لوگ ہوتے تہے - اُس وقت روحانی اور ربانی انجمن
گرم ہوا کرتی تہی - اور جو مشکلات کسی فن مین پیش آیا کرتی تہین - یا سلطان کے سوا جس کسی کو بہی تصوف کے
حقائق - اور طریقت کے سلوک مین دشواریان ہوا کرتی تہین وہ سب آپ کی تقریر و تلقین سے صاف ہوجاتی
تہین - اس اثنا مین بہت سی خرق عادات بہی ظاہر ہوا کرتی تہین -

آپنے ہجری سنہ نوسو بچاس مین عالم خاک سے عالم تقدس کو کوچ فرمایا خوابگاہ گنگوہ مین ہے - جو سرکار دہلی
سے متعلق ہے تین لڑکے چہوڑے - سب سے بڑے شیخ حمید الدین تہے - سب سے چہوٹے شیخ عبد المجید

عبدالمجید علم عارف سجادہ نشین - اور رہنما تے - اور منجھلے لڑکے **شیخ رکن الدین محمد** بھی اکابر وقت
مین تے - باوجودیکہ عمر ضعیف ہوگئی تھی - مگر سماع کے بغیر صبر نہین کر سکتے تے - مولانا عالم کابلی نے اپنے
تذکرہ مین لکھا ہے - مین ایک روز آپ کی ملازمت مین ایسے وقت پہونچا - کہ ہنگامہ سماع گرمی پر تھا جب وجد
کا اضطراب ذرا فرو ہوا - تو مینے سماع کے روا اور ناروا ہونے کی نسبت سوال کیا آپنے یہ بیت پڑھکر جواب دیا بیت

	من گم شدہ ام مرا مجوئیـــــد			باگم شدگان سخن گوئیـــد	

تمام سننے والون مین بالخصوص مجھ ناتمام مین ایک عظیم تغیر پیدا ہوا - اور مجلس سماع از سر نو تازہ ہو گئی
شیخ رکن الدین نے ہجری سنہ نوسو تراسی مین جہان فانی کو ترک کیا - اِن کے فرزند **شیخ احمد** تے - ایزد طلب
خدا شناس - اور رسمی علوم کے اچھے عالم تے - کہتے ہین - آپ کا قول تھا - ہمارے خانوادہ کا پرانا قاعدہ ہے
کہ اولاً لڑکون کو ظاہری کمالات سے آراستہ کرتے ہین - اِس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت کرا کر قطبیت اور
غوثیت کے درجہ کو پہونچاتے ہین - شیخ احمد نے ہجری سنہ نوسو بتہر مین رحلت فرمائی - اِن کے بیٹے **شیخ**
عبدالنبی رسمی علوم سے آراستہ تے - خاص کر علم حدیث مین اُستادان عرب سے سند صحیح حاصل کی تھی -
اور عرش آستانی اکبرشاہ کی تمام قلمرو کے صدر الصدور تے - دوبار سفر حجاز کو گئے - اور آئے - پچھلی دفعہ جو لوٹ
کر آئے - تو صدارت کے عہدہ سے اُتار دئے گئے تے - اور شاہنشاہی عتاب ہوا تھا - اس سبب سے چند روز ان پر
تنگی کے ساتھ گزرے - بالآخر منگل کی رات تاریخ تیرہوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اکیانوین کو بہ تعمیل حکم طلب
رحلت فرمائی -

یاد شیخ فضل اللہ گجراتی

زمانہ سابق مین ترک وطن کر کے سفر کرتے ہوئے - جب رہتک مین آپ کا گزر ہوا - تو اِس مقام سے آگے
نہ بڑھ سکے - ناچار بود و باش اختیار کرلی - رہتک ایک قصبہ ہے مثل شہر کے - دہلی سے بیس کوس دور - آپ عالم
متوکل - اور فانی فی اللہ تے - کسی شخص سے کچھ نہین لیتے تے - کہتے ہین - ایک سوداگر - آپ کے خاص مریدون
مین سے تھا - ایک روز سوداگر مذکور نے اپنا تمام سرمایہ نذر کے طور پر لا کر پیش کیا - آپنے عذر فرما کر اُس کے قبول کرنے
سے انکار کر دیا - اور لانے والے کو بدستور نا لپس فرمایا - آپ کی رحلت - دسوین صدی کے اولین نصف حصہ
مین ہوئی ہے - رحلت کے پیچھے چند روز تک کا برخانہ - جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے مزار کے پاس حاضر ہو کر علمی مجلس کیا
کرتے تے - اور بہت سے دشوار مسائل آپ کے روحانی فیض سے آسان ہو جاتے تے - اعتقاد صحیح - اس قسم کا نما

مسئلہ کا حل کرنے والا ہے۔ مصرع ع خوابگاہش مخزن اسرار دان۔

یاد شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

آپ کی زاد بوم ملتان ہے۔ آپ سپاہی درویش۔ یا درویش سپاہی تھے۔ جب اُس ملک مین شورش ہوئی تو مع اہل و عیال اگرہ مین آکر قلعہ مین گہرے لیا بہت عرصہ تک سپاہیانہ طور پر رہے۔ لیکن ہمیشہ رات کے وقت نماز تہجد غسل کرکے بنہا کرتے تھے۔ زیادہ تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ کبھی کسی وقت کوئی دربان یا کوتوال آپ کے باہر جانے سے اور قلعہ کے اندر واپس آنے سے آگاہ نہین ہوا۔ اسی اثنا مین خدائی عنایت آپ کو ہم جنسون کی غلامی سے نکال کر خدا پرستی کے شہرستان مین سوکشان لے گئی۔ دنیادی دولتمندون کی ہم نشینی سے جو نشاط ہوتا تھا۔ وہ جاتا رہا۔ دلگیر ہو گئے۔ اور گوشہ گزینی کا تکدر آپ کے دل پر سیر باغ کی بہار دینے لگا۔ روحانی کمالات تحصیل کرنے کی فرصت حاصل ہوئی۔ طلسمات کو کہانے والا نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیان کرنے کے بعد۔ ملکوتی مین آنے جانے لگے۔ کہتے ہین۔ ایک روز مراقبہ مین سر جہکائے ہوا تھا۔ اُس وقت یہ آواز آپ کے کان مین آئی کہ اپنے چہرہ پر برقع رکہو۔ آپنے جواب دیا۔ برادران زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی طاقت مجھ مین نہین ہے دوسری بار پہر آواز آئی کہ اگر برقع رکہنا منظور نہین ہے۔ تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو۔ مینے عرض کیا۔ مجکو پہلی بات منظور ہے۔ اُسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر اُبہر آئی۔ اور سر سینہ پر جا پڑا۔ جس وقت دیکہنے کی ضرورت ہوتی تہی۔ تو آپ ٹہوڑی کے نیچے ہاتھ رکہکر سر اُٹہایا کرتے تھے۔ تب کہین۔ اُس چیز کو دیکہہ سکتے تھے۔ اخیر دم تک یہی حالت رہی جب آپ کی زندگی کا سامان۔ اُس جہان کو روانہ ہوگیا۔ تو آپکے بیٹے **شیخ یعقوب** نے درویشی کے چہرہ پر سپاہیانہ وضع کا پردہ بدستور قایم رکہا۔ اور اُسی روش کے نقاب مین سالکان طریقت کی طرح بیان تک کوشش کی۔ کہ واجب اور ممکن کی شناخت مین اپنا رتبہ اولیاء اللہ کے عالی رتبہ کی برابر کردیا۔ شیخ یعقوب کے بعد ان کے بیٹے **شیخ عبد اللہ** نے جو شیخ یوسف کے باپ تھے اثنائے چاکری مین بہت کچھ تحصیل علم کی۔ کہتے ہین ہمیشہ بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ سپہگری۔ گوشہ نشینی کے ساتھ ممکن نہین ہے۔ جہان پیمائی کے ساتھ تعلق رکہتی ہے۔ اسواسطے میرے اُستاد تشویش مضمون سے زیادہ زیادہ ہون گے۔ جس وقت مین ہمت کرکے تحصیل علم مین استحکام کے ساتھ مشغول ہوا۔ اور عالم جوانی نے کوچ کیا۔ تو لوگون کی خدمت گزاری مجکو تلخ معلوم ہونے کی چار طریقہ سپہ گری چہوڑ کر گوشہ خاموشی مین بیٹھہ گیا۔ واپسین دم تک کسی غلام اور کسی آقا کے سامنے حاجتمندانہ آرزو پیش نہین کی۔ اور متعلقین کے

کھانے پینے کا مع کتابت کی مزدوری سے پہنچتا رہا۔ تاریخ چھٹی شوال ہجری سنہ نو سو تینتالیس کو صحرائے وحدت کی طرف چلے گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد ملک چاندوالد میاں جمو جی

آپ کی ناد بوم احمد آباد ہے۔ تن شریعت کا مظہر۔ دل طریقت کا منبع۔ جان حقیقت کا آئینہ۔ اور سر معرفت کا معدن تھا۔ آپنے وطن سے سفر مجاز کے لئے کوچ کیا تھا۔ مکہ معظمہ کی خاک آپ کی دامنگیر ہوئی الغصہ جس رات آپنے جہان فانی کو رخصت کیا ہے۔ اُسی رات۔ احمد آباد کے اندر ایک اور شخص بھی مرا تھا۔ جو ستم اور آزار رسانی کے ساتھ بدنام تھا۔ چند روز بعد بزرگان شہر میں سے ایک شخص نے اُس ستمگار مردم آزار کو مرفہ الحال۔ اور مثل مغفورون کے خواب میں دیکھا متحیر ہوکر سبب دریافت کیا تو جواب ملا۔ جس رات کمترین نافرجام بندہ کے واسطے فرمان طلب پہونچا تھا۔ اتفاق سے وہی رات ملک چاند قدس سرہ کے آخرین سفر کی رات تھی۔ عاملان علوی کو حکم ملا۔ کہ جس کسی کو آج کی رات میں واپسین سفر پیش آوے۔ وہ خواہ فرمان بردار ہو یا نافرمان۔ اُس ناشائستہ افعال کے اعمال نامہ پر۔ اس مقبول بارگاہ کے طفیل میں۔ بخشش کے قلم سے خط نسخ کھینچ دو۔ اس میں شک نہیں۔ اس تاریخ کے مرنے والوں کو اس سے بہتر نجات کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔

صدر الذکر تقریب کے سلسلہ میں ایک اور گزرا ہوا واقعہ حوالہ قلم کرتا ہوں۔ ایک روز سلطان محمود بزرگ گجراتی نے بیان کیا۔ ایک شخص داور الملک ہماری فوج میں تھا۔ ایک لڑائی میں وہ شہید ہو گیا۔ بہت سے آدمی اسی طرح دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اہل جہان کی توجہ اور رجوعات چاروں طرف سے جس قدر داور الملک کے مزار کی طرف ہے۔ اس قدر کسی شہید کے مزار کی طرف نہیں ہے۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال میں آئی۔ کہ جس طرح۔ مبارک ساعت میں پیدا ہونا۔ بچے کے حق میں روز افزون سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح ساعت سعید میں مرنا بھی آخرین سفر کے مسافر کا مفید نتیجہ بخشتا ہے۔

یہاں پر راقم کی خاطر فاتر میں یہ بات آئی۔ کہ ساعت سعید ہونے کے اسباب کو اس بات پر منحصر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ زائچہ کسی طالع کا اچھا تھا۔ یا کواکب کسی مقام کے خوب تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی بزرگ کا آنا کسی شخص کے جانے کے ساتھ۔ یا کسی سعادت مند کا جانا کسی شخص کے آنے کے ساتھ موافق آکر نتیجہ سعادت پیدا کرے

اور اس عالی رتبہ شخص کی برکت سے طفیلی کو بھی اس کی شائستگی کا اثر پہونچے۔

مصرع بادرفیتم چو او در سفر واپسین۔

یاد شیخ سلیمان ابن عفان حاجی

آپ کی زاد بوم دہلی مین ہے۔ آپ کے آبا و جداد سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچتے ہین **قدس سرہم**
آپ شیخ محمد عیسیٰ چشتی جونپوری کے مرید ہین۔ خلع لبس کی قوت آپ کو خوب حاصل تھی۔ ظاہر اور باطن کے
مالک تھے۔ نقل روح کا شغل اور ذکر قربان جانتے تھے۔ پچاس سال برابر مسجد اقصیٰ اور بیت الحرام مین
اعتکاف کرکے گذرے تھے۔ بڑے بڑے قاریون سے علم تجوید۔ بلکہ معاملہ مین حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام**
سے اور نیز سرچشمہ ولایت **علی کرم اللہ وجہہٗ** کی خدمت سے علم قراۃ یاد کیا تھا۔ تمام مشائخ زمانہ نے
جیسے شیخ عبد القدوس حنفی۔ اور شیخ جلال چشتی ہین۔ آپ کی تعلیم سے قراۃ کی تصحیح کی ہے۔ اپنے
ضرورت کے لائق علوم متداولہ تحصیل کرلئے تھے۔ تمام مشہور خانوادون کے پیرون سے خرقہ خلافت ملا تھا
آپ جناب خضر **علیہ السلام** کی ملازمت مین بھی پہونچے تھے اور ہر ایک کی روش پر۔ اس کثرت سے
ریاضت کی تھی۔ کہ ولایت کی جھلک آپ کے افعال سے ظاہر ہوتی تھی۔ ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ
مشائخ کبرویہ مین سے ایک صاحب فرماتے تھے۔ مین ہجری سنہ نوسو چتیس مین۔ خداوند تاج بدخشان
میرزا سلیمان شاہ ابن میرزا خان۔ کے ہم رکاب شیخ سلیمان کی ملازمت مین پہونچا۔ ایسی رازداری کی
باتین ہوئین۔ کہ کان سے لیکر دل تک بلکہ تمام جسم معرفت کے جواہرات سے پُر ہوگیا۔ جب نوبت کلام
اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو پہونچی۔ تو فرمایا۔

ہجری سنہ آٹھ سو ایک مین صاحب قرانی امیر تیمور گورکانی نے دہلی فتح کی تھی۔ اُس
وقت تمام باشندگان شہر ہر ایک سمت کو جلاوطن ہوئے۔ ہم مالوہ کی طرف چلے آئے۔ اور منڈو
(مانڈو) مین قیام کیا۔ اِس سبب سے ہم کو لوگ منڈووال کہتے ہین۔ منڈو سے گردش زمانہ ہم کو
گجرات کی طرف کھینچ کرلے گئی۔ بالآخر وہان سے حسب فرمان تقدیر ملک عرب کی طرف
سفر کا اتفاق ہوا۔ ملک عرب سے پچاس برس بعد ہند کو معاودت ہوئی۔ آہستہ آہستہ
اپنی زاد بوم کا رخ کیا۔ مگر آج تک اس گرامی مکان کی دلدل مین آب و دانہ نے پاؤن
پتھسار کھا ہے۔

اس بیان سے سمجھا گیا۔ کہ آپ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ تھی۔ اور بعض لوگون کے نزدیک چار سو برس کی عمر ہے۔ بعض لوگ اسی بنیاد پر آپکو ابوالرضا حاجی رتن کی عمر کی مسند پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہین۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نو سو بیناالیس مین جسم کی پرانی سرا سے روح کی نشلا آباد کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر۔ جہان قطب الاولیا قدس سرہ کا مرقد مبارک ہے۔ اُسی ہمسایہ مین حوض شمسی کے آس پاس بزرگان مسافر و مقیم کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے

آپ کے دو بیٹے تھے **شیخ داؤد** اور **شیخ محمود** اولین صاحب زادہ کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل تھا۔ انہون نے عالم شباب ہی مین دنیا سے سفر کیا۔ پچھلے صاحب زادہ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تھے۔ اب اُن کے ایک بیٹے ہین شیخ کمال نام۔ جو ظاہری اور باطنی دونون کمالات سے آراستہ ہین۔ آغاز جوانی مین گوشہ نشینی کی عادت تھی۔ چند روز ہوئے۔ کہ بناچاری سپاہیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ لیکن باانیہمہ اندرونی صفائی۔ اور ایثار کی ہمت بدستور اپنی جگہ قایم ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ[ڈ]

مصرع بیرون منہ ز دائرہ بندگی قدم

یاد شیخ احمد مدنی

ایک موضع نانوتہ ہے میان دوآب۔ وہان آپ گوشہ گزین تھے۔ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خاص خلیفہ ہین۔ آپ کو جذبہ و سلوک دونون مرتبے تھے۔ مشہور سلسلون کے طریقون پر قدم استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا۔ اپنے پیر کو خضر **علیہ السلام** کی طرح زندہ سمجھتے تھے۔ ہمیشہ اپنے رازدارون سے کہا کرتے تھے۔ اگرچہ ہمارے شیخ کا عنصری بدن خاک مین چھپا دیا گیا ہے۔ لیکن خلاصہ (روح) مثالی بدن مین، اُسی حالت زندگی کی طرح۔ طالبون کا رہنما ہے۔ **مصرع** دل زندہ کن۔ کہ مردن تن شادی آورد۔

یاد شیخ نصیر الدین منڈونی

آپ کی شہرت کیمیاگری کے ساتھ ہے۔ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والے کے خلیفہ ہین۔ کیمیا بنانے مین اِس صنعت کے جاننے والون سے پیش قدم تھے۔ بہت طرح کی اکسیرین بنانا جانتے تھے۔ اور بناتے تھے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ اس فن مین اپنے تئین آپکا شاگرد سمجھتا تھا۔ شیخ فرماتے تھے۔ ایک روز ایک بوڑھا بیمار ایک بیابان مین مجکو ملا۔ مین اپنے گھر لے آیا اور اُس کے علاج مین اپنے مقدور بھر کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔ یہ ہنر مینے اُسی سے حاصل کیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے۔ کہ وہ بیمار جناب خضر **علیہ السلام** تھے کہتے ہین علم کیمیا

ڈ۔ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے۔ (اے بندہ) تجھ کو کوئی فائدہ پہونچے۔ تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے ۱۲۔

آسمانی علم ہے۔ توریت مین یتا جناب موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تھے۔ قارون نے آپ سے ہی سیکھ کر عمل اکسیر کے ذریعہ سے کئی گنج خزانہ کے جمع کرلئے تھے۔ مصرع کیمیائےست قناعت کہ نظیر پزنماز وست۔

یاد شیخ امین الدین

آپ بڑے پرہیزگار عالم تھے۔ سماع سے باز رکھنے۔ اور بدعت کے توڑنے مین ہزارہا آدمیون کی برابر طاقت کلام مین لاتے تھے۔ اور سماع و سرود کی ممانعت اور حرمت کے بارہ مین بہت سی روایات فراہم کررکھی تھین جن کو وہ بیان کیا کرتے تھے۔ جب آپ سلطان سکندر لودہی کی مجلس مین پہونچے۔ تو سلطان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ سرود سماع کی رسم دہلی سے قطعی موقوف ہوجاوے۔ سلطان نے فرمایا۔ آپ ایک دفعہ شیخ سلیمان سنڈو (مانڈو) والہ کی ملازمت مین جاکر اپنی روائتین بیان کرین۔ اور اُن کو سماع سے توبہ کرائین۔ پہر بلاکوشش کے شہر سے یہ طریقہ موقوف ہوجاوے گا۔ جب آپ شیخ کی خدمت مین پہونچے مجلس سماع گرم تھی۔ آپ بھی درویشون کے نعرہ کی تاثیر سے بیہوش ہو گئے اور ہاتھ پھینکنے لگے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو شیخ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی حالات غالب آ گئے۔ تو ظاہری آئین سے خود بخود فروگذاشت ہو گئی۔ ایک روز ارادہ کرلیا۔ کہ کتب خانہ مین آگ لگادی جاوے۔ پیر نے فرمایا الحق[۵۱] فی الکتاب والاسلام فی الدفاتر اگر اوراق نہ ہونگے تو نہ ولایت ظہور پذیر ہوگی۔ اور نہ نبوت کا جلوہ ہوگا[۵۲] نعوذ باللہ من ان نکون من الجاہلین۔

مصرع دانش آمد مایہ بخشش دین و دولت مرورا

یاد شیخ حسین

آپ ملتان سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر مین آئے تھے۔ یہان پر آپنے صرف ایک حجرہ کے اندر اپنے جسم کے گھلانے۔ اور جان کی پرورش کرنے مین بارہ سال گزار دیئے۔ فرمانروا مالوہ خان جہان کے بیٹے سلطان محمود نے آپ کے اجمیر مین ہونے سے آگاہی ہوئی۔ تو چشت خان کو بھیجکر سنڈو (مانڈو) مین تشریف لانے کے لئے التماس کیا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو محمود کو صرف ایک دفعہ اتفاق دیدار پیش آیا۔ پہر اس کے بعد اُس کا عہد پورا ایک برس بھی نہین رہا۔ کہ اُس کے بیٹے غیاث الدین کی نوبت آئی۔ اور غیاث الدین کے نام سے کوس سلطنت بجنے لگا۔ سلطان غیاث الدین نے ایک روز چشت خان سے دریافت کیا۔ کہ شیخ کے رہنے سہنے کی کیا کیفیت ہے۔ اور کس طرح گذرتی ہے چشت خان

---

۵۱ حق کتابون مین ہے۔ اور اسلام دفترون مین ہے۔ ۵۲ ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہین اس امر کی نادانون کی باتین کرین۔

سے جواب میں مضمون شکرگزاری عرض کیا۔ ایک شیخ کی لاعلمی میں شیخ کی طرف سے پتھر کی ایک تسبیح سلطان کے رو برو پیش کی۔ سلطان وقت نے کچھ مال حشمت خان کے ہاتھ بھیجا۔ آپ نے اس مال میں سے کچھ تو لانے والے کو دیا۔ اور جو باقی رہا تھا۔ وہ حاجتمندوں کو تقسیم کر دیا۔ دوسری بار پھر سلطان نے درمیانی شخص سے پوچھا کہ آپ کے کھانے پینے کے اسباب کیا اور کہاں سے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ روزی تو آسمانی ہے۔ اور اسباب نامعلوم کیونکہ سلطان محمود تو عدم بہشت جلدی سے زار گئے۔ اور سلطان وقت نے آج تک شیخ کے حجرہ میں قدم رکھا نہیں فرمایا ہے جب سلطان کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ دیدار سے نور باطنی حاصل کیا اور دو آباد گانون آپ کے فرزندوں کے نام سے لکھکر سپرد کر دئے۔

کہتے ہیں۔ نصیر الدین کے بیٹے شہاب الدین نے بہت سی فوج فراہم کرکے۔ اپنے باپ سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ نصیر الدین اپنی فوج کی کمی سے اور بیٹے کی مخالفت سے دور دراز فکر میں تھا۔ اور ہمیشہ یہ راگ گایا کرتا تھا گذشتہ زمانہ میں دل کی چھپی ہوئی بات پہچاننے والے درویش بہت تھے۔ جب آسمان کسی کے سلطنت کج ادائی کرتا تو وہ بیچارہ درویشوں سے استمداد کرکے اپنے نیک و بد کے انجام پر خبر پالیتا تھا۔ لیکن آج کل ایسے روشن ضمیر لوگ نہایت ہی نایاب ہیں۔ یہ سنکر شمشیر خان نے جو شیخ کے عرفان اور وجدان سے باخبر تھا۔ عرض کیا۔ کہ اگر سلطان شیخ حسین کی گرمی صحبت میں پہونچ جاویں۔ تو غالبًا یہ شکایت جو سلطان کو ہے۔ شکر و سپاس کے ساتھ تبدیل ہو جاویگی۔

القصہ سلطان دہی کا پیالہ ہاتھ میں لیکر دیہات کے شحنوں کی طرح شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپ اندرونی راز سمجھ گئے۔ اور آیۂ کریمہ[۱] كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ پڑھکر فتح یابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ اسی آسمانی خوشخبری کے بموجب ظہور بھی ہوا۔ چند روز بعد نصیر الدین جہان فانی سے رخصت ہوا۔ اور زمانہ نے ہاتھ پکڑ کر محمود کو شاہی تخت پر بٹھایا سلطان محمود بھی شیخ کی خدمت گذاری میں اچھی طرح کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کا عہد پورا ہوا۔ کہتے ہیں سلطان بہادر مالوہ گجرات کو بھاگا۔ اور جنت آشیانی ہمایوں شاہ تعاقب سے آپہونچا جب ہمایوں شاہ نے قلعہ منڈو (مانڈو) فتح کرلیا۔ تو شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ نے شاہی ابریق (چھاگل) طلا اور جواہرات میں ملمع کی ہوئی دیکھی۔ تو آبدار کے ہاتھ سے لیکر اُس سے طہارت کیا۔ اور کہا۔ کہ ایسے متقی بادشاہ کے واسطے آبخورہ شرعی چاہیئے۔ ملا محمد فرغلی عذرخواہی کے واسطے اُٹھے اور حسب حکم شاہنشاہی ابریق شیخ کے سامنے نذر کی۔ شیخ نے کمال آزادی سے اس کے دام کرکے۔ حاجتمندوں کو تقسیم کر دیے

[۱] بکثرة اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی ۱۲

دوسرے روز علی الصباح جنت آشیانی اور میر فرغلی - امتحانی مضمون دل میں قرار دیکر شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوئے شیخ کو ہر ایک کے اندرونی قرار داد پر علم ہوگیا - اتفاقاً آدہی رات کے وقت شاہ قاسم مجذوب نے اپنے بیٹے قطب الدین بکاری کے ہاتھہ دو سیخ کباب - شیخ کے واسطے بہیجے تہے - اُن کبابون مین سے شیخ نے تین بوٹیان اُٹھاکر میر فرغلی کو کہانے کے واسطے دین چنانچہ واقعہ کا ظہور ضمیر کے موافق ہوا - اس کے بعد شیخ نے جنت آشیانی سے فرمایا - کہ درویشون کو بازیگرون کی مثل قرار دینا - آئین دوستی کے خلاف ہے - اگرچہ آم اس غیر فصل مین پیدا ہوسکتا ہے - لیکن قابل پسند نہین ہوتا -

آپ بارہون مہینے نماز طہارت کبری (غسل) کے ساتھہ پڑہا کرتے تہے - ایک روز غسل کے ارادہ پر باہر گئے تہے - چورون کی ایک جماعت ملی - وہ جماعت آپ کو تونگر سمجھکر اپنی مخفی جگہ مین لے گئی - اور پاؤن مین زنجیر ڈالکر ایک دروازہ کے گوشہ مین بٹہا دیا - آپنے فرمایا گرفتار دل والون کی پابندی زنجیر سے ہوتی ہے اور جو لوگ آزاد ہین - اُن کو پابند صرف محبت کرسکتی ہے - سارقون نے اس بات کو بادہوائی سے زیادہ وقعت نہین دی - اور زنجیر پر پہرہ مقرر کرکے - ہر ایک اپنے کام مین لگ گیا - شیخ اُس جگہ سے ایک پلک مارنے مین سلیمانی رفتار سے اپنے حجرہ کے اندر چلے آئے - کہتے ہین شیخ کی عمر ایک سو اُنیس سال کی تہی - خوابگاہ اندر مین ہے - یہ ایک دیہہ ہے مندو (مانڈو) سے بارہ کوس کے فاصلہ پر - ہجری سنہ نوسو پینتالیس مین دنیا کے عدم آباد سے عقبیٰ کے شہرستان کو رحلت فرمائی ~~مصرع~~ آزین خداے بروے باد -

یاد شیخ علاء الدین دہلوی

آپ شیخ نور الدین المعروف بہ فیل مست کے بیٹے - اور گنجشکر کی نسل سے ہین - **قدس اسرارہم**

اپنے دادا شیخ تاج الدین محمد ابن شیخ عبد الصمد ابن شیخ منور اجودہنی کے مرید تہے شیخ منور اجودہنی کو اہل زمانہ گنجشکر - اور شیخ زید ثانی کہا کرتے تہے - اور باعتقاد مریدون کے خواب مین حضرت گنجشکر - شیخ منور اجودہنی کی شکل مین نظر آیا کرتے تہے - صاحب کشف علیخان کہتے ہین - جب میرے سلوک کا آغاز تہا - تو مین اس ارادہ پر کہ مجکو کلاہ خلافت خواجہ قطب الاولیا سے مل جاوے - خواجہ قطب الاولیا کے روضہ پر معتکف ہوا - خواجہ قطب الاولیا نے مراقبہ مین مجکو شیخ علاء الدین کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی - مینے گستاخی کی - جو اس امر کو قبول نہین کیا - اسی طرح چند بار مینے اعتکاف کیا - اور چند بار یہی اشارہ ہوا - بالآخر میرے کان مین آواز آئی کہ "علاء الدین قطب الدین ہین" ناچار مجبور رہا - اور بے تامل آپ کے پاس حاضر ہوا

مسکراتے ہوئے کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور فرمایا۔ "یہ کلاہ قطب الاولیاکی طرف سے ہی ہے خوش وقت رہو۔"
پندرھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین فرمان وصال صادر ہوا۔ خوابگاہ قلعہ دہلی۔

مصرع کلاہ عفو توجوید سر برہنۂ من۔

یاد شیخ علاؤ الدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان

آپ کے پدر بزرگوار حضرت گنجشکر کے فرزند ہین۔ قدس اسرارہم کہتے ہین۔ آپکے نفس ناطقہ کا کالبد کے سلسلہ پیوند ہجری سنہ آٹھ سو بتر مین ہوا تھا۔ زمانہ طفلی سے ہی۔ ولی ہونے کے آثار۔ آپ کی پیشانی سے عیان تھے جب آپ کا دل وحدت کی روشنی سے منور ہوا۔ تو ساٹھہ برس تک آپنے ہدایت فرمائی۔ چونکہ آپ کی ذات مین بخشش اور بخشایش کی صفت بکمال درجہ تھی اسواسطے لوگ آپ کو علاؤ الدین جوانمرد کہا کرتے تھے ہجری سنہ نوسو اڑتالیس مین دامن ہستی گرد علائق سے جھاڑ دیا۔ اور کوچ فرما گئے۔ اجودھن مین اپنے جد بزرگوار کے حظیرہ مین دفن کیے گئے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ جن سے چاند سورج کی طرح۔ نسب وحسب کا زمین وآسمان منور تھا۔ ممکن اور واجب مین انہین دونون صاحبزادون کی خاص روش سے انتظام تھا۔ القصہ للّٰہ۔ سلطان محمد تغلق نے بہت سی تدبیرات کرکے دونون صاحبزادون کو اپنے سے مانوس کیا بڑے صاحبزادہ شیخ معز الدین کو معز الملکی کا خطاب دیکر ملکی اور مالی کاروبار اُن سے لیا اور بالآخر اُن کو صوبہ گجرات کا حاکم بنایا۔ ان کی ہستی کی کشتی اسی جگہہ دریاے نیستی مین غرق ہوئی۔ دوسرے شیخ علم الدین تھے ان کو شیخ الاسلامی کا منصب دیا۔ شیخ علم الدین دنیا اور عقبیٰ دونون جہان کا کام بنانے مین مصروف رہتے تھے۔ ان صحبت سے لوگون کو فیض پہونچتا تھا۔ مصرع ساقی اسرار او پُر از مے توحید باد۔

یاد شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی

آپ خانوادہ قادریہ کے سر برآوردون مین سے ہین۔ پیر مشائخ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت کی تھی۔ اور خدمت سے فائدہ بھی اُٹھایا تھا۔ لیکن دوام مشاہدہ کے مقام پر شیخ شاہ محمد حسن قادری کی ملازمت سے پہونچے تھے۔ اور محمدی ہدایت کے طریقہ پر ہمت کے ساتھہ قدم رکھکر دانش وبینش حاصل کی تھی آغاز سے انجام تک جسم کے گھلانے۔ اور روحانی جوہر کے بڑھانے مین مصروف رہے۔ آخرکار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ عالم ارواح کے چلنے پھرنے والون مین شامل ہو گئے۔ اور ہمیشہ نافرمان نفس کے ساتھہ لڑائی لڑکر بالآخر فتح پائی۔ آپ ہمیشہ آئندہ مسافرون کے ساتھہ مروت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اور ناتوانون کی خدمت کیا کرتے تھے۔ رسمی علم کی تحصیل کمال کے درجہ کو پہونچائی

تھی۔ یہان تک کہ سخن گوئی کا ملکہ حاصل تھا۔ کلام پسندیدہ ہوتا تھا۔ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مکتوبات پر ایک عمدہ شرح۔ اور سنجیدہ اور مفید حاشیئے لکھے ہین۔ ہجری سنہ نوسو پنچاس مین عالم دنیا سے رحلت فرمائی۔ اکثر سرکار دہلی کے بڑے بڑے لوگ آپ سے حُسن عقیدت رکھتے ہین۔ منجملہ اِن کے یہ اصحاب ہین۔ شیخ احمد مفتی اسفیدونی۔ شیخ حسین پانی پتی۔ شیخ عمر سوانی۔ میر سید علی لودیانی۔ اور یہ چار شخص۔ شیخ احمد۔ شیخ حمید الدین۔ شیخ طیب اور شیخ صابر۔ قصبات میان دوآب کے باشندہ ہین۔ شیخ یوسف دہلوی جنہون نے اپنے پیر کے کلام کو فراہم کر کے۔ ایک مفید جلد بنائی تھی۔ شیخ حاجی جو شیخ یوسف کے پیرزادہ تھے۔ اور شیخ چاند مجذوب جو ہفتہ ہفتہ بھر روزہ رکھتے تھے۔ یہ اصحاب جس قدر شمار کرائے گئے ہین۔ سب کے سب طریقہ ولایت کے رازدار۔ اسرار طریقت کے مشکل کشا۔ خداشناسی کی انجمن کو رونق دینے والے۔ اور طالبان ہدایت کے رہنما تھے۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ مصرع رہنمایان جہان راسنہ عالی بود۔

پادشاہ تاجو ابن شیخ کمال قدس سرہ

آپ قرشی النسل ہین۔ آپ کے پدر بزرگوار ملک عرب سے آکر ہند کی سیر سے عبرت حاصل کرتے پھرتے تھے اتفاقاً۔ قلعہ رنت تھنبور[1] کے آس پاس کدخدا ہوئے۔ ہجری سنہ آٹھ سو پچاسی مین شاہ تاجو کی روحانی صورت شکم والدہ سے باہر آئی۔ اور اُس کے واسطے پشت زمین گہوارہ بنی۔ جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی۔ تو یتیم ہو گئے۔ اور آپ کی مان نے آپ کی دیوانگی مادرزاد سمجھکر خبرگیری چھوڑ دی۔ سونے کی جگہہ اور کھانے پینے کے انتظام مین دوسری ہی شکل پیدا ہو گئی۔ آپ ایک دم بخیشہ فرشون کی ہمراہی مین۔ تن تنہا منڈو (مانڈو) مین چلے آئے۔ یہان پر چند روز بعد وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مکتب مین تقدیری تختی پلٹ دی۔ اور آپ کے سینہ پر خدائی علم تحریر ہو گیا۔ سلطان وقت ناصرالدین خلجی تھا۔ اُسنے آپ کی خدمت اپنے ذمہ لی تھی۔ ایک روز تنہائی کے متعلق ذری سی شکایت آپ کی زبان پر آئی۔ اس کا انتظام سلطان نے اس طرح کیا۔ کہ ایک ضعیفہ تھی جو حرم سلطانی مین پردہ نشینون کو شرعی یجوز و لایجوز تعلیم کیا کرتی تھی۔ اُس ضعیفہ کی ایک حسین وجمیل لڑکی تھی۔ راحتہ الحیات نام تھا۔ سلطان نے اُس لڑکی کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا۔ شادی کے مراسم۔ عروسی لوازم۔ اور خانہ داری کے ساز و سامان کا کافی طور پر انتظام کر دیا گیا۔ اسی اثنا مین سلطان ناصرالدین خلجی کا زمانہ حیات پورا ہوا۔ اور ابغرہان روائی کی نوبت سلطان ناصرالدین

---

[1] آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ایک قصبہ ہے ۱۲ جسے آجکل رنتھنبور کہتے ہین۔

کے بیٹے ۔سلطان محمود کو پہونچی ۔پیکر پرستون کی ایک جماعت تھی ۔جس کا مذہب راجپوتون کا سا تھا ۔ یہ لوگ پوربیہ کر کے مشہور تھے ۔اس جماعت نے سلطان کو قید کیا ۔ اہلِ خلجی حرم نشینوں مین علم پراگندگی پیدا ہونی شروع ہوئی ۔اسی اثنا مین کہ دسوین صدی کا آغاز تھا ۔ راحۃ الحیات کے بطن سے اس ازلی مجذوب کے گھر مہمانِ نو کی آمد ہوئی **قطب الدین بہکاری** نام رکھا ۔اس کے بعد راحۃ الحیات کو مرض الموت ہوا ۔کہ وہ مرگئی ۔ اور باپ چونکہ **فنافی اللہ** کے دریا مین غرق تھے ۔ ہوش مین آکر بیٹے کی پرورش نہین کرسکتے تھے ۔ دربانانِ شہر آپ کے ہمسایہ تھے ۔ کارکنانِ قضا و قدر نے قطب الدین بہکاری کی تربیت ۔ اُن کے محلہ پر لکھدی ۔جب زمانہ ہوش آیا ۔ تو خدمت والد مین مشغول ہوئے ۔ باپ کے خرق عادات ۔ اہل زمانہ کے نزدیک شمار سے زیادہ ہین ۔ ہجری سنہ نوسو پچاس تھا ۔کہ شاہ تاجو اپنے عنصری لباس سے جو عاریۃً تھا نکل کر شیخ بہکاری کو اپنا جانشین چھوڑ گئے ۔

شیخ بہکاری ۔ اپنے حسن خدمات اور باپ کی موثر دعاؤن کی بدولت ۔صاحب ولایت ہوئے آپ کا خلیلی دسترخوان مہمانون کے آگے ہے کیسی کسی وقت ایک طلوع سے دوسرے طلوع تک تہ ہوتا ہی نہین تھا ۔ تونگرون کو اور درویشون کو یکسان طرح طرح کے کہانے کہلائے جاتے تھے ۔ اور کہانا چننے کے اندر شاہ اور گدا کے درمیان کچھ فرق نہین کیا جاتا تھا ۔بعض لوگ جو اصلی حقیقت سے ناواقف ہین ایسا کہتے ہین کہ شاہ تاجو **قدس سرہٗ** شیشہ فروش کے لڑکے ہین ۔مجذوب اور حضور تھے ۔ اِن کے کوئی لڑکا نہین ہے ۔شیخ بہکاری دربان کے لڑکے ہین ۔ جو خوش قسمتی سے ایسے بزرگ کی خدمت مین پہونچکر عالی مرتبہ ہو گئے ۔ یہ کہنا صرف گمان ہے ۔جو راستی اور درستی سے بعید ہے ۔ **قطعہ**

شیخ بہکاری کہ جہان را یکے ست ۔۔۔ نیست درین عصر یکے ہم چو او
نہصد و دو آمد و رفت از جہان (۹۰۲) ۔۔۔ سوئے ارم نہصد و ہفتاد و دو (۹۷۲)

شیخ بہکاری نے پانچ لڑکے یادگار چھوڑے ۔سب سے بڑے **شیخ سعدی** تھے ۔جن کا ظاہر اور باطن سید ہے اور سچے لوگون کی طرح سنجیدہ افعال کے ساتھ آراستہ تھا ۔ باپ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن کیا تھا ۔ چند روز بزرگوار آبا و اجداد کے طریقہ پر اپنا سلسلۂ رفتار رکھا ۔ بعدہ ہجری سنہ نوسو چیاسی مین معنوی ملک کا عزم فرمایا ۔

دوسرے لڑکے **شیخ کمال** تھے ۔جنہون نے دل کی سلامتی و شکستگی کے ساتھ جمع کی تھی ۔

اور مولیٰ کے دیدار کا شوق کمال درجہ رکھتے تھے - انہوں نے ہجری سنہ ایک ہزار نو میں عالم بقا کی سرائے چھوڑی - جو تھے اُن کے **شیخ جمال** تھے - جو اصحاب حضور الٰہی میں باریاب ہیں - وہ آپ کو نظر قبول سے دیکھا کرتے تھے خاصۂ شہسوار میدان وحدت وحقیقت شیخ ضیاء اللہ ابن شیخ محمد غوث **قدس سرہما** سے پیراہن خلافت آپ نے ہجری سنہ نو سو پچاسی میں زیب بدن کیا تھا - اور سالک شاہراہ تجرید وتفرید شیخ محمود ابن شیخ جلال شطاری عشقی کی ملازمت میں چند سال رہکر نسبت کی بدولت فیض پایا تھا - اور اجازت نامہ لیا تھا - **راقم گلزار** کے بڑا نے یک دل دوستوں میں آزاد مزاج کشادہ پیشانی - خلوت پسند - اور تپاک سے ملنے والا آپ کے مانند کوئی نہیں تھا - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے میں آپ نے رحلت فرمائی - ایک لڑکا دو از دہ سالہ چھوڑا ہے **شیخ شریف** نام ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اُس کو شرف کمالات عطا فرماوے -

یاد سید نظام منڈوی

آپ سید شرف کے فرزند ہیں - جو سید غیاث کے بیٹے تھے - اور سید غیاث - سید محمد گیسو دراز کے پوتوں میں سے ہیں آپ جسم کو گلاتے - اور روح کی پرورش کرتے تھے - اور نفس پر فتحیاب تھے - کہتے ہیں آپ کے پدر بزرگوار بہ ترک سکونت گلبرگہ دکن سے سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد میں مالوہ کی طرف آئے تھے - اور قیام کے واسطے یہ مقام پسند کیا تھا - جب سید شرف نے عالم علوی کو کوچ فرمایا - تو اُس وقت سید نظام چھوٹے تھے جب آپ کا زمانہ ہوش آیا - تو شیخ برہان چشتی کے مرید ہوئے - وجہ معاش پیشہ بیلداری سے بہم پہونچاتے تھے - ایک روز زر نقد سے بھرا ہوا ایک برتن - ایک دیوار کی جڑ میں سے نکلا - آپ نے اُس کو مٹی میں چھپا کر گھر کے مالک کو آواز دی - کہ مال زمین میں دبا ہوا ہے - اُٹھا لے جائیے - تاکہ کدائی کا کام جاری کیا جاوے - مالک مکان نے جواب دیا - جو شے نکلی ہے - اُس کا مستحق نکالنے والا ہی ہے - کیونکہ اُسی کی تقدیر سے اور اُسی کی سعی بازو سے نکلی ہے - ایک گھنٹہ بھر اسی طریق سے باہم گفت وگو رہی - آخرکار جب سید نے اس کشاکش سے نجات پائی تو اس اندیشہ سے - کہ مبادا آیندہ پھر ایسا ہی موقع پیش آوے - حرص کو حرکت - اور دل کو میلان ہو - اور ہاتھ اُس کی طرف بڑھے - اس پیشہ سے ہی درگزر کی - اور اس کے بعد ایندھن اور آٹا بیچنے کو اپنی قوت بہم پہونچانے کا ذریعہ بنایا -

اس عرصہ میں ایک رہنما بزرگ آپ کے پاس آ پہونچے - کئی سیر آٹا لیا - اور اُسی ایندھن سے جو دوکان میں تھا روٹی پکا کر صرف اپنی ایک چاشت کی خوراک بنائی - آپ کو ذکر قربان کا طریقہ یاد کرایا - اور فرمایا - زاہدان خشک کی

رفتار جلوہ اور عاشقان عارف کے مغزوں کی چاشنی چکھو۔ کہتے ہیں۔ اِس ذکر کی مشق آپنے یہان تک بڑہائی۔ ذکر شغل کرتے وقت بدن کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہوجایا کرتے تھے اور جب آپ فارغ ہوتے تھے۔ تو وہ اعضا پھر مل جاتے تھے۔

سلطان بہادر گجراتی نے جب منڈو (مانڈو) کو فتح کیا تھا۔ تو سید کی ملازمت مین بھی گیا تھا۔ اور نذر مین بہت سامال پیش کیا تھا۔ آپنے قبول فرماکر سب کو عمارت کے کام مین لگا دیا۔ اور ایک بہت بڑا گنبد سید بزرگوار کی قبر پر تعمیر کرایا۔ اور پھر بعد مین جب جنت آشیانی کا ورود منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ تو اُس نے بھی عزم دیدار کیا مجلس گرم ہوئی اور راز داری کی باتین ہونے لگین۔ بہت سی عمدہ عمدہ اور دلچسپ باتین ہوئین۔

کہتے ہین۔ آپ کے جو ۲۲ بیٹے تھے۔ اِن سب مین سات بیٹے گویا جیش بہا موتی تھے۔ سید داؤد سید حمید۔ سید حمن۔ سید برہان الدین۔ سید کمال۔ سید سالار۔ اور سید فرید چند فرزندون کو رسمی علم حاصل تھا۔ اور چند آلہی معرفت کے عالی مرتبہ کو پہونچ کر بہت سے لوگون کے پیشوا ہوگئے تھے۔ اور مریدون مین سے یہ چار شخص ممتاز تھے۔ اولاً آپکے پیر کے پوتے شیخ نصیر الدین ابن شیخ جلال ابن شیخ برہان چشتی۔ دوسرے شیخ جمال تیسرے شیخ چاند چوتھے شیخ شرف الدین۔ اِن چارون مین سے ہر ایک اہل عرفان۔ اہل ذوق۔ اور اہل وجد تھے۔

سید نظام نے تاریخ انیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پچاس کو جہ دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ خوابگاہ باپ کا گنبد جو سا گرتال سے نزدیک ہے۔ مصرع صفا در مردہ او کوئی حق شناسی بود۔

یاد سید حسین

آپ سید محمد کے بیٹے تھے جو جلال ابن زبید کے فرزند تھے۔ آپ اصل مین سادات ترمیذ سے ہین۔ آپ کے آٹھوین دادا سید جلال الدین ہند کی طرف ترمیذ سے آئے تھے۔ اس وقت آٹھوین صدی کا آغاز تھا اور قصبہ سارن مین جو سرکار جونپور کی مضافات مین سے ہے گوشہ گزین ہوئے۔ اِن کے دو بیٹے تھے۔ سید علما۔ اور سید جلال۔ یہ سید حسین جو ہین۔ دوسرے بیٹے کے پوتون مین سے ہین۔ سید حسین کی زاد بوم گوالیار ہے آپکے والد ماجد سید محمد۔ سلطان ابراہیم لودہی کے عہد مین قصبہ سارن سے جو آپکے آبائے کرام کا وطن تھا۔ گوالیار مین آئے تھے۔ انھین ایام مین حاکم قلعہ تتارخان سارنی تھا۔ اُس نے کمال محبت اور تعظیم کے ساتھ آپ کا استقبال کرکے ضروری ضروریات نہایت عجلت کے ساتھ بہم پہنچائین۔ اسی عرصہ مین چند روز بعد

قطب الاولیا غوث العرفا۔ شیخ محمد غوث **قدس سرہٗ** بھی شرقی ملک سے جوان کا قیام گاہ تھا۔ گوالیار مین آئے۔ **القصہ** جب جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے صوبہ بنگالہ کی فتح کے واسطے کوچ فرمایا۔ تو دارالخلافہ آگرہ میرزا ہندال کے سپرد کیا۔ ناتجربہ کار ندیموں نے یہ صدا متواتر میرزا کو سنائی **حافظ**۔

شہر خالی ست زعشاق بود کز طرفے
مردے از غیب برون آید و کارے بکند

میرزا کو تہ اندیش تھا۔ کہ ہوائے فرمان روائی اُس کے کانون مین بھر گئی۔ اس بارہ مین دولت دوست نالائقون کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ شیخ بہول۔ ہمارے بادشاہ کے پیر ہین۔ اور شیخ محمد غوث پیر کے بھائی ہین۔ جب تک یہ دونون بزرگوار عالم ملکوت کو روانہ نہین کردئے جاینگے۔ میرزا کی آرزو پوری نہین ہوگی۔ شیخ بہول۔ دارالخلافہ آگرہ مین موجود تھے۔ ان کو وہین شہید کردیا۔ اور غوث زمان گوالیار مین تشریف رکھتے تھے۔ اسواسطے گوالیار کے حوالدار سلطان میرک کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ جس طریق سے ممکن ہو شیخ محمد غوث کو دارالخلافہ مین روانہ کرو۔ اتفاق سے شیخ محمد غوث کو اس معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ لہذا راتون رات آفتاب کی طرح لوگون سے مخفی اور تن تنہا گوالیار سے نکل گئے۔ اور زمین مشرق مین جا پہونچے جہان ہمایون لشکر تھا۔ لیکن گھر اور **ما فیہا لٹ** گیا۔ اور بال بچون کو نہایت تنگی کی نوبت پہونچی۔ جب ہمایون علم واپس ہوئے۔ اور وہ شورش فرو ہوئی۔ اور شیخ محمد غوث بھی اپنے وطن مین آ پہونچے۔ تو یہ بات ذہن نشین کی گئی۔ کہ جو کچھ آفت اور مصیبت گھر بار اور بال بچون پر پہونچی تھی۔ یہ سب سید محمد سارنی کے کہنے سننے سے پہونچی تھی۔ اور پھر جن لوگون نے یہ چھچھوندر چھوڑی تھی۔ انھین لوگون نے محض گمان ہی گمان پر سید محمد کے گھر والون سے مکرر سہ کرر یہ جا کر جتایا کہ تمھاری اولاد کے واسطے شیخ محمد غوث جلالی نقش جلاتے ہین یہ متوحش خبر سنکر بچون کی مان نے اس طریق کے سوا نجات کی کوئی صورت نہین دیکھی۔ کہ اپنے بڑے بیٹے سید حسین کو جس کی حسین صورت دیکھکر یوسفی حُسن یاد آتا ہے خدمت مین بھیجے۔ اور تو ہمی تقصیر کی عذر و معذرت کرکے معافی کے لئے التماس کرے۔

جب یہ نوجوان سعادت مند قدم بوس ہوئے۔ تو شیخ محمد غوث نے نظر مہربانی سے دیکھا۔ جس کی وجہ سے اِن کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ اور روز بروز گنجایش اور رسوخ کا درجہ بڑھتا چلا گیا۔ جب سترہ سال کی عمر ہوئی۔ تو مرید ہوگئے۔ اور سلوک کے طریقہ پر مقامات طے کرکے خداشناسی۔ حق دانی۔ اور حقیقت پرستی سے ممتاز ہوئے۔ اخیر مین وحدت وجود کے آثار زور و شور کے ساتھ غالب آ گئے۔ یہان تک کہ

سلوک سے باز رکھکر تیس سال کی عمر مین جذبہ کو نوبت پہونچی - جس زمانہ مین قطب الاولیا غوث زمان نے شیر خان سور کی شورش کے سبب سے گجرات کو ہجرت فرمائی ہے - اُس زمانہ مین آپ ہمرکاب تھے - ایک روز ایک جگہ چند بوالہوسون کی مجلس ہو رہی تھی - چلتے چلتے ان مجذوب صاحب کا بھی گزر وہان سے ہوا سر دے کر مجلس مین گھس گئے - اور پانی کا ایک برتن اُٹھایا - مجلس والون نے مجذوب تو جانا نہین - چور خیال کیا - سمجھ کو کچھ کام مین نہین لائے - غصہ سے کام لیا - اِس درمیان مین انجمن مین سے ایک ناعاقبت اندیش اُٹھا - اور تلوار کا ہاتھ مار کر آپ کو شہید کر دیا - خوابگاہ محمود آباد ہے جو احمد آباد سے دس کوس ہے -

مصرع بود سالے نہصد و پنجاہ و دو

یاد سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علاول بلاول شاہ ولد رب
ملا نائی گرمیٹ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید سلیمان ہے - آپ کے جد امجد سید حسن حسینی ایام سابق مین - رسول علیہ السلام کے مدینہ سے ہند مین آئے تھے - جب ہند کی شرقی زمین مین پہونچے - تو قصبہ رودلی مین ایزدی مشیت کے بموجب سیاحی کی مسافت انجام کو پہونچی اور اسی قصبہ کے ایک گوشہ مین قیام کا بستر بچھا دیا - اور خدا سے لو لگائی - چند روز بعد آپ کے دادا کی بیویان بھی ہوگئین مکان بھی بن گیا - خاندان بھی ہوگیا - فرزند - خویش متعلقین - درویش بہت سے فراہم ہوگئے - جب سید سلیمان کی زندگی کا تخت برباد ہوا - تو اُنھون نے اپنا متروکہ نقد - کپڑا - دیہات - اور زراعتی زمین بہت کچھ چھوڑا تھا - اس سبب سے فرزندون مین باہم جھگڑا تنازعہ پیدا ہوا - شیخ علاول سب مین چھوٹے تھے - اور کریم الطرفین تھے - اِس سبب سے چند بھائیون نے اِن کے مار ڈالنے کا قصد کر کے - آپ کے واسطے ولایت یوسفی ثابت کی - ان کی مان ان پر محبت کی نظر رکھتی ہی تھی جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا - تو وہ سفر حجاز کا عزم کر کے آپ کو ہمراہ لیکر اُس قصبہ سے مخفی طور پر نکل آئی دن مین گرگ طینت بھائیون کے تعاقب کے خوف سے گوشہ تاریک مین چھپے رہتے تھے - اور رات مین جتنی طاقت کام دیتی تھی - راستہ چلتے تھے - القصہ - جب تک اِس خوف سے امن حاصل نہین ہوا - اسی طرح جنگل بیابان قطع کرتے چلے گئے - چونکہ صادق نیت کا درخت - ہمیشہ مرادون کے پھل دیتا ہے اسواسطے حرمین شریفین کی زیارت سے شرف سعادت حاصل ہوا - پھر چند سال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی زندگی کی امانت موکل تقدیر کے سپرد کر دی - ایک تو غربت کی محنت تھی اُسپر دو فرقت اور بڑھ گیا بیت

مرہم لوام نیست میسر علاج چیست	بر درد عشق داغ جدائی فزودہ اند

طلبا رشغل خاطر کے واسطے آپنے اُن اطراف مین ایک مدت تک رہ کر رسمی علوم تحصیل کئے - اور شاگرد کتاب ہو گئے - پرکار کی طرح جہان کا گشت لگایا - اور چونکہ سفر کا آغاز نقطہ ہند سے ہوا تھا - اخیر مین پھر اُسی نقطہ پر آگر ٹھیر گئے ۔ ایک مدت تک دہلی مین افادت دستگاہ شیخ لادن مفتی کے درس مین مشہور تفسیرون کا مطالعہ کیا - اور اس درمیان مین ہمیشہ خواجہ بختیار کاکی کے مزار قطب مدار پر حاضر ہو کر آستانہ مین فروغ معنوی کی استدعا کیا کرتے تھے جب وقت آگیا - تو آپ کو جذبۂ مطلق نے اُچک لیا - جو حقیقی وحدت سے مقید تھا - اور دار الخلافۃ آگرہ کے قیام کا حکم ہوا - آپنے شہر مذکور مین دریاے جمنا کے کنارہ حجرہ تجویز کر لیا تھا - اور اُس مین قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر قرآن کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اِن ایام مین فردوس مکانی بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ تھا - برد مضجعہ -

آپ کے کشف و کرامات کے متعلق کسی قدر حالات ذیل مین بیان کرتا ہون -

شیخ منور چشتی لکھتے ہین - آپ مٹی گارہ کے کام مین پھنسے رہتے تھے - اور اس سبب سے مجکو حیرت دامنگیر ہوتی تھی - ایک روز آپنے فرمایا - منور - علاء الدین کا تو گل کاری کا شغل چندروزہ ہے - اِس سے زیادہ نہین ہے - لیکن تم اسی کام مین واپسین دم تک ہمیشہ مقید رہو گے - آخرکار جیسا آپنے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا -

شیخ حاتم سنبھلی اُس زمانہ کے باعمل علماء سے تھے - ایک دفعہ ایسا سننے مین آیا - کہ ایک درویش شرعی احکام کے دائرہ سے قدم باہر رکھکر کرامات اور مقامات کا دعوی کرتا ہے - جب مین شہر آگرہ مین آپ کے حضور مین گیا - تو تمام شرعی تانے بانے جو آپ کے متنبہ کرنے کے واسطے مینے اپنی قوت متخیلہ مین تن رکھے تھے - عقیدت اور اخلاص کے لباس سے تبدیل ہو گئے - اور اعتراضی مسائل کو مین عرض نہین کرنے پایا تھا - کہ شافی بیان کے ساتھ آپنے جواب دیدیا -

دانائے وقت شیخ مبارک خضر فرماتے تھے - جب مین گجرات سے دار الخلافۃ آگرہ مین آیا - اور آپ کی ملازمت مین حاضر ہو کر - امیدوار بشارت ہوا - تو آپنے اس دلکش تقریر سے مجکو خوش خبری سنائی - کہ اسی سعید شہر مین تم کو قیام کرنا چاہئے - تمہاری خاندان مین عالی درجہ فرزند - وافر علم - اور کثیر دولت - یہ نعمتین بہت جلد نصیب ہونے والی ہین - لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے - کہ تمہارے سلسلہ مین ایک جان گداز آفت - اور مہلک فتنہ پیدا ہوگا - جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے - اندیشہ نہ کرنا کیونکہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى [۱]

[۱] [illegible]

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی اعلم کا ظہور ہے۔ شیخ مبارک نے فرمایا۔ آپکے دل خوش ہن زمانے کے بموجب آخر کار روز افزون آثار نظر آنے لگے۔

کہتے ہین شیخ نظام نارنولی۔ اپنے وقت کے قطب تھے۔ ان کو ان کے پیر نے ان مجذوب الٰہی کی خدمت مین بھیجا تھا۔ اور فرمایا تھا جس مقام مین قیام کے واسطے آپ اشارہ فرماوین۔ اسی مقام کو اپنا وطن سمجھنا چاہیے جب نظام العالم آپ کی خدمت مین پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ثانی نظام تمہارے ظہور کی جگہ نارنول ہی ہے۔ اور تمہارے کام کی رونق۔ اور اُس کا اجرا۔ اسی مقام کے ساتھہ وابستہ ہے۔ جو اپنے وقت پر وقوع مین آویگا۔ آخر کار وقوع مین بھی۔ اسی مطابق آیا۔ کہ جس طرح آپنے ظاہر فرمایا تھا۔

شیخ عبد اللہ بخاری آپکے ہم عصر درویش تھے۔ چونکہ آپ دریاے وحدت مین نہایت مستغرق رہتے تھے۔ ربودگی کی موجین کی موجین آیا کرتی تہین۔ اور حالت سکر بالکل غالب رہتی تھی۔ اسواسطے ایک روز شیخ عبد اللہ بخاری آپ کی ملازمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپ کو ان حالات جذب سے ہوش مین لاوین۔ اس عرصہ مین ایک کوزہ قند کا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے بخاری کے ہاتھہ مین دیدیا۔ بخاری نے دو ٹکڑے کرکے یہ کہا۔ کہ جو لذت دوئی مین ہے۔ وحدت مین نہین ہے۔ آپنے جواب مین معرفت توحید۔ اور ذوق فنا کے متعلق چند باتین اپنی زبان سے اس طرح بیان کین۔ کہ ناصح کا دل قابو مین نہین رہا۔ دیوانگی اور ربودگی نے بخاری کی حالت مین وحدت کا مزہ پیدا کیا۔ اور جان لیا جو کچھہ نہین جانتے تھے۔

ایک شخص شیخ علاء الدین دہلوی کے خلیفہ کے بیٹے تھے۔ ان کو ان کے پیر نے دار الخلافہ آگرہ مین اس غرض سے بھیجا تھا۔ کہ ہمارا سلسلہ جاری کرو۔ اور وہان کے لوگون کو ہدایت دو۔ جب ابن خلیفہ۔ سید علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین بمقام آگرہ آئے۔ تو آپنے فرمایا تمہارے پیر نے تم کو اس شہر کی شیخی کے واسطے بھیجا ہے۔ یہ عمدہ کا کوچہ۔ اور خالہ کا گھر نہین ہے۔ اس جگہ۔ رہنا شیرون کے ساتھہ پنجہ کرنا ہے۔ تم جیسی بکری سے یہ کام کیونکر ہوسکیگا کہتے ہین۔ دو تین روز نہین ہوئے تھے۔ کہ دستون کی بیماری ہوگئی۔ جتنا زیادہ علاج کیا گیا۔ اُتنی ہی زیادہ بیماری بڑہتی گئی۔ بالآخر۔ علاج چھوڑ کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ صحت ہوجاوگی اور تمہارے اجراے کار کی جگہ قصبہ امروہہ ہے۔ ایک کمل پر آپ بیٹھے تھے۔ وہ ابن خلیفہ کو دیا۔ ابن خلیفہ نے اپنے سر پر باندہ کر وہان کی اجازت لی۔ وہان پر اُن کو رونق حاصل ہوئی۔

شیخ ماجو نام ایک جوان بنی اسرائیل گروہ مین سے تھا۔ اُسنے آپ کی حضوری کو اپنے اوپر لازم کرلیا

تھا۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی۔ کہ آپ کے حالات اور عادات پر شیدا ہوگیا۔ آپ کی ایک لحظہ کی جدائی بھی اُس کو دشوار تھی۔ ایک روز آپ اوسپر مہربان ہوئے اُس کے واسطے ایک لقمہ زمین پر ڈال دیا۔ اُسنے کمال تواضع سے اور نہایت ادب کیساتھ ہونٹون سے اُٹھالیا۔ اور نگل گیا۔ جو نعمت وہ چاہتا تھا حاصل ہوئی آپنے اُس کو قصبہ تہار مین بھیجا۔ وہان پر اُس کی شیخوخت رونق پکڑ گئی۔ اُس مقام پر ایک جادوگر جوگی تھا۔ وہ مباحثہ کرنے لگا۔ شیخ راجو نے موسوی ولایت کے ذریعہ سے اُس کا جادو باطل کرکے۔ اپنا گرویدہ بنالیا۔

اس قسم کی عمدہ عمدہ کرامتین اور خرق عادات آپ کی بہت کچھ بیان کی گئی ہین۔ لیکن چونکہ یہ مختصر کتاب اس قسم کی گفت وگو کے لئے کمتر گنجایش رکھتی ہے۔ لہذا حوالۂ قلم نہین کی گئین۔ سید زین العابدین نام ایک عالم آپکے معتقدین مین سے ہین۔ اُنہون نے ہجری سنہ ایک ہزار مین ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس مین آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہین۔ خدا کرے۔ وہ شائقین کے مطالعہ مین آوے۔ انہ جوئندہ یابندہ بنے۔ بیت

من طلبکردم وصالش روز وشب		یافتم اینک بحکم من طلب	

علاؤ الدین مجذوب آپ کی تاریخ رحلت ہے۔
سنہ ۹۰۵ھ

یاد شیخ کمال الدین قریشی

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین۔ گجرات کے بنادر اعظم مین سے ایک بندر گوگہ نام بھی ہے اس بندر مین آپنے پیر کی اجازت سے قیام اختیار کیا تھا۔ اور طریقت کے اندر اہل حقیقت کے مقامات کو بہو بجکر سلسلہ رہنمائی جاری کر رکھا تھا۔ بہت لوگون نے آپ کی ہدایت کی بدولت کمالات اور حالات کا مزہ پایا ہے

مصرع نا مستی شراب محبت نصیب کیست

یاد شیخ احمد نور نعمت اللہ

آپ کی زاد بوم چندیری ہے۔ قادر شاہ کے عہد مین مالوہ کے شیخ الاسلام تھے۔ آپ کے چوتھے دادا شیخ علاء الدین مقتول ملتان سے آئے تھے۔ اور مشیت ایزدی سے گوالیار مین قیام فرمایا۔ لیکن فرزندون کو ہمیشہ یہ خوف دلاتے رہتے تھے۔ کہ بیکہ پرستون کا ایکایک غلبہ ہونے والا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب فتنہ مذکور کا آغاز ہوا تو باشندگان گوالیار کے سر آفت آئی۔ شیخ الاسلام کے تیسرے دادا شیخ اسمٰعیل تھے۔ شیخ اسمٰعیل اہل تجرد کی جماعت ساتھ لیکر چندیری کو گئے۔ اور وہین مکان بھی بنالیا۔ اسی جگہہ شیخ نصیرالدین ابن شیخ اسمٰعیل۔ اور شیخ نعمۃ اللہ ابن شیخ نصیرالدین کی علمی صورتین اُن شرائط کے ساتھ جو وجود خارجی کو لازم ہین۔ ظاہر وجود مین ظہور پذیر ہوئین

اوراسی جگہ کمال استعداد کو پہونچکر عین (وجود) سے علم (عدم) کو روانہ ہوگئین - صوفیون کی اصطلاح
مین اولین حالت کا نام وجود ممکن اور پچھلی حالت کا نام عدم اضافی ہے - اِن حالتون کو مبداء معاد
بہی کہتے ہین - ان کے بعد شیخ الاسلام اپنے باپ کے جانشین ہوئے جب راناے چیتور نے چندیری کو
شکست دی - توآپ فرزندون اور عزیزون کو ساتھہ لیکر دوسرے لوگون کے ہمراہ چتہرہ مین چلے آئے چتہرہ
ایک قصبہ ہے سرکار کالپی کا - یہان کا حاکم احمد خان فیروز ایک نیک شخص تہا - اسنے آنے والون کو عزت اور
تعظیم کے ساتہہ لیا - اور حکم دیا - کہ یہان کے باشندون کو چاہیے - چندیری کے آفت زدون کے ساتہہ برادرانہ
سلوک کرین - اور اپنا سامان اور سرمایہ آدہون آدہ تقسیم کردین تاکہ اِن لوگون نے جو تکلیف اُٹہائی ہے -
اُس کو بہول جائین القصہ اہل اسلام کی خرابی جب سلطان بہادر گجراتی کے گوش گزار ہوئی - تو
اُس کو غیرت آئی وہ بہت سی سپاہ لیکر روانہ ہوا - اور قلعہ چیتور کا محاصرہ کیا - جو رانا کا پرانا وطن ہے - اور بڑی
بہاری لڑائی ہوئی - چونکہ لڑائی کے ذریعہ سے قلعہ کی فتح دشوار معلوم ہوئی - لہذا علما نے جمع ہوکر فتوی لکہدیا - کہ
اسلام کا بول بالا ہونے کے لئے - سپہ سالار کو عقلاً اور شرعاً جائز ہے - کہ جو غیر مطیع اسلام ہین - اُن کو قسم اور صلح
کے ساتہہ قبضہ مین لاکر مار ڈالے - اور فریب بہانہ کے ذریعے سے ا نیر فتح یاب ہووے - چنانچہ رانا کو صلح کے
بہانہ سے پکڑکر تلوار سے ماردیا - اِس کے بعد سلطان شکار کہیلتا ہوا - رائسین کے قلعہ مین پہونچا - جو لوگ چندیری
سے جلاوطن ہوکر چتہرہ مین آئے ہوئے تہے - اُن کے بلانے کے واسطے حکم جاری فرمایا - وہ لوگ بتعمیل حکم
رائسین مین آئے - سلطان اُس وقت میدان چوگان بازی مین تہا - فرمایا جلد پیش کئے جاوین - اور جلد ان
کے اندرونی زخمون کا علاج کیا جاوے - چنانچہ کچہہ لوگون کو تو اُن کا گیا ہوا دنیاوی اسباب جس کے مقدار مین
جتنا لکہا تہا - مل گیا - اور کچہہ لوگ جہان اُترے ہوئے تہے - وہین پڑے رہے - اور قناعت پر دل نہاد ہوئے - انہین
ایام کے قریب قریب سلطان تو گجرات کو روانہ ہوا - اور ملوخان کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور تہا - خبر پہونچی - کہ
شیخ احمد اور نیز دیگر چند متوکل تنہائی پسند لوگ رائسین مین ہین - جن کی روزی آسمان پر ہے - یہ سنکر محبت اسلام
جوش مین آئی - ایک دلسوز دانشمند کو بہیجا - اور وہ ان لوگون کو نہایت عزت اور حرمت کے ساتہہ اُجین مین لے آیا
آپنے بقیہ عمر شیخ الاسلامی کی مسند پر بیٹہکر ہدایت جاری رکہی - اور جو لوگ سالک تہے اُن کو تیز روی سکہائی
دسوین صدی کا آغاز تہا - کہ قلعہ اُجین مین خوابگاہ اختیار کی - دو لڑکے چہوڑے - شیخ جمال - اور شیخ عبدالقادر

مصرع بادا دل سلیم نصیبش ز کردگار ہے

یادِ مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد

آپ جلال الدین کے بیٹے ہین۔ جو دوست محمد کاشانی تلیجی کے بیٹے تہے۔ اور دوست محمد کاشانی شیخ برہان الدین تلیج کے پوتون مین سے ہین۔ جو صدیقی النسب حنفی مذہب تہے۔ اور کاشان فرغانہ مولد تہا۔ آپ کی تلقین سے عقل کے آئینہ کو صیقل ہوتا تہا۔ اور نیز تلقین کے آئینہ مین شاہی حقیقتین نظر آتی ہین مولانا محمد قاضی کے مرید تہے۔ جو خواجہ احرار خواجہ عبید اللہ باغستانی کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ آپ کے وصال کی تاریخ جس کو عوام وفات کہتے ہین۔ ہجری سنہ نو سو انچاس ہتا۔ اور ہجران کا زمانہ جس کو لوگ زندگانی سے تعبیر کرتے ہین۔ اہتر سال بتاتے ہین۔ جن ایام مین والی ملک ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ گرگانی تیموری نے ہندوستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تہا۔ اُن ایام مین سلطان ابراہیم لودہی ملک دہلی کا بادشاہ تہا۔ اُس کے ساتہہ بڑی بہاری لڑائی ٹہنی۔ چونکہ گرگانی فوج نے لڑائی کی طاقت اپنے مین نہ دیکہی تو سپہ سالار کا بیان ہے۔ کہ مینے حلیۂ احراریہ کا تصور کیا۔ ایک سوار نظر آیا۔ جس کا گہوڑا اور لباس دونون سفید تہے۔ اور اُس نے فوج دشمن کے ساتہہ تلوار سے مار دہاڑ شروع کردی۔ تہوڑے عرصہ مین وہ لڑائی فتح ہوگئی اور لودہی کی فوج نے بہاگنے کو غنیمت بلکہ باعث زندگانی سمجہا۔ سپہ سالار کا بیان ہے۔ کہ مینے اُس حلیہ کو عبارت مین لکہہ لیا۔ جب لڑائی کا شور و غوغا فرو ہوا۔ تو مینے یہ واقعہ دانشمندون کے روبرو بیان کیا۔ جو میرے پاس تہے۔ اُس مجلس مین اِس خانوادہ کے بزرگون مین سے بہی ایک صاحب تہے۔ اُنہون نے فرمایا۔ کہ یہ حلیہ مولانا خواجگی احمد کا ہے۔ مینے اُسی روز میر قوزی کو جو میرے امیران اعظم مین سے تہے وہ حلیہ کا ورق اور اُس کے ساتہہ بست کچہہ تحفے اور ہدیے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور یہ چند بیت نیاز نامہ مین لکہکر اپنا ضمیر آپ پر ظاہر کیا۔

قطعہ

در ہوائے نفس گمرہ عمر ضائع کردہ ایم
پیش اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم

یک نظر بر مخلصانِ خستہ دل فرما۔ کہ ما
خواجگی را ماندہ اکنون خواجگی را بندہ ایم

رباعی

درویشان را اگرچہ نز خویشانیم
لیکن از دل و جان معتقد ایشانیم

دور است نگوی شاہی از درویشی
شاہیم ولے بندہ درویشانیم

بہت سے بیدار مغز لوگ آپ سے بیعت تہے۔ کسی قدر آپ کی معرفت اور ہدایت کے حالات آپ کے بزرگوار

خلفا- اور فرزندون کی یادداشتون سے معلوم ہون گے۔ انشاء اللہ العزیز- خدا کرے- یہ حالات شائقین حکایات سے مخفی نہ رہین-

چونکہ راقم تعریف اور پسندیدہ عادات کے لکھنے مین۔ شبدیز قلم کی باگ کھینچی ہوئی رکھتا ہے- لہذا اُس کو مولانی مین سرپٹ نہ کرکے- تمام تعریفات اور پسندیدہ عادات کو نہایت تنگی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے- ورنہ اس صاحب ذکر کی سرشت مین بہت کچھ بزرگیان- اور بزرگیون کی استعداد موجود ہے- راقم اس صاحب ذکر کی تعریف مین نثر اور نظم کے بے انتہا پھول نثار کرتا- بلکہ ہر ایک کی یادداشت مین فصیح البیانی کام مین لاکر تحفہ پذیر آنے والون کے سرمایہ کے واسطے ایک عمدہ یادگار چھوڑتا- لیکن پھر بھی بحکم مصرع

آب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روے زیبارا

تحریر سے کام معلومات کی ضروری باتین ضبط مین لانے کے علاوہ نہین لیا ہے مصرع مع اور از شمار بیرون بہت

یاد مولانا محمد مجد

تمام علوم مین آپ کی طبیعت رسا تھی- سلطان محمود ابن مظفر ابن محمود کا زمانہ تھا- کہ آپ حجاز سے گجرات مین آئے تھے- سلطان آپ کا شاگرد ہوا- اور خدا کا شکر ادا کیا- اور آپ کا رتبہ بلند کرنے مین کوشش بیان تک کی- کہ آپ کی مثال تول چنیاں نہ کرکے- جملۃ الملکی کا منصب اور خداوندخانی کا لقب عطا فرمایا- اسی طرح بر سلطان محمود کے بیٹے سلطان بہادر نے بھی آپ کی تعظیم مین باپ کے مراسم پر کچھ زیادہ ہی کیا- جن ایام مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے برد مضجعہ صوبہ گجرات فتح کیا- اور سلطان بہادر اپنی قلمرو کو فوج سے خالی چھوڑکر دریابار کے جزائر مین بھاگ گیا- تو اُس وقت آپ گجرات مین ہی تھے- جنت آشیانی سے ملاقات کی- تعظیم وتکریم کے مدارج ادا ہوئے- شاہی عنایت کی کشش آپ کو لشکر کے ہمراہ دہلی مین لے آئی- یہ دلکش مقام آپ کے دل کا دامن پکڑ بیٹھا- ناچار قیام کرنا پڑا- شیر شاہ سور کا زمانہ تھا- کہ آپ دارالسرور کو روانہ ہوگئے آپ طبقہ مغربیہ احمدیہ مین بیعت تھے- اور اسی سلسلہ کے پیرون کی روش پر طریقت کا سلوک بھی رکھتے تھے-

یاد شیخ چندن دِسوری (مندسوری)

آپ شیخ بدہا کے بیٹے تھے- اور شیخ بدہا کے باپ کا نام شیخ جھجو تھا- شیخ صدر الدین خاموش چشتی کے مرید مین- موسوم مسیحائی انفاس- اور ظاہر وباطن کی شست وشو کمال درجہ پر رکھتے تھے- ایزدی جذبات اور سلوک کے مقامات بھی آپ کو حاصل تھے- آسمانی خزانون کے دروازے آپ کے ہاتھ پر کھلے ہوئے تھے- ہمیشہ کیا نقد اور

کیا جنس بقدر احتیاج - اور بقدر خواہش - خواستگارون کو بے تامل دیا کرتے تہے - ہر ایک فن کی کتابین فراہم کر کے - غیر ذی استطاعت علما اور طلبا کو پہونچایا کرتے تے **القصۃ** سائل کا محروم رہنا اپنے اوپر حرام جانتے تے سلطان بہادر گجراتی - آپ کا معتقد با ارادت تہا - اِس سلطان کے زمانہ مین ہوپت راے رائیسینی کے سلہتہ آپ کے اعزہ اور درویشون کی لڑائی ٹہنی ہوئی تی - آپنے اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے اِن لوگون کی امداد مین بڑی بہاری لڑائی کی - آپ کے قبیلہ کے بہت سے لوگ درجہ شہادت کو پہونچے -

کہتے ہین شیخ منجہو اجمیری - سفر حجاز سے ہند کی طرف واپس آئے - تو ایک بہاری زنجیر اپنے پانون مین اس شرط پر ڈال لی تہی کہ مشائخ مین سے جس کسی کے دیدار سے یہ بہاری زنجیر اُن کے پانون سے بآسانی نکل جاویگی اُسی کی بیعت کا طوق اپنی گردن مین پہن لون گا - اسی طریق پر منزل در منزل طے کرتے ہوئے - دِسُور (مندسور) مین آئے - شیخ دان - اور شیخ سلطان شیخ چندن کے بزرگ خلفا مین سے تہے - اور شیخ منجہو نے اِن بزرگوں کی ملازمت حاصل کی - اور زنجیر ڈالنے - اور کہولنے کی شرط بہی بیان کی - اِن بزرگون نے فرمایا - بیشک پیر بزرگوار کے مشکل کشا جمال سے یہ عقدہ حل ہوجاوے گا جب عہد پورا ہوا - اور جیسا کہا تہا - ویسا ہی وقوع مین بہی آیا - تو اُسی دم مرید ہو گئے - **بیت**

زبار ہستی خود گر کسے جبہ ریدہ شود	ببارگاہ وصالش سبک رسیدہ شود

اس قسم کی آپ کی باتین جو خارق عادات ہین - لوگ بہت کچہ بیان کرتے ہین - تیئیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو تریسٹہ مین آپ عالم علوی کو کوچ فرما گئے - خوابگاہ ٹوڈی جو ایک پشتہ ہے دسور (مندسور) کے کنارہ کہتے ہین - آپ کے جد امجد شیخ جہجو - راؤ کے سکندرہ مین قیام رکہتے تہے - تقدیر سے ترک وطن کر کے سیاحی کا ارادہ کیا تہا لیکن آخر کار آب و دانہ کی زنجیر آپ کے سیلح پانون مین پڑی - اور مندسور کے اطراف مین مقیم کیا - شیخ موسی اُجینی - شیخ لال گجراتی - اور شجاعت خان پدر بازبہادر خان افغان - جو چند سال حاکم مالوہ بہی رہ چکے ہین - آپ کے مریدون مین سے تہے - **رحمہم اللہ**

شیخ چندن کے بیٹے شیخ محمد ہین - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین اسی برس کی عمر ہے - یہی سجادہ نشین ہین - صورت بالکل درویشون کی - تن صوفیون کا - دل سادہ - اور خدا دوست پیر ہین - اللہ تعالی انجام بخیر کرے - جو کچہ لکہا گیا ہے - یہ سب انہین کے بیانات پر سے لکہا گیا ہے -

یاد سید زہید

آپ شاہ بدہا کے بیٹے تہے۔ شاہ بدہا کے باپ کا نام حمزہ ابن قطب ابن عمر ابن جلال تہا۔ قدس اللہ اسرارہم آپ کی زادبوم اور خوابگاہ دونوں قصبہ سارن ہیں شیخ محمد عیسی جونپوری کے خلیفہ ہیں۔ جو دو واسطہ سے نصیر الاولیا چراغ دہلی کو پہونچتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ آپکا سر زانوے مراقبہ کے سوا۔ کچہہ جانتا ہی نہیں تہا۔ اور آپ کی آنکہیں گریہ شوق کی سوا۔ کوئی چیز پسند ہی نہیں کرتی تہین۔ آپکے سینہ مین شورش عشق کی سوا کسی قسم کا خیال نہیں تہا اور آپکے ضمیر مین یاد مولی کے علاوہ کوئی بات نہین آتی تہی۔ آپنے زندگی کا تمام زمانہ۔ مراقبہ اور انتظار مین ہی گزار دیا شیخ قاضن شطاری۔ جو شاہ عبد اللہ شطاری کے بڑے خلیفہ تہے۔ آپکے داماد ہین۔ اور شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ پسر شیخ قاضن شطاری داور پیر بابا حاجی حمید الدین حضور آپ کی دختر سے ہین مصرع دفتر اخلاص را دانا مدا اعمال او

یاد مولانا قاضی خان

آپ یوسف ناصحی کے بیٹے ہین جلال الحق آپ کا لقب ہے۔ زاد بوم ظفر آباد جونپور ہے۔ بیعت کا شجرہ اور خلافت کا خرقہ شیخ حسن طاہر کی خدمت سے پایا تہا۔ قدس سرہما کشفی اور لدنی علوم سے کافی طور پر حصہ آپ کو ملا تہا۔ والا فطرت اصحاب جو دوئی سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان کی اصطلاحات سمجہنے مین آپ یکتاے زمانہ تہے۔ آپکے پیر اپنی حیات مین سالکان طریقت کو آپکے حوالہ کردیا کرتے تہے۔ بلکہ اپنے فرزند شیخ عبد العزیز کو بہی آپکے سپرد کردیا تہا۔ تاکہ آپ اُن کو خداشناسون کے پسندیدہ افعال تعلیم کردین۔ اِس قدر زیبایش جو پیرزادہ کے حالات مین پائی جاتی ہے۔ آپ کی ہی پرورش کی بدولت ہے۔ آپ کی رحلت کا سال دسوین صدی کا دوسرا النصف حصہ ہے۔

یاد شیخ محمد عینی

آپ کے بزرگ اسوۃ الاولیا عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ ہمدان سے آپ ہجرت کرتے ہوئے گجرات مین آئے۔ اور احمد آباد مین بود و باش اختیار کی۔ یہان آپ کے فرزند ہوئے۔ جو دانشمند اور خداشناس تہے سب مین بڑے شیخ شہاب الدین تہے۔ جو دینداری طلب علم۔ اور تعلیم علم مین پوری دستگاہ رکہتے تہے۔ یہی باپ کے بعد جانشین بہی ہوئے۔ اور شیخ شہاب الدین کے بہی کئی بیٹے تہے۔ جن مین سے ایک شیخ حسن کو سجادہ نشینی کا درجہ ملا تہا۔ روحانی کمالات اِن کے گرداگرد گشت کرتے رہتے تہے۔ ان کے بعد ان کے دوسرے شیخ خان نے خاندان کی رونق بڑہائی۔ ان کا جمال اور حال۔ صلاحیت۔ اور پرہیزگاری کے ساتہہ

آراستہ تھا۔ ان مذکورہ بالا چارون شخصون کی خوابگاہ احمدآباد ہے مصرع بلبل اب لب ازمی دیدار جام شان

بادشاہ منصور

آپ شاہ بہکاری کے مریدین۔ جن کی خوابگاہ برہان پور متعلقہ دارالخلافہ صوبہ خاندیس مین ہے الٰہی جذبات مین بیخود تھے۔ اور دریائے توحید مین ڈوبے ہوئے تھے۔ عالم جوانی مین سپاہیانہ رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ اور وجہ معاش راہزنی کے ذریعہ سے تھی۔ ایک روز پیر کی خانقاہ مین عام دعوت تھی۔ آپ کندھے پر تلوار لٹکائے ہوئے پہونچے۔ اور زور کے ساتھہ کھانا مانگا۔ پیر نے فرمایا۔ کیا درویشون کا سا کباب کھانے کی ہم کو طاقت ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ یہ سنکر پیر نے اپنے ہاتھہ سے ایک لقمہ آپ کے منہ مین دیا۔ لقمہ ہنوز حلق مین اُترنے نہین پایا تھا۔ کہ بیہوش ہو گئے۔ بہت دیر تک یون ہی خاک پر پڑے رہے۔ اس کے بعد چند روز تک کوچہ و بازار مین مجنونانہ پرہنہ پھرتے رہے۔ جب کسی قدر سکون ہوا۔ تو قلعہ کے دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے صبح سے لیکر شام تک آپ کے گرد آدمیون کا ہجوم بنا رہتا تھا۔ آپ جو کچھہ کہہ دیتے تھے۔ اخیر مین ویسا ہی ہو جاتا تھا گجرات سے معاودت کے وقت جنت آشیانی ہمایون بادشاہ بھی آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا تھا اور آپکے ارشاد کے بموجب صوبہ خاندیس سابقہ والی اور حکام کو سپرد کر کے کوچ کر گیا شیخ عثمان ابن لادن جو راقم کے ہمسایہ ہین۔ اُس مجمع مین حاضر تھے۔ فرماتے تھے۔ اولاً آپ نے جنت آشیانی کے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اُس کے تین پر اُکھاڑ کر جب ایک پر باقی رہ گیا۔ تو اُس تیر کو پھر ترکش مین رکھہ دیا۔ اور ابریق خاص کو آبدار کے ہاتھہ سے غصب کر لیا۔ اور اُس کا پانی زمین پر گرایا جب اُس مین تھوڑا سا پانی رہا۔ تو ابریق پھر آبدار کے سپرد کر دی۔ اُس وقت چند روز شناس بزرگ حاضر تھے۔ اُنھون نے فرمایا تیر کا ایک پر باقی رکہنا۔ علامت اس بات کی ہے۔ کہ فرزندان بادشاہ مین سے ایک فرزند عالمگیر ہوگا۔ اور ابریق مین تھوڑا سا پانی باقی رکہنا۔ خبر دیتا ہے۔ کہ بادشاہ کی عمر کم رہ گئی ہے۔ بالآخر جو تعبیر دی گئی تھی۔ وہی موافق تقدیر ہوئی۔

ملک زین الدین جنبانی فرمان روائے گجرات کے وزیر تھے۔ ان کے علم کی عروس عمل کے زیور سے آراستہ تھی بیان کرتے تھے۔ کہ بابا منصور ایک روز فرماتے تھے۔ آغاز جوانی مین میرے یہان دنیاوی ساز و سامان اور سلطنت بہت کچھہ تھا۔ ایک رات ایک مجذوب کی نظر میرے اوپر پڑی۔ جو تاثیر کر گئی۔ یعنی اُس نظر سے سر مین شورش پیدا ہوئی۔ جب مین اپنے گھر آیا۔ تو مینے اپنی والدہ بیوی سے کہا۔ میرا دل دنیاوی خیالات سے سرد ہو گیا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ کل کے روز جو کچھہ میری ملک مین ہے سب حاجتمندون کو اور فقراے ہمسایہ کو دیدون۔ اور جس قدر

خوراک اور لباس کے واسطے کفایت کرے۔ صرف اُسی پر قناعت کرین۔ بیوی بڑی بلند ہمت اور رابعہ وقت تھی جواب دیا۔ کہ ایسے عزیز مہمان (خیال نیک) کی ضیافت صبح پر موقوف رکھنا جوانمردی اور مروت کی بات نہین ہے۔ یہ پاک خیال جو دل مین پیدا ہوا ہے۔ اس کو اسی وقت عمل مین لانا چاہیئے۔ اور بے تامل اپنا زیور۔ بدن پر سے اُتار کر اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کر محتاج ہمسایون کو تقسیم کر دیا۔ سوائے اُس قدر کے جو ستر عورت کو کافی ہو۔ گھر مین کچھہ نہین رکھا۔ رفتہ رفتہ میری دیوانگی بڑہنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ مجذوبی کی بھی خبر نہ رہی

ملک زین الدین یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ ایک روز چند بزرگانِ دین نماز کے واسطے تیار تھے۔ استنے مین بابا منصور دور سے آتے ہوئے نظر آئے۔ اور آگے امام کی جگہہ جا کھڑے ہوئے۔ اور الفاظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ[۱] بتکرار کہنا شروع کئے۔ میری عجیب حالت ہوئی یعنی الاحسان ان تعبد کانک تراہ[۲] کی تجلی مینے مشاہدہ کرلی۔ ایسا اثر ہوا۔ کہ میرے دل کی آنکھین روشن ہو گئین۔ اِس درمیان مین بابا نے پھر کر میری طرف دیکہا۔ اور فرمایا۔ اَیسا ہی چاہئیے ۔۔ اور نہایت عجلت کے ساتھہ صف مین سے نکل کر چلے گئے اس وقت تک اُس ایک لحظہ اقتدا کی۔ اور ایک رکعت نماز کی لذت دل سے نہین جاتی ہے۔ اور مینے اپنی عبادت مین ویسی ربودگی پھر کبھی نہین دیکھی۔

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کے باپ شیخ عبد اللہ ابن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی تھے۔ آغاز ہوش مین تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا جس نے آپ کو مسافر بنایا۔ آپ اپنے شہر سے چل کر ہری مین پہونچے۔ اور جہان اب زیارت گاہ ہے۔ وہان بود و باش اختیار کی۔ سب سے اول یہ کام کیا۔ کہ حافظ محمود تا بادگانی کی خدمت مین کلام ربانی حفظ کیا۔ ایک صاحب حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مینے عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ علیہ افضل التحیۃ کی تعلیم سے کسبی اور وہبی علوم کی مشکلات حل کی ہین۔ اور چالیس برس کامل خواجہ خضر علیہ السلام کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے۔ آپ نے کلام مجید حفظ کرنے کے بعد اِن حافظ صاحب کی ملازمت مین شاگردی کی۔ اور عثمانیہ فضیلتون سے مشرف ہوئے۔ آپ شیخ زین الدین خوافی کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپکے اِس قسم کے اسباب بزرگی بہت سے ہین۔ جب سلطان سکندر لودھی نے متواتر عرضیان بھیجین۔ اور اُن مین آپ کی تشریف آوری کی خواہش ظاہر کی۔ تو چونکہ التماس کا قبول نہ کرنا۔ خانہ مروت کی عمارت

---

[۱] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین ۔ [۲] خوبی کی بات یہ ہے۔ کہ اے طالب تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے۔ کہ گویا تو اُس کو دیکھتا ہے ۔

دُہا دینا ہے - لہذا آپنے التماس سلطانی قبول فرماکر دارالخلافہ آگرہ مین تشریف شریف ارزانی فرمائی - اور یہان بے شمار لوگون نے آپ کی خدمت سے بے انتہا فیض پایا - ایکسو تیس سال تک آپ کی عمر ہوئی - اِس تمام مدة العمر مین فقری آسمانی ہی رہی - کسی زمان روا یا کسی حاکم سے معین طور پر کچہہ نہین لیا - ماہ رجب ہجری سنہ نوسو چہین مین ملک معنوی کو رخصت ہو گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن

آپ اپنے باپ کے مرید بہی ہین - اور خلیفہ بہی ہین - اور آپکی خوابگاہ بہی اُنہین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما شیخ احمد رئیس - اور ملک شیر خلوتی پسر ملک شائع - یہ دونون شخص آپکے بزرگ خلفا مین سے ہین اِن دونون بزرگوارون کا بیان ہے - ایک روز آپ کی ملازمت مین اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجودیکہ ضعیفی - لاغری - اور ریاضت - صد درجہ کی بڑہی ہوئی ہے - مگر مخدوم کا جوش و خروش - سماع کے وقت اِس قدر دیکھنے مین آتا ہے - کہ کسی دوسرے شخص کو آغاز شباب مین بہی میسر نہوگا - فرمایا - کم و بیش سات برس کی عمر تہی کہ مرض چیچک مین مبتلا ہو گیا تھا - اور اُس بیماری مین بدن سے جان نکل گئی تہی - پدر بزرگوار کی خدمت مین خبر پہونچی - کہ عبد الحکیم گزر گیا - فرمایا - جس طرح سے ممکن ہو - یہان تک لاؤ - جب مین حاضر کیا گیا تو آپنے رحمۃ اللہی گودڑی اور مسعودی خرقہ مین مجکو لپیٹ دیا - اور یہ بات زبان پر لائے - کہ اِس بیمار کی موت اور زندگی دونون میرے اِن دونون بزرگوارون کے باطن کو سپرد کر دی ہین - اور خود بہی از راہِ عجز و نیاز اپنا سر مراقبہ مین جہکا لیا ایک گہنٹہ بعد میرے بدن مین حس و حرکت پیدا ہوئی - اور صحت و تندرستی کا چشمہ ابل نکلا - آج کے روز جو طاقت آپ لوگ درویش کے سماع مین دیکہتے ہین اس کو بالکل اُسی تفویض کا پرتو جاننا چاہیے ورنہ مجکو عجز اور کمزوری نے بالکل توڑ مروڑ کر رکہدیا ہے -

آپ یہ بہی فرماتے تہے - شاہ باجن نے رحلت فرمائی کے روز مسعودی جبہ درویش کو عنایت فرمایا تہا اور تہوڑا سا پرہیزی قصور بامیں سے بہی دیا تہا - اور انواع و اقسام کی مہربانیان فرماکر یہ خوشخبری سنائی تہی کہ جس قدر نفس و فضیلت بزرگانِ دین سے باجن کو ملی تہی - آج کے روز عبد الحکیم کے حوالہ کی گئی -

مصرع باد دل گنج آلہی حکمتش

یاد شیخ حسن خطاط

آپ شیخ محمود انصاری شیرازی کے فرزند ہین - درسی کتابون کی تحصیل آپنے اپنی زاد بوم مین کرکے خوشنویسی

مین بھی نامورى حاصل کی تھی - کہتے ہین جن ایام مین ملک فارس - شاہ طہماسپ ابن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ خراسان کی قلمرو مین شامل ہوا - اُس نے شاہون کے گروہ کو قبول شیعی مذہب پر لوگون کو برانگیختہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا شروع کیا - آپنے تمام خانہ نشینون سے علیحدہ اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیکر خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا - اوران دونون مقدس بافیض مقامات مین ایک عمر تک رہ کر حدیث کی سندوہان کے علماسے صحت کے ساتھ حاصل کی - اور پھر دریا پار کے راستہ سے گجرات مین آئے - اُس وقت سلطان مظفر گجراتی بزرگ کا عہد تھا - یہان پر چند روز بزرگون کی ملازمت مین رہ کر افادہ و استفادہ کا بازار گرم رکھا - جب سلطان سکندر لودہی کا زمانہ شروع ہوا - تو آپ گجرات سے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے - لودہی نے آپ کی خدمت گذاری - دلجوئی - اور تعظیم کی - اور قیام آگرہ کے واسطے التماس کیا - چونکہ التماس کا قبول کرنا عمدہ عادات کی خصوصیات مین داخل ہے - لہذا آپنے کندھے سے کمل اُتار کر مکان بنانے کے ارادہ سے زمین پر بچھا دیا - اور سلطان کی خواہش کو قبول فرمایا - اس کے بعد لودہی اور نیز جو کوئی وہان کا فرمان روا ہوا - وہ آپ کی خدمت ضرور کرتا رہا - وہ ہمیشہ آپ کی خلوت اور انجمن کی حاضری کا طالب ہی رہتا تھا - روایت ہے کہ اکثر پرستاران خانہ - خوش خطی - صحیفون کے سرورق کی صفائی - اور طلائی رنگ آمیزی کے کام مین کامل مہارت رکھتی تہین - اور لوگ اس پیشہ کا اس درجہ پر ہونا - آپ کی خرق عادات مین سے سمجھتے تھے - شیخ زین نے جو جنت آشیانی ہمایون شاہ کے صدر تھے - اپنے اشعار مین آپ کی فضیلت کی تعریف فرمائی ہے

مصرع ہست شعر من ز عقل ونقل خواہم لشنود ✽ جامع المعقول والمنقول مولانا حسن ✽ تاریخ جو تہی - جب ہجری سنہ نوسو چھپن کو صفحہ دنیا سے رقم ہستی مٹائی - اور قلم سے آخرین نامہ کا لکھنا شروع کر کے ختم کیا

مصرع نام او بر لوحِ دل مرقوم باد ✽ آپ آگرہ مین دفن ہین -

یادشیخ امان اللہ پانی پتی

آپ کا نام عبدالملک ابن عبدالغفور ہے - قدس سرہما - شیخ محمد حسین قادری سے آپ بیعت بھی ہین - اور خلافت بھی رکھتے ہین - اور رسمی علم بالخصوص علم تصوف کی تحصیل مین شیخ محمود مودود لاری کے شاگرد ہین جن کے کسی قدر حالات لکھے جاچکے ہین - وحدت وجود کے بارہ مین آپ کی تحقیقات سے شیخ محی الدین عربی کا زمانہ یاد آتا تھا - فصوص اور فتوحات وغیرہ کتب صوفیہ کی تمام مشکلات بآسانی بیان فرمایا کرتے تھے - ہمیشہ ہم رازون سے کہا کرتے تھے - اگر اہل زمانہ - خودداری کی عادت چھوڑ کر انصاف سے کام لیوین - تو وحدت وجود کے

مقدمات عقلی ونقلی دلائل سے ادنیٰ واعلیٰ کے ذہن نشین کردئے جاوین - اور نیز فرمایا کرتے تھے - ہینے سلوک کی بدولت رسمی علم کے تنگ وتاریک کوچہ سے نکل کر آلہی معرفت کے میدان مین قدم رکہا ہے - اور کشف وکرامات کے بارہ مین دوتین میدان سب سے آگے ہی بڑہ رہا ہون - وحدت وجود کے مقام کو اہل تصوف طاقت عقل سے باہر سمجہکر کشف صیح کے حوالہ کردیا کرتے ہین - آپنے عنایت ایزدی کی مدد سے عقل کو اس عالی مقام کی سرحد تک پہونچاکر سولہ معقول دلیلین اسپر قایم کی ہین - مولانا جامی **قدس سرہ** کی کتاب لوائح پر ایک شرح لکہی ہے - جو علم تصوف کی تمام ضروریات کو حاوی ہے - اور مذکورہ بالا سولہ معقول دلیلون مین سے بعض دلیلین اس شرح مین بہی لکہی ہین - جو شخص تلاش کریگا - وہ ان کلیات تصوف کے مطالعہ سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا تاریخ بارہوین ربیع الآخر ہجری سنہ نوسوستاون کو عنصری عالم سے رخصت ہوکر دائمی خوابگاہ اُسی شہر مین اختیار کی جس مین بزمانہ حیات قیام تہا - **مصرع** باکشف اہل دل مقبول او -

یاد قاضی مینا

آپ کے پدر بزرگوار کا نام یوسف ابن حامد ابن ابو المفاخر ابن یسین منڈو (مانڈو) والا تہا - آپ نقلی اور عقلی دونون علمون مین یکتائے زمانہ تہے - آپ کے حالات کسی قدر اس طرح پر ہین - آکی مشیت سے بہائیون کی مخالفت نے آپ کو صغر سنی مین ہی - وطن سے نکال کر چندیری کا مسافر بنایا - یہ سرگردانی اور پریشانی آپ کے کسب کمالات کا باعث ہوئی - یہ بالکل سچ ہے - جو یوسف منش ہوتے ہین - وہ قعر چاہ سے ہی مصر جاہ کو پہونچا کرتے ہین - **القصہ** - جس سال رانائے چیتور نے فتح پاکر چندیری کو شکست دی - تو چندیری کے باشندے آوارہ ہوئے - آپنے بہی اسی حادثہ مین دوسرے بزرگون کے ساتہ ہجرت کرکے ایک مدت تک جتہرہ مین بسر اوقات کی - جب آپنے ملوخان کی درویش دوستی اور آنے والون کے ساتہ عزت اور حرمت سے پیش آنے کا شہرہ سنا - تو جتہرہ سے دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے - ایک مدت تک ملوخان کے وزیر سیف خان نے جس کو آپ کے ساتہ نسبت خویشی بہی تہی - ضروریات وقت مین آپ کی مدد کی - اور آپکے آنے سے ملوخان کو آگاہی نہین دی - اس سبب سے آپ بہت پریشان خاطر اور غمگین رہا کرتے تہے - اتفاقاً کسی تقریب سے ایک دوسرے وزیر نے ملوخان کے حضور مین آپ کی تشریف آوری کا حال عرض کردیا - کہ ایسا عالم شخص جتہرہ سے آیا ہے - اور سیف خان نے حضور سے چہپاکر اُس کو اپنے واسطے پسند کیا ہے - شاہ نے یہ خبر پاکر دونون کو مجلس خاص مین بلایا - اور آپکی مصاحبت سے بہت خوش ہوا - آپ کے خاندان اور آپ کے بزرگون کے حالات دریافت

کرنے شروع کئے معلوم ہوا کہ آپکے تیسرے دادا شیخ یسین سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین منڈو (مانڈو) کے قاضی تھے - یہ سنکر شاہ نے منصب قضا کا خلعت ارث اور استحقاق کے طور پر آپ کو عطا فرمایا - اور اپنا ہم نشین کیا - مصرع بادروزی اور رضا بہ قضا!

یاد شیخ چکن کھندوتی

آپ کا باطن اخلاص اور اخلاق کے ساتھ آراستہ - اور آپ کا ظاہر زہد اور صلاح کے ساتھ پیراستہ تھا - قصبہ کھندوت جلال پور سرکار کالپی مین ہے - یہی آپ کا وطن - مولد - اور مرقد ہے - آپ اہل دول کے ساتھ تونگرانہ پیش آیا کرتے تھے - ملوک زمانہ کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر نہین کرتے تھے - یوسفی ولایت بھی رکھتے تھے آئندہ کے واقعات مثالی صورت مین آپ کو ظاہر ہو جایا کرتے تھے جس سال مین جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے شیر خان سور پر چڑہائی کی ہے - چونکہ کتابت کے ذریعہ سے شیخ کی بادشاہ سے ملاقات تھی - اسواسطے رقعہ لکھا - کہ ان ایام مین درویش کو عالم مثال مین ظاہر ہوا ہے - کہ ایک پرند کا بچہ - ایک باز کے بازو پر بیٹھا ہوا باز کے سر پر ٹھونگین مار رہا ہے - میرے نزدیک یہ بہتر ہے - کہ لشکر کشی کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھی جاے - اس پیغام کو درجہ قبولیت نہین ملا - اور جو نامناسب حالت آسمانی کاغذ مین لکھی ہوئی تھی - اُس کا ظہور ہو گیا ہجری سنہ نوسو اکسٹھ مین عنصری جسم چھوڑ کر مثالی عالم کو روانہ ہوئے - مصرع بادوحدت سیرگاہ جان او -

یاد شیخ جلال

آپ شیخ عبداللہ کے بیٹے - اور شیخ یوسف کے بھائی ہین قدس سرہم - عبارت آرائی - اداے معانی اور کاغذی حروف کے سمجھنے مین اپنے وقت کے ایک ہی تھے - آپنے ہجری سنہ نوسو تیئس مین عالم غیب سے عالم دنیا مین ظہور فرمایا - سات برس کی عمر تھی - کہ کلام ربانی حفظ کر لیا جب بارہ برس کے ہوئے تو کتب متداولہ کی تحصیل پوری کر کے بیسوین سال مین اپنے درس دینے سے پدر بزرگوار کے مدرسہ مین ایک تازہ رونق پیدا کی اور مختلف خطوط مین خوش نویسان زمانہ کے اندر سرگروہ ہوئے - اٹھتالیس سال نشاط زندگی حاصل کیا - پھر ہجری سنہ نوسو اکسٹھ مین اسی عمدہ آراستگی و پیراستگی کے ساتھ جیسی بیان کی گئی ہے - الٰہی دیدار کی جلوہ گاہ کو چلے گئے - اس حیرت افزا واقعہ کا مجمل بیان اس طرح پر ہے - کہ صدر الذکر سال مین جب سلیم خان پسر شیر خان سور آنجہانی ہوا - جو فرمان رواے وقت تھا - تو تاریخ چودہوین ماہ ذی قعدہ کو دولت خان پسر غازی خان بیانہ سے دوش بلا کر دار الخلافہ آگرہ مین آ پہونچا - پندرہوین تاریخ گوشہ نشین محلات کی سیر کے واسطے قلعہ مین گیا - بن

کوٹھون کے دروازے بند تھے - اُن کو خزانہ کے مکانات سمجھا - قفل توڑے گئے - یہ توپخانہ تھا باروت سے بھرا ہوا، اتفاقاً یا ہمراہی توپچیون مین سے کسی توپچی نے جس کے توڑہ مین تارہ کی طرح آگ چمکتی تھی - ایک چنگاری گرا دی - چنگاری کا گرنا تھا کہ وہ بہشت نما عمارتین دوزخ کی طرح بھڑک اُٹھین - یہانتک کہ سنگین دیوارین ہوائی پرندون کی طرح اُڑ گئین - اِن اُڑنے والی چیزون مین سے ایک پتھر کا ریزہ چنے کی برابر آسمان سے شیخ جلال کے سر مین آکر لگا - اِس کے بعد ایک رات دن زندہ رہے - لیکن زبان بات کرنے پر قادر نہ تھی - بعدہ سولھوین تاریخ کو پچھلے دن مین اعلیٰ علیین کو جانے کے واسطے کجاوہ باندہ کر چلے گئے -

یاد مبارک خان ہروی

آپ ہند مین ہرات سے آئے تھے - اور مھوبہ قصبہ مین جو سرکار کالپی مین ہے - بموجب حکم الٰہی - گوشہ گزین ہوئے گھر بنا لیا - اور خانقاہ بھی بنالی - ہمیشہ حجرہ مین رہا کرتے تھے - اور قرآن پڑھتے رہتے تھے - لیکن نماز جماعت سے نہین پڑھا کرتے تھے - اور کسی شخص کے آنے پر تعظیم کے واسطے نہین اُٹھا کرتے تھے - اِس سبب سے قاضی ابراہیم ابن محمد مھوباری آپ کو بدی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے - ایک اور شخص تھے آزاد مزاج - قاضی حسین نام تھا - اتفاقاً اِن کے ہمراہ قاضی ابراہیم مھوبہ مین آنکلے - اور ہمراہی کے سبب سے خان کے پاس بھی گئے - آپنے فرمایا بعض لوگ مجکو دو باتون مین معیوب جانتے ہین - اور چونکہ بُرائی اُن کے دل مین ہے - اس سبب سے خود جواب اپنے دل مین سوچ کر مجکو معذور نہین سمجھتے - پھر فرمایا درویش مثل میت ہوتا ہے - اُس کا دیکھنا - زیارت گور کی مانند ہے - اور خاکی تودہ کے نہ اُٹھنے سے کوئی عیب پیدا نہین ہوتا اور نیز جس شخص نے اپنے تمام اوقات قرآن کے پڑھنے مین لگا دئے ہون - اُس کو تلاوت کے درمیان مین کسی غیر کی تعظیم روا نہین ہے - اس کے بعد آپنے فرمایا"

"مینے سنا ہے - کہ خداوند عرفان و وجدان شیخ شرف یحییٰ منیری جماعت مین نہین آیا کرتے تھے - ایک روز قاضی شہر کی کوشش سے مسجد مین گئے - امام کے گھر کے صحن مین ایک کنوان تھا - اور ایک گھوڑی کا بچہ بھی پال رکھا تھا - جو کھُلا رہتا تھا - اِس خوف سے کہ کہین کنوئین مین نہ جا پڑے - نماز کے اندر دل بچھیرے کے باندھنے کی طرف گیا - یہ حالت دیکھکر شرف اولیا نے نیت نماز توڑ دی - اور کہا - امام تو بچھیرہ کے انتظام کے واسطے چلا گیا - مجھ مین اُس کی ہمراہی کی طاقت نہین ہے - سوائے اس کے جو خائب ہے وہ خود اقتدا کے لائق نہین ہے

ناچار نماز از سر نو پڑہی - امام نے بہی اُن کی اندرونی آگاہی پر اقرار کیا ہے

پہر فرمایا - اگرچہ عروس کا ناز - ماں کے حسن پر زیب نہین دیتا ہے - لیکن پہر بہی اُسی کی لڑکی ہے اوما کثر امام خانۂ خدا (دل) کو توبیل اور گدہے کی چراگاہ بناتے ہین - اور روے توجہ خانۂ خلیل (خانۂ مکہ) کی طرف کرتے ہین بیت

ده بُود نے دل ست آنکه درد ۔۔۔ گاو و خسہ باشد و ضیاع وعقار

کہتے ہین ہر روز آپ کے دروازہ پر نقارہ بغرض اعلان وطلب بجایا جاتا تہا - اور آواز نقارہ سنکر کیا غریب اور کیا مقیم مساکین فراہم ہوا کرتے تہے - اور آپ ہر ایک کو نقدی روزینہ دیا کرتے تہے - اِسی طرح جب کہ واپسین سفر کا وقت آیا - یعنی ہجری سنہ نوسو تریسٹھ تہا - تو ہر دم بیخود ہوجاتے تہے - اور نقارہ بجانے - فقرا کے جمع ہونے - اور معمولی روزینہ تقسیم کرنے کا حال دریافت فرماتے تہے - دریا نام ایک خادم تہا - وہ جواب دیدیا کرتا تہا - جب خادم نے کہا - ہنوز مینے کچہہ نہین دیا ہے - تو فرمایا - اُس ظرف مین سے دیدو جو تخت کے نیچے ہے - چونکہ ظرف مین پیسے بہت کم - اور حاجتمند بہت زیادہ تہے - تو خادم متحیر ہوا - کہ اب کیا کرون - پہر آپنے دریافت فرمایا - تو خادم نے عرض کیا - ہر ایک شخص کو کتنا کتنا دون - فرمایا پانچ پانچ رائج الوقت قرص دیدو خادم نے دیکہا کہ پیسے اتنے کم ہین کہ چار آدمیون کو بہی کفایت نہین کرینگے - لہذا اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا - پہر آپنے فرمایا جلدی کرد - دیدو - خادم نے پہر عرض کیا کتنا دون - فرمایا - ہر ایک شخص کو ایک مٹہی - یہ سنکر اور بہی زیادہ حیران ہوا - فرمایا - سنو دریا - دینے والا معمار کی مثال ہوتا ہے - جو دیوار مین اینٹون سے چنائی کرتا ہے معمار جتنا زیادہ سبک دست ہوگا - صاحب عمارت اہتمام مین اُتنا ہی زیادہ سرگرم ہوگا - اور مزدور بہی گارا اور اینٹین پہونچانے مین اُتنے ہی زیادہ چالاک ہون گے - جب خادم کو یہ تازیانہ لگا - تو دلیر ہوا - اور پیر کے موثر دم کی برکت سے سب کو ایک ایک مٹہی پہونچ گیا - اور ابہی ہر ظرف خالی نہین ہوا - جب آپ کو معلوم ہوا - کہ سب نے پا لیا ہے - تب مُنہ کے اوپر چادر کہینچ لی - اور عالم علوی کو روانہ ہوئے - آپ کے بعد دریا جانشین ہوا چالیس برس تک اُسنے پیر کا طریقہ قایم رکہا - اور جب وقت آیا - تو پیر کی خوابگاہ کے تحت مین زیر خاک سو رہا

مصرع مبارک باد وصل دوست اورا -

یاد سید محمد ابن سید معظم

آپ اپنے باپ کے مرید - اور قاضی محمد ابن کدن کے شاگرد تہے - خوابگاہ کا بہی ہے - آپ کی عادت ایسی خوب تہی - جیسا آپ کا چہرہ - اور آپ کی طبیعت ایسی زیرک اور عمدہ تہی - جیسی آپ کی حسن تقریر - خط ثلث

عمدہ لکھا کرتے تے - فنا کی چادر کندہے پر تہی اور اُستاد کے ساتہہ اعتقاد حلقہ بگوشانہ رکہتے تے - کہتے تے اگر بالفرض قاضی پیراہن کے نیچے مخفی طور پر زنار باندہ لیوین - تو محمد بظاہر طور زنار باندہ لیوے گا - زنار کے ساتہہ پیشانی پر قشقہ بہی لگادے گا - اور برہمنانہ ناقوس پہونکے گا - اگر ایسا نہ کرے تو معظم کا بیٹا نہ ہوگا باپ اور اُستاد کے طریقہ کی پیروی مین کَاَنَّہٗ ھُوَہٗ تہے - بیت

نہصد و شصت و سہ زعالم رفت		عالمے در لباس ماتم رفت	

یاد شیخ دانشمند

آپ کا نام بیارہ - اور باپ کا نام کبیر ابن محمود جشتی ہے - شاہ فخر الدین ابن حامد چشتی کے مرید ہین - زادبوم لکھنو اور جولانگاہ منڈو (مانڈو) ہے آپ رسمی علم کا خزانہ - اور صلاح و راست کرداری کی کان تہے - زمانہ کے لوگون کو آپ کی ذات سے رونق تہی سات بار سفر حجاز سے مشرف ہوئے تے - ساتوین دفعہ اپنی والدہ ماجدہ کو کندہے پر اُٹہا کر ہمراہ لے گئے تہے - پہر مکہ معظمہ سے گجرات ہو کر معاودت فرمائی - اگرچہ شہر والا مین جو آج پٹن کے نام سے نامزد ہے - وطن بنانے کی پیر سے اجازت لے لی تہی - لیکن منڈو کی خاک دامنگیر ہوئی - اور یہان کے لوگون کی محبت اور ربط ضبط نے بہی جنبش نہین کرنے دی - لہذا یہان پر گہر بنالیا - اور کدخدا بہی ہوئے سلطان ناصر الدین خلجی کے زمانہ سے سجاول خان افغان کے عہد تک تقریبًا پچاس سال منڈو مین رہکر ہر ایک قسم کے علوم پڑہائے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - ایک سو بیس سال کی عمر پائی - بغیر عصا کے رات مین راستہ چل سکتے تہے - اور ہم نشینون مین کہا کرتے تہی مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَاْخُذْ عَصًا فَقَدْ عَصٰی[۱] اور یہ بہی فرمایا کرتے تہے - کہ چالیس سے متجاوز ہونے کے ساتہہ اکثر ضعف آتا ہے - یعنی تجاوز کو ناتوانی لازم ہے - اور بیارہ کو ایزدی عنایت طاقتور رکہتی ہے - اگر عصا ہاتہہ مین نہ لیوے - تو تعجب نہین کرنا چاہیے ہجری سنہ نو سو تریسٹہہ کے رمضان مہینے مین واپسین دم آگاہی کے ساتہہ سپرد کردیا - اور عنصری چادر جو جان کے کندہے پر پڑی ہوئی تہی - خاک پر جہٹکا دی - آپ کے ایک لڑکا تہا شیخ عثمان نام کسی قدر تحصیل کمالات باپ کے درس سے کی تہی - آپ کی رحلت فرمائی کے بعد شیخ عثمان جانشین ہوئے راقم گلزار کے مصاحب یک رنگ اور محرم با اخلاص تہے - کہتے تہے - کہ شیخ فرمایا کرتے تہے - مینے سید محمد جونپوری کو جو بعض کے زعم مین مہدی ہین - منڈو مین دیکہا ہے - مہدویت کے بارہ مین دریافت کیا تہا - تو سید محمد نے جواب دیا - کہ یہ بات

[۱] جس شخص نے چالیس سے متجاوز ہو کر عصا نہین تہاما - گویا اُس نے گناہ کیا ۱۲ -

مینے نہین کہی ہے - اور نہ مین کہتا ہون - یہ جاہل معتقدین کا بہتان ہے مصرع از خدا آفرین خطابش باد -

یاد شیخ آدہو حصاری

آپ پیران سہروردو اور چشت کے سلسلا کا دم بہرتے تھے - ذکر و شغل توکل و تسلیم - ہمت و ایثار - یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین - کہتے ہین دعوت اور تسخیر کے بدون ایک جن - آپکی فرمان برداری اور خدمت گذاری مین رہتا تہا - جب آپ کسی کام کے بنانے کے واسطے اُس کو لاتے تہے - تو دو تین ۲ شخص کا کام دو تین ۲ روز کا وہ جن تنہا تہوڑی دیر مین پورا کر دیتا تہا - لوگ جن کی محنت دیکہکر متعجب ہوا کرتے تہے - اور جن کو دیکہکر شیخ کی سلیمانی ولایت کی قائل ہوتے تہے - آپ کا سال وفات دسوین صدی کا آخرین نصف حصہ ہے - خوابگاہ قلعہ فیروزہ مصرع حصار نفس شکستن بکمال فیروزی ست -

یاد شیخ ابراہیم کلہورا سندہی

آپ حضور تہے - شاہ منصور مجذوب کے ہم عصر ہین - تصرفات اور کرامات بہی رکہتے تہے - ہر روز پانسو مظفری سکہ قسمتِ الَّذِی حُوزُلَکُم[۱] کے خزانہ سے آپ کو پہنچ جایا کرتے تہے اور آپ اُن کو محتاجون پر تقسیم کر دیا کرتے تہے ایک روز فرمان روا ے وقت میران شاہ مبارک ایک بڑی بہاری نذر آپ کی خدمت مین لایا - آپنے قبول نہین فرمائی - اور کہا - یہ مال مخلوق کا ہے - ہماری تقدیر کا نہین ہے - چند روز بعد جنت آشیانی کے لشکر نے گجرات سے خاندیس کی طرف رخ کیا - کہتے ہین - اُس وقت کا ذکر ہے - کچہہ لوگ اہل زمانہ کی شکایت آپ کے سامنے لیکر آئے - کہ ہمارے زمانہ سے پہلے ایسے بزرگ تہے - جن کا کہنا گویا الٓہی تقدیر کا نوشتہ ہوتا تہا - اُن کا کہنا بے کم وکاست واقعات کے موافق ہو جایا کرتا تہا - آپنے فرمایا - اگر زمانہ سلف کے بزرگ اِس پتہر سے کہدیتے کہ زر ہو جا - تو کیا اُسی وقت یہ پتہر زر ہو جاتا بات ابہی تمام نہین ہوئی تہی کہ پتہر نے طلا کا رنگ بدلنا شروع کیا - آپنے تبسم فرمایا - اور کہا - اے سنگ مین تجہہ سے طلا ہونے کو نہین کہتا ہون - مین تو ہمنشینون سے بات کہتا ہون - مصرع بادا کشا و بروے در ہاے آسمانی -

یاد سید ابو سعید ابن سید راجو

آپ متوکل - عالم - عارف - عاشق - اور شاعر تہے - جب رانا کا واقعہ پیش آیا تہا - اُس وقت آپکے پدر بزرگوار چندیری سے کالپی کو چلے گئے تہے - اور وہین مکان بنا لیا تہا - قدما کی غزلون کے دیوان کے دیوان آپ مخمس کیا کرتے تہے - کبہی کبہی قصیدہ بہی کہا کرتے تہے - آپ آزاد تہے مگر ساتہہ ہی عیال داری کا بار بہی

---

[۱] یعنی رزق آسمان مین ہے ۱۲ -

کنہی بر رکہا ہوا تہا - باایہمہ کبہی تنگ دل نہین ہوئے پچاس برس تک فرمان روا ے وقت کی طرف احتیاج نہین لے گئے اور اپنے دل کو دفع الوقتی کے حوالہ کر رکہا تہا - جب آغاز شباب تہا - تعلاقہ خاطر سید جلال نامی ایک شخص کے یوسفی جمال سے پیدا ہو گیا تہا - مگر محبوب حقیقی کی غیرت نے اُس عنصری آئینہ کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا ایک روز ایک نوجوان غلام ہاتہہ پر پانی ڈال رہا تہا - کہ بجلی اُسپر گری - حال آنکہ بجلی گرنے کا کوئی سامان نہ تہا - سید بہی بجلی کی چمک سے تین روز تک بیجان جسم کی طرح پڑے رہے - بس ہاتہہ کی ایک انگلی مین کسی قدر جنبش تہی - اس کے بعد زندگی از سر نو ہوئی - پہر آپنے رسمی علم کا درس شروع کر دیا تہا ہجری سنہ نوسو چہیاسٹہ مین حقیقی معشوق کے یہان حاضر ہونے کے واسطے چلے گئے - آپ کی خوابگاہ احمد آباد بوم دونون کا لبی این مصرع باد جنبش روشن از دیدار حق

یاد خطیب ابو الفضل شیرازی

آپ معقول اور منقول علوم بہت طرح کے جانتے تہے - اور فروع و اصول کی بہت سی کتابین - پڑہی ہوئی تہین - سلطان محمود کے عہد مین شیراز سے گجرات مین آئے تہے تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے جس مین شان نزول کے متعلق انواع و اقسام کے لطیفے - اور تفسیر کے متعلق بہت سے دقیقے لکہے ہین جو اصحاب علم دقیقہ شناس ہین - وہ اسکی خوبی کو پہچانتے ہین - جب تک زندہ رہے - تب تک دولتمندون کے ساتہہ اس طرح سلوک اور برتاو رکہا کہ دوسرے علم والون کی عظمت اور آبرو مین افزونی ہی ہوتی رہی - ا د آ ماد خ ن

مصرع فضل از شیراز معنی ساختہ گجرات را ؎

یاد مولانا لطف اللہ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - ریاضت اور مجاہدہ کی منزلین - اور مراقبہ کے مرحلے آپ طے کر چکے تہے - ملا محمد قاضی کی تلقین اور خدمت سے بہت کچہہ کمال اور تکمیل کا حصہ آپ کو ملا تہا - کہتے ہین - جب زمانہ سعید خان کا تہا - تو دار السلام سمر قند مین آپ کے اور شیخ حسین خوارزمی کے درمیان مین کچہہ عرصہ تک مناظرہ جاری رہا - اور یہ مناظرہ سلسلہ کے تعصب (حمایت) مین تہا - چونکہ مولانا نہایت شیرین زبان اور فصیح البیان تہے - لہذا مناظرہ مین کامیابی آپ کو ہی ہوئی - مگر فرمان روا ے وقت کو حسن عقیدت شیخ خوارزمی سے تہی اس سبب سے نہایت غصہ آیا - جس سے اُس کی آنکہین بند ہو گئین - اور اندہیرا چہا گیا - اس اشتعال مین آکر مولانا کی زبان کاٹ لینے کا حکم دیا - اللہ تعالی اُن لوگون کو جو بظاہر اسباب ناتوان ہین - ناگہانی آفت سے اور اُن لوگون کو جو توانا ہین نشہ دنیا کی لغزش سے محفوظ رکہے -

یاد خواجہ بہاء الدین محمد

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے بیٹے ہین - چونکہ اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی کچہری مین فہرست ایجادکی اندر آپ کے نام سے ولایت اور عنایت کا ایک خاص حصہ لکہا ہوا تہا - لہذا جس وقت آپ کو اس عالم مین آنے کی اجازت ہوئی - اُس وقت اُس تحریر کے بموجب فرمان تقدیر آفرینش کی قلم سے پیشانی کی تختی پر لکہا گیا - اور توحید کے طغرے اور تحقیق کی مہر سے مزین کیا گیا - اور یہ فرمان آپ کے سپرد ہوا تاکہ اِس فرمان کے مطابق عالم شہادت (دنیا) مین تقدیر کا شحنہ - کرامات کا نقد - اور مقامات کی جنس - آپ کے اقوال اور افعال کے کارخانہ مین جو کارپرداز ہین - اُن کو سپرد کردیوے - کہتے ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید تہے - اور ہدایت بہی انہین سے پائی تہی - اور نیز اپنے بڑے بہائی - خواجہ کلان سے بہی کچہ حصہ کمالات کا پایا تہا -

یاد مولانا ولی میان کاپلی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - بخارا مین ایک مقام پر کسی قدر زمین نشیب مین واقع ہوئی ہے اور وہان پر ایک مسجد بہی ہے - جو مسجد مغاک کے نام سے نامزد ہے - اُس مسجد کے ایک گوشہ مین آپ کا قیام تہا - پاس انفاس اور شناخت ضمائر مین آپ مستغرق رہتے تہے - جس وقت آپ نفس ناطقہ کو کام مین لاتے تہے اور کلام کا دروازہ کہولتے تہے - تو ہم نشینون سے عقل وہوش اور خودداری ہوا ہوجاتی تہی - اور مولوی معنوی کی مثنوی مین عارفانہ توجیہات بیان کیا کرتے تہے - کرامت اور تمکین (مقامی از سلوک) کا مقام آپ کو حاصل تہا -

یاد مولانا عماد طارمی

آپ - سماعی - (منقولی) علوم مین اہل زمانہ کے اُستاد اور علماء زمانہ مین سب سے زیادہ عالم تہے - جب سلطان محمود اور سلطان مظفر کا زمانہ تہا - تو گجرات مین آپ کا درس کمال رونق پر تہا شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی علاء الدین عیسیٰ احمدآبادی جیسے باعلم اصحاب نے بہی آپ کے روبرو کتاب کہولی تہی - اور آپ کے درس سے استفادہ کرکے سر رسی اور اعلم العلمائی کے درجہ کو پہونچے تہے قدس اسرارہم

مصرع طارم دانش فزائی راستون آمد عماد

یاد مولانا یونس لاکہ

لاکہ ایک قبیلہ کا نام ہے - آپ کو علم کی تعلیم دینے مین اور بصیرت کے حاصل کرنے مین شیخ وجیہ الدین علوی

اورقاضی عیسیٰ احمد آبادی کی برابر دستگاہ تھی - قاضی عبدالغنی - سید ابراہیم بکری - شیخ نظام الدین ابن بیر ملا طیب سندہی - اورقاضی اسحق آسیری جن کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے گئے ہین آپ کے شاگرد ہین - رحمہم اللہ مصرع بادا انیس جانش شوق خداشناسی -

یاد قاضی قاضن سندھی رحمہ اللہ

آپ تحصیل سے فراغت پانے کے بعد - رسمی علوم سے برداشتہ خاطر ہو گئے تھے - اور تبدیل اخلاق کے ذریعہ سے عالم اجسام کا (دنیادی) معاملہ حل کرنے کی تلاش ہوئی - نفس کی برائی کے ذریعہ سے اس معاملہ کے حل کرنے مین کامیاب ہوئے - اور اشیا کی حقیقتین آپ کی چشم شہود مین نظر آگئین یہ چند کلمہ آپ کی باتون کا ماحصل ہین جن کو سندہی زبان مین آپنے اپنے ملک کی طرز پر نظم کیا تہا - (۱) آپنے فرمایا ہے - کہ کنز - اور قدوری پڑہنے سے معرفت کی مہک ذرہ برابر بہی میرے دماغ مین نہین آئی - اور حصول مطلب جو ہوا - تو اس عالم کے پرے ہوا (۲) تمام زبانون مین کلمہ لا سے تیری نفی کی گئی ہے - اور تو ہنوز اپنے اثبات کے درپے ہے (۳) لا کس کی نفی کرتا ہے جب ماسوائے حق ہستی ہی نہین رکہتا ہے (۴) ہم جس کے مشتاق ہین - اگر غور سے دیکھا جاوے - تو وہ ہم ہی ہین - اس قسم کی آپ کی باتین اُس سے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے ختم ہون - ان ہر بات کی لطافت - اُسی زبان کی طرز کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے - کہ جس زبان کی وہ بات ہوتی ہے - ترجمہ کے قالب مین وہ لطافت قائم نہین رہ سکتی ہے - شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی - جن کی قبر کا قبہ برہان پور سے قطب شمالی کی طرف ہے - آپ کے باعقیدت دوستون مین سے تھے مصرع ذات حق باد گلشن روحش

یاد سید عبدالاول دولت آبادی

آپ - بڑے علم والے - اور بڑے باطن والے تھے - تمام فنون مین سب سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ تہا شیخ محی الدین عربی کی فتوحات مین خطبہ سے لیکر خاتمہ تک جو دشواریان تہین - اُن کو مطالعہ کے زور سے حل کیا تہا - اور حاشیے اور تعلیقات لگا کر صاحبان استعداد کے واسطے آسان کر دیا تہا صحیح بخاری پر ایک بسیط شرح لکھکر - فیض الباری نام رکہا ہے - یہ نام گویا آسمان سے نازل ہوا ہے - محقق تفتازانی کی مطول معانی پر ایک بڑا مباحاشیہ لکہا ہے - علی ہذا القیاس منطق اور حکمت کلام کی اکثر کتب متداول پر مفید حاشیے تحریر کئے ہین - طریقت مین قادریہ اور مغربیہ سلسلہ کے ساتھ تعلق رکہتے تھے - بلکہ متعدد طبقات کے اکثر مشائخ کی تلقین سے مستفید اور روشن ضمیر تھے - ہجری

سنہ نوسو سینتالیس تھا کہ غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت فرمائی تھی۔ اُن ایام مین میر جی گجرات مین ہی تشریف رکھتے تھے۔ غوث الاولیا نے کلید مخازن۔ جو انہین کی تصنیفات سے ہے۔ میر کی خدمت مین اصلاح کے بہانہ سے پیش کی شیخ صدر الدین ذاکر فرماتے تھے۔ کہ جناب میر نے ایک روز غوث الاولیا کی مجلس اقدس مین ایک تقریب سے ذکر کیا۔ کہ ہیئت اور حکمت کے جو مشکل مسائل۔ سلف کے کئی علما اور حکما اپنی تقریرون اور رموز سے حل نہین کر سکے تھے۔ کلید مخازن کے مطالعہ سے اُن مغلقات کے حل کرنے کے واسطے ایک کنجی ہاتھ آگئی عجیب ایک نادرہ ہے۔ جس سے حقیقتین نظر آتی ہین خدا کرے۔ اس نادرہ کا سمجھنا۔ دوستون کو روزی ہو۔ کہتے ہین۔ چند سال بعد دکن کی طرف چلے گئے تھے۔ خوابگاہ دولت آباد دکن ہے۔ جس کا پرانا نام دیوگڈہ تھا۔

مصرع خانمان دولت آباد از طفیل دین اوست

یادِ شیخ شاہ محمدؒ

آپ حسن طاہر قادری کے بیٹے ہین۔ جو عالی سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین۔ صاحب کشف والہام تھے۔ اور ہر اقسام کے علوم وفنون جانتے تھے۔ آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔ بہت برسون تک حرمین شریفین مین مجاور رہے تھے۔ اسی اثنا مین ایک روز سید عبد الوہاب بخاری نے جو حضرت مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین قدس سرہما۔ آپ کو خوشخبری سنائی۔ کہ حضرت خاتم النبوۃ صلعم نے مجکو معاملہ مین ایسا فرمایا ہے کہ اس ہندی شیخ زادہ نے مسافرت کی تکلیفات مین بہت کچہ صبر کیا ہے۔ لہذا اپنے ہمراہ ہند کی طرف لے جاؤ۔ آپنے جواب دیا۔ کہ جب تک مین اپنے کان سے یہ پیغام خاص حضور کی زبانی نہین سن لونگا۔ تب تک ملک ہند کو نہین جاؤنگا۔ جب آپ اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ تو جو کچہ آپنے فرمایا تھا۔ تعمیل کرنی پڑی۔ اور ہند مین ہی اخروی سفر بھی اختیار کیا۔ کہتے ہین آپکے بعد بزرگوار سلسلہ چشتیہ کے مرید تھے۔ جب آپ خانوادہ قادریہ مین گھسے۔ تو امان اللہ بن شیخ عبد الغفور پانی پتی نے اور نیز اُس صوبہ کے دیگر بہت سے مشائخ نے آپ کی پیروی کی شیخ امان اللہ ہندوستان کے صوفی عالمون مین پیشوا ہین مصرع سالار کاروان ولایت متاع بود و

یادِ پیر باجر منڈو والہ مجذوب

آپ کو الٰہی کشش نے اپنی طرف کہینچ لیا تھا۔ اور عمدہ عمدہ خارق عادات آپسے صادر ہوا کرتی تہین۔ اکثر برہنہ رہا کرتے تھے۔ ایک روز راقم گزار کے ماموں صاحب سے ایک راستہ مین اُلجہ گئے۔ تاکہ کچہ ماموں صاحب سے لیوین۔ ماموں صاحب نے کہا میرے پاس کچہ نہین ہے۔ مجذوب نے ماموں صاحب کی کمر مین ہاتہ ڈالا۔

اور کمر مین سے ہمیانی کھولی - اور اُس مین سے دو مظفری سکے لیے - ہر ایک مظفری مامون صاحب کو واپس کر دیا - کہ ہمیانی مین ڈال دو - مامون صاحب کہتے تھے - کہ والدہ کے وقت مینے اُن کو شمار کیا - تو بے کم و کاست اولین شمار کے برابر ہوئے -

ایک ٹاٹ بیچنے والا ہندو تھا - جو آپ کے ساتھ انس رکھتا تھا - وہ ایسا بیمار ہوا - کہ طبیبون کو علاج سے اور اعزہ کو زندگی سے مایوسی ہو گئی - ناچار کوچ کے ارادہ پر آمادہ ہوا - باجرہ کو خبر لگی - تو آپ چلاتے ہوئے اُس بیمار کے پاس آئے - جو واپسین سفر پر مستعد بیٹھا ہوا تھا - اور کہا - کہ تمہاری بیشہ مین پانچ فرزند ہین - جو سلامتی کے ساتھ پیدا ہونگے - لہذا ابھی مرنا موقوف رکھو سکتے ہین - اُسی دم تندرستی کی علامت پیدا ہو گئی - اور وہ شخص نہین مرا جب تک پانچ بیٹے پیدا نہین ہوئے -

علی ہذا القیاس یہ واقعہ بھی ہے - باز بہادر پسر سجاول خان - شیر خان کے بیٹے سلیم خان کا سپہ سالار تھا - ہجری سنہ کم و بیش نو سو پچاس مین اُس کے سر کے اندر یہ سودا پیدا ہوا - کہ خطبہ اور سکہ میرے نام سے جاری کیا جاوے - اسی خیال مین بر باجرہ کے پاس آیا - اور خوشخبری سننے کا منتظر ہوا - آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا - اور کہا - تاگا وہ ہرا نہین ہے - اس کو ہاتھ مت لگاؤ جلد ٹوٹ جاوے گا - چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی آسمانی گردش یہی ہوئی -

اس قسم کی عجیب عجیب باتین آپکی بہت کچھ لوگون کی زبان زد ہین - اس مختصر رسالہ مین اُن کی گنجائش نہین ہے - مندو مین جو شمالی دروازہ ہے - اُس کے پایئن مین آپ کی خواب گاہ ہے - قلعہ کے راستہ پر اُس دالان سے ملی ہوئی - جو بزمان حیات آپ کا قرارگاہ تھا - اور قطب رویہ ہے - اس مقام پر خم کی طرح ایک گڑھا سرد پانی سے بارہ مہینے بھرا رہتا ہے - آپ کی قبر کا مجاور آنے جانے والون کو اس پانی سے سیراب کرتا ہے -

مصرع باد غریق قلزم وحدت مثال او -

یاد شیخ حسن بدلہ ؒ ...

آپ دہلی کے بزرگ زادون مین سے ہین - اور ماں کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے - ہمیشہ ننگے بدن رہتے تھے - اور اگر کوئی شخص مجبور کر کے کپڑے پہنا دیتا تھا - تو جلدی سے اتار کر قوالون کو دیدیا کرتے تھے حُسن صورت پر - اور حسن صورت پر فریفتہ اور ٹکٹکی باندھے رہتے تھے - بعض بزرگون نے آپ کو خواب مین اس طرح پر دیکھا ہے - کہ حضور خاتم پیغمبران علیہ السلام کی خدمت مین آپ کھڑے ہوئے دست مبارک

پر پانی ڈال رہے ہین - اور بعض نے آپکو حرم مکہ مین طواف کرتے ہوئے پایا ہے - ایک روز سلیم خان سور نے یہ آرزو پیش کی - کہ آپ میری خسروانہ نشین بساط پر اپنا قدم رکھ دین - مگر آپنے سر ہلایا - اور پکار کر کہا - بہت جلد یہ تمہارا قالین نشلانہ تہ ہو جاوے گا - آخر کار بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوا - کہتے ہین - آپ جس طرف جانے کا عزم فرمایا کرتے تھے اُس طرف والون کا دماغ پہلے سے معطر ہو جاتا تھا - اور اسی خوشبو کی علامت سے آپ کی تشریف آوری کی لوگون کو خبر مل جایا کرتی تھی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے بول و براز مین بھی بدبو نہ تھی - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ساٹھ تھا - کہ آپنے عنصری لباس اُتار کر مثالی خلعت زیب بدن کیا - خوابگاہ دہلی کے بازار مین خواص خان کی قبر کے پاس ہے - خواص خان - شیر خان سور کے پرستارون مین سے اور اُس زمانہ کے عطیات لینے والون مین تہا شیر شاہ کے بیٹے سلیم خان نے اُس کو ہجری سنہ نوسو ساٹھ مین شہید کیا تھا -

یاد شیخ جلال ابن طیب چانپانیری

آپکا اتقا کا پلہ سلوک سے زیادہ وزنی تھا - آپ کے دور مین خداشناسی کا پیمانہ بہرا ہوا تھا - آپ کی روزی حریر فروشی پر مقدر تھی - جس سال اور مہینے مین غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت کی ہے - اُنہین ایام مین آپ نے اپنے بیٹے شیخ محمود کو آغاز ہوش مین غوث الاولیا کا مرید کرا دیا تھا - خود بھی حاضر باش خدمت رہے - اور بہت کچھ سعادت اور عرفان کا حصہ لیا - کہتے ہین - کئی برس آپنے ایک ہی پیراہن مین اس طرح گزار دیے کہ اگر آستین پھٹ گئی - تو نئی آستین اُس مین لگا دی - اور اگر پیراہن - سینہ یا بغل پر سے بوسیدہ ہو گیا - تو نئے کپڑے کا پیوند لگا دیا - غرض جو قطعہ بیکار ہوا - اُسی جگہ دوسرا قطعہ لگا کر نیا کر لیا - القصہ جب تک زندہ رہے - اُسی پرانی وار جامہ مین بسر کی - کوئی ثابت نیا جامہ نہین سلوایا -

یاد شیخ محمود چشتی رنتبھوری

آپ مراتب وجود کے حافظ - اور کشف و شہود کے مالک تھے - اپنے پدر بزرگوار شیخ الہداد چشتی کے خلیفہ ہین - شیخ الہداد کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ سدوہ گنج روان سے ملا تھا - شیخ سدوہ معرفت اور خداشناسی کے جواہر پر کامل تصرف رکھتے تھے - ان کا سلسلہ شیخ محمد سعدی کو پہونچتا ہے - جو چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ ہین - آپ حکومت نادر شاہ کے زمانہ مین جس کا نام طوخان تھا - اپنے وطن سے دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے تھے - اور دریاے نربدا کے کنارہ موضع کہاون مین قیام فرمایا تھا - موضع کہاون منڈو سے

جنوبی سمت مین تین کوس پر ہے - اور وہان پر زمین طلا کے وسط مین یک پشتہ واقع ہے - اُسی پشتہ پر ایک مدت دراز تک آپ ایک حجرہ کے اندر رہے - جو آپنے خلوت اور ریاضت کے واسطے تجویز کیا تھا - اور ہمیشہ نا ہنجار نفس کے ساتھ لڑائی رکھی - آخر کار فتح پائی - برسون تک توکل - تسلیم گوشہ نشینی اور خاموشی کے ساتھ اُسی حجرہ مین بسر کی - جہانتک ممکن ہوا روزینہ خرچہ کے واسطے وجہ معاش اور اوقاف کے طور پر کچھہ قبول نہین کیا جب عیال داری کے تعلقات بڑھ گئے - تو اُس زمانہ کے حکام نے اراضی اور مواضع پیش کش کر دئے تھے اور اس خدمت پذیری سے اپنے اوپر احسان مانا تھا - اس کے بعد آپنے کھماون مین گھر بنا لیا مسجد بھی بنائی اور مقبرہ بھی بنایا مسجد کے صحن مین اپنے ہمراہی فقرا اور آنے جانے والے درویشون کے ساتھ خدائی صحبت رکھا کرتے تھے - اور درویشانہ خوان بچھا کر - دعوت خلیلی کی رسم ادا کیا کرتے تھے - اور حاضرین کے ساتھ خود بھی کھایا کرتے تھے - جب آپنے ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو ساٹھہ کے بعد عالم دنیا کو رخصت کیا - تو اپنے فرزند رشید شیخ میان کو اپنا جانشین چھوڑا - شیخ میان بھی فقر کے طریقہ پر درویشی کے راستہ مین گرم رہے اپنے والد ماجد کی رسمین جاری رکھین - اور ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم صورت سے جہان معنی کو کوچ فرمایا - خوابگاہ کھماون مین پدر بزرگوار کی تربت کے پہلو مین ہے - شیخ میان نے تین لڑکے چھوڑے ایک شیخ میران جی - دوسرے شیخ منجھن تیسرے شیخ مبارک - پہلے لڑکے باپ کے مقام سے ترک سکونت کر کے - پرگنہ حاصل پور مین جا رہے ہین یہ پرگنہ سرکار منڈھیر ہی ہے - فقر و فاقہ کے عادی - اور خدا کے ساتھ لو لگائے ہوئے ہین - دوسرے لڑکے اپنے باپ کی عبادت گاہ مین مشغول بحق ہین - القصہ خدا کرے - عبادت کے ثمرے معرفت سب کو نصیب ہون - آمین -

یاد امیر سید جلال

آپ سید صدر الدین حسنی متوکل کے فرزند ہین - برسون اسباب شکنی - اور حصول فقر کی مشق کر کے یہ بات حاصل کی تھی - کہ حق دوستی مین آرام پاتے تھے - آپ کے بزرگ گردیز سے ہند مین آئے تھے چونکہ قصبہ اودہ کی آب و ہوا موافق آئی - اسواسطے اسی قصبہ کو وطن بھی کر لیا تھا ہجری سنہ آٹھہ سو ستانوین مین جب کہ سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - آپ نے عالم غیب سے عالم شہادت مین نزول فرمایا - جس وقت ہوش کا زمانہ آیا تو الٰہی معرفت کی ہوا لگی - شیخ راجے سیہ نور کے مرید ہو گئے - لیکن پدر بزرگوار کی پیروی مد نظر تھی - اسواسطے سپاہیانہ بسر کیا کرتے تھے اتنے مین وہ وقت آیا کہ سلطان ابراہیم لودہی - قصبہ پانی پت کی حدود مین - فردوس مکانی بابر بادشاہ

کی جنگ مین مارا گیا۔ اسی جنگ مین آپکے پدر بزرگوار نے بھی سامان ہستی۔ عالم ناسوت سے۔ باندہ کر عالم لاہوت مین جا کھولا۔ زخم ہاے کاری آپکے بھی آئے تھے۔ مگر مرہم پٹی سے اچھے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ قصبہ سرہر پور مین آئے۔ جو جونپور کی مضافات مین ہے۔ اور شیخ اللہ داد احمد شریف جونپوری کی خدمت مین حاضر ہوے شیخ اللہ داد شیخ ذرین کے نام سے مشہور تھے۔ چار سال تک انزدی کمالات اور الٰہی معرفت تحصیل کرتے رہے۔ چونکہ آپ کے بال بچہ دارالخلافہ آگرہ مین تھے۔ لہذا شیخ اللہ داد نے آپ کو فرمایا۔ کہ اگرچہ صوبہ آگرہ کی ولایت سید معین الدین کے تصرف مین ہے جو بیانہ مین خوابگاہ رکھتے ہین۔ لیکن ہمنے التماس کر کے دسوان حصہ تمہارے نام سے لیا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ تم اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ چونکہ درویشی اور بھوکا رہنے کی عادت تھی۔ اسواسطے کسی زمان روا سے زندگی کی خاطر۔ وجہ معاش ملکیت کے طور پر قبول نہین کی۔ اس بنیاد پر آپ نے متوکل خطاب پایا ہے۔

کہتے ہین۔ ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر دو قلندر آئے۔ اور زنجیر ہلائی۔ خادم باہر آیا۔ قلندرون نے کہا۔ ہمارا سلام صاحب خانہ سے کہدو۔ نام پوچھا۔ تو جواب دیا۔ خود جانتے ہین۔ خادم نے اندر جا کر گزری ہوئی کیفیت بیان کی۔ آپنے تھوڑی دیر سر جھکا کر تامل فرمایا۔ اور پھر کہا۔ کہ جاؤ جمال۔ اور حسین کہہ کر بلا لو۔ قلندر اپنا نام سنکر سخت متحیر ہوئے۔ جب حاضر ہو کر ہاتھ چوم چکے۔ تو بیعت کے واسطے التماس کیا۔ آپنے التماس قبول کر کے فرمایا۔ درویشون کی آزمایش کا کبھی خیال بھی دل مین نہ آنے دینا۔ کیونکہ ہر وقت اور ہر جگہ یکسان حال نہین رہتا ہے لہذا اس گروہ کے ساتھ حسن عقیدت کو آزمایش پر منحصر نہین رکھنا چاہیے۔

کہتے ہین۔ جب آخرین سفر کا وقت نزدیک آیا تو ہجری سنہ نوسو انہتر کے ربیع الاول مہینے مین بڑے بیٹے سید بدر الدین کو پیرون کی خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اس درمیان مین چند خادمون نے کھڑے ہو کر دوسرے فرزندون کی بھی یاد دلائی۔ آپنے فرمایا میرے پاس ایک خرقہ تھا۔ سو ایک کو دیدیا۔ دوسرون کو اللہ تعالیٰ پہونچاوے گا اور اُسی سال مین نماز عید الضحیٰ سے پیشتر عیدگاہ وصال کو روانہ ہوئے۔ ایک فاضل نے آپ کی تاریخ رحلت شیخ جہان بانی ہے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد سید شاہ میر

آپ سید شریف جرجانی کی نسل سے ہین قدس سرہما طریقت کا حصہ آپ کو شیخ امان پانی پتی کی ملازمت سے ملا تھا۔ رسمی اور ذوقی علوم کے ساتھ آراستہ تھے۔ دسوین صدی کے اواخر مین عاریتی جہان کو رخصت

کرکے شہر آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یادِ شیخ فخر الدین

آپ کے پدر بزرگوار شیخ داؤد ابن شیخ شاہ صدیقی ہین - آگرہ خوابگاہ ہے - اگرچہ شیخ الہداد صالح سرہندی کے مرید ہین - لیکن اکثر علوم متداولہ حسام الاولیا شیخ حسام الدین متقی کے درس سے تحصیل کئے تھے - کہتے ہین جس زمانہ مین آپ جنگل بیابان رہتے تھے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - کہ ایک روز آپ ملک پور بین ایک حوض کے کنارہ وضو کر رہے تھے - اتنے مین سیاہ نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ایک سوار دوڑتا ہوا آیا جس کا گھوڑا مشکی تھا - اور آپ کی پشت پر ایک تازیانہ مارا - اور سامنے ہر دلی مین رکھ لیا چند قدم چلے تھے - کہ سوار تو نظر سے غائب ہو گیا - اور آپ کو ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر ہوش معاش بہ گیا - اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کر دی - یہان تک کہ کامل بارہ سال آپ کی زبان ادائے حروف پر قادر نہین ہوئی - ایک روز پھر وہی سوار راستہ مین مل گیا اور تازیانہ ہوا کر ڈرایا - کہا - بات کیا کرو - یہ سنکر اوسی دم بولنے کی طاقت اور بات کرنے کا خیال اپنے جی مین پایا - لیکن زبان مین کسی قدر گرفتگی باقی تھی - اس کے بعد آپ قصبہ چند لوس مین جو سرکار بہار مین ہے - شیخ الہداد ابن ضیاء الدین کی خدمت مین گئے - ان دونون بزرگوارون کی صحبت گرم ہونے لگی - کیونکہ دونون سہروردیہ سلسلہ مین تھے - کم و بیش نو سال ایک دوسرے کے رازدار رہے - اور آپ درس علوم بھی دیتے رہتے تھے -

اس اثنا مین سید آدم پسر سید جمن - باجازت پدر بزرگوار بہیلسہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الہداد کے پاس آئے تھے سید آدم ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے - جس کے سبب سے ان کا رخسارہ صاف رہتا تھا - آپ نے سید آدم سے فرمایا - سادات کو ترک سنت نہایت نامناسب ہے - سید آدم کو غرور جوانی تھا - جس کے سبب سے غصہ آیا - اور بہیلسہ جا کر پدر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک درویش - شیخ الہداد کے ساتھ ہمراز ہے - میرے ساتھ اس طرح سختی سے پیش آیا - اور خانوادہ مداریہ کے معتقدین کی نسبت نامناسب اندیشہ ظاہر کیا - شیخ جمن نے فرمایا - صاحب زادہ - اُس درویش کا کہنا صحیح اور اچھی نصیحت ہے - اور عمل کرنے کے لائق ہے - نوجوان سید آدم باپ کے تصدیق کرنے سے - آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا - اس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کو چند لونگین اور کسی قدر تبرک دیکر آپ کے پاس بھیجا اور آرزوے ملاقات ظاہر کر کے یہ عذر کیا - کہ مجھکو آنے سے پیری مانع ہے - خادم جس وقت پہونچا - درس جاری تھا - تبرک اور پیغام دونون پیش کئے - آپ نے طرز بیان سے حسن طلب سمجھا - اور بے درنگ بارادہ ملازمت اُٹھ کھڑے ہوئے - جب سید جمن کو اطلاع ہوئی - کہ قصبہ کے

کنارہ آپ پہونچ گئے ہین ۔ تو اُنہی اپنے لڑکے کو استقبال کے واسطے بیجکر اپنی ملازمت مین کہینچ بلایا ۔ اولین دیدار کا تصرف یہ تہا ۔ کہ کاغذی نقوش آپ کے صفحۂ خاطر سے بالکل صاف ہوگئے ۔ پہر سید جمن نے فرمایا خانقاہ کے اندر ایک حجرہ آپ کو دیدو ۔ چنانچہ دیدیا گیا ۔ چندروز آپ وہان رہے ۔ اور پہر التماس کیا ۔ مین چاہتا ہون کہ باعقیدت غلامون مین شامل ہوجاؤن ۔ سید جمن نے فرمایا ۔ فخر عالم جمن جاہل کے مرید ہوجاوین یہ بات زیبا نہین ہے ۔ جب آپنے مکرر التماس بہت کچہہ عجز و نیاز کے ساتہہ پیش کی ۔ تو سید جمن نے اپنے منہ مین کا پان آپ کو دیا ۔ علمی چراغ جو گل ہوگیا تہا ۔ وہ ازسرنو روشن ہوا ۔ اس کے بعد فرمایا ۔ کہ بہار مین شیخ شرف الدین کے روضہ پر چند روز اعتکاف کرو ۔ اور اُن کی روح سے ہدایت چاہو ۔ چنانچہ اپنی تعمیل کی ۔ خواب مین صاحب روضہ سے سنا ۔ کہ تمہاری ہدایت سید جمن کی رہنمائی پر موقوف ہے ۔ انہین کی خانقاہ مین لوٹ جاؤ ۔ چنانچہ آپ لوٹ کر سید جمن کی خدمت مین آئے ۔ اور عالم مثال کا گزرا ہوا ماجرا عرض کیا ۔ سید جمن نے سنی ہوئی بات تو قبول کی مگر آپ کا رخ آگرہ کی طرف پہیر دیا ۔ ساتہہ ہی یہ ہدایت بہی دی ۔ کہ خواہ کسی قسم کی بات سننے مین آوے ۔ راہ سے مت لوٹنا ۔ اور جب خوابگاہ بدیع الدین شاہ مدار کے آستانہ پر پہونچو ۔ تو آگرہ کی اجازت مانگنا ۔ سید جمن یہ بات راستہ مین کہکر بمقام جونپور چلے گئے ۔ شیخ فخر الدین کو خبر لگی ۔ کہ سید نے تماشاگاہ دنیا کو جو نمود بے بود ہے رخصت فرمایا ۔ چونکہ پیشتر نصیحت آپ کو ہوچکی تہی ۔ اسواسطے واپسی کا خیال خاطر مین آنے نہین دیا ۔

جب آپ قصبہ بانگرمئو مین حوض کے کنارہ پہونچکر رات کو رہے ۔ تو خواب مین مدار الاقطاب نے آگرہ رہنے کی اجازت دی ۔ اور فرمایا ۔ سیورغال (معین وجہ معاش) کے طریقہ پر کچہہ نہ لینا ۔ اور جو درویش اُس جگہہ کا بزرگ ہو ۔ اُس کی رضامندی لیکر مکان بنانا بالآخر آپ آگرہ مین آئے ۔ اور اُس وقت مین شیخ جلیل زاہد زمانہ تہے ۔ اُن کے دیدار کے واسطے گئے ۔ اس جگہہ آپ کا دل گرویدہ نہین ہوا ۔ اس کے بعد آپ شیخ علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین حاضر ہوئے ۔ شیخ مجذوب نے فرمایا ۔ تم بسیلہ سے آتے ہو لیکن تمہاری جگہہ تو سرہند ہے آپ نے جواب مین لاو نعم کچہہ نہین کہا ۔ پہر شیخ مجذوب نے ایک روٹی کا ٹکڑا ۔ کچکول سے نکال کر آپ کو دیا ۔ اور فرمایا ۔ پنجاب کو چلے جاؤ ۔ وہان گیہون ارزان ہین ۔ اس دفعہ بہی آپ جواب دینے سے خاموش رہے پہر شیخ مجذوب نے تیسری بار فرمایا ۔ کہ یہ شہر آدہا تمہارا اور آدہا میرا ۔ اس دفعہ بہی آپنے کچہہ نہین کہا ۔ پہر شیخ مجذوب نے چوتہی دفعہ خطاب کیا ۔ اس وقت تک یہان مین تہا ۔ اب تم رہو ۔ آپنے جواب دیا ۔ اگر آپ کی یہ رائے ہے ۔ تو آپ جگہہ میرے واسطے چہوڑ دین ۔ اور خود دوسری جگہہ تجویز فرماوین ۔ شیخ مجذوب نے ایسا ہی کیا

اور اب جس جگہ اُن کی قبر ہے - وہان اپنا حجرہ بنالیا -

کہتے ہین شیخ فخرالدین کو جب بیماری پیش آتی تھی - تو خوش گلو قوالون کو بلاکر سرود و سماع کی مجلس کیا کرتے تھے - اور اسی سماع کے اندر بد فرگی مزاج کی تندرستی سے بدل جایا کرتی تھی - مگر جب مرض الموت عارض ہوا - تو سماع کی مجلس آپ نے نہین کی - ایک روز شیخ یوسف انصاری سید جلال قادری شیخ عبدالمومن چشتی - اور نیز دیگر چند اصحاب عیادت کے واسطے آئے تھے - سب اِس بات پر جمع ہوئے تھے کہ اس بیماری مین سرود نہ سننے کا سبب دریافت کرین لیکن قبل اِس کے کہ لب ہلاوین - آپ نے راجی نام مطرب کو بلوایا - اور فرمایا - یہ غزل گاؤ - **بیت**

ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان ساختہ کردیم بہ جانان کہ رساند

جب غزل تخلص تک پہونچ گئی تو فرمایا - فرصت کم - اور شرع شریف کی رعایت واجب - گانے والی کو جانے کی اجازت دی - اور تین روز بعد جمعہ تاریخ انیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ نو سو ستہ کو ایک سو پچیس سال زندہ رہکر - اپنی عمر دائمی خواب کے حوالہ کی - اور اپنا تن خاک قبر کے سپرد کیا - اور جان خلوتگاہ قدس کو چلی گئی قاسم ہندی نے آپ کی تاریخ رحلت الفاظ کو فخر دین مین پائی ہے -

یادِ شیخ سعد ابن بدھن (سنہ ۹۲۲ھ) خیر آبادی

آپ صاحب دانش و بینش تھے - طریقت مین شیخ محمد قطب المعروف شیخ مینا لکھنوی کی ملازمت سے عقیدت اور خلافت رکھتے تھے - اور ظاہری علوم مین مولانا اعظم کے شاگرد تھے **قدس سرہم** کہتے ہین - آپ کے پیر کتاب عوارف آپ کے استاد سے پڑھتے تھے - ایک روز آپنے پیر کی خدمت مین عرض کیا - اِس کتاب کی عبارت صحیح کرنے کے واسطے تو میری طبیعت کافی ہے - اور اِس کے معانی اور لطائف کا ادراک جناب مخدوم کے ضمیر سے ممکن ہے جو ذی کشف ہے - پھر معلوم نہین - کہ دوسرے کسی کے درس کی ملازمت کیون گوارا کی جاتی ہے - پیر نے فرمایا - سعد - تمنے جو کچھ کہا - بجا ہے - لیکن عالمون کے ہوتے ہوئے - تعلیم کے راستہ سے پانون کھینچ لینا - اور اپنے ادراک اور عرفان پر بھروسہ کرنا ارباب دیانت اور اصحاب ہوش کا شیوہ - اور خوبان معنوی کی عادت نہین ہے - **بیت**

بخیر آباد شد سعد آنجہانی	سعادت خیر باد این جہان کرد

یاد شیخ بدہا

آپکا نام عبدالوہاب تہا۔ شیخ ابوالفتح مکی کے بڑے بیٹے ہین۔ عمدہ صورت اور سیرت سے آراستہ اور دانش وبنیش سے پیراستہ تہے درسی فنون کی تحصیل کمال کے درجہ پر پہونچادی تہی۔ بالخصوص حدیث اور تفسیر کامل طور پر یاد تہی۔ وعظ اور تلقین سے اس طرح گریزان رہتے تہے۔ کہ جس طرح درس سے۔ آپ کی مجلس مین خدا کی یاد۔ اور فرستادگان خدا کے حالات کے سوا **صلوات اللہ علیہم** دوسری باتین بہت ہی کم ہوا کرتی تہین علم سیر اور تاریخ کے بہت کچھ عبرت افزا واقعات یاد تہے۔ جوانمردی اور سخاوت آپ کے خمیر مین داخل تہی۔ اگرچہ کچھ پاس نہین ہوتا تہا۔ اور ایسے وقت مین ہیاتا کوئی حاجتمند آجاتا تہا۔ تو گہر کے اسباب مین سے جو کچھ ہاتہ پڑجاتا تہا۔ اہل خانہ سے چہپاکر اُس کو دیدیتے تہے کہتے ہین۔ ایک سال آپ کی ہمت کا امتحان کرنے کے واسطے حاکم شہر نے لوگون کو روک دیا تہا۔ کہ اس درویش کو کوئی شخص ایک کوڑی بہی قرض نہ دیوے مگر بااینہمہ آپ کے مہمان خانہ کا خوان روزمرہ پہلے سے زیادہ اور بہتر بچہایا جاتا تہا۔ اور کوئی سائل اپنے مطلب سے ناکام آپ کی خدمت سے نہین لوٹا۔ شاہ محمد خیالی نے آپ کی دوستی کے سبب سے آپکے محلہ مین ایک حجرہ بنالیا تہا۔ اور اسی مین واپسین دم تک رہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ تک وہ مکان قایم تہا شیخ عبدالوہاب کو ذکر وشغل کی تلقین۔ اور حقائق وتصوف کی تعلیم۔ انہین شاہ صاحب سے حاصل ہوئی ہے شعبان کی چاندرات کا دن اور ہجری سنہ کم وبیش نوسوستر تہا۔ کہ دوئی کی سراے سے وحدت کے دارالسرور کو آپ روانہ ہوئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

انجمن اصحاب شہود وارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ

تاریخ نگار پیرون اور ذی معرفت ہادیون نے ایسا لکہا ہے۔ کہ اس خانوادہ کے سرِدفتر راس الواصلین رئیس المحققین۔ شیخ عہد۔ قطب عصر۔ مرشد زمان۔ عارف جہان۔ ابویزید طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان بسطامی ہین۔ اور جو اصحاب مشرب عشقیہ رکہتے ہین۔ یہ دوسرے مشہور مشربون کی بہ نسبت فنا اور بقا کے درجات۔ صدق اور صفا کی منازل۔ مبدء اور معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کرکے [۵۱]السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ کے زمرہ مین داخل ہین چنانچہ تلوین[۵۲] وتمکین۔ احتجاب مالکوت

---

[۵۱] جو اسبق ہین آگے (سامنے بٹہائے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بٹہانے کے قابل) ہین (کہ) یہ (بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین ۱۲

[۵۲] تلوین وتمکین وغیرہ تمام الفاظ۔ مقامات سلوک کے اسما ہین ۱۲

قبض وبسط منع وعطا ہست ونیست - تنہائی وہمراہی کنج ومیدان - خموشی وگویائی - غرض کہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یک دیگر ہیں - ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزون نہین ہے - یہ حالات اور اوصاف اس گروہ کی موحدانہ نظر مین یکسان معلوم ہوتے ہین اور اس طریق کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہیں - کسی حال مین اور کسی مقام مین وہ آن بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہین رہتے ہین - بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا - اور اوس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرایش دینا یہ خاصہ اس طریقہ کے پیرون کا ہے - عراق - عرب - عجم - ایران - اور توران مین جو فروغ محمدی پہونچا ہوا ہے - یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے علی الخصوص ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو تیس مین اس گروہ کے سرآوردہ - محمد صادق شیخ نے - ماوراء النہر کے شہرون مین علم ہدایت نصب کیا تھا - اور اس نواح مین تمام مشائخ اور فضلا کے قبلہ گاہ بن گئے تھے - تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے - ان بزرگوار عزیزون مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہندوستان کے تیرہ و تاریک مکان کو اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نور آباد بنایا - وہ شاہ عبد اللہ شطاری پسر حسام الدین عبد اللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین عماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کے ذات خورشید صفات ہے جنہنے نوین صدی کے اخیر مین ایران سے ہندوستان کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نزول فرمایا - اور عالم قدس کو روانہ ہونے کے وقت تک ہر ایک طرح کے اذکار اشغال - اعمال ابرار و اخیار - اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی دعوت کے طریقہ سے عموماً اور نیز خصوصاً طالبون کو اون کی استعداد کے موافق تلقین فرمائی -

شطار کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی قلم نے کوئی صریح حرف اور رقم نہین لکھی ہے - لیکن ایک رسالہ ہے لطیفہ غیبیہ نام - جو آپ کے قلم تصنیف کا نتیجہ ہے - اس رسالہ کی فصل ثانی مین کسی قدر وجہ تسمیہ کی نسبت آگاہی دی گئی ہے - خلاصہ اُس کا یہ ہے - کہ خداشناسان اُمت محمدی اور پیروان مذہب احمدی عَلٰی صَاحِبِهَا مِنَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ اَكْمَلُهَا سلوک مین تین مشرب پر منقسم ہین - (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) اور شطار - اور ان تینون گروہون مین سے ہر ایک گروہ ورد - ذکر شغل - فکر - کشف

سلہ اللہ وہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲

اور قرب جد اجدار کھتا ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے بموجب۔ صاحب استعداد کامل ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے۔ کہ [۱] عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کے مضمون پر نظر کر کے فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارہ مین بھی اسی موافق کیجاوے کہ جس موافق انبیاء علیہم السلام کے بارہ مین فرق وعدم فرق کی نسبت قرآن شریف کے اندر ارشاد ہے یعنی ان کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار مین تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جاوے۔ اور جو حکم رسولون کی ایمان کی نسبت [۲] لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ سے ہے اس پر قیاس کیا جاوے۔ تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو جو طریقت کے وصف کے ساتھ موصوف ہو۔ اور جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کے زمرہ مین قرب۔ وحی کتاب۔ معجزات نسخ۔ عدم نسخ۔ اولوالعزمی۔ امت کی کثرت وقلت اور نیز ان امور کے سوا۔ دیگر امور کے اعتبار سے فرق سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ یہ گروہ مشابہ بانبیاے بنی اسرائیل ہے۔ لہذا اسی طرح اس گروہ کے اندر بھی افضلیت۔ سرعت سیر۔ بطوء سیر۔ ریاضت اور عبادت کے اعتبار سے سلوک مین عالم آخرت کی طرف سے سمجھی جاوے۔ اور احوال۔ درجات۔ مقامات۔ اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب منجانب مبدء سمجھی جاوے۔ آیہ کریمہ [۳] تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کے اشارہ سے جو معنی ذہن مین آتے ہین۔ اس موافق اس مقام سے یہ بات خیال مین آتی ہے۔ کہ اس لقب کی خصوصیت۔ منازل طریقت کے طے کرنے مین تیز روی کے اعتبار سے ہے اَلنَّعْتُ عِنْدَ اللّٰهِ اور اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ۔ نعت کی وضع پر نظر کر کے۔ مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہین۔ بیا قریب بصواب ہے۔ نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بھی فرماتے ہین۔ کہ جو اولیاء اللہ بار جسم سے سبکدوش ہو چکے ہین۔ ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے۔ اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے۔ پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کر کے مجردات کے عالم مین معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے۔ اس سبب سے اس گروہ کو شطار لقب دیا گیا ہے یہ بھی ایک وجہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام مشایخ شطار کو ہند مین شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا

---

[۱] میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہین ۱۲ [۲] ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہین سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہین) ۱۲ [۳] یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ہین۔ ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ۱۲۔

حصہ ملا ہے منجملہ اِن کے شیخ حافظ جونپوری ہیں۔ جو سلوک اور تصوف کے مراتب طے کرنے میں مثل قمر سریع السیر تھے۔ اور اِن کے نامور خلفا ہر ملک میں ہیں۔ جو نپور میں شیخ بھہن ہیں۔ اِن کی قبر پانی پت میں ہے۔ شیخ بدہن کے بھی ایک خلیفہ تھے قصبہ بدولی میں شیخ ولی شطاری۔ ظاہری اور باطنی کل فضیلتیں۔ امکانی اور آلہی جملہ معرفتیں۔ اِن کی ذات میں جمع تھیں۔ اُنھوں نے ہجری سنہ نو سو چھپن میں عالم بقا کو کوچ کیا۔ اور خلفاے کامگار دنیا میں چھوڑے۔ اِن میں سے ایک شیخ فدن تھے۔ بڑے پرہیزگار تھے۔ اور حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے۔ اپنے زمانہ میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ امیر سید علی قوام کے یہی پیر ہیں۔ شیخ ولی شطاری کے دوسرے خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا تھے۔ جو خواجہ گنجشکر کی نسل سے ہیں۔ اور تیسرے خلیفہ شیخ حاجی ابن شیخ علم الدین عجائب برادر زادہ شیخ زکریا تھے یہ سلسلہ شیخ حافظ تک منتہی ہوتا ہے۔

جب شاہ عبد اللہ شطاری نے عالم قدس کو کوچ فرمایا۔ تو چند سال اور چند واسطہ کے بعد خرقہ خلافت درجہ بدرجہ شیخ محمد غوث کو پہونچا۔ اگرچہ واسطین کی ترتیب اس خانوادہ کے شجرہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ اور شجرہ کا وصف خاص یہ ہے[۱] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ لیکن مختصر طور پر بیان بھی تحریر کرتا ہوں۔ یعنی شاہ عبد اللہ شطاری سے اولاً خرقہ خلافت شیخ محمد علا کو عنایت ہوا۔ جو شیخ قاضن کرکے مشہور ہیں۔ شیخ محمد عُلا سے اُن کے بیٹے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کو پہونچا۔ شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی خدمت میں منتقل ہو کر آیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہر ایک صاحب کی یادداشت میں حسب مقتضاے وقت لکھی گئی ہے۔ اور نیز لکھی جاوے گی۔ اور ملازمان حاجی حضور کی خدمت سے منصب ہدایت و اجازت اور فردہ قطب الاقطابی۔ وحدت مآب حضرت شیخ محمد غوث کو پہونچا۔ جنھوں نے اس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتیں اور حقیقتیں بیان کرکے نئی وضع کی انجمن بنایا۔ شطاری شیر خوار بچوں کو نوزادگی کی پستی سے ابھار کر مشائخ کی باطنی پرورش کے ذریعہ سے نوجوان کیا۔ اور توحید و ایمان کے درخت کو تقلید اور استدلال کی خزان سے بذریعہ نوبہار تحقیق رہائی دیکر دائمی سرسبزی بخشی۔ تاکہ درخت مذکور افراد انسانی کے باغ میں ازلی توفیق کی بانی پیکر بارور ہو۔ اس میں شک نہیں۔ جس نے آپ کی خدمت میں چند روز منافقانہ بھی عمر گزاری۔ وہ بھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ میں پہونچ گیا پھر مخلص کا تو ذکر ہی کیا ہے

[۱] - اُس کی جڑ مضبوط ہے۔ اور اُس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں ۱۲ -

یہ مدعا تحت الذکر کرامت کی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے -

چونکہ گجرات کے کوتہ نظر لوگ اپنے اعتباری حسن پر عاشق تھے - اسواسطے حسد اور ناتوان بینی کی راہ سے غوث الاولیا کے ساتھ دشمنی کرنے لگے - منجملہ ان کے شیخ عبد المقتدر ربانی نے اپنے چھوٹے بھائی کو - خوشیہ خانقاہ مین معتقدانہ طور پر اس غرض سے بھیجا - کہ ہمیشہ حاضر حضور رہ کر غوث الاولیا کے اقوال اور افعال سے - ایسے معاملات اخذ کرے - جن پر انگشت اعتراض رکھی جا سکے - اور وہ معاملات اپنے بزرگون کو پہونچاوے - تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو - کہتے ہین - اُس متجسس نے ایک روز عرض کیا - کہ یہ کمترین مریدان چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے - جواب ملا - کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے - انشاء اللہ جو سکبا[۱] نقرا کے لنگر سے تم کھاتے ہو - یہی تلقین کا اثر پیدا کرے گا - بالآخر چند روز بعد اُس کو قوی جذبہ پیدا ہوا - اور اس کی آنکھ حقیقت بین ہو گئی - چنانچہ تمام حالات مین اور تمام مقامات مین یہ بات اُس کے ورد زبان تھی - کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اُس شخص کا کیا کہنا ہے - جو اخلاص کے ساتھ اپنا سر اُس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکھے - بیت

دعوی زہد تو آن روز مسلم دارم ۔۔۔ کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا - اُس کے سر کی - اور نیز دل کی آنکھون کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہو گیا - اور اُن مین حقیقت بینی کی قوت آ گئی - یہان تک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا - کہ کیا ہند اور کیا سندھ سب شہرون مین آپ کی عارف اور فاضل اولاد - اور رہنما خلفا جا بجا ہو گئے - اور اُن کے قدوم کی برکات سے خلا محال ہو گیا - جن کی فہرست یہ ہے -

گوالیار مین جہان آپ کا مرقد مبارک ہے - جانشینی اور سجادگی کے مراسم آپ کے مسند نشین صاحبزادہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدہا - عمدہ طور پر انجام دیتے ہین - نیز شیخ مبارک عالم جو اطراف بانگرمؤ کے باشندہ ہین - یہ بھی یہین تھے - جامع علوم تھے اور ظاہری و باطنی صفائی بھی رکھتے تھے - کم و بیش چالیس سال اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا - نیز شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی غوث الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - یہ بھی گوالیار مین ہی تھے - انھون نے کلید مخازن - اور کنز الوحدۃ پر جو غوث الرحمن کی مصنفہ کتب ہین عمدہ اور مسوط حاشیے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین -

دار السلطنۃ آگرہ مین شیخ نور الدین ضیاء اللہ زندگی بخش نے اپنے پدر بزرگوار کے رہنے سہنے کی جگہ

[۱] سکبا کھانے کی ایک قسم ہے ۱۲

سنبھالی تھی۔ اور شیخ عبداللہ صوفی مرید غوث الاولیا بھی یہین سے تھے۔ روشن ضمیر پیر سے کامل طور پر عرفانی اور وجدانی مقامات حاصل کئے تھے۔

برھان پور خاندیس مین شیخ اکمل الدین برہان تھے۔ ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری اور معنوی فرزند اور بھی تھے۔ لیکن پدر بزرگوار کی ہدایت سے اقتباس نور کرنے مین۔ یہ معنوی فرزند سب مین پیش دست اور مقدم تھے۔ اور اخیر عمر مین بالکل استغراق ہوگیا تھا۔ اور ان کی زبان مین موحدانہ کلام اور تقریر کے سوا۔ کوئی گویائی باقی نہین رہی تھی۔ نیز شیخ لشکر محمد نے بھی یہین برہان پور مین سلسلہ ہدایت جاری کر رکھا تھا۔ نیز اسی شہر مین قاضی سراج محمد بنیانی تھے۔ معرفت کا چراغ۔ اور علمی و عینی جزئیات کی شمع انہین کی ذات سے روشن تھی۔ شیخ نظامی گنجوی کی ایک کتاب مخزن اسرار ہے۔ اس کی مشکل عبارتین اور مضامین آپ نے حل کر کے۔ اہل جہان کو فیض پہونچایا ہے۔

برودرہ (بڑودہ) گجرات مین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر تھے۔ آفتاب تلقین سمت الراس پر انہین بزرگوار کی بدولت پہونچا تھا۔ اور شیخ حبیب شطاری بھی اسی شہر مین سلوک کے اندر اپنے مریدون کو تیز روی تعلیم کیا کرتے تھے۔

احمد آباد گجرات مین آپ کے فرزندون مین سے شیخ اویس اور شیخ اسمٰعیل ہین **مظلہما** ان کے نانا۔ سلامی سادات مین سے ہین۔ اور سید ابوتراب کے عم مکرم ہین۔ ان دونون عالی مقدار گوہرون مین سے اولین (شیخ اویس) اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اشغال۔ اور جواہر خمسہ کے رموز۔ ان علوم کے عامل ہین۔ **کما ھو الحق**۔ اور دوسرے بھی مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن دونون مین آراستہ۔ اور پیراستہ ہین۔ خدا کرے حال مین۔ کمال مین۔ اور آل مین روز افزون ترقی ہو۔ یہان احمد آباد مین آپ کے خلفا مین سے دو صاحب ہین (ایک) شیخ وجیہ الدین احمد علوی۔ جن کے فیضان سے طالبان علم و عرفان کے دل زندہ۔ اور زبانین گویا ہوئی ہین (دوسرے) شیخ علی فیر بنگالی ہین۔ انہون نے جواہر خمسہ کا انتخاب کیا۔ اور عمل مین لائے۔ اکثر علوم مین بڑے صاحب دستگاہ تھے۔ خاصکر علم ہیئت۔ نجوم۔ حکمت۔ اور ہندسہ اچھی طرح جانتے تھے۔ اور مسائل علوم کے مغز کو پہونچتے تھے۔ آپ نے جام جہان نما کی ایک شرح مفید اور مبسوط لکھکر اس کو قرب معارف سے لبالب کیا ہے سوانح امام احمد غزالی پر بھی حسب ارشاد غوث الاولیا۔ ایک محققانہ شرح لکھی ہے۔

سنبھل مین شیخ محمد عاشق۔ طالبان حق کا کام انجام دیتے ہین۔

اجمیر مین مولانا عبدالفتاح ناگوری۔ لوگون کی حل مشکلات کیا کرتے تھے۔

سرہند مین شیخ محمد جمالی نے مسند رشاد کو حسن دے رکھا تھا۔

کالپی مین شیخ جلال واصل۔ سالکان راہ کو منزل مقصود پر پہونچا دیتے تھے۔

بدولی مین شیخ جیو اعبدالمعی نام تھے۔ یہ ایک مدت تک گوالیار مین بھی خداپرستی کا طریقہ عمل مین لاچکے ہین۔

بیجاپور دکن مین شیخ شمس الدین شیرازی نے دانش و بنیش کو رونق دی تھی۔

اجین مالوہ مین شیخ احمد متوکل۔ اور شیخ عالم نے اپنے تئین سپرد خدا کر رکھا تھا۔ اور رضا بہ قضا کا راستہ ہمت اور اخلاص کے قدم سے طے کرتے تھے۔

سارنگپور مالوہ مین شیخ منجمن تھے۔ کتابی علم اور قلبی وجدان کی بنیاد شہر والون کے دل مین اول انہین نے رکھی تھی۔ دوسرے شیخ عمر ہین۔ علوم۔ عرفان۔ طریقت۔ اور توحید کے جواہرات کی آپکو کان سمجھنا چاہیے۔ اپنے وقت کے اُستاد۔ اور مرشد تھے **سلمہ اللہ تعالیٰ**

یاد شیخ ابوالموید محمد الملقب بن عبداللہ بالغوث

آپ خطیرالدین کے فرزند ہین۔ جو شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری کی نسل سے ہین۔ اس ترتیب کے ساتھ خطیرالدین ابن عبداللطیف ابن معین الدین قتال ابن خطیرالدین ابن بایزید۔ اور بایزید شیخ عطار کے فرزند ارجمند ہین **قدسنا اللہ باسرارہم**۔ آپ ولایت محمدی کے جانشین تھے۔ انوار صمدی کا نزول اور اسرار ربانی کا ظہور۔ آپ کی بابرکات ذات پر تھا۔ دونون قسم کے یزدانی کمال آپ مین پائےجاتے تھے۔ ظاہری و باطنی ہر دو سلسلے کے پیرون کی خلافت۔ اور شہادت و غیب دونون عالم کے مشائخ کی اجازت آپ کو حاصل تھی۔ ایک رسالہ جواہر خمسہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اُس کے دیباچہ مین آپ نے اپنے کسی قدر حالات اور گزرے ہوئے واقعات بمضمون ذیل درج کئے ہین۔

زمانہ ہوش کا آغاز ہی تھا۔ کہ مجکو درد خداطلبی پیدا ہوا۔ اور وہ میرے تمام دل پر حاوی ہو گیا۔ اس آیۂ کریمہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[لہ] کے مفہوم نے اُمیدبندھائی۔ پس اسی پر دل شاد ہو کر مینے ریاضت کرنی شروع کر دی۔ اس ریاضت کی بدولت جواہر کائنات کی شناخت اگرچہ ہوئی۔ مگر اُس قدر نہین ہوئی۔ کہ جس قدر خواہش تھی

لہ اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین۔ ہم (بھی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے۔

سعی کسی کی بیکار نہین جاتی ہے - بحکم آیۃ کریمہ[1] اِنَّ سَعْیَکُمْ سَوْفَ یُرٰی کئی دفعہ
عالم خواب مین مجکو آگاہی دی گئی - کہ تم کو سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی ملازمت
سے اپنی کامیابی چاہنی چاہیئے - کیونکہ تمہارے مقاصد کے دروازے - حاجی حمید کی تلقین
کی کنجی سے ہی کھلین گے - اس غیبی خوشخبری پر بھروسہ کر کے - مینے اپنا تمام ملک وملکوت (جسم وجان)
حقیقی رہنما حاجی حمید کی تلاش مین وقف کر دیا - اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر اور احسان ہے - کہ مجکو
نگرانی کا رنج نہین اُٹھانا پڑا - اور میری مشکور سعی کا درخت وجدان مطلوب کے ثمر سے باردر ہوا -
اور حاجی حمید کے سایہ تکمیل مین - حرمان اور نقصان کے اثرات سے رہائی مل گئی - اُسی دم خواجہ
احمد کی خدمت مین - جو حاجی صاحب کے محرم خاص - اور رفیق با اخلاص تھے - حاجی صاحب
نے فرمایا - کہ یہ شخص جو ہشیاری کے بلغ کا - نیا سیاح - طلب کے باغچہ کا نونہال - اور شوق کے
جنگل کا نیا مسافر ہے - وہ باکمال نوجوان ہے - جس کی نسبت حضرت خاتم النبوۃ **علیہ السلام**
والصلوٰۃ نے حسب ارشاد ملک علام اِس حضور کا فرزند بنا کر احسان کیا ہے - اور اس تقریر
کے اخیر مین[2] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ پڑھ کر اپنی بیعت اور عقیدت کے شرف سے
مجکو سرفراز فرمایا - چندروز بعد باطنی علوم کے جواہر[3] وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ
کے دریا سے میرے منتظر دل مین انڈیل دئے - اور ظاہری عنایات کے موتی[4] وَیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ
کی کان سے میرے حوصلہ پر اِیثار کئے - تیرہ سال اور چند مہینے - کوہستان چنار مین گوشہ گزینی اور چلہ کشی
کرنے کے واسطے اجازت دی - مینے مقبول کر کے - ازلی توفیق کی مدد سے مقررہ مدت کو اُس طریقہ
پر جو جواہر پنجگانہ مین مذکور ہے - عمل کر کے پورا کیا - اکثر باطنی اسرار اور ظاہری اطوار کو تحریر مین لا کر مسودہ
سے صاف کر لیا - اور اُس کا نام جواہر خمسہ رکھکر فہرست اور فوائد کے ساتھ سب طرح سے مرتب
اور مکمل بنایا - اب اس وقت مین - فقیر کی عمر بائیس سال کی تھی - کہ ظاہری مرشد اور معنوی باپ کا
سایہ عاطفت مجھ سوختہ آتش ریاضت پر پڑا - مینے اُسی پانچ گوہر کے کاغذی ڈبہ کو دستاویز

[1] بیشک تمہاری کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی ۱۲ [2] جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہین - وہ تم سے نہین بلکہ خدا سے
بیعت کر رہے ہین ۱۲ [3] اور لوگ اُس کی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکھتے مگر جتنی وہ چاہے ۱۲ [4] اور جس نے
قدر واجب سے زیادہ کام کیا ہے - اُس کو اُس کا زیادہ ثواب ہوے گا ۱۲ -

بناکر اپنے نماد خلوت کی کیفیت عرض کی پیر مرشد سے زیادہ عنایت اور التفات فرماکر اپنے پیرہن خاص کو درویش کا خلعت خلافت بنایا - اور بیان کیا - یہ رسالہ ایسا مخزن ہے - کہ جس روز لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لہ کی ندا ہوگی - اُس روز تک تمام اہل ولایت کو وجدان اور عرفان کا سرمایہ حاصل کرنے کے واسطے دستور العمل بن کر مددگار رہے گا -

کہتے ہیں - کہ ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں افغانان سور کا غلبہ ہو گیا تھا - جو شیر خان سور کے سرداروں میں سے تھے - اور اس سبب سے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایوں شاہ تیموری نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیار کر لی تھی - اُس وقت میں غوث الاولیا بھی گجرات کی طرف ہجرت فرما گئے تھے - یہاں پر بہت کچھ صاحبان استعداد آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہنچ گئے - جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہیں - بڑا مکان - اور بڑی خانقاہ تیار ہو گئی - یہ مقام آج کل دولت خانہ کے نام سے مشہور ہے - بیت -

دولتے راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشان است

مسعود الآثار شیخ محمود جلال فرماتے تھے - جب غوث الاولیا گجرات میں آ پہونچے تو جنت آشیانی کی طرف سے اِس مضمون کا صحیفہ پہونچا -

(اصل خط)

بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیر لم یزل از کریوہ دشواری تقدیر بہ بدرقہ توجہ و دعاے ایشان و جمیع درویشان بآسانی برآوردہ - و از سوانح روزگار فتنہ انگیز آنچہ پیش آمد - بجز محرومی ملازمت باعث آزار خاطر و سبب تیرگی دل نہ گردید - و در ہر نفس و ہر گام خیال در گرد این اندیشہ بود - کہ آن دیار سرشت مردم بآن ذات ملکوت صفات چہ سلوک کردہ باشند - چون شنیدہ - کہ در ہمان نزدیکی ایشان نیز ہجرت بدیار گجرات فرمودند - دل ازان اندوہ گرفتاری بقدرے رہائی یافت - و پیوستہ از صدق عقیدت امید وار است کہ بفیض فضل کردگار - ہمچنان کہ از تنگناے آفت بیرون آوردہ

(ترجمہ)

آداب دستبوسی کے بعد عرض یہ ہے - کہ قدیر لایزال کی عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں کی توجہ اور دعا کی بدولت بآسانی نکال لیا - اور فتنہ انگیز زمانہ کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا - وہ کوئی بھی آزار خاطر کا باعث اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا - بجز محرومی ملازمت کے - اور ہر دم اور ہر قدم پر یہ اندیشہ تھا - کہ دیکھا چاہیے وہ دیو نژاد لوگ حضور کی ذات ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے پیش آئے ہوں گے - جب سنا - کہ اُسی اثنا میں حضور بھی ملک گجرات کو ہجرت فرما گئے - تو اُس فکر سے دل نے کسی قدر رہائی پائی - اور ہمیشہ از راہ صدق اعتقاد امیدوار ہوں کہ جس طرح

لہ آج کس کی حکومت ہے ۱۲

(اصل خط)

از بہا نہا کی ہرکو ما کار ساخت - از محنت مفارقت صوری نیز خلاص بخشد -

سبحان اللہ چہ گونہ سپاس و شکرگزاری تلقین باطن نشین آن رہنماے حقیقی بتقدیم رساند - کہ باکثرت اسباب پریشانی کہ بظاہر قالب فرو پیچیدہ ہست در جمعیت و وحدت سرا سویداے قلب باندازہ یک ذرہ قصورے و فتورے راہ نیافتہ - راہ آمد و رفت قافلۂ دعاے خیر پیوستہ مسلوک باد -

(ترجمہ)

خدائی نفس کے فیض نے آفت کے تنگ و تاریک کوچے سے نکال کر اندوہ ذکر سے آزاد کیا ہے - اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشیگا -

سبحان اللہ - اُس حقیقی رہنما کی دلنشین تلقین کا شکر کس طرح ادا کرون - باوجودیکہ اسباب پریشانی بہ کثرت کے ساتھ ہین - کہ ظاہر جسم کو چارون طرف سے جکڑ لیا ہے مگر سویداے قلب کی جمعیت اور وحدت مین - ایک ذرہ برابر قصور اور فتور پیدا نہین ہوا ہے - قافلۂ دعاے خیر کی آمد و رفت اور راہ آمد و رفت ہمیشہ جاری رہنی چاہیے -

نیز فرماتے تھے - اس خط خوشی کے آنے سے آپ کے آشناؤن کے غمگین دلون مین ایسا ایک حال پیدا کر دیا کہ ارباب تصوف کسی مشترک اسم کے آثار تجلی ظاہر ہونے سے اس حال کو تعبیر نہین کر سکتی ہین - اور خط کا جواب تلقین اور تسلی کی شان مین تحریر فرما کر حوالۂ قاصد کیا - اُس کا مضمون یہ تھا -

(اصل جواب)

وصول نامۂ نامی سلطانی و مطالعۂ صحیفۂ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این صدد رسانید و نوید سعادت صحت و عافیت ملازمان رکاب دولت برداد - آنچہ بکلک وقائع نگار قلمی بود بمطابق نفس الامر است - ہیچ گونہ تکلفی دران واقع نیست

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل

ثمرّ المرام سر خداوند افسر از اندوہناکی سر گذشت فوریدہ باد -

مصرع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

ہرگاہ حق سبحانہ و تعالی بندہ سعادت مند خود را میخواہد بدرجہ کمال رساند - پرورش باسماے جمال و جلال ہر دو میفرماید -

(ترجمہ)

سلطانی نامۂ نامی اور ہمایونی صحیفۂ گرامی پہنچا - یہان کے مخلصون کو زندگانی کی مبارکباد دی - اور جو اصحاب ملازم رکاب دولت ہین اُن کی خیر و عافیت بھی معلوم ہوئی - جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکھا ہے - فی نفسہ ایسا ہی ہے - اس مین کسی طرح کا تکلف نہین -

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم و اندوہ سے خدا کرے پریشانی نہ ہو

مصرع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

جب اللہ تعالی کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی اپنے سعادتمند بندہ کو درجہ کمال پر پہونچاوے - تو جمالی اور جلالی دونون قسم کے اسماے

یک دور جمالی گزشت - اکنون چند روز نوبت جلالی ست
بحکم[۱] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
بزودی باز نوبت جمال خواہد رسید زیرا کہ بقانون عربیہ یک
عسر میان دو یسر واقع شدہ - و ز وجہت آنکہ سطح
محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط است پس عنقریب ہویدا
مراد بر منصۂ ظہور جلوہ گر خواہد شد انشاء اللہ تعالےٰ
للہ الحمد من قبل و من بعد -

اُس کی پرورش فرماتا ہے - یہ ایک دور جو گزر گیا جمال تھا - اب
چند روز دور جلال کی باری ہے بحکم[۱] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بہت جلد پھر جمال کی
نوبت آئی جاتی ہے - کیونکہ قاعدہ عربی سے ایک عسر
دو یسر کے درمیان واقع ہوا ہے - اور چونکہ محاط کا سطح مسافت
کے اعتبار سے محیط کے دائرہ سے کمتر ہوتا ہی - لہذا عنقریب شکل مراد
ظہور پذیر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ - اللہ تعالیٰ کا شکر جو اول ہی ہو آخر بھی

ہجری سنہ نو سو چھپن تھا - چند بیچارہ خلفاء اور با اخلاص اصحاب نے جواہر خمسہ کے اُن بعض مقامات کے متعلق جو تفصیل اور تنقیح کے محتاج تھے عرض کیا - اگر اس عبارت کو اجمال سے نکال کر واضح اور بسیط کر دیا جاوے تو ضرور ارباب استفادہ کو - حصول مراد میں سہولت ہو جاوے گی - آپنے التماس کرنے والوں کی درخواست قبول فرما کر - جس طریقہ سے وہ چاہتے تھے - اُس سے زیادہ واضح اور روشن طور پر عبارت کے لباس میں کر دیا - اس ترتیب سے کہ

پہلا جوہر - اقسام عبادت کے بیان میں ہے - نماز - روزہ - دعائیں - نیز سوائے اس کے اور جو کچھ بھی ہر مہینے - اور ہر ہفتہ کے روز سے اور اُس کی راتوں سے تعلق رکھتا ہے - یہ سب اس جوہر میں مذکور ہیں - ان کا عمل میں لانا - تمام طالبوں کو اولیاے کرام کے مرتبہ پر پہونچا کر ظاہر میں آراستگی اور صفائی بخشتا ہے - اور باطن کو فیض طریقت کے واسطے مہیا کرتا ہے - ان چیزوں کے عاملوں کو ابرار کہتے ہیں -

دوسرا جوہر - زہاد اور پرہیزگاری کے اطوار کے بیان میں ہے - ان پر عمل کرنے سے عابد کامل کو بیگانہ خطرات کی پہچان اور خطرات کے دور ... کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے - خطرات کا پہچاننا مرشد کے بتانے سے تعلق رکھتا ہے - نیز اس جوہر پر عمل کرنے سے بھی خطرات کی پہچان ہو جاتی ہے - لیکن خطرات کے رفع ہونے کی علامت یہ ہے - کہ خطرات

اگر شیطانی ہیں - تو کلمہ تمجید بکثرت پڑھنے سے زائل ہو جاتے ہیں -

اگر نفسانی ہیں - تو بہت استغفار پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں -

---

[۱] بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے ۱۲

اگر ملکی ہین - تو تسبیح **سبحان ذی الملک والملکوت** الخ گیارہ بار بتکرار پڑھنے سے
دفع ہوجاتے ہین -

اگر روحی ہین - تو کلمہ طیب بہت پڑھنے سے دفع ہوجاتے ہین -

اگر دفع نہ ہون - تو جاننا چاہیے - کہ خطرات رحمانی ہین - پس خدا کا شکر بہت زیادہ کرنا چاہیے - تاکہ خطرات مذکورہ سالک کے دل مین ثابت اور قایم ہوجاوین ۵ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ
جن اصحاب کو یہ حالت پیش آتی ہے - ان کو **اخیار** کہتے ہین -

تیسرے جوہر - مین - اسماے اعظم - ادعیہ ماثورہ - اور احزاب مشہورہ کی دعوت کے اعمال اور ان کی شرطیں لکھی ہین جب سالک اپنے افعال کو مذکورہ بالا دو جوہرون سے مزین کرلیتا ہے - تو یہ تیسرا جوہر بھی اُس پر نفاذ کرتا ہے - تاکہ عالم الٰہی کے - اور نیز دیگر عظیم الشان حالات - سالک پر منکشف ہوکر - اس کے دل کی آنکھ مین نور بصیرت پیدا کرین - اور تاکہ صوری اور معنوی تصرف کی قوت اور ظاہری و باطنی دولت اُس کو حاصل ہو - یہ جوہر پندرہ فصلون پر مشتمل ہے -

اولین تیرہ فصلون مین بتفصیل ما بعد - چودہ قسم کی دعوت کا بیان ہے - (۱) دعوت حروف تہجی - (۲) مقطعات (۳) حرفی (۴) لفظی (۵) کلیات جزئیات - (۶) سفر الادم (۷) صراط مستقیم (۸) حقی (۹) اسمیہ (۱۰) مجموعہ (۱۱) خمسہ (۱۲) کبیرہ (۱۳) صغیرہ (۱۴) دعوت سیفی اور نیز دیگر احزاب

چودھوین فصل مین رد دعوت اور دفع سحر کا بیان ہے -

پندرھوین فصل مین چلہ کشی کے آداب اور طریق کا ذکر ہے -

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے ان دعوتون کے فوائد اور ثمرے ہر ایک فصل مین لکھے گئے ہین - اس فن کا جو شخص طالب ہو وہ وہان سے معلوم کرسکتا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ جوہر طالب حقیقت صوفی کے حالات کی تکمیل کے واسطے بہت بڑی بے بہا چیز ہے - اکثر الٰہی حقائق کے اسرار اس جوہر کے ضمن مین اس طرح پنہان ہین کہ جس طرح جرم آفتاب ابر مین پنہان ہوتا ہے - یعنی دعوت کا شغل رکھنا - کثرت امکانی کے بادل کو ہواے نفسانی کے گرد سے بالکل دور کردیتا ہے - اور وحدت وجود کا علم الیقین - عین الیقین کے درجہ کو پہونچادیتا ہے

چوتھے جوہر مین مشرب شطار کا بیان ہے - جب صوفی ان مذکورہ بالا تین جوہرون کے عمل اور کسب

۵ مٹاتا ہے جس کو چاہتا ہے منسوخ کرتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قایم کرتا ہے - اور اُس کے پاس اصل کتاب ہے (یعنی لوح محفوظ) ۲۴

پر قادر ہو جاتا ہے - تو اُس وقت مین اُس کو مشرب شطار کی جاقبین چکھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے - اور نیز اس سلسلہ خاص کی محرمیت کے واسطے مہیا ہو جاتا ہے - کیونکہ یہ مشرب دوسرے مشربون کی بہ نسبت وہ ممتاز وخبوں کے اعتبار سے اعلیٰ اور اخص ہے - (اولاً) یہ کہ اس طریقہ والون کے واسطے نہ فنا ہے - نہ فنار الفنا - بلکہ یہ لوگ ہر ایک مرتبہ مین غیر سے مفقود (گم) اپنی ذات کے ساتھ مشہود - اور بقار البقا کے ساتھ باقی ہوتے ہین (ثانیاً) یہ کہ اس مشرب کی تلقین اولادِ نبوی علیہ السلام والصلوٰۃ کے واسطے خاص ہے - جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نوبت پہونچی - تو جب تک آپ جسمانی ترکیب مین رہے - تب تک اپنے عالی شان فرزندون کے سوا - اور کسی کو تلقین نہین فرماتے تھے - لیکن جب آپ ناسوتی سرا سے انتقال فرما گئے - تو سلطان العارفین ابو یزید بسطامی کے ساتھ فرزندی روحانیت کی مناسبت تھی ہی - اسواسطے آپ نے عالم روحانی مین اس مشرب شطار کا افاضہ سلطان العارفین کو فرمایا اس کے بعد پیر بسطام سے اس مشرب کا ارشاد مشائخ طریقت کے سلسلہ مین آیا -

واضح ہو کہ اس جوہر کا مقدمہ اذکار ہین - اور اذکار کی دو جنسین اعلیٰ ہین - **جہر** اور **خفی** - آدمین جنس ذکر جہر کی چند نوعین ہین (۱) نفی اور اثبات کا ذکر ہے اور نفی و اثبات کے افراد جو وہ ہین (۲) تنہا اثبات کا ذکر ہے اس کی دس قسمین ہین - (۳) اسم ذات کا ذکر ہے - اس کے دس افراد ہین (۴) اسم ہو کا ذکر ہے - یہ سات افراد مین منحصر ہے (۵) کچھ اذکار ہین - جن کے نام مرشدان کامگار نے ان کے آثار اور نتائج کی مناسبت دیکھکر رکھی ہین جیسے ذکر لاہوتی - ذکر ملکوتی - ذکر جبروتی - اور ذکر ناسوتی - جس کے ثمرات اسی عالم کے حقائق کا کشف ہے و قس **علیٰ ہذا ما بقی من افراد ہذا النوع** کہ وہ پچیس ہین - اور یہ چار مل کر تیس فرد ہو جاتے ہین (۶) وہ اذکار ہین - جن کو مشائخ نے بزور کشف پرندون کی آواز سے معلوم کیا ہے - یہ چار فرد ہین - اور ان کے اسما ان پرندون کی طرف منسوب ہین جن کی وہ آوازین ہین - ذکر ہُد ہُد - ذکر عنقا - ذکر فاختہ - اور ذکر شکر خوارہ -

دوسری جنس ذکر خفی کی تین نوعین ہین (۱) پاس انفاس - اس کی سات قسمین ہین - (۲) ذکر قلب - اس کے تیس افراد ہین (۳) ذکر استیلا - اس کی دو قسمین ہین - اگر یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہے - تو اس کو استیلائے عشقیہ کہتے ہین - اور اگر بے ضرب ہے تو اس کا نام استیلائے نقشبندیہ ہے -

ذکر کی دو جنسین جو اوپر مذکور ہو چکی ہین - جلسہ - ضرب - کشش - کوب - تصور - الفاظ - اور ثمرات کے

اعتبار سے ان مضمون کی دو قسمین اور ستاسی فردین ہوتی ہین۔ ان کو مشرب شطاریہ کے جوہر سے مطالعہ کرکے یاد کر لینا چاہیے۔ جہان ایک مضمون تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اس مختصر رسالہ مین تو صرف دو قسمون کے ظاہری حالات اور ماجرا کا بیان نمونہ کے طور پر کیا گیا ہے۔ دوسرے علوم اور فنون کے مقاصد اور مسائل کا جہان کہین تقریباً ذکر آ گیا ہے۔ وہان فقط مقدار ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

جب تحصیل اذکار کی بدولت صوفی کا قلب کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے۔ نیز صوفی اشغال اور مراقبون کی ریاضت مین کوشش کر کے کمالات اسمائی کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور تمام کو اپنی ذات مین اور اپنی ذات کو تمام مین مشاہدہ فرماتا ہے۔ تو پھر پانچوین جوہر کا عمل آغاز کرتا ہے۔

پانچوین جوہر مین اشغال ورثۃ الحق کا بیان ہے۔ واضح ہو کہ سالک کس وقت ارث کو پہونچتا ہے اور وہ کونسی وجوہ ہین۔ جن کی بنیاد پر سالک وارث حق ہو سکتا ہے۔ تاکہ ۱؎ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ کی خوش خبری وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۲؎ کی بشارت زبان زد ہے اُس سالک کے بارہ مین بالخصوص صحیح جاوے اب معلوم کرنا چاہیے۔ وارث کی دو قسمین ہین۔ صوری اور معنوی۔ صوری وارث کو ارث کا پہونچنا مورث کی موت کے ساتھ مشروط اور موقوف ہے۔ اور معنوی ارث مین یہ صورت محال ہے۔ پس دونون قسم کی ارثون مین جو مناسبت ہے۔ وہ یہ ہے۔ بدون محنت اور بدون کسب کے شئے کا حاصل ہونا اور آثار مین تصرف کرنا۔ صوری ارث کے واسطے ظاہری قبضہ اور استفادہ ہونا لازم ہے۔ اور معنوی ارث منجملہ عطیات باطن کے ایک عطیہ ہے جس کا ادراک۔ سوائے ارباب دانش و عرفان کے اور کسی کو نہین ہو سکتا ہے ۳؎ أَعْطَىٰ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ اور ۴؎ الْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِيهِ ایسے ہی وقت مین اور ایسے ہی مقام پر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اشغال ورثۃ الحق کی شمار اس طرح پر ہے (۱) صورت بند کے بیان مین (۲) مشاہدہ کے بیان مین (۳) دل کو مدور تصور کرنے کے بیان مین (۴) روحانی تصور کرنے کے بیان مین (۵) حقائق اشیا کی معرفت کے بیان مین (۶) فنائے شہود کے بیان مین (۷) صفات سبعہ کے بیان مین (۸) وحدانیت ذات کے بیان مین (۹) تصور عالم خفی کے بیان مین (۱۰) سینہ مدور کے بیان مین (۱۱) حضرات خمس کے بیان مین۔ اشغال کا بیان تمام کرنے کے بعد آپنے اس جوہر کو ایک موحدانہ۔ عارفانہ۔ محققانہ اور عاشقانہ مناجات پر ختم فرمایا ہے اُس کے چند

۱؎ یہی لوگ اصلی وارث ہین۔ ۲؎ اور (اے پیغمبر) ایمان والون کو خوش خبری سنادو۔ ۳؎ ہر ایک حقدار کو اُس کا حق عطا فرمایا ۴؎ بیٹا اپنے باپ کا راز ہے ـــ

چند فقرے بطور نمونہ بیان لکھتا ہون۔

۱مصرا۔ توحید صرف وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ بصورت ما و من با منا۔ کہ تجلیات صفات تست این ہمہ نشو و نما۔

مصرا۔ انچہ از غفلت بر سر گزشت۔ بہشیاری مگیر از خود مخدفَهُمُ الْغَافِلُونَ بینید۔ وتائید وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ دست گیر۔

میما۔ ہشیاری وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ با بیہوشی نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ مبدل مساز۔

قدیما۔ انچہ در نہاد ما نہادۂ ازان اندیشۂ ما باز دار انچہ در استعداد ماست کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ بے ستقتا بخش۔

۱مصرا۔ صرف لہ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کی توحید کو ما اور من کی صورت مین ہم پڑھا ہے کر کیونکہ یہ تمام نشو و نما جو کچھ بھی ہے تیری ہی صفات کی تجلیات ہین۔

مصرا۔ غفلت کے سبب جو کچھ ہمارے سر پر گزر گیا۔ اُس کو ہشیاری مین قابو دیگر گرفت نہ کر خود ہی فَهُمُ الْغَافِلُونَ کو خدد قبول کر اور لَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ولکم ہماری دستگیری کر۔

میما۔ جب ہم بھول جاوین تو ہم کو وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ ہشیاری مین آنے کی توفیق دے اور بے ہوشی کا نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ کی بیہوشی سے تبدیل کر کے ہم کو بھول نہ جا۔

قدیما۔ تو نے جو چیز ہماری سرشت مین رکھی ہے تو ہی بُری چیز کے ہماری اندیشہ کو بچا رکھیو اور جو چیز ہماری استعداد مین فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ [illegible]

ز لطف انچہ مطلوب است مقصود ؛ مہیا کن بوجہ احسنش زود	ز لطف انچہ مطلوب است مقصود ؛ مہیا کن بوجہ احسنش زود

القصہ جب بڑے بڑے لوگون کی التماس کے بموجب دوسرا نسخہ تیار ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلا نسخہ جہان کہین بھی ہو۔ اس نسخہ ثانی سے تصحیح کر کے مطابق کر لیا جاوے۔ کہتے ہین۔ اس کے بعد کم و بیش چند برس احمد گجرات مین قیام فرما کر فیض ہدایت عام طور پر جاری رکھا جب ہجری سنہ نو سو تریسٹھ آیا۔ احمد جلال الدین علم ملک ہند مین بیرام نصب ہوئے۔ اور ہمایون کے فرزند رشید ابو الفتح اکبر شاہ نے شاہی تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ تو غوث الاولیا نے بھی اللہ جل شانہ کا شکر بجا لا کر ملک گجرات سے گوالیار اور گوالیار سے دہلی کی طرف معاودت فرمائی۔ بادشاہ نے بہت کچھ مراسم تعظیم ادا کر کے استقبال کیا۔ اس کے

۵۱ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ۱۲ ۵۲ یہ لوگ غافل ہین ۱۲ ۵۳ تم غافل نہ ہو ۱۲ ۵۴ اگر کبھی بھول جایا کرو تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو ۱۲ ۵۵ جنہون نے خدا کو بھلایا۔ اُن کی ایسی مت خدا نے ماری۔ کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے ۱۲ ۵۶ کوئی شخص بھی نہین جانتا۔ کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُن کے لئے پردۂ غیب مین موجود ہے ۱۲۔

بعد آپ نے سات سال اور بھی جسم کے ساتھ تعلق رکھا - پھر ہجری سنہ نوسو ستر میں - حیات کی کشتی - کثرت کی امواج سے اور نقصان ہوا کے طوفان سے صحیح و سالم بچا کر وحدت کے جزیرہ میں لنگر کر دیا - اور عالم قیود کی سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر عالم اطلاق کی جنت کو روانہ ہوئے -

اور ادغوث الاولیا میں لکھا ہے - جب حضرت شیخ ظہور حاجی حضور نے تلقین اور تعلیم کے واسطے اس درویش کو قبول فرما کر خلعت خلافت عطا فرمایا - اور کوہستان چنار میں رہ کر چلہ کشی کرنے کی اجازت دی - گنگا کے کنارہ ایک درہ میں حسب الارشاد مینے ایک سال چلہ کی نیت کی - جب سال پورا ہونے کو ہوا - تو ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُس نے بہت کچھ منت و سماجت کی کہ مجھکو اپنا مرید فرما لیجئے - مینے ہرچند ممانعت کی و انکار کیا - لیکن میرا انکار اُس کے مستحکم خیال اور اصرار کو روک نہ سکا مجبوراً مرید کیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کامل تین مہینے مہلک بیماری میں مبتلا رہا - جس کی وجہ سے بہت سے اعمال اور اشغال انجام نہ دے سکا اسی طرح تین بار گرفتار بلا ہوا - یہ حال دیکھکر یقین ہو گیا - کہ ابھی میں حقیقی خلافت کے تخت پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہوا ہوں لہذا کسی کو مرید نہیں کرنا چاہئے - مگر یہ خلش دل میں ضرور رہتی تھی - کہ دنیا کے اندر بے شمار مشائخ - سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں - مگر کسی قسم کا آزار اُن کو نہیں پہونچتا ہے - مجھکو جو یہ تمام آزار بیعت کے سبب سے پہونچتا ہے اس کا کیا سبب ہے - جب یہ خلجان حد سے زیادہ بڑھا - تو ایک ہاتف نے مجھکو مطلع کیا - کہ تم رسمی پیر نہیں ہو اس عمل سے چند روز صبر کرو - تاکہ حقیقۃ پیر طریقت ہو جاؤ - بیشک جب میں سب طرح کی ریاضتیں کر چکا - اور عالم باطن میں مشائخ سلف کی ارواح سے **قدسنا اللہ باسرارہم** بشیر حقیقی اور نبی آخر الزمان **صلی اللہ علیہ** وسلم کے اشارہ سے خرقہ اجازت پہن چکا - اور مرید کرنے سے جو آزار اور آفت ماتا تھا - اُس سے رہائی مل گئی - تو اب یہ بات سمجھ میں آئی - کہ رسمی اور معمولی اصحاب کے علاوہ جو لوگ اہل حقیقت ہوتے ہیں - اُن کو تاوقتیکہ پیران ظاہر و باطن سے اجازت نہیں ملتی ہے - اُس وقت تک وہ حقیقی بیعت لینے کے قابل نہیں ہوتے ہیں - اس خلافت کی تفصیل شائقین اُن چند مکاشفوں سے معلوم کر سکتے ہیں - جو نسخہ مذکورہ کے خاتمہ میں لکھے گئے ہیں -

مذکورہ بالا دو نسخوں کے علاوہ آپ کے حالات اور مقامات کے متعلق چند کتابیں اور بھی آپ کے قلم کی لکھی ہوئی ہیں - جن کے نام یہ ہیں -

(۳) کلید مخازن عجیب و غریب رسالہ ہے مبدء و معاد کے متعلق - اس میں علوی اور سفلی اشیا کی

حقیقتین - توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول پر بتائی گئی ہین - اور نیز ارباب فنا و بقا کے مذاق کے لئے - عینی اور علمی موجودات کی شناخت - کشف اور معائنے کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے - کہتے ہین احمد آباد گجرات مین یہ کتاب میر عبدالاول کے ہاتھ آگئی تھی - میر عبدالاول بڑے ذی معرفت عالم تھے جب میرنے اس رسالہ کو صفحہ صفحہ کر کے دیکھا - اور رسالہ کے مغز کا اور خلاصہ ما فیہا کا مزہ لیا - تو رسالہ کی سنجیدگی کی نسبت اس طرح پر غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کیا کہ حکمت اور ہیئت کے چند مسئلے جن کی دشواریان عدم دسترسی ذہن کے سبب سے باآسانی حل نہین ہوتی تھین - اس مشکل کشا رسالہ کی بدولت آسان ہوگئین -

(۴ و ۵) دو صحیفے ضمائر اور بصائر بھی آپ کے قلم تحقیق کے لکھے ہوئے ہین - ان مین علم تصوف کے موضوع مبادی - مسائل - اور مقاصد کا بیان ہے - اور نیز اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے گئے ہین -

(۶) ایک کتاب بحر الحیوۃ - جو ہیرہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ - اس مین باطنی اعمال - تصوری اشغال پاس انفاس کا ذکر - اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہین - جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے - جوگیون اور سنیاسیون کی دو جماعتین - ہنود کے ریاضت مندون - گوشہ نشینون - اور رہبانون کی سرگروہ ہین - اور انہین اشغال و اذکار کے برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہونچکر - سالکون کے ضمیرون کی چیستان پر اطلاع حاصل کرتی ہین - آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے - اخذ کر کے - فارسی لباس پہنایا ہے - اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجاے اُس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن مین ڈال دی ہے - نیز حقیقی ایمان کی قوت سے اُن مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیون کے اذکار اور اشغال سے تطبیق دی ہے یہ بالکل سچ ہے - کہ بیش بہا شاہوار جواہرات - بڑی بہایم کے تاجون مین لگے ہوئے تھے - جو[۱] اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ کے مصداق ہین - وہ جواہرات آپ نے اکھاڑ لئے اور اُن کا گچھا بنا کر - اُن خداوندان عزت و تکریم کے تاجون مین ٹانکا - جو[۲] اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ مین داخل ہین للہ الحمد دائمًا اُمید ہے کہ اس کتاب کے حالات سننے والون کو جو گمان - اس کا وصف سننے سے پیدا ہوگا - اُس کے شکنجہ سے کتاب مذکور کا دیکھنا - اور غور کرنا - جلد اور خوبی کے ساتھ رہائی دیکر یقین کے

---

[۱] یہ لوگ چارپایون کے مثل ہین بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ۱۲ [۲] دین (حق) تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے (ادریس) ۱۲

درجہ کو پہونچا دیوے گا۔

(۷) ایک کتاب کنز الوحدۃ ہے۔ اور یہ کتاب غوث الاولیا کی آخرین تصنیف ہے اس کتاب کے ضمن مین توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا یہ بیان ہے۔

قیل اقسام الایمان عند اهل الذوق خمسة

کہتے ہین۔ ایمان کے اقسام اہل ذوق کے نزدیک پانچ ہین۔

الاول تکلیفی عام من الکل ویشمل کل فرد من نوع الانسان مومنًا کان او کافرًا

اول - ایمان تکلیفی ہے - جو کل کو عام ہوتا ہے اور جو نوع انسان کے جمیع افراد کو شامل ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔

والثانی - تقلیدی عام یعم کل مومن مقلدًا کان او محققًا۔

دوسری - ایمان تقلیدی عام ہے - جو ہر مومن کو شامل ہے خواہ وہ مقلد ہو یا محقق -

والثالث - استدلالی خاص یختص بعلماء من المومنین۔

تیسری - ایمان استدلالی خاص ہے جس کے ساتھ علماے مومنین خصوصیت رکھتے ہین -

والرابع - حقیقی اخص منه ویتصف به الاولیاء منهم۔

چوتھی - ایمان حقیقی ہے - جس مین تیسری قسم کے ایمان سے زیادہ خصوصیت ہے - اور اس ایمان کے ساتھ اولیاء مومنین متصف ہین -

والخامس - عینی ذاتی صاحبه مختص بالولایة المحمدیة وجالس علی سریر الخلافة الحقیقیة ناظر بعین البصیرة الی الاحدیة المطلقة وبعین الباصرة الی الکثرة بملاحظة الوحدانیة المختصة

پانچوین - ایمان عینی ذاتی ہے اس قسم کا صاحب ایمان ولایت محمدیہ کے ساتھ خاص اور خلافت حقیقیہ کے تخت پر جلیس ہوتا ہے - بصیرت کی آنکھ سے احدیۃ مطلقہ کو اور سر کی آنکھ سے وحدانیۃ خاصہ کا لحاظ رکھکر کثرت کو دیکھتا ہے -

فاعلم ان صاحب هذه المنزلة الجامعة کان فی کل قرن علی بسیط الارض واحدا وفی القرون التی صرفت عنا کان سلطان

واضح ہو - کہ یہ جامع مقام جس شخص کو حاصل ہوتا ہے - وہ شخص ہر ایک قرن مین تمام روے زمین پر ایک ہی ہوتا ہے - پس جو قرون ہم سے پہلے گزر گئے اُن

المحققین وبرہان العارفین الشیخ محمد المخاطب بالغوث العطاری نسباً والشطاری مشرباً قدس الله اسراره هو کان رئیس المحدثین الشیخ محمد ابن ابی الحسن البکری الشافعی المصری قدس الله روحهما وافاض علینا برکات انفاسهما. وفی القرن الذی کان فیه هو عین الزمان مسیح العاشقین الشیخ عیسیٰ ابن قاسم مد الله ظلال ارشاده علی رؤس المشتاقین الی جمال هذه الولایة المذکورة والی صاحبها علیه التحیة والسلام وعلی تابعیه بالکشف فی ادراک عالم الجمع والفرق علی حکم الفرقان المجید محفوظ محیط بماله وعلیه۔

قرنون مین سلطان المحققین برہان العارفین شیخ محمد المخاطب بالغوث تھے جو عطاری نسب اور شطاری مشرب تھے اللہ تعالیٰ آپکے اسرار مین تقدس عطا فرماوے۔ پھر آپکے بعد رئیس المحدثین شیخ محمد ابن ابی الحسن بکری شافعی مصری ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونون باپ بیٹے کی روحون کو مقدس فرماوے اور ان دونون اصحاب کے انفاس کی برکات کو ہمارے اوپر نازل فرماوے۔ اور جس قرن مین ہم ہین۔ اس مین عین الزمان مسیح العاشقین شیخ عیسیٰ ابن قاسم ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی ہدایت کا سایہ ان اصحاب کے سرون پر مبسوط رکھے۔ جو اس مذکورہ بالا ولایت جامع اور صاحب ولایت جامع (محمد مصطفیٰ) کے جمال کے مشتاق ہین۔ آپ پر۔ اور نیز ان صاحبان پر درود و سلام الٰہی نازل ہو جنھون نے مع متعلقات قرآن کے حکم کے بموجب عالم جمع اور عالم فرق کے ادراک مین کشف کے ذریعہ سے آپ کا اتباع کیا ہے۔

یاد شیخ عبدالمومن

آپ شیخ محمد ابن شیخ خلیل چشتی کے فرزند ہین۔ ظاہری اور معنوی دونون ملکون کی سیر آپ نے کی تھی خانہ خلیل اور خانہ جلیل دونون گھرون کے آپ حاجی تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے جد امجد نے شہر مندو لقمہ سے دہلی مین جاکر وطن اختیار کیا تھا۔ شیخ عبدالمومن کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ پھر کو بارہ سال کی عمر مین خدا شناسی اور خدا پرستون کے دیدار کی آرزو۔ گھر سے نکال کر اجمیر کی طرف لے گئی تھی یہان سے آپ مکہ معظمہ کے طواف کا احرام باندھ کر حج کو چلے گئے۔ اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے بعد بارہ سال تک جابجا ملکون کی سیر و سیاحت کر کے پھر اجمیر مین لوٹ آئے۔ اور قمری چھ مہینے۔ خواجہ معین الدین کے روضہ کے آستانہ مین اعتکاف کے طریقہ پر گذارے۔ اور اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ یہان سے آگرہ مین

رہنے کی ہدایت ہوئی - چنانچہ اس بنیاد پر آپنے اُسی فرمائی ہوئی جگہہ (آگرہ) مین قیام کی بنیاد قایم کی اِس اس وقت سلطان سکندر لودی کی سلطنت کا زمانہ تھا - آپ کی عمر بھی نوّے سال کی بھرئی ہے اس نوّے سال مین جس قدر حصہ عمر کا باقی رہا تھا - وہ کل حصہ اگرہ مین رہکر درویشی - تن گدازی اور ہمدانی پرستش مین گزارا - دوسری شوال ہجری سنہ نوسو ستر کو عنصری ویران سرائے سے نورانی آباد بستی کی طرف کوچ فرمایا -

یاد شیخ سراج

آپ شیخ عبد الملک کے بڑے بیٹے تھے - علم - عرفان - اور معانی آپ کی ذات مین کوٹ کوٹ کر بھرے تھے - جوان موت مرے - جب سپرد خاک کئے گئے - تو آپ کے باپ نے فرمایا - آج علمی پیکر خاک مین مل گئی -

مصرع از دست خاطر او باد شادمان

یاد قاضی قطب مجذوب

آپ قاضی کمن ابن قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے قرشی النسل بیٹے ہین - آپ کی پیدائش کی جگہ چندیری ہے - عیسوی ملک اور اویسی ولایت پر آپکا قبضہ تھا - جس سال چتور کے رانا نے چندیری فتح کی تھی - اُسی سال آپنے کالپی مین آکر مکان بنا لیا تھا - آغاز شباب مین تمام اوقات مصروف نماز رہتے تھے - ہمیشہ نصیحت کرنے - اور حق کہنے مین سخت اور تلخ بات کہا کرتے تھے اور اُن کے منانے کے واسطے پتھر اور لکڑی سے کام لیا کرتے تھے - آپ کی اس قسم کی روش و رفتار سے لوگون کی طبیعتون مین نفرت پیدا ہو گئی تھی - ایک روز آپنے کچھ حلوا باہر سے گھر کے اندر بھیجا - جب گھر مین جاکر اپنا حصہ مانگا - تو جواب ملا - کہ وہ تو کھا لیا گیا - آپنے فرمایا جس نے کھایا ہے - وہ مر جاوے - تین روز کے اندر تمام گھر والے مر گئے - آخر مین آپ کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہوش جذبہ کو - اور شباب پیری کو سپرد کر دیا تھا - اور خاموشی کے عوض مین گویائی بیچ دی تھی - لیکن - نماز پڑھنے کی آپ کی عادت نہین گئی تھی - اگرچہ وقت کا اور شمار رکعات کا ہوش نہین رہا تھا - روزمرہ صبح کے وقت گھر سے نکل کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے اور پانی گرم کرنے کے واسطے لکڑیان لایا کرتے تھے - ایک روز صبح کو دربان نے قفل نہین کھولا - تو آپنے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر - اپنے تیئن نیچے گرا دیا - دربان نے خیال کیا - کہ ایسا کم زور بڈھا ایسے اونچے قلعہ سے ایسی عمیق خندق مین گرے گا - تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے - خیر - اوپر چڑھ کر دیکھا

تو آپ آدم کے خیال سے۔ اور روز دن سے زیادہ تیز رفتار چل رہے ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک بار بہت کچھ جستجو
سے تین روز بعد ایک جنگل میں ملے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ آپ ایک چشمہ کے پاس پر نماز پڑھ رہے ہیں دریافت کیا گیا
کہ آپ کہاں سے کھانے تھے۔ جواب دیا۔ وہی کنیز کھانا دیا کرتی تھی۔ جو روزانہ دیا کرتی ہے۔ ایک دن میں اگر کوئی نیو
کھانا دیا جاتا تھا۔ ترک کیا کرتے تھے۔ اور اگر بہت روز تک کھانا نہیں ملتا تھا۔ تو خواہش نہیں کرتے تھے۔ صاحب تجرید
حقیقی مبارک خان ہروی کے مصاحب تھے۔ ہجری سنہ نوسو ستر میں لوگوں کی نظر سے عنقا کی طرح مخفی ہو گئے۔ ہر چند
تلاش کی گئی۔ پتہ نہیں لگا۔ مصرع بادر یفیق عیسیٰ ہمنشین باد۔

یاد قاضی قطب مجرد

آپ کو زمان و مکان طے کرنے کی قدرت حاصل تھی۔ قصبہ مہوبہ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے۔ قاضی بہلول محمد
چشتی کے مرید۔ اور قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے پیر ہیں۔ ایک روز قاضی قطب کے پیر نے۔ مرید کا لنگی باندھنا
دور سے دیکھ لیا۔ فرمایا بہت مضبوط باندھنا چاہیے۔ آپ نے جواب دیا۔ اگر پیر کا حکم ہو۔ تو دونوں جہان کے
واسطے باندھ لوں۔ پیر نے فرمایا۔ نہیں۔ صرف اسی عالم میں جس میں ہم اور تم دونوں وصف تجرد کے ساتھ
مشہور ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ عیسوی تجرد کی ردا کو مجرد کے کندھے پر تاز ہو اور احمدی ولایت کا نگینہ اُس کی اونگلی میں
درخشاں ہو سکتے ہیں۔ ہر روز پنجگانہ نماز۔ کعبہ معظمہ کے حرم میں ادا کیا کرتے تھے بہت لوگوں کی یہ خواہش رہتی تھی
کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں۔ جب مقام معین کا نام پوچھا جاتا تھا تو فرما دیتے تھے مجھکو معذور رکھیے۔ میں بھی دعاء دو
سے جس مسجد میں کچھ جماعت ہوتی ہے۔ پہونچ جاتا ہوں۔ ایک بڑھیا قصبہ مہوبہ کی حج کرنے کو گئی تھی۔ کہ
سے قافلہ چلا آیا۔ اور موسم گذر گیا۔ اس سبب سے مکہ میں رہ گئی۔ ایک روز بہت تنگ دل ہوئی۔ اور چیخنے
پکارنے لگی۔ کہ کیونکر اپنے وطن کو پہونچوں گی۔ ایک بزرگ نے از راہ مہربانی اُس سے کہا۔ غم نہ کرو مہوبہ
کے قاضی پانچوں وقت حرم محترم میں آتے ہیں۔ تم کو بتا دوں گا۔ جب بڑھیا کی نظر قاضی جی پر پڑی۔ تو اُس نے
قاضی جی کا دامن پکڑ لیا۔ اور طرح طرح سے آنکھوں سے آنسو بہانا اور لبوں سے فریاد کرنا شروع کیا۔ یہاں تک
کہ قاضی جی کو انکار اور بہانہ کی گنجائش نہیں رہی۔ کہا آنکھ بند کر۔ آنکھ بند کرنا تھا کہ میں تھا۔ اور کھولنا اپنے گھر میں۔
القصہ - یہ گزری ہوئی کیفیت بڑھیا ضبط نہ کر سکی۔ اور لوگوں نے زبان زد ہو گئی۔

ایک بزرگ سیہ پینا تھے۔ مرتبہ فنا فی اللہ حاصل تھا۔ اُنھوں نے جب جسمانی حرکت روحانی آرام کے
سپرد کی۔ تو عام لوگوں کی زبانوں پر کچھ کا کچھ کہنے لگیں۔ کہ ایسا بزرگ ہو کر اپنا جسم بغیر کلمہ طیبہ پر سپرد کرے۔

سید مینا کے بھائی کو لوگوں کا ملامت کرنا سخت ناگوار گذرا لہذا دل میں استحکام کے ساتھ ٹھان لیا - کہ ایسے بھائی کو جلاؤں گا - لوگوں نے منع بھی کیا - مگر اس نے کچھ خیال نہ کر کے - جلانے کا سامان فراہم کیا - اس اثنا میں سید مینا نے کفن سے سر نکالا - اور بلند آواز سے کلمہ پڑھا - ملامت کرنے والے حیرت میں رہ گئے اور خجالت میں ڈوب گئے ۔ سید مینا نے یہ بھی کہا تھا کہ زمانہ بلوغ سے نماز عصر کی سنتیں پڑھنے کی جس شخص نے مداومت رکھی ہو - اُس شخص کو مینا کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے - مجبوراً قاضی قطب نے اور ایک اور شخص نے نماز پڑھی - اس کے بعد قاضی نے کہا - جب کہ راز بازاروں میں اور گھروں میں عام طور پر شستہ ہو گیا - لہذا لوگوں کی نظر سے پنہان ہو جانا ہی اولیٰ ہے - اسی عرصہ میں آپ عالم خاک سے روضہ قدس کو روانہ ہوئے مصرع باد و عالم دست در آغوش باد ۔

یاد شیخ برہان انصاری

آپ کالپی کے رہنے والے ہیں - آغاز شباب میں ہمیشہ شیخ عبدالملک کی شاگردی میں حاضر رہا کرتے تھے - اس غرض سے - کہ اُستاد دوسروں کی بہ نسبت آپ کو زیادہ پسند کریں - ایک روز صبح کو اُٹھ کر - مدرسہ کی طرف جاتے تھے - راستہ میں ایک پیرمرد سامنے سے آتے ہوئے ملے - کہا - برہان - کہاں جاتے ہو - تمہارا نہ یہ کام ہے - اور نہ یہ راستہ ہے - لوٹو - گوشہ نشین ہو جاؤ - اور زانو پر سر رکھ لو - کیونکہ جو لوگ کشف چاہتے ہیں - وہ گریبان کے راستہ سے جاتے ہیں آپ پیرمرد کے کہنے پر دل شاد نہیں ہوئے - اور چلے گئے - دوسری بار پھر اسی طرح پیرمرد نے آپ کو روکا - یہ بھی کارگر نہیں ہوا - تیسری بار جب دہلیز سے قدم باہر رکھا - تو اُس پیرمرد نے آپ کا گریبان پکڑ کر زمین پر دے پٹکا - کہ آپ کا پانوں ٹوٹ گیا - اور کہا - جب تک اس طرح نہ توڑینگے - پانوں جانے سے باز نہیں رہیگا اس کے بعد ہوش پیدا ہوا - اور ایسے تنگ حجرہ میں گھس بیٹھے - جس میں پانوں پھیلانے کی بھی گنجایش نہیں تھی - تن گدازی - اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے میں بہت کچھ کوشش کی - پکا ہوا کھانا بالکل ترک کر دیا - کسی قدر دودھ - اور کسی قدر دہی پر گذر تھی - آپ کے بدن کی رگیں اور ہڈیاں ایک ایک شمار میں آتی تھیں - چونکہ سجدہ میں سر بہت پڑا رہتا تھا - تو آپ کی پیشانی کے داغ کو[له] سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کا درجہ حاصل ہو گیا تھا - رحلت کے بعد وہی حجرہ آپ کی گور بنا - دل آویز تقریر اور شور انگیز کلام کے واسطے سے لیکن اکثر اشعار ہندی زبان میں کہا کرتے تھے - آپ کے فراق نامہ میں ایک ایک حرف درد اور سوز سے بھرا ہوا ہے - بعض لوگ آپ کو مہدویہ جانتے ہیں - لیکن یہ بات تحقیق نہیں ہوئی مصرع ع [illegible]

له ان کی شناخت یہ ہے کہ سجدہ کے گٹے اُن کی پیشانیوں پر ہیں ۔

یاد مخدوم عباس

آپ جلال سندھی کے بیٹے ہین۔ آپنے بلند ہمتی کی طاقت سے شیوہ بیخودی کو کرسی پر۔ اور سامان سلامت خواہشات کو خاک پر بٹھایا تھا۔ آپ کی ولادت اور نشوونما دونون موضع پاتڑین ہین۔ جب زمانہ شورش کی پریشانی نے آپکو زادبوم سے دور نکال پھینکا۔ تو تقدیری زمان کے موجب آپنے موضع ہنکودہ مین اقامت اختیار کی۔ جو مضافات بکر مین سے ہے۔ بہت برسون تک ہنگامۂ درس گرم رکھا۔ اور آپ کی ہدایت کے خوان پر اذن عام تھا۔ قاضی عبد السلام سندھی۔ دار الاسلام برہانپور مین۔ فرمانروا سے خاندیس علی عادل شاہ فاروقی کے حکم سے قضا کے عالی منصب پر سرفراز تھے۔ قاضی صاحب حکیم عثمان بوبکانی کے شاگردون مین سے ہین۔ جب قاضی جی سندہ بار مین تھے۔ تب تحصیل علوم مخدوم کی خدمت سے کیا کرتے تھے۔ قاضی جی کا بیان ہے دین۔ دیانت۔ دانش۔ بینش۔ طبیعت مین نرمی۔ اور اختلاط مین گرمی یہ اوصاف یقیناً مخدوم کی سرشت مین داخل تھے۔ آغاز ہوش سے واپسین دم تک طلب کے واسطے کسی کے گھر۔ اور کسی کے سامنے [illegible] مین آپنے قدم کو گرد آلود نہین کیا۔ اب باستحقاق جانشین اُس مسجد مین اور نعال کے مدرسے مین مسیح المکتوب شیخ حبیب اللہ ہین جو ظاہری فضیلت مین سب سے زیادہ کامیاب اور سرسبز۔ اور پرہیزگاری مین وہان کے جملہ فضلا سے زیادہ مشہور۔ اور با استحکام ہین۔ مصرع دیدہ او منتظر دیدار باد۔

یاد شیخ شاہ علی احمد آبادی عارف معروف

آپ کی زبان سے حرف توحید کے سوا۔ اور آپکی قلم سے موحدانہ اشعار کے سوا۔ کوئی حرف نہین نکلتا تھا آپ کا ایک دیوان ہے ہندی زبان مین۔ روش اور معنی کے اعتبار سے شیخ محمد مغربی کے دیوان کا بھائی ہے آپ سیدی احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین۔ قدس سرہما۔ ملک محمود بیارا۔ جن کے عرفانی حالات اُن کی یادداشت مین لکھے گئے ہین۔ اور ملک الشرق گجراتی جنہون نے اس جہان کی دولت کے سرمایہ کو اپنی جزائی اعمال کی کھیتی کا تخم بنایا تھا۔ ہن دونون اصحاب نے عالم علوی کو آپ کے کوچ فرماجانے کے بعد آپ کو قطب عالم بتوہ کے پائین قرار دیکھا ہے۔ اور نیز احمد آباد اور بتوہ کے دوسرے بزرگون نے بھی اس خرق عادت کے متعلق گواہی دی ہے۔ ہجری سنہ نوسو ستر مین روحانی گلشن کی سیر کا عزم فرماکر جسمانی مسکن کو رخصت کیا۔ کبیرخانی جڑے بزرگ شخص تھے شافعی مذہب ہین۔ ہجری سنہ پانسو اٹھاسی مین آپ کا وصال ہے۔ اور خوابگاہ محمودیہ مین ہے۔ اُن کے کوئی فرزند نہ تھا۔ اور جو فرزند آپ کی طرف منسوب ہے آپ کے بھائی کی

اولاد مین سے ہے۔

یاد شیخ شکر

آپ نائطہ قوم مین سے ہین۔ نادبوم اور خوابگاہ دونون بیہیدی مین ہین۔ دابول بندر کی طرف احمد نگر دکن سے تین منزل دور۔ جو نظام الملک کا دار السلطنت تھا۔ کہتے ہین۔ کہ آپ بہت برسون تک دوسرون کے درس مین بیٹھے۔ اور تحصیل فضائل کی۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی آپ کے مدرسہ مین آئے۔ اور آپنے تعلیم دیکر فیض پہونچایا۔ اخیر مین تمام قیل وقال۔ بدنظر طالبی کی عوض۔ نرخصت کرکے پیر طریقت کی رہنمائی کی بدولت سلوک مین آ گئے۔ چند روز بعد وحدت الٰہی کے جذبہ کی آگ۔ ایسی بھڑک اٹھی۔ کہ جس نے دم مین عقل کا خرمن جلا کر راکھ کر دیا۔ اور اسی سوختگی اور بیخودی کے عالم مین ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ستر تھا۔ کہ اس عالم ہستی کو خیر باد کہا۔

یاد شیخ وہبان سندہی

آپ شیخ ابراہیم کلمورا کے مرید ہین حقیقی وحدت اور ایزدی غیرت کا بہت بڑا جلوہ اور بہت بڑا ظہور۔ آپ کی ذات مین تھا۔ ایک روز چلتے چلتے سرراہ ایک حور سرشت کے چہرہ پر نظر جا پڑی۔ فوراً گوش دل مین ندا آئی۔ ابھی آنکھہ غیر کے حسن پر نظر ڈالنے کی طرف مائل ہے۔ اسی دم آنکھون سے قوت بینائی زائل ہو گئی۔ اسی طرح آپ دل کو محنت وسوز سے۔ اور جان کو شوق وغیرت سے مالا مال لئے ہوئے گشت پھرا کرتے تھے یہ عادت ہے۔ کہ چلنے مین ہاتھون کو آمد ورفت رہتی ہے۔ آپ کا ہاتھ زیادہ ہلتا تھا۔ فرمایا سارے ہاتھ۔ تو ہم سے پیشتر پہونچنے کا خیال بھی نہین کر سکتا ہے یہ کہنا تھا کہ اسی وقت ہاتھ خشک ہو گیا اور جنبش بھی جاتی رہی۔ خوابگاہ پر انوار مصرع سینہ اش مخزن حقائق باد۔

یاد شیخ کمال الدین

آپ سلیمان قریشی کے فرزند تھے۔ اور زادبوم کاپی تھی۔ تقوی۔ توکل۔ تسلیم۔ اور رضا کا مقام آپ کے حالات کی چہل قدمی کا میدان تھا۔ آپ شاہ ارغون ماری کے مرید ہین۔ آپکو اسماء الٰہی اور اذکار کی اجازت شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے فرزند اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری سے تھی بازبہادر افغان پسر سجاول خان کا زمانہ تھا جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے تھے۔ راقم کے پدر بزرگوار سے دوستی ہو گئی۔ جو دو شہر سے ہوئے تھے ہمسایہ مین لے آئے۔ پانچ سال کی عمر تھی۔ کہ راقم۔ تعلیم قرآن

کے واسطے آپ کی خدمت میں سپرد کیا گیا۔ دو سال کے عرصہ میں آپ کی توجہ سے قرآن مجید ختم کر لیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ سو برس کی عمر توکل میں گزاری۔ کسی شخص کے سامنے اپنا راز و نیاز نہیں کہا۔ کسی آشنا یا بیگانہ کے روبرو حرص اور خواہش پیش نہیں کی۔ ہجری سنہ نوسو ستر تھا۔ کہ واپسین سفر اختیار کیا۔ خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے پدر راقم کے مزار کے آس پاس دونوں جہان کے رفیق مل گئے۔

یاد شیخ فضل اللہ

آپ شیخ حسین چشتی ملتانی کے صاحبزادہ ہیں۔ باوجودیکہ آپ صاحب تعلقات تھے۔ آزاد دل بھی تھے اور اپنی ہمت سے۔ تونگری کو درویشی کے ساتھ دست بدست رکھتے تھے۔ تمام چیزوں کو وقتی ضرورت کے موافق ہی اپنے قبضہ میں نہ رکھکر اہل احتیاج پر نثار کرنے کے واسطے ہاتھ کے سامنے لے آتے تھے۔ بقدر ضرورت رسمی علم حاصل کرکے ہوش کے ذریعہ سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان موافقت پیدا کی تھی۔ جب آپ کے پدر بزرگوار نے ہجری سنہ نوسو پینتالیس میں معنوی سفر اختیار کیا۔ تو سنہ چھیالیس میں آپ کو شوق حج۔ راہ حجاز کی طرف لے گیا۔ وہاں حج اکبر کیا اور مدینہ نبی صلعم کا طواف کرکے اس شرف سے بھی مشرف ہوئے۔ پھر مدینہ منورہ سے لوٹکر مقدس خانہ خلیل کی خاک بوسی۔ اور اوس کی بدولت بیلہ دلی حاصل کی ہجری سنہ نوسو پچاس تھا۔ کہ ہند میں معاودت ہوئی۔ اور اپنے مکان پر پہونچکر کم و بیش بیس سال اپنے بزرگوں کے طریقہ پر رفتار رکھی۔ ہجری سنہ نوسو ستر میں آلہی وصال کا پیغام آپہونچا ظاہری دوری سے رہائی پاکر نعلچہ میں جو منڈو (مانڈو) کے پائین میں ہے۔ خوابگاہ قبول کی مصرع نقل بیچون قرین جانش باد۔

یاد شیخ علی شیر بنگالی

آپ۔ تمام رسمی علوم سے مستفید۔ اور کل عقلی فنون سے صاحب سرمایہ تھے۔ نور الہدی ابو الکرامات کی نسل سے ہیں۔ جو شیخ جلال الدین مجرد کے بزرگ خلیفہ تھے۔ اور شیخ جلال الدین مجرد وہ ہیں۔ جو حریوں کا ملک فتح کرنے کے واسطے ترکستان سے ہند میں آئے تھے۔ اور جنہوں نے راجا گڑ گوند کے مار ڈالنے بعد قصبہ سرہٹ جو صوبہ بنگالہ میں ہے۔ نور الہدی کے حوالہ کیا تھا۔ یہ حالات کسی قدر شیخ مجرد کی یادداشت میں بھی لکھے گئے ہیں ایک کتاب شرح نزہۃ الارواح شیخ علی شیر کی تصنیف ہے۔ راقم شیخ علی شیر کے کسی قدر حالات اس کتاب کے خطبہ سے اخذ کرکے لکھتا ہے۔

یہ درویش جب آغاز شباب کو پہونچا۔ تو خدا طلبی۔ حق پرستی۔ اور خداشناسی کے درونے دل کا

گریبان ہاتھ سے پکڑ کر بے دانائی جستجو میں وطن سے آوارہ کیا - حید رہنمائی کے ذریعہ سے
علاج کرے - اتفاق کی بات ہے جس شناسا کے سامنے اندرونی درد بیان کیا - اُس کی تلقین
نے کوئی درستی دل کی نہیں کی - القصہ - ایکسات قصبہ اوہ مین اسی اندیشہ کے اندر غنودگی
پیدا ہوئی - اور اس حالت مین غوث الاولیا قدس سرہ کی مثالی صورت - مشاہدہ کی - اس
مشاہدہ نے مجکو فریفتہ کر دیا - اب ان آرزوؤن کا ہجوم ہوا - کہ بیداری مین دولت ملازمت حاصل
کی جاوے - اسی اثنا مین خبر ملی - کہ غوث الاولیا آسودگانِ دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف
لائے ہین - مین بے تامل - شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا - جب موضع کیلوکہری مین پہونچا - تو یہان
بر عالم بیداری مین - وہی صورت نظر آئی - جو مین عالم مثال مین دیکھ چکا تھا جب مارج بیعت
طے ہوئے - تو مل گیا جس کی تلاش تھی - اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا - اس کے بعد مینے چند سال
آپکے خدمت گذاری مین کھڑا ہو کر بہت کچھ فیض حاصل کیا - اتنے مین بیر بزرگوار نے - افغانان
سور کی بد باطنی دیکھکر گجرات کی طرف ہجرت فرمائی - درویش بھی آپ کے ہم رکاب بڑوچ تک
گیا تھا - چند روز بعد احمد آباد رہنے کی اجازت ہوئی - چنانچہ مین اُس شہر اسلام مین پہونچا -
اور ملک عماد الملک رومی کی مسجد مین ایک گوشہ اختیار کیا - چونکہ عالم باطن سے سفر
مجاز کا اجازت نامہ نہین ملا - لہذا چند روز بعد پیر بزرگوار بھی بڑوچ سے واپس ہوکر احمد آباد
مین تشریف لے آئے - یہان پر بعض کوتہ اندیش عالم - اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش آپ
کے ساتھ دشمنی کا بہانہ ڈھونڈنے لگے - اور ناواجستہ اور نافہمیدہ باتین آپکی نسبت کہکر
اس ذریعہ سے آپ کے صاف اور شفاف دل کو اور زیادہ روشن کیا - اُس جگہ کا رہنا آپ
کو ناگوار ہوا - ایکبارگی آسمان سے خوشخبری آئی - کہ ہجرت کا جو سبب تھا - وہ دور ہوا اور سعادت
کا باعث پیدا ہو گیا - یہ سنکر آپنے گوالیار کی طرف کوچ فرمایا مگر درویش کو اُسی جگہ چھوڑا
اور آپ کے ارشاد کے بموجب شرح نزہتہ الارواح قلم تصنیف سے مرتب کیا گیا؟
کہتے ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر مین شیخ علی شیر ناسوتی تنگ و تاریک کوچہ سے لاہوتی
نزہت آباد کو روانہ ہوئے - خوابگاہ احمد آباد -

یادِ شیخ حسین پور ملک محمدؒ

جب آپ کا آغاز سلوک تھا - تو بہت برسون تک بیخودی رہی - اور پرندون کی طرح ایک درخت پر رات دن پڑے رہتے تھے - اسی جذبہ کی حالت مین خشکی کے راستہ سے حجاز کی طرف گئے - ایک رات کا ذکر ہے - حرم محترم مین خواب کے اندر خاتم پیغمبران علیہ الصلوٰۃ نے جانب ہندجانے کی اجازت دی - اور فرمایا سرکار قنوج مین جو سائی پور مقام ہے - وہان جاکر شیخ زمان صفی الدین چشتی سے بیعت ہوجاؤ - آپ کہتے تھے - جب مین سائی پور مین پہونچا - تو میرے جی مین یہ بات آئی - جب مین خانقاہ مین پہونچون گا - تو شیخ مجکو خلوت کے اندر بلالین گے - اور جو کلاہ آپ کے سر پر ہوگی - بغیر میری التماس کے مجکو اوڑھا دینگے - اور میری عبادت کے واسطے حجرہ عنایت فرما دینگے - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب مین خانقاہ کے دروازہ پر آیا - تو شیخ نے خادم کو فرمایا - کہ شیخ حسین جو دروازہ پر کھڑا ہے - اُس کو اندر آنے کی اجازت ہے - خادم چلایا شیخ حسین کون ہین - اندر آوین - مین نے چونکہ قلندرانہ پوست باندھ رکھا تھا - اسواسطے کہا - مین شیخ نہین ہون - لیکن نام میرا حسین ضرور ہے - خادم لوٹ گیا - اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا - عرض کیا - ارشاد ہوا یہی شخص مطلوب ہے - اندر آجاوے - چنانچہ مین اندر چلا گیا - اور جو باتین میرے ضمیر کے اندر تھین - وہ سب کی سب ظہور مین آئین - مینے اُس خانقاہ مین دو چلے کھینچے - اس کے بعد اجازت ہوئی - کہ عماد الملک کا سکندرہ دہلی سے دو روزہ راہ کے فاصلہ پر ہے - اُس مین جاکر رہنا چاہیے - اور طالبان خدا کی ہدایت کرنا چاہیے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی -

کہتے ہین شیخ عبد العزیز یکی مندری نے جب ظاہری عالم سے سفر کر کے معنوی ملک کا راستہ اختیار کیا - تو آپ شیخ عبد العزیز کی فاتحہ کے واسطے دہلی گئے - اور شیخ علیہ الرحمتہ کے فرزندون کی طرف متوجہ ہوکر کی تلقین فرمائی - چونکہ نوحہ اور نالہ کرنا - شان درویشی سے بعید ہے - اسواسطے آپ کے کلام سے سوائے تسلیم اور سکون کے کوئی بات نظر نہین آئی - جو لوگ گرفتاران رسوم تھے - وہ بڑھ بڑھ کر باتین مارنے لگے آپنے جواب دیا - رونا اُن لوگون کو زیب دیتا ہے - جو دور ہین - اور مجکو تو بہت جلد شیخ علیہ الرحمتہ سے ملنے کا موقع درپیش ہے - دو روضہ کے اندر آسودگان دہلی کی زیارت سے فراغت ہوئی - اس کے بعد آپنے سکندرہ کا راستہ لیا - جب سکندرہ مین پہونچے - تو ایک گلکار کو بلایا - اور اپنی مسجد کے صحن مین جگہ تجویز کر کے اُس سے کہا - کہ ایک بڑی لمبی چوڑی گور کھود دو اور اُس کے واسطے جفدہ

عمارت لازم ہے - وہ بھی تیار کردو - گورکن کو اس کام پر مامور کر کے اپنے دوستون سے اور عزیزون سے آخرین الوداع کرنے لگے - سب کو حیرت ہوئی - جب گور تیار ہو چکی - اور وداع سے بھی فراغت ہوئی - تو فراغ خاطر اور کشادہ پیشانی کے ساتھ ہجری سنہ نوسو چہتر مین وصال دوست کا راستہ لیا - ایک شخص ہین آزادون کے عاشق شیخ محمد یوسف کاتب باشندہ کول جو خداشناس بھی ہین - اور شیخ حسین کی خدمت مین پہونچ چکے ہین - انہون نے صدر الذکر کیفیت - راقم یادگار کے نزدیک لکھکر بھیجی ہے

یاد شیخ عبدالملک بنبانی عباسی

آپ کی زادبوم اور خوابگاہ دونون احمدآباد ہین - اپنے بڑے بھائی شیخ قطب الدین کے شاگرد ہین جنہون نے حدیث کی سند شیخ سخاوی مصری شاگرد شیخ ابن حجر عسقلانی سے لی تھی - علم حدیث اور تفسیر مین ترقی پاکر تمام اہل زمانہ کے اُستاد ہو گئے تھے - صحیح بخاری اور قرآن مجید - لفظاً اور معنیً حفظ تھے - ہمیشہ حجرہ اور مسجد کے اندر درود اور نماز مین مشغول رہتے تھے - گھر مین کمتر جایا کرتے تھے ضعیفی کے سبب سے آنکھون کی روشنی جاتی رہی تھی - اور بجاے اس کے دل مین روشنی بڑھ گئی تھی - تمام علوم کا درس حفظاً دیا کرتے تھے توکل اور تجرید مین آپ کی مثل اُس زمانہ مین کوئی نہ تھا - مولانا کمال محمد عباسی گجراتی جو اوجین مالوہ کے مفتی تھے - حدیث مین آپ کے شاگرد ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ستر تھا - کہ ملک تقدس کو کوچ فرمایا - **مصرع** مرقدش از نور مالا مال باد -

یاد شیخ عبدالعزیز

آپ کا لقب عزیز الحق - اور جد بزرگوار کا نام شیخ کمال الحق حسن ابن طاہر تھا - آپ جونپوری ہین **قدس سرہم** ہجری سنہ آٹھ سو چھیانوے کا آغاز تھا کہ آپ کا قدسی نفس عنصری جسم کے ساتھ وابستہ ہوکر - انجام سال مین بعالم ظہور آیا - دو سال بعد آپکے پدر بزرگوار زادبوم سے بترک سکونت دہلی کو روانہ ہوئے وہان پر چند روز زندہ رہے - پھر اُخروی سفر پیش آیا - اسواسطے انہون نے اپنے لڑکے کو مرید رشید مولانا قاضی خان یوسف ناصحی ظفرآبادی کے سپرد کیا - ظاہری اور باطنی پرورش کی بدولت وہ کمالات پیدا ہو گئے - جو آپ کی استعداد مین نہان تھے - ستر اور سات - ستتر سال تخمیناً آپ رہنمائی کی کرسی پر بیٹھے رہے - ذوق - وجد - اخلاق - اور اشراف - یہ صفات آپ مین موجود تھین - فصوص الحکم اور نیز دیگر کتب حقیقت اچھی طرح جانتے تھے - اور عمدہ درس دیتے تھے - ہجری سنہ نوسو پچہتر مین - اور

ایک بیان کے بموجب ۹۰۰ھ میں عالمِ قدس کو روانہ ہوئے۔ خوابگاہ دہلی میں ہے۔ آپ کے خلیفہ شیخ محمود دہلوی نے رحلتِ پیر کی تاریخ میں ایک قطعہ لکھا ہے۔ **قطعہ**

	عزیز الحق کہ چون عزم سفر کرد		منازل در مقام لامکان یافت	
	چو تاریخ وفاتش باز جستند		خرد گفتا حیاتِ جاودان یافت	

زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ آپ خطوط میں اپنا نام ذرہ ناچیز عبد العزیز لکھا کرتے تھے۔ تقدیر سے **ذرہ ناچیز** کی اعداد آپ کی تاریخ وصال کے برابر ہوئے۔ ایک روز حسین ابن خانون دہلوی نے جن کی پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایاں ہیں۔ بیان فرمایا۔

"ایک بزرگ نے عالم مثال میں شیخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کی خدمت میں التماس کیا۔ کہ عرس گاہ میں جو کثرت کے ساتھ ہجوم ہوتا ہے۔ اس سے مخدوم کو کوئی حظ اور حضوری نہیں ہے جواب ملا۔ البتہ جب عرس میں عزیز آتے ہیں۔ ہم بھی آجاتے ہیں۔ اور اُن کی صحبت سے خوش ہوتے ہیں"

یاد مولانا پاینده قلتی

ہیں نا پایندگی کو حقیقی پایندگی سے ملا کر ایسے زندہ ہوئے۔ کہ پاینده رہے۔ عقیدت میں نسبت مولانا خواجگی کی خدمت سے رکھتے تھے۔ نقلی اور نفسی تمام علوم آپ کے حالات سے عیاں تھے۔ بہت طرح کے فن فراہم کئے تھے۔ اور کاغذی نقوش کو نفوس قدسی کے فیض کا پردہ بنایا تھا۔ ظاہری درس دینے کی شان میں۔ آپ باطنی معرفتیں لوگوں کو تعلیم کیا کرتے تھے۔ اور ریا کے گرداب سے صحیح وسالم نکل کر سلوک کی آفات سے آسودہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اس شکل کے ساتھ لوگوں کو آپ کی فیض رسانی عام ہوگئی تھی۔ سخاوت اور ایثار کا پسندیدہ شیوہ آپ کے خمیر میں داخل تھا۔ کہتے ہیں۔ آپ کی روح کرامات کی منزل سے سنایت سبکی کے ساتھ اوپر کی طرف خراماں چلی گئی۔

یاد شیخ ادھن

آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے بیٹے ہیں۔ مِنَ اللّٰہ آپ کا خطاب ہے۔ اپنے پدر بزرگوار کے مرید اور تلقین یافتہ ہیں۔ بہت سے چشتیہ۔ سہروردیہ۔ اور قادریہ مشائخ کی ملازمت سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ آپ کے دل کو انواع واقسام کے رسمی علوم سے فروغ تھا۔ ایکبارگی الٰہی محبت کے جذبات ایسے پیدا ہوئے

کہ علمی گھر بار سب لٹ گیا - اور اخیر میں ہوائے نفسانی کی مخالفت اور ورزش ریاضت نفس کی لڑائی کی بدولت بصیرت کے حضور میں باریابی ہوئی - گفتار کی قسم میں سے یاد مولیٰ کے سوا - اور خاموشی کی قسم میں سے عالم اسرار کے اندر استغراق کے سوا - کچھ باقی نہیں رہا ضعیفی کے زمانہ میں سماع کا ولولہ پیدا ہو گیا تھا باوجودیکہ ظاہری پیری عارض حال تھی - مگر رقص طاقتور جوانون سے زیادہ طاقت کے ساتھ کیا کرتے تھے - اور بہت سے لوگون کو رولایا کرتے تھے - ہجری سنہ نو سو میں عالم قدس کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جونپور -

مصرع سیمیائے عشق پیران را جوانی میدہد

یاد شیخ حسین بغدادی

آپ امام ابوحنیفہ کوفی کی نسل سے ہین رحمہما اللہ بہت طرح کے عقلی اور نقلی علوم مین اجتہاد اور یگانہ سخن کا رتبہ حاصل تھا - نیک عادت منکسر المزاج - بردبار - اور ذی محبت تھے - جب آپ کی تحصیل تمام ہوئی تو افضل روزگار میر غیاث الدین منصور کی ملازمت کا خیال پیدا ہوا - اور یہ خیال آپ کو بغداد سے شیراز میں کھینچ لایا - ایک روز شیراز کے حاکم ابراہیم خان نے مقیم اور مسافر جملہ علما کو بلا کر ایک بڑی مجلس کی - میر قوی کو تجرید کی شرح بر علت و معلول کی بحث مین ایک اعتراض تھا جس کے حل کرنے مین تمام اہل سخن عاجز تھے - اور اس سبب سے خاموشی اختیار کر رکھی تھی - سوائے شیخ حسین کے جو نو وارد تھے آپنے فرمایا - دو روز کے واسطے شرح تجرید مجکو دیدی جائے - تاکہ اس بحث کے امتثال کرون - اور پھر جو کچھ خیال مین آوے - گذارش کرون - خیر خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپنے چند طرح سے اس مسئلہ کی الجھنون کو کھولا - صاحب اعتراض کو یہ بات ناگوار گزری - اس سبب سے مشکل کشا نو وارد کو خارجیت کے ساتھ متہم کر کے حاکم سے عرض کیا - کہ ایسی فتنہ روزگار کا اس شہر میں رہنا مناسب نہیں ہے - حاکم نے دل مین انصاف کر کے جواب دیا کہ جو شخص حصول سعادت کی نیت سے ہمارے افادت دستگاہی کی ملازمت مین آیا ہو - اُس کو شہر بدر کرنا - بہتر معلوم نہیں ہوتا ہے اور اس مشکل کے حل کرنے کی تعریف تو مخدوم کی ہی ہے - اس طریقہ سے حاکم نے رنج خاطر دور کیا - چند روز بعد دونون بزرگون کی صحبت مین ایسی گرما گرمی پیدا ہوئی - کہ بغدادی کا سینہ - معلومات شیرازی کے جواہر سے لبالب ہو گیا اور سیر و سفر کی باتین موقوف ہوئین - اخیر مین آپ کو سفر حجاز کا سودا ہوا - اور اس شورش نے دوستی کا اور بود و باش شیراز کا پیوند توڑ دیا - جب طواف حرمین شریفین سے فراغت حاصل ہوئی - تو سیاحت ہند کا خیال آیا - جب دہلی اور دیگر بلاد ہند کی سیر فرماتے ہوئے آپ احمد آباد مین پہونچے - تو اسا دلی کی گلی محلہ

شاہ ابو تراب سلامی مین اُترے - اس شہر کی محبت انگیز خاک دامن گیر ہوئی - جس کے سبب سے سیاحت مین
کی ہوس دل سے نکل گئی - نیز یہان کے بزرگون کی خواہش - آپ کے مقید کرنے کے واسطے کمند بنی بمجبوری
آپ اقامت فرماکر درس دینے لگے بہت سے طالبون کا سینہ - آپ کے انفاس کی برکات سے علوم کا گھر بنا -
بالخصوص حکیم عثمان بوبکانی سندھی - اور مولانا عبد القادر بغدادی کو حکمت اور ریاضی کے فنون مین - آپ کی
شاگردی سے - استادی کی سند ملی - جب آپ کی عمر عبیر[؟] ر میزان مین آئی - تو ہجری سنہ نوسو ستتر مین آپ کو
اسہال کی بیماری ہوئی اور اس بیماری مین زمانہ زندگانی انجام کو پہونچا - رسول آباد مین دفن کئے گئے تقدیر
کے طلسمات اور قضا کی گلکاریان عجیب ہین - اولاً سیر حجاز کا خیال ضمیر مین پیدا کیا - بعدہ سیاحی کی
شورش سر مین بھری - اس کے بعد جب شہر خوابگاہ مین پہونچایا - تو جہان گردی کی ہوس دل سے دور کر دی
لہ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الیقین ۵ مصرع عمر اسباب بزم وصل باد -

یاد شیخ بہاء الدین مفتی

آپ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی - قریشی - اسدی - ہاشمی کے بیٹے ہین قدس سرہٗ آپ
رسمی علم سے ظاہر کی آراستگی اور حقیقی وجدان سے باطن کا فروغ بڑہاتے تھے - غوث العرفا شیخ بہاء الدین
کی نسل سے ہین - سعادت - عقیدت - اور خلافت اپنے پدر بزرگوار سے پائی تھی - اور انہین کے جانشین
تھے - اپنی بزرگی کا لحاظ نظر انداز کر کے - بیچارون کا کام بنانے کے واسطے اہل دنیا کے دولت خانون پر چلے
جایا کرتے تھے - جس زمانہ مین سلطان حسین نے بکر سے ملتان کی زمین مین آکر فتنہ وفساد برپا کیا ہے - تو
اُس ملک کے بڑے بڑے لوگون مین جلاوطنی کا خیال پیدا ہو گیا تھا - آپنے بھی اپنا وطن چھوڑ دیا - اور
ظہیر الدین بابر بادشاہ کا زمانہ تھا - کہ شہر آگرہ مین آکر بود و باش اختیار کی - بہت سی چھپی ہوئی ضمیر کی
باتین - آپ کے آئینۂ نما دل کو ظاہر ہو جایا کرتی تھین -

کہتے ہین - اسحق نامی ایک حافظ تھا - آپ کا سفارش نامہ سلیمان کررانی کے نام سے گیا - جو جھڑی
ملک کا فرمان روا تھا - اس سادہ لوح کی زبان پر یہ بات آئی - کہ تورانی اور ایرانی قلمرو کے باشندون کو
ہمارے نام رقعہ لکھنے کا کوئی حق نہین ہے حافظ کا دل یہ تقریر سنکر ناامیدی سے کمھلا گیا - رات کے
وقت سفارش لکھنے والے شیخ کی مثالی صورت نے عالم خواب مین زبان نصیحت سے اُس طعنہ زن شخص کو

لہ یہان تک کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئی ۱۲

منہ کیا - چنانچہ اُس نے صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے ہی اپنے نوکرون کو حکم دیا - کہ جو حافظ رقعہ لایا ہے - اُس کی اچھی طرح سے دل جوئی کی جاوے - اور بے تامل اُس کو دربار مین بلاکر کامیاب کیا جاوے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی -

کہتے ہین - عبدالرزاق نامی ایک سوداگر ملتان کا تہا - اُس کا بیان ہے - شیخ کی رحلت گیارہوین شوال ہجری سنہ نوسو اٹہتر مین ہوئی ہے - آپ کی رحلت کے بعد مین ہندوستان مین بذریعہ خرید وفروخت آتا جاتا تہا - ایک بار ایسا ہوا - کہ تمام سامان فروخت کر کے مینے نقد روپیہ کر لیا تہا - اور سامان سفر باندہ رہا تہا - کہ ایک بد نیت غلام جو خدمت مین تھا - تمام نقد جو سامان کی بکری کا جمع شدہ رکہا تہا - اُٹہا کر فرار ہو گیا - ایک تو دل کے اندر نقصان کا غم تہا - دوسرے ہوشیاری اور احتیاط کام مین نہ لانے سے طعن و تشنیع کے تیر اوپر سے پڑنے لگے - اسواسطے ہمت اور عاطفت زمانے کی غرض سے شیخ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا - رات کو خواب مین دیکہا - کہ آپ سجادہ کندہے پر ڈالے ہوئے - مسجد کی طرف جارہے ہین مینے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر گستاخانہ - آپ کے پائے مبارک پر رکہہ دیا - فرمایا - اتنی خوشامد نہ کرو - اطمینان رکہو - کہ بہاگے ہوئے شخص اور گئی ہوئی شے - دونون کا پانون تمہاری روزی کی زنجیر مین پہنسا ہوا ہے - لہٰذا جلد ہو بچا ہوا سمجہنا - عبدالرزاق کا بیان ہے - کہ دو روز بعد اس خوشخبری کا ظہور ہو گیا - آدہی کوڑی کی برابر بہی اُس مال مین خیانت نہین ہوئی -

آپ کی خوابگاہ آگرہ کی شمالی سمت کے حدود مین ہے -

یاد شیخ مبارک سندہی

آپ کی زادبوم موضع پاتر ہے - جس کی آبادی کی بنیاد قایم کرنے مین آپ کے جدامجد مسیح القلوب کے آبائے کرام - اور شیخ طاہر کے پدر بزرگوار کے ساتہہ متفق تہے - آپ رسمی علم مین مخدوم عباس ابن جلال کے شاگرد ہین - نوشتۂ تقدیر نے آپ کو وطن سے احمد آباد مین لاڈالا - اور چند سال آپ اس شہر مین ناصر الملک کی مسجد مین مسند درس پر بیٹہے رہے - اخیر مین سیاحی کا کام پیش آگیا جو سفر کا باعث ہوا - جب برہان پور پہونچے تو اُس صوبہ کے حاکم نے قصبہ جوبرہ کے منصب قضا پر آپ کو مامور کیا - ناچار آپنے قبول فرماکر قضا کی چادر سے اپنی اندرونی حالت کو چہپایا اُس وقت مین فرمان روائے صوبہ برار کا وزیراعظم تفاول خان تہا - اُس کی التماس قبول فرماکر چند روز

بعد آپ روانہ ایلچپور ہوئے - وزیر اعظم نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ استقبال کیا - اور شہر مین لاکر اُسی پایہ تخت کا مدرس کردیا گیا ہے - آپ کانی گانے پر - اور شیخ لاجی سندہی کی نغمہ پردازی پر بہت خوش ہوا کرتے تھے - ہمیشہ آنکھون مین پانی بہا رہتا تھا - بیداری آپ کی ایسی عادت ہوگئی تہی کہ رات دن کے ساتھ ہم رنگ رہتی تہی - بالآخر آپ وہان سے شیخ طاہر یوسف کی دوستی کے خیال سے برہان پور کو پہر لوٹ آئے اور تمام چیزون سے دل ہٹا کر شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت مین لگایا - شرح قیصری کا مقدمہ پڑہنا شروع کیا - اور انجام کو پہونچایا اس فرصت کے اندر مسیح القلوب نے چند علوم متدا ولہ آپ سے حاصل کئے - **القصہ** روز جمعہ ہجری سنہ نوسو اسّی کو ملک تقدس کی طرف روانہ ہوئے - خوابگاہ برہان پور شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی کے حظیرہ مقدس مین **قدس سرہم** -

مصرع مبارک بر مبارک باد دیدار :

یاد سید مرشد الدین ولد میر رفیع الدین محدث صفوی

آپ کو عقلی و نقلی علوم - اور ظاہری و باطنی تصرفات کمال کے درجہ پر حاصل تھے - تمام صوفیانہ صفات و اخلاق کے ساتھ بالخصوص سیرت - سخاوت - اور ایثار کے ساتھ موصوف تھے - ایک روز کا ذکر ہے ایک اہل ضرورت کو اس قدر نقد دیا - کہ ایسے آدمی کو اس قدر مال دینا عقل ہرگز تجویز نہین کرتی تہی - اس سبب سے خزانچی اور دیگر کارپردازون نے اُس بخشش کی رقم کو مکان کے صحن مین سید کی آمد و رفت کے رستہ پر لاکر انبار کیا - جب آپ کی نگاہ اُس ڈہیر پہ پڑی - دریافت فرمایا - یہ مال کس غرض سے اس طرح ڈال رکہا ہے - عرض کیا گیا - کہ یہ بخشش کا زر ہے جس کی نسبت فلان شخص کے لئے حکم ہوا ہے میان - اس خیال سے فراہم کیا گیا ہے - کہ ملاحظہ سے گزر جاوے - فرمایا - ہم تو سمجھتے تھے - کہ جو کچھ ہمنے دیا ہے کافی ہوگا - مگر یہ تو بہت کم ہے - اسی قدر - اور اس پر زیادہ کردیا جاوے - تاکہ ہمت اور بیخودی کے ناموس ہاتھ سے نہ جائے - **بیت** ·

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

آپ کی خوابگاہ اپنے بزرگوار باپ کے مرقد کی برابر آگرہ مین ہے -

یاد مولانا ناصر مفتی

آپ جمال سادات ہروی مین سے ہین - آپ کا مرتبہ عشق اور عرفان مین اونچا تہا - اور آپ کی سنہ

حدیث اور فقہ مین بلند تھی - ایک روز مشکوۃ کے اندر ایک حدیث نظر سے گزری - جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے - کہ اللہ تعالی جل شانہ اولاً اپنا بے مثل دیدار - قیامت کے روز اُس شخص کو دکھاوے گا جس کی ظاہری آنکھہ بُری اور ناجائز چیز کے دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہو گی - پاک ہو گی - آپ نے اُسی مجلس مین دعا کے لیئے ہاتھ اُٹھایا - کہ آنکھہ کی ضرورت نہین ہے - فوراً نابینا ہو گئے - اس کے بعد تیس سال تک درس دینے سے طلبا کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو اسی مین آپ کی تدریس آسمانی ہوئی - آپکے فرزند رشید مولانا میر آپ کے جانشین ہوئے - میر فرخی اشرف کہتے ہین جس وقت مین ہدایہ فقہ آپ کی خدمت مین پڑھا کرتا تھا - تو آپنے فرمایا تھا - اگر معاملات فقہ پڑھنے کی غایت فتوی - قضا - ندرستانی ہے - تو تم کو اس سے کوئی نتیجہ نہین ملے گا - اور میری تعلیم توکل پر نہین ہو گی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تھا کہ وصال کی نوید آئی - چنانچہ بے تامل حقیقی محبوب کے حضور مین روانہ ہو گئے -

مصرع تاریخ میر باد نصرت حق -

یاد شیخ عبدالحکیم گوشہ نشین کالپی

اولاً آپ سپاہیانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے - جب حاجی عبدالوہاب کی خدمت مین بیعت ہوئے - تو چند روز بعد خلعت خلافت سے بھی سرفرازی ہوئی - شمسی تین دور تک ستارہ کی طرح آپ کی موہوم ہستی - آفتاب احدیت کی تجلیات مین منتشر رہی - اور مجذوبون کا سا حال رہا - اخیر مین ایک گنبد تھا - محمود خان کی مسجد کی برابر تلاہی مین - وہان کے حاکم نے اپنے آباے کرام کے واسطے تعمیر کرایا تھا - مگر اُن کو نصیب نہین ہوا - اس گنبد مین آپ چالیس برس تک گوشہ نشین رہے - اسی مسجد مین خواجہ خضر **علیہ السلام** کی ملازمت سے فیض پایا - جب آپنے رحلت فرمائی تو لفظ **حکم خدا شدہ** جس کے اعداد نوسو بیاسی ہوتے ہین - تاریخ ہوئی - آپ کے ایک لڑکا ہے شیخ عبدالشکور نام - فضیلت اور پرہیزگاری مین مشہور اور گوشہ نشینی مین باپ کی طرح نامور - کسی حاکم اور کسی ... سے نذر کے طریقہ پر کبھی کچھہ نہین لیا - اللہ محض توکل اور آسمانی روزی پر گزر اوقات رکھی - اللہ تعالی جل **شانہ** شیخ عبدالشکور کی توفیق مین دوام اور عمر مین درازی بخشے **بیت** -

ہر چہ بر من میرسد از نیک و بد		حکمت ... باعث است		

یاد شیخ قصاب

آپ میرزا شاہ کے باکمال مرید اور صاحب حال خلیفہ ہین۔ شہر بخارا مین صاحب خانقاہ اور صاحب خانوادہ تھے۔ آپ کا اکثر زمانہ جذبہ اور جلال مین گزرتا تھا۔ آپ کی عجیب عجیب خوارق عادات بہت سی تہین۔ رفتار مین اور نیز قیام مین تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے۔ اگرچہ دوست اور مرید۔ سیر کے واسطے آپ کے جانے کے وقت پیچھے سے پہونچ جاتے تھے۔ تو دور سے ہی ہٹ کر غصہ سے پکارتے تھے " تم لوگ واہی تباہی آوارہ گرد ہو۔ اس شکل رفتار سے تم یہ بات جتاتے ہو۔ کہ جو کچھہ تمہاری آرزو ہے۔ وہ مجھہ مین نہین ہے۔ اور جو کچھہ تم چاہتے ہو۔ وہ مجکو نہین ملا ہے" کہتے ہین۔ ہجری سنہ نو سو اسی مین نمود کا حرف موہوم ہستی کی تختی سے دُہو ڈالا

بیت

اگرچہ او در نہصد و ہشتاد رفت — لیکن از قید جہان آزاد رفت

یاد شیخ راجی محمد عینی

آپ شیخ خان کے بیٹے تھے۔ جو دو پشت سے شیخ محمد ہمدانی کو پہونچتے ہین۔ رسمی اور حقیقی دونون طرح کے علوم آپ مین جمع تھے۔ اندرونی فروغ۔ آزادگی۔ بیخودی۔ فیض رسانی۔ سلامت روی۔ بردباری۔ نہان دانی۔ اور مشکل کشائی۔ یہ صفات حد بیان سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہین۔ کہتے ہین۔ گیارہ سال کی آپ کی عمر تہی۔ کہ وطن سے پیر اور اُستاد کی تلاش مین حیران اور سرگردان نکل بہاگے۔ تلاش کرتے کرتے برہان پور خاندیس مین آپہونچے۔ دو سال تک رسمی علم کی تحصیل مین مشغول رہے۔ اندرونی جوش فرو نہین ہوا۔ لہذا وہان سے دکن کی جانب سفر اختیار کر کے شہر بیدر مین پہونچے اور یہان شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین شرف یاب اور مرید ہو گئے۔ بارہ سال ایک حجرہ مین اپنے مخدوم زادہ شیخ مخدوم کے ساتھہ۔ اشغال صوفیہ مین گزارے اور پیر کی پرورش اور حضوری سے۔ کسبی دانش۔ اور وہبی بنیش مین کمال اور تکمیل کے درجہ کو پہونچے **مصرع** خوب رو را گر بیارایند زیباتر شود۔

آپ فرماتے تھے۔ ایک رات مجکو مکاشفہ مین معلوم ہوا۔ کہ اکسیر دنیا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ مصلی پر بیٹھے ہوئے ہین اور بے انتہا آدمی اور بے شمار وحوش و طیور آپ کے گرد موجود ہین۔ ان سب مین سے آپنے میرا نام لیکر بلایا۔ اور مصلے کے نیچے جو خس و خاشاک تہا اُس کو اپنے دست مبارک

سے جھاڑدیا - اور فرمایا جو دوئی کی زنگ - عنصری آثار سے تمہارے آئینہ دل پر تھی وہ صاف
ہوگئی اب مصلے پر بیٹھو - اور یکتا نے بے نیاز کی نماز پڑہو - اور قطبی ولایت کی خوشخبری بے منت
اُس ہجوم مین بخشدی - اس کے بعد پیر نے بہی خرقہ خلافت عطا فرماکر اُمیین مین رہنے - اور لوگون
کی رہنمائی اور تعلیم کرنے کی اجازت فرمائی -

ہجری سنہ نوسو تیس تہا - کہ آپ اُمیین مین آئے - چندروز چہرہ پر برقع رکہا - اس خیال سے کہ
کسی جگہ چشم ہوس نہ جاپڑے اور کسی جال مین نہ پہنسلو ہوے - آخر مین ایک صاحب سید صفی سلاطین
خلج کے امرائے اعظم مین سے تہے - اور اُن کو شریف خانی خطاب بہی تہا - سید صاحب نے دانشمند
لوگون کو درمیان مین ڈال کر اپنی لڑکی کا نکاح شیخ سے کردیا - اس کے بعد خانہ داری کے سازوسامان
کی فکر کا آغاز ہوا - خانقاہ - جامع مسجد - اور مقبرہ تینون چیزین تیار ہوگئین - پچاس برس تک
درس دیا - اور طریقت کی تلقین کرکے بہت سے درویشون کو - رسیدہ لوگون کے عالی درجہ پر پہونچایا
اور بہ ستائیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو بیاسی کو ملکوتی ملک کی فتح کے واسطے عنصری ملک
سے کوچ کا نقارہ بجادیا - قطعہ -

شیخ راجی از محمد آنکہ بود ——— شاہد و مشہود در چشم شہود
رفت از کوئے ہوا در ملک ہو ——— در شمار نہصد و ہشتاد و دو
سنہ ۹۸۲ھ

آپ کے چہ بیٹے تہے - عبدالرحمن - عبدالرحیم - عبدالکریم - یہ تین ایک ماں سے - اور عبدالحلیم -
عبدالمعید - عبدالمجید - یہ تین دوسری منکوحہ سے تہے -

عبدالرحمن باپ سے پہلے ہی کوچ کرگئے - ان کے دو بیٹے رہے - محمد - اور محمود - چہلے بیٹے
محمود کو ہجری سنہ ایکہزار دس مین جذبہ ہوگیا - اور مفقود الخبر ہوگئے - بہائیون کو دہوکہ دیکر ایک روز
رات کو نکل گئے - مصرع یوسفے از برادران گمشدہ - آنے والے حجاز مین بتلاتے ہین -

شیخ عبدالکریم پدر بزرگوار کے بعد اُن کی جگہ سجادہ نشین ہوئے - اپنے صاحب ولایت بزرگون
کی روش کو زندہ کیا - اخلاق مین پسندیدگی اور اوصاف مین سنجیدگی بہت تہی - جوان مرد - پرہیزگار
حق شناس - خداپرست - پاکیزہ باطن - مہمان دوست - زندہ دل - اور فارغ البال یہ جملہ صفات
آپ مین موجود تہین - ہجری سنہ ایکہزار پانچ مین عالم دنیا کو رخصت کیا - پدر بزرگوار کے گنبد کے

باہر جنوبی سمت مین دفن کئے گئے۔ دو فرزند چھوڑے۔ ایک شیخ عبد العزیز۔ جو علوم متداولہ سے آراستہ ہین۔ انھون نے اوائل رسمی علوم کا اکتساب شیخ عبد الکریم مذکور کی خدمت سے کیا تھا۔ پھر بعد ہ میں وجیہ الملۃ والدین علوی احمد آبادی کے درس مین بالالتزام بیٹھکر کتب مبسوطہ کی تصحیح کی۔ آپ بجا طور کو مِنۡ بَنِی تَمۡزَاءَ المُلوک اس غرض سے کہ مستحق بیکسون کی مہمات بآسانی انجام پا دین۔ بظاہر نواب کامگار سپہ سالار عبد الرحیم خان خانخانان ابن بیرم خان خانخانان کے جاگیری ملک کی صدارت کا منصب۔ اور نیز نواب کی مجلس کی مصاحبت قبول کرلی ہے۔ مگر باطن مین سرسوادبستگی خاطر کو پاس پھٹکنے نہین دیا ہے۔ راقم زمانہ ہوش سے ان کے حالات کا محرم ہے۔ شیخ عبد الکریم کے دوسرے فرزند عبد القادر ہین۔ جو اپنے آبائے کرام کے وطن مین خانہ اور خانقاہ کا چراغ جلاتے ہین۔ سلمہما اللہ

یاد حافظ عبد الکریم بصیر

آپ شیخ عبد الملک قاری کے شاگرد ہین۔ قدس سرہما ساتون قرأۃ مع چودہ روایتون کے ازبر تھین اور قصیدہ شاطبیہ مع معنی اور اس اشکال کے جو اُس پر وارد ہے۔ بالکل حفظ تھا۔ آپ کی قرآن خوانی مین بہت کچھ تاثیر اور دلربائی پائی جاتی تھی۔ آپ کی بینائی۔ آنکھون کی سیاہی سے کم کرکے سویدائے دل مین زیادہ کردی گئی تھی۔ آپ کا باطن۔ قرآنی نور سے ایسا منور تھا کہ ہمیشہ ہم نشینون کے ضمیر کی باتین آیات کے پردہ مین ظاہر کردیا کرتے تھے۔ آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے۔

حافظجی کے حالات کا بیان کرتے ہوئے۔ یہ خرق عادت یاد آگئی۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار چھ دہ تھا شاہزادہ شاہ مراد اکبر شاہ نے دکن فتح کرنے کے واسطے چڑہائی کی تھی۔ راقم کو بھی اس یورش کی سیر کا خیال ہوا۔ جب قلعہ احمد نگر کا محاصرہ ہوگیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اُس زمین مین شریف نامی ایک مجذوب اس طرح پر مشہور ہین۔ کہ زائرین کے حالات۔ آیات قرآن کے مضامین مین ظاہر کرتے ہین۔ ایک روز فقیر۔ مولانا محمد رضا شکیبی تخلص۔ اور فصیح البیان انیسی جن کا نام یوتقلی بیگ تھا۔ ہم تینون شخص ملکر مجذوب صاحب کی خدمت مین گئے۔ جواب سلام کے بعد آپنے آیہ اِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا پڑہی۔ جب آپ کے نزدیک سے ہم لوگ اٹھ آئے تو یوتقلی بیگ نے فرمایا۔ کہ مجکو احتیاج غسل تھی آپ لوگون کے مضطربانہ آنے سے فرصت نہ ملی۔ وگرنہ غسل کے واسطے تیار تھا۔

لہ اکثر نبی۔ ایسے ہین جو ملوک کی خدمت کرتے ہین ۱۲ ؎ اگر تم ناپاک ہو۔ تو پاک ہوجاؤ ۱۲

یاد میرزا شاہ نقشبندی

آپ کے پیر بیعت مولانا خواجگی ہین - آپ اپنی بخشش سے مال کی گوشمالی کرتے تہے - اور دل ریش درویش کے ریش پر مرہم رکہتے تہے - سخاوت کو فقر کا سرمایہ کیا تہا - اور **الفقر فخری** کی سیڑہی سے وحدت کے عالی شان محل پر چڑہ گئے تہے - آپ فرماتے تہے - مین پانچوین پشت مین حضرت خواجہ بزرگ سے جاملتا ہون اور اُن کے باطن سے مینے فیض و کمال پایا ہے - البتہ ظاہر مین ارادت مولانا سے ضرور رکہتا ہون - ہجری سنہ نہ سو نواسی تہا - کہ منزل خاک کے ستیمون کو خیرباد کہکر روحانیون کے پاک مقام کو روانہ ہو گئے -

یاد شیخ حسن محمد

آپ - میانجی احمد کے بیٹے ہین - سالک - عارف - عاشق - عابد - اور اپنے عم مکرم شیخ جمال چشتی کے مرید تہے - شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی **قدس سرہ** کی نسل سے ہین - زاد بوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - آپ کے حالات کے روزنامچہ کی فہرست اس طور پر ہے - اول نماز صبح کے فرض پڑہنے کے بعد سے بلا فصل دوپہر تک تلاوت اور رسمی درس مین مشغول رہتے تہے - اس کے بعد درویشان خانقاہ کے ساتہہ کسی قدر کہانا کہاتے تہے قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تہے - اس کے بعد وعظ و نصیحت کی مجلس شروع ہو جاتی تہی - تو وہ عصر تک رہتی تہی - عصر کے بعد ورد اور دعا مین شام تک مشغول رہتے تہے - پہر نماز مغرب پڑہتے تہے - ذکر جہر شروع کر کے وقت عشا تک جاری رکہتے تہے پہر نماز عشا ادا کر کے - حجرہ کے اندر چلے جاتے تہے - نماز کمال نیاز کے ساتہہ ادا کرتے تہے - رات مین تنہا بیدار رہتے تہے - جب صبح کی سفیدی نمودار ہو جاتی تہی - تو پہر وہی معمولی کام از سر نو شروع کر دیتے تہے - **القصہ** ایک پلک مارنے کی برابر بہی زندگی کو بیکار نہین جانے دیتے تہے ہجری سنہ نوسو بیاسی کے شوال مہینے مین رحلت کے وقت وصیت کی - کہ عبادت کی زمین درویش کے کالبد سے آشنا ہے - مجکو اسی خاک کے سپرد کر دینا - آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد - جن مین زیادہ تر بزرگوار باپ کی خوبو پائی جاتی ہے - آج کے روز آپ کے جانشین ہین **مصرع** فدایان باد شمع تربتش ؏

یاد شیخ جوئباری

خواجہ جوئباری - جوئبار وحدت کے سرو تہے - اور خضر صورت تشنہ لبون کے واسطے حکم چشمہ کا رکہتے تہے - کان مین حلقہ مولانا خواجگی کی بیعت کا تہا - قاسم شیخ کے ہم عصر ہین - کہتے ہین - جو شخص قاسم شیخ کی ملازمت مین جاتا تہا - تو قاسم شیخ اول اُس کی ازلی استعداد پر نظر ڈالتے تہے - اگر وہ شخص سعادتمند ہوتا

مین ست ہوتا تھا۔ تو خواجہ جوئباری کی خدمت کی طرف متوجہ کر دیتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ طالبانِ خدا کی کشائش کی کنجی۔ خواجہ جوئباری کے ہاتھ مین دیدی گئی ہے۔ اور اگر طالب ایسا نہین ہوتا تھا۔ تو دعا دیکر رخصت کر دیتے تھے۔ ایک ناظم نے یہ بیت لکھی ہے جو آپ کے ہم عہد تھا۔

	مرید خواجہ جوبار باش وشاہی کن		بر دل بشہر بخارا و ہر چہ خواہی کن	

ہجری سنہ نو سو اسی مین ناسوتی سرائے سے ملکوتی گلشن آباد کو بسیج فرما گئے۔

یاد شیخ لھرہ

آپ کا نام عبد الرزاق تھا۔ شیخ عبد الفتح مکی کے چھوٹے بیٹے ہین۔ صاحب کمالات اور بخشایش شعار تھے۔ نان دہی۔ آپ کے ہاتھ مین تھی۔ کہتے ہین۔ ایک شخص سے ایک کام مین ایک خیانت ہو گئی تھی۔ آپنے ازروے نصیحت خائن سے کہا۔ ایسے نالائق کام کی تہمت تمنے کیون گوارا کی۔ اُس نے آپ کے بابرکت سر پر جھوٹا ہاتھ رکھکر قسم کھائی۔ کہ اگر مینے یہ کام کیا ہو۔ تو کرنے والے کی آنکھین کور ہو جاوین دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا۔ کہ بدون بہانہ کسی تکلیف کے آفت نابینائی اُس کی آنکھون کو پہونچ گئی۔ شب جمعہ بیسوین جمادی الاخری ہجری سنہ نو سو چوراسی مین منزل فنا سے مقام بقا کو رحلت فرمائی۔ ایک اہل سخن نے یہ قطعہ آپ کی وفات کی تاریخ مین لکھا ہے **قطعہ**

	بزرگ دین و دنیا شیخ لھرہ		کہ سوے جنۃ المادی گزر کرد	
	شب جمعہ سفر چون کرد تاریخ		ازان روشد شب جمعہ سفر کرد ۹۸۴ھ	

یاد شیخ محمد ابن طاہر نہر والہ

آپ کی ذات سے ورع اور تقوی کی محفلون کی مسند کو زینت تھی۔ اور کتاب و سنت کے نقد کا امتحان ہو جاتا تھا۔ حدیث مین شیخ علی متقی کے شاگرد ہین۔ اس فن مین ایک بے نظیر کمال حاصل کیا تھا۔ مجمع البحار نام ایک مشکل کشا شرح۔ احادیث کی صحاح ستہ پر جو ہے۔ وہ آپ ہی کے قلم تالیف کی لکھی ہوئی ہے۔ کہتے ہین۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میرے اُستاد اپنے وقت کے افضل البشر۔ اور خداوند ولایت صدیق اکبر تھے۔ وہ فرماتے تھے۔ میرے بعد تم ہی اِس رفیع الشان درجہ کو پہونچو گے۔ مہدویہ گروہ جو سید محمد جونپوری کا پیرو ہے۔ اس گروہ کی شکست دینے مین آپ اپنے اُستاد کی طرح ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نو سو چھیاسی مین اُجین اور سارنگ پور مالوہ کے درمیان ایک جماعت

اثناے راہ مین آپ پر آ گری - اور شہید کر دیا۔

اِس واقعہ کا آغاز اور انجام اِس طور پر ہے - بوہرون کا گروہ آپ کے ہم قوم تھا - آپنے عہد کیا تھا - کہ جب تک بوہرہ قوم کی پیشانی اور دل سے تشیع اور بدعت کی سیاہی - تلقین سنت کے آب زمزم سے دہونہ ڈالون گا - سر پر دستار نہین باندہون گا - جب ہجری سنہ نوسو اسی مین بادشاہ زمانہ اکبر شاہ نے ملک گجرات فتح کیا - اور نہروالہ مین شیخ سے ملاقات ہوئی - تو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے آپ کے سر پر پگڑی باندہی - اور کہا - مینے آپکے پگڑی چہوڑ دینے کا سبب سُن لیا ہے - اور اِس ذہنی صورت کا خارج مین ظہور - والی زمانہ کی امداد اور دستگیری پر موقوف ہے - اب اس سراپا خیر نیت پر عمل کرنا - میرے ذمہ لازم ہے - چونکہ صوبہ گجرات اور دار الخلافہ احمد آباد کی حکومت - اُن ایام مین نواب مستطاب خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے نام نامی پر نام زد تہی - اِس سبب سے نواب صاحب کی امداد کی بدولت - اِس قوم کی گمراہی اور کج رفتاری کی بہت سی رسمین بیخ و بنیاد سے اُکہڑ گئین - لیکن صاحب تاج کو اپنی محفل سے خان اعظم کی جدائی بہت کم پسند تہی - لہذا شہنشاہ نے نواب صاحب کو اپنے حضور مین طلب فرما لیا اور امراے اعظم مین سے ایک اور صاحب ایران زمین کے باشندہ تہے صوبہ مذکور ان کی جاگیر مین دیدیا - بس اب کیا تہا - اِس جماعت نے بے تامل - جدید جاگیر دار کے ساتہہ مخفی طور پر موافقت پیدا کر کے - سنت کی راہ راست سے انحراف کیا - یہ حالت دیکہکر شیخ نے سر سے دستار کہول دی - اور دار السلطنت آگرہ کو جانے کا عزم کیا - اِس خیال سے کہ پیشگاہ حضور مین جا کر پیش آمدہ واقعات عرض کرون گا - اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کی ملازمت مین پہونچکر - وداعی مراسم ادا کئے اُستادی شیخ وجیہ الدین اِس عزم سے مانع تہے اور فسخ عزم کے واسطے تحریک فرماتے تہے - مگر جو شخص سفر کے واسطے بالکل مہیا ہو - چونکہ اس کو صریح طور پر باز رکہنا عوام کے نزدیک مبارک نہین ہوتا ہے - لہذا اِس قاعدہ کے موافق اُنہون نے اس طرح پر یہ بات کان مین ڈالی -

"گرامی برادر کے حقیقت شناس ضمیر کو اچہی طرح معلوم ہے - کہ اِس نظم و نسق کے ساتہہ جو کارخانہ عالم کی آفرینش ہوئی ہے - اِس کا باعث یہ ہے - کہ اسمائی کمالات کہسار ہو - اور یہ اظہار جمالی اور جلالی مظاہر کے ساتہہ وابستہ ہے اور اپنے عربی کے آثار و احکام کی طرز پر ہر ایک اسم کے مظہر کی جو کچہہ رفتار ہے یہی

رفتار اس کے واسطے صراط مستقیم ہے۔ گو اس کے تقابل پر نظر کر کے وہ رفتار مخالف ہو منحرف معلوم ہوتی ہو۔ اور اس مقام پر ہر موسیٰ کو اپنے فرعون کے ساتھ آشتی رکھنی چاہیئے۔

واضح ہو۔ کہ صراط مستقیم۔ حقیقت شناس مفسرون کے نزدیک دو طرح پر ہے۔ (ا) ایک اجمالی (۲) دوسرے ایجادی۔ قرآن مجید مین صراط مستقیم کا ذکر جہان کہین بہ لفظ نکرہ نازل ہوا ہے۔ وہان پر اکثر مراد ایجادی ہے۔ اور جس آیۃ مین بہ لفظ معرفہ وارد ہوا ہے۔ وہان پر زیادہ تر مقصود اجمالی ہے۔ **فافہم**۔

دوسری یہ بات ہے کہ انسان جو عالم کبیر کا نمونہ ہے اس کی عنصری پیکر سے۔ دقیقہ شناس شخص یہ عبرت کیون حاصل نہین کرتا ہے۔ کہ اس کی ہستی۔ اس بندوبست اور متعارف اعتدال کے ساتھ چند لطیف اور کثیف اعضا پر موقوف ہے۔ چنانچہ اگر اصابع جیسے کثیف عضو کو بھی کوئی تکلیف پہونچ جاوے تو باغچہ بدن کی شگفتگی مین سراسر آشفتگی اور پژمردگی نمایان ہو جاوے

اے برادرمن۔ سیاست ذات کی بات نہین ہے۔ اور مشغول حق کے ساتھ ہی ہونا زیبا ہے خلق کے ساتھ [1] هٰذِهِ اَوَانُ السُّكُوْتِ وَ الْتِزَامِ الْبُيُوْتِ"

استادی شیخ وجیہ الدین نے گو آپ کو فہمائش کی۔ لیکن بنیاد تعصب بہت استحکام کے ساتھ قایم تھی۔ اسواسطے اس نصیحت کو آپ کے گوش قبول مین جگہ نہین ملی۔ اور جو سفر دل مین قرار دے رکھا تھا۔ اُس کے رستہ پر چل نکلے۔ پہر راستہ مین جو پیش آنا تھا کچھ پیش آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی بہن کے بیٹے شیخ نور محمد آپ کے تابوت کو مالوہ سے نہروالہ مین لے گئے۔ اور آباے کرام کے تکیہ مین اسپرد زمین کر دیا۔

یاد سید عبد اللہ اندی ملتانی

آپ کو ایزدی توفیق کی بدولت۔ تعلقات کے بار سے سبکدوشی ہو کر آزادی اور فارغ البالی کے حضور مین باریابی حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے۔ کہ آپ کو آب و خورش کی کشش سلطان محمود خرد کے زمانہ مین زاد و بوم سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ چند روز بعد آپنے مناسب سمجھکر سید مبارک بخاری کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور نوکری کے طور پر بسر کرنے لگے۔ سید مبارک بخاری حضرت جلال الدین مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین۔ جو حاکم صوبہ مالوہ کے امراے اعظم مین سے تھے جب آپ کے مخدوم سید مبارک

[1] یہ زمانہ سکوت اور مکانون مین بیٹھنے کا ہے۔

کی عمر کا زمانہ آخر ہوا - تو ذکری اور سپاہگری کا خیال - آپنے خاطر عاطر سے قطعی باہر نکال پھینکا - اور آپ کی چشم اعتبار مین - دوسرے امیرون کی ملازمت ہیچ اور بے حقیقت معلوم ہوئی - ایک روز آپ ایک دور و دراز غم مین پڑے ہوئے تھے - اپنی مزاج دان بجوابہ سے بطریق مشورہ دریافت کیا - کہ معاش کی ضروریات سب کون سے سبب اور کون سے حیلے سے بہم پہنچائی جاسکین - بجوابہ نے یہ رائے دی - کہ سپاہیانہ وضع ترک کرکے - جینو اور درویشون کے حلقہ مین شامل ہو جانا چاہیے - اس کو دوسرے الفاظ مین اس طرح کہہ سکتے ہین - کہ ہمت کے ہاتھ سے فقر اختیار کرنے کا پٹکا (دوپٹہ) سید کی کمر مین باندھ دیا - اور آپ کے بیقرار دل کو تسلی دیکر شاد کام کیا - اس کے بعد دونون کی رائے یہ ہوئی - کہ اس ملک سے کسی دوسرے ملک کو چل دینا چاہیے - کہین ایسا نہ ہو - کہ اس جگہ کا رہنا دل مین ننگ و ناموس کا خیال پیدا کرے - اور فقر کی نئی قایم کی ہوئی بنیاد کو جڑ سے کھود پھینکے - پس گجرات سے مالوہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایک موضع بنٹر یہ نام ہے جس کو مقامات مالوہ کا بہشت کہنا زیبا ہے - اس موضع کے تالاب کے کنارہ بود و باش کے واسطے ایک گوشہ اختیار کیا - اور توکل و تسلیم کا عادی ہو کر بہت برسون تک خوش وقتی کے ساتھ زندگی بسر کی - چونکہ موضع مذکور آنے جانے والون کے عین راستہ پر واقع ہے - اسواسطے آپ کا گھر بے مہمان کے نہین رہتا تھا - راقم جب کبھی منڈو (مانڈو) سے عزیزان اوجین کے دیدار کے واسطے جایا کرتا تھا - تو ایک روز آپ کی بافیض صحبت مین بھی قیام کیا کرتا تھا - بہت کچھ محبت اور مہمان دوستی کے مراسم ادا ہوا کرتے تھے - اور اپنی معرفت کی مشعل اور وجدان حقیقت کی روشنی سے معنوی ضیافت بھی فرمایا کرتے تھے - **القصہ** جب تک آپکی زندگی رہی - تب تک جاگیردارون سے وظیفہ کے طور پر کبھی ایک درم بھی قبول نہین کیا - اور آسمانی روزی پر شاکر و قانع رہے آپ کو **آنندی** اس بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ شگفتہ رو - اور خوش دل رہتے تھے **آنند** ہندی زبان مین خوشی کو کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو نو مین عالم قدس کو رحلت فرما کر اسی مقام مین خوابگاہ اختیار کی جہان زندگی مین رہتے تھے -

یاد فقیہ علی

آپ کی زاد بوم - ملہم کیلی - اور خوابگاہ بندہ سورت ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - سنتے ہین مذہبی کتابین کماینبغی تحصیل کی تھین - اور کما حقہ پڑھاتے تھے - اکثر کنارہ دریا کے رہنے والے آپ کی شاگردی سے علمی معتمد کہتے ہین - دسوین صدی کے چوتھے ربع مین عالم صورت سے جہان معنی کو روانہ ہوگئے

یاد قاضی عبد القادر بن علی

آپ میاں بجی چشتی منڈوی کے روضہ مین مجاور تے - رسمی علوم سے کسی قدر آشنا تھے - قرأۃ کو اچھا جانتے تھے - اور تلاوت بہت کیا کرتے تھے چند جریب کی کھیتی - موضع کا تھامین کر رکھی تھی - جو مضافات دیپال پور مین ہے - اور دیپال پور منڈو (مانڈو) سے اُجین کے عین راستہ پر واقع ہے - مکان بھی اُس موضع مین بنالیا تھا - کھیتی سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا - اُس کو آنے جانے والون کی میزبانی مین صرف کیا کرتے تھے واپسین سفر کے وقت سے چودہ روز پیشتر آگاہ ہو گئے تھے - کوچ کا سامان کرلیا - اور کہا - بس اسی قدر زندگی اب باقی رہی ہے - آٹھوین شعبان ہجری سنہ نوسو چوراسی کو گزر گئے - آپ کے پانچ بیٹے - اور ایک لڑکی رہی - قطب الدین - عزیز اللہ - موسیٰ - حسن - عائشہ - اور شرف جہان - اولین صاحب زادہ اپنا دل لوگون سے توڑ کر اور خدا سے جوڑ کر درویشی مین پدر بزرگوار کے جانشین تھے - اور دوسرے صاحبزادہ قضا کے کام مین باپ کی طرح مشہور تھے - وہ جوان مرے - اور انھون نے کچھ اوپر تیس سال منصب قضا کی نگہداشت اچھی کی - تاریخ بیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار نو کو اجل کی گہری نیند مین سو رہے - اب موسی ہاتھ پاؤن مارتے ہین - اور حسن حسرت کرتے ہین - عائشہ جوانی مین بیوہ ہو گئین - بیوہ ہونے کے بعد انھون نے اپنی زندگی مین شوہر کی خدمت کو آفرید گار کی بندگی کے ساتھ شریک نہین کیا - اور مردانہ زندگانی گزارتی ہین مصرع دلا مردانگی زین زن بیاموز - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین جہان ہی اجہانی ہو گئے

یاد شیخ نجم الحق

آپ کا نام جاپلدہ ہے - عزیز الحق کے بڑے خلیفہ ہین - قصبہ سہنہ مین جو مضافات دہلی مین سے ہے - مکان تھا - آپ - ریاضت کے دریا مین ڈوبے ہوئے - اور مجاہدہ کی آگ مین پکھلے ہوئے تھے. بہت سے ریاضت والون نے آپ کی خدمت سے فائدہ اُٹھایا تھا -

یاد خواجہ محمد عبد اللہ

آپ - خواجہ کا خواجہ کر کے مشہور ہین - آپ کے بزرگوار باپ کا نام خواجہ ناصر الدین عبید اللہ ہے جو خواجہ احرار کے لقب سے مشہور ہین - ظاہری علم اور معنوی کشف سے آپ کا ظاہر و باطن دونون آراستہ اور پیراستہ تھے - باوجود کمالات کے جو آپ کو حاصل تھے - اپنی حقیقت شناس نظر سے - آداب شریعت و طریقت کے ہر ایک دقیقہ کا لحاظ مد نظر رکھتے تھے - اور اپنے جسم و جان کو فروگزاشت کی اجازت

نہین دیتے تھے۔ آپ کے دادا چار واسطے سے حضرت بابا ماچین کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین خواجہ احرار الاولیا کے ساتھ سلطان ابو سعید مرزا کو حسن عقیدت تھی۔ لہذا اُس نے ان کو نہایت خواہش۔ آداب۔ اور خدمت گذاری کے ساتھ تاشقند سے باستدعاے اقامت سمرقند طلب کیا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا نے قبول التماس کو داخل مروت سمجھکر۔ سنہ ۸۵۵ سنہ ما سمرقند مین آکر بساط اقامت بچھادی۔ اِس قصہ کی تفصیل مع تقریبات کے کتاب رشحات مین لکھی ہوئی ہے۔ خدا کرے۔ شائقین کو دیکھنا نصیب ہو۔

کہتے ہین۔ اس عرصہ مین سیادت و نقابت دستگاہ میر تقی الدین محمد کے ساتھ خسر اور داماد ہونے کی نسبت طرفین سے ہوگئی۔ یعنی خواجہ احرار الاولیا نے اپنی صبیہ عزیزہ کی نسبت میر کے فرزند کلان امیر عبداللہ امام کے ساتھ کی۔ اور میر کی صبیہ کا عقد اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کیا۔ کہتے ہین۔ میر کی لڑکی سے تین لڑکے اور دو لڑکیان ہوئین۔ جن کے نامی نام یہ ہین۔ خواجہ عبدالهادی۔ خواجہ خاوند محمود خواجہ عبدالحق۔ محبوبہ سلطان بیگم۔ زینت سلطان بیگم۔ جب دختر میر کی کمسنی کے چہرہ کو فنا کے برقع نے چھپا لیا۔ تو خواجہ احرار الاولیا نے اپنے پسر کلان کا عقد خواجہ نظام الدین کی لڑکی کے ساتھ کیا۔ خواجہ نظام الدین۔ خواجہ عصام الدین۔ شیخ الاسلام کے بھائی سادہ صاحب ہدایہ فقہ کی اولاد سے ہین۔ ان کا کرسی نامہ اس طرح پر ہے۔ نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک۔ ابن خواجہ عماد الدین۔ ابن خواجہ جلال الدین محمد۔ ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن مولانا برہان الدین علی مصنف ہدایہ۔ اس دختر سے بھی تین فرزند اور دو لڑکیان پیدا ہوئین۔ خواجہ عبدالعلیم۔ خواجہ عبدالشہید۔ خواجہ ابوالفیض مہ کلان بیگم۔ خانزادہ بیگم۔ سواے اس کے ایک اور ہمخوابہ تھی۔ جس سے ایک لڑکا تھا خواجہ محمد یوسف۔

چونکہ خواجہ کے خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد پدر بزرگوار کی اجازت اور خوشی سے محلہ درسین مین عبادت خانہ اور بود و باش کا مکان تجویز کر لیا تھا۔ لہذا خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین وہان سے مقررہ اوقات مین ہی آنا ہوتا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا آپ کے ساتھ کمال مہربانی کے ساتھ بلکہ اعزاز کے طریقہ پر سلوک فرماتے تھے۔ باپ اور بیٹے کے برتاؤ کی طرح پیش نہین آتے تھے یعنی بیٹے کی عزت بہت زیادہ کرتے تھے۔ مولانا علی صفی مصنف رشحات لکھتے ہین۔

”ایک روز مین آپ کی خدمت مین بمحلہ درسین بیٹھا تھا۔ ایک تقریب سے آیۃ کریمہ

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْم کی تفسیر کا ذکر نکلا - تو آپ نے علمائے ظاہر وباطن کے بہت سے اقوال عمدہ تقریرین بیان کئے - اور حکما نے جو یہ تاویل کی ہے - کہ نار سے مراد - نمرود کی آتش غضب - اور برد سے مراد شعلۂ غضب کا فرو ہونا ہے - اس تاویل کے رد مین معقول اور حکمی دلائل سے ثابت کردیا - کہ وہ نار عنصری نار تھی - اور برودت اُس کی ماہیت پر عارض ہوئی گے

ایک ہدایتی فرمان جس مین پدر بزرگوار نے آپ کو تلقین فرمائی ہے - یہ ہے -

فرزند نور چشم - تم کو ایسی ہمت رکھنی چاہیئے - کہ جن باتون کا جاننا تمہارے اوپر فرض ہے - اور جن کے بدون قطعاً ممکن ہی نہین ہے - جیسے اعتقاد صحیح رکھنا - اور علم کا اور احکام آلہی کا جاننا - ان باتون سے تم جلد اپنے تئین فارغ کرلو اور ظاہری وباطنی دائمی عبادت مین مشغول ہوجاؤ - اس امید پر - کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تمہارے دل سے اپنے غیر کا اعتبار تعظیم اور دید دور کرکے - تم کو ہمہ تن اُنہین تمام امور مین مشغول کردیوے - جو تم سے مقصود ہین خداوندا جن اصحاب کو تو نے محض اپنی عنایت سے اپنی غیر کے اعتبار تعظیم - اور دید سے نجات دی ہے - اُن اصحاب کے قرب کے طفیل مین - حقیر اور ضعیف بندہ زادہ کو - جس کے لئے تیری عنایت - مافت - اور رحمت کے سوا - کوئی امید کی جگہ نہین ہے - تمام گرفتاریون سے رہائی عطا فرما - بمنہ وکرمہ - بیت -

غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست		تیغ لا برکش کہ آن معبود تست گے	

آپ کے حالات کا بیان مجملاً اس طرح پر ہے - جب شاہ بیگ خان کا تسلط اور ظہور ہوگیا تھا - تو آپ لوگون کے تنگ اور اطوار سے زمانہ کی تباہی معلوم کرکے - اپنے وطن سے بحکم لہ الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین اندجان کی طرف ہجرت فرماگئے - اور اُس جگہ کو بھی آپ کی طبیعت نے پسند نہین کیا - اسواسطے جلدی سے عالم فردوس کو جانے کے لئے - آخرین سفر کا سامان باندھ لیا - آپ کی نعش کو لوگون نے اوس ملک سے شہر تاشقند مین لاکر - آپ کی والدہ ماجدہ کے مرقد کے پہلو مین دفن کیا -

لہ - جن چیزون کی برداشت کی طاقت نہ ہو - ان سے بھاگنا - رسولون کی سنت ہے - ۱۲

انجمن فرزندان خواجہ محمد عبد اللہ

خواجہ عبد الہادی آپ ہمت اور فطرت مین دریا کی طرح فیاض - اور بخشش و بخشایش مین ابر کی طرح با ہمت تھے - فقر و تجرید مین خزان دیدہ شاخ کی شکل - اور حقائق و معارف کا بیان کرنے مین پر بہار نوجوان درخت کی صورت رکھتے تھے - جد امجد یعنی خواجہ احرار الاولیا کی زندگی مین ہی - آپ کو سفر حجاز کی توفیق ہوئی تھی - حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد روم اور شام کی زمین مین بحکم سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ چلے گئے - جہ قدم رکھا - آگاہی اور عبرت کے ساتھ رکھا - اور اُن اطراف کے سلاطین اور حکام کے ساتھ صحبت اور مجالست کا کئی دفعہ اتفاق ہوا - ہمیشہ خواجہ کی طرف سے برتاؤ مین اور کلام کرنے مین بہت کچھ بے نیازی اور وقار پایا گیا - اور کسی بڑے دولت والہ کی طرف سے تھوڑا سا نقد و جنس ہی نذر اور سوغات کے طور پر آپنے قبول نہین کیا - بلکہ جو لوگ ملازمت مین آتے جاتے تھے - ہر ایک کے ساتھ طرفین کی مناسبت دیکھکر مردمی کا برتاؤ فرمایا - روم کی قلمرو کا ٹیکس تمام تاجرون پر معاف کرا دیا - اور بزرگانِ دین اور استیان ملت اسلامیہ سے ملاقات کر کے فیض یابی کے بوجہ سے گران بار ہوئے - کہتے ہین - حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے آپ کی سیر و سلوک کی روش اور سفر و حضر کا طریقہ بہت پسند کیا تہا - اور جب تقریب ہوتی تہی - تو تعریف کیا کرتے تھے - جب آپنے سفر دور سے بازگشت فرما کر اپنے وطن مین خواجہ احرار الاولیا کی قدم بوسی کی - تو خواجہ احرار الاولیا نے کارپردازون کو حکم دیا - کہ دو لاکھ سی ہزار مثقال جو مدت سفر مین خواجہ عبد الہادی نے لوگون سے بطور قرض لیکر ضروری اور شرعی مصارف مین صرف کر دئے ہین - قرض خواہون کو فوراً ادا کر دئے جاوین - کیونکہ اس فرزند نے دور و دراز ملکون مین ہماری درویشی اور خواجگی کی ننگ و ناموس کی نگہبانی کامل طور پر کی ہے - خواجہ عبد الہادی کے دو بیٹے تھے خواجہ عبد الحق اور خواجہ قاسم اولین فرزند عالی ہمت - بلند فطرت - صاحب شجاعت - اور اہل کرم تھے - جنت آشیانی ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین تھے - جنگ خوشاب مین تیر کہا کر پانی مین ڈوب گئے - دوسرے فرزند کو زیارت حرمین کی توفیق ہوئی - جس قدر عمر باقی رہی تہی - اوسی جگہہ ریاضت اور عبادت مین گزار دی - اور یمن اور روم کی زمین مین چل پہر کر اُن شہرون مین جو اولیاء اللہ زندہ یا آسودہ تھے - ان کے قلوب کی اور قبور کی زیارت سے مشرف ہوئے - مولوی اسمعیل شروانی - خواجہ احرار الاولیا کے بزرگ خلیفہ صاحب کرامات و مقامات - اور اہل علم و معاملات تھے - ان کی خدمت مین آپنے رسم بیعت ادا کر کے طریقہ رابطہ

کی تلقین سے اپنے باطن مین صفائی بہم پہونچائی لیکن اپنی نسبت اور نسل کی حقیقت مولانا کی ملازمت مین مخفی رکھی۔ مدت کے بعد اور مبالغہ کرنے سے آپ نے فرمایا۔ مین خواجہ عبدالہادی کا فرزند ہون۔ جب مولانا اسمعیل عالم ارواح کو کوچ فرما گئے۔ اور مخدوم خواجہ محی الدین عبدالحق۔ مکہ معظمہ مین تشریف لائے۔ تو خواجہ قاسم نے اپنے عم مکرم کی خدمت مین تجدید بیعت کی۔ ان کی اولاد کرام مکہ معظمہ مین تھی۔

خواجہ خاوند محمود۔ آپ خواجہ محمد عبداللہ کے دوسرے صاحبزادہ تھے۔ شہاب الدین آپ کا لقب ہے ظاہری علم اور معنوی بصیرت سے آراستہ اور صاحب منازل و مقامات تھے۔ آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھہ ملا ہوا تھا۔ آپ کو طریقت کی تلقین سے۔ اور نیز اپنے جد بزرگوار کی دعا سے بہت کچھہ فیض حاصل ہوا تھا۔ سفر حجاز کی سعادت۔ اور حج وغیرہ کی دولت سے دو دفعہ مشرف ہوئے تھے۔ اصحاب حجاز کی قبور کی زیارت سے۔ اور اُن کے قلوب کے قبول سے اپنا باطن منور کیا تھا۔ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی اور جلال دقائق و کشاف حقائق۔ مولانا جلال دوانی کی خدمت سے درسی علوم تحصیل کئے تھے۔ علم طب کے اندر رئیس الاطبا مولانا عماد الدین محمود کے شاگرد ہین۔ اِس باب مین مسیحائی اعجاز۔ آپ کی حذاقت سے نمایان تھا۔ اہل تصوف کے اقوال کی شرح کرنے مین۔ آپ کی زبان۔ اہل زمانہ کے نفس ناطقہ کو حقیقت گوئی سکھاتی تھی۔ ہند کی فتح کے بعد۔ آپ دہلی مین تشریف لائے۔ جنت آشیانی نے لائق و فائق ارادت اور عزت کے ساتھہ پیش آکر اظہار اخلاص کیا۔ آپ کے تین فرزند تھے خواجہ نور الدین۔ خواجہ جلال الدین قاسم۔ خواجہ معین الدین۔ اولین فرزند درویش سیرت۔ فقیر دوست۔ غریب پرور۔ اور شکستہ نواز تھے۔ دوسرے فرزند کو جذبہ۔ استغراق۔ خرق عادات اور سنجیدہ حالات حاصل تھے۔ اس گروہ کے باعرفان اقوال کی حقیقت کو اچھی طرح پہونچتے تھے۔ جب آپ کے بیان سے گوہر فشانی ہوتی تھی۔ تو اہل زمانہ کے کان۔ حقائق اور معارف کے موتیون سے بھر جاتے تھے۔ گو آپ نے عالم قدس کو رحلت ہندوستان مین فرمائی تھی۔ مگر آپ کی نعش مبارک آبائے کرام کے مزار مین سمرقند کو پہونچائی گئی۔ تیسرے فرزند کو جاہ و جلال۔ مال و حال۔ اور بخشش و بخشائش یہ سب کچھہ حاصل تھا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان مین یعقوبی اور یوسفی معاملہ رہتا تھا۔ ہمیشہ سفر و حضر مین باہم شریک رہتے تھے۔ آپ کو تلقین طریقت باپ سے ہی تھی۔ میرزا شرف الدین حسین آپ کے ہی بیٹے ہین۔ ہند کے اندر خلافت پناہی اکبر شاہ ابن ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین میرزا کے طالع کا ستارہ۔ شہنشاہی عنایت کے آفتاب سے شرف

سعادت کو پہونچا تھا۔ اِن کے حق مین رعایت کی گئی۔ کہ دولت کے بڑے درجہ کو پہونچے۔ ان ایام مین میرزا کے پدر بزرگوار نے کاشغر سے خانۂ مبارک کے طواف کا ارادہ کر کے۔ عبدالرشید خان والی نواح کاشغر سے رخصت لی تھی۔ رخصت لیکر ہندمین تشریف لائے۔ خلافت دستگاہ۔ خلائق پناہ نوش آستانی نے پدر میرزا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا۔ اِس عرصہ مین حاسد کوتاہ نظرون کی افترا پردازی سے سلطان کے دل مین میرزا کی طرف سے غبار کدورت پیدا ہوگیا۔ جب میرزا کو اس کارسازی پر آگاہی ہوئی۔ تو پانون اُکھڑ گئے۔ اور راسے مین استحکام نہین رہا۔ اپنی جاگیر کو جانے کے نام سے رخصت لی۔ اور یہ بہانہ کر کے دارالسلطنۃ سے علیحدگی اختیار کی۔ میرزا کی جاگیر کا محال گجرات کے آس پاس تہا۔ لہذا گجرات کی سرحد مین آپہونچے۔ باایںہمہ خلافت پناہ نے خواجہ کے ادب اور رعایت سے اپنے تئین باز نہین رکہا۔ خواجہ نے چند روز توجہالت والفعال کے ساتہہ اوقات گزاری کی۔ لیکن بعد مین سفر حجاز کے لئے رخصت لی۔ جب خواجہ بندر کنبایت کے نزدیک پہونچے۔ تو فرمان طلب حضرت رب العزۃ سے صادر ہوا۔ خواجہ قبول کر کے اخروی سفر کا سامان باندہ روانہ ہو گئے۔ لوگون نے آپ کی نعش کو انواع واقسام کے بیش بہا عطرون سے معطر کر کے ایک صندوق مین رکہا اور صندوق کو نتحی جہاز مین روانہ کیا۔ جہاز مذکور ہنوز تہوڑا سا راستہ بہی طے کرنے نہین پایا تہا کہ ڈوب گیا فَوَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یہ بالکل سچ ہے۔ **مصرع** بحر یعنی را بود دریاے صورت خوابگاہ۔

خواجہ عبدالحق۔ آپ کا لقب محی الدین ہے۔ آپ خواجہ محمد عبداللہ کے تیسرے فرزند ہین قدس اللہ اسرارہما۔ آپ کا ظاہر بہت سے کمالی اطوار اور پسندیدہ آثار کے ساتہہ آراستہ۔ اور آپ کا باطن معرفت اور آلہی تجلیات کے انوار سے پیراستہ تہا۔ آپ نے خواجہ احرارالاولیا سے بلاتوسط احدے باطنی سبق لیا تہا۔ اور طریقت کی تلقین پائی تہی۔ اور اس ذریعہ سے کمال وتکمیل کے درجہ کو پہونچے تہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ایک روز خواجہ احرارالاولیا نے سمرقند سے باغ بایزید کی سیر کا عزم فرمایا۔ آپ سے کہا۔ تم ہمارے ہمراہ باغ مین چلو۔ آپ نے عرض کیا کہ مینے ہنوز سبق نہین پڑہا ہے۔ خواجہ نے فرمایا۔ آج سبق ہم تم کو پڑہا دینگے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اُس روز سبق کے عوض۔ اس مضمون کا تفویض نامہ لکہکر حوالہ کر دیا۔

فرزند نورچشم۔۔ (۱) اپنی تمام ہمت اس طرح پر رکہنا۔ کہ تمہارے دل مین حق سبحانہ کے سوا
دوسری کوئی خواہش نہ ہو۔ (۲) حق سبحانہ کے سوا جو چیز تمہارے دل کو اپنی طرف متوجہ کرے
لا الٰہ الا اللہ کہنے سے اُس چیز کو دل سے دور کر دینا۔ اور ایسا کرنا۔ کہ تم اُس چیز کو

اپنا دشمن جانو (۳) ہمیشہ حق سبحانہ سے نہایت نیاز اور انکسار کے ساتھ یہ طلب کرنا۔ کہ وہ اپنے سوا۔ کسی چیز مین تم کو نہ پھنساوے (۴) پاکی کے ساتھ طہارت کرنا۔ اور خلوت مین نماز پڑہنا۔ زمین پر سر رکھکر حق سبحانہ سے یہ دعا مانگنا۔ کہ وہ اپنے خاص بندون کے دل مین تمہاری محبت پیدا کرے۔ اور اس کے سوا کسی اور چیز مین سعادت نہ سمجہنا۔ کہ حق سبحانہ کے خاص بندے اپنے دل مین تمہاری جگہہ دیکر۔ حق سبحانہ سے یہ چاہین۔ کہ اُس کی محبت تمہارے دل مین جگہہ کرے۔ قطعہ۔

ترا یک پند بس در ہر دو عالم	کہ برناید زجانت بے محبت دم
اگر تو پاس داری پاسِ انفاس	بسلطانی رسانندت ازین پاس

آپ بہی فتح ہند کے بعد جنت آشیانی کی ملازمت مین تشریف لائے تہے۔ میرزا کامران آپ کے ہی مرید ہین۔ خطوط کے اندر جو سوال و جواب جنت آشیانی سے ہوا ہے۔ یہ کسی قدر میر عبدالحی کی کتاب حبیب مین لکہا ہوا ہے۔ اکثر آپ کی عمر کا حصہ ضعف۔ رمد۔ درد سر اور کہالنسی کے مرض مین گزرا ہے۔ باوجود اس قدر ناتوانی کے جمیع عبادات نفل کے ادا کرنے مین خواہ سفر ہو۔ یا حضر ہو۔ کمال چستی۔ چالاکی اور توانائی کام مین لاتے تہے حتی کہ آپ کے افعال مین۔ کسی مستحب کا بہی ترک نظر نہین آیا۔ کہتے ہین۔ جس وقت آپ کو واپسین غسل دیا جاتا تہا اُس وقت مولانا مصطفی اردمی فرماتے تہے۔ کہ اس سے زیادہ بزرگ اور کونسی کرامت ہوگی۔ کہ جسم کی ایسی لاغری اور کمزوری پر بہی آخرین سفر کے وقت تک۔ اپنی کسی عبادت اور ریاضت مین مسامحت نہین کی۔ حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق ہوئی۔ اور از راہ مردمی دونون شریف مقامات کے اکابر موالی۔ اور فقرا کی عمدہ خدمت اور نذر و نیاز کا انتظام کیا۔ فرماتے تہے۔ جب مین مکہ کے اندر طواف کے واسطے حرم شریف مین جایا کرتا تہا جس کو آٹہون بہشت کی صورتون کا ہیولی کہنا زیبا ہے۔ تو وہان کے خادمون کی طرف سے ناہمواریان اور بے ادبیان دیکہنے مین آیا کرتی تہین۔ یہ دیکہکر دل مین خلش ہوتی تہی۔ کہ ایسے مقدس مکانون کے اہل۔ ان خادمون سے زیادہ شایستہ ہونے چاہئین۔ اور یہ کانٹے کی سی کہٹک ہمیشہ دل کے پاؤن کو زخمی رکہتی تہی۔ ایک روز رات کے وقت طواف مین کسی قدر خلوت اور فرصت نصیب ہو گئی۔ تو یکایک کان مین ایک آواز آئی۔ اور کندہے پر ہاتہ کے رکہے جانے کا احساس ہوا۔ آواز کا مضمون یہ تہا۔ کہ اس جماعت کے لوگ ہماری درگاہ کے خانہ زاد ہین۔ اعتراض کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ یہ مضمون سنتے ہی خاطر فاتر کی تشویش بالکل رفع ہو گئی۔ اور تمام

اعضا اور حواس - تواضع اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہو گئے۔

غوثی - اس واقعہ سے یہ سند ہاتھ آئی - کہ خوبان روزگار کی بارگاہ میں جو خدام حاضر رہتے ہیں - اُن کے ساتھ اپنے معاملات اور حقوق میں - مروت کو کام میں لانا چاہیئے - قاضی کے حکم، و مفتی کے فتویٰ پر نظر نہیں ڈالنی چاہیئے - کیونکہ جرم معاف - اور اپنا حق ساقط کر دینا جائز ہے -

خواجہ عبد العلیم - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے چوتھے فرزند تھے - آپ کی صورت اور سیرت بالکل اپنے بزرگ آپ کی سی تھی - والدین شریفین اور برادران مکرم کی خدمت گزاری میں اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے میں بہت کچھ کوشش اور اہتمام رکھتے تھے - خود اپنے کاموں کو پس انداز کر کے دوسروں کی مہمات انجام دینے میں مصروف ہو جایا کرتے تھے - بیکسوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جانا - گرمی - سفر - اور حضر کو خیال میں نہ لا کر رات دن مشغول رہتے تھے - خواجہ محی الدین عبد الحق فرمایا کرتے تھے - برادر عبد العلیم خواجوں کے خاندان میں راسخ پہاڑ اور ثابت قطب کی مثل ہیں اِن کے کاموں میں تردد اور تزلزل کو دخل نہیں ہے - اور ان کی صفات حمیدہ - شمار حساب سے زیادہ ہیں - جب شاہ بیگ خان کی لڑائی کے سبب سے اس خانوادہ کے درویشوں اور فقرا کو فقر اور درماندگی کی تکالیف اُٹھانی پڑیں - تو آپ کو آشناؤں کے حالات دیکھنے کی برداشت نہیں ہوئی - ناچار سفر کاشغر کا ارادہ کیا - جو دو تین سال عمر کے باقی تھے - وہ وہاں بسر کر کے - عالم ملکوت کی منزل کو روانہ ہوئے -

یاد خواجہ عبد الشہید

آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے بیٹے ہیں - جو خواجہ کے خواجہ کر کے مشہور تھے - اخلاق آلٰہی کے ساتھ آراستگی اور حقائق اشیا کی تحقیق جیسی چاہیئے - رکھتے تھے - کسبی اور لدنی علم حقیقی اور ظاہری بصیرت سلوک میں یہ دونوں آپ کے رفیق تھے - جب آپ کی ولادت سے محلہ درسین میں بلکہ تمام سمرقند میں خوشی مانی گئی - تو خواجہ احرار الاولیا نے بھی یہ خوشخبری سنی - اور اُس محلہ میں تشریف لے گئے - پدر بزرگوار نے نوزاد بچہ کو اپنے والد ماجد (خواجہ احرار الاولیا) کی خدمت میں پیش کیا - دین اور دُنیا کی دولت خواجہ احرار الاولیا کی آستین میں تھی اُنہوں نے اُس باغ ولایت کے پودہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے از روئے محبت اُٹھا لیا - اور اُس گوہر عرفان کے کان میں اذان کہی - اور سنہ میں شہید پایا اور نام رکھا - جب دوسری بار خواجہ کی نظر اُس عالی فطرت لڑکے کے چہرہ پر پڑی - تو فرمایا - اِس فرزند کے گوشہ چشم میں عرفان کا فیض اور حضور آلٰہی کا نور عیاں ہے

لوگون کا بیان ہے ۔کہ حضرت خواجہ عبد الشہید کے کمالات جب ترقی پر تھے ۔تو یہ فرمایا کرتے تھے ۔کہ جس حضور اور شہود کی خوشخبری جد بزرگوار نے دی تھی ۔اُس کا کچھ اثر ابھی تک تو فقیر کے ادراک مین آیا نہین ہے ۔لیکن چونکہ خواجہ احرار الاولیا کی بشارت ہے ۔ اسواسطے واپسین سفر تک بھی اُس کی امیدواری ضرور باقی رہے گی ۔لراسمہ

ہر آرزو کہ دلم داشت خیمہ بیرون زد		جز آرزوے وصالت کہ پاے او لنگ است	

بیشک یہی امیدواری تو ہے جس سے بہت کچھ کشایش اور کامگاری ہوتی ہے ۔ کہتے ہین ۔آپ کے اوقات چار قسمون[۲] پر تقسیم تھے (ایک حصہ) قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث نبوی **علیہ السلام** کے ذکر مین گزرتا تھا (دوسرا حصہ) کتب فنون کے مطالعہ مین (تیسرا حصہ) فوائد اور رسالون کی کتابت مین (اور چوتھا حصہ) شب کی نماز اور شغل باطنی مین ۔ اور باقی وقت اگر کچھ رہ جاتا تھا ۔تو وہ مراقبہ مین گزرتا تھا ۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھ مین تقدیری کرشمہ ۔ اور ہندوالے ارباب سعادت کا جذبہ ۔آپ کو ہندوستان کی طرف کھینچ لایا ۔ اُن ایام مین فرمان رواے زمانہ اکبرشاہ دار السلطنۃ آگرہ مین سلطنت اور کامرانی کا حظ اُٹھا رہا تھا ۔بہت کچھ عجز و نیاز اور بکمال تعظیم و تکریم کا اظہار آپ کے استقبال مین کیا ۔ اور اس طریقہ سے سلوک کے ساتھ پیش آیا ۔کہ بااعتقاد مرید بھی اپنے روشن ضمیر پیر کے ساتھ اس طرح پیش نہین آسکتا ہے ۔ آپنے کم وبیش پندرہ سال تک اپنی نگہ سے اس ملک کے لوگون کو رہنمائی کا فیض بخشا ۔ کہتے ہین ۔ ایک رات آپ کے جد بزرگوار نے معاملہ کی حالت مین ایک جزدان آپ کے سپرد کیا ۔جو رقعون سے بھرا ہوا تھا ۔تعبیر اس واقعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوئی ۔کہ اخیر مین صاحب قیاس اور خداشناس لوگون نے جو تعداد مین دس ہزار سے زیادہ تھے ۔بیعت کے ذریعہ سے آپ کی کلاہ قبول اپنے سرون پر رکھی ۔ اور توبہ و دعا کی توفیق پاکر سلوک مین داخل ہوئے ۔معلوم ہوا ۔کہ وہ پرچہاے کاغذ اس جماعت کے نامہاے طریق تھے ۔قصہ کوتاہ چونکہ پیری عالم روحانی کی بازگشت کا مقدمہ ہے ۔ لہذا پیری نے آکر آباے کرام کا اُخروی وطن یاد دلایا ہجری سنہ نوسو بیاسی مین واپسی کا عزم ۔ اور سفر کی تیاری کر کے ہند سے روانہ سمرقند ہوئے ۔منزلون پر قیام کرنے ۔ اور سامان و اسباب کھولنے مین دیر پر دیر پیدا ہوتی تھی ۔ اور سواری اور سفر کا اہتمام فرمانے مین ۔آپ رفتار اور گفتار سے نہایت عجلت ظاہر فرماتے تھے ۔ خاصکر جب قافلہ دریاے آمو کے کنارہ پہونچا ۔ تو آپ خلاف عادت سب لوگون سے پہلے اُتر گئے ۔جس سے پایا گیا کہ کوئی اندرونی

سرعت باعث اس کا ہے - جو خادم اور ہمراہی محرم خاص تھے - انہون نے بیتابانہ کئی دفعہ اس صورت کا باعث دریافت کیا - اور اصلی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے آپ کا جواب چاہا - لیکن آپنے سوائے اس کے کوئی جواب نہین دیا - کہ مجکو اِن ایام مین ہر لحظہ شوق کے سبب سے ایسی حالت پیش آتی ہے - جس کا مخاطب کو سمجہانا ناطقہ اور زبان کے امکان مین نہین ہے - او منجملہ اُس کے جو کچہ بیان کیا جا سکتا ہے - یہ بہی سنکر سننے والون کو حیرت ہوگی - لراقمہ

زبانِ حال وارد نالۂ من فہم سے باید	چہ شد گر آرزو یار از زبان گفتن نمی داند

اور نیز فرمایا - کہ واپسین سفر کا آغاز اِس ظاہری سفر کے انجام کے ساتھہ مجکو ملا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور غالب گمان یہ ہے کہ ان دونون سفرون کے درمیان مین مدت اقامت سے تخلخل پیدا نہین ہوگا - اور با اینہمہ چند روز سے میرے کان مین طلب کا مضمون میرے بزرگون کی طرف سے پہونچ رہا ہے - بلکہ ابہی انہین ایام مین حضرت قطب الواصلین خواجہ بزرگ نے ایک شب عالم مثال مین صریح طور پر فرمایا ہے - صاحبزادہ - اب آیندہ سستی اور درنگ نہ کرو - اور اپنے تیئن نہایت تیزی کے ساتھہ ہمارے مقام مین پہونچاؤ - اِس سبب سے مین چاہتا ہون - کہ جہان تک ہو سکے - اپنے تیئن بہت ہی جلد اپنے آبائے کرام کے بافیض مزار کے قدمون مین پہونچا دون - اور ان اصحاب کی ہمسائگی مین اُخروی آسائش گاہ اختیار کردن - کہتے ہین جب سمرقند کی سرحد مین پہونچے - تو فرمایا - اسی جگہہ اپنے سر کے بال دور کردینے چاہئین شاید سمرقند مین سر منڈانے کی بلکہ سر کہجانے کی بہی فرصت نہ ملے - القصہ اپنے وطن مین پہونچنے کے بعد ایک مہینے سے کچہہ کم زندہ رہے - اور یہ وقت کوچ کے انتظام مین گزرا - میر عبدالحی اپنی کتاب جمیع مین لکہتے ہین - جمعہ کا دن تاریخ ساتوین رمضان کی تہی جامع مسجد سے لوٹ کر لوگ حضرت خواجہ کی خدمت مین آئے - تمام فرزند - خویش - متعلقین اور اندرونی و بیرونی خدام باری باری سے رخصت ہوکر آپ کی خوشنودی طلب کرتے تہے - یہان تک کہ شام کا وقت آیا - آپنے تیمم فرماکر - مغرب کی نماز اشارون سے ادا کی - اور مجکو اپنے نزدیک بلاکر اپنا دست مبارک کامل مہربانی کے ساتہہ میرے سر منہ - اور کندہے پر پہیرا - اسی اثنا مین طبیعت شریف پر ضعف غالب ہوا - خواجہ ہاشم سرہانے کی طرف تشریف رکہتے تہے - حافظون کو فرمایا - یٰسین ختم کیجئے - آپ نے آنکہین کہول کر فرمایا - جب وقت آجاوے گا - تو اُس کی طرف اشارہ کردیا جاوے گا - اس پر ایک لحظہ نہین گزرا تہا - کہ فرمایا - وقت ہوگیا ہے - خواجہ ہاشم سمجہے - کہ نماز عشا کا وقت دریافت فرماتے ہین - جواب دیا - کہ ہنوز شام ہے

پہر فرمایا نہیں - وقت ہوگیا - اُس وقت ذہن مین آیا - کہ آپ کیا فرماتے ہین - حافظون نے تلاوت یٰسین
شروع کی - اور حاضرین اللہ اللہ کے ذکر مین مشغول ہوئے - تہوڑی دیر اِس حالت پر گزری تہی - کہ احساس حرکت
موقوف ہوا - مینے خواجہ ہاشم سے عرض کیا کہ شاید حضرت نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - جب ہمنے تحقیق
کیا - تو ایسا ہی تہا - یعنی سنیچر کی رات تاریخ آٹہوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپنے اپنا ظاہری
نقش - زمانہ کے نمائشی صفحہ سے مٹا کر - علم آلہی کے صورت خانہ مین باطنی نقش جا جمایا[۹۸۳] - لما کان قبل ذلک
کہتے ہین - جمعہ کے روز صبح کے وقت آپنے خواجہ ہاشم کو فرمایا - قلمدان منگا کر میری چند باتین لکہ لو -
جو وصیت کے طور پر ہین -

(اوّل یہ) کہ جو میرا جانشین میری پیروی کرنا چاہے - اُس کو چاہیئے - کہ میرے طریقہ کو اپنا پیشوا
بناوے - اور لوگون کو چاہیئے - کہ وہ بہی اُس کے ساتہہ اُسی طرح آداب اور خدمت سے پیش
آوین - کہ جس طرح بالخصوص میرے ساتہہ پیش آتے ہین - (دوسرے یہ) کہ تجہیز و تکفین مین تکلف
نہ کیا جاوے - اُس پوست کو جو حرم شریف مین بچہایا جا چکا ہے - تہ مین بچہا دین - اور اگر کسی
جگہہ سے کہلا رہ جاوے - تو اُس کو کسی ہم رنگ کپڑے سے ڈہک دینین - اور میزان کے
دالان مین مجکو دفن کرین - تاکہ روضہ احرار الاولیا کے زائرین کا پہلا قدم فقیر کی خاک پر پڑے
میری یاد اُن کے دل مین آوے - اور میری روح پر فاتحہ پڑہکر آگے بڑہین - (تیسرے یہ) کہ دل
کتابخانہ کے وقف کرنے مین لگا ہوا ہے - مناسب ہے - کہ بلا تامل کتابخانہ وقف کر دین
(چوتہے یہ) کہ حفاظ کو تین دفعہ ختم قرآن کرنا چاہیئے (پانچوین یہ) کہ فرزندون - دوستون - اور
آشنائون کو چاہیئے - کہ صبر اور رضا کو پیشوا بنا کر قطعاً نوحہ اور نالہ نہ کرین - جو ماتم داری کی بنیاد ہے
کیونکہ اس سفر مین بہت سے مطالب اور مرادین میری رفیق ہین "

جس وقت آپنے یہ فرمایا - کہ دالان میزان کے پائین مین درویش کی جگہہ ہے - تو فرزندون اور دوستون
نے عرض کیا - کہ خواجہ احرار الاولیا کے دالان مین ایک قبر کی جگہہ اور خالی ہے - جس بزرگ کی اس جگہہ قبر بن
سکتی ہے - حضور کی بابرکات ذات کے سوا ایسا اور کوئی نہین ہے - چونکہ التماس کا قبول کرنا - مروت کا جزو ہے
لہذا آپنے قبول کر کے فرمایا - کہ دالان کے اوپر کے حصہ مین قبر اِس طریق سے رکہنا - کہ اِس خاکسار کا سر بڑے بہائی
خواجہ عبدالحق کے قدمون کی برابر مین آجاوے - چنانچہ اِس طرز کے ساتہہ آپکی قبر کا صندوق تیار کیا گیا - اِس

درمیان مین بڑے بھائی کی لحد کی دیوار مین سے ایک اینٹ جدا ہوگئی - حاضرین نے **ما ہوالمطلوب** کا تماشا کرکے اینٹ کو پھر اپنی جگہہ پر استوار کردیا -

جناب خواجہ عبدالشہید کے دو فرزند تھے - ایک تو خردسالی مین ہی رضوانی بارگاہ کو رخصت ہوئے دوسرے فرزند سعید خواجہ عبدالرشید تھے - جنھون نے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد خاندان کا چراغ جلایا تھا - خواجہ عبدالرحمن عرف بادشاہ خواجہ - خواجہ عبدالرشید کے ہی فرزند رشید ہین - بہت کچھہ آرام واطمینان کی علامتین، اور درویشانہ اخلاق آپ کی عادات مین نمایان ہین - امید ہے - کہ اپنے آباواجداد کے درجات پر پہونچکر دونون جہان کی سرفرازی حاصل کرینگے -

یاد شیخ محمد بن شیخ عبدالملک قاری خالدی

کہتے ہین - کتب متداولہ آپنے عبور اپنے بزرگوار باپ کے درس مین کیا تھا - اور علم قرأة مین اُستاد زمانہ تھے - آپ فرماتے تھے مین اپنے پدر بزرگوار کے خرقہ خلافت پر دل شاد ہوکر نہین رہا - اور ہمیشہ **غوث العرفا** جیلانی **قدس سرہ** کے باطن سے پرورش کی تلاش رکھی خانوادہ قادریہ کے ساتھہ بہت کچھہ دلبستگی پیدا ہوگئی تھی - اپنے پیر باطن کا نام مینے کبھی بے وضو نہین لیا - جب غوث العرفا کی روح مبارک کی طرف مین نصف توجہ بھی کرتا تھا - تو تمام دشواریان آسان ہوجایا کرتی تھین - ہمیشہ پاس انفاس مین دل پھنسا ہوا رہتا تھا - اپنی تمام عمر مین کسی قسم کی کشود کار - اہل دنیا سے نہین چاہی - مولانا محمد بیان کرتے ہین - جو کوتوال کی مسجد مین گوشہ نشین تھے - مینے ایک روز نماز کے اندر آپ کو شاہباز کی طرح اڑتا ہوا - اور سلام کے بعد بدستور صف مین بیٹھا ہوا پایا - باوجودیکہ نوبت کا علی الاتصال روزہ ہوتا تھا - مگر عبادت گزاری کی طاقت مین کمی نہین آتی تھی - اور تیر اندازی کے بغیر ایک روز بھی نہین گزرتا تھا - چادر اور تہمد کے سوا دوختہ کئے ہوئے لباس کی طرف کبھی ہوس نہین ہوتی تھی - کھانا کھانے مین آپ کا ہاتھہ اپنے سامنے سے آگے نہین بڑھتا تھا - گو دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے برابر والون کے سامنے ہوتے تھے - اگر گھر والون مین سے کوئی پوچھتا تھا آپنے آج کیا کھایا - تو جواب پاتا تھا جو کچھہ تم لوگون نے دیدیا - ایک روز آپ کی ہمخوابہ نے کہا - وظیفہ بادشاہ سے آپ لیتے نہین ہین - اور جو کچھہ فتوح کے طور پر آتا ہے - وہ تقسیم ہوجاتا ہے - پھر ضرورت کے وقت سوائے تکلیفات کے اور کیا پیش آویگا - آپ نے تبسم کرکے فرمایا - اس وقت مین کیا ضرورت ہے جواب مین کسی قدر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی گئی - ہنوز بات ختم نہین ہونے پائی تھی کہ دستک کی آواز

کان مین آئی ایک خردسال لڑکا دروازہ پر گیا - ایک شخص کھڑا ہوا تھا جس مقدار کی ضرورت ظاہر کی تھی - وہی مقدار لڑکے کے ہاتھ مین دیکر خود جلدی سے چلا گیا - جب مطلوبہ شے بی بی کے سامنے آئی تو آپنے فرمایا - تونگری سے درویشی زیادہ نشاط افزا ہے - خدا کی آمرزش کی طرف بازگشت کرنی چاہیئے - جب واپسین سفر کا وقت نزدیک ہوا - تو کہا کہ مجھ کو ایک جگہہ مقرر کردیا تھا - لیکن اب کہان جاؤن گا - یہ اطلاع نہین ہے - آٹھ روز بعد - کہ چودھوین ماہ رجب کی اور ہجری سنہ نوسو چراسی تھا - رحلت فرمائی - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ محمدؒ ابن ابی اللطف

آپ - شافعی المذہب - قدس خلیل کے شیخ الاسلام - اور جامع علوم عقلی و نقلی ہین - انوار شافعی پر ایک مبسوط شرح لکھی ہے شیخ قطب الدین بخاری کہتے ہین - مین نے ایک روز شیخ کے نزدیک درد دل کی شکایت کی - کہ مین نے ہر چند دعا کی - وظیفہ پڑھا - طومار اور تعویذ لکھے اس امید پر - کہ صاحب ختم نبوت علیہ السلام کو ایک بار خواب مین دیکھون - مگر نصیب نہین ہوا - جواب ملا کہ یہ سعادت اُس جانب کی عنایت سے وابستہ ہے - نہ اس جانب کی افسون پردازی سے - **بیت**

چو سر نوشت نباشد وصال دوست چہ سود		کہ دل ہزار دعا خواند و صد نوشتہ بسوخت	

پھر مین نے دریافت کیا - کہ یا شیخ کیا آپ اس دولت سے مشرف ہوئے ہین - فرمایا - کئی دفعہ - اور بیان کیا - ایک رات خواب مین مجھکو خبر ملی - کہ نورانی شکل پیغمبر علیہ السلام نے مسجد اقصی کو اپنے قدمون سے منور فرمایا ہے - مین دوڑکر حاضر ہوا - تو بیٹھے ہوئے دیکھا - صلوۃ و سلام کا مجکو جواب ملا - فرمایا[۱] یا شیخ محمد طبت قلت الان بردیتك جب مین نے حضور کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو حضور نے دعا کی[۲] بارك الله فی علمك واولادك اور دوسری دفعہ جو مینے دیکھا - تو حضور نے ہنسا ہنسا جان کر فرمایا[۳] یا شیخ محمد حَمِّلْنِیْ الی هناك فحملته علیہ السلام الی تلك الموضع فقمت بین یدیہ فقال سئل ماشئت فتاملت لحظة وقلت

[۱] شیخ محمد تم خوش ہو؟ مینے عرض کیا - ہان اب جو حضور کا دیدار دیکھ لیا - ۱۲ [۲] اللہ تعالی تمہارے علم اور اولاد مین برکت دیوے ۱۲

[۳] اے شیخ محمد ہم کو اُس مقام پر اُٹھا لے چلو - چنانچہ مین آنحضرت صلعم کو اُس مقام پر اُٹھا لیگیا - اور اُن کے سامنے باادب کھڑا ہوا حضور نے ارشاد فرمایا - تم جو چاہو - دریافت کرو - مینے ایک لحظہ تامل کیا - اور کہا یا رسول اللہ - قیامت کب آئیگی - حضور نے فرمایا میرے نزدیک آؤ چنانچہ مین حضور کے قریب گیا - آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دہن مبارک میرے کان کے قریب کیا - اور کہا جو کچھ کہ ۱۲

یارسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال تعالٰی فقربتہ؛ فوضع فمہ علیہ السلام الی اذنی فقال ما قال آپ کی زادبوم اور خوابگاہ قدس خلیل ہیں۔

مصرع خوایش با بنی مشتاق وارد؛

یاد شیخ ابوالنصر طبلاوی مصری

آپ شافعی المذہب۔ اور اپنے وقت کے دانشمند تھے۔ آپ کی ذات سے علما کو جمال حاصل تھا۔ ازلی علم کی جھلک آپ میں پائی جاتی تھی۔ مہذب الاخلاق۔ خندہ رو۔ کشادہ پیشانی تھے۔ اور نیز دیگر بہت سے آثار بزرگی آپ میں موجود تھے شیخ قطب الدین نہرواری کہتے ہیں۔ تاریخ ستائیسویں رجب شب معراج کو۔ مصر کی جامع الازہر میں شمالی حصہ کے اندر جہاں آپ کی درگاہ ہے۔ آیۃ معراج کا بیان۔ نماز عشا کے بعد سے صبح تک طرح طرح کے معانی۔ اور عمدہ عمدہ تفسیر کے ساتھ کیا۔ اور ہر ایک سننے والے کو اُس کی سمجھ کے موافق تعلیم دی۔ اور بیان مذکور تمام کرنے کا وعدہ دوسرے وقت پر موقوف رکھا۔ عجب علمی تبحر تھا۔ آپ کی خوابگاہ مصر میں ہے۔

مصرع بمعراج معانی جاے او باد

یاد شیخ علی قدسی

آپ حنفی المذہب تھے۔ مقدس سے مصر میں جاکر وطن کر لیا تھا۔ آپ کا درس کتب متداولہ کا بہت رونق پر تھا۔ علم سیمیا کا قانون بھی جانتے تھے شیخ محمد ابن ابی اللطف مقدسی نے شیخ قطب الدین نہرواری سے روایت کی۔ میرے بھائی ابوالبرکات آپ کے درس میں جایا کرتے تھے۔ اُس درمیان میں آپ کی کسی قدر سیمیائی نمایش دیکھی تھی۔ شیخ قطب الدین نے اس قسم کی ایک بات لکھکر شیخ علی کے سامنے پیش کی آپ نے قسم کھائی۔ اور کہا جس روز سیمیا کی مذمت میں امام ابویوسف رح کی ایک روایت میری نظر سے گذری۔ اُسی روز اوراق نیرنجات آگ میں جلا دئے۔ اور اُس کی یاد بالکل بھول گیا۔ ورنہ آج اُس کے بتلانے سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔

اس علم کے جاننے والوں کو واضح ہو۔ علم سیمیا دو طرح پر ہوتا ہے۔ (ایک مجازی ہے) یعنی ایک ممکن کی صورت۔ دوسرے ممکن کی شکل میں نمایاں کی جاوے۔ اور یہ بات عزیمتوں اور افسونوں کے ذریعہ سے پیدا ہوجاتی ہے۔ (دوسرے حقیقی) یعنی ممکنات کی صورت میں ایزدی صفات کا جلوہ دکھایا جاوے۔ اور یہ بات اشغال۔ اذکار۔ اور تصورات کے ذریعہ سے جو علم طریقت کے مبادی ہیں۔ ہاتھ آتی ہے۔ القصہ عالم جو

جوہر واحد مین چند فراہم آمدہ اعراض سے عبارت ہے ایک سیمیائی صورت ہے اُس شخص کی نظر مین جو اہل بصیرت ہے۔ مصرع بینش اہل دل نصیبش باد۔

یاد شیخ معروف و شیخ عثمان

یہ دونون اصحاب ذوق و وجدان کے خزانہ اور علوم و عرفان کے جواہر کی کان تھے - نیز دونون مسیح القلوب کی مان کے چچا اور شیخ طاہر یوسف کے چچا زاد بھائی ہین - ان کی زہد و علوم سو منبع باتر ہے - لیکن کرشمہ تقدیر ان کو وطن سے نکال لایا - اور ایک مقام سیت پور ملتان اور بکر کی سرحد پر واقع ہے - اُس سرزمین کے درویشون کی رہنمائی کے واسطے وہان پر ان دونون کو لے گیا - اُس مقام کے باشندون نے ان دونون بزرگ اشخاص کی تشریف آوری کو گنج باد آورد دیکھکر بہت غنیمت جانا - اور نیک اعتقادی کے ساتھ پیش آئے - یہ دونون بزرگ سب چھوٹون بڑون کے پشت پناہ اور مرشد ہو گئے - قاضی قاضن سندھی کے مصاحبون مین سے تھے - شیخ طاہر یوسف فرمایا کرتے تھے مین ان دونون صاحبون سے سندھ مین وحدت وجود کی باتین سنا کرتا تھا - اور مرصاد العباد پڑھا کرتا تھا اور نہین سمجھتا تھا - جب تک غوث الاولیا کی ملازمت مین بمقام گجرات نہ پہونچ گیا - دونون بزرگون کی خوابگاہ سیت پور مین ہے - جہان نیازمند اور صاحب ارادت لوگون کی بازگشت ہے -

مصرع سواد باغ رضوان خاک شان باد ؎

یاد شیخ محمد فقیہ تصغیہ

فقیہ - تعز کو مین ایک قصبہ ہے - جو دار الملک یمن مین داخل ہے - صلاحیت - صدق - صفا - بذل اور ضیافت یہ جملہ صفات حمیدہ آپ کامل درجہ رکھتے تھے - باوجودیکہ تنگی مین حالون سے کبھی جدا نہین ہوتی ہے۔ مگر آپ ہر روز دوپہر کو اور شام کو طرح طرح کے کھانے کھلاتے تھے - اور ایک معلم کو کچھ حق دیتے تھے - تاکہ وہ لوگون کے لڑکون کو قرآن اور نماز یاد کراوے - دیکھنے والون کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوا کرتی تھی - ایک بزرگ نے دریافت کیا - ایسی دستگاہ اس پُرانے گانون مین کس طرح حاصل ہوئی - آپ نے فرمایا - ایک ہندی الاصل آدمی یہان آپہونچا - اور مجکو علم تکسیر سکھایا - اُس بزرگ نے پھر پوچھا - کونسا اسم - کس شکل مین - اور کس طرح ثبت کرتے ہو بیت

	صیاد سیکھے مرا بیاموز		دولت بکدام دام گیرند	

آپ نے فرمایا - بیت

	لیس تکسیری مثل ما عرفتہ		بل ھو کسر الاشکال ومحو الاشیاء	

ترجمہ میرا تکسیر ویسا نہین ہے - جیسا تم سمجھے ہو - بلکہ میرا تکسیر - کسر اشکال اور محو اشیا ہے -

مصرع محو باد نام او در نام حق ؎

یاد شیخ زائر اللہ

آپ شیخ عمر منڈو (مانڈو) والے کے بیٹے ہین۔ آپکے دادا کے یہان قالین بننے کی کارگاہ تہی۔ سلاطین خلج کا زمانہ تہا۔ کہ منڈو مین آ لیے تہے۔ القصہ شیخ عمر نے بزرگون کا پیشہ ترک کر کے درویشی لباس اختیار کرلیا۔ بہت کچھ کمالات حاصل کر کے۔ عالم دنیا سے رحلت فرمائی۔ شیخ عمر کے فرزند (آپ) نے بہی باپ کے اسم باپ سے زیادہ ادا کئے۔ پرہیز۔ توکل۔ خوشنودی۔ کوشش۔ سپاس۔ اداس۔ یہ صفات آپکے خمیر مین داخل تہین۔ اسی رفتار سے اپنی عمر اسی سال تک پہونچائی۔ ماہ رمضان ہجری سنہ نوسو پچاسی مین ہفتہ رات کو، نم کی مسجد مین قرآن سننے۔ اور تراویح پڑہنے کے واسطے آیا کرتے تہے۔ چونکہ آپ کا گہر دور فاصلہ پہ تہا۔ اسواسطے رات اسی جگہہ بسر کیا کرتے تہے۔ اور فرمایا کرتے تہے۔ کہ یہ ہماری آخرین تراویح ہین۔ اگلے سال ماہ رمضان سے پہلے عید وصال نصیب ہوگئی۔ خوابگاہ منڈو (مانڈو)

یاد میان سیانجی بن داؤد

آپ راقم گلزار کے ماموں ہین۔ آپ کی زاد بوم منڈو ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار۔ سلطان ناصر الدین خلج کے زمانہ مین نہرواله سے منڈو مین آئے تہے۔ جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی۔ تو باپ عالم دنیا سے کوچ کر گئے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ بہت سے مشائخ کے مقبول ہوئے۔ خاص کر کلاہ ارادت سید جلال ابن سید محمد جعفر سے حاصل تہی۔ جو سید احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین۔ آپ کی قبر احمد آباد مین ہے۔ اور خلعت خلافت شیخ سعد الدین ذاکر سے ملا تہا۔ جن کی خوابگاہ بڑودہ (بڑودہ) مین ہے۔ ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے قیمت حاصل کیا کرتے تہے اور ہمسایہ درویشون کو تقسیم کر کے۔ اُس کو مقبولیت کے درجہ پر پہونچاتے تہے۔ اسّی سال کی عمر ہوئی۔ منجملہ اس کے تیس سال سے زیادہ آپ کی نیم شبی نماز اور سحری نالہ مین فروگذاشت نہین ہوئی ہجری سنہ نوسو پچاسی مین خاکی کالبد کا بے اعتبار سرمایہ۔ منزل گور کے سپرد کر کے۔ امر ربانی کی لطیف جنس۔ دار الملک علیین مین پہونچائی۔ آپ کے دو فرزند ہین۔ بڑے تاج محمد۔ اُنہون نے تو عمر دس برس کے مہر معجل مین اپنے تئین دیدیا تہا۔ اور سپاہگری اختیار کرلی تہی بہت کچھ ثروت حاصل ہوئی۔ چہوٹے شیخ حسین۔ صاحب حال وقال اہل رضا و تسلیم ہین۔ تصوف اور وحدت کی شان آپ کی ذات سے عیان ہے۔ نیاز و شکستگی۔ اور بردباری و فروتنی یہ اوصاف سرتاپا آپ مین بہرے ہوئے ہین۔ باپ کی

طرح رہتے ہین - اور سکان کو ظاہری و باطنی چراغ سے روشن رکہتے ہین - خدا کرے - عمر مین ترقی ہو -

یاد شیخ برہان

آپکی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - ہجری سنہ نو سو بیاسی مین اپنے وطن سے شیخ صدرالدین محمد ذاکر کی ملازمت مین بمقام گوالیار گئے تہے - اور واپسی کے وقت شیخ ذاکر کے ہمراہ منڈو مین آئے - تصوف کا طریقہ اور ذکر و شغل کی سند شیخ ذاکر کی تلقین سے حاصل کی تہی - عقلی اور نقلی علوم مین قوت استعداد روان تہی - راقم کی دوستی کے سبب سے کہ نحو مین آپ کا شاگرد ہے - مرشد کی اجازت سے اور شیخ محمود جلال کی مصاحبت کے خیال سے منڈو مین اقامت اختیار کر لی تہی - جب مالک ملک اکبر شاہ - سیر و شکار کے طریقہ پر رعایا اور سپاہ کے حالات کو مخفی تلاش کرتا ہوا ہجری سنہ نو سو بچاسی مین بطرف مالوہ آیا - تو قطب الاقطاب غوث الاولیا کے فرزند مخدوم زادہ گرامی دانائے رموز آفرینش شیخ ضیاء اللہ بہی شاہی لشکر مین تہے - شیخ محمود جلال - شیخ برہان حافظ صالح - اور فقیر غوثی حسن یہ چار اشخاص مخدوم زادہ کی ملازمت کا ارادہ کر کے منڈو سے دیپالپور کو روانہ ہوئے جہان شاہی خیمے نصب کئے گئے تہے - القصہ جب لشکر بہر دار السلطنت آگرہ کو لوٹا - تو شیخ برہان اور حافظ صالح - مخدوم زادہ کے ہم رکاب چلے گئے - راستہ اجمیر پر جا نکلا - وہان پر شیخ برہان نے جہان سے کوچ کیا رحمہ اللہ آپ کی خوابگاہ اسی مقام بزرگ مین ہے -

مصرع باد ہم آغوش با برہان وحدت جان او

یاد شیخ ابوجیو

آپ خضر کے بیٹے ہین - قدس سرہما زاد بوم گجرات اور خوابگاہ آسیر جو برہان پور کا قلعہ ہے صاحب توکل اور صاحب ہمت تہے - پسندیدہ اخلاق کے ساتہہ آپکی زندگی گزرتی تہی - جو اصحاب کہ تمام موجودات مین وحدت وجود کے ماننے والے اور بے شمار مظاہر مین واحد مطلق کے دیکہنے والے ہین - ان کے گروہ مین آپ بہی داخل تہے - شیخ فضل اللہ گجراتی کے مرید ہین - اور شیخ نعمان آسیری کے ساتہہ خویشی کا بہی پیوند تہا - کلام کی بندش مین صوفیون کی طرز پر چلتے تہے - اور غزل قدما کی روش پر کہتے تہے - جیسے پیر زادہ شیخ مغربی - اور شاہ انوار ہین - آپ کی نظم اکثر دردمندون کے حق مین حکم علاج رکہتی تہی -

مصرع ریزہ گوشش دل او حلقۂ السلام باد

یادِ شیخ ناہو بیابانی

آپ کی زاد بوم دھار ہے - جو منڈو (مانڈو) سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے - آپ کے بزرگ سہروردیہ کے ہین - اس قصبہ مین آکر گوشہ گزین ہو گئے تھے - آپ کی چند کرسیان اُسی جگہ ہوئین - کہتے ہین - خردسالی مین آپ کو آہی جذبہ ہو گیا تھا - لیکن بعینہ فرائض اور نوافل کے آپ کے اوقات محفوظ تھے - بالآخر سترہ سال کی عمر مین آپ وطن سے پیر طریقت کی جستجو مین اجمیر کی طرف روانہ ہوئے - اور وہان جاکر خواجہ حسین کی خدمت مین مرید ہو گئے - جن کو لوگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی نسل سے سمجھتے ہین قدس سرہما پیر کی خدمت مین ایک چلہ کھینچا - اور دشور (مندسور) مین رہنے کی اجازت حاصل کی - قصہ کوتاہ دشور کے کنارہ ایک بہت بڑا درخت ہے - اُس کا تنہ اندر سے خالی کر کے مکان بنالیا - درخت کا خشک نہ ہونا - آپ کی کرامت ہے -

القصہ گیارہ چلے اُسی حجرہ مین پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھ لڑائی کرنے مین کھینچ کر فتح حاصل کی متواتر سترہ سال ریاضت مثل درویشون کی طرح وہان گزارے - چونتیس سال کی عمر مین ہجری سنہ نو سو بیاسی تھا - کہ جہان فانی سے بوریا بہ بنا باندھ گئے - اور اُسی درخت کے تحت مین خوابگاہ اختیار کی - ہجری سنہ ایکہزار چودہ کے ختم پر شیخ ابوالخیر مبارک **بارک اللہ فی علمہ وعملہ** مالک اقلیم خداوندنعمان نور الدین جہانگیر شاہ ابن اکبر شاہ کے حکم سے سلطان بدخشان میرزا شاہرخ کے پاس مالوہ مین آئے تھے - تاکہ میرزا شاہرخ کو حسب الارشاد چیتور کے قلعہ کی طرف رانا پر سزاول بناکر بھیجا دین - جب لشکر تیار ہو کر دشور مین پہونچا - تو ایک روز شیخ نے بیابانی کی قبر پر بھی جاکر زیارت کی تھی - اور درخت کے مکان مین بھی گھسے تھے شیخ کے فرمانے سے اُس مکان کو اندر سے اور باہر سے پیمایش کیا - تو باہر سے تنہ کا دور شرعی چونتیس گز - اور اندر سے اس مقدار کا نصف ہوا - بیس آدمی اس کے اندر بآسودگی بیٹھ سکتے تھے -

یادِ شیخ فتح اللہ راج گڈھی

آپ - یگانہ وقت شیخ نظام امیٹھی کے مرید ہین - جب سماع مین آپ گرم ہو جاتے تھے تو حیرت اس قدر غالب ہوتی تھی - کہ زمین پر گر پڑتے تھے - یہان تک کہ ہاتھ پاؤن مارنے کی بھی طاقت نہین رہتی تھی - ایک بار راج گڈھ سے سیر کے واسطے فتح پور کو آئے تھے - جو آگرہ سے بارہ کوس فاصلہ پر ہے اور انہین ایام مین قاضی ابراہیم بھی بنواری سے وہان جا پہونچے - اور آپ کے دیدار کے واسطے بھی

گئے گر اندر گھسنے سے پہلے ہی گانے والون کو شیخ نے گانے سے روک دیا خود زرنگار جامہ پہنا جس پر بہت سا عطر چڑھا کا تھا۔ اور کہا۔ اے جمال شریعت اپنی خواہشین چھوڑ دینا۔ اور بخود دانہ مشیت آلہی مین رہنا یہ بندگی ہے کبھی خسروانہ لباس سے آراستہ کر کے عزت کے صدر مقام پر بٹھلاتا ہے۔ اور کبھی پرانے بالون کی میلی کچیلی۔ بے آستین و گریبان کی کفنی۔ گردن مین ڈالکر خاک ذلت پر لٹاتا ہے۔ ہم تماشائی ہونے اور حیرت کرنے کے سوا کیا فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ اس کے بعد آیۂ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ[۱] پڑہی۔ اور آنکھون سے آنسو نکالے۔ اسی دفعہ آپ شیخ عبد النبی صدر کی ملاقات کے واسطے بھی گئے تھے شیخ عبد النبی درس حدیث مین مشغول تھے آپ کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ درس نے رسمی تواضع سے مجکو باز رکھا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ درویش مخدوم سے باعتبار حالات چھوٹا ہے مخدوم کی طرف سے بس مہربانی ہی کافی ہے۔ اور یہ حدیث پڑہی۔ من[۲] لم یرحم صغیرنا صدر الصدور یہ سنکر خوش ہوئے۔ اور دعا کی۔

مصرع خدائے مہربانش مہربان باد؛

یاد شیخ موسیٰ

آپ باشندہ اُجین ہین شیخ چندن مندسوری کے مرید اور بڑے خلیفہ ہین۔ ریاضت۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھہ لڑائی کرنے مین۔ تمام اہل زمانہ مین فرد تھے۔ کم کہاتے کہاتے یہ حال ہو گیا تھا۔ کہ آپ کے بدن کا پوست رگون اور ہڈیون کے شمار کرنے اور دیکھنے سے پردہ داری نہین کرتا تھا۔ سانس لیتے وقت آپ کی پسلیون کی ہڈیان۔ دو چیریون کی رگڑ کی طرح آواز دیتی تہین۔ جس سال دار السلطنت آگرہ سے مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کو کوچ فرمایا تھا۔ اور دیپالپور سے ہی واپسی ہو گئی۔ اُس وقت مین خدا شناسان لشکر کی ملاقات کا خیال آپ کو سیر و سیاحت مین کہینچ لایا۔ شیخ ضیاء اللہ غوثی۔ قاضی صدر الدین لاہوری۔ قاضی جلال الدین۔ اور صدر الصدور شیخ عبد النبی ان اصحاب کی ملاقات سے نشاط اخلاص حاصل ہوا۔ صدر الصدور نے آپکو متوکل اور مستحق سمجھکر۔ ایک مناسب وظیفہ مقرر کیا۔ لیکن آپنے اُسکو عذر کر کے قبول نہین فرمایا۔ اور واپسین نفس تک کہ ہجری سنہ نو سو چیاسی تھا۔ زمانۂ زندگی۔ مولیٰ کے کام مین گزارا۔ **بیت**

---

[۱] اللہ تعالیٰ جو کچھہ کرتا ہے۔ اُسکی بابت وہ پوچہا نہین جا سکتا ہے ۱۲

[۲] یہ اختصار حدیث ہے۔ پوری حدیث یہ ہے۔ من لم یرحم صغیرنا۔ ولم یوقر کبیرنا۔ فلیس منا۔ ترجمہ جس شخص نے ہمارے چھوٹون پر رحم نہین کہایا اور ہمارے بڑون کا وقار نہین کیا۔ وہ ہم مین سے نہین ہے ۱۲۔

	ہست ما محبوب شان سلان نسبت حق کلام من		رب ارنی گر بگوید - لن ترانی بشنود	

یاد شیخ ولی محمد

آپ شیخ شکر محمد عارف کے ماموں تھے - مولد بوم قلعہ جانپانیر تھا - جو سابق فرمان روایان گجرات کا دارالخلافہ ہے - وحدت وجود کا جوش بہت کچھ تھا جس کے سبب سے آپ کائنات کے تمام ذرون مین ذات کو مشاہدہ - صفات کے نقاب مین کیا کرتے تھے - آپ کے اولین پیر طریقت شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ مین بعد مین آپنے قطب الاولیا شیخ محمد غوث قدس اسرارہم کی خدمت سے ظاہری و باطنی کمالات کا حصہ لیا تھا - ہجری سنہ نوسو بیاسی تھا - کہ احمد آباد سے برہان پور مین آئے - کم و بیش پانچ برس اجل نے لوگون کی رہنمائی کی رخصت دی - پہر ہجری سنہ ستاسی مین فرمان طلب صادر ہوا - نہایت تازگی چہرہ کے ساتھ قبول فرماکر حضور قرب کو روانہ ہوگئے - سید حسین قدس سرہ کی نزہتہ الارواح پر آپنے ایک شرح لکھی ہے جس مین متن کی تمام عبارتون کو توجیہ اور تاویل کے ذریعہ سے وحدت وجود کی طرف پہیر دیا ہے - شرح نہایت دقیق لکھی ہے - حقیقت دان عالم کی نگاہ نہایت غور اور خوض کے ساتھ اس کے مقاصد کی تہ کو شاید دیر سے پہونچیگی - شیخ شکر محمد عارف کہتے ہین - آپنے ایک دفعہ رات کو مجہے اپنے مجازی معشوق کے بلانے کے لئے بہیجا - اُس نے آنے سے انکار کیا - مینے واپس آکر خدمت مین اطلاع کی - آپ رو پڑے - مین اپنی دستار کے کونہ سے آپ کے رخسارہ پر جو آنسو بہ رہے تہے - پونچہنے لگا - یکایک میری نظر جو گوشہ دستار پر جا پڑی - تو کیا دیکہتا ہون - سب جگہہ خون کے داغ لگے ہوئے ہین - شیخ ابراہیم قاری جو غوث الاولیا کے امام تہے - کہتے ہین - آپ کے بارہ مین مجکو کمال حیرت تہی - کہ مظاہر جمیلہ کے ساتھ اس قدر تعلق خاطر ہوتے ہوئے - آپکا ایک مستحب بہی ضائع نہین ہوتا تھا - مصرع ہمیشہ حفظ ایزد روز لیش باد -

یاد شیخ حمید لار

جو شخص - بزمانہ خردسالی مکتب مین - بہ زمانہ جوانی مدرسہ مین - اور بہ زمانہ پیری خانقاہ مین عمر گزاری کرکے مالک ہر دو جہان ہوگیا - وہ غوث الاولیا کے خلیفہ ہین - جن کے باپ کا نام لار ہے - جن ایام مین علماے احمد آباد نے غوث الاولیا کی وجدانی باتون پر زبان اعتراض کہولی تہی - تو آپ نے اور شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے - اعتراضون کے رد مین منقولی اور معقولی جوابات دیکر ظاہر بینون کی دراز نفسیان روکی تہین - آپ کی زاد بوم گجرات ہے - لیکن تقدیری کرشمہ گجرات سے آپ کو برہان پور مین

کہینچ لایا - حاکم برہانپور نے آپ کو عزت و توقیر کے ساتھ لیکر ضروریات کے بہم پہونچانے مین بہت عجلت کی - آپ کی عمر اسّی سے متجاوز ہو گئی تہی - بے سہارہ عصا کے آپ چلتے پہرتے تہے - مسیح القلوب کہتے ہین - ایک عرس مین اپنے پیر کے ہمراہ مین شیخ حمید کی ملازمت مین گیا تہا - مجلس سماع ختم ہونے کے بعد رخصت کے وقت میرے پیر نے شیخ کے قدمون پر سر رکہکر بہت کچہ عجز و نیاز کا اظہار کیا - مریدان ہمراہ نے بہی پیر کی پیروی کی - مگر عرض کیا - کہ اتنی زیادہ تواضع کا کیا سبب ہے - پیر نے فرمایا - ایسا درویش جس نے طفولیت سے لیکر زمانہ پیری تک حقیقی محبوب کے خیال مین دل - اور اُس کی یاد مین زبان معروف رکہی ہو - اور اُس کے سوا کسی کے طرف متوجہ نہ ہوا ہو - آپ کی مانند نایاب ہے جواب سننے والون کو ایک بڑا وجد ہوا - اور رقت پیدا ہوئی - آپ کی خوابگاہ - اسی اسلامی شہر مین ہے - **مصرع** عاقبۃ محمود باد شِ بود چون اول حمید -

یادِ شیخ جمال ابن شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم چندیری ہے - باپ کے ہمراہ زلیسن سے اُجین آئے تہے - تصوف کے فارسی رسالون کا درس محققانہ دیتے تہے بالخصوص سید حسین کی نزہۃ الارواح پر شیرین اور تازہ تاویلات سے بہت کچہ لطیفے - اور رموز بیان کیا کرتے تہے - آپ کا باطن گوناگون الٰہی معرفتون سے آراستہ - اور ظاہر بالکلیہ جسمانی کاروبار سے معطل تہا - یہان تک کہ سوئی کے دہاگا - بدون کسی بتانے والے کے آپ کے ہاتہ سے پڑ نہین سکتا تہا - سائل آپ کے سامنے سے خالی ہاتہ نہین پہرتا تہا - اور مہمانون کے ساتہ دوستی کرنے مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت کام مین لاتے تہے - ایک روز گہر کی خادمہ کچہ کہانا آپ کے پاس لائی - آپنے بہول سے چند لقمہ کہا لئے - خوش مزہ کہانا تنہا کہایا - اس خیال نے آپ کے دل مین ملال پیدا کیا - ناچار باقی ماندہ کہانا - ہاتہ پر رکہکر - باہر سے آئے - اور باہر والون سے کہا - اس کہانے مین ایسی لذت معلوم ہوئی ہے - کہ قیامت کے روز اس کی شکرگزاری یا عذر سوائے اسکے خیال مین نہین آتا ہے - کہ یہ کہانا آپ لوگون کے ساتہ کہایا جاوے - **بیت**

مرا مگو کہ حرام از حلال نشناسم		شرب باتو حلال ست و آب بے تو حرام	

شیخ تقی الدین محمد - آپ کی بہن کے بیٹے تہے - کہتے تہے - کہ ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین شہنشاہ زمان کی طرف سے شیخ منور صدر مالوہ تہے - ان کی خواہش پر اور نیز ان کی رفاقت مین شیخ جمال منڈو (مانڈو) کی سیر کے واسطے گئے تہے - وہان پر ایک روز صبح کے وقت آپنے فرمایا - تقی - انسان کو بیمار کی طرح صحت کا عاشق نہین

ہونا چاہیئے۔ تاکہ واپسین نفس کے وقت ناروا علاج اور کام مین لائی ہوئی تلخ دوا۔ بیمار کے حق مین زہر ہلاہل کا حکم نہ رکھے۔ بلکہ تسلیم کی عادت اچھی ہے۔ کہ ایزدی ثنا اور دعا کو توشہ اور تعویذ جانے اور کسی علاج کو صحت کی دستاویز نہ سمجھے۔ اس نصیحت کے ذریعہ سے آپنے اپنے جلد جانے کی خبر دی۔ اور نیز یہ طریقہ بھی بتلایا۔ کہ بیمارداری کس طرح کی جاوے۔

نیز شیخ تقی الدین محمد کہتے تھے۔ کہ جب آپ بنڈوے سے پراجین مین آئے۔ تو غرہ رمضان کی صبح کو خانقاہ کے صحن مین سر زانو پر رکھے ہوئے۔ عالم استغراق مین تھے۔ میرے پانون کی آہٹ پاکر آگاہ ہوئے فرمایا۔ تم کون ہو۔ مینے عرض کیا۔ آپ کا فرزند تقی ارشاد فرمایا۔ بابا تقی۔ اس کہنے مین بھی میری جانشینی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے بعد وہان سے اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ اور ایک پتھر کا پاٹ پڑا ہوا تھا۔ وہ مجکو دکھایا کہ اس پتھر کا نصف حصہ پیشتر چھوٹے بھائی عبد القادر کی قبر کی لوح ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا نصف حصہ منتظر ہے۔ کہ مزار جمال کی لوح بنے۔ اور قبر کی جگہہ بھی تجویز کی۔ اُس جگہہ انار کا ایک درخت تھا۔ اس کے سینچنے مین اہتمام فرمایا۔ اور اُسی روز مزاج مین دوسرا رنگ ہوگیا۔ شیخ منور صدر نے فردہ سمجھکر پیغام دیا۔ مینے ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ شیخ کا مزاج بہت جلد مائل بہ تن درستی ہو جاوے گا۔ آپنے سنا متعجب ہوئے۔ اور فرمایا۔ بیشک۔ صدر کی خبر درگاہ کی ہے۔ اور درویش کی بات بازاری ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ صوفی۔ اُخروی سفر کے وقت کو نہ پہچانے۔ اور اس سے بھی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ آگاہ ہو جاوے۔ اور خوشحالی کے ساتھہ آمادہ نہ ہو۔ اور اس کو وصال نہ سمجھے۔ تاریخ ستائیسوین رمضان کی صبح کو ہجری سنہ نوسو ستاسی مین یہ مصرع پڑہا مصرع پردہ بردار۔ کہ من عارض زیبا نگرم ؏ اور فرمایا۔ کہ دوسرے مصرع کی گنجایش کیونکر ہو سکتی ہے۔ کہ وقت مین ہی گنجایش باقی نہین رہی جلدی سے دوسرا مصرع بھی پڑہا۔ مصرع ورنہ از آہ جگر پردۂ عالم بدرم ؏ حسرت کا ہاتہ زمین پر دے پٹکا۔ اور آنکھہ جہان سے بند کرلی۔

مصرع گوارا باد جام وصل اورا۔

یاد شیخ اولیا

آپ شیخ سراج کے بیٹے ہین۔ دنیا سے محویت۔ آپ کی عادت تھی۔ مال فربہی کو ورم سمجھتے تھے۔ اور سخاوت کے سبب سے مال ومنال کو لاغر رکھتے تھے۔ اور جو شے ہاتہ پڑجاتی تھی۔ وہ حاجتمندون کو دیدیا کرتے تھے۔ گردش زمانہ آپ کو کابل سے اجین مین لے آئی۔ خاندان اور فرزند پیدا ہو گئے۔ ستر سال کی عمر مین

سفرِ حجاز کی توفیق ہوئی۔ اور آسودگانِ خاک مکہ کے ساتھ ہم خواب ہوئے۔ آپ نے تین لڑکے چھوڑے شیخ قطب الدین
شیخ مودود۔ اور شیخ نظام۔ درمیانی صاحبزادہ کو ظاہری فضیلت اور معنوی سعادت حاصل ہے
حاجی الحرمین ہیں۔ شیخ علی متقی کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں التزام کر کے۔ حدیث کی تصحیح کی۔
اور تلقین پائی۔ خدا کرے عمر دراز ہو۔ مصرع باد اشعار وصف گراہی بنام او۔ ارحمدا گہر۔

ہرونڈ یادِ شیخ احمد ابن شیخ جلال جانپانیری

آپ شیخ محمود کے بڑے بھائی۔ اور شیخ صدرالدین ذاکر کے مرید ہیں۔ کلام ربانی مسلسل مع معانی حفظ تھا
جب آپ تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو سننے والوں کو ہوش نہیں رہتا تھا۔ اور مستانہ سماع کرنے لگتے تھے۔ آپکے
چھوٹے بھائی (شیخ محمود) منڈو (مانڈو) میں تھے۔ اتفاقاً دونوں طرف شوقِ دیدار کا ہجوم ہوا۔ اور دونوں طرف
طاقتِ ضبط نہیں رہی۔ ایکبارگی منڈوی بھائی بعزم گجرات اور گجراتی بھائی بارادہ منڈو سفر کو نکل کھڑے ہوئے
چونکہ آنے والے اور جانے والے کا راستہ جدا گانہ واقع ہوا۔ اس وجہ سے اس جگہ والا اُس جگہ جا پہونچے۔ اور
اُس جگہ والا اِس جگہ آپہنچے۔ کمال منت اور خدمت کر کے گجراتی بھائی کو جلدی لوٹ جانے سے ایک بیٹے
تنک بازرکھا غوثی اِس لطیفہ کو اپنی ازلی سعادت کا تم کرشمہ جانو۔ اور سمجھو۔ کہ خداوند تعالی جل شانہ نے
تمہارا خالی رہنا پسند نہیں کیا۔ ایک کو یہاں سے روانہ کردیا۔ تو دوسرے کو یہاں بھیج دیا۔ تاکہ کمالات کی تحصیل
میں تم بیکار نہ رہو۔ القصہ ایک ہلال دور کے بعد محمود والعاقبۃ گجرات سے لوٹ کر آئے۔ اور دونوں بھائیوں
نے ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر۔ ایزدی شکر ادا کیا۔ چندروز بعد شیخ احمد کو ایسا سال کی بیماری ہوئی۔ حتی کہ
زیست کی اُمید کو موت کا قدر پامال کئے دیتا تھا۔ اِس اثنا میں شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی گوالیار سے
مراجعت کر کے منڈو میں آپہونچے۔ یہ شیخ شمس الدین غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہیں۔ اور بیجاپور دکن
میں مکان بنالیا ہے۔ اِن کے قدوم کی برکت سے بیمار کو کسی قدر افاقہ ہوا شیخ شمس الدین نے فرمایا۔ محمود۔
اب بھائی احمد کو اُن کے فرزندوں میں پہونچا دینا چاہیئے۔ میں بھی اپنی راہ مقصد چھوڑ کر اُن کا راہبر۔ اور اُنکا ہم
سفر کا رفیق ہوں۔ چونکہ امسال مینے غوث الاولیا کے باطن سے اجازت لے لی ہے۔ کہ اب سفر حجاز میں
مجکو پیری باز رکھتی ہے۔ یہ زیارت۔ درویش کی آخرین زیارت ہے۔ اور بہت روز ہوئے ہیں کہ بھائی شیخ
صدرالدین ذاکر سے نہیں ملا ہوں۔ اور شیخ وجیہ الدین علوی کو بھی نہیں دیکھا ہے۔ عمر پوری ہو گئی ہے کو آئی۔
لہذا اس بہانہ سے گجرات جانا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کو باہم وداع کریں۔ تینوں عزیز بالاتفاق

گجرات ہوئے۔ لیکن شیخ احمد کو کامل تندرستی کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ دو سال کے اندر کسی قدر بیماری جسم میں باقی رہ ہی گئی۔ یہانتک کہ آپ موت کی خطرناک منزل سے۔ عالمی زندگی کے امین آباد شہر کو ہجری سنہ نوسو اٹھاسی میں روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ برودہ (بڑودہ)

یاد شیخ زکریا

آپ شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہیں۔ نورانی باطن۔ اور روحانی شکل تھی۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی میں دہلی سے صوبہ مالوہ کا عزم کر کے چلے۔ جب قصبہ دہار میں ورود ہوا۔ تو یہاں کی ہوا کی لطافت۔ لوگوں کی ملنساری۔ اور عارف وقت شیخ معروف سعداللہ کی صحبت آپ کی دامنگیر ہوئی۔ شیخ صدر جہان کہتے ہیں جب آغاز سلوک میں مجھکو صرف ایک کرشمہ دکھا کر فیض کا دروازہ بند کر لیا۔ تو مجھکو ایک عجب انقباض پیدا ہو گیا۔ جس کے بعد انبساط کی کوئی صورت تھی ہی نہیں۔ **القصہ** جمعہ کے روز جامع مسجد میں آپ کی ملازمت میں حاضر ہوا۔ آپنے میری فردگی معلوم کر لی۔ ازراہ مہربانی۔ انقباض طبیعت میں کسی قدر کشایش فرمائی۔ اور کہا غمگین نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ معشوقی مذہب کا ڈھنگ اس طرح پر ہے۔ کہ اولاً ایک جھلک دکھا کر کسی مبتلا کو فریفتہ کر دیتے ہیں۔ اور پھر بے نیازی کر کے اُس کے سینہ میں شوق کی پرورش کرتے ہیں۔ اس وقت میں عاشق زبان حال سے یہ گاتا ہے **بیت**۔

بیک کرشمہ دلم را شکار خود کردی		اکنون کنارہ گرفتی چہ کار خود کردی	

آپ کی اس مہربانی کا اثر دل دہی پر میں سلوک سے باز نہیں رہا۔ اور پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ کہتے ہیں تمام عمر مجرد رہے۔ البتہ پیری کے زمانہ میں ایک مرید نے ایک کنیز پیش کی تھی۔ اُس کو چند روز خدمت میں رکھا تھا ہجری سنہ نوسو اٹھاسی میں آپ بہشت نشینوں کے ہم نشین ہوئے۔ خوابگاہ دہار ہے مولانا غیاث کی تربت کے پہلو میں۔ **مصرع** بہشت جاودان ملوا سے او باد۔

یاد شیخ صدرالدین ذاکر

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہیں۔ اور نام محمد ہے۔ زاد بوم جانپانیر۔ اور خوابگاہ برودہ (بڑودہ) آپ کے آبائے کرام سوداگری کے ذریعہ سے گزر اوقات کیا کرتے تھے پچیس سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کو ترک اور تجرید کی توفیق ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو باون تھا۔ کہ قطب الاقطاب غوث الاولیا کی خدمت میں بہ یکجگر مرید ہوکے اور ہمیشہ ملازمت میں رہنا اختیار کیا۔ جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار کو معاودت فرمائی

تو آپ ہمراہ گئے - اور وہان پر جواہر خمسہ کو تمام وکمال عمل مین لائے - نفس کے ساتھ جنگ کر کے - تقویٰ کو
لڑائی مین غلبہ دیا - اور نفس نا فرجام کو ہموار اور فرمان بردار بنایا - بعدہٗ خلافت کا خرقہ - اور تمام مشہور سلسلون
کا اجازت نامہ حاصل کر کے اپنے وطن مین رہنے کی اجازت لی - علی ہذا القیاس تین دفعہ گجرات سے گوالیار
کو گئے اور آئے - ایک بار پیر کی حیات مین اور دو بار پیر کی رحلت کے بعد قدس سرہ ہر دفعہ کی بازگشت
مین منڈو (مانڈو) پر ہو کر گزر ہوا کرتا تھا - پچھلی مرتبہ کم وبیش ایک سال رہکر چلے کھینچے تھے - اور بہت سے
صاحب استعداد منڈو والون کو اپنی بیعت اور تلقین کے حلقہ مین لاکر عرفانی اور وجدانی کمالات کو
پہونچایا تھا - منجملہ اُن کے شیخ امان اللہ ابن شیخ کمال الدین کالپوی ہین - جو پرہیزگاران جہان کے سرگروہ تھے - نیز شیخ
عثمان ابن لاون قریشی - نیز سر دفتر متوکلان زمانہ شیخ کمنہ مجرد - جو بہت مدت تک شاہ میان جی مجذوب کے روضہ
مین حجرہ کے اندر رہے - نیز شیخ جمال ابن شیخ بکماری - اور راقم گلزار کی عمر بھی اُس وقت مین پندرہ سال تھی - مینے
آپ کی ملازمت مین اہل زمانہ کے اسباب متعارفہ سے ہاتھ دہو کر بالکل بیکارون کا سا طریقہ اختیار کر لیا تھا جب
آپ اپنے وطن کو تشریف لے گئے - تو خلفا مین سے شیخ محمود ابن جلال کو یہان والون کی پرورش اور رہنمائی
کے واسطے قیام کی اجازت ہوئی - شیخ محمود سلوک اور تصوف کی منزلین طے کرنے مین یگانہ روزگار تھے - تمام
گجرات آپ کے خلفا اور مریدون سے بھرا ہوا ہے - چند اشخاص کے حالات یادداشت مین لکھونگا - جو
صحیح صحیح معلوم ہوئے ہین - **انشاء اللہ العزیز** -

القصہ آپ کی نظر مین کیمیائی اثر - اور بات مین مقبولیت کی تاثیر تھی - آپ کا باطن شوق اور ولولے سے
لبریز اور ظاہر اتقا اور پرستش سے آراستہ تھا - آپ کے کرنے کے کام اتنے زیادہ تھے کہ رات دن مین بیکار ایک
سانس بھی نہین گزرتا تھا آپ کی ریاضت داخل سلسلہ ہونے کے اولین روز سے واپسین نفس تک دم بدم
زیادہ ہی ہوتی جاتی تھی - جہان آپ کا حبس قدر زیادہ ہوا - اُسی قدر خاموشی بڑہتی چلی گئی - **خوشی** خاموش ہو
آپ کی تعریف انجام پذیر نہین ہے - آگے چلو - تاکہ بات ختم ہو - بالآخر جانپانیر کے ویران ہونے کے بعد آپنے
گہر اور خانقاہ - بڑودرہ (بڑودہ) مین بنالی - جو جانپانیر سے تین منزل دور ہے - آپ بہت سے ارباب بصیرت
کے پیشوا ہوئے ہین - ہجری سنہ نوسو نواسی مین حقیقی وصال کی تماشاگاہ کو رخصت ہو گئے -

مصرع درجہان بے او نماند صد شیخ رونقے -

یادِ شیخ چاون ابن عمر چشتی

آپ کی زاد بوم اجمیر ہے۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو پچاس میں اپنے وطن سے مالوہ کی سیر کے واسطے آئے تھے۔ چند روز قصبہ نغلچہ میں قلعہ منڈو (مانڈو) کے نیچے بسر اوقات کی۔ پھر منڈو کی بڑی جامع مسجد میں جو ایک طاق ہے۔ اُس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک بوکرہ بھر ریتی زمین پر پھیلائے رکھا کرتے تھے۔ اسی پر دن میں بیٹھتے تھے۔ اور اسی پر رات میں سویا کرتے تھے۔ ایک پرانی کملی پیوندوں سے بھری ہوئی ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ موسم سرما کے سوا اُس کو کبھی نہیں اوڑھتے تھے۔ نہ کسی کے گھر جایا کرتے تھے۔ نہ کسی سے کچھ مانگا کرتے تھے۔ اسی طریقہ پر تقریباً تیس سال اُس جگہ توکل میں زندگانی گزاری۔ ہجری سنہ نو سو اڑسٹھ میں جب کہ صوبہ مالوہ باز بہادر پسر سجاول خان افغان کے قبضہ سے نکل کر فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ کے قبضہ میں آیا۔ اور وہ بدنصیب کوہستان بگلانہ میں بھاگ کر جا چھپا۔ تو بخشیان صوبہ نے سرکار منڈو کو پیر محمد خان کے نام سے جاگیر میں دیدیا۔ اور اُس کے متعلق تین ہزار سوار کی تنخواہ کر دی۔ اس کے دوسرے سال صاحب جاگیر شیخ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور یہ کہ ملک خاندیس۔ ساتویں صدی کے نصف سے فاروقی طبقہ کے قبضہ میں ہے۔ اس کی فتح کے ارادہ کے متعلق کچھ گزارش حال کیا۔ آپ نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ فسخ ارادہ کے لئے اشارہ فرمایا۔ اُس نے گوشِ قبول سے نہیں سنا۔ اور لشکر کشی کا اہتمام کیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ شکست کھا کر لوٹا۔ خاندیس کی فوج نے تعاقب کنان اس طرح آ ملایا۔ کہ اتنی گنجایش اور فرصت بھی نہیں رہی۔ کہ کشتی کو ملاح لوگ اُس کنارہ سے اس کنارے لے آویں ناچار گھوڑا دریائے نربدا میں ڈال دیا۔ پانی ڈباؤ تھا۔ بہت سے سواروں کے ساتھ ڈوب گیا[ا]

فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔

مذکورہ بالا خرق عادت دیکھنے کے بعد۔ اکبر شاہی ادیائے دولت۔ جو ملک مالوہ میں جاگیردار ہوئے آپ کے ساتھ نہایت نیک اعتقادی سے پیش آتے تھے اور آپ کی باتوں سے انجام حالات کا تفاؤل کیا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نو سو نوے تھا۔ کہ آپ نے دریدہ اور بوسیدہ ناسوتی چادر جس کو کون و مکان کے نساجوں نے [ا] خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ کے عنصری تانے بانے سے بنا تھا جان کے کاندھے پر سے اُتار دی۔ اور بجائے اُس کے بیش بہا نوری چادر جس کو اسماء و صفات کے ریشم بافوں نے [۲] فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

[ا] - پھر ان کو جیسا کچھ (دریا) اُن پر آیا سو آیا ہے [۲] وہ پیدا کیا گیا ہے پانی (یعنی قطرہ منی) سے جو اُچھل کر نکلتا ہے ہے [۳] پھر جب کہ پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا ۱۲۔

کی تجلیات کے زرین تارون سے بُنا ہے۔ بغل مین دابلی - اور حضور وحدت کو روانہ ہو گئے - سلطان ہوشنگ غوری کے گنبد کے باہر جو صحن ہے - اس مین آپ کی قبر تیار ہوئی مصرع سیرگاہش گلشن دیدار باد -

یاد مولانا روح الدین

آپ کی زاد بوم لار - اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے - مولانا عماد طارمی کی بہن کے بیٹے ہین - لار سے براہ ہرمز آئے - اور دکن کے بندرون مین سے کسی ایک بندر مین ظہور فرمایا - احمدنگر کا فرمان روا برہان نظام الملک تھا - اُس نے شائستگی کے ساتھہ آپ کو نہین لیا - لہذا آپ نے وہان سے برہان پور کا عزم کیا - یہان کے سپالار نے نہایت دلی توجہ سے آپ کی آؤ بھگت کی - اولاً آپ کے واسطے گھر اور مدرسہ قرار دیا - پھر چندروز بعد حاکم صوبہ نے کمال آرزو - اور عاجزی کے ساتھہ آپ کو اپنے علاقہ کا قاضی القضاۃ بنایا - آپ کئی برس تک عقلی و نقلی علوم کا درس دیتے رہے - بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے فضیلتین حاصل کین -

مصرع روح روحش ذروۂ اعلیٰ بہان

یاد شیخ حسن محمد

آپ شیخ صدرالدین محمد فلکی بہن کے بیٹے ہین - زاد بوم اور خوابگاہ دونون جانپانیر مین ہین - توکل اور تسلیم نے آپ کے باطن مین گھر بنا لیا تھا - گدڑی اور پیراہن کو اپنی درویشی کا نشان نہین سمجھا - آپ قبا وغیرہ لباس پہنا کرتے تھے - جس سے فقر کا چہرہ چھپ جاتا تھا - احوال کے چھپانے مین آپ اس قدر کوشش کرتے تھے کہ برسون تک دوستان محرم کو آپ کی تہی دستی اور فاقہ کشی پر اطلاع نہین ہوتی تھی - جب آپ کے قطع اسباب کی حقیقت ظاہر ہو گئی تو ایک روز آپ کے ماموں نے آپ سے کہا - کہ ظاہری اسباب کو ہاتھہ لگانا - کچھہ حقیقی توکل کے منافی نہین ہے - آپ نے جواب دیا - کہ اسباب متعارفہ سے جو توسل قطع کیا گیا ہے - یہ توکل کی راہ سے نہین ہے - بلکہ ہمت کے سامنے دنیا اور مافیہا کی حیثیت دوربین نظر مین ایک رائی کے دانہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے - اور بے شمار شرکا اس مین دل اُلجھا کر تلاش مین پڑے ہوئے ہین - ناچار غیرت اور شرم نے مجکو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے تئین چند فرمان بردارانِ ہوس کا شریک نہ بناؤن - اور ممتاز حیثیت سے زندگی بسر کرون **بیت**

با لشکرے شریک شدن ہست غم دلی		در خردے کہ نیستی دہنش یکے ست

مصرع دوستان را باد روزی شمّہ از ہمتش

یاد مولانا عبدالجلیل جونپوری

آپ عزیز الحق کے خلیفہ ہین۔ صاحب فضیلت اہل کمال ریاضت شعار۔ اور با عرفان تھے۔ کتب متداولہ کا محققانہ درس دیا کرتے تھے۔ اکثر گرسنگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب وجد ہوتا تھا۔ یا رقت ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے اوپر علیہ سالک کی صورت مین تجلی فرماتا ہے۔ ہجری سنہ نو سو نواسی مین حجاز کے مبارک سفر کا عزم کیا تھا۔ ناگاہ آپ کے پیر کی خانقاہ مین بے باک بدمعاشون کی ایک جماعت گھس آئی۔ اور آپ کو شہید کر دیا۔ اسی جگہ قبر بنائی گئی۔ مصرع

شہید خنجر تسلیم مبارز دوران دلود

یاد شیخ محسن اور شیخ عبداللہ قریشی

آپ کی زادبوم اور خوابگاہ دونون کالپی مین ہین۔ شیخ برہان انصاری کے مرید ہین فارسی شعر کا مذاق اور نظم کا رنگ قدیمانہ تھا۔ رسمی علوم سنجیدگی کے ساتھ تحصیل کئے تھے۔ گروہ وحدت کی اصطلاح پر عاقلانہ گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور رونا کرتے تھے۔ سماع کی مجلس مین کم ترجایا کرتے تھے۔ اور جو پہلا استفادہ ہوتی تھی اُس مین ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ ملک الشعرا شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی نے آپ کی رحلت کا سال کز فضل الٰہی پناہی سے نکالا ہے۔ جو ہجری سنہ نو سو نواسی ہے مصرع بادا نزول او بمقام ہمدان ؛

یاد راجی سید مصطفیٰ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید مبارک ابن سید محمود ابن سید نور ابن سید حامد شاہ ہے۔ اور سید حامد شاہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کے درویشانہ اخلاق اور صوفیانہ اطوار تھے۔ آپ کی طبیعت۔ ناموافق چیزون کی برداشت نہین کر سکتی تھی۔ زندگی کمال ظریفانہ طور پر بسر کیا کرتے تھے۔ بیرونی پاکیزگی۔ اور اندرونی صفائی۔ آپ کے خمیر مین داخل تھی۔ سرود اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ لیکن ہر ایک نغمہ پر آپ کا دل بے قابو نہین ہوتا تھا۔ جب تک گانے والا۔ اور بجانے والا۔ ایسے کامل ہنر سے آراستہ نہین ہوتا تھا۔ جو علم موسیقی مین درکار ہے۔ تب تک آپ کو نہ وجد اور رقت کی حالت پیدا ہوتی تھی۔ اور نہ تقید کی پستی سے اطلاق کے اوج کو پہونچتے تھے۔ اِس صورت مین آپ کا معنوی سکر طول کھینچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت مین دامادی کی نسبت تھی۔ اور قطب الاقطاب کی لڑکی سے کئی فرزند ہین۔ منجملہ اُن کے ایک راجی سید محمد ہین۔ جو اپنے بزرگوار باپ کے جانشین ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کی

اجداد کے کمالات پر پہونچاوے - جب ہجری سنہ نو سو چہاسی مین عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر دارالخلافہ آگرہ سے مالوہ کی طرف کوچ کر کے آیا - تو تمام مشائخ - فقرا - فضلا - قضات - اور شعرا لشکر کے ہمراہ تہے - راقم بزرگون کی ملازمت کا تشنہ ہی ہے - جب یہ خبر سنی - تو بیتاب ہو کر گہر مین نہ بیٹہ سکا - جو بزرگانِ شہر - سیر لشکر کے واسطے روانہ ہوئے تہے - اُن کے ہمراہ مینے بہی عزم کیا - اِس سلسلہ مین راجہ سید مصطفیٰ کے دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکہین منور ہوئین - اور الٰہیات والون کی بزرگ انجمن مین - بارہا شامل ہوا یہ انجمنین ایسی بافیض تہین - کہ ایک چلہ ریاضت کا فیضان ہر ایک مجلس مین شرکاے مجلس پر نثار ہوتا تہا - بالخصوص اُس مجمع مین جو شیخ ضیاءاللہ ابن غوث الاولیا **قدس اللہ اسرارہم** کے خیمہ مین فراہم ہوتا تہا - ہر ایک طرف سے **الحوصلہ الحوصلہ** کی آواز اور **الاستعداد - الاستعداد** کی فریاد - بلند ہوتی تہی - وہ شخص عجب سعادت مند ہوش ہے - جس کی طلب کا پیالہ اس وحدت کی شراب سے مالامال ہو جاوے -

یاد شیخ شمس الدین

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تہا - اور آپ شیرازی ہین - مرقد آپ کا بیجاپور دکن مین ہے - کسی قدر حالات آپ کے اس طرح پر ہین - چودہ سال کی عمر تہی - کہ آپنے علوم متداولہ تحصیل کر کے تفسیر بیضاوی شریف پر حاشیہ لکہا تہا - زمانہ روایان پارس کی نسل سے ہین - جب سلطنت بنی اعمام (چچازاد بہائیون) کے ہاتہ مین پہونچی - تو آپ کے ساتہ بداخلاقی اور کوتہ نظری کا برتاؤ ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے فرزند کی سلامتی کے واسطے یہ رائے قائم کی - کہ تم کو اس ملک سے سفر کر جانے کے سوا - چارہ نہین ہے - جب حکومت زمین ہی نہین رہی - تو دستہ بیشون کے ساتہ توسل اختیار کرنے سے درویشی اچہی ہے - آپ نے مان کا فرمانا قبول کیا - مادر مہربان نے وقت روانگی دو نصیحتون کو آپ کی راہ کا توشہ بنایا (اول یہ) کہ اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور نیز غوث ہو (دوسرے یہ) کہ جب تک زندہ رہو - اِس ملک مین واپس آنے کی خواہش نہ کرنا آپنے والدہ کی رائے کے بموجب قلندری لباس مین آکر - عراق عرب کے راستہ سے ہر ایک شہر مین گذر کیا - اِس سیر و سیاحت کے سلسلہ مین جہان کہین پہونچے - پیر کی تلاش نہین چہوڑی - لیکن تقدیر نے آپ کی خاطر مین یہ بات نہین آنے دی - کہ کسی بزرگ کے آمنے سامنے ہو کر بیعت ہو جاوین - یہان سے آپ جزیرہ دیو مین آئے - وہان پر ایک درویش صاحب سے ملاقات ہوئی - جن کا دیدار دیکہکر ایک قسم کا انجذاب پیدا ہوا - لہذا

آپ چند روز اُن کی صحبت مین رہکر آزمایش دل کے درپے رہے - اِس اثنا مین خبر ملی - کہ شیخ محمد غوث قدس سرہ جوان درویش صاحب کے پیر ہین - گوالیار کی طرف سے ہجرت فرماکر احمد آباد مین آئے ہین اور میدان مین سب سے سبقت لے گئے ہین - آپنے یہ الہامی پیام سنکر خوشی کے ساتھ آنکھون سے احمد آباد کا راستہ طے کیا - اور خانقاہ کا پتہ لگاکر حاضر دربار ہوئے - ایک اخروٹ ہاتھہ مین لیکر قلندرانہ سامنے گئے عقل اور خواہش جس قدر بھی تھی - تمام وکمال ایک ہی دیدار کے نذر ہو گئی - خیالات اور سوالات جو ضمیر مین بھر رہے تھے سب فراموش ہو گئے - اِس عالم بیہوشی مین قطب الاقطاب نے آپ کا ہاتھ مع اخروٹ کے پکڑ لیا - اور فرمایا - تم میرے مرید ہوئے - آپنے جواب دیا - ہان بالآخر - چند سال خدمت اور ریاضت کی بدولت اپنے اخلاق اور اوصاف کی تہذیب و تبدیل کرکے مالک ہر دو عالم ہو گئے - باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی کی اجازت ملی - آپ فرمایا کرتے تھے - جب مین مالوہ سے چلا تھا - تو کئی سیر گیہون زنبیل مین رہ گئے تھے - جب بیجاپور مین پہونچا - تو آبادی سے پانچ کوس دور ایک خوش ہوا ٹیلہ تھا - وہان پر رہنے کا ٹھکانا کر لیا - اور وہ باقی ماندہ گیہون بلندی کے دامن مین بکھیر دئے - ہرسال اُگ آتے تھے - مین بقدر صرف اُٹھا لیا کرتا تھا - اور باقی ماندہ زمین پر گر پڑتے تھے - پھر فصل پر اُگ آتے تھے - اُسی طرح هَلُمَّ جَرًّا جب گذر اوقات کے لائق قوت اس طور پر مقرر ہوگئی - تو مین کسی سے کچھہ نہین لیتا تھا - اور باوجودیکہ تمام مشہور خانوادون مین مجکو اجازت تھی - لیکن جب تک پیر نے اپنی صورت ظاہر بینون کی آنکھ سے نہین چھپائی - کبھی مرید کرنے کا خیال بھی نہین ہوا - بعد مین شیخ عبد الغفور نام ایک جوان صاحب استعداد تھے - ان کو اپنی خدمت مین قبول کیا - اور نیز ان کی تربیت مین ہمت بھی کام مین لائے - شیخ عبد الغفور کو اپنے مکان مین چھوڑکر - ایک سال درمیان آپ اپنے پیر کے روضہ کی زیارت کو گوالیار - جایا کرتے تھے - اور جانے مین اور آنے مین دونون دفعہ منڈو (مانڈو) پر سے گذرا کرتے تھے اور راقم کے محلہ مین اترا کرتے تھے - راقم علم تکسیر اور جفر جامع مین آپ کا شاگرد ہے - خلاصہ کلام یہ - کہ ایزدی اسرار کے ہنگامہ مین عجب رونق آئی تھی - ہجری سنہ نوسو چیاسی مین زیارت کرنا چھوڑکر تین سال تک اپنے مکان مین حق پرستی کرتے رہے - پھر ہجری سنہ نوسو نوے مین اخروی سفر پیش آگیا - وہی مرید شیخ عبد الغفور تکیہ مین پیر بزرگوار کا طریقہ جاری رکھتے ہین - خدا اور زیادہ توفیق دیوے - مصرع

زندہ دل رفت دبرو زندہ دلی ؏

یاد شیخ عبدالوھاب افغان

آپ شیخ فضل اللہ بن حسین ملتانی چشتی کے مریدین میں تھے۔ ابتدا میں اور زادبوم دونون سندہ میں ہیں جہان سپاہی تھے۔ یکایک آپ میں جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور اس کی حلاوت نے آپ کے باطن کو انانیت کے خس و خاشاک سے جہاڑ بہار کر پاک و صاف کر دیا۔ اپنی وضع اور طرز چہوڑ دی اس خیال سے کہ جب میں معنی مردانگی نہیں ہے اور بظاہر عورت بھی نہیں ہوں۔ پس بہتر ہے کہ اپنے تئیں عورت اور مرد دونون کی لباس اور زیور میں تقسیم کر دون۔ اس بنیاد پر آپ اپنے نصف حصہ جسم کو زنانہ لباس اور زیور سے آراستہ رکہتے تہے۔ اور دوسرے نصف حصہ کو مردانہ لباس اور روش میں رکہتے تہے۔ مدتوں تک اسی طرز کے ساتھ بسر کی۔ بالآخر جب جذبہ کا جوش فرو ہوا۔ گدڑی پہن کر سیر و سلوک میں داخل ہوئے۔ کشف و کرامات کی شعاعیں آپ کی پیشانی سے نمایان تہیں۔ کسی آدمی سے تمام عمر کے اوقات میں فتوحات کے طور پر کچھ نہیں لیا۔ لیکن لکڑیوں کا گٹھا جنگل سے لا کر بازار میں بیچ آیا کرتے تہے۔ اس کی قیمت کے تین حصہ کرتے تہے۔ ایک حصہ عیال پر صرف کیا کرتے تہے۔ دوسرا حصہ اپنی خوراک کے خرچ میں رکہا کرتے تہے۔ اور تیسرا حصہ بیچارون اور یتیمون کو تقسیم کر دیا کرتے تہے۔ اس طریقہ سے وجہ معاش بہم پہونچایا کرتے تہے۔ اور کہایا کرتے تہے۔ ہجری سنہ نو سو نوے میں اپنا ظاہری چہرہ عالم خاکی سے چہپا کر روحانیوں کی بزم میں جا گزین ہوا۔

یاد شیخ منور

آپ شیخ نوراللہ ابن قاضی معزالدین ابن قاضی الہداد۔ ابن قاضی محمد شرعی کے فرزند ہیں۔ قریشی گروہ میں سے ہیں۔ آپ کے جد تہے باپ کا وطن زمین توران میں تہا۔ اُن کو حادثات زمانہ سے ویرانی نے آگہیرا۔ ناچار ہند کی طرف آنے کا اتفاق ہوا۔ سرکار میوات میں ایک قصبہ جبرادت نامی ہے۔ صاحب موصوف سیر کنان۔ اس قصبہ میں آپہونچے۔ اور بہم علم کی تحصیل پر دل نہاد ہوئے۔ بالآخر انہیں اطراف کے کوہستان میں کہیں گوشہ اختیار کر لیا۔ اور اندرونی آلائش اور بیرونی نوش کی شست و شو میں مصروف ہوئے۔ چند روز نہیں گزرنے پائے تہے۔ کہ اُس ملک کے چہوٹوں بڑوں کی انگلیان قاضی محمد کی طرف اُٹہنے لگیں۔ اور نیکی کو وادی میں نامور ہوئے۔ اتنے میں قاضی قصبہ کی قضا آگئی۔ گانوں کے مقدم اور نیز دیگر بڑے بڑے لوگون کے ذہن نشین یہ بات ہوئی۔ کہ قصبہ کے قضیون کے تصفیہ کا اختیار قاضی محمد کے قبضہ اقتدار میں دیا جاوے۔ اس تجویز پر سب کا قرار داد ہو کر قاضی محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور

اس قرارداد کے متعلق گزارش کرنے والے ساجت کے ساتھ شامل کر کے بہت کچھ کوشش کی۔ مگر قبولیت کا جواب نہین ملا۔ بااینہمہ بہت مدت تک اس گفت وگو کا سلسلہ منقطع نہین ہوا۔ یہان تک کہ ایک رات عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ محمد۔ تمہاری نشست شریعت کی مسند پر ازل مین پسند کی گئی۔ اور شرعی لقب عنایت ہوا ہے۔ اس سبب سے قاضی محمد شرعی کر کے شہرت ہوئی۔ جب ایسا واقعہ پیش آیا۔ تو مجبور ہو کر اس بزرگ منصب کا بار اٹھانا قبول کیا۔ دو فرزند ون تک یکے بعد دیگرے اس مبارک مسند پر جانشین ہوتے رہے۔

جب شیخ منور کی باری آئی۔ تو منصب قضا اختیار کرنے سے پہلے۔ الٰہی جذبہ نے آپ کی ہستی کو سر سے پانون تک ایسا جکڑ بند کیا۔ کہ وطن سے نکلکر۔ رہنما پیر کی جست جو مین پاے تلاش آبلہ ناک ہوا۔ جہان کہین کسی درویش کا نام سنا۔ ضرور ملازمت مین پہونچکر فیض حاصل کیا۔ کہتے ہین۔ ایک رات عالم خواب مین ایک دلکشا میدان کے اندر ایک مزار نظر آیا۔ چاہتے تھے۔ کہ اس عنبرین خاک کو بوسہ دین۔ یکایک اُس قبر کے اندر سے ایک ہاتھ نکلا۔ آپنے مریدون کے طریقہ پر مصافحہ کیا۔ اور مجاورون سے دریافت کیا کہ یہ قبر کن خداشناس بزرگ کی ہے۔ جواب پایا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی۔ یہ خوشخبری پاکر دل باغ باغ ہوا۔ صبح ہوتے ہی شادان اور فرحان ناگور کی طرف چل نکلے۔ یہان پر خواجہ خانون کی خدمت مین آپ کو فیض ہدایت حاصل ہوا۔ پہلا ہی دیدار کرنے پائے تھے۔ کہ تن تمام و کمال دل ہو کر گرویدہ اعتقاد ہوا اور ارادہ بیعت خاطر مین استحکام کے ساتھ جما۔ ہنوز اس مصمم عزم کو خانہ خیال سے میدان گفتار مین نہین لائے تھے۔ کہ ضمیر شناس خواجہ نے فرمایا۔ منور۔ مینے تم کو اپنی بیعت کے فروغ سے درجہ سعادت دیا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کر کے بیعت کے طور پر خواجہ نے ہاتھ نہین پکڑا۔ اور فرمایا۔ تم پیشتر ہی دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو۔ عالم خواب کا واقعہ یاد کرکے۔ اور زیادہ اعتقاد بڑھا۔ کیا سفر مین اور کیا حضر مین آپنے بہت مدت پیر کی ملازمت مین گذرانی اور ناگور سے ساتھ ہو کر چندیری مین۔ اور چندیری سے گوالیار مین آئے۔ پیر نے چند روز بعد گوالیار مین خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنے ہمراہ آپ کو آگرہ میں لے گئے۔ اور جگہ دکھلائی۔ کہ اس جگہ اپنا تکیہ بنالو چنانچہ حسب ارشاد مرشد۔ واپسین سفر تک کہ تاریخ ستائیسوین ذی قعدہ ہجری سنہ نو سو نوے تھا۔ اُسی تیام کی زمین مین رہے جب تک جئے۔ اور اسی مین مر گئے۔

کہتے ہین شیخ جنید یا مینا شیخ بہاء الدین مفتی - ایک روز ادہم خان کو شیخ سنہر کی خدمت مین لے کر آ گئے - ادہم خان دیر تک کھڑا رہا - جب عرض کیا گیا - کہ فلان خان کھڑا ہے - فرمایا - کیون نہین بیٹھتا ہے - اُسنے نذر پیش کی - آپنے قبول نہین فرمائی - اور فرمایا - شہر مین جو لوگ اِس کی خواہش رکھتے ہین - ان کو تقسیم کردو - اس کے بعد ادہم خان نے دعا کے واسطے عرض کیا - تو آپ خاموش ہو رہے - آنے والا پریشان حالی کے ساتھ خدمت سے اُٹھا - جب ہم نشینون نے دعا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا - تو آپنے جواب دیا کہ اس کے سر مین فرمان روائی کی آرزو بھری ہوئی ہے - حالانکہ اس کے تن پر سر نہین ہے - پھر ہمت کیون کر امداد کرے کہتے ہین انہین ایام مین اتکہ خان نے اُس کو قلعہ آگرہ کے اوپر سے ڈال کر نیستی کے مکان کو روانہ کردیا

یاد شیخ یوسف بنگالی رحمہ اللہ

قرطاسی علوم کے واسطے آپ کا دل - کتابون کا صندوق تھا - اور آپ کی زبان مجلد کتابون کی دوکان تھی - آپ نے آغاز جوانی مین عرفی علم کی تحصیل کے واسطے اپنی زاد بوم سے غربت اختیار کی تھی - مہربان تعلیم دہندہ اُستاد کی تلاش مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو - اور ایک دیہ سے دوسرے دیہ کو چلے پھرے - بالآخر ازلی ہدایت نے آپ کو احمدآباد گجرات مین خدیو نشاتین قطب مدار علیین شیخ وجیہ الدین احمد علوی کی ملازمت مین پہونچایا - جب تمام نقلی اور عقلی فنون کو تحصیل کرلیا - تو شیخ علوی کی خدمت سے برہان پور کی اجازت ملی - آپنے اُس جگہہ پہونچکر - شیخ سالم کی ہمسائگی مین گوشہ اختیار کیا - علم طب مین شیخ سالم کے بیان کو جالینوسی حکم اور نفس کو مسیحائی حکم حاصل تھا - چند روز بعد شیخ سالم نے اپنی لڑکی آپ کو دیدی - گھر اور سامان دونون بہم پہونچ گئے - بہت مدت تک آپنے درس دیا - لیکن تصوف کی تعلیم سے ہمیشہ احتراز کیا کرتے تھے اور اگر کوئی آرزومند صند کر بیٹھتا تھا - تو آپ اُسکو حقیقت آگاہ شیخ طاہر یوسف سندہی کے درس مین بھیج دیا کرتے تھے مسیح القلوب - بعض علوم مین - اور دریاے فضیلت وکمال شیخ پیر محمد حلیم - اکثر علوم مین آپ کے شاگرد ہین شیخ پیر محمد حلیم - آج کے روز اس درجہ کے آدمی ہین - کہ چھوٹے بڑے - اور مسافر ومقیم ان کے درس سے فیض حاصل کرتے ہین - ایک روز شیخ یوسف کے داماد شیخ سکمجی نے جو حکیم عثمان بولکانی کے شاگرد ہین مسیح القلوب کی خدمت مین عرض کیا - میرے خسر نے واپسین سفر کے وقت وصیت کی تھی - کہ میرے فرزندون کو حقائق شعار حقیقت آگاہ شیخ طاہر ابن یوسف کے درس مین تبرکاً جاکر دو تین حرف پڑھ لینا چاہیے - اس پڑھنے کی برکت کا اثر اخیر مین ظاہر ہوگا - اب آپ کے دو فرزند عبد الصمد اور عبد الرحمن نے چونکہ پدر بزرگوار کی وصیت پر عمل کیا -

اسی سے اُن کو علم - فضیلت - حق شناسی - اور خدا پرستی یہ جملہ صفات حاصل ہو گئے ہین - یوسفی خوابگاہ مصر بر پا ہو رہی ہے - مصرع علو مش رہنمائے مین حق باد -

یاد شیخ ابراہیم قاری شطاری

آپ کی زاد بوم سندہ ہے شیخ لشکر محمد عارف کے مرید ہین - آپ کے افعال کا دامن رعونت کی گرد سے غبار آلودہ نہین ہوا تہا - اور آپ کے مراقبہ کا گریبان خود فروشی کے تکبر سے خالی تہا - آپ کئی نوع کے خطوط اُستادانہ لکہنا جانتے تہے - علم قراۃ مین اہل زمانہ کو جبرئیلی لہجہ سکہایا کرتے تہے - چنانچہ آپکے پیر - اور مسیح القلوب دونون تجوید قرآنی مین آپ کے شاگرد ہین - آپ کے پیر نے چندروز فتوحات کی آمد اپنے اوپر حرام کر لی تہی - آپ پچیس سال تک لکڑیان جنگل سے لاکر فروخت کرتے رہے - اور اُس کی قیمت جو کچہہ آتی تہی وہ خوراک پیر مین صرف ہوا کرتی تہی - **القصہ** جب آپنے اپنے پیر کے ہمراہ احمد آباد مین غوث الاولیا **قدس سرہ** کی ملازمت کی - تو غوث الاولیا نے بہت کچہہ توجہ فرماکر آپکو نماز مین اپنا امام بنایا - اس کے بعد آپنے گیارہ سال تک خاص غوث الاولیا کی امامت کی - اور لاہوتی مرغ لقب پایا - مسیح القلوب کے بحوالہ بیان پیر روایت ہے - کہ فرماتے تہے - آپ فرض عشا سے فارغ ہونے کے بعد آٹہہ رکن کا شغل شروع کر دیا کرتے تہے اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک جاری رکہتے تہے - اور استیلاے عشقیہ کے شغل کو ایک سانس مین چوبیس بار پورا کرتے تہے - لیکن آزادگی اور بیخودی کو زمانہ کی نیرنگیون کے ہاتہہ بیچتے نہین تہے - اس قول کی تصدیق اس طرح پر ہے - کہ ایک روز مولانا حافظ صدر سندی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - ہمارے حاکم محمود شاہ فاروقی نے فرمایا ہے - ایک دیرینہ سال ضعیف شخص قرآن پڑہانے والا جو اصول قرأۃ جانتا ہو - پیدا کرو - تاکہ ہم اُس کو پردہ نشینان حرم کی تعلیم پر مقرر کرین - اب بہت کچہہ تلاش کے بعد مذکورہ بالا صفات کے ساتہہ موصوف آپ کو پایا ہے - اگر اجازت ہو - تو اس کی تجویز عمدگی کے ساتہہ کیجاوے - آپنے فرمایا مین نظر باز پیر ہون - میری سال خوردہ صورت پر نگاہ نہین کرنی چاہیئے - لہٰذا سمہ

بظاہر من نگہ روا نیست	گاہے کف پا و گہ عذاریم
بگمار نظر اگر توانی	بر باطن ما کہ حسن ساریم

کیونکہ میری آنکہہ اور میرا دل ہنوز میرے قابو مین نہین ہین - لہٰذا بہتر یہی ہے - کہ اس خیال کو ہی چہوڑ دو مجکو اور نیز خود کو خطرناک گرداب مین نہ ڈالو - تاکہ مین ہم عمرون کی تخجالت کا باعث نہ بنون - اس طرح کی بے قید

گفت وگو سے اپنی وضع داری کو آپنے تبدیل نہین فرمایا - اور آزادی کا دامن سبز باغ دکھانے والے کے ہاتھ مین جانے نہین دیا - توکل اور تواضع مین استحکام کے ساتھ قدم جمائے رکھا لباس درویش نما رکھتے تھے - ہر ایک طرح کے ساتھ خواہ سلا ہوا ہوتا - یا بے سلا ہوا ہوتا - برہنگی کا علاج کر لیتے تھے - ایک روز آپنے سنا کہ ایک شخص ایسا کہتا ہے - کھانا کھانے کے وقت - روزی دینے والے خدا کا نام یاد کرنا چاہیے - اس کا جواب آپنے دیا - آفرین ہے - تم کو - لیکن ابراہیم کے نزدیک توصوفی وہ ہے - جو حقیقی رازق کے مشاہدہ کے بدون کھانے پر ہاتھ ہی نہ بڑھاوے - ہجری سنہ نوسو اکیانوین مین آپ کی زندگی کی صبح - کوچ کی شام سے جا ملی - خوابگاہ برہان پور - مصرع صبح وشامش باد زلف وروی حور -

یاد شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ قدس سرہٗ

آپ نے تجرید کا پانون ہمت کے کاندہے پر رکھ چھوڑا تھا - اور تعلقات کی پابندی اور خواہشات کی دوستی سے انکاری رہا کرتے تھے - ایسی حالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی یاد - اور بندگی مین آپ کا ظاہر و باطن آراستہ تھا - آپ کے فرزند شیخ عابد کہتے ہین - میرے بزرگوار باپ کے گھر مین - پرانی چٹائی کے سوا - دیگر اساس البیت مین سے کچھ نہین تھا - مگر ہمیشہ دہلیز کے کواڑون مین زنجیر لگی رہتی تھی - جب کوئی شخص آپ کی ملاقات کے واسطے دروازہ پر آتا تھا - اور آپ چاہتے - کہ اندر بلا لیا جاوے - تو خود باہر نکلکر دروازہ کھول دیا کرتے تھے - اور حجرہ تک ہمراہ آتے تھے - جب وہ شخص لوٹ کر جاتا تھا - تو مشایعت کے واسطے دروازہ تک جاتے تھے اور پھر بدستور زنجیر لگا کر خلوت خانہ مین چلے آتے تھے - الغرض ہمیشہ اسی طرح لوگون کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کے مکتوبات کے مقابلہ مین آپ نے مکتوبات لکھے ہین - جداگانہ ہر ایک مکتوب کے اندر تھی اسرار اور معرفتین بہت کچھ بھری ہین اُن کے دیکھنے سے اُن کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - ورنہ بیان کے ذریعہ سے کوئی ہاتھ اُن کے کمال کے چہرہ سے نقاب کا ایک گوشہ بھی نہین ہٹا سکتا ہے شیخ لشکر محمد عارف - اور اُن کے ماموں شیخ ولی محمد نے اولاً تلقین ذکر انہین موصوف بزرگوار کی ملازمت سے لی تھی - پھر اسکے بعد ان اصحاب نے قطب الاولیا شیخ محمد غوث کی خدمت مین اپنی استعداد کو ترقی دیکر - گروہ کے گروہ لوگون کو ہدایت اور ولایت کے درجہ پر پہونچایا -

مصرع کمل تبشش راحت دیدار باد ۔

یاد شیخ بایزید شروانی

آپ سید ولی چرتہاولی کے مرید ہین۔ آزادہ ولی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے شور و فغان سے مجلس سماع مین نمکینی پیدا ہوجاتی تھی۔ اور آپ کے رونے سے ہم نفس اور نظارہ کرنے والے اصحاب رقت وگریہ مین آکر اس طرح کا نغمہ گایا کرتے تھے۔ بیت۔

کاش غوثی رانمی دیدم درین آزردگی	رفتم از آسودگی تا دیدم این ازردہ را

دسوین صدی کے اخیر مین دار الحضور کو روانہ ہوگئے۔ خوابگاہ پایہ تخت آگرہ۔

یاد شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ

آپ ملک راجن۔ ابن ملک پیر۔ ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید ہین۔ زمانہ معنی کے اعتبار سے آپ کی نظیر الٰہی علم کے عالم مین بتلاتا تھا۔ اور نظارہ کرنے والا۔ صورت کے اعتبار سے۔ آپ کی شبیہ۔ آئینہ فروش کی دوکان مین ظاہر کرتا تھا۔ چونکہ عبارت کا گھوڑا حقیقت گزاری کے میدان مین بالکل لنگڑا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی قدر آپکے پسندیدہ حالات بیان کرکے سرمایہ سعادت حاصل کرون۔ مضافات گجرات مین ایک قصبہ مہلاسہ نام ہے۔ اس قصبہ مین آپ کا قدسی نفس۔ دسوین صدی کے آغاز مین علم (عدم) سے میان (وجود) مین بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ نے تیرہ روز بعد۔ اور پدر بزرگوار نے چھہ برس بعد فرمان طلب قبول کیا۔ لہذا آپ کی پرورش کی نوبت آپکے دادا کو پہونچی۔ آپ کے آبائے کرام سپاہی شعار تھے آپنے ابتدائے زمانہ ہوش مین قاضی محمود بیر پوری کا دامن رہنمائی۔ اپنے دست ارادت سے پکڑا تھا۔

ایک روز آپنے فرمایا۔ قاضی محمود کو پیٹ کی بیماری تھی۔ ایک میدان مین پردہ کی ضرورت پیش آئی ابھی اثنا مین میرے دادا کا اونٹ آپہونچا۔ مینے اُس کو بٹھایا۔ اور اسباب مین سے خیمہ نکال کر کھڑا کردیا۔ میرے اس عمل سے پیر بہت خوش ہوئے اور اُن کی خوشی سے میرے حالات کی بہت کچھہ درستی ہوئی۔ اور نیز یہی خوشی۔ میری صلاحیت۔ اور راست کرداری کی بنیاد ہوئی۔ شیوہ سپاہ گری۔ آبا و اجداد کا طریقہ تھا یہ طریقہ مینے سولہ برس کی عمر مین توفیق کی بدولت ترک کردیا۔ اور حقیقی رہنمائی کی تلاش کرنے لگا۔ جلب صادق تھی۔ اِس نے مجکو بحر المعارف شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ کی خدمت مین پہونچایا۔ شیخ نے اولاً مجکو ذکر کا شغل تلقین فرمایا۔ تلقین کے بعد میرے باطن پر وہ ذکر کامل طرح سے غالب ہوگیا۔ یہان تک کہ دو سال تک میرے دل پر تمام اشیا کی آمد و رفت کا راستہ ہی بند رہا۔ مین رسالہ منہاج العابدین

بڑھا کرتا تھا۔ جب تک پڑھے ہوئے سبق کے مفہوم کے ساتھ متصف نہیں ہو جاتا تھا سبق آگے نہیں پڑھتا تھا۔ اس کے بعد ہجری سنہ نوسو اکیاون تھا۔ کہ احمد آباد گجرات میں غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت میں پہونچکر حق تشلی کے پسندیدہ اسباب بہم پہونچائے۔ جب غوث الاولیا نے گوالیار کو معاودت فرمائی تو مینے بھی ہمراہی کا عزم کیا۔ ارشاد ہوا۔ عارف۔ ہم تم کو اپنی جگہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اسی صوبہ میں چھوڑ آئے ہین۔ چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم و بیش تیس سال تک احمد آباد مین رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر کار ہجری سنہ نوسو بیاسی مین برہان پور خاندیس کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہوگیا۔

ہجری سنہ نوسو ترانوین تک طالبان خدا کے چہرہ پر آپ کی ہدایت کا دروازہ کھلا رہا۔ بہت سے لوگون نے آپ کے موثر انفاس کے فیض سے امکان کے تیرہ و تاریک گھر کو۔ شہود کے فروغ سے الٰہی نور کا محل بنایا۔ اور حقیقت کے ستارہ کو قید کے حضیض سے نکال کر اطلاق کے اوج پر پہونچایا۔ جو اصحاب آپ کے ساتھ نسبت رکھتے ہین۔ اُن کے اذکار سے یہ حالات ناظرین کو معلوم ہونگے۔ انشاء اللہ العزیز۔ دوسری شوال سال مذکور کو عالم شہادت کے تنگ کوچہ سے چل کر عالم غیب کی وسیع آبادی مین جا پہونچے۔ آپ کا اسم شریف جو لشکر محمد عارف ہے۔ یہ سال رحلت بتاتا ہے۔
سنہ ۹۹۳ھ

مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز آپنے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اب کثرت اعتباری نے حقیقی لباس پہن لیا ہے اور حقیقی وحدت پردہ اعتبار مین چھپ گئی ہے۔ کیونکہ عالم (بحیثیت موجودہ) ظاہر ہونے سے پہلے۔ عین حق تھا۔ اور ظاہر ہونے کے بعد حق عین عالم ہوگیا ہے۔ اور جب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو یہ بیت ہمیں زمزمہ کیا کرتے تھے ؎

وَغَنّیٰ لِی مَنْ قَلْبِی وَغَنَّیْتُ کَمَا غَنّا
وَکُنَّا حَیْثُمَا کَانُوا وَکَانُوا حَیْثُمَا کُنَّا

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ خدا کو پہونچنا آسان ہے۔ لیکن حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کو پہونچنا دشوار بلکہ سخت دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام اشیا پر جداگانہ خاص خاص طریقون کے ساتھ متجلی ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہر ایک کا راستہ لگا ہوا ہے۔ پس اُس خاص طریقہ کے ساتھ وجود مطلق کے تعین اور تشخص کا ادراک یہی خدا کا پالینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمیع الٰہی اور امکانی کمالات کی جامع ہے۔ اس

حقیقت کی شناخت تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے ساتھ متصف ہونے پر موقوف ہے۔ متفرق تعینات کے ساتھ جو طریقے مخصوص ہین۔ جب تک اُن تمام طریقون کے ساتھ۔ وجود کی معرفت اجمالاً اور تفصیلاً حاصل نہو۔ تب تک طالب ذات بابرکات احمدی علیہ السلام کا عارف نہین ہوسکتا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ سید عبد الغفور سندہی نے۔ جب آپ کے حضور مین رسم بیعت ادا کی۔ تو آپنے فرمایا۔ عیسیٰ بن شیخ ابو العباس قصاب کہتے تہے۔ میرے باپ مجکو بزکشی کے سوا دوسرا کام سکہاتے ہی نہ تہے۔ اور استعداد کی تعلیم نے ولایت کے اس عالی مرتبہ کو پہونچایا۔ اور خود میرے آباو اجداد کا شعار مردم کشی و سپاہیانہ نوکری اختیار تہا۔ دیکہو۔ استعداد نے مجکو کسان سے ملن لاکر اکابر اولیات کی رہنمائی کے واسطے مامور کیا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز رابعہ وقت بوبو راستی فرماتی تہین۔ ایک روز صبح کے وقت بعد ربندگوار نے مجسے اور برادرم ملک محمد سے اول راز مخفی رکہنے کا عہد لیا۔ اور اس کے بعد یہ الہامی لطیفہ بیان کیا۔ کہ آج کی رات تاریک مکان مین مراقبہ کے واسطے مینے سر جہکا رکہا تہا۔ یا عبد الرحمن کی آواز تین دفعہ مینے سنی۔ تیسری دفعہ مینے لبیک کہا۔ آواز آئی۔ تم تاریکی مین بیٹہے ہوئے ہو۔ مین چراغ بہیجتا ہون ایکایکی ایسی روشنی پہیلی۔ کہ اُس کی کیفیت کہنے سے سرہلاتے تہے۔ اور بوبو راستی نے یہ بہی کہا۔ کہ تیس سال بعد آپ کے دریافت کرنے پر مینے اس راز کی مہر کہولی ہے۔ اور نیز آپ فرمایا کرتے تہے۔ یہی قطبیت کا خطاب مین بہت برسون تک پوشیدہ رکہتا رہا۔ ایک روز قوال آیا۔ اور اُس نے وہ غزل گائی۔ جو در پردہ قطبیت کی خبر دیتی تہی۔ مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اس قوال کو میرے راز کی آگاہی کس نے دیدی۔ بیت۔

سرِ خدا کہ سالکِ عارف بہ کس نہ گفت		در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید	

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ شعبان کا مہینا اور ہلالی سنہ ایک ہزار تیرہ تہا۔ کہ خدیو نشاتین۔ خداوند دولت دارین خانخانان سپہ سالار اکبر شاہ۔ والدہ سنجیدہ اطوار۔ پسندیدہ اخلاق شیخ طاہر مبارک۔ رکن فضیلت و عرفان مولانا صالح سندہی۔ اور صدر آرائے شریعت و عدالت قاضی عبد العزیز عیسیٰ قادری۔ یعنی۔ یہ چارون اصحاب اس درویش کے مکان مین راز کی باتین کر رہے تہے۔ اسی اثنا مین بحر العلوم قاضی نصیر ابن شیخ سراج محمد بنانی دروازہ کے باہر سے جہومتے ہوئے آپہونچے۔ اور جو چند۔ باتین بیان کین۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بہی ہے۔ کہ رابعہ وقت بوبو راستی دختر شیخ لشکر محمد عارف ایک روز فرماتی تہین۔ بابا کے اوپر ایک عجیب حالت طاری تہی۔ جو تعبیر اور تقریر مین نہین آسکتی ہے۔ جب وہ

حالت موقوف ہوئی- تو اُس کی کیفیت دریافت کی گئی- فرمایا- بایزیدی مقام پر مجکو لے گئے تھے- اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان ہے- کہ میری زبان سبحانی کہنے سے محفوظ رہی- اس کے بعد شیخ الاولیا سے روایت ہے- کہ اس مین شک نہین ایسا ہی ہے- مجکو بھی اُس وقت مین بلایا تھا- اور فرمایا- عیسیٰ سبحان ربی الاعلیٰ بہتر ہے یا سبحانی الاعلیٰ اور سبحانہ کہنا اچھا ہے- یا سبحانی کہنا میٔنے عرض کیا- نہین- سبحانہ ہی کہنا اچھا ہے-

راقم- گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے- جب صوفی فنا کی امداد سے- عروجی سیر مین- امکانی خلعت جسم سے اُتار کر الٰہی لباس مین آگیا- اور اُسکی مراد اپنی تنزیہ ہوئی- تو اُس وقت مین **سبحانہ** کی آواز کا منہ سے نکلنا تاویل اور توجیہ کا محتاج ہے- اور **سبحانی** کی آواز اگر نکلے- تو بے محل نہین- کیونکہ یہی اُسکی مراد ہے- اِس بنیاد پر **سبحانہ** کے بہتر ہونے کے واسطے دو توجیہین درکار ہونگی- البتہ اُس وقت مین توجیہ کی ضرورت نہین ہے- جب مراد یہ ہو- کہ بایزیدی مرتبہ کو پہونچنے والا شخص اگر سبحانہ کہے گا- تو ظاہر ہوگا- کہ امکان اور وجوب کے دونون دریاؤن کو جذبات کی موجون نے درہم برہم نہین کردیا ہے- اور شریعت کا برزخ کہ اسی کی رعایت کے اندر حفظ مراتب ہے- درمیان مین حائل ہے اور اس مقام کا کمال بھی اس کے سوا نہین ہے- یعنی بایزیدی مرتبہ کو پہونچکر **سبحانی** نہ کہے- بلکہ سبحانہ کہے- جیسے کہ نزولی سیر مین جب ذات مطلق- انسانی مظہر سے ظہور کرتی ہے- تو سبحانہ کہتی ہے نہ **سبحانی**-

جو اصحاب مبدا اور معاد کا راستہ چلنے والے ہین- اور نیز جن صاحبون پر عروج اور نزول کی منزلون کے حالات منکشف ہین- اُن روشن ضمیر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے- کہ عنوان سوال یہ ہے- سبحانی کہنا بہتر ہے- یا سبحانہ- اس عنوان سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے- کہ جب سالک امکانی مراتب طے کرکے وجوب کے مرتبہ کو پہونچتا ہے- تو اُس وقت ان دونون صیغون مین سے کون سے صیغہ کا کہنا بہتر ہے- ظاہر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سبحانی کہنا مناسب ہے نہ سبحانہ- پس اس حالت پر نظر کرلے اس اعتراض کو گنجایش ہے- کہ مجیب نے کس اعتبار سے سبحانہ کو اولیٰ کہا- لیکن جب سوال و جواب کی عبارت سے مراد یہ مفہوم نہ ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا- بلکہ مراد یہ ہو- کہ مقام سبحانی مقام سبحانہ سے بہتر ہے- یا سبحانی کہنے والا سبحانہ کہنے والے سے افضل ہے- یا اس کے خلاف ہے- تو اس صورت

ین جواب پر ہرگز اعتراض وارد نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر جواب کے معنی یہ ہو جاتے ہین۔ کہ سبحانہ کا مقام۔ اور سبحانہ کہنے والا۔ افضل اور اعلیٰ ہے۔

ولا ریب فیه خصوصًا لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید لان القائل بقوله سبحانه متصف بالکون بعد الاتصاف بالالوهیة کما اتصف الحق به بعد ما کان واجبا والقائل بکلمة سبحانی هو المتصف بالوجوب بلا اعتبار اتصافه بالکون فالاول محقق والثانی مجذوب ومقام التحقیق اسنی من مقام الجذبة

اس مین کچھ شک نہیں ہے بالخصوص اُس شخص کے واسطے جو صاحب دل ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے۔ کیونکہ سبحانہ کہنے والا الوہیت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد امکان کے ساتھ متصف ہے جیسے کہ حق بعد اسکے کہ واجب تھا اب امکان کے ساتھ متصف ہو گیا۔ اور کلمہ سبحانی کہنے والا۔ وجوب کے ساتھ متصف ہوتا ہے جس کے اندر امکان کے ساتھ متصف ہونے کے اعتبار کو دخل نہین۔ پس سبحانہ کہنے والا محقق ہے۔ اور سبحانی کہنے والا مجذوب ہے اور مقام تحقیق مقام جذبہ سے روشن تر ہوتا ہے۔

اور اسی توجیہ پر شیخ الاولیا کے خطا کی بھی نظر ہے۔ جو امام کے عریضہ کے جواب مین صادر ہوا ہے۔ امام کے عریضہ مین اسی قسم کا اعتراض تھا۔ حاصل خطا یہ ہے۔ کہ جب سلطان العارفین ابو یزید بسطامی نے مقام سبحانی سے ترقی فرمائی۔ اور اپنے تئین۔ جس طرح الہیات کے ساتھ متجلی پایا تھا اُسی طرح امکان کے ساتھ متلبس پایا۔ تو بول اُٹھے۔

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی وانا کافر واقطع زناری واقول اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

اگر مینے کسی روز سبحانی ما اعظم شانی کہا تو مین مجوسی اور کافر ہو گیا۔ اور اب مین زنار قطع کرکے کہتا ہون۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا رسول الله

کیونکہ انسان وجود مطلق کا خلیفہ ہے مرتبہ واحدیتہ کے اعتبار سے۔ اسواسطے کہ اُسنے مرتبہ واحدیتہ کے اندر ظاہر وجود مین بھی ظہور کیا ہے۔ جس کا خاص وصف وجوب ہے اور ظاہر علم مین بھی ظہور کیا ہے جس کے لوازم مین امکان داخل ہے۔

ولذلك یقال فی حق ابن منصور لو کان

اسی واسطے ابن منصور کے حق کہا جاتا ہے۔ اگر ہمارے

فی زمانناً لرقیناه عما کان علیه و ما ذلك الترقی الا الاتصاف بالکائنات بعد الاتصاف بالعیات کما اتصف الحق بالکون بعد ما کان واجباً۔

زمانہ میں ہوتے تو ہم اُن کو اُس حالت سے ترقی دیدیتے جو اُن کو حاصل تھی۔ اور یہ ترقی سوائے اسکے نہیں ہے کہ کائنات کے ساتھ اتصاف پیدا کیا جاوے۔ بعد اسکے کہ آلنیات کے ساتھ اتصاف پیدا ہو چکا ہے۔ جیسے کہ حق۔ امکان کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ بعد اسکے کہ واجب تھا۔

پس سبحانہ۔ عبارت ترقی مراتب سے ہے۔ ہ سبحانی۔ پس اسی کو سمجھ لینا چاہیے۔

واضح ہو۔ کہ اس مقدمہ کا غالب۔ صاحب فصوص الحکم کا کلام ہے۔ جس کو مصنف نے فص نوحی سے ملا دیا ہے۔ یعنی یہ کہ قوم کا نوح علیہ السلام سے باگنا اسواسطے تھا۔ کہ آپ کی دعوت میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں جامعیت نہیں تھی۔

قال دعوت قومی لیلاً من حیث حقایقهم الباطنة الی التنزیه و نهاراً من حیث حقایقهم الظاهرة الی التشبیه۔ فلم یزدهم دعائی الا فراراً۔ ای نفوراً۔ مما دعوتهم الیه

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ میںنے اپنی قوم کو بلایا رات میں اُن کی باطنی حقیقتوں کے اعتبار سے تنزیہ کی طرف اور دن میں اُن کی ظاہری حقیقتوں کے اعتبار سے تشبیہ کی طرف۔ مگر میری دعا نے فرار کے سوا کوئی فرق نہیں کیا یعنی قوم کو جس امر کی طرف میں بلاتا تھا اُس سے نفرت ہوئی۔

ثم قال انما لم یجیبوا دعوته لما فیه من الفرقان بین التنزیه والتشبیه و فی الامر ای فی نفسه قرانٌ وجمع بینهما لا فرقان وتمیز بینهما۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ قوم نے جو نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تو اس کا سبب سوائے اس کے نہیں ہے کہ اس دعوت کے اندر تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں۔ فرقان (افتراق) ہے۔ اور نفس الامر میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان قران (قرب) اور جمع چاہیے۔ نہ کہ ان دونوں کے درمیان فرقان (استراق) اور امتیاز۔

ثم قال فان القرآن یتضمن الفرقان تضمن الکل لاجزائه والفرقان لا یتضمن القرآن تضمن الجزء لا یتضمن الکل فالقرآن اکمل من الفرقان۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ کہ قرآن شامل ہے فرقان کو جیسے کہ کل اپنی اجزا کو شامل ہوتا ہے۔ اور فرقان قرآن کو شامل نہیں ہے۔ کیونکہ جزء کل کو شامل نہیں ہوتا ہے لہذا قرآن بہ نسبت فرقان کے زیادہ کامل ہے۔

ثم قال وهذا ای لکون القرآن اکمل من الفرقان ما اختص بالقرآن الا محمد صلی اللہ علیه وسلم بالاصالة وهذه الامة التی هی خیر امة اخرجت للناس بالمتابعة والمراد بالقرآن الذی اختص به النبی صلی اللہ علیه وسلم وامته انما هو بالحقیقة السوائیة الاعتدالیة الجامعة بین التنزیه والتشبیه وسائر المتقابلات بحیث لا یغلب احد المتقابلین علی الآخر فی مرتبة من المراتب فلیس کمثله شیء ای فقوله تعالی لیس کمثله شیء فجمع الامرین امر التنزیه والتشبیه فی امر واحد ای آیة واحدة وهی مجموع تلك الآیة او کلام واحد وهو کل من نصفیها۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں چونکہ قرآن۔ فرقان کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے۔ لہذا قرآن کے ساتھ جس کو خصوصیت دی گئی۔ وہ اصالۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور اتباعاً یا امت ہے جو بہترین امم ہے۔ وہ امم جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور جس قرآن کے ساتھ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کی امت خاص کی گئی ہے۔ اس سے مراد وہ قرآن ہے۔ جو ایسی حقیقت کو شامل ہے۔ جو مساوات اور اعتدال کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نیز تنزیہ و تشبیہ اور تمام متقابلات کو اس طور پر جامع ہے۔ کہ دونوں متقابلوں میں سے کوئی کسی پر کسی مرتبہ میں غالب نہ ہو۔ لہذا مثل اس قرآن کے کوئی شے نہیں ہے لیعنی خود قول اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ہے لیس کمثله شیء پس تنزیہ و تشبیہ دونوں آیۃ واحدہ میں جمع ہیں۔ اور آیۃ سے مراد ساری یہ آیۃ ہے۔ یا تنزیہ و تشبیہ دونوں کلام واحد میں جمع ہیں اور کلام سے عبارت منجملہ آیۃ کے دو نصفوں کے کوئی سا بھی ایک نصف ہے۔

ثم قال فلو ان نوحا اتی بمثل هذه الآیة اجابوه۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں۔ اگر نوح علیہ السلام اس آیۃ کی ہدایت کے بموجب تعلیم فرماتے۔ تو قوم اس کو

ضرور قبول کرتی ۔

اور اسی طرز پر مسیح الاولیا کا بھی بیان ہے ۔ جس کو صاحب موصوف انوار الاسرار کے دیباچہ مین جہان اقسام تفسیر لکھے ہین ۔ لکھتے ہین ۔

قوله ومن فسره واوله على الباطن ولو يلتفت الى ظاهره اصلا كاذهب الى فرعون انه طغى يراد بها ان موسى روحه وفرعون نفسه من غير ملاحظة معنى الاصلى الذى نزل لاجله فهو باطنى البطونة فى احد معانيه ومن فسره على الظاهر الصرف من غير ايمان واقرار بالاشارات والنكت التى هى عين البلاغة الى رب ومحض الفصاحة من نفسه فهو حشوى خارجى ما راى من جلال قرآنه الاسو اوقات عزته ولم يظفر بدخوله فى مجلس وقوف على جماله المندرج فيه والمندمج تحته ومن جمع بينهما فهو العارف الكامل الواقف بالكتاب وبمراد نزوله ۔

مسیح الاولیا کا بیان ہے ۔ جس شخص نے قرآن کی تفسیر کی اور صرف باطن کی طرف تاویل کرکے کھینچ لے گیا ۔ اور ظاہر کی طرف قطعی ملتفت نہین ہوا ۔ جیسے اذہب الی فرعون انہ طغی سے یہ ارادہ کیا کہ موسی اُسکی روح ہے اور فرعون اُس کا نفس ہے ۔ بغیر اُن اصلی معنی کے لحاظ کے جن کے واسطے خاص کر قرآن نازل ہوا ہے وہ شخص باطنی ہے ۔ کیونکہ قرآن کے دونون معانی مین سے ایک کو چھوڑ کر ایک کے اندر گھس گیا ہے ۔ اور جس شخص نے قرآن کی تفسیر صرف ظاہر پر کی ۔ اور جو اشارات اور نکات اللہ تعالی اجل شانہ کی نسبت کرکے عین بلاغت مین ۔ اور تفسیر کنندہ کی نسبت کرکے محض فصاحت مین ان اشارات اور نکات کا یہ مفسر نہ ایمان رکھتا ہے ۔ اور نہ اقرار کرتا ہے ۔ وہ شخص حشوی خارجی ہے جس کو جلال قرآن مین سے بیرونی پردہای عزت کے سوا ۔ کچھ نظر نہین آیا ۔ اور اُسکو محل قیام مین داخل ہوکر اس جمال کا دیکھنا نصیب نہین ہوا جو اس کے اندر مندرج اور پوشیدہ ہے ۔ اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی کو جمع کیا ۔ وہ شخص عارف کامل ہے اور کتاب سے اور مراد نزول سے واقف ہے ۔

اور انہین ظاہری باتون کے طور پر وہ تحقیق بھی ہے ۔ جو لفظ النفس کے متعلق مسیح الاولیا نے لکھی ہے

یعنی انسان کی عنصری ترکیب مین روح واجب کے مرتبہ مین ہے۔ کالبد ممکن کے درجہ مین ہے۔ اور دل اُس مقام پر ہے جو دونون کو جامع ہے لہ عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ **بیت**۔

یک نکتہ بیش نیست غم عشق وین عجب	کز ہر کسے کہ مے شنوم نامکرر ست

خلاصہ اس طول وطویل منقولات کا سوائے اس کے نہین ہے۔ کہ جامعیۃ کا مرتبہ افضل ہے سبحانہ تنزیہ جامع ہے۔ اور سبحانی صرف تنزیہ واجب ہے ۲ؐ نظہر المراد وزال الاعتراض ۔

یاد قاضی محمود موربی

مورپ ایک موضع ہے مضافات گجرات مین۔ آپ شیخ لشکر محمد عارف **قدس سرہ** کے مریدین۔ رسمی علوم کی تحصیل نے آپ کو فضیلت کے درجہ پر پہونچایا تھا۔ حکیم عثمان بوبکانی اور مولانا موسیٰ بوبکانی جو عادل پور برہان پور کے مدرس تھے۔ بعض علوم مین مثل عربی اور نحو کے آپ کے شاگرد ہین آپ کے پیر سے روایت ہے۔ جن ایام مین راوی (مین) ہدایہ فقہ قاضی محمود سے اور قاضی محمود نقد نصوص اور مراۃ العارفین۔ اس درویش سے پڑھتے تھے۔ تو آپ کو ایک مسئلہ کلام مین سخت دشواری پیش آئی۔ کہ یہ جلیل القدر صفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت اس طرح کیون کر ثابت کی جاوے جو اعتراض سے سالم رہے۔ **القصہ** مسئلہ مذکور اس طرز سے دلنشین کیا گیا۔ کہ تردد کی خلش آپ کے ذہن مین باقی نہین رہی۔ اور عبارت والون کے جھگڑے سے آپ کے ضمیر کو نجات مل کر سکون حاصل ہوا۔ اُس وقت آپنے کہا۔ مردون کے واسطے یہ بڑی لغزش گاہ ہے۔ اس موقع کے واسطے ایک عصا ہاتھ آیا۔ اور نیز آپ فرماتے تھے۔ جس روز سے شیخ عارف کے ہاتھ پر مینے بیعت کی ہے۔ اُس روز سے علوم اور فنون کی بہت سی مشکل اور مخفی باتین میری طبیعت پر ملازمت پیر کے فیض سے بآسانی حل ہو جاتی ہین۔ اور بہت مدت سے ایسا ہوتا ہے۔ کہ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی **قدس سرہ** عالم خواب مین میری دشواریان حل کر دیتے ہین۔

مصرع با د آسان در طریقت انچہ دشوارش بود۔

یاد شیخ اولیا

آپ نے قدم فرسائی کی۔ تو صدق وصفا کے میدان مین۔ اور خانہ نشین ہوئے۔ تو فقر دنیا

لہ ہماری عبارتین متعدد ہین اور تیرا حسن صرف ایک ہے ۱۲ ۲ؐ مراد ظاہر ہو گئی اور اعتراض رفع ہو گیا ۱۲۔

کے کوچہ مین شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ تھے - اور شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری سے نسبت تھی - قدس اسرارہم - ایک روز آپ کے پاس خبر آئی - کہ آپ کا بیٹا اور داماد دونون - جان فرسا لڑائی کے معرکہ مین مارے گئے اس خبر کو آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ سنا - ماتم اور تعزیت کا رنگ ڈھنگ آپ کے اوضاع اور اطوار سے قطعی پیدا نہین ہوا - اور ان دونون عزیزون کی خبر کا جان گزا خط اپنی بیوی کے پاس لیجا کر اس عنوان سے سنایا - کہ تمہارے واسطے ایزدی بارگاہ کا ہدیہ لایا ہون - مصرع خدا بر صبر او پاداش بخشاد -

یاد شیخ رکن الدین ابن محمود

آپ کی زاد بوم بیانہ ہے - جو دار السلطنۃ آگرہ سے دو منزل دور ہے - یہان کا نیل اور مہندی دونون چیزین بے مثل ہوتی ہین - اہل جہان سوغات سمجھکر ہر ایک ملک کو لیجاتے ہین - آپ فرماتے تھے - ہم تین شخص جو باہم برادر تھے - مراغہ تبریز سے ہند کی طرف آئے تھے - شرف الدین - داؤد - اور عبد المجید - پہلے بھائی نے بیانہ مین عقد کر لیا - اور دوسرے ذو جود ہے - یہ مجرد اور حصور رہے - شیخ رکن الدین چودھوین پشت مین شرف الدین کو پہونچتے ہین جس سال ہمو نام پیکر پرست - جنت آشیانی کے لشکر سے بڑ گیا تھا - آپ بیانہ سے چل کر دار الامان منڈو مالوہ مین چلے آئے تھے - صناعت خان کی بے ستون مسجد بادشاہان خلیج کا جہان گنبد ہے - اوسکی جنوبی سمت مین واقع ہے - اسی مسجد مین آپ نے قیام فرمایا - اور خدا پرستی - اور بیدار دلی کے ساتھہ متوکلون کی طرح گزران کی - نحو اور فقہ کی کتابون سے آگاہ تھے - پرہیز گاری اور کم آزاری مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے ہوئے تھے کامل بائیس سال تک درویش زادون کو - بدون اجرت لینے اور احسان رکھنے کے قرآن پڑھایا - اور عربی زبان مین استعداد پیدا کراتے رہے - اپنے حجرہ سے جامع مسجد اور جنازہ کی نماز کے سوا - کہین نہین گئے - تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ہجری سنہ نوسو بانوین کو روانہ مکان قدس ہوئے - ایک اوکے کو بیانہ سے ہمراہ لائے تھے - جس کا نام عبد الغفار ہے - یہ آج تک اُسی مسجد مین زندگی گزار رہے ہین - خوابگاہ منڈو - سید محمود کی مسجد کے صحن مین مصرع بادر کنی از ارم ماوائے او -

یاد شیخ یوسف قادری

آپ سید اسمعیل کے مرید ہین - جو شیخ کمال الدین قریشی کے خلفا مین سے ہین - آگرہ کے نئے قلعہ مین سکونت رکہتے تھے - سرگشتہ طالبان خدا کی رہنمائی کے بارہ مین بہت کچھہ دلسوزی اور کوشش سے کام لیتے تھے - بالآخر پیر بزرگوار نے اپنی دامادی سے آپ کو سرفراز فرمایا - اس ظاہری رشتہ کے ساتھہ معنوی نسبت کا رشتہ

اور پیدا ہو گیا - ان دونون صدفون کے تشا ہوار موتی دار السلطنۃ مین موجود ہین - خدا کرے - خدا شناسی کا شرف نصیب ہو مصرع کو در خت سعی تا از وصل جانان بر خوریم ۔

یاد شیخ حسن چشتی

آپ کی زاد بوم قصبہ تھانیسر ہے - جو سلطان پور نذربار کے پرگنات مین سے ہے - آپ بہت پرانے ضعیف العمر مگر زندہ دل شخص تھے - ہمیشہ نم ناک آنکھون کے ساتھ زانو پر سر رکھے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے آپ کی صحبت مین دل ربائی کی صفت تھی - جو شخص ایکبار آپ کو دیکھ لیتا تھا - اُس کو پھر دوبارہ آپ کے دیکھے بدون آرام پانا ممکن نہین ہوتا تھا بسیح القلوب سے روایت ہے باوجودیکہ آپ کے پانچ لڑکے تھے - جو دینداری اور علم سے آراستہ تھے - اور باارادت معتقدین کی ایک جماعت کی جماعت تھی - لیکن درویشون اور عالمون کی ملازمت مین جب جایا کرتے تھے - تو تنہا جایا کرتے تھے جب اس بارہ مین آپ سے دریافت کیا گیا - تو فرمایا کہ مجکو یہ خیال ہوتا ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ بزرگان دین کی ملاقات کے وقت ہمراہیون کے دل - کسی اندیشہ باطل مین مبتلا ہو جاوین - یا میرے دل مین اپنے ہمراہی فرزندون اور مریدون کے واسطے کوئی ایسی خواہش پیدا ہو - جس مین مشائخ طریقت کی خوشنودی نہ ہو - اس سبب سے خدا شناس گروہ کی خدمت مین تنہا جانا بہتر معلوم ہوا ۔ **بیت**

چراغ مہر و خورشید محبت		شب تنہائیش را دور کمین باد	

یاد شیخ محمد

آپ علوم غریبہ بالخصوص اقسام جفر اور دفوع اعداد اچھی طرح جانتے تھے - علم کو عمل کے ساتھ رفیق بنا کر اپنی مصاحبت سے لوگون کو فیض پہونچاتے تھے - قرآنی تلاوت کے وقت بہت کچھ تاثیر اور ترتیل کام مین لاکر سننے والون کو خدائی پیغام پہونچایا کرتے تھے - ہمیشہ مہمان خانہ مین مقیم اور مسافر ہم نشینون کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے - محبت کا ولولہ - اور عشق کا شعشہ - ہمیشہ اور ہر وقت آپ کا حریف تھا - اور دائمی شگفتگی آپ کے مزاج کا جزو تھی - امام فضلا آپ کی رحلت کی تاریخ ہے - ۹۹۲ھ

یاد شاہ منجھن

آپ عبد اللہ ابن قاضی خیر الدین کے فرزند ہین - شریف اور نجیب الطرفین تھے - آپ کے پدری دادا - خلاصۃ العلما قاضی تاج الدین نحوی - اور مادری دادا - زبدۃ السادات قاضی سما ء الدین دہلوی ہین - جو

فتوی نویسی کے عالی منصب پر سرفراز اور قتلغ خانی کے پاک خطاب کے ساتھ مشہور تھے - آپ کے پیر بیعت تاج العرفا سید تاج الدین بخاری ہین - یہ سید صاحب - بہت کچھ معرفت اور سیاحی کے ساتھ روشناس ہین - اور ہر ایک ملک کے مشائخ سے ان کو خلافت حاصل ہے - جب سید صاحب ہند مین آئے - تو غوث الاولیا کی ملازمت حاصل کر کے خلعت اجازت پایا - پھر اس کے بعد - اسی شطاریہ سلسلہ مین اپنے تئین مشہور کیا - اپنے مرید شاہ منجھن کی سفارش - حضور غوث الاولیا مین کر کے - خدمت مین چھوڑا - آپ اُس فرصت مین مرشد کی جملہ تصانیف مین سے جواہر خمسہ کو پیر کی خدمت مین پڑہ کر - اپنے عمل مین لائے - جواہر خمسہ ایک کتاب ہے - جو زاہد کے اشغال - سالک کی رفتار - اور صوفی کے اعتقاد پر شامل ہے - خرقہ خاص جو کوہستان چنار کی ریاضت کے وقت غوث الاولیا پہنے رہتے تھے - آپ کو عطا ہوا ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتھون - راقم نے بھی اُس خرقہ کی زیارت کی تھی -

اب مین کسی قدر حالات لکھتا ہون - شاہ منجھن - خلاصہ علماے زمانہ شیخ احمدی کے مدرس تھے - تمام علوم متداولہ کا محققانہ درس فرمایا کرتے تھے - شرعی حدود اور اُس کے آداب کا لحاظ رکھنے مین - بہت کچھ کوشش اور اہتمام عمل مین لاتے تھے - آپ کے ایام زندگانی - درس - مطالعہ - مراقبہ - اور محاسبہ مین وقف تھی - جس سال مین شیر خان سور نے قلعہ راے سین فتح کر کے اسلام آباد نام رکھا - اس سال مین آپ اپنے وطن لکھنوتی سے چل کر اُس قلعہ مین آئے تھے - ایک عمر تک اُس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کا منصب آپ کے نام سے رہا - جب قلعہ مذکور کی سرداری کی نوبت ہنود کو پہونچی - تو آپ وہان سے بہ ترک سکونت سارنگ پور مالوہ مین چلے آئے - اور یہین مکان بنا لیا - ایسا عالم جو علوم کی فیض رسانی کا دروازہ لوگون پر کشادہ کرے - اُس زمانہ مین اور اُن اطراف مین نہین تھا - اور کتابین بھی حادثہ کے سبب لوٹ مین جاتی رہین تھین - ناچار آپنے ہر ایک فن مین اپنی یاد سے ایک ایک رسالہ مرتب اور تحریر کر لیا - اور طالبان علم کو اُس وقت تک کہ معتبری مبسوط کتابین ہاتھ آوین - اُن مرتبہ رسالون کے ذریعہ سے فیض بخشی فرماتے رہے - بعد کو آپ کے گرامی قدوم کی برکت سے سارنگ پور شہر - شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا - اور بہت سے اہل کمال آپ ہی کے واسطے وہان کی دامنگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی -

جب آپ کا وقت پیری آ پہونچا - تو آپنے دل کو فرزندون اور عزیزون کی محبت سے پاک کیا اور قصبہ اشٹہ مین جو سارنگ پور سے دو منزل دور ہے - گوشہ نشینی کے واسطے مکان اختیار فرمایا - چند سال بعد ہجری

سنہ ایک ہزار ایک کے ماہ ربیع الاول مین آپ بمقام سارنگ پور گئے - اور تمام چھوٹون بڑون سے خوشنودی حاصل کی - اور رخصت ہوکر وہان سے پھر اپنے گوشہ نشینی کے حجرہ مین واپس چلے آئے - اب اس وقت مین عمر شریف کا سال اسّی کے خانہ مین آگیا تھا - اس مہینے مین آپنے ایک روز اُن اصحاب کے ساتھہ جو ذکر جہر کے ہنگامہ مین حاضر تھے - جہان فانی کے وداعی مراسم ادا کیئے -

آپ کے جد بزرگوار قاضی تاج الدین نحوی شیخ محمود زندہ پوش قرشی عشقی کی نسل سے ہین - جن کی خانقاہ اسلامی شہر بلخ مین تھی - جس زمانہ مین اشرف دانشوران قاضی شہاب الدین صاحب بحر مواج اور قاضی فخر الدین کی ذات مبارک سے ہند مین مجلس فیض عین رونق پر تھی - اُس زمانہ مین قاضی تاج الدین نحوی بلخ سے ہندوستان مین آئے تھے - اور شہر لکھنوتی مین قیام کی تجویز کی تھی - بہت سے طالبان علوم کو علوم اور فضیلت سے آشنا کردیا - جب ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا - تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر مین فراہم کیے گئے - اِس مجمع مین راقم کو شاہنشاہ کی خدمت مین حاضری کا موقع ملا تھا - دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تھا - خدا کرے - آپ کی برکات دوام کے ساتھہ ہم آغوش رہین -

یاد خواجہ کلان پور خواجہ جوئباری

آپ - دینی سعادت مین - موحدان سابق کے ہم پایہ - اور دنیاوی تصرفات مین فرمان روایان زمانہ کے ہمسر تھے - باایں ہمہ طریقت - آزادگی بے تعلقی - اور درویشی کے قانون اور آئین مین ایک شمہ بھی فروگذاشت نہین کرتے تھے - کہتے ہین - حاجتمندون کی معروضات اور ارباب ہوس کی خواہشات سننے کے بعد - اُسی حجرہ مین گھس جایا کرتے تھے - جو بنا رکھا تھا اور تن گدازی - اور روح پروری کے کام مین مشغول ہوجاتے تھے - اسی طریقہ سے تمام عمر گزاردی - جب ہجری سنہ نوسو بانوین مین - اپنے اعضاء و جوارح ملک عدم کے سپرد کرکے عنصری مکان سے اصلی مقام کو کوچ فرمایا - تو گھر مین سے سوائے ایک شکستہ خشت اور ایک پرانی چٹائی کے کچھہ نہین نکلا -

یاد شیخ یوسف بن شیخ عبد اللہ تمیمی انصاری

آپ نے کتابی علم کی تحصیل - اپنے پدر بزرگوار کی تعلیم سے کی تھی - جب آپ امیر سید اسمعیل ابن سید ابدال قادری کی صحبت مین پہونچے - تو یہان نسبت دامادی پیدا ہوگئی - اور نیز ان کا دامن پکڑ کر آگہی

معرفت کا سامان فراہم کیا۔ چند روز بعد سید اسمٰعیل نے خرقہ خلافت عطا فرماکر اپنا جانشین بنایا۔ دنیاوی داد وستد۔ ہر ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت کے اعتبار سے لازمہ بشریت ہے۔ اِس داد وستد کے اندر ملکو زیب کو آپ کے افعال مین اور ناراستی کو آپ کے اقوال مین دخل نہتا۔ ہجری سنہ نو سو چورانوین مین شوال مہینا گزر کر چاندرات کے دن نماز عصر مسجد مین پڑہنے کے بعد معمولی وظیفہ مین مشغول تہے۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد بعض مسجد نشینون نے ہلال ذی قعدہ کی رویت کے واسطے اٹھکر باہم مبارک بادکہی آپ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور رو کر کہا۔ اگر چاند نظر آگیا ہے۔ تو درویش کو عنصری تعلقات کے بار سے سبک دوش کرکے۔ اپنے حضور مین کیون طلب نہین فرمالیا۔ شاید خداوندی بارگاہ کے لائق نہین جانا ہوگا۔ اسی قسم کی باتین کر رہے تہے کہ اتنے مین نماز مغرب کی تکبیر ہوئی۔ آپ نماز پڑہکر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔ اُسی دم تکیہ پر سر رکہکر۔ اپنی جان کو کلمہ شہادت کے ساتہہ۔ اصلی وطن مین پہونچا دیا۔ خوابگاہ اگرو

یاد مولانا کاسکرانی ابن امیر امین الدین خراسانی

آپ اپنے ماموں مولانا فخر الدین علی واعظ کے مرید ہین۔ آپ کے دل مین عشق اور عرفان کے جواہرات بہرے ہوے تہے۔ اور آپ کی زبان کی کنجی سے عقل ونقل کے خزانے کہلتے تہے۔ کسی مقام مین بلکہ اپنے مکان کرایہ مین بہی رہنا پسند نہین تہا۔ ہمیشہ آزردے رفتار رہتی تہی۔ کہتے ہین۔ بہت لوگ آپ کے درس سے اُستادی اور مدرسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ نیز آپ فرماتے تہے۔ میرے ماموں ہمیشہ باغ مین تنہا جایا کرتے تہے۔ ایک روز مین نے عرض کیا۔ مجکو بہی اپنے ہمرکاب لے چلئے۔ فرمایا۔ تم کو باغ دیکہنے کی تاب نہین ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مین دل شکستہ نہون مجکو ہمراہ لے گئے۔ جب باغ کے اندر قدم رکہا۔ تو اُس کے درخت تمام دکمال قیام سے رکوع مین جہک گئے۔ مجکو حیرت اور حیرت کی وجہ سے بیہوشی ہونے لگی۔ آپ نے میری پیٹہہ پر ہاتہہ پہیرا۔ تب میرے دل مین اِس حالت کے دیکہنے اور برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ ہجری سنہ نو سو چورانوین مین جہان فانی کو وداع کیا۔

یاد مخدوم جعفر

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ سدرون بوبک گانون مین ہین۔ جو سیہوان کے نزدیک ہے۔ سیہوان کو سیستان سندہ بہی کہتے ہین۔ زبان کو رسمی فضیلت اور دل کو حقیقی معرفت حاصل تہی۔ آپ ضمیر کی باتون سے آگاہ۔ عموماً دلون کے دوست۔ اور نیز رموز انفس وآفاق سے واقف تہے۔ شیخ طاہر ابن یوسف سندہی

کے اُستاذزادہ مین-جو مجمع البحار طاہری-اور ریاض الصالحین کے مصنف تے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مظلہ سے روایت ہے-حکیم عثمان بوبکانی سے مینے سنا ہے-اُنہون نے فرمایا-مخدوم نے آخر عمر مین منطق کی کتابین دریا مین بہا دی تہین-اور احیاء العلوم-عوارف-نفص الخطاب-اور نیز ان کتابون کی شل جو دیگر کتب ہوتی تہین-اُن کے مطالعہ کے سوا کوئی شغل نہین تہا-مصرع باد بروحش مقام جنت مفصل الخطاب-

یاد مخدوم بایزید لاکھ

لاکہ-ایک قبیلہ ہے سند مین-عزت آمائے دارین-ہر و سند نشاتین-مرزا عبدالرحیم خانخانان-امد دولتہ نے مسیح زمان کی خدمت مین بیان کیا تہا-کہ جب مین صوبہ تتہ فتح کرنے کے زمانہ مین-مخدوم کی خانقاہ مین ہوپنچا-تو صوفیون کی ایک جماعت دیکہنے مین آئی-کہ اُن کے ہاتہ تو لازمی ضروریات بہم ہوپنچانے کے کام مین معروف تے-اُن کی زبانین تلاوت قرآن کے ساتہہ-ذکر الٰہی مین لگی ہوئی تہین-اور اُن کے قلوب-نفسانی خطرات دور کرنے کی فکر مین مشغول تے-آپ کی گرامی صحبت سے بہت کچہہ باطنی فروغ حاصل ہوا-

مصرع آیۂ نور باد شمع شبش

یاد مخدوم بلال سندھی

آپ-حق کے عارف-اور خلق کے معروف تے-ہدایت سندہی سے روایت ہے-ایک رات کا ذکر ہے-مخدوم خلوتخانہ کے اندر-مطالعہ اور مشاہدہ مین مشغول تے-پیاس کا زور یہان تک ہوا-کہ پانی کے واسطے باہر آنا پڑا-ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے-دیا جو کچہہ دیا-اور پایا جو کچہہ پایا بیت

آنچہ حق بہر بندگان آراست
آرزو آنچنان ندانند خواست

یاد مولانا خرد دیوانہ

آپ کے ہاتہ نے دامن مولانا خواجگی کاشانی کے ارشاد کا پکڑا تہا-آپ آگاہ دل-خداشناسون مین سے تے ہمیشہ فیض رسانی کی مسند پر معرفت الٰہی کا بیان کرنے کے وقت جذبہ کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوجایا کرتا تہا-اور معانی کا نشہ سر سے جوش مارا کرتا تہا-ایسی اونچی اونچی باتین بیان کیا کرتے تہے-کہ اندیشہ بہی اُن کے ادراک سے قاصر رہتا تہا-اور کوئی دانشمند-آپ کے بیان کی توجیہ نہین کر سکتا تہا-کہتے ہین-دارالاسلام بلخ کے فرمان روا پیر محمد خان اوزبک نے اپنے زمانہ حکمرانی مین ایسے خلیفہ کی درخواست کی تہی-جو نقشبندیہ سلسلہ پر لوگون کو تابعیت قلوب کرکے کہینچ لاوے-چنانچہ مولانا نے اپنے

یاروں سے استفسار فرمایا - ہر ایک نے اس کام کے لئے - اپنے تیئں تجویز کیا - اُس وقت مجلس میں مولانا خرد موجود نہیں تھے - پیر بزرگوار نے سب کی رائے کو نظر سے گرا دیا - کیونکہ یہ پسند نہ آتی تھی - اور قلبی توجہ سے مولانا خرد کو مجمع کی طرف کھینچ بلایا - اور فرمایا - کہ جانو تم درویشان بلخ کے پیشوا کئے گئے ہو - اُٹھو - اور روانگی کا سامان کرو - جب وہاں پہونچ جاؤ تو طریقہ رہنمائی اختیار کرنا - اور طالبوں کو اپنے مطلوب میں کامیاب کرنا - آپ نے تعمیل حکم کی - اور رہنمائی کا کام سنجیدہ روش کے ساتھ انجام دیا - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا - کہ آپ کی طلب - روحانی عالم میں ہوئی - آپ نے قبول فرماکر بلخ میں خوابگاہ اختیار کی -

یاد شیخ صدیق بڑودرہ (بڑودہ)

آپ عطار کے لڑکے تھے - جب توفیق کی بزم سے آپ کو کیف حاصل ہوا - تو باپ کی عطاری کی دوکان چھوڑ کر - پیر کا شطاری طریقہ اختیار کیا - تھوڑے عرصہ میں ذاکر - شاغل - عابد - عارف - فانی - متوکل - اور نیز گوشہ نشین ہو گئے - خلافت کا خرقہ - اور بیعت کی کلاہ شیخ صدرالدین ذاکر سے ملی تھی - ہمیشہ جہان تک کوشش کیا کرتے تھے - کہ پیر کی ہی ملازمت میں رہیں - پیر کی آخری رحلت کے بعد ناچار ہو کر ایک مسجد کا گوشہ اختیار کر لیا تھا - اور اُسی میں رہے - جب تک کہ ناسوتی تلچھٹ کا پیالہ توڑ کر لاہوتی شراباً طہوراً کا پیمانہ منہ سے نہیں لگا لیا - اور بزم وحدت میں صاحب دورنہیں ہو گئے - ہجری سنہ نوسو بانوے میں جو مظفر گجراتی کے خارج ہونے کا اور خانخاناں کی فتح کا سال ہے - راقم رسمی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر اپنے وطن سے احمد آباد گجرات کو جا رہا تھا - جب شہر بڑودرہ (بڑودہ) ہو کر گزر ہوا تو اپنے مرشد شیخ صدرالدین ذاکر کے روضہ کی زیارت کے واسطے - اور نیز اُس شہر کے مشایخ کی ملازمت کے قصد سے دو تین روز وہاں پر مقام کیا - اور اپنی مشتاق آنکھیں ان اصحاب کے دیدار سے منور کیں - اس درمیان میں شیخ صدیق کی خدمت میں کئی دفعہ رازداری کی باتیں ہوئیں - پھر جب ہجری سنہ ایک ہزار تین میں اُستادی شیخ وجیہ الدین علوی کے روضہ مقدس کی خاک بوسی کے واسطے گجرات کو گیا - تو اس دفعہ آپ کو بڑودرہ (بڑودہ) کی اُس مسجد میں نہ پایا - مسجد کے ہمسایوں سے آپ کے حالات تحقیق کئے - تو اونھوں نے بیان کیا - کہ ہجری سنہ نوسو ستانوے میں آپ آنجہانی ہو گئے - بعض نے سنہ چھیانوے بیان کیا - العلم عند اللہ الملک العلام

یاد شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی

آپ ترین گروہ میں سے ہیں - عاشق منش - مبتلا سرشت - سوختہ دل - حسن پرست - فراخ مشرب

ہور وجو بلند ہمت - ستودہ خو - گوشہ نشین - گرسنگی پرور - نیاز گزار - آرزو دشمن - قناعت دوست اور اہل کشف تھے - آپ کو سید بڈہا بلگرامی کی خدمت مین ارادت تھی - جب اپنی زاد بوم سے آپ دار السلطنۃ آگرہ مین آئے - تو غوث الاولیا کے صاحبزادہ مخدوم شیخ ضیاء اللہ کی خانقاہ مین حجرہ تجویز کر لیا قدس سرہم اور چند روز مین ضیائی صحبتون نے زندگانی کا باغ پُر ہبلکر دیا عایشہ نامی ایک عورت حسینہ اور جمیلہ تھی یکایک آپ اُسپر عاشق ہوئے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ عورت مذکورہ نے بھی - درویش اور نیز درویشی پر دل دیدیا تہا - القصہ دونون طرف کی اجازت - اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی - بہت برسون تک دونون ہم راز رہے - سید احمد قادری آپ کے ہم رازون مین سے ہین - ہمیشہ کہا کرتے تھے - کہ شیخ اس عورت کے ساتھ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تھے - کہ رات کو صبح کر دیا کرتے تھے - اور ؁۱ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ کے گرویدہ لوگون سے مستثنیٰ تھے - کیونکہ آپ کی نظر بساط زمانہ کی رنگ آمیزی کو دیکھکر کبھی اپنی جگہہ سے نہین سرکتی تہی - اور آپکا دل - روزگار کے طلسمی ہنگامہ سے کبھی دہوکہ نہین کہاتا تہا - بلکہ نہایت کم درجہ کی خورش اور پوشش سے بہوک کی دفع الوقتی - اور برہنگی کی دلاسا کشادہ پیشانی - کے ساتھ فرمایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو پچانوین مین اپنی عنصری صورت - سپرد خاک کر کے - اصلی وطن کو رخصت ہوئے -

یاد شیخ طیب طاب ثراہ

آپ - حافظ - عالم - قاری - بے تکلف - شکستہ دل - اور نمناک چشم تھے - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - ایک روز آپنے ایک حسین کو جو معشوقی کے ساتھ اُس ملک مین مشہور تہا سیح القلوب کے ہمراہ دیکھا ہنسے - اور مذاق کے طور پر کہا ؁۲ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ اور یہ کہکر چل دئے - مخدوم ہارون ایک بزرگ تھے سندہ کی تمام زمین ان کے وجود سے روشن تہی - اور تتہ کی تمام اطراف اِن کی باعلم اولاد اور شاگردون سے منور ہین کہتے ہین شیخ طیب انہین مخدوم کے فرزندون مین سے ہین ظاہری علم مین آپ کے اُستاد - ملا یونس مفتی سندہی ہین - تقدیر کے کرشمہ سے ناچار ہو کر آپ اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوئے - اور ایلچ پور برار کی طرف سفر اختیار کیا - اس زمانہ مین شیخ طاہر یوسف بیان

؁۱ لوگون کو (دنیا کی) مرغوب چیزون کے ساتھ دلبستگی بہلی معلوم ہوتی ہے ؁۲ کیا یہی ہین - جو تمہارے معبودون کو (بُرے طور سے) یاد کرتے ہین ۱۲-

تشریف رکھتے تھے - ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر خوش ہوئے - اور شکر الٰہی بجلائے - ان دونون صاحبون کے درمیان مین یہان تک محبت تھی - کہ شہر کے لوگ دونون بزرگوارون کو باہم بھائی بھائی سمجھتے تھے لیکن یہ شیخ طیب - وہ شیخ طیب نہین ہین جو اُن کے بھائی تھے - اُن کا پیمانہ زندگی ہجری سنہ نو سو چالیس مین لبریز ہو چکا ہے - القصہ - آپنے ایک مفید شرح رسالہ غوثیہ پر لکھی ہے - اور آپ کے عمدہ عمدہ حاشیہ مشکوۃ حدیث پر بھی ہین مسیح القلوب اصول فقہ اور کلام مین آپ کے شاگرد ہین - برار کے حادثہ علوم مین شیخ طاہر کے ہمراہ آپ بھی حاکم کی التماس قبول کر کے برہان پور مین آ گئے تھے - بہت کچھ فیض یہان کے لوگون کو پہونچایا اور دسوین صدی کے دسوین حصہ مین آپ نے اُس جہان کا عزم فرمایا - خوابگاہ - شیخ ابراہیم عمر سندھی کے حظیرہ مین ہے - مصرع یاد طیب ہمچو نامش خاک او -

یاد شیخ عربی دیانہ سندھی

آپ کی ایسی عجیب و غریب ہوش رُبا خارق عادات - زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہین - کہ اُن کو تحریر اپنے آغوش مین نہین لا سکتی ہے - منجملہ خارق عادات کے ذکر قربان کو کمال کے درجہ پر پہونچایا تھا جب آپ اُس کا شغل کیا کرتے تھے - تو تمام جسمانی اعضا بند بند کر کے جدا ہو جایا کرتے تھے - اور پھر مل جایا کرتے تھے - بعض کا یہ گمان ہے - کہ مخدوم نوح آپ کے مریدون مین سے ہین واللہ اعلم -

مصرع مظہر معجزات احمد بود ؎

یاد شیخ سعد اللہ دھلوی چشتی

آپکا روزمرہ کا خرچ - دہقانی سوداگری - یا سپاگری پر منحصر نہین تھا - بلکہ لہ فی السماء رزقکم کے جاگیرداروں کے نام دیوان ازل سے فرمان وظیفہ جاری ہو گیا تھا - اس سبب سے آپنے زندگی - اُسی آسمانی روزی پر بسر کی - کسی متعارف سبب کو ہاتھ نہین لگایا - اور آزادگی اور گوشہ نشینی کا دامن ہمت کے ہاتھ سے پکڑ کر واصلان حق کی ملازمت سے فیض اُٹھایا - آپ اپنے تئین شیخ جاپلدہ دہلوی قدس سرہ کے خانقاہ نشینون مین سے بیان فرمایا کرتے تھے شیخ عبد العزیز یحیٰی ہندی دہلوی کے ساتھ نسبت خویشی رکھتے تھے شیخ محی الدین ملیح الملک کو - عادل شاہ برہان پوری کے حضور مین عرض بیگی کا منصب حاصل تھا - یہ آپ کبھی فرزند مین - اور عادل شاہ کی التماس پر آپ براہ مہربانی - دہلی سے بہ ترک سکونت برہان پور چلے آئے تھے - چند سال بعد - اسی شہر کی

لہ تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲

صدود مین شمالی سمت پر شیخ ابراہیم سنبھی کی تربت کی ہمسائگی مین خوابگاہ اختیار کی۔

مصرع ہمسایہ اش رسول خدا باد در بہشت

یاد سید حیدر قدس سرہ

آپ کا آغاز سلوک تھا۔ کہ شیخ بلال کی خدمت مین پہونچے۔ اور ان کے موثر انفاس سے تلقین چاہی شیخ بلال نے فرمایا۔ سیادت خود فی نفسہ بڑا عالی شان درجہ ہے۔ جو آپ کو حاصل ہے۔ آپ کا رہنما مجھ جیسا گوڈریا فقیر جو کچھ نہین سمجھتا ہے۔ زیبا نہین ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی ایسے بزرگ کی تلاش مین ہمت کا پاؤن غبار آلود کر کے اپنی مرادون مین کامیابی حاصل کیجیے۔ جو آپ کی نسبت کے ہم پلہ ہو۔ قصہ کوتاہ آپ نے جہان پیما قدم سے قید اُٹھائی۔ اور سیاحی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے۔ ایام سیاحی مین۔ جس صاحب کی خدمت مین پہونچتا تھا اُمید پوری نہین ہوتی تھی۔ جواب ملتا تھا۔ کہ تمہاری ہدایت شیخ بلال کے حصہ مین آچکی ہے۔ ناچار پھر پھرا کر شیخ بلال کے آستانہ پر حاضر آیا۔ اور بیعت ہو گیا۔ نیز فرمایا کرتے تھے۔ جب مین چھ روز کا تھا اُس وقت کے حالات مجھے یاد ہین۔ کہ مین کس طرح اور کہان تھا مصرع بعبارت با بصیرت روز بیش باد۔

یاد شیخ کتین لاکہ

آپ کے پیر طریقت شیخ بلال ہین۔ کہتے ہین۔ آپ صاحب دولت اور صاحب سامان تھے حتی کہ چند گروہ آپ کے زیر فرمان رہتے تھے۔ یکایک اس ساز وسامان کے ترک کا خیال آپ کے دل مین پیدا ہوا سب کو چھوڑ چھاڑ کر کس کی کفنی گلے مین ڈال لی۔ اور پیر کی خدمت کا شغل اختیار کیا۔ ایک روز آپ سے دریافت کیا گیا۔ عز و جاہ کو چھوڑ کر۔ فقر و نیاز کی دوستی اور سوختگی کے ساتھ آشنائی کس حد تک پہونچ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گدائی۔ اور ظاہری خواری کے ساتھ مجکو اس قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مین فرمان بردارون کے مکانون پر جا کر روٹی کا ٹکڑا بھیک مانگون۔ تو میری طبیعت پر گرانی پیدا نہ ہو۔ بلکہ آسودگی بڑھے۔ جب آپ قبر مین رکھے جاتے تھے۔ تب ذکر کی آواز سننے مین آئی تھی۔ مصرع جز بہ ذکر حق زبان گویا مباد

یاد شیخ محسن کھانہ

کھانہ ایک قصبہ ہے دہلی سے شرقی سمت مین چالیس کوس دور۔ توکل اور خاموشی یہ دو گواہ آپ کی ولایت کے تھے۔ ایک بزرگ روہتک سے لکھتے ہین۔ آپ اپنے گانون سے کہین نہین جایا کرتے تھے البتہ چند روز بعد درویشون کے دیدار کے واسطے ہمارے قصبہ مین آیا کرتے تھے۔ یہان کے باخند سے

چھوٹے سے لیکر بڑے تک تمام آپ کی پیشوائی کے واسطے جاتے تھے۔ اور عمدہ طرح سے آپ کو شہر میں لاکر ہر ایک شخص اپنے گھر مین اترنے کی التماس کیا کرتا تھا۔ آپ سب سے عذر معذرت کرکے۔ جہان آپ کا دل چاہتا تھا وہان اُتر پڑتے تھے۔ سوائے ضروری بات کے زبان نہین کھولتے تھے۔ اور ایک شکر کی مقدار کے سوا کسی روپیہ پیسہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے۔ اسی طرز کے ساتھ ایک دو ہفتہ وہان رہکر اپنے وطن کو لوٹ جایا کرتے تھے۔ بہت برسون تک اسی طرح گزاری۔ خدا بگاہ کمانہ۔

یاد شیخ ظہور الدین محمود بن جلال

آپ۔ گجرات کے فرزند۔ قطب الاقطاب غوث الاولیا کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ راقم گلزار کے مربی۔ ربانی کلام کے حافظ۔ بے یارون کے یار۔ اور کم زورون کے قوت بازو تھے۔ ہر ایک خانوادہ کے پیرون مین دعوت کا علم۔ اور اذکار کا طریقہ مختلف ہوتا ہے۔ اور علی ہذا مشہور سلسلون کے مشائخ مین اشغال اور اسرار کی طرزین گوناگون ہوتی ہین۔ ان سب امور مین آپ کو کمال فیض حاصل تھا مرشد کے ساتھ بہت مدت تک سیر و سفر مین ہم قدم۔ اور خلا و ملا مین ہمدم رہے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے اسرار اور افعال کا آپ آئینہ تھے۔ یعنی پیر کی صورت سے رنگ اور پیر کے معنی سے بو ہم پہونچائی تھی جب مرشد کو گجرات جانے کا خیال پیدا ہوا۔ تو آپ کو اُنھون نے منڈو (مانڈو) والون کی ہدایت کے واسطے مین چھوڑا۔ کم و بیش دس برس باشندگان شہر کی فیض رسانی کی بعدہٗ تاریخ اٹھارہوین شعبان کو ہجری سنہ نو سو چھیانوین مین منزل قدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ خانقاہ مین ہی قبر بنائی گئی۔ شہر والے آپ کی عمر جو کو تام بتاتے تھے۔ اس کی وجہ اپنی کم واقفیت سمجھتے تھے۔ رنج و افسوس کی زیادتی کا حال کیا لکھون۔ کہ اس علامہ دہر کے نہ لکھے ہوئے واقعات کا ایک انبار ایسا ہے جس پر علم حاصل نہین ہے۔ رحلت کے وقت آپ کے چند کامگار خلفا حاضر تھے۔ آپ نے حاضرین مین سے شیخ داود کو منتخب کرکے اپنی جانشینی کے واسطے اجازت فرمائی۔ شیخ داود جیسے ظاہر مین برگزیدہ تھے ویسے ہی معنی مین بھی برگزیدہ تھے انھون نے شیخ عبداللہ اور شیخ ضیاء اللہ مخدوم زادون کی خدمت مین رہ کر فضیلتین اور صفائی و تمت حاصل کی۔ اب اُن دونون صاحب زادون کے بجانب گوالیار چلے جانے کے بعد۔ آپ ہجری سنہ ایک ہزار میں مین منڈو کی طرف لوٹ آئے ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کو قیام اور راستمعی کی توفیق عطا فرماوے۔ مصرع بھلا وہ انجام کار ہو تو محمود ہو۔

یادشیخ محبت

آپ بنی اسرائیل گروہ مین سے ہین - زادبوم دہلی - اور خوابگاہ سارنگپور مالوہ ہے - سپاہیانہ روش تہی نستعلیق خط اُستادانہ لکہتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا - کہ قصبہ دہار مالوہ مین ایک حسین منظر پر عاشق ہوگئے - خلعت کو گدڑی کی عوض - اور عقل کو دیوانگی کی عوض فروخت کردیا - اِس درمیان مین سفر حجاز کا ولولہ اندرون باطن سے جوش کر اُٹہا - تو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے طواف سے سرفراز ہوئے - بحر اعظم کے کنارون کی سیر کرتے ہوئے - مالوہ کو لوٹ آئے - ایک مدت دراز تک راقم گلزار کے ساتہہ مصاحبت رہی - انہین ایام مین ایک دوست کے گہر خوشی کا جلسہ تہا دو قوال آپس مین بگڑ گئے آپ نے صفائی کرانی چاہی - تقدیر ناموافق تہی - آپ کی صلح کنان باتین - اُن دونون مین سے ایک کو ناگوار گذرین - اُس نے کمر مین سے خنجر نکال کر آپ کے پہلو مین مارا - حاضرین محفل کو انصاف اور حمایت حق نے اُس بدکردار کے مارڈالنے پر آمادہ کیا - مگر آپ نے پکار کر کہا - کہ درویش کا خون سلسبیل ہے - دیت اور قصاص لئے جانے کے لائق نہین ہے - جو اصحاب میری خوشنودی چاہتے ہین - اُن کو چاہیے - کہ انہی تکلیف اور دشمن کا آزار گوارا نہ کرین - کیونکہ ازلی دفتر مین خنجر مارنے والا - اور زخم کہانے والا دونون ایک ہی اصل کی فرع ہین - اور کسی کو تقدیر کا لکہا ہوا دگرگون کرنے کی طاقت نہین ہے - القصہ ہجوم غوغا کو شگفتگی کے ساتہہ منتشر کیا - چند روز بعد زخم اچہا ہوگیا - تو آپ اُجین سے سارنگپور مین چلے گئے اس جگہ ایک سانپ کے کاٹنے سے آپ کی عنصری عمارت کے اندر - ہجری سنہ نوسو چہانوین مین خرابی پیدا ہوگئی - عارف وقت محی قلوب سید محی الدین ابن سید چاند سارنگپوری - جن کا ظاہر اور باطن دونون آراستہ ہین - بیان کرتے ہین ایک روز مین امیر سید علاء الدین کے روضہ مین شیخ محبت سے رازداری کی باتین کر رہا تہا - اتنے مین ایک طرف سے ایک نعش آتی ہوئی معلوم ہوئی - اور دوسری طرف ایک جمیل منظر نمایان ہوا - میری نظر تابوت پر پڑی جس سے مجکو حیرت اور عبرت زیادہ ہوئی - اور آپ کی نگاہ اُس محبوب کے چہرہ پر پڑی - جس سے آپ مشاہدہ مین مستغرق ہوگئے - مین نے کہا - تابوت کی طرف نگاہ کرنا عبرت پیدا کرتا ہے - اور جمیل صورت پر نظر ڈالنا - نفسانی خواہش بڑہاتا ہے - آپنے فرمایا - درویش کی نظر مین یہ دونون باتین ہم پلہ ہین - اور جو شخص فنا ہوگیا ہو - موت اور زیست اُس کے اختیار مین ہے - چنانچہ اُسی شب کو آپنے ہم نشینون کو یہ دہو کردیا - کہ مجکو

سانپ نے کاٹا ہے ۔ جب علاج اور جنتر منتر کرنا شروع ہوا ۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا ۔ درویش کو اس عمل کی ضرورت نہین ہے ۔ پس یہی بہتر ہے کہ اپنے تئین خدا کے سپرد کر کے بالکل خواب راحت مین سو جاؤن ۔ صبح کے وقت لوگون نے آپ کو رحمت حق مین آسودہ پایا ۔ اور آپ کے کسی عضو پر سانپ کے کاٹنے کا نشان نہین تھا ۔ اور آپ کے مراقبہ کے مکان مین ایک شرعی تہمد کے سوا ۔ کوئی روپیہ پیسہ نہین نکلا ۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ سانپ کاٹنے کی روایت عام خلائق کی شہرت ہے ۔ در اصل آپ کی رحلت فرمائی کی حقیقت اس طرح پر ہے ۔ کہ جیسے بیان کی گئی ۔ اس کے بعد آپ کے دیرینہ رازدار اور غمگسار شیخ صدر جہان نے آپ کو خواب مین دیکھا ۔ تو آپ سے آنجہانی عالم کا ماجرا دریافت کیا ۔ آپ ہنسے ۔ اور فرمایا ۔ **المومن مرآۃ المومن** اور منہ بند کر لیا ۔ **مصرع** آئینۂ خداے نما باد جان او ۔

یاد سید بدالدین ابن سید جلال متوکل

آپ کی تمام و کمال ہمت ۔ حدود شریعت کی نگاہبانی مین ۔ اور تمام و کمال نیت ۔ اسرار حقیقت کی پاسبانی مین مصروف تھی ۔ آپ ہمیشہ رہنمائی اور نصیحت کے وقت ۔ معرفت اور کشف کے انوار شریعت کے لباس مین ۔ پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان کیا کرتے تھے ۔ تصوف کی برہنہ باتین ۔ بہت کم کیا کرتے تھے حقائق اور اسرار بیان کرتے وقت ۔ دلچسپ اشارون ۔ اور دل آویز نکتون کے جواہرات ۔ نظم اور نثر کے تاگے مین پرو کر ۔ سننے والون کے کان اور گردن کا ہار بناتے تھے ۔ ظاہری علم کی تحصیل ۔ شیخ ابو الفتح تھانیسری ۔ اور شیخ جلال انصاری کی فیض بخشی سے ۔ اور باطن کی پرورش ۔ اپنے پدر بزرگوار کی توجہ سے کر کے ان کمالات اور حالات کو پہونچے تھے ۔ آپ کی ولادت کا سال نو سو تینتالیس ہے ۔ آغاز جوانی کے بعد فرائض سنن ۔ اور نوافل کے ادا کرنے مین جان توڑ کر کوشش کرتے تھے ۔ شیخ محمد صوفی سے روایت ہے ۔ ایک دفعہ مین جنگل مین جا رہا تھا ۔ دو موعرب سامنے آئے ۔ اور سلام کیا ۔ مینے سلام کا جواب دیا ۔ اُنھون نے دریافت کیا ۔ سید بدالدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہین ۔ مینے کہا ۔ مین آپ کے خانوادہ کا غلام ہون ۔ انھون نے کہا ۔ ہم کو اُن سے ملنا ہے ۔ مین اُن دونون شخصون کو سید کے نزدیک لے گیا ۔ اُنھون نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا ۔ فرزند رسول اللہ **علیہ الصلوۃ والسلام** سے بیعت ہونے کی آرزو ہمارے دل مین تھی ۔ معاملہ مین حضور نبوی نے ہم کو اجازت دی ہے ۔ کہ ہندوستان مین جا کر آگرہ مین سید بدالدین کے مرید ہو جاؤ ۔ اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک مین بھی ہین ۔ لیکن ۔ تمہارا حصہ ازل مین اُنہین کی تحویل سے ملنا

معین ہے - آپ نے ارشاد فرمایا - اس شہر مین اہی تمہارے مطلوب نام کا شخص شاید کوئی اور ہو تشخیص وتحقیق کے بعد بیعت کرنا - اُنھون نے عرض کیا - جن دل ربا خصلتون کے ذریعہ سے علامتین ہم کو بتائی گئی ہین - وہ تو آپ مین ہی بائی جاتی ہین - خیر - رسم بیعت بجالاکر - اُسی رات کو اجازت معاودت حاصل کی - راوی ہی دہلیز کے باہر تک اُنھون کی متابعت مین گیا تھا - اُنھون نے فرمایا جس سال مین کہ لمعان الشیب فی الاسلام نوری سید کی ڈاڑھی مین فروغ پیدا کرے گا - وہی سال سید کے کمال کا ہوگا - کہتے ہین - جب آپ کی عمر پچپن کو پہونچی - تو پیری کی سفیدی منوادار ہوئی - اور اسی سال کی پہلی ماہ صفر کو استسقا کی بیماری آپ کو عارض ہوکر - کامل دو مہینے لگاتار رہی - لیکن عبادات کے وظیفون مین کسی قسم کا فتور واقع نہین ہوا - تاریخ چھبیسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ - نے بزرگان شہر کو بلاکر اُن کے روبرو خرقہ اور سجادہ اپنے فرزند سید بہاری کے حوالہ کیا - حاضرین نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاکر کہا - اللہ تعالیٰ اجل شانہ اس وصیت کو مبارک کرے - آپ نے فرمایا ہر ایک طرح سے مبارک ہے - بالآخر - اسی ربیع کی چاند رات کے دن دنیا کی ویرانہ جگہہ کو رخصت فرماکر عالم غیب کی آباد عمارت کی طرف سفر کر گئے - خوابگاہ آگرہ -

یادشیخ راجی محمد برودرہ (بڑودہ)

آپ رند تھے - مگر سادہ تھا - آزاد تھے - مگر سوز زنجیرین پانون مین پڑی ہوئین دیوانہ تھے - مگر کام سب عاقلانہ فنافی الشیخ کو فنافی اللہ سے زیادہ دوست رکہتے تھے - اور ترجیح کی وجوہ بیان کیا کرتے تھے - تمام کردار گفتار - اور رفتار مین اپنا نقش خاکی لوح سے مٹاکر تمام کو شیخ کی طرف منسوب پاتے تھے اسی اندیشہ مین اُنکی آمد ورفت رہتی تھی - اور بدون مستانہ نعرہ مارنے کے کوئی قدم راستہ مین نہین رکہتے تھے ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا - کہ آپ کے نام آلٰہی طلب کا پیغام پہونچا - آپ قبول کرکے - عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ کے حضور مین روانہ ہو گئے - آپ نے ایک بیٹا چھوڑا - شیخ ولی محمد نام تھا ان کو سلوک سے پہلے آغاز ہوش مین ہی - توحید کے قوی جذبہ نے آلیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ توحید کی بات کے سوا - آپ کی زبان - دوسرے حرفون کے واسطے حقیقۃً گونگی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین احمد نگر دکن کے مقام پر نظر آئے تھے - پہر آپ کی کوئی خبر نہین آئی - آپ کے برگزیدہ مریدون مین سے شیخ صدرالدین ذاکر ہین - یہ اپنے پیر کے ساتھ ہمیشہ واپسین نفس تک سفر اور

حضر مین رفیق رہے۔

یاد شیخ میان آبا

آپ کا نام ابراہیم ہے - صاحب حال و قال - اور اہل مقامات و کرامات تھے - زاد بوم قلعہ بہروچ گجرات اور خوابگاہ برہان پور محمد شاہ فاروقی کے حظیرہ مین - کہتے ہین - یون تو آپنے بہت سے مشایخ زمانہ کی نظر دیکھی اور ملازمت کر کے فیض پایا تہا - لیکن خرقہ خلافت آپ کو غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت عالی سے ہی حاصل ہوا ہے - القصہ جب گجرات سے برہانپور مین آئے - اُس وقت مین محمد شاہ وہان کا حاکم تہا - اور سیف الدین اُس کا وزیر اعظم تہا - جس نے غوث الاولیا کی خانقاہ مین ایک مدت تک رہ کر کام کیا تہا - یہ دونون اصحاب صفائی قلب سے آپ کے مرید ہوئے - جب حاکم اور وزیر مرید ہو گئے - تو آپ نے مرید کرنا ترک کر دیا - اِس کی وجہ دریافت کی گئی - تو جواب دیا - کہین ایسا نہ ہو - کہ اب جو لوگ میری طرف اظہار ارادت کرتے ہین - اس مین لوگون کا خیال یہ ہو - کہ اِس صوبہ کے حاکم کا مین پیر ہون پس یہی بہتر ہے کہ مین اپنے تیئن اس خطرناک شیوہ سے باز رکہون - تاکہ جو لوگ ارادت کی استعداد رکہتے ہین مین اُن کی گمراہی کا سبب نہ ہون اور کسی کے خالص عمل کو ریا کی آلایش سے آلودہ نہ کرون - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین یا ننیانوین مین اعلیٰ عالم ارواح کو رحلت فرمائی - خلیل الرحمٰن ۹۹۹ھ آپ کی تاریخ وفات ہے -

مصرع ملا را علے یاد جاے یاد او

یاد حاجی ابراہیم سرہندی

آپ کی رنگین طبیعت کا شاہد - علوم اور معرفتون کے زیور سے آراستہ تہا - شیخ المحدثین شیخ ابن حجر نیمی کی خدمت مین آپنے حرم محترم مین رہکر احادیث کی تصحیح کی تہی - حدیث اور تفسیر کی سندین آپ کو نسبت عالی حاصل تہی - آپ کی قوت ناطقہ موثر اور واعظانہ اشعار کی زبان سے آشنا تھی - جس زمانہ مین تمام ملک ہندوستان کو شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے فتح کر لیا تہا - تو اُس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی کہ یہ تمام علما - جو گردہ کے گردہ پایۂ تخت کے شہر مین فراہم ہین - ایک ایک کر کے تمام قلمرو کے ایک ایک حصہ مین مقرر کئے جاوین جس طرح ظاہری فوج اور امرا سے ملک مین امن و امان اور آرایش ہے - اسی طرح اس باطنی گروہ کے بابرکت انفاس کی برکات سے بہی - ہر ایک ملک کے باشندون کو اپنی اپنی استعداد کے موافق فیض پہونچے اور نیز ہر ایک شخص بقدر حوصلہ - اِس جماعت کی ملازمت سے فروغ معرفت حاصل کرے - اِس

خیال کی بنیاد پر ہر ایک شخص - ایک جداگانہ سمت مین نظم نوکیا گیا جس ملک مین آپ مامور تھے وہان سے آپ بدون حصول اجازت - دارالسلطنۃ مین لوٹ آئے - یہ بات شہنشاہ کو ناگوار گزری - اس ناخوشی کے سبب سے آپ کو قلعہ رنتھبور[۵۱] مین بھیج دیا - یہان پر تنہائی اور اپنی حالت مین سختی دیکھکر بہت پریشان ہوئے - ایک مدت تک تو یہ انتظار کیا - کہ کوئی سبب رہائی کا پیدا ہو - مگر پیدا نہین ہوا - پھر ایک رات رسی بہم پہونچا کر دیوار قلعہ پر لٹکائی - تاکہ اُس عالی شان قلعہ سے نیچے اُتر جاوین - اور فرار ہوکر چند روز گمنامی کے طریقہ پر بسر کرین آدھی دور تک اُتر آئے تھے - کہ یکایک رسی ٹوٹی - جس نے عمر کا بھی پیوند قطع کیا - جو ایک بال کے تار سے بندھا ہوا ہے - آپ کی روح نے درمیان مین سے ہی آسمان کا راستہ لیا - اور کالبد نے اپنا اسباب زمین کے حوالہ کیا - **بیت**

	پیوند عمر بستہ بموئےست ہوش دار		غم خوار خویش باش غم روزگار چیست	

یہ واقعہ پیش آنے سے خردشناس حقیقت بین نظر کے سامنے آیۃ کریمہ[۵۲] اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کی حکمت ظاہر ہوئی اور سرکش طبیعتون کو امر و نواہی کے بارہ مین یقین پیدا ہوگیا -

یاد شیخ ودود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہین - اور نام شیخ لاد ہے - ہمیشہ درویشی اور فقر مین زمانہ گزارا - آپ کے آبائے کرام سُعنعَن شیخ عبدالرحمن کو پہونچتے ہین - جو حضرت صدیق اکبر کے پوتے ہین رضی اللہ عنہ غوث الاولیا کے مرید اور نیز خلیفہ ہین - کم و بیش بارہ سال برابر اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین رہ کر شطاری مشرب کے اشغال اور اذکار کا طریقہ اور دعوت کی سند حاصل کی - اور سب کو عمل مین بھی لائے - حضرت غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی تھی - اور اس کا سبب ابھی ابھی اوپر گزارش ہوچکا ہے - تو آپ کو ایک مانع نے ہمراہی سے باز رکھا - اور آیۃ کریمہ[۵۳] وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ

[۵۱] مشہور مقام - آگرہ اور جیپور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ [۵۲] اللہ کا حکم مانو - اور رسول کا حکم مانو - اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین اُن کا بھی ۱۲ [۵۳] نہ ان لوگون پر کسی طرح کا الزام ہے) کہ جس وقت تمہارے پاس آئے - کہ تم اُن کے لئے سواری بہم پہونچاؤ - تو تم نے جواب دیا - کہ میرے پاس تو کوئی سواری ہے ہی نہیں - کہ تم کو اوس پر سوار کر دون - وہ لوگ لوٹ گئے - اور غم سے آزرُدہ ہوئے مراد ان کی آنکھون سے آنسو جاری تھے -

کے مصداق معذوروں مین سے ہوئے - ناچار آپ چند سال تک قصبہ آشٹہ مین گوشہ نشین رہے - یہ قصبہ مضافات مالوہ مین ہے - پہر جب باز بہادر افغان - اکبر شاہ کی افواج سے بہاگ کر دکہن کے اطراف مین آیا - اور ملک مالوہ کو دولت اکبری نے فتح کیا - اور افغانون کی جو جماعت ازراہ اعتقاد آپ کی خدمت مین آمد و رفت رکہتی تہی - موقوف ہوئی - تو آپ ہجری سنہ نوسو چوہتر مین - اس قصبہ سے بترک سکونت ملک خاندیس کو چلے گئے - اور قصبہ جامود مین اقامت کا سامان کیا اُس زمانہ مین یہ قصبہ اُس صوبہ کے حاکم میران محمد شاہ فاروقی کے حکم سے سید میران لشکر کوہی کی جاگیر مین تہا - اس سال مین شیخ دود اللہ کی عمر شریف ستر سے تجاوز کر گئی تہی - مسیح الاولیا فرماتے ہین - ایک دفعہ مجکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارف کے ہمرکاب جامود کے میدان مین جانے کا اتفاق ہوا تہا - وہان پر شیخ دود اللہ کی ملازمت بہی میسر ہوئی تہی - ہمنے ایک نورانی پیر دیکہا - جس کی پیشانی سے ولایت اور کرامت کے انوار دیکہنے والون کی نظر کے سامنے عیان تہے - ہجری سنہ نوسو ترانوے مین عالم خاک سے ملک پاک کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جامود - آپنے ایک لڑکا چہوڑا ہے شیخ اسمٰعیل نام - اُنہون نے بیس سال تک مسیح الاولیا کی خدمت مین رہ کر اندرونی اور بیرونی شست و شوی کی تہی - اور معتقدہ کے ساتہ اس طرح یگانگت پیدا کی تہی - کہ اگر تمام اہل جہان کی دولت مندیان ان کی بے نیازی کے سر پر قربان ہوجا ئین - تو زیبا ہے - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین مرشد کی اجازت سے پدر بزرگوار کے پرانے مقام کو جا رہے تہے جو قصبہ آشٹہ ہے - چونکہ آشٹہ جانے والا کا گزر منڈو (مانڈو) مین ہونا ضرور ہے - لہذا شیخ اسمٰعیل کو منڈو مین آنا پڑا - اور راقم گلزار کے غریب خانہ پر چند روز مہمان رہے بہت کچہ تسلی دلا سا دی گئی - کہ فقراے باب اللہ کی گوشہ گزینی کے واسطے آشٹہ سے منڈو بہتر ہے - تو آپنے یہ عذر کیا - کہ مرشد کی اجازت آشٹہ مین ہی رہنے کے واسطے ہوئی ہے - اور راقم کی التماس کو قبول نہین فرمایا - تاریخ پندرہوین ربیع الثانی سنہ صدر کو وارد آشٹہ ہوئے - مصرع

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش ؂

یاد میان وجیہ سندہی

آپ کی ولادت ایک گانون مین ہے تتہ سے نزدیک - ایک معروض زمان کہتے تہے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین برگزیدہ صاحب دلان - مردم چشم کیمیا نظران - خانخانان ابدولتہ نے جب برہان پور خاندیس مین نزول فرمایا تو اوائی خانخانان خیمہ گاہ مین نہ اُترے - براہ راست جلو کے ساز و سامان کے ساتہ فقیر

کی سمجھ مین چلے آئے۔ سب سے پہلے آپ کی بات یہ تھی۔ کہ جب میان وجیہ کے گانون کی حدود مین لشکر کے خیمے نصب ہوئے۔ تو باوجودیکہ میان کے ساتھہ میرا اعتقاد درست تھا۔ مگر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ نا وقت غنودگی پیدا ہوئی۔ اس عرصہ مین میان کا گانون لوٹ مین آگیا۔ اس سبب سے میرا دل ہر وقت ایک عجیب انقباض مین ہے۔ اور اسی خیال اور خوف سے خیمہ گاہ مین نہ اُترکر آپ کے دیدار کے واسطے آیا ہون۔ اور میان وجیہ کے کچھہ حالات بیان کئے۔ جس کا اجمال یہ ہے۔ بیان کیا کہ ایک شخص تھے جن کا دل ہمیشہ دردِ طلب سے مالامال تھا۔ آنکھین اشکِ پشیمانی سے بھری ہوئی تھین۔ اور زبان یادِ حق سے لبالب تھی۔ مصرع چشم و زبان و دلش یاد و براز معرفت ؎

یاد شیخ احمد متوکل اُجینی

اُجین۔ صوبہ مالوہ کا ایک شہر ہے۔ آپ کو خرقۂ خلافت غوث الاولیا سے حاصل ہے قدس سرہما آپ ہمیشہ زبانی اور جنانی ذکر کے ساتھہ پاس انفاس رکھتے تھے۔ امور کی باریک باریک تدابیر کو آپنے کبھی ایک جو کی برابر بھی نہین سمجھا۔ پیدائش ہندمین کسی شرقی شہر کی ہے۔ شیر شاہ سور کا زمانہ تھا۔ کہ آپ وطن سے چل کر اجین مین آئے۔ اور سامان قیام کیا۔ کسی شخص سے روپیہ پیسہ۔ ایک روز کے خرچ سے زیادہ کبھی نہین لیا۔ ہمیشہ واپسین نفس تک آپ کی روزی آسمان پر رہی۔ اہل روزگار کی دانائی پر نادانی کو ترجیح دیتے رہے۔ راقم کو آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھہ نہایت محرمیت اور دلبستگی تھی اور وہ بھی استرار کے ساتھہ۔ ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کی نوبت زندگانی انجام کو پہونچی۔ خوابگاہ اُس حوض کے کنارہ ہے۔ جو قلعہ اجین کے باہر کی طرف سے ملا ہوا ہے۔ ایک جانشین چھوڑا تھا شیخ عبداللطیف نام تھا۔ انہون نے ریاضت کے ذریعہ سے خلافت کے چراغ مین بہت کچھہ روشنی بڑہائی تھی اور مسیح القلوب کی خدمت مین برہان پور جاکر حقیقت اور معرفت کا سرمایہ بہم پہونچایا تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین عاریتی عالم کو ترک کیا۔ مصرع شد در زش اَللّٰہُ لَطِیفٌ بِعِبَادِہٖ

یاد شیخ معروف ابن قاضی سعد اللہ

آپ صدیقی النسل ہین شیخ نظام نارنولی کے خلیفہ تھے۔ زادبوم دہار۔ خوابگاہ وخاک مدینہ۔ آپکے اجداد بغداد سے آئے تھے اور شرقی دیار ہندمین صوبہ جونپور کے متعلق ایک شہر بہار نام ہے۔ اُس کو اپنا وطن بنالیا تھا بہار سے آپ کے دادا شیخ محمود سلاطین خلجیہ کے عہد مین منڈو (مانڈو) مین آئے۔ اور مین سامان

اقامت کیا چند روز بعد قصبہ اجمیرو کے قاضی ہو گئے - جو منڈو سے بارہ کوس - اور وہان سے پانچ کوس ہے
اِس قصبے کے پان ایسے خوشبو - اور عمدہ مزہ دار ہوتے ہین - کہ دوسرے صوبون مین لوگ سوغات
لیجاتے ہین - جب شیخ محمود کو آسمانی قضا آئی - تو اُن کے بیٹے شیخ سعد اللہ مسند شریعت پر بیٹھے جب
انھون نے بھی عالم دنیا کو چھوڑا - تو اُس وقت مین شیخ معروف چھوٹے تھے - جب شیخ معروف کا
زمانہ ہوش آیا - تو پیر طریقت کی جستجو مین بھاگ دوڑ کرنے لگے - اس اثنا مین شیخ نظام نارنولی کی فیض رسانی
کا شہرہ سنا - دل سے صبر جاتا رہا - ناچار نارنول جاکر مرید ہوئے - اور چند سال خدمت حضور سے فیض پایا
فرماتے تھے - پیر کے ہم رکاب نارنول سے دہلی کو جاتا تھا - ایک سیاح شیخ عبداللہ تھے - ان کو عالم
ارواح کی رموز اور عالم شہود کے حقائق مین اچھی واقفیت تھی - اثناے راہ مین ایک گانون کے نزد
ان کی ملازمت ہمنے حاصل کی - ہر ایک قسم کی باتین کین - بالآخر مین اور وہ دونون ایک دوسرے کے بنی عم
نکلے - بہت کچھ دلجوئی اور نوازش عمل مین آئی - اور مجھکو ہر ایک خانوادہ کے پیرون کی خلافت کا خرقہ مرحمت
فرمایا - سوائے اجازت سلسلہ چشتیہ قدسیہ کے - جو مجھکو پیر سے حاصل تھی - چند سال بعد قصبہ دہار
مین لوٹ آئے - اور اُسی قصبہ کی حدود مین ایک کوٹھری بنائی - جہان پر نفس کے ساتھ لڑائی مین
مشغول ہوئے - اور اس خانگی چور اور ہم نشین قزاق کی درآمد برآمد کے راستون پر چوکیدار مامور کئے -
تھوڑی تھوڑی غذا گھٹانے سے - نفس فربہ ہونے سے باز رہا اور اس طریقہ پر سونے اور کھانے کی
پابندیون سے رہائی پائی - سبحان اللہ اگر پانی یا شربت آپ پیتے نہ ہوتے تو لہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ کی نفی مین شامل ہونے سے - آپ مستثنیٰ ہو جاتے - بااین ہمہ
آہنی خار - ایک پرانی گودڑی کے اندر بیٹھا ہوا - پیراہن کے اندر ہمیشہ رکھتے تھے - اور تمام عمر نماز
معکوس مین راتون کو دن کرتے رہے -

ہجری سنہ نوسو چھیانوین مین صوبہ مالوہ کے حاکم نواب خان اعظم میرزا عزیز بزرگ کوکا اکبر شاہ تھے
ابد دولتہ اس سال مین شیخ نے اجین سے احرام عمرہ باندھا - اور راہ حجاز اس شکل کے ساتھ طے
کرنے کا عزم دل مین مصمم کیا - کہ سر کو نیچے لٹکائے ہوئے جاؤن گا - لیکن نواب سے دوستی تھی - نواب
نے آپ کو روکا - اور نیز دوستون اور عقیدت مندون نے بھی اسی طرح پر التماس کیا - لہذا آپ نے
مہربانی فرماکر اس سال مین توقف کیا - جب زیارت کعبہ کے شوق کا غلبہ ہوا - تو آپنے آنکھون پر

پٹی باندہ لی تاکہ دوسری دیکھنے کی چیزین دیکھنے مین نہ آوین - اور اپنے اوپر لازم کیا - کہ جب تک جمال کعبہ نہین دیکھونگا - پٹی نہین کھولونگا دوسرے سال قرارداد کے موافق زاد راہ اور سفر خرچ کے واسطے جس قدر ضرورت تھی - اور وہ بھی صرف اس قدر - کہ درویشی مین بھی خلل انداز نہ ہو - نواب عزیز کے خزانہ سے لیکر انتظام سفر کیا - ایک آدمی کے قد کی برابر ایک حجرہ تیار کراکر دو اونٹون پر بند ہوایا - اور اُس حجرہ کے اندر آپنے اپنے تئین اولٹا لٹکایا - اسی طریقہ سے سمندر کے کنارے پر پہنچے - بعدہ حجرہ کو جہاز مین کھڑا کردیا - اور آپ اُس مین بدستور آویزان تھے - کہتے ہین - کہ راستہ کے اندر آپ بہت روئے - آنسوؤن کی حرارت سے پٹی کے اوپر جلنے کا داغ لوگون نے دیکھا ہے - الغرض بیت الحرام کا دیدار آپ کو ہوا - جس کے سبب سے آپ کی آنکھون پر لذت نظارہ حلال ہوئی - عمرہ اور حج کے ارکان ادا کئے - اور مدینہ مقدسہ کا طواف کر کے روشن ضمیری حاصل کی پانچ مہینے کی فرصت ملی - جب تاریخ تیسری ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو فرمان طلب صادر ہوا - تو کمال آرزو شگفتگی خاطر - اور خندہ پیشانی کے ساتھ عالم قدس کو روانہ ہوئے -

مصرع پیشگاہ قرب بادا جاے او -

یاد مولانا اسمٰعیل سومرہ

سومرہ - سندہ مین ایک گروہ کا نام ہے - آپ اُس ملک کے نامور مشائخ مین سے ہین - آپ کی خانقاہ کیا تھی - ایک زاہدستان تھا - کئی ہزار گون غلہ - زراعتی تخم کا ہوتا تھا - جس کا حاصل خانقاہ نشینون کے مایحتاج مین صرف ہوا کرتا تھا - آپ کا خاص طریقہ - درویشون کی خدمتگاری کرنا تھا - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین یا ننیانوین مین رحمت حق سے جا ملے - مصرع باد دوش غنچۂ باغ صفا -

یاد شیخ عبداللہ کتھواسن

آپکے پیر بیعت اور مرشد طریقت کیسی بیان مین نہین آئے ہین - غالباً آپ کا مشرب اویسیہ تھا - آپنے - توکل اور آزادگی کے محل کی بنیاد نہایت گہری اور مستحکم رکھی تھی - کبھی اہل زمانہ کے روبرو احتیاج کا منہ نہیں کیا - گئے خوابگاہ دارالخلافہ آگرہ -

یاد ملا دوست صحاف

جو محرم ہم نشین تھے - وہ آپ کو کاکا کہا کرتے تھے - آپ مولانا خواجگی کاشانی کے خاص عقیدت مندون مین سے ہین - آپ کے دریا جیسے ضمیر کے عرفانی ڈبہ مین الٰہی اسرار اور تصوف کے بے شمار جواہرات اور

سوق بھرے ہوئے تھے - ایک مدت تک بلخ مین لوگون کی رہنمائی کی - بہت سے طالب آپ کی ملازمت سے اپنے مطلوب کو پہونچے - ایک روز پرانے رازدار صوفی شادی آپکے عبادت خانہ مین آئے - اور کہا - کاکا آپ کو یاد ہوگا - جب تلاش مقصود مین آپ کی کوشش بڑہی ہوئی تھی - اور جلد سازی کی دوکان کیا کرتے تھے - اُن ایام مین آپ کیسے خوش وقت اور خوش دل رہا کرتے تھے - اب مجھے معلوم ہوگیا - کہ جو لوگ خانقاہ مین رہتے ہین - اُنہون نے آپ کو خلوت قرب سے دور پھینک دیا ہے - اور آپ کو پریشان خاطر رکھتے ہین آپ نے یہ بات سنی - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - جیسا آپنے فرمایا - کہتے ہین ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے مین عنصری منزل چھوڑکر علوی وطن کا عزم کیا - خوابگاہ بلخ -

یاد شیخ جنید مفتی

آپ شیخ بہاء الدین قریشی اسدی ہاشمی کے فرزند ہین - صاحب علم - درست احوال - پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال تھے - علم کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی تھی - بے مہمانون کے کہانا نہین کہایا کرتے تھے - اس طریقہ سے آپ نے خلیلی رسم زندہ کرکہی تھی - صاحبان احتیاج کے حق مین آپ کی سفارش موثر ہوا کرتی تھی - اہل ضرورت کی ضرورت کا تعلق جہان ہوتا تھا وہ خواہ کتنا ہی نامہربان اور سیہ دل ہوتا تھا مگر کام بے تامل حسب دلخواہ انجام کو پہونچ جاتا تھا - علی ہذاالقیاس آپ کی دعاؤن کا حال تھا - کہ آشنا اور بیگانہ کی مشکلات مین مقبول ہوا کرتی تہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی گفتار کی پیشانی ناکامی کے داغ دہبے سے پاک صاف تھی بتاریخ چوتھی شعبان ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ روحانی باغ کی سیر کو چلے گئے آگرہ مین مدفون ہین -

یاد شیخ نظام بن عبدالکریم نارنولی

آپ حضرت فاروق اعظم کی نسل سے ہین - اور الہداد نام ہے - مولد اور مرقد دونون نارنول مین ہین آغاز شباب مین آپ محقق رہنما کی تلاش کے واسطے وطن سے غربت مین نکل کھڑے ہوئے - اور ہمدرد یار سید فیروز کی ہمراہی مین بہت کچھہ نشیب و فراز طے کیا - بہت سی آبادیان اور جنگل دیکھہ ڈالے - اور بہت سے سالکون اور مجذوبون کی ملازمت کی لیکن قفل کشا کنجی کوئی ہاتھہ نہین لگی - اس اثنا مین آپ گوالیار پہونچے اور چندروز غوث الاولیا قدس سرہ کی خانقاہ مین دیگر خانقاہ نشین صوفیون کے ساتھہ رہے - تقدیر مین لکھا تھا جس کے بموجب خواجہ خانون علاقہ ناگوری کی ملازمت سے

اپنی مرادین کامیاب ہوئے - اور نور خلافت سے - روشنی قلب حاصل کی - خواجہ کی صحبت اور خدمت کی برکات سے کمال اور تکمیل کے درجہ پر پہونچے - اور پیر کی اجازت سے اپنے وطن مین آکر رہنمائی کی مسند پر جلوس فرمایا - پاک ذات اور صاحب استعداد لوگ گروہ کے گروہ آپ کی پرورش اور فیض سے الٰہی معرفت کے عالی درجہ پر سرفراز ہوئے - اور ہر ایک صوبہ اور سرکار مین بڑے چہوٹے کی ہدایت کے واسطے آپ کے فیض یافتہ باخبر اصحاب مین سے ایک ایک صاحب نامزد کیے گئے - آپ کے صاحب ولایت خلفا کی فہرست بڑی لنبی چوڑی ہے اس کتاب مین نہین آسکتی ہے -

القصہ آپ کی فیض رسانی - نور پاشی - رہبری - اور رہنمائی کا شہرہ اس قدر ہوا کہ تمام اطراف ہندوستان مین پہیل گیا - آپ کے زمانہ مین بالکل سلطان مشائخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کا عہد مبارک حاصل ہو گیا تھا - اور نارنول کی زمین سے مثل دہلی اشاعت فیض ہوئی تہی - تاریخ اٹہائیسوین صفر ہجری سنہ نوسو ستانوین کو عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہو گئے - **مصرع**

سیر گاہش منزل لاہوت باد

یاد شیخ بیارہ نور ظہور رحمہ اللہ

آپ ایک مجذوب تہے جمال مظاہر سے عشق رکہتے تہے چندسال دیوانگی کا عیش اٹہایا - اندرونی بے آرامی بہت کچھہ رہتی تہی - اس سبب سے ایک ساعت بہی ایک جگہہ نہین بیٹہتے تہے - اور زبان حال سے لوگون کو سناتے رہتے تہے - **بیت** -

	بحسن از بس کہ بسیاریم مائل		بماندگہ حسن از جا میبرد دل	

اس مین شک نہین - کہ عشق اور دیوانگی یہ دونون جب دل مین جمع ہو جاتے ہین تو نظر بازی کا شوق اوبہر آتا ہے - اور دور اندیشی اور عقل و فہم - ملک باطن سے کوچ کر جاتے ہین - اس سبب سے آپ کا پردہ فاش ہوا - اور آپ ہر ایک شمع پر - پروانہ کی طرح گر گر - تکلیف اور مصیبت جہیلا کرتے تہے - ایک روز راقم گلزار آپ کے ساتہہ ایک راستہ مین کہڑا ہوا باتین کر رہا تہا - اتنے مین عماری دار ہاتہی آپہونچا - آپ نے اچہل کر ہاتہی کے دانت پر قدم جا جمایا - اور عماری کے پردہ سے لٹک کر ایک پردہ کشا نغمہ کی تان لی - عماری کے اندر جو عورتین بیٹہی ہوئی تہین - اُنہون نے بیتاب ہو کر پردہ اٹہا دیا - اور دیوانہ کو اپنے ناز و کرشمہ کا نشانہ بنا کر خود بہی اُس کے راز و نیاز پر فریفتہ ہوئین - **القصہ** طرفین کی حیرت بیان ہکمے ہی - کہ

اُس حیرت کی بیہوشی نے ہاتھی مین بہی سرایت کی۔ بے اختیار ہوکر فیلبان نے پردہ عماری کا چہوڑا۔
اور غصہ سے آنکس مارکر ہاتہی کو راستہ پر لایا۔

مختصر یہ ہے۔ کہ چند روز بعد آپ لوگون کی نظر سے مخفی ہوگئے۔ **مصرع** نمی یابم نشانِ او کجا رفت
یہان تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین شیخ دولت کی زبانی جو نہریہ ویاپور کے تالاب کے کنارہ ایک
کوٹہری مین رہتے ہین۔ کچہ حال سننے مین آیا۔ اُنہون نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا۔
فقیر اُس وقت اُجین مین شیخ عبد الغفور داؤد کی مسجد نور نام کے اندر رہتا تہا۔ شیخ بیارہ بہی اُس مسجد مین
آکر گوشہ نشین ہوئے۔ چند روز بعد آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی۔ یہی بیماری اس عالم سے آپ کے
چلے جانے کا سبب ہوئی۔ اور اُسی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے۔

یاد سید ابراہیم بہکری

آپ شیخ جلال متو کے خلیفہ ہین۔ جو شاہ شاہباز کے بزرگ جانشین تہے۔ **قدس سرہم**
پیر کی دوستی اور مہربانی۔ اور حاکم وقت کا آرزو اور نیاز کے ساتہ پیش آنا۔ آپ کے برہان پور رہنے کا
سبب ہوا بہت برسون تک اس دار الاسلام مین آپنے قیام فرمایا۔ اور بہت سے لوگ جو صحراے
تلاش مین بہٹکتے پہرتے تہے۔ عرفان اور وجدان کی آبادی مین پہونچ گئے۔ بسیح القلوب سے روایت ہے۔ ایکدن
مین سید کی ملازمت مین بیٹہا تہا۔ آپنے فرمایا۔ شیخ شکر محمد عارف **قدس سرہ** سے مینے سنا ہے جس وقت
وہ عالم ایجادی کا تماشا کرکے زبانِ حال سے یہ ترانہ گایا کرتے تہے ۵۱ اطاعک العاصی فی عصیانک
و ذکرک الناسی فی نسیانک حال آنکہ اس بات کے سننے کو ایک زمانہ گزر گیا۔
لیکن ابہی تک دل کے اندر۔ اُس بات کا جو ذوق باقی ہے۔ یہ ذوق شکل فوارگی نہین چہوڑتا ہے۔ ایک روز
ایک سپاہیانہ وضع کا آدمی عرس کی مجلس مین ایک گوشہ سے اُٹہا۔ اور دونون ہاتہ ادب کے ساتہ باندہ کر
سامنے آکہڑا ہوا۔ اور رو کر فاتحہ اور دعاے خیر کی التماس کی۔ جواب پایا۔ ابراہیم کا باطن آتش نمرود سے
بہی زیادہ پردرد ہے۔ اگر تم کو اسپر اطلاع ہو جاوے۔ تو سو دفعہ لاحول پڑہکر۔ اس کی صحبت سے گریز کرو۔
اور ہزارون مہربانی اور دلسوزی کے ساتہ۔ اُس کی بخشش کے واسطے دعا مانگو۔ یہ جواب سنکر انجمن مین
جو لوگ بیٹہے ہوئے تہے اُن مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا ہجری سنہ نوسو اٹہانوین مین آپ شش جہت

۵۱ نافرمان نے تیری نافرمانی مین گویا فرمان برداری کی۔ اور بہولنے والے نے تیری نسیان مین گویا تجہ کو یاد کیا۱

قید خانہ سے رہا ہو کر ہشت بہشت کی سیر کے واسطے ناز کے ساتھ چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔ تین رسالے خلف۔ اور بہت سے خلفا چھوڑے جو روش سلف کے ساتھ متصف ہیں۔

یاد شیخ عبد اللہ

آپ کا قدیمی نام بیکہ جی ہے۔ آپ کے باپ قطب خان خراب خانہ کے داروغہ اور سکرکن تھے۔ آپ بھی باپ کے کارخانہ کا پیشہ کرتے تھے۔ شروع جوانی میں کدخدا ہو گئے۔ عروس کے ساتھ کمال وابستگی ہوئی۔ جب ناز و نیاز نے ایک دوسرے سے باہم کیف پایا۔ تو شوق اور کرشمہ ایک دوسرے کی مصاحبت سے کامیاب ہوئے۔ یہاں تک کہ اجل کی جان گزا تلخی۔ نو عروس کے حلق میں ملال کر پلا دی گئی۔ فراق کے داغ نے آپ کے شکستہ دل پر دیوانگی کا سکہ جما دیا۔ پریشان ہو کر اپنا کام چھوڑ دیا۔ اہل زمانہ کا لباس اتار کر کمل کی کفنی پہن لی۔ چند روز بعد پیر طریقت کی ہدایت سے آپ کی مجازی محبت حقیقی عشق کے لباس میں نمایاں ہوئی۔ بہت برسوں تک گھر کے اندر دیوانہ تنہائی میں بسر کی۔ اور خدا شناسی کا راستہ سلوک کی پامردی سے طے کیا۔ آپ ایک خزانہ تھے۔ جس میں دل آویز گفتار کے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ ہجری سنہ نو سو ننانوے میں آپ نے چشم عبرت کو نمائش گاہ دنیا کے تماشا سے بند کر لیا۔ خوابگاہ شہر مندو۔ مصرع

باما نزول او بمقام موحدان

یاد شیخ ابو یزید

آپ شیخ شکر محمد عارف کے فرزند ہیں۔ قدس سرہما۔ جو اصحاب آپ کے پدر بزرگوار کی دعوت ہستی کو قبول کر کے آئے ہوئے تھے۔ جب وہ ضیافت زندگانی ختم ہو جانے کے سبب سے ایک ایک کر کے اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ اور باپ کی جگہ آپ جانشین ہوئے۔ تو حاکم نے نوجوان بیٹے کا استحقاق مسافر باپ سے کمتر سمجھ کر وظیفوں کے مواضعات کو ضبط کر لیا۔ چونکہ تسلیم اور توکل آپ کی سرشت میں داخل تھے۔ تو آپ نے پیشانی میں چین تک نہیں آنے دی۔ اور خانگی روزی کمانے والوں کے واسطے آپ کے دل میں مطلق فکر کا غبار پیدا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ ایک ایک ہفتہ تک بدل ما یتحلل نہیں پہنچتا تھا۔ مگر عبادت کی طاقت زائل نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ کے خاندان پر ہر طرف سے فقر خواہ کتنی ہی چڑھائی کر کے آیا۔ لیکن آپ نے پائے تردد خلوتخانہ کی دہلیز سے باہر نہیں نکالا۔ البتہ آپ وصیت کے بموجب مسیح القلوب کے درس میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے روزانہ پہنچ کر عیسوی فیض حاصل کیا

کرتے تھے - القصہ راستی اور سلامت روی آپ کا حصہ تھا - ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ مسیح القلوب کے ہمراہ سید ابراہیم ہکری قدس سرہ کی ملازمت کے ارادہ پر جا رہے تھے - اثنائے راہ مین ایک خدمتگار نے یکایک گھر سے ایک دل آزار خبر لاکر آپ کو دی - اور بازگشت کے واسطے جلدی کی - آپ نے فرمایا - ایک بزرگ کی ملاقات کے ارادہ پر - درست نیت کے ساتھ چلا ہون - لہذا معاودت نہین کرون گا - کیونکہ شروع کیا ہوا کام - انجام کو نہ پہونچا کر - نفس کے بہکانے سے کسی دوسرے کام مین مشغول ہو جانا صوفی کے واسطے زیبا نہین ہے - تھوڑی سی زندگی مین بہت سا ربانی عرفان آپ نے حاصل کر لیا تھا - ہجری سنہ نوسو ننانوین مین آپ نے اہل جہان سے دل اٹھا لیا -

یاد مخدوم نوح مالاکندی

آپ سندہ کے بزرگ مشائخ مین سے ہین مسیح القلوب سے روایت ہے شیخ یوسف - رسمی علوم کے آغاز تحصیل مین آپ کے ہم درس تھے - یہ کہتے تھے - آپ کو جذبہ نے ایک بارگی آلیا تھا - ہر چند روز بعد آپ کی زبان مین قوت بیانیہ پیدا ہو گئی - باوجودیکہ علم نحو کی استعداد نہین تھی - مگر قرآن کی تفسیر آپ کئی کئی طرح سے بیان کیا کرتے تھے - کیا سندہ کے - اور کیا ٹھٹہ کے اکثر اہل علم لوگ امتحان کے واسطے آکر ہر ایک فن کی مشکلات آپ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے - آپ بے تامل ایک روشن جواب کے ساتھ خدشات کی شورش دبا دیتے تھے - اور معترضون کو معتقد کر لیا کرتے تھے حکیم عثمان بوبکانی سے روایت ہے - مین ایک روز مخدوم کی خدمت مین گیا - اور چاہا کہ علمی کمالات حاصل ہونے کے واسطے دعا کے لئے التماس کرون - ہنوز ضمیر کی مخفی بات عبارت مین نہین آنے پائی تھی - کہ آپ نے فرمایا[۱] واتقوا اللہ یعلمکم اُس وقت سے میرا اتقا اور علم روز افزون ہے - بعض کہتے ہین - کہ قرآن کے معانی کی تعلیم آپ کو من عند اللہ ہے - اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خضر علیہ السلام سے ہے - اور بعض روایت کرتے ہین ایک بزرگ خراسان سے اس قصبہ مین آئے تھے - اُن کی تلقین سے پہونچا جو کچھ پہونچا -

یاد شیخ مبارک مجذوب

آپ کی حالت دل فریب - اور صحبت خوش گوار تھی - آگرہ مین ڈھولی کہال دروازہ - خس پوش گھر کے اندر مدتون تنگ جگر گدازی کے ساتھ بسر کی - جونکہ دل کی تغیر کا کام در پیش تھا - اسواسطے آپ

[۱] اتقا کرو - اللہ تعالیٰ جل شانہ تم کو علم نصیب کریگا ۱۲ -

کلی بنیاد کی طرف متوجہ نہین ہوئے - واپسین سفر کے بعد - اس زمانہ مین آپ کی قبر پر پختہ اینٹون کی ایک عمارت بنادی گئی ہے - لراسمہ

چرا بکار رو گرد دل نہد بہشت طلب | بناے قصر بہشت است بر عمارت دل

یاد سید حبیب رحمہ اللہ

آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھہ شامل تھا - اور مستی ہوشیاری کے ساتھہ ملی جلی تھی - پوشیدہ واقعات اور پنہانی حالات کا آپ کی بصیرت کے آئینہ مین عکس پڑتا تھا دار السلطنۃ آگرہ مین شاہ قلی خان محرم کا ایک باغ ہے - جو دولت - او فقرا کی صحبت مین مشہور ہین - اس باغ کے پہلو مین آپ کا گہر تھا - لراسمہ

فرد کار منی بمن نہ گذاشت | اندکے سکر برد و بخشی صحو

یاد شیخ نظام مجذوب

آپ نے اہل زمانہ کی طرح لکڑی اور رسی سے ایک لمبا چوڑا مچان بنا رکہا تہا - جس پر وہ آدمی آسودگی کے ساتھہ لیٹ سکتے تہے - آپ ہمیشہ اسی پہ بیٹھے رہا کرتے تہے - اور اس پر سے بہت کم نیچے اترتے تہے - جو کچھہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا دیر سے یا جلدی سے - وہی وقوع مین بہی آجاتا تہا کہتے ہین - جس زمانہ مین شیخ ابو الفضل مبارک کے ہوش اور عقل کو روزافزون ترقی ہوتی جاتی تہی - عقلی ونقلی علوم کی تحصیل مین نمایان افزایش تہی - اور خلوت نشینان صورۃ ومعنی کے آستانہ کی حاضر باشی مین - کمال کوشش تہی - اس زمانہ مین جب مشار الیہ شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوتا تہا - تو آپ بلند آواز کے ساتھہ فرمایا کرتے تہے - آؤ - وزیر چغتائی آؤ - بالآخر شیخ ابو الفضل مبارک تہوڑے ہی عرصہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کی خدمت سے بڑی دولت پر سرفراز ہوئے - اور سلطان کی مصاحبت اور ہمدمی کا خلعت پایا - نیز کئی صوبون کی جاگیردار ہوئے - شیخ ابو الفضل مبارک کے چہوٹے بہائی - شیخ ابو البرکات مبارک نے آگرہ مین آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرادیا ہے - خداے تعالیٰ اسکو جزاے خیر عطا فرماوے -

مصرع
از جیب نیستی طلبان دوست سر کشد

یاد شیخ عبد الجلیل ناگوری

آپ کو ارادت اور نیز خلافت چشتیہ معینیہ سلسلہ سے تہی - آپ کا سکر - آپ کے ہوش پر غالب تہا جب آپ ہوش مین آتے تہے تو اپنے ہمدمون کو قیل وقال کے گرفتار علما - اور دانش کے

خریدار طلبا کی ہم نشینی اور ہمدمی سے منع فرمایا کرتے تھے - جب حالت ہوش کے بعد پہر استغراقی حالت کا عود کر آنا - دوسری قسم کی باتون کی گنجایش نہین دیتا تہا - تو سواے اسکے - کہ آپ سب کو دعا دیکر بیخودی مین محو ہو جاوین اور اپنے تئین حوالہ مستی کردین - کوئی چارہ کار نہ تھا -

یادہ ملک محمود بیارہ

آپ سلک خاندیس کے وزیرزادہ تہے - اور آپ کے سبب سے فضلاے زمانہ کو اعتبار حاصل تہا ربانی کلام کا حفظ - عربی زبان اور فارسی عبارت کا علم - اسماے رجال کی یادداشت طبیعت کی موزونی سنجیدہ کاری - انفاس کی پاسبانی جوہر شناسی - اور اندرونی صفائی - یہ تمام صفات - آپ کی ذات مین کمال کے درجہ پر حاصل تہین - فرماتے تہے - جب پدر بزرگوار کو واپسین سفر کی اجازت آئی - تو نوبت وزارت میرے نام پر پہونچی - یہ کام شروع سے ہی مجکو دشوار معلوم ہوا - اور ترک کا خیال بالکل دل مین سمایا - اس اثنا مین ایک روز شاہ منصور مجذوب کی خدمت مین گیا - تو شاہ صاحب نے فرمایا - محمود فارسی قرآن جو تمنے ان ایام مین بہم پہنچایا ہے لاؤ - آپ کہتے تہے - مینے مولوی کی مثنوی خریدی تہی وہ شاہ صاحب کی خدمت مین لے گیا - فرمایا کہولو - اور پڑہو - جب چند بیتین پڑہی گئین - تو فرمایا کہ ہمیشہ اسی کتاب کے مصاحب رہنا - بہت سہل طریقہ کے ساتہ آزادی منصب گرفتاری سے حاصل ہو جاویگی - مینے شاہ صاحب کے فرمانے پر کمال کوشش کے ساتہ عمل کیا - اور عجلت کے ساتھہ ظاہری منصب سے دل ہٹاکر بیکاری اختیار کرلی - اس کے بعد مین شاہ صاحب کے ارشاد سے سید عرب شاہ بخاری کی خدمت مین احمد آباد گیا اور ان کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض حاصل کیا میر عرب شاہ قطب عالم بخاری کے پوتے - اور سجادہ نشین ہین - انہین ایام مین سفر حجاز کی بہی توفیق ہوئی - اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کی زیارت سے مشرف ہوا - اس مبارک سفر سے سعادت کرنے کے بعد چند روز اجمیر مین مقیم رہا - اور نیز اُس وقت مین روضہ معین الاولیا کا متولی بہی ہو گیا - یہان سے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین احمد آباد کی طرف منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گیا - اس وقت مین راقم نے بہی آپ کی دست بوسی سے برکت حاصل کی تہی - کہتے ہین - آپ کو جملہ نامور خانوادون سے خلافت اور نسبت تہی بالخصوص مغربی مشائخ اور بخاری سادات کے سلسلہ سے استحکام کے ساتہ وابستگی رکہتے تہے - ہجری سنہ ایکہزار مین سامان زندگی - آنہی عالم کی سیر کے واسطے باندہ گئے - خوابگاہ احمد آباد

مصرع جملہ کارش را بنا بر عاقبت محمود باد -

یاد سید مصطفیٰ المحبوب اللہ

آپ سید حسین چشتی کے پوتون مین سے ہین۔ ہمیشہ بیش بہا خلعت پہنا کرتے تہے۔ اور معشوقانہ وضع رکہا کرتے تہے۔ شیخ مشائخ کے بیٹے ملک شیر کہتے ہین۔ ایک رات عرس تہا۔ اُس رات مین سید حسین نے مجکو قطب زمان شیخ عبد الملک کے بلانے کے واسطے بہیجا تہا۔ چونکہ شیخ عبد الملک سلس البول کے مرض مین گرفتار تہے۔ اور رات تہی۔ اسواسطے نہین آئے۔ کہ معلوم العذر بیمارون کا بلانا دن مین بہتر ہے اور اگر رات مین بلانے کا موقع آوے۔ تو بلانے والا مین مردانگی چاہیئے۔ ملک نے پیغام سید کے نزدیک پیش کیا۔ تو سید۔ تامل کے بعد فرمایا۔ ملک شیر جاؤ۔ اور کہو۔ جس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اُسی طرح بلانا چاہتا ہون جب شیخ عبد الملک۔ نے یہ جواب سنا۔ تو بے تامل مجلس عرس مین چلے آئے۔ صبح تک وجد اور سماع مین مصروف رہے۔ اور استنجا کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اور سید کو فقیر نے کچہہ اوپر ایک سو کلوخ دیے۔ اور جب مین نہین ہوتا تہا۔ تو دوسرے خادم پہونچاتے تہے القصہ آپنے مذکورہ بالا بیماری شیخ عبد الملک سے سلب کرلی۔ اور اپنے اوپر لے لی۔ مسیحائی تصرف کو آپنے اپنی ولایت کے ساتھہ ملا دیا تہا آپ کی خوابگاہ احمد آباد گجرات مین ہے۔ مصرع وصل حق تا ابد بکاشش باد ؛

یاد شیخ محمد نابلوسی

نابلوس۔ شام کا ایک قصبہ ہے۔ یہان کی آب وہوا خوش گوار ہے۔ سیاح لوگ اس کی زمین کو بہشت کی زمین بتلاتے ہین۔ اس قصبہ کے باشندے۔ نقد بہشت سمجہتے ہین۔ آفاق کے مسافر عاریتی بہشت جانتے ہین۔ اور جو لوگ دور ہونے کے سبب سے محروم ہین۔ وہ بہشت موعود کی طرح ادہار کرکے مانتے ہین آپ اپنی زاد بوم سے چل کر مصر مین آئے۔ اور یہان پر سعادت مند اولیا اللہ کی دوستی اور کشش کے سبب سے وطن اختیار کرلیا آپ اپنی زندگی کے ہر سال کو ازروی عبادت تین حصون پر تقسیم کرتے تہے۔ چار مہینے درس مین صرف کیا کرتے تہے دوسرے چار مہینے سفر حجاز مین گزارتے تہے۔ اور تیسرے چار مہینے جہاد کے واسطے اسکندریہ مین جاکر رہا کرتے تہے اس طور پر آپ زمانہ ہوش ہی وابسپین نفس تک اپنے اعمال کے روزنامچہ کی خانہ پری کرتے رہے۔ خوابگاہ مصر مین ہے مصرع روح او در کنار راحت باد ؛

یاد شیخ قاسم

آپ شیخ یوسف سندہی کے صاحبزادہ شیخ طاہر محدث کے چہوٹے بہائی۔ اور سیع القلوب کے ہین۔ تقویٰ۔ توکل۔ اور تصرف یہ جملہ اوصاف حمیدہ آپ کی ذات مین موجود تہے۔ آپ کے پیر بیعت

شیخ بہاء الدین پدر شیخ کبیر ہین - جو دسوین صدی کے اخیر مین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے جانشین تھے -

مسیح القلوب بیان کرتے ہین - ہنوز میرا زمانہ ہوش نہین آیا تھا - کہ آپ کا سایہ عاطفت میرے سر سے اٹھا لیا گیا - اُس وقت مین پدر بزرگوار کے بعض ہم نشینون سے مینے سنا ہے - کہ توحید دانی - خدا شناسی - اور وحدت وجود کے اعتراف کے بارہ مین لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے - اور آپ کی بہت کچھ خارق عادات - اور بے تعینی و آزادی کی باتین - بیان کیا کرتے تھے منجملہ ان کے ایک واقعہ مجھے یاد ہے -

"ایک روز میری مان بچون کو ہمراہ لیکر میرے عم مکرم شیخ طاہر رحمہ اللہ کے گھر گئی تھین - عم مکرم کا گھر دو - تین گلی کے فاصلہ پر تھا - پدر بزرگوار کا ارادہ ہوا - کہ آپ بھی وہان جادین - لہذا اپنے چاہا کہ مکان کو مقفل کر دون - مگر آپنے اجازت نہین دی - اور فرمایا - اہل حقیقت کا یہ شیوہ نہین ہے - یہ سنکر مین اسی طرح غیر مقفل دروازہ چھوڑ کر چلا گیا - (راقمہ

در این خانہ بے لوح ست غوثی از خرد نبود	بے پاس متاعش رخنہ دیوار بربستن

اللہ تعالی جل شانہ کا احسان ہے - کہ واپس آکر تمام چیزون کو اپنی مقامات پر بدستور پایا - اور آپ کے توکل کی بدولت کسی چور کا ہاتھ کسی شے کو نہ لگا"

" اور اب اس زمانہ مین اپنے عم استاد سے مینے سنا - کہ فرماتے تھے - میرے چھوٹے بھائی شیخ قاسم کا مشرب صوفیہ تھا - اور اُن کی دل آویز گفتار - اور پسندیدہ افعال سے اخیار اور ابرار کی علامتین ظاہر تھین"

نیز مسیح القلوب کہتے تھے - جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ مجکو بدون میری خواہش کے - ازلی مشیت کے بموجب برہانپور سے دار السلطنۃ آگرہ کو لے گئے - تو چند روز بعد مینے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین دیکھا آپنے ایک سندھی زبان کی بیت اس مضمون کی پڑھی - اے فرزند - تجھ کو ہر چند لفظ لا کے ساتھ دنیا مین سے ہٹا کر نیست کر دیا - مگر تو ابھی تک اپنی ذات مین زعم ہستی رکھتا ہی ہے کہ جب مین بیدار ہوا - تو اس اشارہ سے دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ اپنی رہائی کے واسطے تفکر کے ذریعہ سے تدابیر نکال کر زبان سے بیان کرنا - اس سے مطلب فنا حاصل نہین ہوتا ہے - بلکہ ایسا کرنا دراصل اپنے تئین تسلیم اور رضا کے مرتبہ سے شکوہ اور شرک کی پستی مین ڈالنا ہے - لہذا یہ شیوہ چھوڑ دینا چاہیے - اس خیال کی بنیاد پر انواع و اقسام

کے تخیلات کا تموج دل سے دور کر دیا - اور آسودگی حاصل ہوئی - اور ایک ہفتہ سے کم مدت مین وطن آنے کی اجازت مل گئی - یہ بیشک سچ ہے - حضرت یوسف علیہ السلام نے جو غیر سے استمداد کی تھی - تو یہ استمداد زندان مین بِضعَ سِنِینَ تک قیام کرنے کا باعث ہوئی تھی -

یاد شیخ بہول مجذوب

آپ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا - خرق عادات کی قوت حاصل تھی - اور الہی جذبات بھی آپ مین موجود تھے - چند سال تک شاہ محل مین زیر زمین غار کھود کر اور اوپر سے خس پوش کر کے بسر کی (شاہ محل دار السلطنت آگرہ مین ایک مشہور جگہہ ہے) اس وقت مین خس پوش مکان کی جگہہ ایک بڑا عالیشان محل ہے - بیت

جاے ز بدارِ وبستہ دو جہان		قصر فردوس د کاخ دل باشد	

یاد سید جمال

آپ شیخ ابراہیم میان آبا کی مسجد مین مدرس تھے - نیز عابد وقت - اور زاہد زمانہ تھے - احیاء العلوم اور عین العلم کے مطالعہ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے - شیخ محی الدین عربی کی تصنیفات پر آپ کا دل مائل نہین ہوتا تھا - لیکن انصاف کو کام مین لاکر باطن سے انکا دعین کرتے تھے - علم حدیث پر بہت کچھ آپ کا دل تھا - جب شیخ طاہر یوسف نے برار سے نکل کر برہان پور کو نورانی فرمایا - تو سید اپنی بزرگی کو چھوڑ کر چند سال تک جب تک کہ زندگی باقی رہی - اپنی مسجد سے روزمرہ شیخ کے درس مین پہونچا کرتے تھے - شیخ کا قیام سندھی پورہ مین تھا - جو سید کی مسجد سے ایک میل کی مسافت سے کچھہ زیادہ ہی زیادہ ہے اس مسافت کا کچھہ خیال نہین ہوتا تھا - چارون فصلون مین برابر جایا کرتے تھے - صحیح بخاری آغاز سے انجام تک پڑھی - مولانا حافظ سندھی جو معنوی خوب رو ہین - آپ کے شریک اور سامع تھے - جب آپ کی زندگی کا ورق لوٹ دیا گیا - تو خوابگاہ شیخ ابراہیم عمر سندھی کے مقبرہ مین بنائی گئی - مصرع جمالِ حق فروغ دیدہ اش باد -

یاد شیخ الہداد مارہرہ

آپ کو ہمیشہ تلاوت کے ساتھہ ایک خاص تعلق تھا - آپ نے ہمیشہ زمانہ توکل - تسلیم - اور رضا مندی حق مین گزارا - قرآن کا ترجمہ - یاد تھا - کہتے ہین - آغاز جوانی مین ایک حسینہ وجمیلہ عورت کے ساتھہ دلبستگی ہوگئی تھی -

---

سلہ چند سال ۱۲

چندسال نظربازی مین گزرے - بعدہ دل کی اجازت لیکر عقد کرلیا - القصہ ہمیشہ حسین مظاہر پر نظربازی
کے ساتھہ زندگی گزاری - لیکن مظاہر مین جو ظاہری مشاہدہ کا ذوق حاصل ہوا تھا - یہ بصیرت کے ذریعہ سے
حاصل ہوا تھا اس بیت کا مضمون زبان حال سے پڑھا کرتے تھے **بیت**

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردہ		پس بچشم عاشقان آنرا تماشا کردہ	

یاد شیخ محمود بنجارہ

آپ خوبان سکنہ آگرہ مین سے تھے - مبدا اور معاد کی شناخت مین آپ کا مرتبہ عالی تھا - آپکے
خارق عادت کامون مین سے ایک یہ بھی تھا - کہ دیو سے یا پری سے - جس کسی کو آسیب ہوتا تھا جب
آپ کا نام اُس کے سامنے لیا جاتا تھا - یا آپ کے ہاتھہ سے پھول بھیجا کر ماؤف شخص کو سونگھایا جاتا تھا - تو
وہ بہت جلد ہوشیار اور تن درست ہوجایا کرتا تھا گویا سلیمانی ولایت آپ کو حاصل تھی لہٰذا اسمہ -

کسی کہ نقش ترا برنگین دل دارد		بکار خلق کند معجزہ سلیمانی	

یاد شیخ عبدی ساکن آگرہ

آپ - عابد متوکل - اور عارف زمان تھے - سرور پیغمبران علیہ السلام کی محفل میلاد ترتیب
دینے مین استطاعت سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے - اور عمدہ عمدہ طریقہ کے ساتھہ انجام دیتے تھے
غالبًا آپ کو اُخروی کشود کار - اسی پسندیدہ کام کی بدولت ہاتھہ آئی تھی - اور یہی خدمت - آپکی مخدومی اور
بزرگی کا سرمایہ ہوئی تھی - اس مین شک نہین - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذرہ برابر محبت
بھی آخرت مین تمام اہل عالم کی نجات کے واسطے بس ہے **مصرع** محبت کیمیائے اہل دردست -

یاد شیخ شہاب الدین واصل

آپ - باعمل عالم اور باحضور کامل تھے - شیخ طاہر یوسف اور ان کے بھائی شیخ طیب نے جب اُن کے
احوال کا متوسط زمانہ تھا - سنہ ۱۰۱۱ھ مین آپ کے درس مین گزرانی تھی - اور نیز آپکی ملازمت سے بہت کچھہ
فیض پایا تھا مسیح القلوب نے اپنے عم مکرم شیخ طاہر کے حوالہ سے بیان کیا ہے - کہ کہتے تھے - مین ایک
روز دسترخوان پر شیخ سے دور بیٹھا تھا - اُس وقت میرے دل مین آیا - کیا اچھا ہوتا - جو مین شیخ کے پیالہ
مین شریک ہوتا - فوراً اُسی وقت آپ کے آئینہ خاطر مین عکس پڑگیا - مجکو وہان سے بلایا - اور اپنے
برابر مین جگہہ دی - پھر میری یہ آرزو ہوئی - کہ شیخ ایک لقمہ اپنے ہاتھہ سے مجکو دیوین - آپنے ایسا ہی

کیا۔ اور تبسم فرمایا۔ اس قسم کی بہت سی عجیب وغریب روایتین آپ کی گجرات اور سندھ والون کی زبان زد ہین۔ آپ کی اولاد بھی بزرگی کے اعتبار سے اپنے آبائے کرام کی خانقاہ کو آباد رکھتی ہے۔ خدا کرے آباد رہے۔

یاد شیخ عبدالملک

آپ۔ علامہ وقت۔ اور شیخ ابراہیم کے صاحبزادے تھے۔ بہت برسون تک رسمی علوم کا درس دیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین تھے۔ واپسین سفر کے روز بھی حسب معمول درس دیا۔ لیکن فرزندون کو اور طالبان علم کو فرمایا۔ جلد نماز کے واسطے آجاؤ۔ چنانچہ تعمیل حکم کی گئی۔ فرض سے فارغ ہونے کے بعد سر سجدہ مین رکھ دیا اور وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ ؎[1] پڑھا۔ اور ترجمہ کا خاتمہ۔ آخرین سانس کے ساتھ ودش بدوش ہوا۔ خوابگاہ کالپی مین پدر بزرگوار کے گنبد کے باہر ہے مصرع

بادا نصیب سینۂ او نور معرفت

یاد شیخ الہ بخش چشتی

آپ کے آباؤ اجداد کا سلوک چشتیہ سلسلہ کی بیعت اور خلافت پر تھا۔ الٰہی مشیت نے آپ کے اعتقاد کی چوٹی خانوادہ شطاریہ کی طرف کھینچ کر غوث الرحمن کے دست تصرف مین دیدی تھی صاحب موصوف کے فیض ارشاد سے قطع منازل مین تیز روی۔ اور سیر مقامات مین استغراق اس درجہ بہم پہونچا۔ کہ مناظرہ کے آداب۔ اور درسیہ قیل وقال کے مقاصد سے دل سرد ہوا۔ اور تحقیق کی طرف التفات کرنے سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ زمانہ اور اہل زمانہ کی رسوم سے آزادی مل گئی۔

کہتے ہین جس وقت آپ سماع مین محو ہوجاتے تھے۔ تو غوث الرحمن آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھ کر گھوما کرتے تھے سینکڑون طرح کی نوازشین اور اکرام کام مین لاتے تھے۔ چونکہ آپ مغلوب الحال زیادہ تھے آپ کے اوقات اور حالات اکثر وجد و تواجد۔ اور سکر و بیخودی مین گزرا کرتے تھے۔ اگرچہ اختلاف ممالک کے سبب نقش اور صورت کی بندش مین ہر جگہہ راگ کا رنگ جداگانہ ہوتا ہے اور صوفیون مین بہ اکثر ایسے ہین۔ کہ جو روش اُن کے ملک کی معمولی ہوتی ہے۔ اُسی ایک روش کے عادی ہوکر دوسری وضع کی طرف مائل کمتر ہوا کرتے ہین۔ لیکن آپ کو سرود کی ہر ایک روش۔ رقت اور شورش پیدا کر کے جوش و قت

[1] اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو۔ یہان تک کہ تم کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئے ۱۲۔

کرتی تھی - آپ کا سماع کسی طرز کو چھوڑ کر - کسی خاص طرز کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتا تھا - آپ کی فہم اور ہمت - سماع و سرود کی تمام روشون پر پہونچ جاتی تھی - اور سماع کے عین جوش مین - جو بات - بشارت یا ڈرانے کی شان مین آپ کی زبان مبارک سے جدا ہو کر ہونٹون تک آجاتی تھی - وہ بہت جلد وقوع پذیر ہو کر عجائبات کے عالم مین مشہور ہو جاتی تھی -

نقل ہے - گوالیار مین ایک روز شیخ نظام نارنولی نے آپ کی مجلس مین کہا تھا - ہر چند ریاضت اور مجاہدہ کیا - لیکن غیب کے خزانچی نے اس دروازہ کی کنجی - ہمارے ہاتھ مین نہین دی - جس کا کھولنا مقصود درویشی ہے - آپ نے فرمایا **ایہا الشیخ** اس معاملے کے دروازہ کا کھلنا کیا خاص کیا عام تمام عالم کا عالم مختاری بیعت کا طوق اپنی عقیدت کی گردنون مین ڈال لیوے - اس بات پر موقوف ہے کہ گرفت مذکور کی صورت گوشہ قلب مین محصور کی جاوے -

کہتے ہین - جب شیخ الہ بخش کا زمانہ پیری آیا - تو آپ نے قرآن کی حقیقت آمیز تفسیر - اور صحاح احادیث کی لطافت انگیز شرح کی طرف کامل طور پر متوجہ ہو کر شغل اختیار کر لیا تھا - یہان تک کہ خاک نمناک کے دائرہ سے نکل کر عالم پاک کے کنگورہ پر عروج فرما گئے [۵] کان ذلك فی اثنا عشر من ربیع الثانی من سنہ ثنتین وسبعین وتسعمائۃ **مصرع** سخن او حدیث تقدیر ست -

یاد شیخ علی متقی

آپ حسام الدین جونپوری کے فرزند ہین - خدا پرستی - پرہیزگاری - تن گدازی - اور نیکو کاری - ان جملہ صفات مین آپ کی ذات سے فروغ تھا - آپ کسبی علوم - اور کشفی معارف مین صاحب ولایت عظمی کا درجہ رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو تریپن مین ہند سے حرمین شریفین کی طرف کوچ کیا وہان پر شیخ ابوالحسن بکری شامی مصری - اور نیز دیگر اعجاز بیان محدثون کی ملازمت مین رہکر - جملہ صحاح احادیث کی کامل طور پر تصحیح کی - بہت سے ذی استعداد لوگون کو اپنے فیض اور فائدہ سے اُستادی کی سند پر بٹھایا - اور فن حدیث مین لوگون کی رہنمائی کے واسطے بہت سی سود مند تالیفات چھوڑی ہین - منجملہ اُن کے ایک کتاب آپ کی ہے - جس مین ایک لاکھ حدیث لکھی ہے - اور شیخ جلال سیوطی کی کتاب جامع الصغیر پر ایک عمدہ فہرست ابواب کے ذریعہ سے بنائی ہے - نیز سلوک اور تصوف مین بھی چند رسالے تحریر فرما کر اہل جہان کے

[۵] واقعہ تاریخ بارھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو بہتر مین ہوا ہے - ۱۲

واسطے اپنے کمالات کا نمونہ چھوڑا ہے۔ پدر بزرگوار فرماتے تھے۔ جب آپ سفر حجاز کو تشریف لیئے جاتے تھے۔ تو منڈو (مانڈو) کو بھی آپکے عبور سے شرف حاصل ہوا تھا۔ اپنی والدہ کی بیماری کے سبب سے چند روز بے ارادہ قیام کرنا پڑا۔ آپ کی فیض بخش ملازمت مین معرفت کی باتون کے بیان سے فائدہ کا بہت کچھ حصہ لوگون کو ملا۔ جب پاک دامن ضعیفہ نے جہان فانی کو رخصت فرمایا۔ تو آپنے حوالہ خاک کر کے دوسرے روز کوچ کر دیا۔ اور وداع کے وقت مجھ سے کہا۔ کہ پتھر ایسی جگہ سے نہ اُٹھائے جاوین۔ جس مین دوسرے کی ملک کا وہم ہو۔ بلکہ سرراہ سے جس طرح کا اینٹ پتھر بہم پہونچ جاوے۔ اُٹھا کر مقبرہ مین صرف کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ ذکر۔ فکر۔ شغل۔ مراقبہ۔ اور نیز دیگر نفل عبادات مین پوشیدگی کو کمال درجہ کام فرماتے تھے۔ اس بنیاد پر لوگون نے آپ کی نسبت قیاس نقشبندیہ شرب کا کیا ہے۔ ہجری سنہ نوسو چہتر مین جب آپ مکہ معظمہ مین تھے۔ فرمان طلب صادر ہوا۔ آپنے قبول فرما کر عالم ترکیب کی قید سے آزادی پائی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ آپ کو سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی مین اہتمام بہت کچھ تھا۔ اس سبب سے الفاظ **متابعۃ نبی** (۹۰۵ھ) شمار مین آپ کے سال رحلت کی برابر آسکے۔ اور چونکہ اُس مقام کے شرفا و علما۔ اپنے شہر کا شیخ جانتے تھے۔ اسواسطے الفاظ **شیخ مکہ** (۹۰۵ھ) بھی آپکے سال انتقال کی برابر ہوئے **مصرع** پیرو خاص مصطفیٰ است علی۔

یاد شیخ خواجہ عالم

آپ۔ باپ کی طرف سے خواجہ مودود چشتی کو۔ اور مان کی طرف سے مخدوم شیخ جلال پانی پتی کو پہونچتے ہین۔ غوث الرحمن کے باخلاص مرید۔ اور خاص خلیفہ تھے۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان۔ اس طرح ہے کہ جب سینہ کے عنصری طاق مین (جو قندیل قلب کے رکھنے کی جگہ ہے) استعداد اور قابلیت کے نور کا عکس۔ چراغ کی طرح پڑا۔ تو آپنے دینی علوم اور یقینی معارف کی شاہراہ مین ہمت کا قدم استحکام کے ساتھ رکھکر علوم کے چمکدار جواہر بہم پہونچائے۔ اور ان کو طبیعت کے خزانچی کی تحویل مین رکھا۔ باقی زمانہ زندگی جو رہا۔ یہ طالبانِ علم کی فیض رسانی مین صرف کیا۔ خاتم نبوت **علیہ السلام** کی سنت کی پیروی مین تیر اندازی کی مشق اس درجہ کی۔ کہ خطا قبضہ امکان سے باہر ہوئی۔ اور ہمیشہ **ابتغاءً لوجہ اللہ** لشکر اسلام کے ہمراہ۔ حرب کفار کے مقام پر پہونچکر درست تیر اندازی کا امتحان مقبولیت کے ساتھ دیا۔ جب ملک علام کی طرف سے فرمان طلب آیا۔ تو آپنے عارف وقت شیخ عبدالملک شطاری

اور قاضی عبدالقادر کو اپنی عیادت کے بہانہ سے طلب فرمایا۔ اور کہا۔ کہ سرور انبیا علیہم السلام باصحابہ
کرام رضی اللہ عنہم تشریف ارزانی فرماکر مجکو بلاتے ہین۔ آپ دونون بزرگ اصحاب آگاہ اور گواہ رہین
کہ مین اپنے اسلام کی جنس اور ایمان کا نقد صحرائے ناسوت کے لٹیرون کی لوٹ سے صحیح وسالم ملکوت کے
دارالاسلام کو لئے جاتا ہون۔ اور حکم ہے کہ میری قبر بیرپور مین بنائی جاوے۔ مصرع

خواجہ عالم شد ندیم خواجۂ عالم در بہشت

یاد شیخ جیوہ

آپ کا نام عبدالحی ہے۔ حضرت غوث الرحمٰن کے بڑے خلیفہ ہین۔ ہمیشہ ریاضت کے گریبان مین سر جھکا ہوا اور قناعت کے دامن مین پانون سمٹا ہوا رہتا تہا۔ کنج توکل۔ گوشہ تسلیم۔ زاویہ فقر۔ کلبہ تنہائی۔ صحرائی آزادی۔ ویرانہ بیخودی۔ اور حجرہ شکیبائی۔ یہ سات مقامات آپ کی دنیاوی تجرید کی سات اقلیمین تہین۔ جس وقت تک آپ کے نورانی جسم پر زندگی کا خلعت رہا۔ اوس وقت تک آپنے فتوحات قبول کرنے کے واسطے ہاتہہ آستین سے باہر نہین نکالا۔ نہ لینے کی عادت سے استغنا کی پیشانی کو داغ دار نہین بنایا۔ اور نہ اپنی ہمت کو اس عادت کے رنگ سے رنگین فرمایا۔

شیخ داؤد شطاری سے روایت ہے۔ ایک روز حضرت غوث الرحمٰن نے چاول اور نیز دیگر غلہ سے بار کئے ہوئے۔ چند ڈنگاؤ۔ آپ کے گہر والون کی قوت کے واسطے بہیجے۔ آپنے اُن کو نہین لیا۔ حضرت غوث الرحمٰن نے فرمایا۔ پہر لیجاؤ۔ اور یہ کہو۔ پیر کی بہیجی ہوئی شے نہ لینا۔ ادب کی عمارت کا ڈھا دینا ہے۔ آپنے جواب مین کہلا بہیجا۔ بہیجی ہوئی شے کسی کی ہی ہو۔ مرید جیوہ معذور ہے۔ نہین لیوے گا۔ پہر حضرت غوث الرحمٰن نے فرمایا۔ ایک بار اور لیجاؤ۔ اگر نہ لین۔ تو سرزنش کرنا۔ کہ تمہارے پیر فرماتے ہین۔ دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دون گا۔ آپنے جواب دیا۔ پیر کی رہنمائی کی بدولت۔ رد کے خوف کا۔ اور قبول کی اُمید کا نقش۔ خاطر درویش سے بالکل دہو دیا گیا ہے۔ یہ تہدیدی پیغام بہی نقش بر آب ہے۔ جب یہ جواب حضرت غوث الرحمٰن کی خدمت مین عرض کیا گیا۔ تو مزید رقت اور افزونی توجہ کا باعث ہوا۔ حضرت غوث الرحمٰن بے اختیار اپنے خلوتخانہ سے نکل کر مرید کے تکیہ مین آئے۔ بہت کچہہ نوازش اور مہربانی کام مین لائے۔ اور نہایت گرمجوشی کے ساتھہ ہم آغوش ہوکر یہ خوشخبری سنائی۔ عبدالحی استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان۔ آج تمہارے نامی نام پر مہر اور دستخط سے مکمل ہوگیا۔ اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کا علم طریقت کی معرکہ آرائی مین نصب کرو۔ اور ۵ فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کا تاج - افعال کے سر پر - اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو۔

کہتے ہین - جب گوالیار مین لوگون کے ہجوم سے آپ کے اوقات مین خرابی کا نقصان پیدا ہوا - تو آپ یہان سے بہت جلد دہلی کی طرف چلے گئے - چند روز بعد اس جگہ بھی ایسی ہی صورت پیش آئی اسواسطے اس شہر سے بھی عجلت کے ساتھ اٹھہ کھڑے ہوئے - اور پانی پت مقام کو روانہ ہو گئے - یہان بھی بدستور آپ کے اوقات مین آفت پیش آئی - لہذا یہان کی اقامت سے بھی دل اٹھانا پڑا - اور قصبہ بدولی مین جا کر دریاے جمنا کے کنارہ - خدا پرستی کے واسطے ایک حجرہ اختیار کیا - اور جس قدر آبِ حیات زمانہ کی ابریق مین رہا تھا - اُس کو ظاہری اور باطنی طہارت مین صرف فرما کر خاک پاک کے خلوتخانہ مین گوشہ گزین ہو گئے - اور دائمی خوابگاہ بنالی - مصرع بادخاکِ پاک او رشکِ بہشت -

یاد شیخ وجیہ الدین احمد

آپ شیخ نصر اللہ علوی کے بیٹے تھے - مولد اور مرقد دونون احمد آباد گجرات مین ہین - آپ دونون جہان کے قطب - دونون جہان کے حقائق کے درک - حصولی اور حضوری علوم کے مالک - اکتسابی اور وہبی فنون کے خداوند - کتابی منقوش اشیا کے رموز دان - اور اسرار لوح محفوظ کے رازدار تھے - کہتے ہین - آپنے علمی صورت سے نکل کر ہجری سنہ نوسو دہ مین عنصری پیکر کے وطن کو بھی ولادت کے جلوہ سے منور فرمایا - اور ولادت کے بعد پانچین سال کے آغاز سے اخیر تیئیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل مین مشغول رہے - یہان تک کہ ساٹھ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے - جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخرین سفر ہوا - تو تاریخ اُنتیسوین صفر تھی - اور ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - اُس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے مین مشغول رہے - اور اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی بخششین آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رہین - اِس باسٹھہ سال کی مدت مین آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگون نے آپ کی شاگردی سے خلعت اُستادی پایا - اور بہت سے بلند ہمت صوفیون نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا :

مولانا عالم گلبہاری اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین - کہ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا جبکہ وجیہ الحق کی

---

۵ کھڑے ہو جاؤ جیسے حکم کئے گئے ہو ۱۲

خانقاہ مین اکثر مریدون کے طریقہ پر فیض یابی کے لئے التماس کیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ تم کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل ہے۔ تم دوسرے لوگون کی تکمیل کے محتاج نہین ہو۔ اپنی معلومات کو کام مین اور تکرار مین لانا چاہیئے۔ مینے عرض کیا۔ ان مقاصد کے سوا۔ کسی شغل کی آرزو رکھتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ اس سے زیادہ کیا بہتر ہے۔ کہ باطنی سعادت کے اسباب بھی ہاتھ آجاوین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپنے تقریب کا موقع نکال کر یہ ماجرا بیان فرمایا۔ جن مقدمات پر آلٰہی حقائق کا دریافت۔ اور کشف موقوف ہے۔ اُن مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل مین بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا۔ کہ جب مین درس اور تدریس مین مشغول تھا۔ ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدر شے مین سو سو نکتے اور نیرنگیان ہین حضرت غوث الرحمٰن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ یہ صورت وجیہ الدین کو (مجکو) حضرت غوث الرحمٰن کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی۔ اور بہت تھوڑے عرصہ مین صاحب ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ سے میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا۔ رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت مین چہل قدمی کرنا نصیب ہوا۔ اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر سرفراز ہوگیا۔ اور پالیا جو کچھ پاس نہ تھا۔ اور جو کچھ پاس تھا۔ پھر وہ نہ ملا۔ بیت

آنچہ حق بہر بندگان آراست
آرزو آنچنان ندانند خواست ؎

خاص مسیح الاولیا کے خدا کے مضمون سے بھی ایک شکل آپ کے خرق عادت کی ظاہر ہوتی ہے مجملاً واقعہ مذکورہ کا بیان اس طور پر ہے۔ کہ ایک روز خواجہ عبد الشہید کے ایک مریدنے وجیہ الحق کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا۔ فقیر اپنے وطن مین ایک سخت مرض کے اندر مبتلا ہوگیا تھا۔ یہان تک کہ لوگون کو صحت ہونے سے مایوسی ہوگئی تھی۔ خیر مین پیر کی اجازت سے۔ پیر کے آستانہ پر جا پڑا۔ اس خیال سے کہ اس جگہ کا موجود ہونا بشر طِ حیات یقیناً جلد تن درست ہوجانے کا سبب ہے۔ اور بشرطِ موت بیشک حصول آسائش کا باعث ہوگا۔ گو دیر سے سہی۔ ایک روز پیر نے مراقبہ کے واسطے زانو پر سر رکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک نورانی شخص ایسے لباس مین جو ہمارے ملک کے اعتبار سے غیر متعارف ہے۔ حجرہ مین آئے۔ کچھ دیر کے بعد پیر نے فقیر کو بھی حجرہ کے اندر بلالیا۔ آنے والے نورانی شخص نے پانی کے اوپر دم کرکے بیمار کے لیے گویا شربت شفا بنایا۔ فی الفور مجکو آثار صحت اپنے جسم مین معلوم ہونے لگے اسی وقت وہ خضر رفتار مسیحا حجرہ سے نکلے۔ اور میری آنکھون سے اُن کا مبارک حلیہ پوشیدہ ہوگیا۔ مینے پیر

سے دریافت کیا۔ کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے۔ جو مسیحا مشرب اور محیی منظہر ہیں۔ اور ان کا مقام کہاں ہے فرمایا
نام شیخ وجیہ الدین احمد۔ اور مسکن احمد آباد گجرات ہے اسم المحیی کے مظہر اس زمانہ میں آپ ہی ہیں۔
جب میری نظر تمہاری دشوار بیماری پر پڑی۔ تو نا اُمیدی کا اثر دل میں محسوس ہوا علاج کے واسطے محبت
آہستہ کھڑی ہوئی۔ لہذا ضرورۃً مینے آپ سے استمداد کی۔ اس کے بعد تمنے دیکھا ہی جو کچھ گزرا۔ اور معلوم ہی
کیا جو کچھ پیش آیا۔ جب پیر کی زبانی مینے یہ ماجرا سنا۔ تو اس ملک کے سفر کی اجازت لیکر روانہ ہوا۔ طلب
اور ارادت صادق تھی کہ اُس کی برکت سے قدمبوسی کی سعادت کو پہونچ گیا۔ الحمد للہ مینے پالیا جو کچھ
چاہتا تھا۔

شاہ شیخ جی کے ایک مرید شیخو نام قصبہ کپڑ بنج[۵] میں رہتے تھے۔ اور احمد آباد کی سیر کے واسطے کبھی
کبھی آیا کرتے تھے ایک دفعہ اُن کے دل میں یہ بات آئی کہ اس شہر میں آنا۔ اور وجیہ الحق کی ملازمت بدون
حاصل کیے ہوئے لوٹ جانا۔ نا سعادت مندی کی نشانی ہے۔ اس بنیاد پر عزم ملاقات کر کے ایسے وقت میں
پہونچے۔ کہ شیخ طالبان علم کے درس سے فارغ ہو کر گھر میں تشریف لے گئے تھے۔ جب آپ کو اطلاع پہونچی۔
کہ فلاں درویش دروازہ پر کھڑا ہوا قدمبوسی چاہتا ہے۔ تو گھر سے باہر نکل آئے۔ مصافحے کے بعد زائر نے آرزو
کی۔ کہ ملاقات کا ثمرہ ظاہر ہونا چاہیے۔ آپنے فرمایا شیخو۔ روبرو دیکھو۔ پھر دریافت کیا۔ فقیر کی صورت سے
کس کی صورت تم کو نظر آتی ہے۔ عرض کیا۔ حضرت غوث الرحمن کا حلیہ شریف نظر آتا ہے۔ پھر فرمایا۔
اور نظر کرو۔ جب دیکھنے والے کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی۔ تو دریافت فرمایا۔ اب کس کی شکل ہے۔ جو درویش
کی صورت سے ظاہر ہو رہی ہے۔ عرض کیا۔ خاتم النبیین **علیہ الصلوٰۃ والسلام** کا کمال جمال
ظاہر ہے۔ تیسری بار فرمایا۔ اور زیادہ تامل کر کے دیکھو۔ اور معلوم کرو۔ کہ اس دفعہ کس کی تجلی ہے۔ اور کیا ہے
زائر نے **سبحان اللہ** کہکر اسی وقت سر سجدہ میں رکھ دیا اور بہت سے کلمات تنزیہ زبان سے نکالے
اور کہا۔ جامی۔

	ہرچہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا		ہمہ بر وجہ کمال ست کما لا یخفی	

سید خواجہ عالم کی گزارش بھی بالکل اسی گزشتہ بیان کی مثل ہے۔ اس کی کیفیت مجملاً اس طور پر ہے
کہ سید خواجہ عالم۔ عرش آستانی اکبر شاہ کے امراے اعظم میں سے تھے۔ بالآخر تمام سامان دولت پر از راہ ہمت

[۵] احمد آباد سے پانچ کوس پر یہ قصبہ واقع ہے ۱۲

لات مار کر فقر کے توکل آباد مین آگئے - اور رہنما پیر کی تلاش مین سیاحی شروع کی - جب آپ احمد آباد گجرات مین آئے - تو وجیہ الحق کی خدمت مین حاضر ہو کر شغل اور ذکر کی تلقین کے لئے عرض کیا - آپ ارشاد کے ہر ایک باب کے متعلق جو نصس بیان فرماتے تھے اُس کے جواب مین سید خواجہ عرض کرتے تھے - کوئی اور بات فرمائے - کیونکہ جو کچھ بیان ہوا ہے - یہ سب مرشدانِ کامگار کی امداد سے عمل مین لا چکا ہون جب آپنے صورتِ حال سے ایسا معلوم کیا کہ اس قسم کی کوئی بات کارگر نہین ہوگی - تو فرمایا - کل کے روز درویش کو درس دیتے وقت تشریف لا کر مشاہدہ کرنا - خیر - تعمیل حکم کی گئی - وہی دیکھا جو اولین شخص نے دیکھا تھا - کہتے ہین یہ دونون اشخاص اسی مشاہدہ کی بدولت اپنے مقصد کو پہونچے -

شیخ عثمان ابن شاہ منجھن سارنگ پوری مالوی سے روایت ہے - ایک روز شیخ منور ابن شیخ عبد المجید لاہوری نے بیان کیا - کہ وجیہ الملہ کے حاشئے دور اندیش اور بلند نظر نکتہ سنجون کی نظر مین کمال علمیت کا کوئی رنگ نہین رکھتے ہین - راوی نے جواب دیا کہ بزرگوار محشی کا انداز تعلیقات کے لکھنے مین - اس طرف ہمت کا صرف کرنا نہین ہے - کہ دقت اور عمیق نظری سے کوئی کام لیکر سخن کا پایہ اونچا کیا جاوے - بلکہ آپ کی طبیعت اور ہمت کو جو منظور ہے - وہ یہ بات ہے کہ جب عبارت کی دشواری شرحون اور متنون کے اندر طالب کی نظر مین مراد کے چہرہ پر نقاب ہو جاوے - تو آپ آسان تحریر اور سہل ترکیب کے ساتھ وہ نقاب طلبا کی نظر کے سامنے سے اُٹھا دیوین حال آنکہ یہ جواب مطابق واقعہ ہے لیکن معترض نے اس کو سست توجیہ سمجھا ، اتفاقاً چند روز بعد درس کے وقت مختصر عضدی کی شرح مین ایک عبارت پر نظر پڑی - کہ اُس کی گرہ کشائی کی طاقت شیخ منور نے اپنے اندیشہ مین بلکہ کسی حاشیہ نویس کے حل مین نہین پائی - ناچار وجیہ الملہ کے حاشیہ کی طرف استمداد کا رُخ کیا - تھوڑی توجیہ سے وہ عقدہ حل ہو گیا اور اس واقعہ کی صورت کو شیخ منور نے محشی کی کرامات سمجھا - راقم گزار نے توجیہ کرنے والے کو بھی اہل کرامات ہی سے سمجھا ہے -

شیخ عبد القادر بغدادی کہتے ہین - کہ آپ عقد کی شب مین اپنی عروس کے گھر ایک مجمع کے ساتھ گئے تھے جیسی کہ رسم ہے - صبح کے وقت اہل ہند کا دستور ہے کہ داماد اور عروس کو بنا سنوار کر ایک آراستہ کئے ہوئے تخت پر بٹھاتے ہین اور کچھ تکلفات اور تجلیات کام مین لاتے ہین - آپ اس معینہ وقت پر مدرسہ مین چلے گئے - لوگ اس غرض سے کہ مقررہ رسم پوری کی جاوے - آپ کی تلاش کے درپے ہوئے

آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ وجیہ الدین کو تحصیل علم کا شوق - اُس سے زیادہ ہے - کہ بیان مین آسکے - مدت مین ہونگے - وہان سے بلالیا جاوے - کیونکہ آپ کا پانون کسی منزل اور کسی محفل سے آشنا نہین ہے اس قصہ کو وجیہ الحق - علوم کے مطالعہ اور تحصیل کی ترغیب کے واسطے فرزندون اور شاگردون کے سامنے بارہا بیان فرمایا کرتے تھے -

ایک روز اثنا ے درس مین ایک طالب علم نے اُس وقت کے ایک جاگیردار کا حال بیان کرنا شروع کیا اور شیرین عبارت سے اُس کی تنگ دلی - کوتہ دستی - امساک - اور بخل ظاہر کیا - آپنے فرمایا - یہ اُس کی صفت سب لوگون کے واسطے عموماً اور خدا پرستون کے واسطے خصوصاً اچھی ہے - کیونکہ وہ اس صفت کے ذریعہ سے دلون کی محافظت طمع - طلب - خواہش - اور نیز آرزو پیدا ہونے سے کرتا ہے - یہ بالکل سچ ہے - مصرع ناز مین جملہ نازنین مینہ -

یہ تفصیل آپ کی مصنفات کی ہے - جو از قبیل حواشی و شروح وغیرہ ہا ہین - حاشیہ فوائد ضیائیہ شرح ارشاد قاضی - شرح ابیات منہل و امثلہ علم نحو مین - حاشیہ مطول و مختصر تلخیص علم معانی مین - حاشیہ عضدی و تلویح و بزودی اصول فقہ مین - حاشیہ شرح تجرید و اصفہانی - محقق دوانی کے قدیم حاشیہ پر حاشیہ علم کلام مین - حاشیہ بیضاوی علم تفسیر مین - حاشیہ شرح وقایہ و ہدایہ فروع فقہ مین - حاشیہ قطبی شرح شمسیہ فن منطق مین - حاشیہ شرح کلمۃ العین مرگ چنگی فن حکمت مین - شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین - شرح جام جہان نما و کلید مخازن غوث الاولیا و رسالہ حقیقۃ محمدیہ بیان تصوف مین **علی صاحبہا افضل الصلوۃ والثنا -**

یاد قاضی جلال الدین ملتانی

آپ - ہندوستان کے نامور علما مین سے ہین - چند روز تک اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے درس مین بیٹھکر دینی علوم تحصیل کئے تھے - اور نیز فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی - پھر کئی برس تک دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ خاموشی مین بیٹھکر توکل کے طور پر رہے - اس کے بعد چند روز چھوٹے سی سوداگری کرکے روزمرہ کی ضروریات بہم پہونچاتے رہے - پھر علوم کی برکت سے درس دینا شروع کیا - گروہ کے گروہ عجمی اور ہندی لوگون نے آپ کی ملازمت سے فنون اور علوم سیکھ کر عقل و فہم کا سرمایہ بہم پہونچایا - قاضی کمال الدین لیعقوب کروی - فقہ کے اصول اور فروع کے اندر - اُس

زمانہ مین اپنا مثل نہین رکہتے تہے - اور بہت برسون تک عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی رہے - جب وہ معزول کر دیے گئے - تو لشکر کی قضا کا منصب آپ کے نام سے نامزد ہوا - ایک مدت تک زمانہ کی گردش شریعت کے طریقہ پر رہی - جب ظاہری علما اور فضلا خود نمائی کے واسطے نہ کہ تنقیح حق کے واسطے آپس مین ایک دوسرے سے لڑنے لگے - تو کچہ اور ہی طرح کی باتین ہونے لگین - فقہ اور اجتہاد کے اختلاف اور باہمی نزاع علی الاعلان پیدا ہوئے صاحب اقلیم نے اختلافات اور باہمی نزاعات کی اصلیت کی طرف توجہ نہ فرمائی - اور شک کی طرف اپنا خیال دوڑا کر گفت و شنید کے درمیان مین صلح کل کا طریقہ اختیار کیا جو اہل فنا کے نزدیک سلطان الطرائق ہے - لیکن اس طریقہ کو کرسی پر بیٹہنا نصیب نہ ہوا - اس سبب چند متعصب علما کو صحبت کی بے لطفی کا شربت پینا پڑا - یعنی سلطان نے خود رائی سے اوس گروہ کو جدا جدا ہر طرف بہیجکر اپنی ملازمت سے منتشر کیا - اس مین شک نہین سلطنت کی نوعروس کے گلا مین موتیون کا ایک ہار تہا - جس کو غصہ کی حالت مین نادانی کے ہاتہ نے توڑ کر موتیون کا ایک ایک دانہ الگ الگ کر کے بکہیر دیا القصہ اس سلسلہ مین آپ کی روانگی بیجاپور دکن کی طرف ہوئی - آپنے ایک مدت تک اُس جگہ بسر کی - اُس صوبہ کا حاکم آپ کی تعظیم و توقیر حد سے زیادہ عمل مین لایا ہجری سنہ نوسو ننانوین مین آپ کی زندگی کا زمانہ ختم ہوا - خوابگاہ اُسی جگہ ہے -

یاد قاضی صدر الدین لاہوری

آپ اپنے وقت کے فقیہون مین سے اور اُس ملک کے بزرگ عالمون مین سے تہے - نقلی علوم کے دقیقے - اور کشفی علم کی حقیقتین آپ کو بہت کچہ یاد تہین - صوفیہ گروہ کے ساتہ محبت اور اخلاص کے ساتہ رہتے تہے بالخصوص شیخ موسی حداد (لوہار) لاہوری کی صحبت مین بیٹہکر - بہت سا فیض حاصل کیا تہا اور طریقت کا سلوک درکنا تہا شیخ موسی حداد - ذی ہوش مجذوب - اور اپنے وقت مین مرجع خاص و عام تہے - بزرگان شہر بعض تو آپ کے بارہ مین نیکی اور راستی کا گمان رکہتے تہے - اور بعض ناروا بہتان بندیان کرتے تہے - لیکن اولین گروہ - نظر بظاہر راست معلوم ہوتا ہے - اور دوسرے گروہ کی راستی کا پتہ لگانا دشوار بات ہے - القصہ سلطان وقت اکبر شاہ کے حکم سے ہجری سنہ نوسو چیاسی مین لاہور کے عہدہ قضا سے معمار پور کے عہدہ قضا پر جو مضافات گجرات مین سے ہے آپ کی خدمات منتقل کی گئین - آپ جائے تقرر کو جا رہے تہے - کہ منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گزر ہوا - راقم نے بہی آپ کے دیدار سے

استفادہ کیا تھا۔ ایک روز قاضی صدرالدین۔ عارف سید احمد قادری ابن سید اسمعیل کی ملازمت میں شیخ محمود ابن جلال شطاری۔ شیخ امان اللہ قریشی۔ اور فقیر غوثی حسن کے ساتھ راز کی باتین کر رہے تھے۔ اِس اثنا مین ایکبارگی قاضی جی رونے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو روان ہوئے۔ اُس جلسہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہون نے اس رونے کو آلہی جذبات سے تصور کیا۔ جب جوش فرو ہوا تو آپنے فرمایا۔ وطن کی الفت۔ اور اُس کی خوبیون کی یاد نے آنسو نکال دئے۔ یہ سنکر سننے والون کو حیرت ہوئی۔ چونکہ آپ با وقار اور فضیلت شعار پیر۔ اور معزز مہمان تھے۔ لہذا زبانی نصیحت کا موقع نہین تھا۔ اور طرح دنیا طبیعت کو گوارا نہین ہوا۔ ناچار صبح کے وقت بحکم ۵ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ منڈو کی عالی شان عمارات اور محلات کے دیکھنے کے واسطے راقم نے آپ سے قدم رنجہ فرمانے کے لئے التماس کیا۔ منڈو شہر۔ عمارت کی پسندیدگی۔ اور فراوانی کے اندر تمام ہند مین فرد ہے۔ جب آپ کی نظر۔ بلند اور منقش محلات۔ اور اونچے اور روشن والانون پر پڑی۔ تو دل کے اوپر ایک عبرت کی روشنی کا اثر پڑا۔ اور اپنے گھرون کی دلبستگی نکل گئی۔ مسکرا کر فرمایا۔ اس قسم کی جو چیزین ہمنے چھوڑی ہین۔ وہ اِن محلات کے کمترین ستون کی ایک سنگین کرسی کی قیمت کی بھی نہین ہین۔ پھر کہا یہ بات بالکل سچ ہے۔ جو نکتہ آفرین دانشمند ہوتے ہین۔ وہ غمگین دوستون کا دل ایسی ہی نصیحتون کے ذریعہ سے ٹھکانے لایا کرتے ہین۔ دوسرے روز جہان کہجانے والے تھے۔ روانہ ہوئے۔ تین سال تک بروچ مین عہدہ قضا کا کام انجام دیا۔ جب آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز ہوگئی۔ تو تاریخ پندرھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو نو کو غروب آفتاب کے وقت۔ آسمانی قضا آپہونچی۔ اور آپ کی زندگی کا آفتاب۔ نیستی کی مغرب مین جا چھپا۔ کہتے ہین غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی۔ تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے۔ اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے۔ یہ حال آپ کے فرزند قاضی محمد کی زبانی لوگون کے زبان زد ہے۔ قاضی محمد۔ تمام علوم اور فنون مین۔ فقہ و فنا کی تمام باتون مین۔ اور سلوک و تصوف کے طریقہ مین فرد کامل ہین مصرع

مسکن او قصر جنت باد و بس

یاد ملک شیر خلوتی

آپ شیخ مشائخ کے بیٹے۔ اور شیخ بہاءالدین زکریا کے پوتون مین سے ہین۔ سید مصطفی اجینی کے

مرید تھے - زاد بوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ موضع بُودر ہے جو علاقہ خاندیس مین ہے - آپ درویشی
کی وضع کو سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکہا کرتے تھے - لیکن اولاً معاہدہ کر لیا کرتے تھے کہ تمام رسوم سے آزاد
رہون گا - اور دوسرے سپاہیون کی طرح سلام کے واسطے ہرروز نہین آؤن گا - بلکہ جس وقت سردار لشکر
شکار کے واسطے - یا لڑائی کے واسطے - یا دہیات اور ملک کے دیکہنے کے واسطے سوار ہوتا تہا - اُس
وقت آپ بہی رکاب مین ہوتے تھے - اور ان اوقات کے سوا - دیگر اوقات کے اندر باطن کی صفائی - اور
ظاہر کی شست و شو مین مشغول رہتے تھے مشائخ زمانہ کے رحمانی انفاس کی برکات سے - معرفت پر معرفت
بڑہاتے چلے جاتے تھے - اور سالکان طریقت کو منزلون کی رسمین اور علامتین تعلیم دیا کرتے تھے - اس طریقہ
پر اپنے گرامی اوقات کو معمور رکہتے تھے - اور تمام دن اور رات کو نفل نمازون کے پڑہنے مین اور نبی علیہ السلام
پر درود بہیجنے مین صرف کیا کرتے تھے - دسوین صدی کے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل ہوا
تہا اور شیخ بدہا چشتی کی ملازمت سے بالخصوص علم طریقت یاد کیا تھا - اور اُن کے ارشاد سے مقامات اور
منازل پر فائز ہوئے تھے ہجری سنہ نو سو بیاسی مین گجرات سے خاندیس مین آئے - چند روز اس ملک
کے امرائے اعظم کی نوکری مین بسر کئے - جب آپ کی بزرگی اور آزادی کا شہرہ عادل شاہ فاروقی کے
کان مین پہونچا - جو اُس ولایت کا فرمان روا تھا - تو اُس نے حکم جاری کیا - کہ سردار لشکر کو آپ کی اس نسبت
کے شرف سے سعادت حاصل کرنی چاہی - ملک نے بہی سردار لشکر کی التماس کو قبول فرمایا - ہجری سنہ
ایک ہزار چار مین جب عادل شاہ - شاہزادہ شاہ مراد کی کمک کے واسطے دکن کی لڑائی پر گیا - تو آپ ہمراہی
مین نہین جا سکے - نوکری ترک کر دی اور ظاہری چاکری سے دل بالکل ہٹا لیا - قصبہ بُودر کے ایک گوشہ
مین ہو بیٹھے - اور ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کے نصف مین ملک علام کا فرمان طلب صادر ہوا جس کے
موجب ملک معانی کی طرف روانہ ہوئے - مصرع نزہت کدہ وصل باد جانش ؛

یاد شیخ عبدالغفور

آپ داؤد ابن خان قادری کے فرزند تھے - اور شیخ راجی محمد قادری حسینی کے بہتیجے ہین - زاد بوم
بیاس ہے - جو ایک قصبہ ہے - سرکار سلطان پور نندر بار کا - آپنے ظاہری اور باطنی دونون طرح کے علوم
کی تحصیل اپنے عم مکرم سے کی تہی - اور بہت سے مشائخ وقت کی ملازمت سے فیض پایا تھا - قرآن حفظ
یاد تھا - قرآنی مشکلات کو تفسیرون کے ذریعہ سے حل کیا تھا - بیان کی وجوہ نوک زبان پر تہین - ہر سال

رمضان مہینے مین ایک قرآن خود لکھکر قرآن خوان درویش کو دیا کرتے تھے - لوگون کے کامون مین دلسوزی کرکے انجام کو پہونچا دیا کرتے تھے بیت -

سعی من ازبرائے فرماندگان بود — درخدمت کسے نشانم بہائے خویش

اکثر اوقات بے چارون کے کامون کی درستی مین صرف کیا کرتے تھے - ایک دفعہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کا طواف کرکے لوٹ آئے - لوٹ آنے سے پشیمان رہتے تھے - پہر دوبارہ جانے کی آرزو - آپ کے دل سے باہر نہین نکلی - ہرچند سفر مبارک کا سامان بہم پہونچانے کے درپے ہوئے - لیکن میسر نہین ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھ مین ظاہری کعبہ سے معنوی قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے - بیت

اکسال از کعبہ رفتی بر در یار — ہزارت آفرین مردانہ رفتی

خوابگاہ کنوئین کے کنارہ مسجد کے صحن مین جماعتین کی شرقی سمت مین آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے - اور نور مسجد کرکے مشہور ہے -

یاد شیخ زین الدین پور شیخ منور

پدر بزرگوار کی پیروی کا خیال بالکل آپ کے سر مین بھرا ہوا تھا - ظاہراً و معنیً باپ کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا کبھی ایک قدم - نہین رکھا - رسمی علم کی تحصیل زیادہ تر قاضی جلال الدین ملتانی کی خدمت سے اور کثر ملا سقیم کے درس سے کی تھی - القصہ آپکی ظاہری راشی کامل طور پر تھی اپنے تنگ گوشہ کو چھوڑکر کسی دولتمند یکو سیع دولت خانہ پر آپ کو بہت ہی کم جانے کا اتفاق ہوا تھا - علی العموم درویشون کی خدمت کی عادت رکھی اور غبار آگین ہونے سے دلون کو محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے طریقہ کام مین لایا کرتے تھے - غالباً اس لحاظ سے کسی دل کو نہین ستاتے تھے - بیت

نیازارم زخود ہرگز دلے را — کہ می ترسم درو جائے تو باشد

تاریخ سترہوین رمضان ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کو معنوی سفر کے واسطے سامان کوچ کا باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبدالرحیم کپونجی گجراتی

یہ موضع احمد آباد سے پانچ کوس دور ہے - آپنے اس مقام سے چل کر برہان پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ حجرہ پسند کیا تھا - چند روز بعد علی عادل شاہ فاروقی فرمان رمائے صوبہ خاندیس

نے اُس جگہہ جامع مسجد اور ایک بڑی سرائے تعمیر کرا کر ایک شہر آباد کردیا۔ اور عادل پور نام رکھا۔ اور آپ کا حجرہ جامع مسجد کے متصل واقع ہوا۔ اس مین شک نہین۔ آپ ایک شخص تھے۔ فارغ البالی اور آزادی مین ہمت اور توکل کے ساتھہ آشنا۔ آپ کے پیر ارادت کا نام معلوم نہین ہوا۔ لیکن آپ کے مرشد طریقت شیخ ابراہیم قاری سندھی ہین۔ جن کا لقب مرغ لاہوتی ہے۔ ایک روز آپ نے مسیح القلوب کی قطبیت کی خوشخبری لوگون کو سنائی۔ اور کہا۔ مجکو عالم خواب مین اس مضمون کی آگاہی دی گئی ہے۔ آپ کی رحلت ہجری سنہ ایک ہزار باونُ مین ہوئی ہے۔ اُسی حجرہ کے اندر آپ کی قبر بنائی گئی۔ جس مین بزمانہ حیات رہا کرتے تھے۔

یاد سید حسین

آپ کی زاد بوم سون پت مین ہے۔ آپ کی زبان رسمی علم سے۔ اور آپ کا دل خدا طلبی کے شوق سے تونگر تھا۔ رہنما پیر کی تلاش مین۔ اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوکر جنگلون جنگلون قدم زسائی شروع کی۔ تقدیر الٰہی۔ اجمیر کی طرف آپ کو کھینچ لائی۔ اور خواجہ عمر بالجشتی کی ملازمت سے مشرف کیا۔ خواجہ غائبا آپ کے آنے کے منتظر ہی تھے۔ فرمایا مین منتظر ہون۔ تم کو میری فرزندی کے واسطے بھیجا ہے۔ آنے والے نے اِس بات کو سو دل سے قبول کیا۔ قصہ کوتاہ خواجہ نے مرید کرکے اپنے ایک عزیز کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کردیا اور خرقہ خلافت دیکر سجادہ طریقت پر بٹھایا۔ شیخ گدائی پانی پتی سے روایت ہے۔ خواجہ کا زمانہ عمر تھوڑے روز بعد پورا ہوگیا۔ اور میرے پیر اُن کے جانشین ہوئے مصرع پیر وخوش بہ زفرزند بدست۔

یاد شیخ یوسف لنک

آپ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند ہین۔ جن کے آبائے کرام کو ایزدی تقدیر اِس طرف کی رہنما ہوکر دار السلطنت آگرہ مین باعث قیام ہوئی۔ باوجودیکہ آپ کا باطن توحید کے زیور سے آراستہ اور آپ کا دل تحقیق کے نور سے منور تھا۔ آپ شیخ جلال تھانیسری کے مرید ہوگئے علم تصوف کی مشکلات۔ اس طرح فضیح البیانی کے ساتھہ حل کیا کرتے تھے کہ اشکال کی وجوہ کو سننے والے کے دل مین راہ ہی نہین ملتی تھی۔ القصہ آپ کا ضمیر الٰہی اسرار کا خزانہ تھا۔ باایں ہمہ بے تعینی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتھہ فراہم کر رکھا تھا۔ اپنے گھر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا۔ کہ لڑکے راستہ مین شوخی سے پیش آکر تمسخر سے چھیڑا کرتے تھے۔ آپ پیشانی پر چین تک نہین آنے دیتے تھے۔ اور مسکراتے ہوئے نکل جایا کرتے تھے۔ میر رفیع الدین محدث صفوی نے لکھا ہے۔ آپ کی ملازمت بہت کچھہ تاثیر

پیدا کرتی تھی۔ کسی تخت کے اولیا دولت مین سے ایک آپ بھی ہین۔ عام طریقہ آپ کا برتاؤ۔ آپ کی درویشانہ حالت کی چہرہ پر نقاب تھا۔ آپ کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تھے۔ اُن میں سے بعض نے آپ کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا۔ تو ہر ایک کے بارہ مین ایک جداگانہ عنایت فرمائی۔ جب رفیع الدین کی (میری) نوبت آئی۔ تو فرمایا لہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ مینے ابھی اس التفات کے اسرار پر آگاہی نہین پائی ہے۔ لیکن امیدوار ہون۔ کہ آپ کے موثر بیان۔ اور فیض بخش ملازمت کی برکت سے دینوی اور اخروی فلاح کو پہونچون گا۔ خدا کرے۔ پہونچ جاوین۔ خوابگاہ آگرہ میر محدث صفوی کے روضہ کے پہلو مین مصرع لنک خو درار ہرا سے وصل کن۔

یادِ شیخ آدم صوفی

آپ تصوف کے جمال کو سپاہ گری کے لباس مین پوشیدہ رکھتے تھے۔ ناگاہ آپ کا تعلق خاطر ایک دھوبن کے ساتھہ پیدا ہوا۔ اُس کے حُسن کی تر و تازگی نے صابون کا کام کیا۔ دنیاوی تعلقات کے میل سے اچھی طرح پاکیزگی کے ساتھہ دھوب دیا۔ نوکری کا دماغ سوخت ہوگیا ناچار نوکری ترک کر کے خرقہ پوشی مین آرام دل کی جست و جو ہوئی۔ اور مجازی عشق کو حقیقی مشاہدہ کا آئینہ بنا کر کائینات کے صحرا سے آلہیات کے باغ مین جا پہونچے۔ بیت

	راہے بصفا خانہ مطلق ہمنا		ازفیض حقیقت و مجازش برہان

یادِ شیخ محمد[۲]

آپ شیخ ابوالحسن۔ بکری شافعی مصری کے بیٹے ہین۔ آپ کی ذات مین دونون جہان کی فضیلتین اور دونون جہان کے اسرار موجود تھے۔ جب تک زندگی باقی رہی۔ تب تک اپنے پدر بزرگوار کی طرح ہمیشہ ایک سال بیچ۔ مصر سے حرم محترم مکہ معظمہ کے طواف کو جایا کرتے تھے کہتے ہین جب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی۔ تو پدر بزرگوار کی حیات مین ہی۔ اُن کے درس کی مسند پر صورۃً اور معنیً جانشین ہو گئے۔

مورخین نے اس واقعہ کی کیفیت مجمل طور پر۔ اس طرح لکھی ہے۔ کہ شیخ ابوالحسن ایک سال باری کی تعداد کے بموجب مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے۔ وہان سے اکابر مصر کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے کہ جس ہفتہ مین یہ خطوط پہونچین۔ اُسی ہفتہ کے جمعہ کے روز نور چشم شیخ محمد کو درویش کے درس کی مسند پر بٹھادیا

لہ جو (سبقت لے) آگے (سامنے بٹھائے گئے) ہین (سو) یہ آگہی (اٹھانے کے قابل) ہین (کہ یہ بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین

جاوے۔ جب آئی ہوئی تحریرات کا مضمون پڑھا گیا۔ تو تمام ارباب فضیلت اور اصحاب مناصب کو حیرت ہوئی۔ کہ شیخ محمد کا حوصلہ ابھی ایسا نہین ہے۔ کہ قانون عبارت فہمی کے اصول کو ضبط مین لاسکے جس مدرسہ مین شیخ ناصر طبلاوی شیخ ابوالقاسم مفتی۔ اور شیخ یوسف کرد۔ جو آپ کے پدر بزرگوار کے درس مین نائب ہین۔ حاضر ہوتے ہین۔ اُس مدرسہ مین شیخ محمد ہر ایک فن کے مقدمات اور مقاصد کی تقریر۔ اور ہر ایک علم کے مسائل اور مبادی کی صورت اور تمہید کیونکر بیان کرسکین گے۔ کیونکہ جس بچہ نے میدان علم مین ابھی ابھی قدم رکھنا سیکھا ہے۔ اُس کو اُن اصحاب کے برابر چلنے کی طاقت نہین ہوسکتی ہے۔ جو گونا گون علوم کے دقیقون اور حقیقتون کی مسافت طے کرچکے ہین۔ اِس سبب سے اِس عجیب وغریب حکم کے قبول کرنے مین بہت کچھ بہانہ اور تاخیر کی آوازین اندرون دل سے زبان پر آئین۔ قصہ کوتاہ یہ ہے چونکہ کل کامون کا انجام لاعلمی کے پردہ مین چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا تمام دور اندیش ارباب مجلس نے **رجماً بالغیب** اطاعت حکم کی راے دی۔ اور کہا۔ کہ یہ حکم ایسے شخص نے صادر فرمایا ہے۔ جو عالم ارواح اور عالم شہادت کی رموز کا جاننے والا ہے۔ اور ہم کو اِس عجیب وغریب فرمان کی اصلیت پر پوری پوری آگاہی نہین ہے۔ اگر حکم کی بجاآوری کے بعد کوئی نامناسب بات ظہور پذیر ہوگی۔ تو مامور معذور مانا جاوے گا۔ لیکن باینہما ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید مین سے کوئی آیت پہلے سے ہم تجویز کرین۔ جس کی تفسیر کی وجوہ اور اُس کے لطائف سجادہ نشین صاحب آیندہ جمعہ تک حفظ کرلیوین۔ اور قرارداد کے بموجب متقری ہی وہی آیۃ پڑہے۔

جب اس مشورہ کی کیفیت شیخ محمد کی خدمت مین عرض کی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا۔ یہ فرصت میرے ظاہر حال کے اعتبار سے ہرگز کافی معلوم نہین ہوتی ہے۔ اِس فرصت مین چند درچند غور وفکر کی گنجایش نہین۔ اور ایسے عجیب وغریب حکم کے بجالانے کی بنیاد حیلہ وحوالہ پر نہین رکھنی چاہیئے۔ اِس سے بہتر کوئی بات نہین ہے۔ کہ ہمت کا قدم توکل کے راستہ مین استحکام کے ساتھہ رکھکر یہ دشوار کام مسبب الاسباب کی گرہ کشائی کے سپرد کردی جاوے ۵۱ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ کے عقیدہ پر اور ۵۲ اِنَّہٗ عَلٰی مَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ کے یقین پر بھروسہ کیا جاوے۔ اور تردد کا گرد وغبار ضمیر کے خلوتخانہ سے جھاڑکر تسلیم کی صفائی یہان جلوہ گری جاوے۔ **القصہ** جو بات قرار پاچکی تھی۔ وہ جمعہ کے روز

---

۵۱ بیشک یہ بات اللہ جل شانہ پر آسان ہے۔ ۵۲ بیشک اللہ جل شانہ جس پر چاہے قادر ہے ۱۲

عمل مین لائی گئی۔

جب شیخ محمد منبر پر چڑھے۔ تو مقری نے آیۃ الکرسی شروع کی۔ شیخ نے اولاً ایک ایسا خطبہ روشن پڑھا جس کی فصاحت اور بلاغت کی برابر کوئی عبارت کبھی غواصان دریائے معانی کے گوش زد نہین ہوئی تھی۔ اور اس طرح کے مفہوم کبھی شناوران ملک سخنوری کے خیال مین ہی نہین آئے تھے۔ اس کے بعد اہل تحقیق عالمون کو ایہا السامعون اسمعوا کی ندا سے خطاب فرما کر کہا۔ قرآنی کلمات کے معانی۔ لغت اور عبارت کے اعتبار سے حاضرین کے علم مین۔ اور ارباب بصیرت کی تفسیرون کے خزانون مین موجود ہین۔ اس بنیاد پر نوسوار منبر تدریس کے خیال مین ایسا آتا ہے۔ کہ جو کنجی اسرار مقطعات کے خزانچیون نے زبان مترجم کو سپرد کی ہے۔ اُس کنجی سے مفرد حروف کے خزانون کے دروازے کھولے۔ اور حقائق کے مخفی جواہرات کو ہوش طلب سامعین کے کانون کا زیور بنا دے سکتے ہین۔ اسم اللہ کے الف سے شروع کر کے ایسے معانی اور ایسی معرفتین بیان کین۔ کہ محقق سامعین کو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑا۔ ہر طرف سے عذر اور معذرت کا اظہار ہوا۔ **القصہ** آپ کی دل آویز تقریر کے سننے مین یہانتک سرگرمی ہوئی کہ نماز عصر کا وقت اخیر ہو گیا۔ آپنے فرمایا۔ الفاظ اور معانی کے قافلے کے قافلے لدنی علم اور وہبی فیض سے برگزیدہ دلون پر علی الاتصال آتے ہین۔ [۱] اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا لیکن زبان کے راستہ سے بیان کے لباس مین سننے والون کی استعداد کے موافق کانون مین پہونچائے جاتے ہین [۲] وان من شیٔ الا عندنا خزائنہٗ وما ننزلہ الا بقدر معلوم بس بہتر ہے۔ کہ باقی ماندہ ذکر کو دوسری مجلس پر موقوف رکھکر وقتیہ فرض کے ادا کرنے مین توجہ کی جاوے۔

کہتے ہین۔ اٹھارہوین سال سے شروع کر کے۔ واپسین نفس تک کہ پینتالیسوان سال تھا ہر جمعہ کے روز اُسی ایک الف کے معانی منبر پر بیٹھکر بیان کئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا۔ شاہ دوران شیر یزدان حضرت **علی کرم اللہ وجہہ** سے روایت ہے۔ کہ فرماتے تھے

---

[۱] اگر تم خدا کی نعمتون کو گننا چاہو۔ تو (اتنی بہت ہین۔ کہ تم لوگ) اُن کو پورا پورا نہ گن سکو ۱۲ [۲] جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین مگر ہم ایک اندازہ معلوم (مقرر) کے ساتھ اُن کو (مخلوقات کے لئے) بھیجتے رہتے ہین ۱۲۔

اگر مین چاہون - کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم سے لکہون - تو سات اونٹون کا بوجہ ہو جاوے - اور جناب نے ایک الف اللہ کی تفسیر اس مدت مین اس قدر فرمائی ہے - کہ اگر لکہنے مین آتی - تو بہت سے اُونٹون کا بوجہ ہو جاتا - پس جناب کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے شاید زیادہ ہے - آپنے جواب دیا - سلطان الخلفا برہان الاولیا نے جو تفسیر فاتحہ کا حصر اس اندازہ مین کیا ہے - تو یہ مخاطب کے حوصلہ - اور متکلم کی فرصت پر نظر کر کے کیا ہے - کیونکہ اُس وقت مین اسلام کی ابتدائی حالت تہی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باوجودیکہ آپ آلہی علوم کا خزانہ تہے - مگر کفار کے ساتہہ جہاد کرنے سے اور اعلاے کلمۃ الحق سے فرصت بہت کم تہی - اور یہ درویش - اس زمانہ مین باتین بنانے کے سوا - کوئی کام ہی نہین رکہتا ہے - اور نیز معلومات فقیر کی حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وجدانی انوار سے ہی اخذ کی ہوئی ہے - جو گوناگون علوم کے قواعد کے بانی ہین -

غوثی صدر الذکر عبارت لکہنے کا سبب یہ ہے - کہ اس ذکر کے پڑہنے والے - آپ کے حُسن - ادب اور جمال علم کو استعداد کی نظر سے مشاہدہ کر کے اپنے اعتقاد کی درستی کرین - اور دل مین استحکام کے ساتہہ سمجہین کہ مشت خاک انسان کے ساتہہ خداے پاک کے کیسے کیسے راز ہین سبحان اللہ یہ چند کلمہ آپ کی حقائق بیانی اور رہنمائی کا نمونہ ہین - ورنہ آپ کے حالات لکہنے کی قلم کو - اور بیان کرنے کی زبان کو طاقت کہان ہے -

آپ کی تصنیفات تمام فنون مین ہین - بالخصوص آپ علم حدیث مین اُستاد تہے - اور حال کے مضامین کو قال کی زبان سے تشبیہ اور تاویل کے پیرایہ مین اس طرح سے بیان فرمایا کرتے تہے - کہ بے تامل لوگون کی سمجہ مین آجاتے تہے - دسوین صدی کے اخیر عشرہ مین عالم علوی کو کوچ فرمایا - اس زمانہ مین آپ کی باکمال اور ہدایت کنندہ اولاد بہت سی ہے - منجملہ اُس کے پیشواے ارباب ارشاد - آپ کے فرزند رشید تاج العارفین نام ظاہراً اور معنیً آپ کے خاص جانشین ہین - یہ بزرگ - عقلی - کشفی - اور کسبی علوم مین اپنے پدر بزرگوار کی مثل بے نظیر ہین [1] اَللّٰهُمَّ مَتِّعِ المسلمین الطالبین بطول بقائه

سید احمد قادری فرماتے تہے - مینے شیخ محمد بکری کی خدمت مین رہ کر اپنی عمر کے چند سال صرف کئے ہین - اُس مدت مین دیکہا گیا ہے - کہ ہر ایک ملک کے قسم قسم کے آدمی - آپ کی محفل مین حاضر ہو

[1] یا اللہ مسلمان طالبون کو تمتع یاب کر آپ کی درازی عمر سے ۱۲

کرتے تھے - اور چونکہ عربی زبان پر قدرت نہین ہوتی تھی - اسواسطے ہرایک شخص اپنے مقاصد اور مسائل کو اپنی خاص زبان مین عرض کیا کرتا تھا - اور آپ سب کے جوابات عربی زبان مین دیا کرتے تھے اور سائل کو نیز مجیب کو - سوال اور جواب کا مدعا سمجھنے مین ہرگز ترجمہ کی احتیاج نہین ہوا کرتی تھی - یہ عجیب صورت دیکھکر تعجب اور حیرت ہوئی - اسواسطے مین ایک روز بے اختیار ہوکر عرض کر بیٹھا - مینے عرض کیا - کہ جناب مختلف لغات - اور ہرایک طرح کی زبان جانتے ہین - لیکن عجمی لوگ اکثر عربی زبان نہین جانتے ہین - کس طرح اُن کو مدعاے جواب پر اطلاع ہوکر تسلی ہوجاتی ہے - آپنے فرمایا : بیشک - اگر مین چاہون کہ ہرایک زبان مین بیان مقاصد کرون - تو کر سکتا ہون - لیکن جب مراد کے معانی - عربی محاورہ اور روزمرہ مین محمد بکری کی زبان سے - عوام کے ذہن مین آجاتے ہین - تو ہر زبان مخصوص مین جواب کیون دیا جائے - اور بدون ضرورت کے محبوب اللہ خاتم النبوۃ **علیہ افضل الصلوۃ** کی زبان کیون ترک کی جاوے - اور پھر اسی تقریر کے ضمن مین چونکہ تقریب تھی - فرمایا - کہ بیان کے افہام و تفہیم - اور عدم افہام و تفہیم کی قوت محمد بکری کے اختیار مین سپرد کردی گئی ہے - اگر محمد بکری چاہے - کہ الفاظ کے معانی کو روک لیوے - تو **حاش للہ** بیان کسی سننے والے کے ادراک مین بھی آسکے - خواہ مخاطب کتنا ہی بڑا مدعا فہم عالم - اور کلام نہایت درجہ سادگی مین ہو - اور اگر چاہے - کہ سننے والے کے ذہن مین معانی آدین - تو عبارت خواہ کتنی ہی زیادہ دقیق - اور سننے والا بازاری عجمی ہو - مگر بہت جلد ادراک مقصود کر لیوے گا -

مولد اور مرقد یوسف **علیہ السلام** کے مصر ہین - اور ایام رحلت نوسو اٹھانوین - اور اور ستانوین بھی کہتے ہین -

یاد شیخ ہانسا لجناری

آپ مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین - آپ آغاز جوانی مین سلوک اور شریعت کے پابند تھے دسط عمر مین الٰہی جذبہ پیدا ہوا - اور تمام حواس اور قوی اپنے اصلی مرکز کو بازگشت کر گئے - یہان تک کہ آپ مین ہستی موہوم کا خیال اور گمان بھی نہین رہا تھا - ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی - بات کرتے وقت ہرایک نیک و بد کی نسبت ہمیشہ اپنے نفس کی طرف کیا کرتے تھے - لیکن مخاطب مین اُس بات کے آثار بہت جلد ظاہر ہوجاتے تھے - آپ کی زبان سے ایسی بات جو وقوع پذیر نہ ہو نکلتی ہی نہین

تھی۔ سید قاسم پسر سید محمود بارہہ عرش آستانی اکبر شاہ کے امراے اعظم مین سے تھے۔ یہ سید صاحب حسب
ہجری سنہ ایک ہزار تین مین آپ کو اپنے ہمراہ شہر پٹن سے احمد آباد کو لے گئے تھے۔ ایک روز ایک
کنوئین کے کنارہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سید نے ایک روپیہ آپ کے ہاتھہ پر رکہا آپنے اُسی ہاتھہ سے کنوئین
مین ڈال دیا۔ لوگون نے کہا۔ آپنے ایسا کیون کیا۔ فرمایا۔ مینے کچھہ بُرا نہین کیا۔ ایک برہمن کے
ہاتھہ جنت کو بہیج دیا۔ چند روز بعد آپ کی والدہ کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا۔ کہ تم نے جو کچھہ ایک
برہمن کے ہاتھہ بہیجا تہا۔ پہونچ گیا ہے۔ کہتے ہین۔ جنت آپ کی مان کا نام تہا۔ اور یہ بہی عجب نہین
ہے کہ الجنۃ تحت اقدام امّھاتکم کے اعتبار سے کہا ہو۔ جب آپ لوٹ کر پٹن مین آئے
تو ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چہہ مین علوی عالم کو کوچ فرمایا۔ قبر صحن مکان مین بنائی گئی۔ آپ کی ایک
ہمشیرہ بزرگ نام ہین۔ جو آپ کی قبر پر مجاور ہین۔ اور ذکر و فکر مین زندگی بسر کرہی ہین بہت سے آثار
ولایت ان کے اندر موجود ہین۔ مصرع ع رونقِ آرامگاہش دولتِ دیدار باد ؎

یادِ شیخ حمزہ پور شیخ سدّا قریشی

آپ کی زاد بوم قصبہ دیپالپور مالوہ ہے۔ اور مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا کی نسل سے ہین قدس سرہٗ
پرہیزگار۔ نیکوکار۔ اور خجستہ افعال تھے۔ آپ ہرت کے کارخانہ مین جام اور لباس وغیرہ ظروف بنانے
سے اپنی وجہ قوت بہم پہونچایا کرتے تھے نذر کے طور پر کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہین لیا کرتے تھے۔ بلکہ
ضرورت مندو دستون کی امداد اپنی محنت کے پیسے سے کیا کرتے تھے۔ تلقین طریقت شیخ ضیاء اللہ ابن
غوث الاولیا قدس سرہما کی خدمت سے تہی اور راقم کے مربی شیخ محمود جلال کی ملازمت سے
بہی بہت کچھہ فائدہ اُٹہایا تہا۔ عبادت اور عادت مین عجب راستی بہم پہونچائی تہی۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ
مین آپ کی زندگی کی ہاری پوری ہوئی۔ قبر زاد بوم مین ہی ہے۔ دو لڑکے چہوڑے ہین۔ دونون پدر بزرگوار
کے طریقت پر چلتے ہین۔ اللہ جل شانہ ان کو توفیق معرفت نصیب کرے مصرع

با دوام از مئی وحدت لبالب جام او

یادِ شیخ امان اللہ

آپ شیخ کمال الدین سلیمانی قریشی کابی وال کے فرزند ہین۔ آغاز ہوش سے انجام زندگی تک زہد
فقر۔ ایثار۔ توکل۔ اور راستی مین عمر گزاری۔ آپ کا پاے سلوک۔ شریعت کی شاہراہ کے سوا۔

ؔ جنت تاری ماؤن کے قدمو کے نیچے ہے۔

ایک قدم بھی نہین چلا اور آپ کا دست ہمت - دامن نیستی کے سوا - کسی شے کو چہو تک نہین - شیخ صدر الدین ذاکر شطاری کے مرید ہین - ترسیٹھ سال کی عمر پائی - چالیس سال تک راقم کو اپنی ہمسائگی سے سرفراز کیا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین عنصری تیرہ و تاریک کوچہ سے عالم قدس کی وسیع آبادی کو روانہ ہوئے - آپ کے دو لڑکے تہے - بڑے شیخ منصور - حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تہے - باپ سے پانچ مہینے پیشتر سامان ہستی باندہ کر چلے گئے - دوسرے شیخ عبدالشکور ہین - ان کی طینت مین تمام فضیلتین جمع ہین - خمول - خموشی - اور خوش دلی ان کے خمیر مین داخل ہین - خدا کرے ان کو عمر طبعی روزی ہو - **مصرع** شکر خدا کہ ہم دم و ہمسایۂ من ست -

یاد شیخ نور الدین ضیاء اللہ

آپ خوش الاولیا کے صاحب زادہ ہین - **قدس سرہما** اطوار شریعت کے سلوک مین آپ کی رفتار دل پسند تہی خوان معرفت کی بہی اچہی چاشنی چکہی تہی - وجدان طریقت کے بیان مین آپ کی تقریر دلنواز تقریر تہی - اور اسرار حقیقت کی شراب کا ایسا سکر حاصل تہا جس مین چون و چند کی کیفیت کو دخل نہ تہا - آپ کی عقدہ کشا زبان صاف عبارت مین رموز حقیقت کے چہرہ کا نقاب اٹہاتی تہی - آپ کا طریقہ اور آئین - عالم وحدت کے چلنے والون کو کثرت کی گہاٹیون سے سلامتی کے ساتہہ نکال لیجاتا تہا - آپ کی عطا پیشہ نظر سنگ دلون کو موم کرتی تہی - اور شکستہ دلون کے حق مین مومیائی کا حکم رکہتی تہی - آپ کی سلیم فکر - لوگون کے سقیم افعال کو صحت کی طرف پہیر لاتی تہی - آپ اپنی حسن معاشرت اور مصاحبت سے مسافرت کا اندوہ - غم ناک مسافر کے دل سے دور کر دیتے تہے اور نیز مقصود مطلوب مین کامیاب کر کے - ذی احتیاج مقیم کے دوش سے نا امیدی اور بیچارگی کا بہاری وزن اٹہا لیتے تہے - اس قدر کمالات کا سرمایہ ہوتے ہوئے - آپ فقراے باب اللہ کے ساتہہ طالبانہ پیش آتے تہے -

القصہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتہہ آپ کا زندگانی کرنا - واپسین سفر تک کہ رمضان کی تاریخ تیسری اور ہجری سنہ ایک ہزار چہہ تہا - یکسان استقامت کے ساتہہ رہا - یعنی آپنے نوافل اور اذکار خیرات اور عبادات جس قدر اپنے اوپر لازم فرمالی تہین - ان مین فرو گذاشت کا دخل کبہی نہین ہونے دیا - ہجری سنہ نوسو ستر تہا - کہ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ گوالیار مین آئے - یہان ہر چند مجاور روضہ رہکر دار السلطنت آگرہ کو چلے گئے - اور اس جگہہ سامان اقامت - کہکر گہر اور نیز خانقاہ تعمیر کرائی - کم و بیش بتیس سال

ازروے باطن خداشناسی کے حجرہ مین چلہ نشین رہے - اور ازروے ظاہر لوگون سے میل ملاقات اور جلسون کی نشست برخاست کو اپنی خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکھا - علم حدیث کے اندر نہروالہ شہر مین کامل دس سال تک شیخ محمد طاہر محدث نہروالہ کی شاگردی کر کے اور نیز شیخ وجیہ الملۃ علوی احمدآبادی کے درس سے تمام فنون کی تحصیل کر کے کل علوم مین اُستاد وقت ہوئے - اگرچہ ظاہر مین ظاہری سجادہ نشینی کا شرف حاصل نہین ہوا - لیکن الولد سر لابیہ کا فروغ آپ کی پیشانی سے درخشان تھا - جس زمانہ مین آپ احادیث کی تصحیح نہروالہ مین کر رہے تھے - اس زمانہ مین احمدآباد سے غوث الاولیا نے شیخ نورمحمد کو خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر آپ کی خدمت مین بھیجا تھا - اور اجازت عطا فرمائی تھی -

آپ کی رحلت فرمائی کا واقعہ اس طرح پر ہے - جن ایام مین عرش آستانی اکبرشاہ دارالخلافہ لاہور مین تشریف رکھتے تھے اُن ایام مین ایک روز ہرنون کی لڑائی کے ہنگامہ مین ایک ہرن کے سینگ کا ایک کاری زخم شہنشاہ کی ران مبارک مین آیا تھا - شہنشاہ نے چند روز بعد فرمایا - کہ اس واقعہ کے اندر دور و نزدیک کے جمیع اکابر امرا کے آنے سے ہمنے شیخ ضیاءاللہ کی یاد کی - لیکن شیخ نے ہماری یاد نہین کی - شیخ ابوالفضل مبارک نے اس تقریر کی نقل لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجی - جب یہ اطلاع آپ کو پہونچی تو آپنے بے تامل اپنے تئین لاہور مین پہونچا کر سلطانی دیدار حاصل کیا - اور شہنشاہ نے بھی آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تن درستی کی فال لی - چند روز بعد فرمایا - کہ شاہزادہ دانیال کی ایک حرم امیدوار ہے - بادشاہ کو منظور یہ ہے - کہ حرم مذکور شیخ ضیاءاللہ کے مکان مین رہے - تاکہ وضع حمل اُسی جگہہ ہو - آپنے اس حکم کی تعمیل مین دو تین مرتبہ عذر کیا - مگر قبول نہین ہوا - اور حرم مذکور نے آپ کے مکان مین آکر وضع حمل کیا - چونکہ شیخ اس واقعہ کی اصلیت سے بالکل محترز تھے - لہذا اپنی زندگانی سے ہی تنگ دل ہوئے - ایک ہفتہ بعد مرض الموت پیش آیا - اور صدر الذکر تاریخ مین اپنی جان حوالہ جانان کی -

ہجری سنہ نوسو بیاسی مین راقم اپنے وطن سے چل کر دارالسلطنۃ آگرہ مین گیا تھا - اُس وقت مین راقم کے چچازاد بھائی شیخ علی شمس آپ کی ملازمت مین استفادہ کر رہے تھے - اُنھون نے فقیر کو آپ کی آستانہ بوسی اور خدمت گزاری سے مشرف کیا تھا پانچ مہینے اُسی جگہہ رہکر آپ کی فیض بخشی کا حصہ

تھا - اسی سال مین ابرار اولیا کے پوتے مشہود العرفا خواجہ عبدالشہید قدس سرہما شہر آگرہ کے قلعہ مین اکبرشاہ کے بنگالی محل کے اندر اُترے ہوئے تھے - اور شہنشاہ فتح پور مین داد سلطنت دے رہا تھا فقیر بھی خواجہ کی قدم بوسی کے واسطے اس محل مین گیا تھا اور شرف دیدار سے اپنے حوصلہ کے موافق فروغ حاصل کیا تھا - مصرع خوشہ ہائے خرمن بن خوشہ بہر خرمن ہست ؛

یاد حاجی ابراہیم محدث قادری

آپ شیخ داؤد کے بیٹے ہین - کنیت ابوالمکارم - تخلص وصالی - زادبوم مانک پور - اور خوابگاہ آگرہ ہے آپ کے افعال سے شریعت عیان تھی - اور اسرار مین طریقت کا خزانہ نہان تھا - عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل اپنے وطن مین کر کے سیر و سیاحت کا ارادہ کر لیا تھا - بالآخر بغداد مین ڈہائی سال رہکر تفسیر اور حدیث کا علم تحصیل کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہونچایا - اور پھر وہان سے خانہ مبارک کے طواف کے واسطے روانہ ہوئے - پہ مستغنی اور حج کے ارکان بجالا کر مصر کو چلے گئے - یہان پر شیخ شمس الدین علقمی کے نزدیک صحاح حدیث کی تصحیح کی - شیخ شمس الدین علقمی شیخ جلال الدین سیوطی کے بالواسطہ شاگرد ہین - اور اسی جگہ آپ نے شیخ العرفا شیخ محمد بکری شافعی سے سند اور اجازت لی - اس قدر کمالات فراہم ہونے کے بعد - پھر مکہ معظمہ کی طرف لوٹے - اور شیخ عبدالرحمٰن ابن الفہد مغربی بشیخ مسعود مغربی - اور بدرالاتقیا شیخ علی متقی کی صحبت سے از سر نو کتب احادیث کی تکرار کی - اور صحت و شناخت کا بڑا مرتبہ حاصل کیا - اس کے بعد پھر دوبارہ مصر مین گئے - اور چوبیس سال تک تمام علوم کا درس دیا - باینہمہ کسی سال مین حج کو جانے آنے کا سلسلہ بھی منقطع نہین ہوا - ملک شام مین شہری اور صحرائی بزرگون کی صحبت مین بیشمار فیض پایا - اس کے بعد وطن کی محبت نے جوش کیا - تو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم کی سعادت سے سرفراز فرمایا - جب دارالسلطنت آگرہ مین گذر ہوا تو تقدیری کرشمہ - اور آب و دانہ کی کشش نے یہان کے قیام کا خیال آپ کے دل مین پیدا کیا - لہذا گھر اختیار کر کے تفسیر - حدیث - اور فقہ کے درس مین - اور نیز وعظ مین آپ مشغول ہوئے اور بہت سے اشخاص کو فیض اور علم کی منزل پر پہونچایا - تاریخ اونیسوین ذی حجہ ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین چھیاسی برس کی عمر کے بعد جسمانی محنت آباد کے تنگ و تاریک کوچہ سے روحانی راحت افزا اقلیم کو روانہ ہو گئے - مصرع پیری و علم و ہمت و آزادگی طلب -

یادِ شیخ امان اللہ افغان

آپ سید ابراہیم بھکری کے مرید ہیں۔ خود بینی سے گزر کر ارادت اور شریعت کی مشکلات کے تماشے میں محو تھے۔ کہتے ہیں آپ کی دیدار کی آرزو۔ ہمیشہ آپ کے دل کو بے آرام۔ اور آنکھوں کو اشکبار رکھتی تھی۔ اور پیر کی ملازمت میں اسی خواہش کا وہ دوبارہ بیان کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ زیادہ نہیں۔ صرف ایک ہی دفعہ اس آرزو میں کامیابی ہو جاوے۔ آپ کے پیر وعدہ دیکر تسلی اور تسکین دیا کرتے تھے۔ بالآخر اس اندیشہ نے آپ کو آلیا۔ یہاں تک کہ جس جنبش کرنے والا اور اڑنے والے پر نظر پڑتی تھی۔ اُس پر آپ مطلوب کا گمان کرتے تھے۔ کہتے تھے۔ میں ایک رات پیر کے ہاتھ پاؤں داب رہا تھا۔ یکایک اُٹھ بیٹھے۔ اور مجھے بغلگیر ہوئے۔ فرمایا۔ امان۔ تمنے دیکھا جس کی تم کو تلاش تھی۔؟ مینے عرض کیا۔ ہاں دیکھا۔ اس کے بعد وحدت وجود کا دروازہ صورۃً او معنیً کشادہ کر دیا۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو کوڑا مارا۔ آپنے آہ کھینچی۔ جب گدڑی اُٹھا کر دیکھا گیا۔ تو آپ کے بدن پر تازیانہ کا نشان پایا گیا۔ **القصہ** پیر کی اجازت سے براہ خشکی۔ سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ ماوراءالنہر۔ خراسان۔ پارس۔ اور عراقین کے اکثر مشایخ کی ملازمت کی۔ اور اُن سے فیض و فائدہ بھی اُٹھایا۔ جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے۔ تو ایک دختر کے حُسن پر فریفتہ ہو گئے۔ ایک روز سخت بیتاب ہوئے اور حالت بیتابی میں اُس کے باپ سے کہا۔ کہ اپنی لڑکی کا میرے ساتھ عقد کر دیجئے۔ اُس نے جو جواب دیا۔ اُس سے مہر کی خواہش پائی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ امان اللہ۔ وہ بندہ نہیں ہے جو اپنے پاس پیسہ رکھے۔ پھر لڑکی کے باپ نے کہا۔ کہ اگر آپ اس رعنائی کے ساتھ درویشی کا بھی دم بھرتے ہیں۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ پیغمبر آخرالزمان **علیہ السلام** مجھکو اس بارہ میں خواب کے اندر اجازت فرماویں۔ آپ نے کہا۔ اگر آپ تمام مال و دولت۔ جو آپکے ملک میں ہے۔ محتاجوں کو تقسیم کر دیں۔ اور دنیاوی آلایش سے پاک ہو جاویں۔ تو اس شرط پر شاید ایسے خواب سے آپ کو سعادت حاصل ہو جاوے۔ لڑکی کے باپ نے کہا۔ اس مال و منال کے ساتھ مجھکو بہت ہی وابستگی ہے۔ اگر آپ کا تصرف مجھکو آزاد۔ اور بے میل کر دیوے۔ تو آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ مجھ سے اور نیز تمام محبوبوں سے جو بہتر ہیں۔ اُنھوں نے آرزو فرمائی تھی۔ کہ ابوجہل کا دل کفر سے ہٹ جاوے۔ تو یہ وقوع میں نہیں آیا۔ اور[1] إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ کا عتاب سنا۔ اسی طریقہ پر چند دن

---

[1] (اے پیغمبر اپنی خواہش کے مطابق) تم جس کو چاہو۔ ہدایت نہیں دے سکتے ۱۲۔

ان دونوں اصحاب کے درمیان میں گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا کہتے ہیں - اولاً مدینہ مقدسہ کی حرم میں ایک حجرہ کے اندر رہتے تھے - پھر بعد میں بقیع کے اندر قبہ عثمانیہ کے نزدیک خلوت اختیار کرلی تھی - اس انتقال مکان کا سبب دریافت کیا گیا - تو فرمایا - روز جمعہ آدھی رات کو مدینہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے - اور سرور انبیا علیہ السلام اس قبہ میں تشریف لاتے ہیں - اور حضور کے ساتھ خلفاے اربعہ میں سے تین اصحاب بھی ہوتے ہیں - اور اس قبہ کا دروازہ بھی کھلتا تھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ استقبال کے واسطے دروازہ کے باہر آتے تھے اور امان دروازہ پر کھڑا رہتا تھا - اور اپنے تئین اس مقام کے نامناسب شرمندہ پاتا تھا - لہذا ازراہ ادب سابقہ جگہ چھوڑ کر اس جگہ حجرہ تجویز کرلیا ہے - چند روز بعد عنصری قفس ٹوٹ گیا - اور مرغ حقیقت روضہ جاوید کی طرف اُڑ گیا - مصرع جان او ہم نشین جانان باد -

یاد شیخ اسحاق قلندر سندھی

جہان پیمائی کرتے پھرتے - آپ کے پاؤں گھس گئے تھے - ہر ایک ویران اور آباد گوشہ اور کنارہ میں پہنچ کر ہر ایک ملک کی خصوصیات سے آگاہ ہوئے تھے - لیکن ہجری سنہ نوسو اٹھاون کے آغاز سے سیاحی ترک کرکے - قدوۃ المحدثین شیخ طاہر یوسف سندھی کی مصاحبت اختیار کرلی تھی - ہجری سنہ ایکہزار تین - ان روحانی مصاحب (شیخ طاہر یوسف) کا سال رحلت ہے - اس سال تک آپنے شیخ کی ملازمت سے کبھی جدائی پسند نہیں کی - راقم گلزار نے ہجری سنہ ایک ہزار دس میں برہان پور مقام پر ان دونوں بزرگوں کی ہمسائگی سے بہت کچھ حصہ فیض کا لیا تھا - آپ کا سلوک استقامت کے طریق پر تھا - ہجری سنہ ایک ہزار دس میں آپ کی اقامت اس جہان کی انجام کو پہونچ گئی - مصرع روح او ہم نشین رضوان باد!

یاد شیخ افضل محمد

آپ شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے - مرید - اور خلیفہ ہیں - اپنے پدر بزرگوار کی زندگی میں ہی - جانشین ہوگئے تھے - رسمی علم کی کسی قدر تحصیل اپنے عم مکرم شیخ جلال کی خدمت سے - اور ان کی رحلت کے بعد یقینی علوم کی تحصیل شیخ ابوالفتح مفتی کی درس سے فرمائی تھی ہمیشہ اہل تجرید فقرا - اور صاحب عرفان درویشوں کے ساتھ ہم نشینی رکھا کرتے تھے - کبھی زمانہ کے دولتمندوں اور امیروں کے دیدار کی آرزو نہیں کی - خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حلیہ اقدس کی زیارت سے عالم خواب میں کئی بار مشرف ہوئے تھے - اور حزب البحر پڑھنے کی اجازت ملی تھی - تاریخ اکیسویں صفر کو ہجری سنہ ایک ہزار تین میں

عنصری صورت - خاک آگرہ کے سپرد کرکے - الٰہی دیدار کے جلوہ گاہ کو روانہ ہو گئے۔ لفظ افضل انام سے ۹۸۲ھ
اور آپ کا نام وا پسین سال کے ساتھ ہم عدد ہین۔

یاد شیخ طاہر

آپ یوسف ابن رکن الدین ابن معروف - ابن شہاب الدین سندہی کے بیٹے ہین - آپ میخانہ تحقیق کے پرانے میگسارون کے حریف - اور منزل توحید کے دیرینہ سیاحون کے ہم قدم تھے - جب آپ فیض رسانی کی مجلس مین علمی مسائل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تھے - تو دل پذیر نکتون کی گل افشانی سے فصیح البیانی کام مین لاتے تھے - اور جب تصنیفات جمہور کے معانی اور مطالب ذریعہ - مطالعہ حل فرماتے تھے - تو آپ کی پربہار فطرت - رنگ برنگ کے پہول کہلاتی تہی - آپ کا بیان رسمی علوم کی نوعروسون کے چہرہ کا نقاب دور کرتا تہا - اور آپ کا قلم حقیقی علوم کے خلوت خانہ مین ہر رنج عالی پردہ نشینون کی چہرہ کشائی عمل مین لاتا تھا - تاکہ علمی اور عینی کمالات کے تلاش کرنے والے - نظارہ کی امداد سے - اندرونی فروغ حاصل کرین۔

غوثی آپ کی تعریف - کوتاہی کی آشنا - اور اتمام کو پہونچنے والی نہین ہے - لہذا تم کسی قدر حالات لکہنے کے واسطے قلم اٹہاؤ - اور وہ جو تمنے اختصار کا عہد کیا ہے - اُس کا لحاظ - نظر رکہکر سخن کا آغاز کرو - کہتے ہین - دسوین صدی کی دوسری دہائی کے کسی سال مین قصبہ پاتری کے اندر کار پردازان قضا و قدر نے آپ کے نفس ناطقہ کو عنصری جسم کے ساتھ وابستہ کیا تھا - قصبہ پاتری آپ کے جد بزرگوار کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے۔

القصہ جب آپ کا آغاز ہوش ہوا تو آپ کو اور آپ کے بڑے بہائی شیخ طیب کو باپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق پیش آیا - تینون اشخاص - دانا سے حقیقت آگاہ شناسائے فضیلت دستگاہ شیخ شہاب الدین سندہی کی ملازمت مین ایک گانون کے اندر پہونچے - جو شیخ سندہی کے نامزد تہا - آپ نے شرح شمسیہ پڑہنے کی التماس کی - چونکہ شیخ شہاب الدین نے منطق کا درس - اپنے مناسب حال نہین سمجہا - اسواسطے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی منہاج العابدین پڑہنے کی طرف اشارہ فرمایا - کم و بیش دو ہفتہ کے اندر کتاب مذکور کو ان تینون شخصون نے لکہکر سبق شروع کر دیا - اس کے بعد ہجری سنہ نو پچاس مین آپ کو یہان سے حیال سفر ہوا - چنانچہ آپ گجرات کی طرف تشریف لے گئے - شہر

سہروپا مین پہونچکر غوث العالم شیخ محمد غوث قدس سرہ کی بابرکت صحبت سے بہت کچھ حصہ لیا۔ پھر یہین سے صوبہ ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہان پہونچکر شیخ وقت سید عہد میان مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقہ ارادت مین داخل ہوئے۔ شیخ محمد ملتانی شیخ بہاء الدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعدہٗ ایرج پور برار مین قیام فرمایا۔ اور خرقہ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر مین عنایت ہوا۔ بہت مدت تک آپ اس جگہ رہے۔ اور لوگون کو درس وتلقین کے ذریعہ سے فیض پہونچاتے رہے۔ جس سال حاکم احمد نگر مرتضی نظام الملک ایرج پور پر قابض ہوا تھا۔ اور نرنالہ کے قلعہ پر فتح پائی۔ ملک برار کی آبادی بساط فتنہ وفساد کے سبب سے تہ ہوگئی اور وہان کے باشندون کو مجبوراً جلا وطن ہونا پڑا۔ اس اثنا مین آپنے والی خاندیس کی التماس سے برہان پور مین پہونچکر سامان قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چار تک اس شہر کے اندر آپ ظاہر وباطن کی صفائی اور آرایش مین ثابت قدمی کے ساتھ مقیم رہے۔ اور بہت سی تصانیف صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑ کر ملک تقدس کو روانہ ہوئے۔

منجملہ تصانیف مذکورہ کے ایک تفسیر مجمع البحار ہے۔ جو بالکل لطائف قشیری کے اسلوب پر طائفہ صوفیہ قدس سرہم کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ اُس مین سے تھوڑی سی عبارت نقل کر کے نمونہ کتاب کے طور پر پیش کرتا ہون۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ فی قلوبہم مرض الخ المرض حقیقۃ فی مایعرض للبدن فیخرجہ عن الاعتدال الخاص۔ ویوجب الخلل فی افعالہ ومجاز فی الاعراض النفسانیۃ التی تخل بکمالہا کالجہل وسؤ العقیدۃ والزیغۃ وحب المعاصی لانہا مانعۃ عن نیل الفضائل ومودیۃ الی زوال الحیوۃ الحقیقیۃ الابدیۃ والایۃ تحتملہا فان قلوبہم کانت متالمۃ تحزنا علی

اللہ جل شانہ کا جو قول ہے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ الخ اس کی تفسیر مین لکھتے ہین۔ مرض۔ ایک تو حقیقی ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ جب وہ جسم کو عارض ہوتا ہے تو اُس کو اُسکے خاص اعتدال سے خارج کر دیتا ہے۔ اور اُس کے افعال مین لازمی خلل ڈالتا ہے۔ دوسرے مجازی ہوتا ہے۔ جو حالت اعراض نفسانی کو عارض ہوکر اُن کے (اعراض نفسانی کے) کمال مین خلل انداز ہوتی ہے۔ اُس حالت پر مرض مجازی کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے جہل۔ سوء عقیدہ۔ کجی۔ اور گناہون کی رغبت یہ تمام امراض مجازی ہین۔ کیونکہ یا تو یہ

مافات عنهم من الرياسة وحسدًا على
مايرون من اثبات امر الوسول واستعلا
شانه يومًا فيومًا فزاد الله عنهم بما
زاد فی اعلاء امره واسادة ذكره
ونفوسهم كانت ماؤفة بالكفر و
سوء الاعتقاد ومعاداة النبی صلی الله
عليه وسلم ونحوها۔ فزاد الله ذلك
بالطبع او بازدياد التكاليف وتكرير
الوحی وتضاعيف النصر۔

چیزین انسان کو حد فضائل تک پہونچنے سے مانع ہوتی ہین۔ یا یہ چیزین انسان کو حقیقی اور ابدی حیات کے زائل ہونے کی طرف کھینچ لیجاتی ہین۔ اور قرآنی آیۃ سے یہی مجازی معانی مراد ہین۔ کیونکہ منافقین کے ہاتھون سے جو ریاست نکل گئی تھی۔ تو اسکے غم مین وہ مبتلا تھے یہ گویا اُن کے قلوب مین مرض تھا۔ اور یومًا فیومًا جو رسول اللہ صلعم کا حکم ثابت اور آپ کی شان ارفع ہوتی ہوئی دیکھتے تھے۔ تو اسپر وہ حسد کرتے تھے اور ان وجوہ سے اُن کے قلوب سخت الم پا رہے تھے۔ گویا کہ اِن کا مرض یا الم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زیادہ کیا۔ کیونکہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ذکر کی شان ارفع کرنے مین زیادہ تر حصہ اللہ جل شانہ نے ہی تو لیا۔ اور منافقین کے نفوس پہلے ہی سے کفر۔ سوء اعتقاد۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے ماؤف تھے تو اللہ جل شانہ نے منافقین کا الم یا تو بالطبع زیادہ کیا۔ یا اس طور پر زیادہ کیا کہ الم کی تکلیفات بڑہائین۔ متواتر وحیان بھیجین۔ اور فتوحات پر فتوحات عطا فرمائین۔

وفی الرحمانی فی قلوبهم مرض هو نقص طبهم
فی القوة الحكمية وافراطهم فی
الشهوانية۔

اور تفسیر رحمانی مین لکھا ہے۔ فی قلوبہم مرض۔ یعنی منافقین کے قلوب مین قوت حکمیہ کی کمی اور قوت شہوانیہ کی زیادتی ہے۔

فی الاحياء اعلم ان جندی الغضب
والشهوة قد ينقادان للقلب انقيادًا
تامًّا فيعينانه علی طريقه الذی يسلكه

احیاء مین لکھا ہے۔ واضح ہو۔ کہ غضب اور شہوۃ کے دو لشکر کبھی تو قلب کے مطیع ہوتے ہین کامل طاعت کے ساتھ۔ اور اس صورت مین وہ قلب کو اُس طریق پر

وقد يستعصيان عليه استعصاء بغي و
تمرد حتى يملكاه ويستعبداه وفيه
هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي
به وصوله الى سعادة الابد وللقلب
جند آخر وهو العلم والحكمة والتفكر
وحقه ان يستعين بهذا الجند فانه
حزب الله تعالى على الجندين الآخرين
فانهما قد يلحقان بحزب الشيطان فان
من ترك الاستعانة وتسلط على نفسه
جندي الغضب والشهوة هلك هلاكا
يقينا وخسر خسرانا مبينا وذلك
حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت
مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل
لقضاء الشهوة وكان ينبغي ان يكون
الشهوة مسخرة لعقولهم -

اما بيان علامات مرض القلب
فكما ان كل عضو من اعضاء البدن خلق
لفعل خاص به ومرضه ان يتعذر عليه فعله

جیسے نہیں مدد دیتے ہیں - کہ جس طریقہ پر قلب چلاتا ہے
اور کبھی قلب کی نافرمانی کرتے ہیں از روئے بغاوت
اور تمرد کے - یہان تک کہ قلب کے مالک بن جاتے
ہیں - اور قلب سے اطاعت چاہتے ہیں - اور اس صورت
مین قلب کی ہلاکت متصور ہے - اور نیز جس سفر کے
ذریعہ سے قلب ابدی سعادت کو پہونچ سکتا ہے
اُس سفر سے بوجہ تبعیت غضب اور شہوۃ کے انقطاع
ہو جاتا ہے - اور قلب کا ایک لشکر اور ہے - جس کے
افراد علم حکمت - اور تفکر ہیں - اور قلب کو یہ حق حاصل
ہے - کہ اس لشکر سے مدد مانگے - کیونکہ یہ لشکر صدر بالا کے
دونون لشکرون کے مقابل ہیں - خدائی گروہ ہے - یہ
دونون لشکر شیطانی گروہ سے مل جاتے ہین - تو جس
شخص نے اس لشکر سے مدد نہین مانگی - اور اُس کے
نفس پر غضب اور شہوۃ کے دونون لشکر مسلط ہو گئے
وہ شخص یقیناً ہلاک ہو گیا - اور اُس نے صریح نقصان
اٹھایا - اور اکثر مخلوقات کا حال ایسا ہی دیکھا جاتا ہے
یعنی شہوات پوری کرنے کے واسطے حیلے اور بہانے
سوچ سوچ کر نکالتے ہین - اکثر مخلوقات کی عقلین
اُن کی شہوات کی تابع ہو رہی ہین - حالانکہ ہونا یہ
چاہیئے - کہ شہوۃ اُن کی عقلون کے تابع ہو -

مرض قلب کی علامات کا بیان اس طرح پر ہے
جیسے جسمانی اعضا مین سے ہر ایک عضو اپنے خاص
فعل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے - اور اُس کا مرض

الذی خلق لاجله کذلک مرض القلب ان یتعذر علیه فعله الذی خلق لاجله وهو العلم والحکمة والمعرفة وحب الله تعالی وعبادته والتلذذ به وایثار ذلک علی شهوة سواه وخاصیة النفس التی للآدمی ما یتمیز به عن البهائم ولم یتمیز بها بقوة الاکل والوقاع بل بمعرفة الاشیاء علی ما هی علیه واصل الاشیاء موجدها ومخترعها الذی جعلها اشیاء هو الله تعالی فلو عرف کل شیء ولم یعرف الله تعالی فکانه لم یعرف شیئاً فان الناس کلهم قد هجروا هذه العلوم واندرست فی هذه الاعصار واشتغلوا بتوسیط الخلق فی الخصومات الثائرة من اتباع الشهوات وقالوا هو الفقه واخرجوا هذا العلم الذی هو فقه الدین من جملة العلوم وتجرد الفقه الدنیا الذی ما قصد به الا دفع الشواغل لیتفرغ لفقه الدین فکان فقه الدنیا من فقه الدین بواسطة هذا الفقه

یہ ہے۔ کہ جس فعل کے واسطے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا عضو مذکور سے صدور متعذر ہوجاوے۔ اسی طرح قلب کا مرض یہ ہے کہ جس فعل کے واسطے قلب پیدا کیا گیا ہے۔ اُس فعل کا قلب سے صدور متعذر ہوجاوے۔ اور افعال قلب یہ ہین علم حکمت۔ معرفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت۔ اُس کی عبادت۔ اُس کے ساتھ لذت پانا اور کامل اتقضا کے موافق ان چیزون کو کام مین لانا۔ اور نفس آدمی کی خاصیت ایسا امر ہونا چاہیے۔ کہ جس کے سبب سے آدمی بہائم سے الگ متمیز ہوسکے آدمی بہائم سے قوت اکل اور قوت جنگ کے سبب سے متمیز نہین ہوسکتا ہے بلکہ اشیا کو اُن کی اصلی ہیئت کے موافق پہچاننا یہ وجہ تمیز ہے۔ اصل اشیا اُن کے موجد اور مخترع کو سمجھنا چاہیے۔ جس نے اشیا کو اشیا کر کے بنایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ سو اسطے اگر انسان نے بالفرض تمام اشیا کو پہچانا مگر اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا۔ تو گویا اُس نے کچھ بھی نہین پہچانا۔ تمام لوگون نے ان علوم کو چھوڑ دیا ہے۔ اس زمانہ مین یہ علوم پُرانے پڑ گئے ہین۔ اور جو خصومات اتباع شہوات سے پیدا ہوتی ہین۔ اُن کے تصفیہ کے اندر اپنے اخلاق کو واسطہ بنانے مین لوگ مصروف ہو گئے ہین۔ کہتے ہین۔ کہ فقہ یہی ہے اور اس علم کو جو خاص فقہ دین ہے۔ تمام علوم مین سے خارج کر دیا ہے۔ دنیاوی فقہ سے مقصد یہ تھا کہ اس ذریعہ سے دوسرے مانعات اُٹھا دئے جاوین تاکہ فقہ دین کے واسطے فراغت حاصل ہو۔ مگر اب مجرد اسی دنیاوی فقہ کی طرف رُخ کر بیٹھے ہین۔ گویا دنیاوی فقہ ہی دراصل دینی فقہ ہے۔ اس فقہ کے ذریعہ سے۔

بمنزلة

وفی بعض الکتب - اعلم ان القلب فی الحقیقة الغالب فی الشریعة ولا معول الا علی القلب لانه موضع نظر الله تعالی کما قال علیه السلام ان الله

بعض کتب مین لکھا ہے۔ واضح ہو۔ کہ قلب حقیقة مین بروے شریعت بمنزلہ قالب ہے۔ اور قلب کے سوا کسی اور شے پر اعتماد نہین کیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام قلب ہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا ہے

لا ينظر الى صوركم الخ - فللقلب علل كـ
مثل امراض الاشخاص فان القلب انسان
حقيقي وله من الاعضاء حقائق فللقلب ا
يحيى به كما يحيى البدن براسه فاذا جز
البدن لا يحيى فكذلك القلب وراس القلب
ادراكه لطائف الغيب وهذا الادراك
ينقسم مثل انقسام حواس الراس اقسام
البصيرة والتذكر والمراقبة والتميز والتفكر
فالبصيرة عين القلب والتذكر لسان القلب
والمراقبة سمع القلب والتفكر خيال القلب
والتميز تجاربه وفطنه فاذا اراد الله تعالى
بعبد خيرا فتح عيني قلبه وشرح لسانه وسمع اذنه
واذا اراد الله تعالى بعبد شرا ختم على سمعه
وبصره ومنعه عن ادراكاته وذلك المنع من
روحاني يكون صداع القلب منه ومهما
زاد المنع تولدت الغفلة والغفلة للقلب
بمنزلة الصرع وغلبة الظنون الفاسدة
مثل الماليخوليا للراس فان الراس اذا ابتلي
به يتخبط اعماله والقلب اذا انفعل بالظنون
الفاسدة تظهر فيه تخبطات كثيرة و
يصير كالمجنون المتحير الممنوع من معرفة
الله تعالى وحسن الظن به وامتلاء
القلب لفضول الطمع والطمع به

کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا ہے۔ جس طرح انسانوں کو
امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اسی طرح قلب کو بھی علتیں اور امراض لاحق ہوتے
ہیں۔ کیونکہ قلب ہی فی نفسہ انسان حقیقی ہے۔ اور اس کے اعضا بھی حقیقی ہیں
چنانچہ قلب کا ایک سر ہے جس کے سبب سے وہ زندہ رہتا ہے جس
طرح بدن اپنے سر کے سبب سے زندہ رہتا ہے۔ اگر بدن کا سر کاٹ لیا جاوے
تو جس طرح بدن زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح قلب بھی زندہ نہیں
رہ سکتا ہے۔ اور قلب کا سر غیبی لطائف کا ادراک کرنا ہے۔ اور
جس طرح سر کے حواس کی تقسیم ہے۔ اسی طرح اس ادراک کی بھی تقسیم ہے
اور اقسام ادراک یہ ہیں۔ بصیرۃ۔ تذکر۔ مراقبہ۔ تمیز۔ اور تفکر۔ بصیرۃ
قلب کی آنکھ ہے۔ تذکر قلب کی زبان ہے۔ مراقبہ قلب کے کان ہیں
تفکر قلب کا خیال ہے۔ اور تمیز قلب کے تجربے اور افعال ہیں۔ پس جب
اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو خیر پہونچانا چاہتا ہے تو اُس کے دل کی
دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے۔ زبان رواں کر دیتا ہے۔ اور کان کو قوت
سماعت دیدیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو شر پہونچانا چاہتا
ہے۔ تو اُس کے کان اور آنکھ پر مہر لگا دیتا ہے۔ اور اس بندہ کو ادراکات
سے باز رکھتا ہے۔ اور یہ باز داشت۔ روحانی مرض ہے جس کے سبب صداع قلب
عارض ہوتا ہے۔ اور باز داشت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اُسی قدر
غفلت زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور قلب کی غفلت بمنزلہ صرع کے ہے۔
اور فاسد تخیلات کا غلبہ سر کے واسطے مثل مالیخولیا کے ہے۔ جب سر مرض
مالیخولیا میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو اُس کے اعمال متخبط ہو جاتے ہیں۔ اور جب
قلب تخیلات فاسدہ سے منفعل ہوتا ہے۔ تو اُس میں بہت سی
خبط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے مجنون کی طرح ہو جاتا ہے
کہ جیسے کوئی متحیر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت سے باز رکھا گیا ہو

یورث الاستسقاء فی القلب حتی انه لا یروی من المال والجاہ والدخان المظلم یورث عمی البصیرۃ فان البصیرۃ تظلم ویقل نورھا بدخان الھوی کما یظلم البصر ببخار الھوی فی عالم الدنیا

اور نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن نہ رکھتا ہو۔ اور طمع کی فضول سے قلب کا ممتلی ہونا۔ اور نیز طمع اس کو لاحق ہونا۔ قلب کے اندر استسقا پیدا کرتا ہے۔ یہان تک کہ مال سے اور جاہ سے سیر نہین ہوتا ہے۔ اور عفنت دہوان ہے۔ جو بصیرۃ کی نابینائی پیدا کرتا ہے۔ یعنی بصیرۃ مین تاریکی آجاتی ہے۔ اور اس کا نور۔ نفسانی خواہشات کے دہوئین سے کم ہوجاتا ہے جس طرح آنکھون کی نظر بیرونی بخارات سے عالم دنیا مین تیرہ و تاریک ہوجاتی ہے

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو اس دریاے معانی کی تہ کو پہونچکر اسرار کے موتی عبارات کے ذریعہ سے نذر ناظرین کرے۔ ایک روز اس تفسیر کے اجزا۔ دریاے کشف و شہود کے مستغرق شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی نظر سے گزرے تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ اس رنگین کتاب کا مصنف اپنی حسنات کی جزا کا اندازہ شاید قیامت کے روز ہی کر سکیگا۔ کیونکہ یہ اندازہ آج کے روز ان حسنات کی کیفیت بیان کرنے سے نہین ہو سکتا ہے۔

فرمان رواے صوبہ علی عادل شاہ فاروقی نے مولانا حسین شیرازی کو جو حکمت کے فنون اور عقلی علوم مین اپنا نظیر نہین رکھتے تے۔ اور ندیم خاص جلال خان بابری کو جن کو رسمی علوم مین دستگاہ تھی۔ اپنا دونون اصحاب کو مصنف کی خدمت مین بہیجا تھا اور التماس کی تھی۔ اگر اس پاسبان خلائق کا عہد اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ مین درج کردیا جاوے۔ تو غایت درجہ عنایت ہوگی آپنے التماس قبول فرمائی اس وجہ سے کتاب ہذا کا خطبہ دو طرح پر واقع ہوا ہے۔

آپ کی دوسری تصنیف مختصر قوۃ القلوب ہے۔ تیسری منتخب مواہب لدنیہ۔ چوتھی ملتقط جمع الجوامع سیوطی۔ پانچوین موجز قسطلانی۔ جس سے بڑی کوئی شرح بخاری پر نہین ہے۔ بڑے بڑے عبارہ دفتر دلاکہ بیت مین مختصر کئے ہین۔ چھٹی تفسیر مدارک اپنے دونون بیٹون عبد اللہ اور رحمۃ اللہ کے واسطے۔ مختصر کی تھی۔ اور اس کا آغاز اس طرح سے کیا ہے۔ قال ابو عبد اللہ طاہر بن یوسف علیہ رحمۃ اللہ۔

ساتوین اسامی رجال صحیح بخاری۔ ایک شرح ہے کرمانی کے طور پر۔

آپ کی آٹھوین تصنیف ریاض الصالحین ہے۔ جس کی فہرست کی ترتیب تین روضون پر رکھی گئی ہے (پہلا روضہ) اُن احادیث صحیحہ اور حسنہ کے بیان مین ہے۔ جن کے اندر امت کی بخشش۔ اور اُمیدون کی

کامیابی کی نوید جاوید ہے۔ اور دوسرا روضہ ایسے بڑے مشائخ طریقت کی ناصحانہ باتوں سے سرسبز ہے۔ جیسے قطب الاقطاب شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی۔ قدوۃ العرفا ابوطالب مکی۔ شیخ الاولیا شہاب الدین سہروردی۔ تاج السالکین زین الدین خوافی۔ اور اکرم الاتقیا۔ شیخ علی متقی ہندی وغیرہم من الاکابر قدس سرہم (تیسرا روضہ) ارباب توحید و وجدان اور اصحاب عشق و عرفان کی عمدہ عمدہ عبارتوں اور رنگین اشاروں سے ترو تازہ ہے۔ جیسے قافلہ سالار شاہراہ تحقیق شیخ محی الدین عربی منبع عین فاق چشمہ سار آثار آسمانی۔ عین القضاۃ ہمدانی۔ صدر آرائے طائفہ توحید شیخ صدر الدین قونوی۔ اور نیز دیگر معتقدین وحدت وجود۔ **نفعنا اللہ و جمیع الطالبین بانفاسہم** اس طرح پر تینوں روضہ سرسبز و شاداب ہیں۔ وہ شخص نیک بخت ہے جو مطالعہ کے ذریعہ سے ہر ایک روضہ کے بیل بوٹے اور رنگ آمیزی کو دیکھکر بموجب اُسکے کاربند ہو۔

یادشیخ محمود بن عبد اللہ گجراتی

آپ کی زاد بوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہان پور ہے۔ جس وقت سماع میں آپ کو جوش آتا تھا۔ تو آپ کی آہ سے دریائے عشق میں طوفان پیدا ہوتا تھا۔ اور آپ کے آنسوؤں سے فنا کے گرداب میں موجوں پر موجیں آتی تھیں۔ آپ شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہیں۔ قرآن حفظ تھا۔ دل آویز لہجہ اور داؤدی الحان سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں میاں محمود جی محدث تھے اور ملک پیر محمد حسن کی درویشی۔ فرمان روائے نواح گجرات کی وزارت سے ملی ہوئی تھی۔ آپ ان دونوں اصحاب کی مصاحبت میں برہان پور سے سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ اور لوٹ آئے۔ مسیح القلوب کہتے ہیں۔ ایک روز میں آپ کی عیادت کے واسطے گیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ اے فلاں۔ میرے واپسیں سفر کا وقت آگیا ہے۔ آپ ایسی دعا سے میری مدد کریں۔ کہ ارباب شہود کے طریقہ پر میں دفن کیا جاؤں۔

القصہ فقیر اور نیز دیگر چند دوست رحلت فرمائی کے روز آپ کے سرہانے موجود تھے۔ حلقہ چشم میں آنکھیں اس طرح عاشقانہ گردش کرتی تھیں۔ کہ جیسے کوئی محبوب جان فشانی اور نظر بازی کرتا ہے۔ نیز مسیح القلوب کہتے تھے۔ ہنگام رحلت اسی طرح دو شخص اور بھی میری نظر سے گذرے ہیں۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر ابن یوسف اور شیخ الاولیا۔ آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک مطرب کا لڑکا مہر حسین نام تھا۔ مدتوں تک آپ کی نظر اُسکو دیکھتی رہی۔ چند روز میں محمودی عشق کے کشش نے اُس

لڑکے کو پیکر پرستی کی قید سے نکال کر تاجِ ایمان سے سرفراز کیا - اور ایازی کے درجہ کو پہونچا دیا بیت

معشوق در لباس ایاز ست جلوہ گر ‏ غوث مگر بدولتِ محمود میرسد

یاد قاضی ابراہیم ابن قاضی محمدؒ

آپ اپنے باپ کے شاگرد اور مرید ہین - اور قاضی قطب مجذوب آپ کے عم مکرم ہین - عالم خوشنویس فصیح البیان اور محبوب القلوب تھے - ایک عمر تک قصبہ پنواری مین جو سرکار کالپی مین ہے - رسمی علوم کا درس دیتے رہے - اور مدرسی کو جمال درویشی کا برقع بنا رکہا تھا - بہت سے لوگ آپ سے فیض پاکر وہی زبان سے واقف ہو گئے - پُرانی بغیر پڑہی ہوئی کتابون کو آپ کی پرزور طبیعت پڑہی ہوئی کتابون سے زیادہ آسانی کےساتھ پڑہتی تھی - ہدایہ فقہ کو اُستاد شہر شیخ عبدالملک کے درس مین نکالا تھا - اور اُستاد کے موثر دم کی بدولت سب جگہ - سب قسم کی گفت و شنید مین سب لوگون سے آپ سبقت لے گئے تھے - منبع الانساب نام ایک بڑی کتاب آپنے مادری و پدری آباو اجداد کی نسل کے بیان مین بزبان فارسی تصنیف کی تہی - اس کتاب مین دولتمندان صورت و معنی کے کسی قدر حالات درج کیے ہین - چوہتر سال کی عمر پائی - ماہ رمضان ہجری سنہ ایک ہزار چار مین اس جہان سے دل اُٹھا لیا - خوابگاہ پنواری ہے -

مصرع ارم باخاک پاکش ہم نشین باد ؛

یاد سید ہبۃ اللہ

آپ کے آباے کرام رضوی سادات مین سے ہین - امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد سے ہند مین آئے تھے - ماں اور باپ دونون آپ کو خرد سال چہوڑ کر آنجہانی ہوئے - دایہ کی مہربانی اور قسمت کی خوبی نے آپ کو خواجہ حسن کی خدمت مین پہونچایا - خواجہ حسن کو لوگ معین الدین ثانی کہا کرتے تھے - اور نیز خواجہ حسن خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نسل سے تھے - خواجہ حسن نے فرزند کی طرح آپ کی پرورش فرمائی - جب عقل آئی - تو اپنا مرید کیا - جب پیر کی رہنمائی سے تزکیہ اور تصفیہ ہوگیا - تو خرقہ خلافت مل گیا - اور ملکوتی سیر کا درجہ حاصل ہوا - ہمیشہ گزرے ہوؤن کی روح سے گفتار اور دیدار کا سلسلہ جاری رہتا تھا - آپ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تہی - یہان تک کہ آپ کے سفید بال دوبارہ مائل بسیاہی ہو چلے تہے - جس طرح سیاہ بال سفید ہوتے ہین - اور دانت بہی دوبارہ نکلنے شروع ہو گئے تہے - کسی قدر آپ کے حالات کا بیان اس طرح پر ہے - جب زمانہ شیر خان سور کا تھا - تو آپ نے اجمیر سے گوالیار مین آکر حجرہ اختیار کر لیا تہا

پھر یہاں سے گردش روزگار کی وجہ سے مالوہ کی طرف سفر فرمایا - قصبہ چولی مہیر منڈو سے جنوبی سمت میں تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - یہاں آکر بستر اجمایا - پرگنہ کے بہت سے باشندے مرید ہوئے - آپ کے پیر کا سلسلہ نو بطن سے خواجہ فخر الدین محمد کو پہونچتا ہے - جو خواجہ معین الاولیا سے اجمیری کے صاحبزادہ ہیں اس طرح پر خواجہ معین الدین ثانی - خواجہ بایزید ثانی - خواجہ طاہر - خواجہ بایزید کبیر - خواجہ شہاب الدین خواجہ احمد - خواجہ نجم الدین - خواجہ حسام الدین - خواجہ فخر الدین محمد قدسنا اللہ باسرارہم آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے - آپ کے ایک بیٹے ہیں شاہ محمد - پرگنہ چولی مہیر کے - یہ قاضی ہیں جہاں آپ کے باپ کی قبر ہے -

یاد شیخ ولی پور ملوک شاہ صدیقی

آپ سید ولی بدایونی کے مرید ہیں - وطن اور مرقد دونوں چرتھاولی میں ہیں - چرتھاولی سرکار دہلی میں ایک قصبہ ہے سہارنپور کے پہلو میں - ایک روز آپ ایام طفلی میں ہم عمروں کے ساتھ کھیل رہے تھے - سید ولی بدایونی کی پالکی دور سے آتی ہوئی دیکھی - آپ کھیل چھوڑ کر - ایک طرف ہو گئے - اتفاقاً اس وقت سید کی نظر خردسال لڑکے کے ہوش کی طرف گئی - سید نے دریافت فرمایا - کھیل سے تم نے کیوں کنارہ کیا - آپ نے عرض کیا - آپ کے دیدار کی آب و تاب نے مجھکو کھیل سے باز رکھا - پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے آپ نے کہا ولی - فرمایا - ہمارا اور تمہارا دونوں کا نام ولی ہے - آپنے عرض کیا - لیکن ایک فرق ہے - میرا نام باپ کا رکھا ہوا ہے - اور جھوٹا ہے - اور آپ کا نام فرستادہ حق ہے - اور سچا ہے - سید اس بات کو سن کر خوش ہوئے دعا کی - مرید کیا نعلین خاص عنایت فرمائیں - اور کہا - تمہارے پاؤں میں بھی آتی ہیں - اسکے بعد آپ کو سلوک کی توفیق ہوئی - حقیقی اور مجازی کمالات حاصل کئے - اور عالم و محقق بنے -

مصرع ایزد بہمال یارش باد ؛

یاد شیخ فتح اللہ بھروچی فتح اللہ علیہ الوہاب ما اراد

بھروچ ایک قلعہ ہے صوبہ گجرات کا - دریائے نربدا کے کنارہ آغاز جوانی میں رسمی علوم کے ساتھ دائمی استغراق تھا - اور آپ کے کلام میں نہایت سنجیدگی پائی جاتی تھی - بالآخر خدا طلبی - اور حق شناسی کی آندھی جو چلی - تو رسوم کی پابندی اور حروف کی وابستگی کا خس و خاشاک آپ کے سینہ کے میدان سے صاف ہو گیا - اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ ازلی سعادت نے آپ کو شیخ لشکر محمد عارف کی فیض بخش خدمت میں

پہونچایا۔ ظاہری بیعت کی رسوم ادا کر کے سا۔ ن دائمی حاضر باشی اختیار کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت جلد بے انتہا کشائش۔ ر متعارف فتوح حاصل ہوئین۔ آپ اپنے ہمرازون سے کہا کرتے تھے مجکو نماز کے وقت کئی دفعہ روحی عروجی سیر حاصل ہو کر نماز میری معراج بن چکی ہے۔ صلوۃ التسبیح روزانہ آپ کا ورد تھا۔ جس وقت سماع کی مجلس مین نعرہ مارتے تھے۔ تو بہت سے ہم نشینون کے دلون مین درد پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ چونکہ شیخ محمود عبداللہ گجراتی کی جدائی کی تاب نہین تھی۔ لہذا اُن کے بعد تیسرے روز ہی ہجری سنہ ایک ہزار چار مین عالم علوی کو روانہ ہو گئے۔ مصرع باد ایزد تا ر زو بخشش دلش؛

یاد شیخ کرم اللہ

آپ قصبہ سوئی سوپر کے بیٹے ہین۔ روایت ہے۔ اُس قصبہ مین ایک پیکر پرست بقال بڑا صاحب دولت تھا۔ لیکن بیٹا نہین رکھتا تھا۔ وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید جمن جنتی کی خدمت مین آیا قدس سرہما دل مین درد تھا۔ رو پڑا۔ اور اپنی خواہش پیش کی۔ آپ نے فرمایا۔ روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیری فرد تعلیقہ مین سات بیٹے مقرر ہین۔ لیکن ایک شرط ہے کہ ساتوان لڑکا ہمیں مدیش کے حوالہ کرو۔ جب خوشخبری کا ظہور ہوا۔ تو بقال مذکور بجائے ساتوین لڑکے کے کوئی اور لڑکا اٹھا لایا۔ اس کو سید نے قبول نہین فرمایا۔ اور کہا۔ لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس اثنا مین اُس کو مصیبت اور سختی پیش آئی۔ بقال نے اس مصیبت کو ایفائے نذر مین تاخیر ہونے کے سبب سے سمجھا۔ پشیمان ہوا اور اصلی ساتوین لڑکے کو سید کی بارگاہ مین پیش کیا۔ سید نے نہایت خوشی سے لیکر فرمایا۔ میرے نام زد یہی لڑکا ہے کرم السنام رکھکر تعلیم توحید مین مشغول ہوئے۔ جب آپ نے عقل و ہوش کی سیڑھی پر قدم رکھا۔ تو آپ کے مذاق مین درویشی شیرین کر کے دکھائی گئی۔ اپنے مربی کے مرید ہو گئے۔ اور سلوک و تصوف کے راستہ مین قدم استحکام کے ساتھ رکھا۔ آپ کی عبادت تلاوت تھی۔ نفس پر کامیابی نصیب ہوئی۔ خرقہ خلافت پہنا۔ ہجری سنہ نو سو چونسٹھ مین گانون اور خاندان ترک کر کے۔ منڈو مین چلے آئے۔ اور یہین بود و باش اختیار کرلی۔ کم و بیش شمسی چالیس برس اس شہر مین آپ نے قیام فرمایا۔ سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار چار مین سفر کر گئے۔ خوابگاہ آپ کے فرمانے کے بموجب صحن مکان مین بنائی گئی۔

یاد شیخ عبدالکریم

آپ شاہ نہباتی کے فرزند۔ اور نیز خلیفہ ہین۔ قدس سرہما بید الشیٔ اور مرقد دونون برہان پور مین ہین

ہجری سنہ نوسو آٹھ مین نقاش تقدیر نے آپ کی علمی صورت کو بشری شکل مین نمایان کیا۔ دیکھنے والون نے یہ ترانہ گایا بیت۔

نخل قدش کہ از چمن جہان برآمدہ	شاخ گلے بصورت انسان برآمدہ

اور تاریخ بارھوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار چار کو ناسوت کے تیرہ و تاریک کوچہ سے نکل کر ملکوت کی آباد نمایش گاہ کو چلے گئے ماتمیون نے اس طرح نوحہ کیا ۵

آہ بے سیہ از زمین برآمد	مرگ از در آہنین برآمد
بارید بباغ ما تگرگے	واز گلبن ما نماند برگے

چھیانوین سال زندگی کو شریعت غرا کے طریقہ پر اللہ تعالی اجل شانہ کی پرستش مین اس طرح گزارا۔ کہ زمانہ کا ہاتھ آپ کے ایک مستحب کو بھی غارت نہ کر سکا۔ اور بے تعلقی اور آزادی کی بنیاد اس طور پر استحکام کے ساتھ رکھی تھی۔ کہ روزانہ آئے ہوئے نقد اور جنس کو جب تک ضرورت مندون کے گھر نہین پہونچا دیتے تے۔ شام کو آرام نہین پاتے تھے۔ اور رات کے آئے ہوئے مال ومنال کو جب تک تنگ دستون کے مکان مین دست بدست نہین بھیج دیتے تھے صبح کے وقت خوش نہین ہوتے تھے۔

ایک روز ایام طفلی مین آپ ایک درخت پر چڑھ کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتے تھے۔ پانون پھسلا تو سر کے بل زمین پر آئے۔ بال برابر بھی صدمہ نہین پہونچا۔ خدائی حفاظت کا شکر بجالا کر عرض کیا۔ ازلی عنایت نے نگہبانی کی۔ ورنہ جان کا نقصان تھا۔ آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ اس مین شک نہین۔ مگر ازلی نسبتون کا ظہور بے سبب نہین ہوتا ہے۔ یقیناً سبب یہ تھا۔ کہ مینے ہاتھ کا کام آنکھ سے لیکر تم کو درخت کے اوپر سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اُتار لیا۔ اس قسم کا تصرف وہ شخص کر سکتا ہے جو انکی اسم باسط اور جامع کے ساتھ متصف ہوکر حواس اور اعضا سے ایک دوسرے کی جگہ کام لے سکے۔ اور **الکل فی الکل** کا لطیفہ حاصل کرے۔ یہ عالی شان مقام تم کو بھی عنقریب عطا ہو جاوے گا۔

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ زمانہ کی ناموافقت سے آپ مع سامان خانہ داری وطن سے ہجرت کرکے قصبہ بہار کو چلے آئے تھے جو مانڈیں اور دکن کے درمیان مین ہے۔ آپ کے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو کسی چھوٹی سی بات پر وہان کے باشندون نے شکنجہ مین پھنسا دیا۔ شخص مذکور

موقع پاکر درویشون کی پناہ مین آگیا- وہ نالائق گروہ سراغ لگاتا ہوا چلا آیا- اور اس بہانہ سے صوفیون کے گھرون کو لوٹ کر جہاڑو پھیر دی- اور چند آدمیون کو مجروح کر کے- آپ کے اوپر بھی کہ مجسم روح تھے خنجر اور تلوار کے بے شمار وار کئے- لیکن کاٹ پیراہن سے آگے متجاوز نہین ہوا- **الحاصل** جب شورش فرو ہوئی- اور بے تمیزی کی تاریکی درمیان مین سے اُٹھہ گئی- تو شقہ دار پرگانون والون کی زیادتیان مخفی نہین رہین- اُس نے تمام مفسدون کی مشکین بندہوا کر اور غارت کی ہوئی تمام اشیا کو (جو لازمہ سفر ہے) فراہم کر کے شیخ کی ملازمت مین بھیجا- میان پر شیخ کے حکم سے مشکین کھول دی گئین- اور واپس لائی ہوئی کل چیزین اُسی گروہ کو بخش دین-

ہجری سنہ نوسو اسی تہا- کہ آپنے کسی قدر روپیہ جمع کیا- ایک محرم نے جو آپ کی عادت سے آگاہ تھا- اس کی وجہ دریافت کی- جواب ملا- یہ آرزو ہے- کہ فرض زکوۃ اور فرض حج بھی ادا کر کے استفادہ کرون- اور نیز اس کے سوا ایک پوشیدہ فائدہ اور بھی ہو سکتا ہے- اتفاقاً ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اکبر شاہ نے صوبہ گجرات فتح کیا- اور اس ہنگامہ مین بہت سے مصیبت زدہ لوگ وہان سے خاندیس مین آئے آپنے اُن چیزون سے جو جمع کر رکھی تہین- اِس مصیبت زدہ گروہ کی بے سامانی کا علاج کیا-

آغاز سلوک سے وقت وصال تک جو آلہی اسرار اور کشفی اطوار وقتاً فوقتاً آپ کے اوپر نزول کرتے تہے اُن مین سے آپ ایک شمہ بھی زبان پر نہین لاتے تہے- آغاز ہوش سے ختم زندگی تک خضر **علیہ السلام** کے ساتھہ ملاقات رہی- یہ حال واپسین نفس کے وقت صرف ایک محرم سے ظاہر کیا باقی کسی سے کبھی نہین کہا **مصرع** گلشن دیدار باد آرامگاہ جان او؛

یاد میان جموجی پور ملک چاند

آپ کا نام جمال محمد- اور زاد بوم احمد آباد گجرات ہے- خوابگاہ عادل پور برہان پور مین- دریاخان رومی کے باغیچہ کے اندر جو آپ کے با اعتقاد مریدون مین سے تہا- آفتاب طلوع ہونے کے وقت سے نماز عشا تک مدتون تفسیر اور حدیث درس دینے کا شغل رکہا- اور ایسا نہین کیا- کہ فیض کا دروازہ دشمن کے واسطے بند کر کے صرف دوست کے واسطے کھولا ہو- تعلیم دینے مین کبھی آشنا کو بیگانہ پر ترجیح نہین دی- ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا- کہ سفر حجاز کے واسطے روانہ ہوئے- شیخ محمود حبیب اللہ- شیخ عبد القادر اور وہ ملک پیر محمد حسن- جنہون نے اولیا اللہ کے حالات کا تذکرہ لکہا ہے- یہ تینون اصحاب آپ کے ہمراہ

تھے - ایک روز آپ نے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم سے دریافت کیا - سندھیون کے محلہ مین کتنے مدرس ہین جواب دیا - دو شخص تھے - لیکن شیخ طاہر یوسف قدس سرہ دنیا سے کوچ کر گئے - اب حکیم عثمان بوبکانی کو جو معنی کے اعتبار سے یکتائے زمانہ ہین - ظاہری تنہائی بھی ہوگئی - فرمایا نہین نہین - قاسم بھی اُن کے عمدہ تر مقابل ہین اِس کے بعد انسانی جواہرات سے زمانہ کا ذرا خالی ہونے کے متعلق کچھ بیان کر کے موتیون کی طرح آنسو آنکھون سے نکالے - مسیح زمان کہتے ہین - شیخ طاہر یوسف نے جب سنا - غوث الثقلین شیخ محی الدین جیلانی کا پیراہن شیخ جموجی کے نزدیک ہے - تو شیخ طاہر آپ کے نزدیک گئے - فقیر اور دیگر چند مشائخ وقت بھی ہمراہ تھے - قمیص کی دامن بوسی سب کو نصیب ہوئی - مصرع باد ارواح جانش تشریف لی مع اللہ -

یاد سید پیر سیدی تخلص

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید علی ہے - آپ کے باپ قطب السادات سید محمد گیسو دراز کی نسل سے اور آپ کی مان - قدوۃ المشائخ شاہ بلجن کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم آپ کی زادبوم برہانپور - اور ابدی آرامگاہ آسیر خاندیس کا قلعہ ہے - آپ کو سپاہیانہ وضع مین ارادت مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مدظلہ سے تھی آپ کی طبیعت نظم کے ساتھ مناسب تھی - ہمیشہ صوفیانہ باتون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے تھے مشائخ شطاریہ کا شجرہ، اپنے پیر سے شروع کر کے - حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام تک فصیح عبارت مین موزون کیا تھا - کہتے ہین - آپ اپنے پیر ارادت کو اتنا دوست رکھتے تھے - کہ دوسرے صوفی آپ کو دیکھکر حرص کیا کرتے تھے - کہتے ہین - آپ کونی و مکانی مظاہر کے تبدیل شدہ حالات سے الٰہی صفات کی تجلیات کا نظارہ کیا کرتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار کے بعد اولین عشرہ مین کوچ فرمایا -

مصرع باد روحش غریق بحر کرم ؛

یاد خواجہ کلان خواجہ دھبیدی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے فرزند رشید ہین - آپ کو لوگون کے دلون پر تصرف اور ضمیرون کی باتون پر وقوف حاصل تھا جس سال مین براق خان - سمرقند کا قبضہ چھوڑ کر بخارا کو گیا - اُس زمانہ مین بہت سے علما - خان کے ہمراہ ہو گئے تھے - اور خواجہ کو انواع و اقسام کی خواہش سے

اور کمال عجز و انکسار کے ساتھ خان بخارا مین لایا - آپ کے طلسماتی سلوک کے کرشمون کو دیکھکر تھوڑے زمانہ مین ازراہ عقیدت بہت سے نیک نفس اور درست عقیدت آدمی - خدا پرستی اور حق شناسی کی راہ راست پر آئے - اور صورۃً اور معنیً سعادت حاصل کی - بالآخر ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین فرمان طلب صادر ہونے پر - آپ ملک تقدس کو روانہ ہو گئے - خوابگاہ بخارا مصرع

بادو حبیب جای ہشت بہشت

یاد شیخ الہ بخش لیمیتھوری

یہ ایک گانون ہے سارنگپور مالوہ کا - آپ کی کرامتین بالکل عیان تہین - ایک شخص شیخ فرید نامی لاد محمد باسر سرکینیچی گجراتی کے بیٹے ہین - اُنہون نے گجرات سے آکر اُجین مالوہ مین گھر بنالیا ہے - شیخ فرید نے ایک روز راقم کے سامنے بیان کیا ایک سال پانی برسنے مین دیر ہوئی - باشندگان دیہ - شیخ کے پاس آئے سحر کی طرح زار زار روئے - اور رعد کی طرح نالہ و فغان کیا - اور مینہ کی خواہش کی - شمار مین جتنے آدمی آپ کے پاس گئے تہے - ہر ایک سے آپنے مٹھائی چاہی - لوگون نے قبول کر کے فرمایش ہدی کی دور فہ انتظار مین گذرے - پانی نہ برسا - آپنے ایک خادم سے کہا - مجرم کی طرح رستی پانون مین باندہ کر مجکو گانون کے گرداگرد گشت کراؤ - دو روز ایسا ہی کیا گیا - مگر آسمان کو آپ کے حال پر رونا نہین آیا - پھر آپنے فرمایا - نہین - مینے غلط کہا - مین سنگساری کے لائق ہو گیا ہون - قصہ کوتاہ کمر برابر ایک گڈہا کہودا گیا - آپ خاک کے اندر اُس گڈہے مین کہڑے ہوئے - اور لوگون کو پکار کر فرمایا - کہ چھوٹے بڑے سب مجکو سنگسار کرین - اہتمام سنگساری ہو ہی رہا تھا - کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی - جو نادان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کرم کی امید پر تکیہ کر کے لوگون کو دشوامی کے وقت مین بہتری اور آسانی کے وعدہ سے تسلی دیوے اُس کا سنگسار کرنا زیادہ آسان ہے - یا مینہ برسا دینا - یہ بات ہنوز دل مین ختم نہین ہوئی تہی - کہ آسمان نے ابر سے پانی برسایا - اور کہیتون کو شادابی کی خوشخبری پہونچی - کہتے ہین - اِس واقعہ کے بعد آپنے پگڑی سر پر نہین باندہی - اور عورتون کے لباس مین زندگی گزاری - جب تک زندہ رہے - آپ کی خوابگاہ وہی گانون ہے جس مین رہتے تہے - مصرع بکام او سر دباران رحمت باد

یاد شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ کی گفتار - غیبی علوم کا رسالہ - اور آپ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تہی - زاد بوم تہانسر ہے جو

احمد آباد گجرات کے توابع میں سے ہے۔ کہتے ہیں۔ آپ کو الٰہی جذبہ نے ایکبارگی آلیا۔ اپنے وطن سے آمیر میں آئے۔ اور چند سال اُس شہر کے اندر حالت جذب میں گزار کر گوالیار پہونچے۔ چند روز بیان کا بھی تماشا کر کے دارالخلافہ آگرہ کو چلے گئے۔ جو ذی احتیاج لوگ آپ کی خدمت میں حاضر آتے تھے۔ اُن کے ضمیر میں پر آپ کو علم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ بغیر عرض حال کئے ہوئے۔ ہر ایک شخص اپنے مدعا کا جواب آپ کی تقریر سے پالیتا تھا۔

آپ کے خادم شیخ نظام کا بیان ہے۔ تاریخ ساتوین جمادی الآخر۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار ایک تھا۔ کہ جب ہمارے زمانہ کے سپہ سالار میرزا عبدالرحیم خانخانان ابن بیرم خان خانخانان مظلہ گجرات سے جس کو خداوند اقلیم اکبر شاہ کی ملازمت میں بمقام دارالسلطنت لاہور حاضر ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ ایک کثیر لشکر اپنے ہمراہ لیکر صوبہ تتہ کی فتح کے واسطے کوچ کرین۔ یہ حال سنکر میرے دل میں آیا۔ کہ صوبہ تتہ میں بہت سے خداشناس حق پرست اور ایزد دوست لوگ تھے۔ اور نیز اب ہیں۔ کیونکر فتح کی صورت پیدا ہوگی۔ ہنوز اس خیال کی تصویر ذہن میں پورے طور پر منعکس ہونے بھی نہین پائی تہی۔ کہ آپ نے خشم آلود نگاہ سے مجکو دیکھا اور بہت سی نئی نئی وضع کی تصنیف کی ہوئی گالیون کا خلعت عطا کیا۔ اور فرمایا۔ تو کون ہے جو تجکو بزرگون کے قرار داد مین سہو اور خطا کے ساتھ رائے زنی کا منصب حاصل ہو۔ مالک تتہ علاءالدین ہے۔ اور سپاہ لیجانے والا اُس کا برگزیدہ دوست ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ فتح کا چہرہ نمایان ہوگا۔ کہ اس سے بہتر شکل کسی کے بھی تصور میں نہین آسکتی ہے۔ چنانچہ آپنے جیسا فرمایا تھا۔ ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح جب سپہ سالار نے دکن کی فتح کے واسطے عزم کیا تھا۔ تو آپنے خوشخبری دی تہی۔ کہ کاتا مہ قلعہ اس دفعہ مین ہمنے تمہارے واسطے فتح کر دیا ہے۔ اُس قلعہ کو تم بے تامل دیکھ لوگے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ قلعہ سے مراد احمد نگر پایتخت دکن ہے۔ اس قسم کی باتین شیخ نظام کے نزدیک بہت سی ہیں۔ مگر اُس نے چند بیان کین ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کے بعد آپ آسمان کی جانب تیاری کر گئے۔ حدود آگرہ مین قبر ہے۔

مصرع علم حق جوہر زبانش بود ؛

یاد شیخ بابو جیوا ابن شیخ جیو

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی نسل سے ہیں قدس سرہم کتابی علوم اور ایزدی عرفان آپ کو کمال کے درجہ پر حاصل تھا۔ شہر پٹن کے اکثر طالبانِ علم نے آپ کے

مدرسہ مین تحصیل کی ہے۔ آغاز جوانی مین آپ شیخ یعقوب چشتی نہروالہ کے روضہ پر متولی تھے جو شیخ برہان الدین دولت آبادی کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعض کے نزدیک آپ کو خرقہ خلافت شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے ملا ہے۔ شیخ برہان غریب اللہ کے ساتھ بہت کچھ یگانگت اور ہمدمی تھی۔ اور اسی شہر مین خوانگاہ بھی ہے۔ عرس گاہ کے اندر مشائخ گجرات کا طریقہ ہے۔ کہ زنبیلین ریشمین اور زرین کپڑے سے منڈھ کر اور انواع و اقسام کے حلوے اُن مین بھر کر سر بمہر کرتے ہین۔ اور وہ زنبیلین بزرگان دین درویشون مین تقسیم کرتے ہین۔ مگر آپ نے اُن ظروف کو بینوا درویشون پر تقسیم کیا۔ دوسرے مجاورون کو جن کو تمنا اُن سے اس کے بدل مین نذرین ملتی تھین۔ یہ بات ناگوار گذری۔ اور خشم آلودہ گفتگوئین کین۔ آپ ان لوگون کی ناموزون تقریر سے دل تنگ ہوئے۔ تمام تصرف اور تولیت انھین ارباب غرض پر چھوڑدی اور خود گوشہ اختیار کر کے باقی ماندہ عمر توکل اور تسلیم مین گزاری۔ ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو سامان زندگی باندھا اور چلے گئے۔ مصرع از خود گسستن و بتو پیوستن یکے ست

یاد سید تاج الدین قادری نہروالہ

آپ سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ ایک ہی سال خورد۔ اور صحاح ستہ حدیث کے حافظ تھے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین جاگیردار سرکار سید محمود بارہہ کے بیٹے۔ سید قاسم تھے۔ بڑے عارف پرست اور درویش سیرت آدمی تھے آپ نے سید قاسم کو ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کہلا بھیجا تھا۔ کہ ان دو تین روزون مین تاج الدین واپسین سفر کر جاوے گا معلوم رہے جب تیسرے روز شام کے بعد آپ نے عالم بقا کا عزم کر کے جہان فانی کو رخصت کیا۔ تو جن صاحبون نے پیغام سنا تھا۔ اُن کو حیرت ہوئی اور روئے۔ آپ کے چار لڑکے تھے۔ جمال۔ احمد۔ اسحٰق۔ اور ابراہیم سب سے چھوٹے کو خرقہ اور سجادہ سپرد کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہ میرا جانشین ہے خوانگاہ پٹن۔

مصرع تحت رحمت باد خاک تاج دین

یاد خواجہ کلان ابن مولانا خواجگی

آپ کے بیان کی اکسیر مین معانی کا نرخ اور حیثیت بڑھانے کے خواص۔ اور آپ کی صورت کے دیدار مین ربانی مشاہدہ کے احکام پائے جاتے تھے طالبان خدا کی رہنمائی کے واسطے بلخ مین خوش وقتی کے ساتھ آباد تھے۔ کہتے ہین۔ جب عبد اللہ خان نے بلخ کو اپنے بیٹے عبد المومن سلطان کو

جاگیر مین نام زد کیا - تو عبدالمومن سلطان کا یہ حال تھا - کہ دولت جوانی - اور جوانی دولت سے مدہوش تھا - گوشہ گزینون اور خاک نشینون کے ساتھہ مستانہ سلوک سے پیش آتا تھا - اور امتیازی منش کو معزول کر کے - سب سے اپنی تعظیم اور تسلیم کراتا تھا - اس عام طور سے یہ خواجہ سے بھی مثل دیگران فروتنی چاہی آپنے تعمیل نہین کی - اس سبب سے غصہ ہو کر حکم دیا - کہ فلان شخص سلطانی قلمرو سے باہر چلا جاوے - آپنے بلا ارادہ تاشقند مین جا کر سامان اقامت رکھہ دیا - جب عبدالمومن سلطان نے تاشقند بھی فتح کر لیا - تو خواجہ باجازت سلطان پھر بلخ مین چلے آئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین مین اس دفعہ کی بازگشت مین آپ کی خدمت سے مستفید ہوا تھا - ریاضت کی جان گدازی سے تن بالکل گھلا ہوا - اور صورت مطلق عاجز ہو گئی تھی - جب کسی طرف کا ارادہ ہوتا تھا - تو ڈولی مین بیٹھکر جایا کرتے تھے - جو شخص چند روز آپ کی صحبت مین بیٹھہ گیا - اُس کا کام خیر و خوبی کے ساتھہ انجام پا گیا - آپ کے دیدار سے بہت کچھہ الٰہی فیض لوگون کی آنکھون کو نصیب ہوتا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات تھی - کہ روحانی عالم قدس کو روانہ ہو گئے - مین نعش پر حاضر ہوا - اور تعمیل وصیت آپ کی قبر بلخ کے شوقیا محلہ مین آپ کی خانقاہ کے اندر تیار کی گئی -

مصرع معبد او روضہ جاوید شد

یاد شیخ لادجیو سندھی

آپ باعتبار صورت مقید - اور باعتبار معنی آزاد تھے - چونکہ آپ کا حجرہ برہان پور مین مسیح العلوم کی جامع مسجد کی شمالی دیوار سے ملا ہوا تھا لہذا راقم گلزار کا گذر اُس طرف وقتاً فوقتاً ہوا کرتا تھا - سامان خانہ داری مین سے کوئی چیز اُس گھر مین معلق نہین پاتا تھا - کبھی پرانا بوریا ہی بچھا کر رات کو اُس پر سو جایا کرتے تھے - آپ حُسن فروش معشوقون کی صحبت سے دل باز نہین رکھہ سکتے تھے ہمیشہ نظر بازی کا بازار گرم رکھتے تھے - کافی سندھ کے مقبول راگون مین سے ہے - آپ ہمیشہ گانا سنا کر سننے والون کا دل چھین لیا کرتے تھے - کم و بیش ستر سال کی عمر پائی - اور اپنے تئین اسی طرز کے ساتھہ کم و بیش ہجری سنہ ایک ہزار سات تک پہونچا کر آنجہانی ہونے کا ارادہ کر دیا - خوابگاہ حدود برہان پور کے اندر شیخ ابراہیم سندھی کے روضہ منورہ کی ہمسائگی مین - عادل پور کے راستہ پر مصرع

روضہ اش بزمگاہ رضوان باد

یاد بابا بھرنک

آپ ایک شیرین مجذوب اور رنگین دیوانہ تھے۔ آپ کے حرف اور حرکات کی ہوا سے خوشی پیدا ہوا کرتی تھی۔ اور آپ کے شگفتہ دیدار کو دیکھکر غمگینی سامان باندہ جاتی تھی۔ آپ کی تعریف کی شرح ختم نہین ہوسکتی ہے۔ لہذا کسی قدر حالات لکھتا ہون۔ پرگنہ دہار کے ایک گانون مین آپ ایک مقدم کے بیٹے تھے ایکبارگی آپ کو عقل کھو دینے والا ایک جذبہ پیدا ہوا جس نے خان ومان سے آوارہ کردیا۔ آپ منڈو (مانڈو) مین آئے۔ قلعہ کی ہوا کچھ ایسی خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہ آپ کی رفتار کے پانون مین زنجیر پڑ گئی تمام دن کوچہ و بازار مین سیر کرتے۔ اور گاہ ٹھیرا کرتے تھے۔ اور تمام رات ایک حلوائی کی دوکان کے گوشہ مین سر زانو سے حیرت پر رکھے ہوئے۔ دن کردیا کرتے تھے۔ آپ کی ایسی برکت تھی۔ کہ دنیا دی دولتمندی حلوا فروش کے حق مین۔ شیرین کام ہوئی۔ ایک مدت تک اسی طریقہ پر بسر کی۔ منڈو (مانڈو) سے بیس کوس فاصلہ پر شرقی سمت مین کوہستان جیت پور ہے۔ اس کوہستان سے حمیر نام ایک زمیندار نے ہجری سنہ نوسو پچانوین مین حوالی شہر کو شاہی لشکر سے خالی دیکھکر لوٹنے کا موقع پایا۔ ایک رات اُس نے کیا کیا۔ دو سو سوار۔ اور ہزار پیادے قلعہ کے اوپر چڑہا دیے۔ اور خود ایک اور جماعت لیکر کمک کے طور پر نیچے قلعہ کے کھڑا ہوگیا۔ کوچہ مین گھسنے اور ہمراہیون کے مقابل ہونے کے وقت بابا کو چھیڑ دیا۔ بابا نے پکار کر کہا۔ شہر والو۔ آرام سے رہو۔ صحرائی لوگ۔ لاتون مین رُل گئے۔ یہ بات اُن جناتیون کو ناگوار معلوم ہوئی۔ ان مین سے ایک سگ طینت شخص نے تلوار نکال کر چند زخم بابا کو لگائے۔ آپ نے کشادہ پیشانی سے ان زخمون کو برداشت کیا۔ جب قدم آگے بڑھایا۔ یکایک تیرون کی شپا شپ۔ اور تلوارون کی چاکا چاک کی آواز ایسی کثرت سے سننے مین آئی۔ کہ کان بھر گئے ناچار یہ لوگ بھاگ کر پریشان ہوئے۔ اکثر اُن اجل رسیدون کو صبح کے وقت پہاڑون مین اور ویرانون مین بدون زخم تلوار اور تیر کے مردہ پایا۔ کمتر لوگ پائین قلعہ تک نیم جان گئے۔ اور یہ گوشمالی دیکھکر خود حمیر زمیندار کے ہاتھہ مین باگ اور رکاب مین پانون نہ تھا۔ بلکہ کئی آدمی اُس کو داہین بائین سے گھوڑے کے اوپر تھامے ہوئے تھے۔ بالآخر چند روز زندہ رہا۔ لیکن ہوش مین نہین آیا۔ اور بابا نے بھی یہ اجازت نہین دی۔ کہ زخم پر پٹی باندہی جاوے۔ یا مرہم کا پھایہ رکھا جاوے۔ اس سبب سے

چندروز مین زخمون کے اندر کیڑے پڑ گئے۔ جب کوئی کیڑا زمین کے اوپر گر پڑتا تھا۔ تو آپ اُس کو اُٹھا کر بدستور اُس کی جگہہ رکھ دیتے تھے اور ایوبی طریقہ لوگون کو دکہاتے تھے۔ **القصہ** اسی طرح پر زندگی گذارتے تھے۔ ایک سال بعد وہ زخم مندمل ہوئے۔ اور تندرستی حاصل ہو گئی۔ آپ کی اس قسم کی بہت سی خرق عادات راقم کے علم مین موجود ہین۔ لیکن اس گلزار مین گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اس کے تختہ ہاے چمن تنگ ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین آپ طبیعت کے تنگ و تاریک کوچہ سے۔ حقیقت کی نزہت گاہ کو روانہ ہوئے منڈو مین قبر بنائی گئی **مصرع**

عقل کل ہم درم جنونش باد

یاد حکیم عثمان

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ عیسیٰ ابن شیخ ابراہیم صدیقی ہے **رحمہم اللہ** زاد بوم مضبع بوبکان جو سیوستان سندہ کے مضافات مین سے ہے۔ خوابگاہ علاقہ خاندیس کا ایک گانون۔ آپ متداولہ علوم۔ اور حکمیہ فنون کے اندر اُستاد وقت تھے۔ آپ کے علوم نقلی مین طراوت اور تازگی۔ اسوۃ العلماء قدوۃ الاولیا۔ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی محمود مورپی کی شاگردی سے پیدا ہوئی تھی۔ اور آپ کے علوم عقلی کے خزانون مین بہت سے جواہرات۔ خلاصہ خرد پژوہان شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے جمع ہوئے تھے علماے زمانہ مین سے کوئی عالم ہر ایک فن کے مبادی اور مسائل کی تحقیق اور دقیقہ شناسی مین آپ کے رتبہ کو نہین پہونچا۔ راقم گلزار چند ہیئتہ اور حکمت کی کتابون مین آپ کا شاگرد ہے۔ شیخ سراج محمد بنبانی کے بیٹے قاضی نصیر الدین شیخ صالح سندہی جو اُستاد کے داماد کر کے مشہور ہین قاضی عبد السلام سندہی جنہون نے مختصر وقایہ پر ایک شرح لکہی ہے۔ جو تمام جزئیات رعایت کو شامل ہے۔ اور شیخ یوسف بنگالی کے داماد میان سکہہ جی۔ یہ بہی سب آپ کے شاگرد ہین۔

آپ کے حالات اس طرح پر ہین۔ ہجری سنہ نو سو تراسی کا آغاز۔ اور محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی خاندیسی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ گجرات سے برہانپور مین آئے۔ حاکم نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجہکر عزت و توقیر سے رکہا۔ اور درس و فتوے کے عالی منصب کی رونق آپ کے نام زد کرنے سے دوچند کی۔ ستائیس سال تک آپنے درس دینے اور فتوے لکہنے سے لوگون کو فیض و فائدہ پہونچایا۔ **القصہ** ہجری سنہ ایک ہزار آٹہہ کی فصل خریف مین اپنے وظیفہ کے موضع مین۔ جو خاندیس کی سرحد پر تہا۔

بترک سکونت چلے گئے۔ جب گانون مین پہونچے۔ تو خداوند اقلیم اکبر شاہ کا لشکر آنے کی خبر سننے مین آئی۔
برہان پور کو لوٹنا مصلحت نہ دیکھا۔ بلکہ چند روز جنگل کی ہی بود و باش بہلی معلوم ہوئی۔ ناگاہ اُسی سال کے
ماہ شعبان مین چورون کا ایک گروہ جن کو ہندوستان والے کولی کہتے ہین۔ صبح کے وقت ننگی تلوارین کہینچے ہوئے
اور نیزے ہلاتا ہوا۔ آپڑا۔ آپ مع ستر کس قریب ترین عزیزون کے۔ جو حسب و نسب سے آراستہ اور میدان
علوم کے پہلوان تہے۔ شہید ہوئے۔ اور خون مین بہری ہوئی جانمازین اُن کے کفن ہوئین شیخ لشکر محمد عارف
فرمایا کرتے تہے۔ حکیم کی مثل سکون و آرام کے ساتہہ نماز گذار۔ مجکو بس حکیم ہی نظر آئے۔ اور حکیم ہی فرمایا کرتے تہے
کہ مین اعتقاد اً شیخ لشکر محمد عارف کا گرویدہ اس سبب سے ہوا ہون۔ کہ میرے اُستاد قاضی نور پی
اُن کے مرید اور مسیح القلوب کہتے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر یوسف ہمیشہ کہا کرتے تہے جیسی
شکستگی خاطر۔ خوشی۔ عاجزی۔ اور گمنامی۔ نامی حکیم کی ہے۔ ایسی مینے عالمون مین سے کسی کی
بہی نہین دیکہی ہے۔ کیونکہ علم کی مدہوشی ایک بڑا امتحان ہے۔ دیکہا چاہیے۔ علوم کی مجلس کے بیٹہنے
والون مین سے کس کو ہوشیاری قلب نصیب ہو۔ چالیس سال کے اندر کسی کے گہر کا لقمہ نہین کہایا۔
کمال پرہیزگاری کے ساتہہ زندگی بسر کی۔ آپ کی تصنیفات بہت سی ہین منجملہ اُن کے تفسیر قاضی بیضاوی
کا حاشیہ۔ اور بخاری کی شرح۔ یہ دو کتابین۔ نہایت مشکل تہا۔ اور دشوار کشا ہین مصرع

شربت دیدار خواہم بشکند پرہیز او

یاد خواجہ اسحٰق ابن مولانا خواجگی

آپ مسیحائی معجزات مین جان ڈالنے والے۔ اور ظاہر و باطن دونون عالمون کے علم سے
واقف تہے۔ خرقہ خلافت اور نامہ اجازت پدر بزرگوار سے ملا تہا۔ اور بزرگ داماد مولانا لطف اللہ کے
فیض ہم نشینی سے گویا معرفت کا خزانہ حاصل ہو گیا تہا۔ جو شخص آپ کے پاس ایک دم کو بہی بیٹہہ گیا
کامیاب ہو کر اٹہا۔ آپ کی کام بخشی کی چادر۔ ایسی موزون قطع کی گئی تہی۔ کہ ہر ایک شخص کی استعداد کے
قد پر ٹہیک آجاتی تہی۔ کہتے ہین۔ آپ کی رہنمائی کے زمانہ مین چند روز بعد جب آپ دشت قپچاق کا گشت
اور تماشا فرما رہے تہے۔ اُس وقت اُس جنگل کے باشندے۔ اور پرگنات کے ترک خبگل کے جنگل۔ کفر
کی گہاٹیون سے نکل کر اسلام کے دار السلام مین داخل ہوتے جاتے تہے۔ اور بہت سی خرق عادات
آپ کے اقوال اور افعال سے ظہور پذیر ہوتی تہین۔ جیسے بیمار کی تندرستی۔ نابینا کی بینائی۔ جذام

اور برس سے صحبت پائی - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کے موثر دم سے عیسوی معاملات اُن شہرون کے لوگون پر
ظاہر ہوتے تھے - چونکہ انسان اس شیوہ پر فطرۃً دل دادہ ہوتا ہے - لہذا آپ کی بزرگی کا اعتراف کر کے رونق
اسلام کے واسطے کوشش کام مین لائے - اور خواجہ سے پیشوا اور معلم کے لئے التماس کیا - اس بنیاد پر
آپنے صوفیون کی ایک جماعت کو اُس ملک مین مقرر کیا - جب رہنمائی اور تعلیم اسلام کی رونق دن دونی
بڑھتی گئی تو فرمان روائے کاشغر محمد خان ابن عبد الکریم خان ابن عبد الرشید خان ابن تغلق تیمور خان
آپکا مرید ہوا - اور کانی اور آبی سنگ یشب کا حاصل مع دیگر فتوحات کے آپکے خانقاہ نشینون
کے نام سے سال درسال نامزد کر دیا - خواجہ نے بھی خان کی آرزو قبول فرما کر دیوانہ اشتر نامی شخص کو
جس کو مستی اور مستوری دونون حاصل تھین - کاشغر مین بھیجا کہتے ہین جب دیوانہ اشتر کو جذبہ کا جوش اور
دیوانگی کا تموج ہوتا تھا - تو اُس وقت مین اُس ملک کے باشندون مین سے اگر کوئی شخص انکار کا
خیال بھی ضمیر مین لاتا تھا - فوراً زمانے سے اُس کو گوشمالی ملتی تھی - عبد المومن خان فرمان روائے
ایران و توران عبد اللہ خان اوزبک کا بیٹا تھا ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین بلا وجہ - تحکم کی تیرگی نے
اسکی آنکھون کو اندھا کر دیا - کہ اس نے خواجہ کو سمرقند سے نکال کر بلخ مین جانے کی اجازت دی - آپ
آہستگی سے کام لیکر تھوڑا تھوڑا چلتے تھے - ہمراہیون نے سستی رفتار کی مصلحت دریافت کی - جواب دیا
ہماری معاودت سمرقند کو عنقریب ہے - لہذا دور کیون جانا چاہیئے - ہنوز باقی راستہ قطع نہین ہونے
پایا تھا - کہ عبد المومن خان کے مارے جانے کی خبر پہونچی - اُسی منزل سے آپنے وطن کا رخ کیا - اور
دو سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم شہادت کے سمرقند سے غیب کے سفر کو معاودت
فرمائی مصرع سیرت جان بخش عیسیٰ صورت اسحق ماست ؛

یاد شیخ عثمان ابن لادن قریشی

آپ راقم گلزار کے ہمسایہ - اور شیخ فضل اللہ حسین چشتی کے مرید تھے - آپ کے آبائے کرام
سپاہی تھے آپ تیس سال کی عمر کے بعد - اسباب سے ہاتھ دھو کر گھر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئے -
سوال نہین کیا - وظیفہ نہین لیا - بدون مہمان درویش کے لقمہ نہین اُٹھایا - ہر روز کوشش کر کے
کسی نامراد کو پیدا کیا کرتے تھے - راتون مین نہایت سوز و گداز کے ساتھ بہت سی نمازین پڑھا کرتے
تھے - جمعہ کی رات کو ایک دامن بھر غلہ خرید اکرتے تھے اور چارون طرف درود پڑھتے ہوئے لوگون کو

تقسیم کردیا کرتے تھے - جب غلہ تمام ہوجاتا تھا - تواپنے گھر کو لوٹ آیا کرتے تھے - اور یاد حق مین مشغول ہوجاتے تھے - جب تک گوشہ گزین نہین ہوئے تھے تب تک بہت سے مجذوبون اور سالکون سے ملتے تھے جیسے شاہ منصور مجذوب برہانپوری - شاہ تاجو - اور پیر باجر منڈوی جب کیفیات کا بیان شروع کرتے تھے توصدراللہ کر اصحاب مین سے ہر ایک کی دل ربا نقلین سنایا کرتے تھے - ہندی طرز کا گانا خوب جانتے تھے - آدہی رات کے وقت اپنے حجرہ مین تنہا - دل آویز راگ سے دردناک چیزین گایا کرتے تھے - سننے والون کو گویا داؤدی ولایت کا پیغام پہونچتا تھا - جب پیری آپہونچی - تو گانا چھوڑدیا تھا - لیکن مجلس سماع مین جانے سے پانون نہین روکا - اسی طرح پچاس سال تک عملدرآمد رکہا کم وبیش اسی سال کی عمر پائی ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو روانہ ہوئے - منڈو (مانڈو) مین قبر بنائی گئی مصرع رحمت حق نثار روحش باد

یاد شیخ ابوالفتح ابن جمال الدین

آپ مکی - عباسی - اور قادری ہین - ہر ایک قسم کے فضائل اور کمالات سے خود بہی مستفید تھے اور لوگون کو بہی فائدہ پہونچاتے تھے - غوث الاعظم گیلانی کا خرقہ خاص آپ کو پہونچا تہا - وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکہا کرتے تھے - زاد بوم شروان ہے - مکہ معظمہ مین بہت رہے تھے - اسو سطے مکی کر کے مشہور ہوئے - سیاحی یا اطراف زمین کی کیفیات معلوم کرنے کا شوق آپکو پیدا ہوا - اس نے آپ کو وطن سے نکال کر براہ خشکی ہند کی طرف متوجہ کیا - جب آپ سندہ کے کنارہ پہونچے - تو ایک پیکر پرست کو سریر حکم پایا - یہ بات ناگوار معلوم ہوئی - اور کہا جس ملک مین اسلام والون کی عنان اختیار - دوسری قوم کے ہاتہ مین ہو - ابوالفتح کا اُس ملک مین رہنا موزون نہین ہے - لہذا قندہار کو لوٹ جانے کا عزم فرمایا - اُن ایام مین فرمان روا سے اقلیم - سلطان سکندر لودی - ملتان کے اطراف مین تہا اُس کو خبر ملی - کہ ایک پرہیزگار دانش مند آدمی - سندہ کے ملک مین آیا تھا - اور وہ فلان سبب سے لوٹا جاتا ہے - ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بہیجا - جس مین طرح طرح کی خوشامدین اور آرزوئین - وطن کی تہین اور دارالخلافہ آگرہ کی طرف آنے کے لئے عرض کیا - شیخ نے نصیحت کی نیت کر کے معاودت فرمائی جب آپ کی ملاقات ہوئی - تو سلطان نے جو کچہ لکہکر بہیجا تھا - اُس سے دوچند زیادہ عاجزی اور محبت کے ساتھ پیش آیا - آپنے فرمان روا کی دوستی کے سبب سے قیام کا ارادہ کرلیا - کہتے ہین

ایک دولتمند شخص نے اپنی بدباطنی سے آپ کے خط کے مشابہ حروف سے ایک خط - ایک دشمن سلطان کے نام لکھکر اس طرح بہیجا کہ بہارون کے ہاتہ جا پڑا - جب وہ نوشتہ - سلطان کے حضور مین پیش ہوا - تو سلطان نے شیخ کے پاس بہیجکر - کسی قدر گلہ کیا - آپ نے جواب دیا - ہو الفتح الیسانین سے - کہ ایسی نالائق تحریر سے اپنے قلم کو ملوث کر کے دل آزاری روا رکہے - حکم خداوند تعالی سے مفتری شخص جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاوے گا - کہتے ہین - ایک ہفتہ نہین ہونے پایا تھا - کہ اُس نابکار کا ہاتہ ایک ایک مست اونٹ نے اس طرح چاب ڈالا - کہ بیکار اور خشک ہو گیا - نیز یہبی کہتے ہین - جس وقت ظہیر الدین بابر شاہ ہند مین آیا - تو سلطان ابراہیم نے اُس سے لڑنے کے واسطے فوج میدان مین نکلی - اور یہ بہی حکم دیا - کہ تمام قلمرو کے فقرا اور فضلا بہی - جو ضمیمۂ لشکر ہین ہمرکاب ہون - سید رفیع الدین صفوی اور نیز دیگر بزرگون نے کوچ کیا - آپ بہی بادل ناخواستہ ہمراہ لشکر ہو لیے - جب دہلی مین پہونچے ایک روز پچہلی دو نمازون کے درمیان ایک صحن کے اندر آپ ٹہل رہے تہے - ایک بارگی مغرب کی سمت سے آپ عجلت کے ساتھ لوٹے ایک شخص نے جو وہان کہڑا ہوا تھا - یہ لوٹنا بے سبب سمجھکر دریافت حال کیا - فرمایا اس طرف سے خدائی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نام زد ہے - لہذا بہاگنا واجب ہوا - دوسرے روز صبح کے وقت یارون کو آگاہ کر کے خود آگرہ کی طرف چلے آئے - جب لشکر پانی پت مین پہونچا - تو بڑی بہاری لڑائی ہوئی - سلطان ابراہیم مارا گیا - اور بہت سی فوج - اور فوج کے سوا دوسری مخلوقات بہی ضایع ہوئی آپنے واپسین نفس تک ایک سو چونتیس سال - طالبان خدا کی رہنمائی کی - تاریخ بائیسوین شعبان ہجری سنہ نوسو تہرین کو آپ خاک آگرہ کے سپرد کر دیئے گئے - سید رفیع الدین محدث نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی - مصرع رحمت حق باد بر درویش و شاہ ؛

یاد شیخ داؤد براری

آپ کی زاد بوم موضع پورکام مین ہے - جو خاندیس سے سات کوس شمالی سمت مین قلعہ آسیر کی طرف واقع ہے - سپاہی کے لڑکے تہے - جوانی مین توفیق ہوئی - سپاہگری اور اسباب نوکری ترک کر دیئے - سوائے نیزہ کے - کہ عصا کی جگہہ ہاتہ مین رکہا کرتے تہے - اور تیر و کمان اپنے پاس سے جدا نہین ہونے دیتے تہے - رسمی ارادت کسی رہنما کے ساتھ نہین تہی - اویسیہ فیض - آپ کے حالات سے عیان تہا - جذبہ اور سلوک کے درمیان مین ایک حالت نہی رہتی تہی - آغاز سخن -

ہوش کے ساتھ ہوتا تھا - اور اخیر میں کلام کے اندر انتشار پیدا ہو جاتا تھا - لیکن خشم آلود باتوں سے جلد بر جایا کرتے تھے - اور مہربانی کرنے لگتے تھے - لوگوں کے ملنے سے اور آبادی سے بھاگتے تھے اور عمر تنہائی کے ساتھ صحرا میں گزارتے تھے راقم تذکرہ کے اُستاد سید شاہ محمد کے ساتھ دوستانہ پیش آتے تھے - اور شیخ بہلاری کے بیٹے شیخ جمال سے بہت ملتے تھے - کیونکہ شیخ کا گھر - آپ کے جنگل سے نزدیک تھا - راقم کی مصاحبت سے بھی خوش ہوتے تھے - اور خدمتوں کی فرمائش کر کے - راقم کو احسان مند فرماتے تھے ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ میں جسمانی جاگیر آپ کی تبدیل کر دی گئی - اور روحانی پرگنہ جاگیر میں دیا گیا - منڈو (مانڈو) کے اندر بابا برنگ کی ہمسائگی میں خوابگاہ ہے - مصرع باد جانش بلبلِ باغِ ارم -

یاد شیخ کمال

آپ شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال کے بیٹے ہیں - اور شیخ جمال سرغزل دیوان ولایت - ا ، مرد تر اہل ہدایت شیخ نعمان آسیری کے پوتوں میں سے تھے - ابتدا ابتدا میں مسیح القلوب مغلی کے ساتھ اویسیہ نسبت رکھتے تھے - جب ہجری سنہ ایک ہزار میں عرش آستانی اکبر شاہ نے خاندیس پر لشکر کشی کی تھی - اور فرمان روائے خاندیس مسیح القلوب کو برہان پور سے قلعہ آسیر کے اندر لے آیا تھا - تو اُس اثنا میں اویس منزلت (شیخ کمال) ملازمت میں حاضر ہوئے تھے - اور ظاہر ظہور بھی تلقین سے حصہ پایا - اسی سال کے اندر آپ کی روح قدسی کالبد کے عنصری حصار سے نکل کر لامکان کی نزہت آباد کو کشادہ پیشانی کے ساتھ چلی گئی - اور ایسی خوش دلی کے ساتھ دوش بدوش گزر گئے - کہ جیسی خوش دلی قیدیوں کو آزادی کے بعد ہوتی ہے - خوابگاہ - قلعہ آسیر کے دامن میں مصرع زندان جہان بشکن و بکشا درِ جنت

یاد شیخ ضیاء الدین چشتی

آپ کا نام اسمٰعیل - اور زاد بوم قلعہ گوالیار ہے - قصبہ دسور (مندسور) میں گوشہ نشین تھے - آپنے سلطان ابراہیم لودھی کا زمانہ لڑکپن میں پایا تھا پندرہ برس کی عمر تھی کہ سید رضی ابن صفی حسینی سوانیہ کی خدمت میں پہونچکر آداب ارادت بجا لائے - سید صفی حضرت غوث الاولیا کے خلفا میں سے تھے - بہت تھوڑے عرصہ میں خلعت خلافت پا کر کامیاب ہوئے - آپ کے مکان کے پہلو میں ایک مسجد تھی - خلعت خلافت پانے کے بعد - اسی مسجد کی زمین میں حجرہ کے اندر حجرہ کھود کر - کم و بیش دس سال خدا پرستی - تن گدازی اور جان پروری میں گزارے ایکسو پانچ برس کی عمر تھی - کہ فرمان طلب

پہونچا۔نہایت خوشی کے ساتھ تاریخ پندرہوین جمادی الثانی ہجری سنہ ایک ہزار نو کو سامان باندہ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ اسی مسجد کے صحن مین قبر بنائی گئی۔ آپ کے چار لڑکے تہے۔منجملہ اُن کے شیخ حبیب نے جانشینی کا جہنڈا کھڑا کیا مصرع بیرانہ وصل ودست جوانی دیگر ست

یاد قاضی عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ۔صوبہ خاندیس کے قاضی القضاۃ۔ اور کتابی نقوش اور لدنی علوم کے عالم تہے۔جب جوانی تہی۔ تو کتب متداولہ کا درس بہت دیا کرتے تہے بالخصوص علم قرأت مین بہت سے حافظون کو فیض پہونچایا۔جب ضعیفی نے آدبایا۔ تو تمام قیل وقال۔ اور مولانسلم کو خاطر سے نکال پہینکا۔ صرف پیر سہروردی کی عوارف۔ گلشن راز لاہیجی کی شرح اور بخاری کی شروح۔ ان کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہوگئے تہے۔ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عالم قدس کا سامان کرکے۔جہان خاکی کو رخصت فرمایا۔ اور برہان پور مین ابدی خوابگاہ کے اندر آسایش کے تکیہ پر سر رکہا۔ **بیت**

رحمتِ حق و منتِ احمد		باد بر جان پاک جوہر او	

یاد شیخ نظام رحمہ اللہ

آپ کو خرقہ خلافت سید ابراہیم بہکری سے ملاتہا۔ باوجودیکہ پیر کے دو بیٹے تہے۔ مگر اُنہون نے اپنا جانشین آپ ہی کو کیا تھا۔ آپ متداولہ علوم۔ اور صوفیون کی اصطلاحات خوب جانتے تہے تمام سال کتابت کیا کرتے تہے۔ اور جو کچھہ اُس کا حاصل آتا تھا۔ وہ اپنے پیر کے عرس مین صرف کرتے تہے۔شرح مواقف اور مطول معانی پر حاشیہ سیرامی یہ دونون کتابین اپنی قلم کی لکھی ہوئی راقم گلزار کو ہجری سنہ ایک ہزار مین عنایت فرمائی تہین ہجری سنہ ایک ہزار نو مین سپنجی سرائے کو رخصت کردیا خوابگاہ برہان پور مصرع نظام ہر دو عالم روزیش باد ؛

یاد شیخ عبدالرزاق طائی

آپکی زاد بوم پٹن ہے۔زر باف تہے۔زہد وتقوی کا خلعت زیب بدن تھا۔ ناگاہ آلہی جذبہ پیدا ہوا۔ اور یکبارگی خودداری جاتی رہی۔جو لباس کہ بدن پر تھا۔ پارہ پارہ کردیا۔ اس کے بعد لوگ آپ کا ستر عورت سوائے کفن کے نہ کرسکے۔جب کوئی شخص عبدالرزاق کہکر پکارتا تہا تو آپ غصہ ہوتے تہے۔گالیان دیتے تہے۔ اور کہتے تہے۔رزاق کہو۔کیونکہ مین کسی کا بندہ نہین ہون۔

اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - رزاق - تم جب تک دو الٰہ کے ساتھ گرویدہ نہو گے حقیقی ایمان کی سرحد پر نہیں پہونچو گے - اور الٰہی معرفت کے کمال کا راستہ نہیں ملیگا - غالباً آپ کا مقصود دو الٰہ سے یہ ہے کہ بعض اصحاب الٰہ کو منزہ جانتے ہین - اور بعض تشبیہ کے ساتھ کہتے ہین - لہذا جو شخص جامع بین التشبیہ و التنزیہ نہ ہوگا - کامل مومن نہ ہوگا - اس بنیاد پر خدا پرستون کی تین قسمین ہین - مشبہ - منزہ - اور جامع اہل تشبیہ کافر ہین - ارباب تنزیہ مومن ہین - اور اصحاب جمع صوفی ہین - یہ بحث فصوص الحکم مین - اور فتوحات مین ایک دلپسند وسعت کے ساتھ لکھی گئی ہے - اس صحرا کے پیاسون کو اُس عبارت کے چشمہ سے سیراب ہونا چاہیے - ہجری سنہ کچھہ اوپر ہزار مین آپ کی عمر کا زمانہ انجام کو پہونچ گیا - خوابگاہ زادبوم ہے -

شیخ تاج الدین

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ابن عیسیٰ دہلوی کے فرزند ہین - بہت سے کمالات اور حالات حاصل تھے علم تصوف کچھہ تو اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک - اور کچھہ شیخ امان اللہ پانی پتی کی خدمت مین پڑہا تھا - شاہراہ طریقت کی روش مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا تھا - بالآخر یہ آرزو ہوئی - کہ عاجزون کے مہمات انجام پہونچانے مین تگ و دو کرنی چاہیے - اسواسطے عبا کا پہننا چھوڑ دیا - اور قبا زیب بدن کر کے عرش آستانی اکبر شاہ کی چاکری کے واسطے کمر باندہ لی - اور عمدہ طور پر خدمات انجام دیکر مقبول مقربون مین داخل ہوئے - یہ بالکل سچ ہے - بہت سے لوگ آپ کی ہمت اور دلسوزی کی بدولت تکلیفات کی پستی سے نکل کر تونگری کی اونچی سیڑہی پر چڑہ گئے - حدیث شریف مین آیا ہے - شریعت والے - اور نیز جلی و خفی وحی والے بہت سے پیغمبر - اپنے زمانہ کے بادشاہون کے ساتھہ چاکرانہ سلوک کیا کرتے تھے - اس نیت سے - کہ عاجزون کا کام شاہنشاہ کے حضور مین یاد دلا کر اچھی طرح انجام کرادین - اور ظلم کا دوہتڑ کھائے ہوئے - اور ٹھوکر کھا کر گرے ہوئے لوگون کی شکستہ دلی کو دادرس کی خدمت مین عرض کر کے دستگیری کرین - ایک روز راقم کے مرشد بھی فرماتے تھے کہ درویش صورت مرد کو دنیاوی دولتمندون کی ملازمت اس نیت کے ساتھہ روا ہے کہ ارباب احتیاج کی مہم انجام دیوے - قطعہ

سعی من از برائے فرو ماندگان بود	در خدمت کسے نشتابم برائے خویش
ہر کس کہ با کسان بنماید نیاز و ناز	غوثی کہ ہست خسرو وقت و گدائے خویش

یادشیخ فیضی فیاضی

آپ کا نام ابوالفیض - اور باپ کا نام شیخ مبارک خضر ہے - زادبوم تو آگرہ ہے - لیکن آپ کے عقیق کی کان ہمنی ہے ہندی یا نفس نہین ہے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل پدر بزرگوار کی شاگردی سے کر کے چودہ سال کی عمر مین کمال کے درجہ کو پہونچے تھے - فارسی شعرگوئی مین خسرو کا سوز - سعدی کی ملاحت اور حسن کا حسن - تمام اہل زمانہ کے اوپر دو نقد کر کہا تہا - اور ملک الشعرا ہو گئے تھے - آپ کی ہمت نے دنیاوی طمطراق کو لوگون کی فیض رسانی کے واسطے بہم پہونچا کر لوگون کے کام مین رُکاؤ باقی نہین رکہا تہا - آپ کی طبیعت فطرۃً ایسی زکی تہی کہ رسمی علم کے لم ولانسلم کو حاصل کر کے کسی فن مین کوئی بات مشکل کبہی ہی نہین - آپ کی مٹہی تشدستون کا خزانچی - اور آپ کی زبان عاجزون کو سرمایہ دینے والی تہی - آپ اُن صوفیون مین سے ہین - جو وحدت وجود کے مقر ہین - زمانہ کے ورق پر آپ کی بہت سی تصنیفات یادگار ہین - یہ تصنیفات اس میرے بیان کی مستحکم دلیل ہین -

منجملہ تصنیفات (۱) سواطع الالہام - ایک بے نقطہ تفسیر عربی زبان مین ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ ایسے مشکل کام کو مدت دو سال مین الحمد کے الف سے والناس کے سین تک انجام کو پہونچایا - اندازہ شناس طبیعت آپ کی دانش و بینش کے درجہ کا قیاس تفسیر موصوفہ کے مطالعہ سے کسی قدر کر سکتی ہے (۲) موارد الکلم ایک رسالہ ہے غیر منقوط عربی مین بہت کچھ عجیب و غریب باتین اس رسالہ مین درج ہین (۳) دیوان غزلون اور قصیدون کا بارہ ہزار بیت سے زیادہ ہی زیادہ ہے (۴) خمسہ مین سے چار کتابین تو یہ ہین - (الف) مرکز ادوار (ب) نل دمن (ج) سلیمان بلقیس (د) رزم نامہ اور پانچوین کتاب رسالہ ہزار رباعی ہے (۵) لیلاوتی کا فارسی ترجمہ ہے - لیلاوتی ایک رسالہ ہے ہندی لغۃ کے اندر علم حساب مین جو بہت کچھ غرائب اور عجائب کو شامل ہے -

چونکہ مدت سے اپنی طرف متوجہ ہونا - اور بوقلمون نفس کی معرفت کے واسطے سرگریبان مین جہکائے رکہنا آپ کو پسند تہا - اور خاموش رہنے کو اور نیز ایزدی صفات کے اندر تفکر کام مین لانے کو گویائی اور باتین کرنے پر ترجیح دیتے تھے - اِس سبب سے منجملہ خمسہ کے

پچھلی دو کتابین باوجود شہنشاہی کوشش اور اہتمام کے انجام کو نہین پہونچین - شروع بیماری مین جو بازگشت اور تدارک مافات کا وقت ہے یہ رباعی کہی تھی - رباعی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد
مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے درو می گنجید
تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

اور اثناے بیماری مین یہ بیت اکثر پڑھا کرتے تھے - بیت

گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ
بہ نشود پاے سیکے مور لنگ

القصہ راقم گلزار نے آپ کے کسی قدر حالات جو لکھے ہین - سنے ہوئے نہین ہین - بلکہ اُن حالات مین سے لکھے ہین - جو معائنہ کرکرا اور پاس بیٹھکر معلوم کئے ہین - اور نیز جو تحقیق ہوئے ہین -

یاد شیخ برہان علوی

آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے بھائی ہین قدس سرہما گجرات سے برہان پور مین آکر توطن اختیار کیا تھا آپ کی ہمت کی اُنگلیان مٹھی باندہنے سے دور رہین - دوسرون کے ساتھہ سلوک کرنا اور نیز دوسرون کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا - یہ امور آپ کے ہاتھہ کے ساتھہ آشنا تھے - آپ کے کارخانہ کا نقد و جنس بے دریغ تھا اور کسی شے کے ساتھہ دلبستگی آپ کے نہ افعال سے ظاہر تھی نہ اقوال سے - اس طریقہ سے زندگی بسر کردی - اور وہ کمال آزادی کے ساتھہ گزر گئی - خانگاہ برہان پور

مصرع ہمانش از آزاد رفتن شاد باد ؂

یاد شیخ عبداللہ صوفی شطاری آگرہ

آپ کمال الدین بہلول ابن چاند - ابن جنید - ابن محمد ابن برہان الدین - ابن عز الدین محمود ابن نجم الدین احمد - ابن مولانا شمس الدین ہروی عثمانی کے فرزند رشید ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز تاریخ بارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو چار کو آپ کی ولادت سے قصبہ سندیلہ مین بیحد خوشی ہوئی - چونکہ خدا طلبی کا جوہر آپ کے ساتھہ ساتھہ تھا لہذا نو سال کی عمر مین آپ کو پیر ارادت کا شوق پیدا ہوا - مخدوم شیخ صفی ساتی پوری کے مرید ہو گئے اور سولہ برس کی عمر مین کتابی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر گھر سے نکل کھڑے ہوئے - اور قصبہ گوپامو مین شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت مین پہونچے - جو مان کی طرف سے اپنے ہوتے تھے -

اور صرف ونحو کا پڑہنا شروع کردیا۔

شیخ بدرالدین بدایونی اپنے وقت کے قطب تہے۔ اُنہون نے اثنائے تعلیم مین خواب کے اندر تشریف لاکر آپ کو فرمایا۔ عبداللہ تم چند روز ہماری خدمت سے حصہ لو۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو بے تامل بدایون کی طرف چل کہڑے ہوئے۔ بدایون مین پہونچنے کے بعد شیخ بدرالدین کا سراغ نلگایا۔ کسی نے پتہ نہین دیا۔ رات کے وقت نا امید ہوکر جامع مسجد مین اندیشناک سوگئے۔ پہر شیخ نے خواب مین فرمایا کہ فلان جگہ ہمارا روضہ ہے۔ وہان آکر مجاور بنو۔ پس آپ ہلالی چلہ دور کامل اعتکاف کے طور پر اُس مزار پاک پر رہے۔ اور بہرہ یاب ہوئے۔

اِس اعتکاف کا انجام یہی تہا کہ خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی نے خواب مین فرمایا تم کو ایک سال ہمارے حظیرہ مین رہنا چاہیے۔ صبح ہوتے ہی۔ دہلی کو روانہ ہوئے۔ چاشت کا وقت تہا۔ کہ قلعہ دہلی کے دروازہ پر پہونچے۔ شیخ معزالدین بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو اپنے گہر لے گئے جب مکان مین پہونچے تو مہمان کے ساتھ بہت کچھ مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اس شہر کے قطب نے تم کو میرے سپرد کیا ہے۔ تم اسی جگہ ٹہیرو۔ روضہ کی خدمت کرتے رہو۔ اور اس خانقاہ کے مدرسہ سے سبق پڑہا کرو۔ نحو کا کافیہ۔ لب۔ اور ارشاد۔ یہ تینون کتابین۔ اسی جگہ پڑہین اور ہمیشہ نماز عشا سے فارغ ہوکر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے تہے۔ اور رات کو دن کردیا کرتے تہے۔ فیض روحانیت سے روشنی قلب حاصل ہوئی۔ اور ایک سال بہی ختم ہونے کو آیا۔

حضور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ عالم مثال مین تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین ملتانی حصار مین تمہارے پہونچنے کے منتظر ہین۔ اُن کی درس مین جاکر تحصیل کمالات کرو۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ چند روز بعد جناب مولانا نے احمد آباد گجرات کا عزم فرمایا۔ آپ بہی ہمراہ گئے اکثر علوم غریبہ کی کتابین اور تفسیر مولانا کی ملازمت مین رہکر پڑہین۔ اور شرح مواقف۔ شرح مقاصد۔ الٰہیات۔ اور نیز بعض دیگر ریاضی کے رسالے شیخ وجیہ الدین احمد علوی شطاری کی درس مین نکالے۔ بزودی۔ ہدایہ فقہ۔ اور عضدی یہ کتابین شیخ مبارک دانش مند شطاری گوالیاری کے سامنے حل کین علم حدیث اور اصول حدیث میر عبدالاول دولت آبادی کی تعلیم سے حاصل کیا۔ اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفیٰ اردمی سے لی۔

بالآخر چوبیس برس کی عمر مین جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے - تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا
تمام کتابین لوگون کو تقسیم کر کے باغ ارم کے ایک گوشہ مین نفس بوقلمون کی اصلاح مین مصروف
ہوئے - چند عرصہ کے بعد الہی طلب اور ایزدی معرفت کا ایسا ہجوم ہوا - کہ تمام حواس اور قوی کو
جکڑ بند کر لیا - اور ہر ایک کو اُس کے کام سے معطل کر دیا - حضور خاتم النبوۃ کی طرف توجہ ہوئی علیہ
من الصلوۃ اکملہا کہ کسی مرشد کا پتہ بتا دین - جو نایابی کے درد کا علاج کرے - اور جس کے
نفس ہدایت سے طالب عرفان کے اعلیٰ مطلب کو پہونچکر - صاحب بصیرت ہو جاوے - آخر کار
حضور نے غوث الاولیا کی خدمت کا راستہ دکھایا - حضرت غوث الاولیا نے دو مہینے کے اندر -
مشرب عشقیہ کے تمام اذکار - اور اشغال سکھا کر - انوار و اسرار سے بہرہ یاب کیا - اور ہجری سنہ
نوسو پچاس مین عید الضحیٰ کے عرفہ کے روز آپ کو تمام خانقاہ نشینون کا سرحلقہ بنایا - تمام صوفیون
کی تلقین آپ کے سپرد ہوئی - کامل دس سال تک ہمیشہ مبتدی درویشون کی تربیت آپ کرتے
رہے - مبتدی درویشون مین سے جو شخص کمال کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا - غوث الاولیا کی خدمت
مین عرض کر کے سند ارشاد لیکر اُس کو دیدیتے تھے - اور کسی سمت کی رہنمائی کے واسطے اجازت
ہو جاتی تھی -

اس اثنا مین غیب سے بیت الحرام کے طواف - اور حرم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام
کی زیارت کے واسطے مامور ہوئے - مدینہ منورہ مین پانچ سال قیام کر کے کمال ریاضت مین منہمک
رہے - اور ہر سال حج کے واسطے بھی آمد و رفت رکھی - پھر حکم عالی کے بموجب احمد آباد مین بازگشت
فرما کر داخل ہوئے - کم و بیش پندرہ سال اس شہر مین گزارے - ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین پیر کی زیارت
کے واسطے گوالیار مین آئے - یہان دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی - بعدہٗ بفرمان پیر ہجری سنہ
نوسو تراسی کے آغاز مین دار الخلافہ آگرہ کو جا کر مٹیا محل گلی مین حجرہ تجویز کیا - اور نماز عصر کے
وقت دوشنبہ کے روز - تاریخ تیئسوین جمادی الاول ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری منزل
سے قدسی مقام کو عروج فرمایا - آپ گوشہ نشین تھے - آشنا اور بیگانہ کے دروازہ پر مطلق نہین
گئے - اور اسی عبادت خانہ مین اپنی خواہش کے موافق خوابگاہ اختیار کی -
آپ کی تصنیفات یہ ہین - (۱) سراج السالکین بر متن جواہر خمسہ (۲) اوراد صوفیہ (۳) رسالہ

صوفیہ (۴) انیس المسافرین (۵) اسرار الدعوۃ (۶) شرح رسالہ غوثیہ (۷) رسالہ کنز الاسرار فی حال اشغال اشغاک
آپ کے بابرکت کلمات میں سے نمونہ کے طور پر چند کلمہ لکھے جاتے ہین۔ صوفی ایسا درخت ہے جس کو واردات
کی آندہی جنبش نہین دیسکتی۔ اور ایسا بادہ نوش ہے۔ جس کو شراب محبت کے پیمانے کے پیمانے متواتر
چڑہا جانا مست نہین کرسکتا۔ دریا کو نوش کرجاوے۔ اور اس پر بھی ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کا نعرہ لگاوے۔ اور
اوس کی گرمی سے پسینہ کی نمی تک اُس کی پیشانی پر نہ آوے (دیگر) فقیر کو چاہیئے۔ کہ تو نگرون کی ہم نشینی
سے ہمیشہ گریز کرتا رہے۔ مینے مانا۔ کہ دنیا پرست کا مصاحب خواہ ایسا شخص ہو۔ جس کے افعال
حضرت بایزید کے جیسے ہون۔ مگر یہ خوف ضرور ہے۔ کہ مرتبہ مین عام لوگون سے نیچے ہو جاوے گا۔
اور اگر اغنیا سے گریز کرنے والا خواہ فاسق ہی ہو۔ مگر یہ امید ہے۔ کہ بایزید وقت ہو جاوے گا۔ (دیگر)
صوفی کو چاہیئے کہ بے آرام اور ترقی طلب ہو۔ کسی وارد شئے کے سامنے سر نہ جہکاوے اور کسی منزل اور کسی
مقام پر آرام نہ لیوے (دیگر) راستہ چلنے مین جب یہ تین چیزین فراہم ہو جاوین گی۔ بیشک سالک
ولایت کے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ (۱) فردوسیون کا سا تزکیہ اور تصفیہ۔ (۲) سہروردیون کی سی غذا
(۳) شطاریون کی سی شغول۔ (دیگر) نفسانی کدورتون کی شست وشو کرنے کے بدون صرف ریاضت
سے کشف وکرامت حاصل نہین ہو سکتی ہے۔ اور مراقبات اور تفکر کے بدون فنا اور بقا کا چہرہ نظر نہین آسکتا
ہے (دیگر) جب تک سالک اپنی قید سے رہائی نہین پاوے۔ تب تک واصلون کے درجہ کو نہین
پہونچ سکتا ہے (دیگر) صوفی کا کام صرف اندیشہ کا تبدیل کردینا ہے۔ اور بس۔ (دیگر) مبتدی کو چاہیئے
کہ خطرات کی آمد کو روکے تاکہ عرفان کے دروازے اُس پر کشادہ ہون۔ اور متوسط کو تخلف (خلافت آلٰہی
اور القصات مزودی بلت ہے۔ تاکہ وسط سے نکل کر منتہی ہو جاوے۔ اور منتہی کی سیر غیر منتہی ہے۔ (دیگر)
شریعت اور طریقت بمنزلہ صغریٰ وکبریٰ کے ہین۔ اور حقیقت بجائے نتیجہ کے۔ جب تک سالک شریعت
اور طریقت کے آداب کے ساتھہ آراستہ نہین ہوتا ہے۔ تب تک حقیقت کے انوار اسپر جلوہ گر نہین ہوتے
ہین۔ (دیگر) لاحظہ کے ساتھہ اور مفہوم ملاحظہ کے ساتھہ ذکر موجب کشایش ہوتا ہے۔ اور بدون اس کے
سبب ثواب کا۔ بس یہ باتین سمجھہ لی جائین۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد النبی ہین۔ منظلہ بہت سے علوم
مین آپ کو کافی دستگاہ ہے۔ انہون نے اپنے پدر بزرگوار کے حالات۔ رسالہ جوامع کلم الصوفی مین جو انہین
کی تصنیف ہے۔ بمفصل لکھے ہین۔ ناظرین کو چاہیئے۔ کہ کتاب مذکور مطالعہ فرماوین مصرع دے مطالعہ حال خود نصیب تو باد

یادِ شیخ ولی محمد

آپ قاضی زادہ احمد آباد گجرات کے بیٹے ہین۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین جب شیخ صدرالدین ذاکر جانپانیر سے غوث الاولیا قدس سرہ کے مرقد کا طواف کرنے کے واسطے احمد آباد کے راستہ سے گوالیار کو روانہ ہوئے تھے۔ تب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تہی۔ اُس وقت مین سلوک طریقت کی آرزو۔ آپکے سر کے بال پکڑ کر شیخ ذاکر کی خدمت مین لے گئی۔ گہر بار کو چہوڑ کر اُس سفر مین آپ بہی ہمراہ ہو لئے۔ واپسی کے وقت منڈو (مانڈو) ہوکر شیخ ذاکر کا گزر ہوا تہا۔ یہان کے لوگون کی محبت اور اس مقام کی سرسبزی اور شادابی زیادہ دیکہکر چلہ نشینی کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ چنانچہ تین چلے پورے کئے۔ جب وطن کا ارادہ کیا۔ تو شیخ محمود جلال کو راقم گلزار کی پرورش کے واسطے۔ اور شیخ ولی محمد کو محمود العاقبۃ کا رنج تنہائی مٹانے کے واسطے یہان رہنے کی اجازت دی۔ آپنے چند سال اس شہر مین خدائے یکتا کی پرستش۔ اور اسباب کمال کی تحصیل کی۔ بعدہٗ ان رہنماد شیخ محمود جلال) کی اجازت سے روانہ ہوکر برہان پور خاندیس مین قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دس مین تبسم کنان لب کے ساتھ جانِ گرامی کو رخصت کیا۔ راقم اور حافظ صالح اُس وقت برہان پور مین موجود تہے۔ اور آپ کے جنازہ کی نماز مین بہت سے ولایت شعار اصحاب شامل تہے۔

مصرع جمع کن جمع درنماز ونیاز؛

یادِ شیخ ماکہو علیہ الرحمتہ

آپ حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین۔ متاہل ہونے پر دل ہنادنہ ہوکر مسیح علیہ السلام کی طرح بعالم تجرد کوچ کیا۔ زادبوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہانپور ہے۔ کسی سبب کو ہاتہ نہین لگایا۔ اور مدتون تک توکل پر بسر کی۔ سرود سماع کے جلسہ مین عارفانہ سلوک کیا کرتے تہے۔ خوش گلو اور داؤدی لہجہ قوالون کو مناسبت استعداد دیکہکر جدا جدا اُن سامعین کے نام زد فرما دیا کرتے تہے جن مین رقت اور وجد کی استعداد پاتے تہے۔ اور آپ کی تجویز اور تدبیر سے حال پرورش پاتا جاتا تہا۔ جو صوفیان ابن الوقت کا نوزاد ہے۔ اِس بنیاد پر مذاق دوست اصحاب نے آپ کا نام وجد مین آنے والا درویشون کی دایہ رکہ چہوڑا تہا۔ آپ کی عمر چالیس سال کی تہی کہ ایک حسینہ عورت مانو نام پر آپ عاشق ہوگئے آپ کی توجہ کی برکت

اور باطنی کشش سے محبوب کو توبہ کی توفیق ہوئی - اُس نے درویشی کے لباس مین آکر عاشق کی خدمت دل و جان سے اختیار کی - اور آپ کی ہدایت - اور ارشاد کے بموجب راہِ صفا چلنا شروع کیا - آپ کے گلے مین داؤدی لہجہ تہا - والی خاندیس علی عادل شاہ - درویش دوست اور ولی سرشت تھا - زین آباد مین جامع مسجد اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے - اس مسجد کی خطابت کا عہدہ والی خاندیس کی التماس کے بموجب چند روز کے واسطے آپنے قبول فرمالیا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر نے خاندیس سے دار الخلافۂ آگرہ کی طرف مراجعت کی - تو آپنے بہی واپسین سفر کا سامان باندہا - اور روانہ ہوئے - مصرع متاعش را خدا بادا خریدار -

یاد شیخ سراج محمد بنبانی

آپ کسبی اور وہبی علم سے آگاہ - اور متداولہ و غریبہ علوم سے بہرہ یاب تہے - خرقہ خلافت حضرت غوث الاولیا سے حاصل ہوا تھا - شیخ نظام گنجہ کے مخزن پر ایک حقیقت آمیز شرح لکھی ہے - بلکہ یون کہنا ناموزون نہ ہوگا - کہ اس خزانہ کے ناپید دروازہ کی مشکل کشا کنجی ارباب زمانہ کے حوالہ کردی ہے - ہجری سنہ نو سو بیاسی تہا - کہ آپنے احمد آباد سے خاندیس مین آکر زین آباد مین گہر تجویز کر لیا تہا - تقریباً تیس سال تک درس اور تلقین کی راہ سے ارباب استعداد کو فیض پہونچایا - ایک روز راقم گلزار سید احمد قادری کے ہمراہ **بیت**

آنکہ گرداند تونگر پیشگی را غازہ کار	تا نماید فقر گاہی روی خود را گل عذار

واپسین سفر کی بیماری مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تہا - راز گوئی کا جلسہ گرم تہا - اور فرمایا اللہ معبود کا تصور بہتر ہے - یا اللہ موجود کا - مینے عرض کیا - اللہ موجود کے معنی کا تصور کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے معنی مین احاطہ اور شمول زیادہ ہے - اِس جواب کو آپنے گوش قبول سے سنا - اور خوش ہو کر فرمایا - تمہارے نہ آنے اور نہ پوچھنے سے مجھ کو کسی قدر گلہ تھا - اب آئندہ ایسا مناسب ہے - کہ ان دو تین روزون مین میرے حال کے خبر گیران رہنا - اس گفت و شنید کے بعد تیسرے روز ماہ شعبان ہجری سنہ ایکہزار دس مین عالم قدس کو روانہ ہوئے - مصرع بعالم نیست جز اللہ موجود -

یاد سید حسین

آپ شیخ جلال بہتری کے چوتہے فرزند ہین - حافظ - زاہد - عارف - اور درویش تہے - اکثر وقت

درد اور تلاوت مین گذرتا تھا۔ گجرات سے ہجری سنہ نوسو بیاسی مین خاندیس آئے تھے۔ یہان کے حاکم نے موضع جوکامہ مین وظیفہ مقرر کردیا جو کامہ۔ پرگنہ جوبرہ مین ایک گانون ہے۔ آپنے اسی جگہ گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیس سال خداپرستی اور تن گدازی مین گزارے۔ پھر ماہ رجب ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین محمد پور کو چلے آئے۔ موضع محمد پور سرکار سارنگ پور مین ہے۔ محمد پور کا جاگیردار اپنے وقت مین یکتاے روزگار تھا ناہر خان نام تھا۔ آپ سے سابقہ شناسائی تھی۔ اور طبیعت بھی درویش دوست واقع ہوئی تھی۔ ان بزرگوار کی تشریف آوری سے جاگیردار نے بہت خوشی مانی۔

ناہر خان راے سلہدی کی نسل سے ہے۔ جو شمشیر بازی۔ جان بازی۔ سپہداری۔ دلیری۔ اور دلاوری مین اپنے زمانہ کا ایک ہی تھا۔ رائسین کے قلعہ برمع اُس کے مضافات کے قابض تھا۔ چنانچہ اس کا قصہ ہندوستان مین کہانی کے طور پر گاتے ہین۔ اور ترانہ مین بجاتے ہین۔ تقدیری کرشمہ آپکے باپ جہان خان کو بزرگون کی سرزمین سے خاندیس کی طرف کھینچ لایا۔ ناچار یہان پر قیام کی بساط بچھا دی۔ اور اس ملک کے امیرانِ اعظم مین سے ہوا۔ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا۔ کہ یہان کے فرمان رواکو جہان خان کی نسبت ناراستی کا وہم پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے غصہ آیا۔ جہان خان کو سننے کی تاب نہ ہوئی۔ اپنے صاحب کے روبرو میان سے تلوار نکالی۔ اور چند لوگون کو خاک وخون مین ملایا۔ پھر دالون اور حاشیہ نشینون نے جہان خان کو گھیرا۔ اور کام تمام کیا۔ جہان خان کے بڑے لڑکے نے یہ ڈھنگ اور فساد دیکھکر تمام خانہ نشینون کو۔ اور چھوٹی بڑی پردہ والی عورتون کو گھر مین بند کرکے آگ لگادی۔ اُس وقت مین ناہر خان کی عمر کم وبیش دو سال کی تھی۔ ناہر خان کو دایہ اٹھاکر باہر نکال لے گئی۔ بالآخر لوگون نے پالیا۔ اور اُس کو حاکم کے نزدیک لے گئے۔ ان ایام مین ایک حبشی بھی جہان خان نامی تھا۔ ایسا بامروت اور مردم شناس شخص تھا۔ کہ اُس کی مثل حبش کے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کی نظر مین نہین آیا۔ باپ کی مناسبت ہمنامی کے لحاظ سے ناہر خان۔ حبشی جہان خان کے سپرد کردیا گیا۔ اُس نے اپنی فرزندی مین لے کر پرورش مین پورا اہتمام کیا۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو دانشمند اُستاد کے سپرد کیا۔ چند روز مین ناہر خان خوبصورتی اور نیک منشی سے آراستہ اور پیراستہ ہوگیا۔ سبحان اللہ عجب یوسف نما صورت کی نقاشی تھی۔ اگر بالفرض یعقوبی یا زلیخائی نظر عالم ملکوت سے عاریت لاکر نظر بازون کی آنکھون کو بخش دی جاوے۔ تو یہ لوگ پہلے ہی نظارہ مین محو ہوکر ایسے بے خود ہوجاوین۔ کہ دوبارہ خوبی دیدار دیکھنے

کی تاب اپنی دوربین عقل مین نپا دین - اوعجب بو دسانہ مزاج کا بناؤ سنگھار تھا - اگر ہزارون تماشائی دل اور آنکھین - عالم وحدت کے دانشمندون کی راے سے روشنی مانگ کر اس کی شائستگی کو عمیق نظر سے دیکھین - تو بے انتہا اخلاق مین سے معمولی دریافت اور شناخت کے ایک شمہ کو بھی نہ پہونچ سکین - غوثی تعریف کا دروازہ مت کھولو - اور مجمل واقعات نگاری کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو -

القصّہ ناہر خان کے روشن ضمیر پیر شاہ لطیف محمد جو قطب عالم بخاری قدس سرہ کے پوتون مین سے ہین - مرید کے جمال پر فریفتہ ہوگئے - اور مرید ایک حسین اور خوش گلو مطرب تحفہ نامی کی حسین آواز اور حسین صورت پر عاشق تھا - یہ عجیب بندہ ہے - جو یوسفی پیکر مین یعقوبی روح رکھتا ہے - اور ظاہر مین محبوب اور باطن مین محب ہے - اور راقم گلزار نے اِن دونون معشوقی آسمان کے شمس و قمر کی خوبصورتی پر آنکھ اور دل دے رکھا تھا - یہ تماشائی داستان بڑی لمبی چوڑی ہے - اِس کے جواہر جداگانہ نظم و نثر کے تاگے مین پروئے جا رہے ہین - خدا کرے انجام کو پہونچ جاوے - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر برہان پور گیا - تو اُس صوبہ کے جاگیردارون کو دوسری جاگیرین دیدی گئین اس سلسلہ مین ناہر خان کو محمد پور من مضافات سارنگ پور مالوہ دیا گیا -

نوجوان اور سعید ناہر خان نے سید کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر جیسا کہ اوپر لکھا گیا - تمام مراسم ادا کئے - اور مسافر سید نے دنیا سے دل ہٹا کر ایک مہینے دس روز بعد تاریخ بارہوین شعبان مین بقا کی سفر کو آنجہانی سفر کے ساتھ دوش بدوش کیا - اور قصبہ کے کنارہ قبر بنائی گئی -

مصرع باد ابا سم سامی او حسن اختتام ؛

یاد قاضی عبد القادر

آپ شاہ عبد الرزاق جھنجھانہ کے مرید - اور خلیفہ - اور قاضی محمود کے بیٹے ہین - قاضی محمود حاجی عبد الصمد اور شیخ عبد الغفور ہولہ کے پوتے - اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے چچا کے بیٹے بھائی تھے قاضی عبد القادر نے علم تصوف کی تحصیل شیخ امان اللہ کی خدمت سے کی تھی - جوانی شروع ہوتے ہی سیاحی کی ہوا - سر مین بھری - ہر ایک لباس بدل کر - ہر ایک ملک مین سیر و سیاحت کی - تین دفعہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کی زیارت کر کے سعادت پر سعادت سے بہرہ یاب ہوئے - اثنائے سفر مین پیکر پرستون کی وضع بنا کر اُنھون کی بڑی بڑی پرستش گاہون مین پہونچے - اور یہان بھی دریافت

حقیقت کام مین لائے - اور سفر مین کسی جگہہ توشہ اور زاد راہ کو ہاتھہ نہین لگایا - راستہ مین قدم عاشقانہ رکہکر تمام دریاؤن اور جنگلون کو چہان مارا - اس کے بعد اجین مالوہ مین آکر چند سال گوشہ مین بیٹھے - بالآخر عزیزون کی عاجزی اور خواہش سارنگ پور مالوہ مین آپ کی اقامت کا سبب ہوئی - آپ کے عم مکرم سارنگ پور کے قاضی تہے - اُن کی رحلت کے بعد منصب قضا آپ کے نام ہو گیا تہا - لیکن آپ کے دل سے بدستور وارستگی اور آزادی جوش کرتی رہی - اس سبب سے کئی دفعہ مسند قضا چہوڑکر آپ آوارہ ہو گئے تہے - ایک بار ایسا ہوا - کہ دس سال بعد دوست اور احباب بہت کچہہ جست و جو کر کے دور و دراز ملک سے گوناگون فریب دیکر پہیر لائے تہے - القصہ کسی چیز کے ساتہہ ذرہ برابر بہی نشان دلبستگی پایا نہین جاتا تہا - اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی ذات کے سوا - کسی شے کی طرف آپ کی ہمت کا رُخ نہین تہا - قدما کے عربی اور فارسی اشعار جو صوفیہ عبارتون کے ساتہہ آراستہ اور آشنا ہوتے تہے - نصیح البیانی کے ساتہہ اُن کی ایسی توجیہ کیا کرتے تہے کہ سننے والے وجد اور سلوک مین گرم ہو جایا کرتے تہے - کہتے ہین - جس طرح آنے کے وقت آپ ہمہ نوع مجرد آئے تہے - اسی طرح بازگشت کے وقت بہی بدن لباس اور احساس سے - اور دل تعلق اور خیال سے سبکدوش کر کے - عالم قدس کو روانہ ہو گئے - **قاضی زندہ دل** آپ کی رحلت کی تاریخ ہے جس مین ایک ہزار گیارہ عدد نکلتے ہین - شیخ عثمان پسر شاہ منجہن بیان کرتے تہے - کہ تفسیر کا علم حفظ تہا - متشابہات کی تاویلات - ناسخ و منسوخ کی تقدیم و تاخیر - مشکلات کا حل - مجملات کا بیان اعراب کی تخصیص - تعمیم - اور وجوہ حقیقت و مجاز کی شانِ نزول - اور قرآن کی عبارات اور استعارات کو خوب جانتے تہے - اور ہر جمعہ کے روز جامع مسجد مین تفسیر قرآن بیان فرمایا کرتے تہے - جس مین مفسرون کے بہت سے قوانین کی رعایت رکہتے تہے - رحلت کے روز بہی حسب عادت مقررہ سورہ مزمل کی تفسیر بیان کی - آپ کے بدن مین لرزہ پیدا ہوا - تہوڑی دیر وصیت فرمائی - بعدہ جس طرح کہ لکہا گیا - اِس فانی جہان سے ملک بقا کو کوچ فرمایا - مصرع شکر ایزد کہ جہان آزاد رفت ؎

یادِ شیخ مبارک صدیقی شطاری

آپ مرید تو شیخ جلال لوہانگی کے تہے - مگر خرقہ خلافت شیخ عبد الملک شطاری سارنگ پوری مالوی سے حاصل تہا - شیخ عبد الملک خلیفہ وجیہ الملۃ احمد آبادی کے ہین - آپ تصوف مین والی ملک

اور عرفان مین صاحب حشم تھے - ہجری سنہ نوسو اکیاسی تھا - کہ منڈو مین آئے - راقم کے رہنما شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین جوہر دعوت سیکھا - اور اجازت لی - چند چلے بھی کیے تھے - دعوت کے جزئیات اور کلیات کو عمل مین لاے - استغنا کی بنیاد بہت استحکام کے ساتھ رکھی تھی - کسی اہل حکومت سے روزمرہ نقد - یا کبیتی کی زمین قبول نہین کی - تیس سال تک منڈو (مانڈو) مین رہ کر توکل کی نوشدارو سے بیماری احتیاج کا معالجہ کیا اور ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری گودڑی جسم کے اوپر سے اوتار پھینکی - خوابگاہ منڈو - مصرع مبارک باد ملک جاودانش ؛

یادشیخ علم الدین مجذوب

آپ رہتک کے باشندہ ہین - آپ کی بات ایزدی تقدیر کا نسخہ تھی - ایک روز مولانا منکن مفتی مہم کے دو راس گھوڑے گم ہو گئے تھے - مہم ایک گانون ہے رہتک سے بارہ کوس دور - چند روز بعد مفتی کے ہم نشینون نے کہا - اس مجذوب سے گم شدہ مال کی حقیقت پوچھنی چاہیے - چونکہ گم ہونے کو ایک زمانہ گزر گیا تھا - لہذا مالک مال کی راے اجازت نہین دیتی تھی - تاہم مفتی مجذوب کی ملازمت مین گئے - مجذوب جلدی سے پکار اٹھا - فلان دروازہ پر تلاش کرو - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - اور یہان سے گم گشتہ مال مل گیا - خوابگاہ رہتک - رحلت دسوین صدی کے اواخر مین - مصرع

خرد قربان این دیوانگی باد ؛

یادشیخ علی افغان

آپ اویسیہ مشرب مین چشتیہ سلسلہ کے مرید تھے - آپ کے پیر ارادت معلوم نہین ہین - کم و بیش پچاس برس تک مولانا مغیث اُجینی کے روضہ کی مجاوری رہے - سو برس کی عمر پائی - حسین مظاہر سے تعلق خاطر رکھا کرتے تھے - قلندرون کی طرح تجرد مین زندگی گزاری - کسی مخلوق کی طرف احتیاج لیکر نہین گئے - اپنے گوشہ سے بہت کم کہین جانے کا اتفاق ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین راقم اُجین کو گیا تھا - تو آپ نے کہلا بھیجا - کہ مجکو پیری جنبش سے باز رکھتی ہے - لیکن شوق اور آرزو دل سے جوش مار رہے ہین - از راہ ترحم اگر آپ چند قدم چل کر فقیر کے حجرہ مین آوین - اور آرزو کا شعلہ فرو کرین - تو نامناسب نہین ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ اُخروی سفر پیش آکر یہ گرانی - آزادی کو اذیت پہونچا دے - مین حسب اشارہ ملازمت مین حاضر ہوا - تو بے انتہا شگفتگی اور خوشی دونون طرف پیدا ہوئی - رخصت

کے وقت فرمایا - یہ درویش کی آخرین ملاقات ہے - چند روز بعد آپ کی رحلت کی خبر سننے مین آگئی -
خوابگاہ روضہ منغیثیہ قدس سرہما مصرع باد جانش روشن از انوار عشق ؛

یاد شیخ کمال محمدؒ عباسی

آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی - شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد - اور رشید خلیفہ ہین - عالم - عارف - عابد - حافظ - اور محدث تھے - حدیث کی سند شیخ عبد الملک بنبانی سے حاصل کی تھی - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین وطن سے خاندیس کے راستہ اُجین مالوہ مین آئے تھے - یہین گھر تجویز کر لیا - اور شیخ اولیا کالپوی کی لڑکی سے کدخدا ہوئے - فتوی نویسی کا منصب ملا - کامل تیس سال اس مقام پر شرعی اور حکمی علوم کا درس دیا - اور مفتی بروایات پر فتوے لکھے - بیکاری کبھی آپ کے گرد پھٹک ہی نہین سکتی تھی - کیونکہ رات اور دن کی تقسیم آپنے اس طرح پر کر رکھی تھی - رات کا ایک ثلث حصہ باقی رہتا تھا - کہ اُٹھکر غسل کرتے تھے اور نماز تہجد کے اندر کبھی چھ اور کبھی سات پارہ قرآن پڑھتے تھے - یہان تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہو جاتی تھی - پھر دعاؤن اور ذکر جہر سے فارغ ہو کر نماز صبح ادا کرتے تھے - پھر وقت اشراق تک تلاوت کرتے رہتے تھے - نفل اشراق پڑھنے کے بعد زوال تک برابر درس دیتے رہتے تھے - پھر اہل سبق کے ساتھ کھانا کھاتے تھے - پھر ایک گھڑی کے انداز سے قیلولہ کر کے نماز ظہر کے واسطے اُٹھ بیٹھتے تھے - نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک لوگون کی مشکلات - فتوی نویسی سے حل کیا کرتے تھے - پھر شام کے بعد درویش دوستون کے ساتھ راز تصوف اور تحقیق کی باتین کرتے رہتے تھے - نماز عشا پڑھکر اندر گھر مین چلے جاتے تھے - شب کے اولین ثلث تک آیندہ روز کے سبقون کے مطالعہ مین مشغول اور منہمک رہتے تھے - اور شب کے درمیانی ثلث مین سے کچھ حصہ تو خانہ نشینون کے ساتھ - اور کچھ حصہ سونے مین صرف کرتے تھے - گیارہ سال کے آغاز سے چون سال تک اسی طریقہ پر زمانہ گزرا - ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین ایک خط فقیر غوثی حسن کے نام اس مضمون کا بھیجا تھا - کہ بنیاد عمر نہایت ناپایدار ہے - اعتماد کے لائق نہین ہے - شوق اس بات کو چاہتا تھا - کہ دوستان منڈو کے دیدار کے واسطے مین وہان آؤن - لیکن موانع مانع ہوئے - اگر منڈو والون کو کوئی عذر مانع نہ ہو - تو سیر اُجین کرنی چاہئیے - تاکہ باہم ایک دوسرے کا دیدار غنیمت سمجھکر تھوڑی دیر مل بیٹھین - مین حسب الحکم پیر آپ کی ملازمت مین گیا - چند روز حقائق کی عید - اور معارف کا نوروز

رہا۔ بالآخر اسی سال کی دسوین شعبان کو دوشنبہ کی شب مین ہر شب کے معمول کے موافق جس قدر طاقت مین گنجایش ملی۔ معینہ معتادین مشغول رہے۔ راقم بہی اُس وقت حاضر تہا۔ دو کلمون پر وصیت تمام کی اور شب کے اخیر حصہ مین ناسوتی مجلس سے مُنہ پہیر کر ملاء اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ خوابگاہ اُسی دالان مین اختیار کی جس مین درس دیا کرتے تہے۔ مصرع یقین مبدان کمال از ملک مارفت۔

یاد شیخ تاج العاشقین پور عبد اللہ سندہی

آپ کا نام محمد ہے۔ زاد بوم برہانپور۔ اور شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ ہین قدس سرہم حُسن آواز پر۔ اور حُسن سیرت پر شیدا رہتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک کے آغاز سے چار سال تک راقم گلزار آپ کی۔ اور مسیح زمان کی ہمسائگی سے سعادت حاصل کرتا رہا۔ اس درمیان مین بارہا فرمایا کرتے تہے مین ایام طفلی مین مسیح زمان کا ہم مکتب۔ اور آغاز ہوش مین علوم عربی زبان کی تحصیل کے اندر اُن کا شریک تہا جبکہ شباب مین ایک آنکہہ کی مردم فریب نگاہ نے میرا قدم راستہ سے ڈگا دیا۔ اور مسیح زمان کی ثابت قدمی گوناگون علوم کے دروازون کی کنجی ہوئی۔ بالآخر عقلی علوم مین حکیم عثمان بوبکانی کی شاگردی۔ اور نقلی اصطلاحات مین شیخ طاہر یوسف سندہی کی شاگردی کی۔ اور شرح منازل السائرین۔ نقد نصوص۔ شرح گلشن راز۔ اور کسی قدر شرح مواقف مسیح زمان کے درس مین بہی نکالین۔ ایک حسین منظر کے حُسن پر عاشق تہا۔ کہ اس درمیان مین چلہ نشین ہو گیا۔ اور نفس نافرجام کی لڑائی کے واسطے کوشش کے لئے کمر باندہی۔ ایک رات خواب کے اندر حقیقی معشوق کو مجازی محبوب کی صورت مین دیکہا۔

جس سال مین عرش آستانی اکبر شاہ نے اپنے خاص نزول سے صوبہ خاندیس کو مزین فرمایا تہا اُس وقت مین دیرینہ حاکم خاندیس کی دوستی کی تہمت لگا کر آپ قید مین بہیج دئے گئے تہے۔ پہر چند روز بعد دوستون کی صائب تدبیر کی بدولت اِس تیرگی سے نجات ملی۔ اِس کے بعد دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوئے۔ قلیچ خان نامی سردار۔ شاہنشاہ کے امرائے اعظم مین سے تہا۔ اور عقلی و نقلی علوم سے آراستہ تہا۔ یہ سردار تعظیم و توقیر کے ساتہہ پیش آیا۔ اور آپ کی خدمت کا بار از راہ ہمت اپنے ذمہ لیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین خان کا کوچ لاہور کو ہوا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین غرہ جمادی الاولیٰ کو آپ پنجاب مین پیکر پرست راجپوتون کی لڑائی کے اندر شہید ہو گئے۔

مصرع شہید و عاشق و درویش و دانا رفت از دنیا۔

یاد شیخ ابوسعید پور شیخ جگن کھندوتی

آپ کی رسمی علوم کی تحصیل کمال کو پہونچی ہوئی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین عالم ناسوت کو رحلت کیا - ملا کلامی کابلی کے فصیح شاعرون مین سے ہین انہون نے آپ کے واپسین سفر کا سال مصرع - فریاد ز بوسعید ثانی سے نکالا - اور کہا - ابوسعید جو صحابہ کبار مین سے ہین رضی اللہ عنہ ان کی نسل سے آپ کے ہونے نے لفظ ثانی کو معنیً بھی برابر کر دیا ہے - خوابگاہ کاپی اپنے پدر بزرگوار کے مرقد کے پائین مین اختیار کی رحمہما اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ کبیر برہنہ مالوی دیپالپوری

آپ کے باپ درزی - اور پیکر پرست تھے - آپ مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے خردسالی مین یتیم ہو گئے مان پرورش کے زمانہ مین تنگ رکھتی تھی - اسواسطے قصبہ دیپالپور کے قاضی شیخ عبدالقادر نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر کبیر نام رکھا - کم و بیش پچیس سال اپنی زادبوم مین رہے - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین یہان سے چل کر دولت آباد مین جا رہے - جو دیپالپور سے چار کوس دور ہے - لوگ آپ کی خرق عادات بہت کچھ بیان کرتے ہین - راقم نے بھی بارہا آپ کا دیدار دیکھا ہے - اس مین شک نہین - آپ کی بیخودی مین آثار انبساط پا کر بہرہ یاب ہوا ہے - لیکن کوئی حرف یا کوئی حرکت ایسی ظاہر نہین ہوئی - جو آپ کی خرق عادت پر محمول کیجا سکتی - یا راقم کے ہی علم مین نہ آئی ہو - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین دنیا سے گزر گئے - مصرع وے پوشیدہ در تحت قبا بست -

یاد شیخ مرتضیٰ

آپ سید محی الدین ابن سید یحییٰ گجراتی کے فرزند ہین - زادبوم برودرہ (بڑودہ) جو ایک بڑا شہر ہے احمد آباد اور بھروچ کے درمیان مین - آپ والا ہمت - نیک نیت - درست عقیدہ - شگفتہ دل تجرید دوست اور پیر پرست تھے - آپ کے پیر بیعت سید کاسے شطاری برودرہ وال تھے - جو غوث الاولیا کے خلفاے کرام مین سے ہین -

القصہ آپ نے حقیقی رہنما کی جست وجو مین وطن سے سفر اختیار کیا - اور دوران سفر مین گزر برہانپور پر بھی ہوا - تقدیر مین لکھا تھا جس کے بموجب شیخ شکر محمد عارف کی ملازمت سے فیض

حاصل کیا۔ شیخ لشکر محمد عارف کی رحلت کے بعد سادات کی تلقین مسیح القلوب کے ہاتھ مین آئی مولیٰ کے عشق مین بے انتہا آرام پاتے تھے۔ اور نیز حقیقۃً زلیغتگی تھی۔ چند چلے گئے۔ اور خلوت مین ہی بیٹھے اِس آرزو مین کہ کیا چھوٹے اور کیا بڑے جملہ سادات کو ایزدی محبت نصیب ہو۔ چونکہ فنافی الشیخ کے مقام مین کمال استغراق تھا۔ اسواسطے آپنے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کو اپنے مرشد کے حلیہ مین عالم خواب کے اندر مشاہدہ کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عنصری عالم سے ملکوت آباد کو کوچ فرماگئے۔ خوابگاہ برہان پور مین شیخ بھکاری قدس سرہ کے حظیرہ کے روبرو اختیار کی۔ ملا یونس سلہی کہتے ہین پچھلے لوگون مین تو سلطان ابراہیم ادہم نے دائرہ ترک مین قدم رکھا تھا۔ اور اس زمانہ مین سید یحییٰ بر ودرہ والا بیخودی کا راستہ چلے ہین **مصرع** خسرو ملک بے نیازی بود۔

یاد شیخ نصیر خان

آپ ترقیش خان کے بیٹے۔ اور میان جمو جی کے داماد ہین۔ آپ کے آباد اجداد۔ سپہداری وضع کے اندر پرگنہ گجرات مین رہتے تھے۔ جس سال مین فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ۔ گجرات فتح کرنے مین کامیاب ہوا۔ اُسی سال آپ خاندیس کی طرف چلے گئے۔ اور آہستگی کے ساتھ ترک اور تجرید مین کمال پیدا کر کے توکل اختیار کیا۔ یہان تک ہوا۔ کہ کسی کام کو ہاتھ نہین لگاتے تھے۔ اور کسی سبب پر دل نہاد نہین ہوتے تھے۔ نیستی اور گرسنگی کے ذریعہ سے دل کے اندر فروغ بڑھاتے تھے۔ آرزو اور حرص کا دروازہ آشنا اور بیگانہ دونون کے لئے مقفل رکھتے تھے۔ بہت کچھ بھاگ دوڑ کے بعد خوش قسمتی نے میان جمو جی کی ملازمت کی طرف آپ کی رہنمائی کی تھی۔ احیاء العلوم کے مطالعہ پر عاشق تھے۔ اور اسی پیمانہ پر اپنے اندرونی اعتقاد اور بیرونی اعمال کو جانچ لیا کرتے تھے ایک روز آپنے مسیح زمان کی خدمت مین عرض کیا دنیا کا ترک کرنا۔ حقیقت فہمی کی روسے نہین ہے۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مین گجرات مقام پر مغلون مین پھنس گیا تھا۔ تو سپاہیانہ وضع ترک کر کے رہائی پائی تھی۔ اب درویشی کا سبب اُس نذر کا ایفا ہے۔ جس روز آپنے اُخروی سفر اختیار کیا ہے اُس روز خداوند ہر دو عالم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے بھائی کے بیٹے شیخ محمد بہار الدین فرماتے تھے۔ آج کے روز شیخ علی متقی دنیا سے جمال تقویٰ گور مین اپنے ساتھ لے گئے۔

مصرع گور او پر نور تقویٰ باد تا روزِ جزا

یاد شیخ عبد اللطیف پور ملک شاہ گوری

معرفت ۔ حقیقت ۔ صفا ۔ اور صلاح ان جملہ صفات کے آپ مالک تھے ۔ آپ کے حالات
اصلح الناس حافظ صالح محمد نے بہت کچھ بیان فرمائے تھے ۔ اُن مین سے کسی قدر حالات جو یاد ہین
وہ یہ ہین ۔ آپ کی زاد بوم نہروالہ ہے ۔ ہنوز آپ کا زمانہ ہوش نہین آیا تھا ۔ کہ پدر بزرگوار کوچ فرما گئے ۔ چندروز
بعد حق طلبی کی شورش آپ کے سر مین پیدا ہوئی ۔ اور اسی اثنا مین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر جانپانیری
کی ہدایت کا شہرہ سننے مین آیا ۔ لہذا قلعہ جانپانیر مین آکر خواہان ہدایت ہوئے ۔ شیخ صدر الدین کی ملازمت
سے درویشی اور صفا کا طریقہ حاصل کیا ۔ اور ریاضت کے ذریعہ سے نفس کی گوشمالی کر کے ۔ مرتبہ
کمال کو پہونچے ۔ ہجری سنہ نوسو ستر مین اجازت ملی ۔ کہ حضرت غوث الرحمن کے مقدس روضہ
کی آستانہ بوسی کے واسطے آپ گوالیار کو جاوین ۔ اثناے راہ مین جب نارنول پہونچے ۔ تو
شیخ نظام ابن شیخ عبد الکریم نارنولی کی خدمت مین بھی حاضر ہوئے ۔ جب بیان ماجرا ہوا ۔ تو سفر کا
مقصد بھی دریافت کیا گیا ۔ جواب دیا ۔ حضرت غوث الرحمن کے مرقد مبارک کی زیارت کا شوق سر مین
بھرا ہوا ہے ۔ یہ تقریب پاکر صاحب مکان نے کسی قدر اپنی کیفیت بیان کی جو آغاز سیر و سلوک مین
پیش آئی تھی ۔ اس ضمن مین تقریر شروع کی کہ "فقیر نظام چند مدت تک غوثیہ خانقاہ مین کلبہ نشین
رہا تھا ۔ حضرت غوث الرحمن کی عنایت سے بحسب ظاہر و باطن بہت کچھ فیض پایا ۔ اور آپ کے
بار احسان کے نیچے میری گردن ہمیشہ دبی رہے گی"

القصہ شیخ نظام سے رخصت ہو کر دہلی مین پہونچے ۔ اس شہر ولایت کے مشائخ کی ملاقات
اور مقابر کی زیارات کو قدس اللہ اسرارہم اپنے حُسن نیت کی علامت سمجھکر غنیمت جانا ۔ پھر
دہلی سے دار الخلافہ آگرہ مین آئے ۔ یہان پر حضرت غوث الرحمن کے صاحب زادہ شیخ ضیاء اللہ تشریف
رکھتے تھے ۔ ان کی مشکل کشا خدمت کے فیض سے بہت کچھ شرف اور سعادت کا حصہ لیا ۔ جب
مخدوم زادہ کی اجازت لیکر گوالیار مین پہونچے ۔ تو اپنے گرد آلودہ رخسارہ روضۂ پاک کے آستانہ کی خاک پر
رگڑ کر اُس مین آفتاب کی سی روشنی پیدا کی ۔ اور حظیرہ کے گرد اگرد رہنے والون کی مصاحبت سے
کامیاب ہو کر مقام سنبھر امین ذکر اور فکر کے ساتھ متواتر دو چلے کھینچے ۔ سنبھر پہاڑ کے دامن مین ایک

غار ہے۔ گوالیار کی عمارتوں سے سات کوس دور۔ اور حضرت غوث الرحمن بھی ابتداء سلوک میں اُسی جگہہ چلہ نشین ہوئے تھے۔ اُس مقام پر چند حجرہ۔ چبچہ۔ نہر۔ حوض۔ اور سایہ دار درخت ہیں۔ جب چلہ سے فراغت ہوئی تو باحقیقت سجادہ نشین شیخ عبداللہ پسر غوث الاولیا کی ملازمت سے اور نیز دیگر باعظمت مخدوم زادوں اور خلفا کی خدمت سے واپسی کی اجازت لی۔ آپ کی ہمت کا منتہیٰ یہ تھا۔ کہ مرشد کی قدم بوسی حاصل کی جاوے۔ چنانچہ جانپانیر میں پہونچکر کامیاب ہوئے۔ جب شہر جانپانیر ویران ہونا شروع ہوا۔ تو آپ شہر بردودہ (بڑودہ) میں چلے گئے۔ یہاں پر صاحب مکان اور کدخدا ہوئے۔ ایک دفعہ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی میں مالوہ کے راستہ سے گوالیار کی طرف کا احرام باندھا تھا جب منڈو (مانڈو) میں پہونچے۔ تو آپ کے قدموں سے راقم کے مہمانخانہ کو بھی شرف صفا حاصل ہوا تھا۔ اِس کے بعد بقیۃ العمر اپنے حجرہ سے سیر و سفر کا وہم آپ کی خاطر میں کبھی آیا ہی نہیں۔ اور توکل و تسلیم میں خوش رہکر کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گذاری کی۔ مگر شیخ الاولیا کے دیدار کا شوق آپ کو ایک دفعہ برہانپور کی طرف دامن کشاں لے گیا تھا۔ اور حسن اتفاق تھا۔ کہ ان ایام میں فقیر بھی اُسی جگہہ موجود تھا۔ چند روز دوستانہ گفت و شنید کر کے۔ اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ یہ آپ کا محققانہ کلام ہے۔ فرماتے تھے۔ سلوک کے جنگل میں سیر کرنے والوں کو مرشد کی جنت دو میں بھاگ دوڑ کرنا سیر الی اللہ کی منزلیں طے کرنے میں داخل ہے۔ اور مرشد کامل کا مل جانا سیر مذکور کا واسطہ ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات میں جسمانی تنگ کوچہ سے روحانی وسعت آباد کو روانہ ہوئے خوابگاہ بردودہ (بڑودہ) مصرع

سالک مالکِ طریقت بود

یاد شیخ پیر محمد

آپ عبدالحکیم ابن شیخ جلال محمد قادری برہانپوری کے بیٹے ہیں۔ فضیلت و دانش مندی اور صلاح و پرہیزگاری کے چشمہ تھے۔ شیخ یوسف مفتی بنگالی۔ استاد شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے تمام شاگردوں میں مقدم اور پیش رو تھے۔ اِن کے درس میں آپ نے التزام کے رسمی علوم تحصیل کئے تھے۔ جب تکمیل تمام ہوگئی۔ تب سے لیکر واپسین نفس تک سلسلہ درس کا۔ اس روش کے ساتھہ جاری رکھا۔ کہ نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد شام تک طلبہ

کے درس دینے مین مشغول رہتے تھے - آپ کے مدرسہ مین کبھی تعطیل نہین ہوتی تھی - بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے عالم ہوئے - ایک روز والی ملک خاندیس نے آپ کو بے انتہا تعظیم کے ساتھ اپنی مجلس مین تشریف آوری کی تکلیف دیکر - یہ بات درمیان مین لایا - کہ بادشاہی خواہش یہ ہے آپ جیسے لوگ ملازم حضور ہون - آپنے جواب دیا - مین ایسے گروہ کی خدمت سے جو علم کا حاجتمند ہے - اپنی اوقات مین فرصت نہین پاتا ہون - جس سے زصت کے وقت پیشگاہ خداوندی مین اپنے تئین پہونچا سکون - لہذا جس طریق سے تمام عمر گزری ہے - اسی طریق سے اگر بحکم آزادی رہے - تو مراحم خسروی سے بعید نہین ہے - پھر فرمایا - ہم ہر روز آپ کو بلانا نہین چاہتے ہین - نہ فقرا کے افادہ سے بازر کھتے ہین - لیکن یہ ضرور ہے - کہ جب کبھی موقع سے طلب کی نوبت پہونچے - تو حاضر ہونا چاہئے آپ نے اس فرمانے کا جواب خاموشی مین دیکر گفت وگو کا سلسلہ ختم کیا مسیح القلوب کہتے ہین - کہ آپ دوسری بار - والی ملک کے دولت خانہ پر نہین گئے - اور میرے پاس آکر ظاہر کیا - اس شرم سے کہ مین بادشاہون کے دربار مین ہو آیا ہون - دینی دوستون کے روبرو نہین ہو سکتا ہون - کہتے ہین - بہت مدت نہین گزری تھی - کہ والی ملک اور نیز آپ دونون فانی جہان سے - جاودانی سرائے کو چلے گئے ارباب عبرت وقیاس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے - کہ سعید دولت مندون کو - اگر خلوت آشنا درویشون کی صحبت کی آرزو پیدا ہو - تو اجازت مانگ کر خود اُن کے گھر جانا چاہئے - اپنے گھر قدم رنجہ فرمانے کی اُن کو تکلیف نہین دینا چاہیئے - نعم الامیر علیٰ باب الفقیر ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین دنیا سے چلے گئے - خوابگاہ برہان پور -

یاد شیخ عبداللہ ابن شیخ وجیہ الدین احمد آبادی

آپ کی ذات مین تمام عقلی ونقلی علوم جمع تھے - کسبی اور کشفی دقیقے آپ سے حل ہوجایا کرتے تھے - ملک وملکوت (عالم شہادت اورعالم غیب) کے حقائق کا جلوہ آپ کے اوپر ہوتا تھا - عالم صوری اورعالم معنوی کی معرفت حاصل تھی - اور نیز اپنے پدر بزرگوار کے ظاہری کمالات اور باطنی خزانون کے وارث تھے - کم وبیش دو قرن آپ کے والد ماجد کی درس کا زمانہ ہے - اس مدت مین ایک گھڑی بھی خدمت اور حضور سے جدا نہین ہوئے - ہمیشہ باپ کی کام بخش دانش وبنیش سے فائدہ اُٹھایا

اور ہر دو جہان کی فلاح اور معرفت حاصل کی۔ کہتے ہین۔ جب اسکان کی حارتی چادر اوتار پھینکنے کا وقت وجیہ الملۃ کا نزدیک آ پہونچا۔ تو اُنہون نے خرقہ خلافت اور فرمان اجازت آپ کو عنایت فرماکر ظاہراً اور معنیً اپنا جانشین کیا۔ جب آپ مسند پر جلوس فرما ہوئے۔ تو عنصری پیکر کو یہان تک گُھلایا۔ اور روحانی لطیفہ کی پرورش اس حد تک پہونچائی۔ کہ آپ کے قوت یومیہ کے واسطے صرف شربت کا ایک پیالہ۔ اور مصری کی ایک ڈلی کفایت کرتی تھی۔ سبحان اللہ ان دونون بزرگون مین عجب یکتائی اور یگانگی تھی۔ کہ کوئی مقیم یا کوئی مسافر یہ معلوم نہین کر سکا کہ مقام دوسرے جانشین کے سپرد ہو گیا ہے۔ وہی سابقہ روش جاری تھی۔ ایک شخص تاش بیگ نام۔ سعادت مند ہیں (تنِ) نواب کامیاب اعظم خان کے پرانے ملازمون مین سے ہے۔ اور وہ آجکل آپ کی خدمت کی برکت سے سرداری کے درجہ کو پہونچ کر شہنشاہی منصبدارون مین داخل ہو گیا ہے۔ اُس کا بیان ہے جس سال نواب نے اطراف سورت کی فتح کے واسطے لشکر کشی فرمائی تھی۔ تو وہان پر ایک عظیم جنگ ہوئی۔ لشکرون کے مقابلہ مین مجھپر وقت تنگ ہوا۔ تو مینے درست اعتقاد اور صادق نیت سے شیخ عبداللہ کی یاد اپنے دل مین کی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ فرو ہونے کے وقت تک آپ کی صورت شریف کو مین اپنے گرداگرد ہر وقت دیکھتا رہا۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی نگہبانی کی برکت سے مین میدان جنگ سے جہان سو جانین ایک جو کی برابر بھی حیثیت نہین رکھتی تھین سالم اور غانم نکل آیا۔ اور مقابل لڑنے والے پر فتح پائی۔ روایت ہے۔ کہ صادق محمد خان کا ایک عمل والا تھا وہ خیانت کی تہمت مین ماخوذ ہوا۔ اور قیدخانہ مین بھیج دیا گیا۔ اُس کا ایک بھائی تھا۔ جو ہمیشہ شیخ کی خدمت مین آتا جاتا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی رہائی کے واسطے فاتحہ کی التماس کیا کرتا تھا۔ چونکہ تمام کامون کا ہونا اپنی اوقات پر منحصر ہے۔ اسواسطے آپنے کوئی دعا نہین کی۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک روز بے موسم کا ایک سیب شیخ کے ہاتھ مین تھا۔ وہ سیب شیخ نے قیدی کے بھائیون کو دیا۔ اور فرمایا۔ اِسے اُس قیدی کے پاس پہونچادو۔ ہنوز اُس نجات بخش میوہ کی خوشبو قیدی کے دماغ مین نہین پہونچی تھی۔ کہ صادق محمد خان نے کمال نرمی اور مہربانی سے اُس کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ بیچارہ یون ہی ناحق قیدخانہ مین پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت بیڑیان پاؤن سے کاٹ کر حاضر کیا گیا۔ اور ایک عمدہ خدمت اُس کو دی گئی۔ مصرع آفتاب معرفت یک لمعۂ رخسار اوست ؎

یادِ شیخ منور

آپ عبد المجید ابن عبد الشکور ابن حاجی سلیمان - ابن اسرائیل کے بیٹے ہین - اپنے جد بزرگوار کے مرید تھے - صورت اور سیرت مین دل فریبی - اور بیان مین اور نظر مین دلربائی بہت کچھ تہی - اکثر علمائے زمانہ کے جلسہ مین اپنی حُسن تقریر سے امر مناظرہ کو تردد کے اُلجھاؤ سے نکال کر تحقیق کے درجہ کو پہونچا دیتے تھے - جب میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور دکن سے عرش آشانی اکبر شاہ کے فرمان کے بموجب دار السلطنت آگرہ مین آئے - تو ایک روز شیخ منور سے بہی عقل و دانش کی باتین ہوئین - بہت سی پرانی لاینحل باتین آپ کی موشگافی سے راہ راست پر آگئین - شیرازی عالم نے آپ کی تعریف مین فرمایا - سیر ہند کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی - اِس مدت مین آج شیراز کی مہک آرزو مند دماغ مین پہونچی ہے - کہتے ہین - قبل اس کے - کہ فرمان روائے اقلیم کی ملازمت مین آپ داخل ہون - چوالیس سال برابر تمام کتب متداولہ کے درس کو اپنے جوہر بیان سے - آرایش بخشتے رہے - باوجودیکہ فتویٰ نگاری کا بڑا بہاری وزن آپ کی گردن پر تہا - لیکن درس کے واسطے جمعہ کے روز بہی تعطیل نہین کرتے تھے - کہتے ہین - عزیز الحق شیخ عبد العزیز دہلوی کے بڑے بیٹے شیخ قطب عالم کو سیاحی کا بڑا شوق تہا - اور اِس شوق نے اِن کو قلندرانہ لباس پہنا کر سفر کے سلسلہ مین ڈال دیا تھا - جب شیخ قطب عالم لاہور مین آئے - تو ایک روز تماشائیون کے طور پر منوری درس گاہ مین بہی گزر ہوا - چونکہ علم کا مزہ چکھا ہوا تھا - آپ کی شیرین بیانی پر فریفتہ ہو گئے - قصہ کوتاہ - وہ ایک لحظہ کا عہد - دل دادگی کا سبب ہوا - اور تلویح اصول فقہ کا سبق شروع کر دیا - چند سال کے اندر ظاہری فیض و فضل کا سرمایہ بہت سا جمع کر لیا - اور کمال کے معیت مین اپنے وطن کو معاودت فرما کر آبائے کرام کے طریقہ کو رونق بخشی - اور سجادگی کا چراغ روشن کر کے روز افزون اس کی روشنی چمکائی -

شیخ منور کے بیٹے شیخ کبیر کہتے ہین - شمس الدین علی گیلانی کو اکبر شاہی عنایات سے حکیم الملکی کا خطاب تہا - مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کی طرف اپنی شاگردی کی نسبت کرتے تھے - ایک روز موقع آگیا - تو حضور شاہنشاہی مین عرض کیا کہ تفسیر بیضاوی پر - اور نیز دیگر متہیانہ کتب پر - شاہ آبادی جناب کے لاینحل اعتراضات ہین - اکثر علمائے زمانہ نے حل اعتراضات کے صدا ان مین جواب کی

ڈھال، اور تلوار۔ کمر سے کھول کر رکھ دی ہے۔ اس طرح سے شاہ آبادی اُستاد سب پر غالب آئے ہین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ شاہنشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ علما کا جلسہ فراہم کر کے اس تقریر کو درست اور صاف کرنا چاہیے چنانچہ عقلون کے امتحان کا جلسہ قایم کیا گیا۔ گیلانی نے کہا۔ اِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ کی اس آیۃ کی تفسیر پر اعتراض ہے۔ شیخ منور نے معترض سے اعتراض کی صورت دریافت کی۔ اور اثنائے بیان مین جواب دیا۔ کہ ضمیر کے راجع اور مرجع کے متعین کرنے مین تساہل ہوا ہے۔ اگر ایسا کیا جاوے گا۔ تو اعتراض پیدا نہین ہوگا۔ اور مراد مین بھی خلل واقع نہ ہوگا۔ حکیم الملک نے نامنصفانہ جانب داری کی۔ اور تقریب پر نظر کر کے ایسی گفت وگو کی جو حد ادب سے متجاوز تھی۔ شیخ منور نے شہنشاہ سے بذریعہ قرعہ حکم کے واسطے التماس کیا۔ قرعہ قاضی صدرالدین لاہوری کے نام سے نکلا۔ قاضی نے بیضاوی کی عبارت۔ اعتراض۔ اور جواب۔ ان تمام باتون کو منصفانہ نظر سے دیکھکر فرمایا۔ آج کے روز اگر قاضی ناصرالدین بیضاوی موجود ہوتے۔ تو شیخ منور کی دراکی طبیعت کی داد دیتے۔ یہ معاملہ مثل نمائش کی بات بدون تعین اسم کے اس واسطے لکھی گئی ہے۔ تاکہ فنون اور علوم کے اندر شیخ منور کی دقیقہ شناسی اور سخن آفرینی ظاہر ہو جاوے۔ کہ مجلس علم کی ہم نشینون کے مقابلہ مین کس درجہ پر تھی۔

ہجری سنہ نو سو بیاسی مین آپ کو صدارت صوبہ مالوہ کا عالی قدر منصب عطا ہوا علمار ارباب ریاضت۔ اور عاشق مزاجون کے ساتھ اس عمدگی سے پیش آئے۔ کہ تمام لوگ اوقات اجابت مین۔ آپ کے لیئے دعائے خیر کے واسطے آسمان کے سامنے ہاتھ پھیلاتے تھے۔ اور چند سال تک سارنگ پور مالوہ مین قیام فرما کر اس صوبہ کے طالبان علم کو فیض پہونچایا۔ ہجری سنہ نو سو پچانوین مین عضد الدولہ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی کو جو صاحب دانش ملا میرزاجان کے ہمدرس۔ اور میر غیاث الدین منصور کے بالواسطہ شاگرد مشہور تھے۔ صوبہ مالوہ کا منصب صدارت ملا۔ جب میر فتح اللہ سارنگ پور مین پہونچے۔ تو شیخ منور نے مقدمہ طوالع کی شرح علامہ کے سامنے پیش کی جس کو خود عقیم اور منتج اشکال کے مطالب مین لکھا ہے۔ اور جس کو وہ اپنی سخن آفرین طبیعت کا نتیجہ فکر سمجھتے ہین۔ دوسرے روز علامہ نے فرمایا۔ مینے اس باب مین چند باتون کا مسودہ کیا ہے جن سے جواب پر اعتراضات واقع ہوتے ہین۔ کسی شخص کو میرے ہمراہ کر دیجئے۔ مین اُن کو

صاف کر کے - اُس شخص کے ہاتھہ خدمت مین بہیج دون گا شیخ کا بہیجا ہوا شخص - دو تین منزل گیا - اور بے جواب واپس آیا -

تحصیل علوم مین آپ کے پاس سند عالی تہی - آپ کے خالو شیخ سعد اللہ - اپنے وقت کے عالم اور خدا شناس تہے - آپ اُنہین کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کے حالات کسی قدر اس گلزار مین تحریر ہو چکے ہین - دیگر یہ ہین کہ شیخ سعد اللہ نے تحصیل علم کا آغاز ہی کیا تہا - کہ اپنے پدر بزرگوار شیخ ابراہیم جامع کی شاگردی مین داخل ہوئے - پہر جب پدر بزرگوار کو اُخروی سفر پیش آیا - تو بقیہ تحصیل دار السلطنۃ لاہور مین آکر مولانا عبد الرحمن ملتانی کے درس مین تمام کی جن کو ثانی امام اعظم کہتے ہین مولانا عبد الرحمن - اپنے والد ماجد شیخ عزیز اللہ کے شاگرد ہین - اور شیخ عزیز اللہ نے باتفاق شیخ ابراہیم جامع - جامع کے پدر بزرگوار مولانا فتح اللہ کی خدمت سے تحصیل علوم کی تہی -

شیخ جمالی کنبو نے سیر العارفین مین مولانا فتح اللہ کی بہت کچہہ تعریف لکہکر تحریر کیا ہے - کہ مینے مولانا کو - اور مولانا کے بیٹے جامع کو دیکہا ہے - اور اُن کے درس کے جلسہ مین آمد و رفت رکہی ہے - اُس زمانہ کے تمام فضلا مولانا کے ساتہہ مستفیدانہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکہتے تہے اور مولانا فتح اللہ - مولانا سنار الدین شیرازی کے شاگردون مین سرگروہ تہے - مولانا سنار الدین - میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہین شیخ سعد اللہ کی تحقیقات یہ ہے - کہ مولانا فتح اللہ نے دہلی مین بہی مولانا موسی جبیری سے بہت سے علوم اور فنون حاصل کئے - اور اُنہین کی اجازت سے درس کی مسند کو اپنے جلوس سے آرائش بخشی تہی - مولانا موسی جبیری - علامہ تفتازانی کے بزرگ شاگردون مین سے ہین -

مصنفات سنوری کی تفصیل یہ ہے - (۱) شرح طوالع (۲) شرح بدیع البیان مسمی بحدائق البیان (۳) رسالہ موسوم بہ حق صریح یہ رسالہ سب کنندگان رسول علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارہ مین ہے - **العیاذ باللہ** اور رسالہ مذکور - رسالہ مخدوم الملک مولانا عبد اللہ لاہوری کی رد مین لکہا گیا ہے - جس مین مذکورہ بالا سیاہ باطن جماعت کی توبہ کا قبول ہونا ثابت کیا گیا ہے (۴) شرح قصیدہ و بردہ - (۵) تفسیر درر النظیم فی ترتیب آلاے والسور الکریم (۶) تعریب بحر المواج تفسیر قاضی شہاب الدین - پانچ برس گوالیار کے قلعہ مین آپ قید رہے تہے - اس مدت مین ان علوم

تفسیرون کا مسودہ کر لیا تھا - چاہتے تھے کہ نظر ثانی سے تصحیح کر کے صاف کر لیا جاوے - مگر اس درمیان مین فرمان روا ے زمانہ کا دل آپ پر سخت نامہربان ہوا - اور آپ کی تمام کتابین جو کم و بیش ڈیڑہ ہزار جلدین تہین - ورق ورق کر کے - بادشاہی کتب خانہ مین لی گئین - آپ کی تمام تصنیفات اِس اس درمیان مین دریا ے نیستی کا لقمہ بن گئین - مگر ایک کتاب درر النظیم بچ گئی - جو قید خانہ مین مصنف کے پاس رہ گئی تہی -

القصہ - اُسی سلطان قہر کے جوش مین حکم صادر ہوا - چنانچہ آپ کو قلعہ گوالیار سے دار الخلافہ آگرہ مین لے گئے - جو چند روز زندگی کے باقی رہے تہے - نہایت تنگی اور تاریکی مین آپ نے بسر کر کے تاریخ بارہوین ذی قعدہ ہجری سنہ ایکہزار گیارہ مین کون و فساد کے جہان کو رخصت کیا - غربا اور فقرا کے مزعون مین خاک کے اندر سپرد کر دئے گئے - مگر آخر کار ماہ محرم ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین آپ کے فرزندان کرام ایک مناسب تدبیر سے آپ کی نعش خاک آگرہ سے نکال کر دار السلام لاہور مین لائے اور اپنے آبا و اجداد کے روضہ مین دفن کیا **مصرع** رنج خمار بادۂ دانش چنین بود

یاد شیخ داؤد جہلاج

آپ کا وطن عماد پور ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک کوچہ ہے - آپ کے چہوٹے بہائی شیخ خلیل کا بیان ہے - کہ پیشہ وری چہوڑنے کا اولین باعث یہ ہوا - کہ ایک روز آپ کے ساتھ دو سرے ہم عمر اطفال ایک گلی مین کہیل رہے تہے - اُس گلی مین شیخ برہن گوڑ ہو کا گزر ہوا - آواز دی - کہ جس کسی کے پاس کچہ ہو - اس گدا کو دو - تمام لڑکے بہاگ گئے - آپ نے دلیری کر کے ایک تانبے کا پیسا ہاتہ پر رکہکر نہایت ادب کے ساتہہ پیش کیا - شیخ برہن نے وہ پیسہ لے لیا - اور اپنے منہ کا لعاب اُس نوجوان کے منہ مین ڈالا - بس اسی مین پہونچ گیا - جو کچہ نصیب مین تھا - اُس وقت سے خداطلبی کی چنگاری دل کے خانہ مین جا پڑی - دنیا پرستی کی عادت اور خیال کو اُس کا ایندہن بنایا - اور خداشناسی کی شورش دماغ مین پیدا ہوئی - دنیاوی محبت کی رسم و عادت کو تہوڑا تہوڑا کم کر کے خداشناسی مین زیادہ کیا - یہان تک نوبت پہونچی کہ اُس چنگاری مین شعلہ پیدا ہوا - اور شورش جنون سے جا ملی - جو ہندی اشعار عشق اور شیفتگی اور تجرید و توحید کی یاد دلاتے تہے - اُن کے پڑہنے - سنے - اور کہنے کا ہمیشہ ولولہ تہا اِس سبب سے آپ کا غریب خانہ کیا تہا - گویا سرود و سماع اور رقص و رقت کا معرکہ تہا - جب یہ شہرہ - فرمان روا ے زمانہ

اکبر شاہ کے کان مین پہونچا تو آپ کی ملاقات کی آرزو - روز بروز بڑھنے لگی - **بیت -**

چو آید جلوہ حسن از رو گوشش		زجان آرام بر باید ز دل ہوشش	

ایک روز بادشاہ نے فرمایا - کون سے ایسے طریقہ سے مین آپ کو طلب کرون - جو آپ کا دل آزار نہ مانے - ایک مزاج شناس کارپرداز نے عرض کیا - شاہنشاہی اقبال سے یہ مہم اس خوبصورتی سے سر کی جا سکتی ہے - کہ ہر وقت شگفتگی - آپ کی خاطر کے آس پاس ہی بنی رہے گی - فوراً حکم ہوا - کہ بہت جلد اپنے تئین آپ کی خدمت مین پہونچا کر قول کو فعل کے سانچہ مین ڈھال دکھاؤ - جب بھیجے ہوئے شخص نے آپ کے دیدار سے اپنی آنکھون کو منور کیا - تو دو روز تک ہمت سے آپ کے مزاج اور طبیعت کی جاسوسی کا کام لیکر آپ کی ہمزبانی کا طریقہ پہچانا - تیسرے روز آپ سے کہا - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اس ملک سے چل کر راہ آگرہ - اختیار کرو - آپ بے تامل سیر و تماشا سمجھکر روانہ ہوئے - چند روز بعد دار الخلافہ مین آ پہونچے - جب درویش کی تشریف آوری کی خبر - بادشاہ کے حضور مین ہوئی - تو بادشاہ نے شیخ ابوالفضل مبارک کو فرمایا - کہ آنے والے کی خدمت مین حاضر ہو - اگر تمہاری رائے ہوگی تو مین خود حاضر ہو کر ملاقات کرون گا - ورنہ درویش کو اپنے ہمراہ نہایت عزت و حرمت کے ساتھ - شاہنشاہی حضور مین لے آؤ - جب شیخ ابوالفضل درویش کی خدمت مین حاضر ہوئے - تو معرفت اور حقیقت کی باتین بہت کچھ ہوئین - شیخ ابوالفضل نے دریافت کیا - آپ نے خدا کو کیسے پہچانا - جواب دیا - اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کی ذات - شناخت کے درجہ سے ارفع اور اعلیٰ ہے - عرفان کا ہاتھ صرف مبادی صفات کے دامن تک پہونچ سکتا ہے - متاثر جس اثر کا ظہور - موثر کی طرف سے اپنے مین نہین پاتا ہے - اُسی کے مناسب کوئی اسم - اللہ تعالیٰ کی ذات **جلت عن الادراک** کے واسطے قرار دیتا ہے - اور اُسی اسم کے ساتھ دعوت اور عبادت کرتا ہے لیکن جس جگہہ اُس کی ہویّت ہی ہویّت ہے - وہان پر اسم اور مسمی دونون کا راستہ بند کر دیا گیا ہے ابوالفضل - اس کو تم اس طرح سمجھو - شیرین میوون کو شکر کے ساتھ تعبیر کرتے ہین - یہ بات یقینی ہے - کہ حقیقت مین اُن میوون کی نہ ذات شکر ہے - اور نہ نام شکر ہے - شیخ ابوالفضل نے گزارش کیا - سلطان کی خواہش یہ ہے - کہ مجکو سعادت ملازمت اسی جگہہ حاصل ہو - تو بہتر ہے جواب دیا جس شخص نے عزم کر کے تین سو کوس قدم فرسائی کی ہوگی - وہ شخص دیگر چند قدم ہی دریغ نہ کریگا

اور اپنی جگہ سے اُٹھکر شیخ کے ہمراہ شاہنشاہ کے حضور مین چلے آئے۔ جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا۔ تو درویش دوستی اور محبت کے مراسم نہایت شوق سے بجالایا۔ اور فرمایا۔ کوئی بات کیجئے درویش نے جواب دیا۔ کوئی بات پوچھئے جس کا جواب دیا جاوے۔ پھر فرمایا جو گنج معرفت آپ کے پاس ہے۔ اس مین سے کچھ ہم کو بھی دیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عطا کئے ہوئے جو خزانے ہم کو سپرد کئے گئے ہین۔ اُن مین سے کچھ آپ طلب فرمائے۔ درویش نے جواب دیا۔ کہ نہ مین کچھ رکھتا ہون۔ جو آپ کو دون۔ اور نہ آپ کچھ رکھتے ہین۔ جو مین طلب کرون۔ پھر چند روز دارالسلطنة کا تماشا کرتے رہے۔ جب وطن کو واپس جاتے تھے تو راستہ چلتے چلتے قصبہ سانبھر مین پہونچے۔ جو ہندوستان کا نمکزار ہے۔ مقام اچھا معلوم ہوا۔ اسی جگہ ٹھیر گئے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین آخری سفر کو روانہ ہوئے۔ خوابگاہ سانبھر۔ جو راجہ مان سنگہ کچھواہہ کے جاگیر مین قدیم الایام سے مقرر ہے راجہ مان سنگہ۔ اکبر شاہی بزرگ امرا مین سے ہین۔ جن کو شاہنشاہ کی عالی توجہ اور عنایت نے صوبہ مالوہ کے شرقی حصہ کا افیسر بنا دیا تھا۔ ایک لاکھ سوار کی جاگیر سے ہے۔ **مصرع**

نگین بادنقش گفتارش ؛

یاد مولانا خواجہ محمد باقی

آپ قاضی عبد السلام کے بیٹے۔ اور مولانا خواجگی امکنگی کے مرید ہین۔ جو اصحاب ۱؎ **اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ** کے استثنا مین داخل ہین۔ اور نیز جو ارباب ۲؎ **عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا** کی صفت سے موصوف ہین۔ ان کے زمرہ مین آپ داخل تھے۔ زادبوم کابل ہے۔ ماوراء النہر کے شہرون مین۔ کتابی علم تحصیل کرنے کے بعد ہندوستان کی ہوا۔ راہ غربت مین آپ کی قدم فرسائی کا باعث ہوئی۔ جب آپ دار السلطنة لاہور مین پہونچے۔ تو شیخ فرید بخاری اکبر شاہ کی بخشی بیگی۔ جو نہایت مرجب دوست شخص تھے۔ انہون نے آپ کے روزینہ مصارف کی ذمہ داری اپنے اوپر لازم کر لی۔ یہان پر سابق برگزیدگان خدائی بارگاہ کے پُرانے تذکرے مطالعہ مین آئے۔ جس کے سبب سے سلوک کی شورش آپ کے باطن مین آٹھ کھڑی ہوئی۔ چنانچہ ان اطراف

۱؎ مگر اس شخص کی نجات ہوگی جو پاک دل سے خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲ ۲؎ خدای رحمن کے (خاص) بندے تو وہ ہین۔ جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلین ۱۲

کے بزرگون کی خدمات مین جا پہونچکر اپنے حوصلہ اور وقت کے موافق فروغ معرفت حاصل کیا۔ اور دوسرون سے پوشیدہ۔ نقشبندیہ نسبت پیدا کرنے مین بہت کچھہ مشق کی۔ بزرگوار خواجون کی پاک روحون نے معنوی امداد دیکر کرامت اور کرامت کے اوپر سعادت عطا فرمائی۔ یہان تک ہوا۔ کہ نقشبندیہ نسبت کے گرامی آثار نے آپ کے باطن کو سر سے پانون تک جکڑ بند کر لیا تہا۔ بالخصوص خواجہ بزرگ اور خواجہ احرار۔ آپ کی ہر ایک مشکل کو جو پیش آجاتی۔ فوراً حل کر دیا کرتے تہے۔ یہان تک کہ آپ کا سلوک اویسیہ طریقہ پر انجام کو پہونچا۔ مگر طریقہ کے مقاصد مین سے دو مسئلون کی تنقیح نہین ہو سکی۔ لراسمہ

از طفیل عشق آسان گشت ہر مشکل کہ بود		مشکلے کاسان نشد بر دل غم ہجران اوست

ہر چند توجہ کی گئی۔ لیکن مذکورہ بالا دونون مسئلے۔ حل نہین ہوئے۔ اس نگرانی مین بے شمار مدت گزر گئی۔ پہر اس طور پر آگاہی دی گئی کہ ارباب طریقت کی عادت خاص کر اس طرح پر ہے۔ کہ بسبب ظاہر پیر سے بیعت کرتے ہین۔ اسی سبب سے یہ دو مسئلے لاینحل پڑے ہوئے ہین۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو رہنما اس انقباض کو دریافت سے پہلے دور کر دیوے۔ اُسی کے دست قبول پر بیعت کے واسطے اپنا ہاتہہ رکہدینا چاہیئے۔ ناچار آپ ایسے انفسی و آفاقی رموز کے جاننے والے بزرگ کی ملازمت حاصل کرنے کے ارادہ پر چلے۔ اور ہند کے اکثر شہرون کو تلاش کے پانون سے کہوندمارا۔ لیکن کسی برگزیدہ بارگاہ سے حصول مطلب مین کامیابی نہین ہوئی۔ جب طلب کی پریشانی سے رہائی نہین ملی۔ تو ماوراءالنہر کے سفر پر کمر باندہی۔ اور وہان پہونچکر بہی بہت سے بزرگون کی ملازمت کی۔ کسی شخص سے معہودہ ضمیر شناسی کا ظہور نہین ہوا۔ اتفاقاً قصبہ امکنہ مین گزر ہوا۔ یہان پر مولانا خواجگی کے سعادت دیدار سے آنکھون مین روشنی حاصل ہوئی۔ بدون اسکے کہ بات کی تمہید کی جاوے مولانا نے مذکورہ بالا دشواری واضح عبارت کے ساتہہ حل فرمائی۔ اُسی وقت مراسم بیعت بہی ادا ہوئے۔ چندروز خدمت مین رکہکر ہندوستان جانے کے واسطے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ہندوستان مین ایک شاہباز شکار سے ہاتہہ لگے گا۔ جو ظاہر مین تو تم سے فیض پاوے گا۔ مگر باطن مین وہ تم کو منزل مقصود کی رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ آج رات مین موعود واقعہ۔ اور اپنا طفیلی ہونا تم کو عالم خواب مین ظاہر ہو جاوے گا۔ کہتے ہین۔ اُسی رات آپنے عالم خواب مین دیکہا۔ کہ ایک طوطی ہاتہہ پر بیٹہی ہوئی ہے۔ اور آپ اپنے

منہ کا لعاب اُس کی چونچ مین ڈالتے ہین - اور طوطی اپنی چونچ کا قند آپ کے دہن مبارک مین ڈالتی ہے - جب عالم بیداری مین بازگشت ہوئی - اور تعبیر کو نوید مذکور کے موافق پایا - تو آپ عزم کر کے راہی ہند ہوئے - چند مدت لاہور مین بسر کی - پھر دہلی کے ارادہ پر چل نکلے - جب شہر سرہند کی حدود مین پہونچے - تو آفتاب کی سی روشنی اس شہر کے گرداگرد پھیلی ہوئی دیکھی - یہ حال مشاہدہ کر کے کمال حیرت ہوئی - رجال الغیب مین سے ایک نے آواز دی - پیر بزرگوار نے جس مرد کی بشارت فرمائی ہے - وہ اسی سرزمین مین مشغول خداپرستی ہے - لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ ہے - کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت مین داخل کرینگے - اب مزید جست وجو کرنے کی اجازت نہین ہے -

القصّہ - آپنے کچھ عرصہ دہلی مین رہکر انتظار کیا ناگاہ شیخ احمد کو حرمین شریفین کے طواف کا شوق پیدا ہوا - یہ شوق اُن کو پریشان کر کے وطن سے سفر مین کھینچ لایا - جب شہر دہلی مین پہونچے - اور خواجہ کی ملازمت حاصل ہوئی - تو خواجہ کو پہلے ہی دیدار مین معرفت کا چہرہ نظر آگیا - اور سمجھ لیا - کہ شخص معہود یہی شخص ہے - اس مین شک نہین - کہ ایک ہفتہ کی صحبت مین ہی آنے والے کا کام انجام کو پہونچ گیا تھا - مگر اس اثنا مین مقیم کو ایک عزیز کے کار خیر کے لیئے قصبہ سنبھل کا سفر پیش آیا - مجبوراً واپس آنے تک شیخ احمد کو دہلی مین توقف کرنا پڑا - چند روز بعد جب خواجہ نے خانقاہ مین معاودت فرمائی اور کمال عروج کی حالت مین شیخ کا نظارہ کیا - تو ازروے خواہش یہ فرمایا - وہ وقت آگیا ہے - کہ یہ وحدت کی شکر خا طوطی درویش کے منہ مین - ایک مصری کی ڈلی ڈال دیوے - چند مدت تک اسی طریقہ پر رازداری کی باتین کرنا گرم سنا ساتہ ہوتی رہین - ان واقعات کے بعد ایک محترم عزیز نے دریافت کیا - کہ حضرت خواجہ کے مشرب کا رنگ اس سے قبل کچھ اور تھا - اور اب ان ایام مین بیان معارف کے متعلق جو کچھ فرمایا جاتا ہے - وہ سابقہ روش کے بالکل برخلاف ہے - فرمایا - کہ توحید کوچہ تنگ تہا - اب شیخ احمد کی مصاحبت کی برکات سے ایک شاہراہ مل گئی ہے - امید ہے - کہ تمام حقیقت طلب حقیقی دوستون کو یہ شاہراہ نصیب ہوگی -

کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا - کہ فقیر کی عمر کے چالیس سال ہونے مین کس قدر باقی ہے - فرمایا - بارہ روز پوچھنے سے دو روز نہین گزرے تھے

کہ بیماری کا اثر عنصری ترکیب مین پیدا ہوا - جس روز کہ چالیسوان سال ختم ہوا - اُسی روز منزل قدس مین جا اُترے - خوابگاہ دہلی - آپ کے مرید صوفی محمد صدیق ہدائی تخلص تھے - انھون نے تاریخ رحلت اِن الفاظ مین نکالی ہے - ہادی شریعت بود - اور یہ تمام بیان صوفی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے -

وہواعلم بحقیقۃ الحال فمنہ الیہ مافی ہٰذا المقال -

مصرع گفت وگوئی طوطی من حرف اُستاد من ست

یاد شیخ دولت گجراتی

گمنامی وخاموشی آپ کے افعال کی پیشانی کے نقش تھے اور بیخودی و انکسار آپ کے حالات کے کف دست مین خطوط تھے - شیخ کپور مجذوب مداری گوالیاری کے آپ مرید ہین - اور شیخ کا جامجذوب سارنگپوری کی ملازمت مین بھی پہونچ چکے ہین - شیخ بھکاری گوالیاری جو سارنگپور مین مقیم تھے اُن کے منور باطن سے بہت کچھہ حصہ آپ کو ملا تھا - آپ کا پانون پرکار کی طرح چکر مین ہی رہتا تھا - اِس سیاحی کی بدولت تمام سطح زمین آپنے ناپ ڈالا - اور جہان کا نشیب و فراز خوب دیکھا - ہجری سنہ نوسو ستاسی مین قصبہ دسور (مندسور) کے اندر آکر ایک حجرہ اختیار کر لیا - اور ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک زندگی کی گودڑی جسم پر پہنے رہے - اور پہلونشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی رکھی -

مصرع خدا ایش ردی فیروزی نمایاد ؛

یاد شیخ صدر جہان ابن ابوالفتح

آپ کا مولد موضع موال ہے - جو مانک پور کے مضافات اور ہند کے شرقی حصہ مین ہے - ظاہری انجمن کی آرائش - آپ کی باطنی خلوت مین مانع نہین ہوئی - اور دنیا جیسی وسعت آبادی کی پیمایش نے آپ کی معنوی گوشہ نشینی مین ہرجہ نہین ڈالا - ہمیشہ ہنگامہ مین گوشہ گزین اور سیر و سیاحت مین چلہ نشین رہے - جب تک آپنے امانت حیات واپس سپرد نہین کی - تب تک آپ کے عیال و اطفال کی روزی مِن حَیثُ لَا یَحتَسِبُ ہ پہونچی - اہل جہان مین جو اسباب متعارف ہین - اُن مین سے کسی سبب کو کسی وقت آپنے خواہش کا ہاتھہ نہین لگایا - باینہمہ جو کچھہ خشک و تر - دوپہر کے وقت یا شام کے وقت نصیب ہوجاتا تھا - کسی مہمان کو تقسیم کرنے کے بدون کام مین نہین لائے - اور اپنے وطن مین جہان کہین ہو کے کی خبر ملی - اُس کی غمخواری کو اپنی دلسوزی کے ذمہ لازمی سمجھا -

ایثار - (دوسرے کی منفعت اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا) از خود رفتگی - اور خیر فراموشی کا شیوہ - آپ کی خاص عادت اور خمیر میں داخل تھا - ایک عجیب و غریب حالت - آپ کے وجدان کے ساتھ ساتھ رہتی تھی - راقم نے ہر چند فکر کی - زبان کو آراستہ - اور قلم کو روان کیا - لیکن ایسا حرف جو آپ کے سلوک سے آشنا ہو صفحہ پر تحریر نہ کر سکا - بیت

چہ بتایم بہ حُسنِ زلفِ درویشش		کہ حُسنِ او ورای این و آن ست	

آپ فرماتے تھے -

آغاز جوانی تھا - طواف حرمین شریفین کے واسطے شرفنا اللہ وایاکم بزیارتھما - جہان پیمائی کا شوق اپنے وطن سے دریا کے کنارہ کی طرف موکشان لے گیا - اتفاقاً اس سال دریا کے اندر ایسی شورش تھی - کہ کوئی جہاز اُس بندر سے مقام مقصود کو نہین پہونچ سکا - خوف دہندہ بیماری بھی عارض ہوئی - جس نے درستی عزم مین تباہی پیدا کی اور سہولت دہندہ اسباب مفقود ہوئے - جو علامت ازلی اجازت کی ہے اِن امور کے جمع ہونے سے معلوم ہوا - کہ امسال غیب کی طرف سے رخصت نہین ہے ناکام لوٹکر ملک مالوہ مین آیا - اور قصبہ دہار مین گزر رہا -

ایک تو زمین دہار کی تر و تازگی دامنگیر تھی - دوسرے بہت سے خداشناس بزرگ یہان پر مقبرون کے اندر آسودگی کے ساتھ سوئے ہوئے ہین - جیسے شیخ کمال مالوہ مولانا غیاث برادر مولانا مغیث جن کی آرامگاہ دریاے اُجین کے کنارہ ہے - شیخ عبداللہ جنگال - اور شیخ جوہران صدر الذکر بزرگون کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے بھی گئے ہین) - اِن کی معیت نے مجھکو جنبش نہین کرنے دی - یہ دونون باتین باعث اقامت و تامل کا سبب ہوئین - القصہ شیخ معروف غریب اللہ کی خدمت مین آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی - جس نے مجھکو درویشی اور بینوائی کی روش سے آشنا کیا - اور استعداد کے موافق الٰہی تجلیات نے خودی سے کھو دیا - چند روز بعد شیخ معروف کو ازلی توفیق اور خاک گور کی کشش حرمین شریفین کی طرف کھینچ لے گئی - اور اُن کے لڑکے شیخ تاج الدین عطاءاللہ کی نسبت یہ راے قرار پائی کہ چونکہ شیخ تاج الدین خردسال ہین

لہٰذا ان کی پرورش میرے (شیخ صدرجہان کے) سپرد کرنی چاہیئے - اس سبب سے میری کوشش نے سفر مبارک کی رفاقت کا ثمرہ پیدا نہین کیا - اور خطاب مین مغلوب ہو بالآخر شیخ معروف مجکو اپنی خانقاہ مین جانشین کرکے روانہ ہوے "

چنانچہ شیخ معروف کا تحت الذکر خط جو مکہ معظمہ سے شیخ صدرجہان کے نام آیا تھا - یہ بھی صدر الذکر مضمون کو ظاہر کرتا ہے -

محب جان یار رودجہانی بالصدق والایقان شیخ صدرجہان - معروف غریب اللہ کی طرف سے عارفانہ دعا اور سلام قبول فرماکر خدا کرے - ہمیشہ خیر کے ساتھ مع العشق والعرفان رہین - واللہ ثم باللہ - ایک دم اور ایک قدم بھی آپ کے بدون نہین گزرتا ہے - اگرچہ بظاہر مصاحبت اور قربت سے جدائی ہے - لیکن معنیً ہمیشہ اس طریق عظمیٰ مین رفاقت بنی ہوئی ہے - مدعاے ضروری یہ ہے - کہ فرزند ارجمند شیخ تاج الدین عطاراسمہ کو مینے آپ کی سپردگی مین دیا ہے - اور آپ کو اپنی جگہہ چھوڑ آیا ہون - جو شخص میری طرف ارادت لیکر آوے - اُس کو بیعت اور حق سبحانہ تعالیٰ کی رونمائی کرنا - اور با بشارت خلافت نامہ - عالی مقام البیت الحرام سے روانہ کیا گیا ہے - مشایخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے طریق مین ثابت قدم رہنا - اِس حج وعمرہ کا ثواب آپ کو اُس مقدار سے زیادہ نصیب ہوگا - کہ جس قدر ہمراہیون نے پایا ہے - والسلام -

جب آپ کے پاس خبر آئی - کہ شیخ معروف کی خاک پاک مدینہ منورہ مین مدفون ہوگئی - نیز اُس جگہان کے فرزند رشید کو بھی علمی کتابون کے پڑہنے کی استعداد ہو چلی - تو شیخ صدرجہان کی نیازمندی جو معنوی رہنما کے ساتھ تھی - جوش مین آئی - جست وجو کے راستہ مین قدم رکھنا تیزی کے ساتھ شروع کیا - تقدیری سعادت کا جذبہ آپ کو مسیح الاولیا کی خدمت مین لے پہونچا - قصہ کوتاہ - تھوڑے عرصہ مین نایافت کے درد کا مسیح الاولیا کی ہادیانہ تلقین سے علاج ہوگیا - اس کے بعد جب تک کالبد کے عنصر آباد سے آپ کی رحلت نہین ہوئی - تب تک ہرسال اپنے وطن سے ایک دفعہ مسیح الاولیا کی خدمت مین برہان پور جاتے رہے - برہان پور وطن سے ساٹھ کوس دور ہے - وہان پر ایک اعتکاف کرکے بازگشت فرمایا کرتے تھے - آپ کی تاریخ رحلت سترہوین ربیع الاول ہجری سنہ ایک ہزار چودہ ہے

آپ کے وطن سے جو راستہ برہان پور کو جاتا ہے۔ منڈو (مانڈو) اُس راستہ کے عین خط پر واقع ہے اور راقم کا اقامت کدہ ہے۔ آپ جب اس طرف سے اور نیز اُس طرف سے جاتے آتے تھے۔ تو چند روز اس عبرت افزا شہر مین بھی ٹھیرا کرتے تھے۔ اور نیز بدون اس سلسلہ آمد و رفت کے بھی راقم کی دوستی اور آرزو کا لحاظ کر کے سال مین دو۔ تین دفعہ اپنے سعادت بخش قدوم سے غریب خانہ کو منور فرمایا کرتے تھے۔ اور رازداری کی باتین کرنے مین باہم ایک کے حالات دوسرے کو معلوم ہو جایا کرتے تھے۔ نیز ایک دوسرے کے عیب و ہنر پر بہت کچھ متنبہ کرنے والی نگاہین پڑ جایا کرتی تھین۔ آپ کی مصاحبت کا مزہ بس ذوق ہی پاتا ہے۔ گویائی مین نہین آ سکتا۔ جس کو زبان حوالہ قلم اور قلم حوالہ کاغذ کرے۔

یاد شیخ حمید تپلہ

آپ کے پیر ارادت شیخ نظام نارنولی ہین۔ آپ کی چشم ہمت مین زمانہ کا قیمت پانے والا نقد و جنس۔ کچھ قدر نہین رکھتا تھا۔ آپ کا ہاتھ اموال کے حق مین۔ گویا چھلنی تھا۔ اسی دم دو حصہ اس طرح کر دیتا تھا۔ ادھر لینا۔ اور ادھر بخشنا کمال چابک دستی سے ایک چیز کو پلک مارنے مین ایک ملک سے دوسری ملک مین پہونچا دیتے تھے۔ توقف کو داد و دہش کے مقام پر ننگ جوانمردی۔ اور نشان دلبستگی سمجھتے تھے۔ جب جذبہ پیدا ہوا۔ تو دار السلطنۃ آگرہ مین آ کر ایک درخت کے نیچے نشستگاہ اختیار کر لی تھی۔ چند روز بعد اُس درخت کی شاخین۔ چارون طرف سے ایسی بڑہین۔ کہ آفتاب کی دہوپ آپ تک نہین پہونچتی تھی۔ ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ مشتعل رکھتے تھے۔ اس سبب سے ہند کی زبان مین آپ کو تپا کہتے ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار انیس تھا۔ کہ عنصری پیکر کا آتش خانہ ترک کر کے۔ جاوید بہار باغ کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔

مصرع رخت ہستی آتش افروز فنائے عشق باد!!

یاد شیخ امین ابن احمد نہروالہ

آپ علوم متداولہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مولانا محمد طاہر محدث نہروالہ کے بزرگ شاگردون مین سے ہین۔ ہجری سنہ نو سو تراسی مین گجرات سے مالوہ کی طرف تشریف لائے تھے۔ ایک سال سے کچھ زیادہ دار الفقر منڈو (مانڈو) مین رہے۔ بعدہٗ اُجین کی طرف چلے آئے۔ یہان شیخ راجے محمد

قادری شیخ عبدالغفور شیخ الاسلام شیخ جمال ابن احمد۔ قاضی بابا خواجہ میان کالے میان امین مالوی اور نیز اس سرزمین کے دیگر مشائخ کی مصاحبت ہوئی۔ نفعنا اللہ و جمیع الطالبین برکاتہم یہ مصاحبت کچھ ایسی دلچسپ معلوم ہوئی۔ کہ جہان گردی کی ہوا۔ اور گھر کی تجویز کی فکر دل سے نکل کر اُجین کی اقامت کا سبب ہوئی۔ اس یادداشت کی نگارش کا آغاز ہجری سنہ ایک ہزار چھ دہ ست ہوا ہے۔ اس سال تک آپ زندگانی کی مسند پر بیٹھے رہے۔ اور درس دیتے رہے ہمیشہ وضو آب رواں سے کیا کرتے تھے۔ بارش کی کثرت۔ تمازت آفتاب کی شدت۔ سرما کی فراوانی۔ اور گھر سے ندی کا دور ہونا ان چیزوں مین سے کوئی چیز آپ کو مانع نہین ہوتی تھی۔ قاضی عبدالعزیز۔ ابن شیخ عبدالکریم۔ ابن شیخ راجی محمد قادری برہان پورین ظاہری اور معنوی کمالات سے آراستہ اور پیراستہ تھے۔ آپ ان کے دیدار کے واسطے ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین برہان پور کو گئے تھے۔ اتفاق سے چونکہ آپ کی خاکِ پاک وہین کی تھی اسواسطے تاریخ یکم ربیع الاول سنہ مذکور کو اُسی جگہ سپرد خاک کردئے گئے۔

مصرع چون امین بود شد ظلوم و جہول ؎

یاد شیخ محمود ابن سید ملک

آپ کی زادبوم قلعہ سورت ہے۔ جو دارالملک گجرات کے بندرون مین سے ایک بند ہے ہجری سنہ نوسو اسی مین اپنے وطن سے بتلاش پیر جہان پیمائی کا آغاز کیا۔ چند روز سید احمد بخاری کی خدمت مین دل بنہاد ہو کر رہے۔ اور آرزوے ارادت ظاہر کی۔ سید احمد بخاری نے مراقبہ اور تامل کے بعد جواب دیا۔ تمہارا نام میرے یارون کے دفتر مین نہین ہے۔ لیکن صبر کرنا چاہیئے۔ مین جس کی طرف اشارہ کرون۔ اُسی سے تم ارادت لانا۔ یہان سے آپ چلے۔ اور اثناے سیاحت مین دولت آباد دکن کے قلعہ پر گزر ہوا۔ اور یہان پر آپ باجازت سید احمد بخاری شیخ عبداللطیف مجاور کے مرید ہوئے۔ شیخ عبداللطیف چند واسطے سے سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ کو پہونچتے ہین۔ آپ کو پیر کی خدمت مین رہنے کی توفیق نہین ہوئی خوشی کے ساتھ سفر کی اجازت لی۔ اور مالوہ کے راستے سے نارنول کو گئے۔ وہان پر قطب الاولیا شیخ نظام نارنولی کی ملازمت حاصل کی۔ اور شیخ جمال کو بھی دیکھا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک مقام کے زندہ دلون اور مدفونون کے آستانون پر ناک رگڑی۔ اور فروغ باطن چاہا۔ قلعہ منڈو (مانڈو) کے پائین مین دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ نعلچہ نام ہے۔ اُس قصبہ کے اطراف مین

ہجری سنہ نوسو چھیاسی تہا۔ کہ دالان اور مسجد کی بنیاد رکہی۔ اونیس سال سے برابر آج تک آپ سر راہ سر دہانی سے بہرے ہوئے گہڑے موجود رکہتے ہین۔ اور آنے جانے والون کو اُن مین سے پانی پلاکر تازگی بخشتے ہین۔ حرص سے اور آزادہی سے آزادو زندگی بسر کرتے ہین۔ اور طبیعت کو ہوس سے دور رکہتے ہین۔ فرماتے تہے۔ ایک روز ایک شخص ایک تیتر ذبح کرکے درویش کے کہانے کے واسطے پکالایا۔ اُسی لقمہ کی لذت ایسی ملی کہ ہوس نے بیدار ہوکر یہ بات دل مین جمائی۔ کہ کبہی پہر بہی تیتر کا شوربا کہانا چاہیے پہر یہ خیال آیا۔ کہ ذبح کون کریگا۔ خود ہی مینے کہا کہ فلان شخص ذبح کر پوے گا۔ فوراً سمجھ مین آیا۔ کہ نفس چاہتا تہا لذت کا فریب دیکر۔ دل کو ہوس کے جال مین پہنسا دے۔ اس کشاکش سے پشیمان ہوا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ زندہ کو بیجان کرنا۔ اور اپنے تن کو پالنا۔ درویشون کا طریقہ نہین ہے۔ بس وہی فرو دال چاول کے پانی کا پسند آیا۔ مین گہری خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور وہ کہانا دوسرے کو دیدیا۔ خشک روٹی کہاکر بہوک کو رخصت کیا۔

سال کے اندر ایک دو مرتبہ منڈو (مانڈو) کے قلعہ مین آتے تہے۔ اور اپنے مبارک قدوم سے راقم گلزار کے مکان کو منور فرمایا کرتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار اونیس مین ظاہری بیماری کو ترک کرکے قصبہ نعلچہ کے میدان مین ابدی خوابگاہ اختیار کی۔ مصرع ظل رحمت بر سرش ممدود باد۔

یاد بہائی اسحٰق حضور

آپ۔ حافظ اسمعیل سندہی کے لڑکے ہین۔ جوانی کا کسی قدر زمانہ سپاہگری مین گزارا۔ جب تیس ۳۰ سال کی عمر ہوئی۔ تو انہی جذبہ پیدا ہوا۔ یہ جذبہ ہستی کا سامان۔ درویشی کی منزل مین کہینچ لایا۔ اور بینوائی کا آشنا بنایا۔ متفرق طور پر جابجا سے قرآنی سورتین اور آیتین یاد تہین۔ اُن کو ہمیشہ حزین آواز کے ساتہہ پڑہا کرتے تہے۔ اور سننے والے کو ہلا دیتے تہے۔ اور جہان کہین پنجگانہ اوقات نماز مین سے کوئی وقت آجاتا تہا۔ وہین بلند آواز سے اذان دیا کرتے تہے۔ مسجد اور بت خانہ مین کوئی تفاوت نہین کرتے تہے۔ قصبہ میسر مین شیخ عبد اللہ چشتی قدس سرہ کے روضہ کی چہار دیواری کے اندر رہا کرتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ کے ذی حجہ مہینے مین راقم کے یہان برخوردار شیخ عبد الاول زاد عمرہ کی شادی کا آغاز تہا۔ شہر منڈو (مانڈو) کے اطراف کے قصبات اور مواضع سے بہت سے دوست اور درویش۔ مہمانخانہ مین تشریف لائے تہے۔ طبیعت بڑے بڑے

کامون مین مشغول تہی - اس وجہ سے آپ کا بلانا بہول گیا - لیکن نگرانی دل مین ضرور تہی - جس کا سبب ظاہرا نظر نہین آتا تہا - کہ مبادا دوستون مین طلبی سے کوئی صاحب باقی نہ رہ گئے ہون - آپ کے دل مین وہی سابقہ دوستی کا خیال آیا - اور بے تکلف اپنے مکان سے چلکر ایک گلدستہ تہنیت کے طور پر ساتہہ لیتے آئے - مجلس شادی کو رونق بخشی - فرمایا - جس کی طلب دل کے اندر کہٹکتی تہی - وہ آسحق ہے - کم وبیش تین مہینے مہمان رہے - ایک روز بدون رخصت ہوئے - اپنے گہر کو چلے گئے - سید شاہ محمد ولد سید ہبتہ اللہ مہیسری سے روایت ہے - آپ کا مرض الموت مرض اسہال تہا جب ہاتہہ پانون کی طاقت سفر کرگئی - تو تنہائی سے دل تنگ ہوکر اپنا حجرہ چہوڑ دیا تہا - اور راوی کے مکان پر چلے آئے تہے - بعدہ چند روز تک دانہ پانی سے حلق کو آشنا نہ کرکے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین حقیقی محبوب کی دیدار سے روزہ افطار کیا - مصرع شام افطارش بصبح وصل باد

یاد شیخ محمد حی برہنہ

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - شیخ صدر الدین ذاکر کے فارغ البال صوفیون مین سے ہین آپ کا سلوک جذبہ کے ساتہہ ملا ہوا تہا - لیکن آپ کے اکثر حالت جذبہ مین گذرا کرتی تہی - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے فرض نماز اور روزہ کے تمام اوقات - درنگ اور تعطیل کی غارت گری سے ازلی حفاظت مین محفوظ رہتے تہے - آپ کے پیر بزرگوار حضرت غوث الاولیا کے روضہ مقدس کے طواف کے واسطے - ہجری سنہ نوسو تراسی مین برودرہ (بڑودہ) گجرات سے گوالیار کو گئے تہے - اُس وقت آپنے پیر کی خدمت سے رخصت ہوکر شیخ حبیب شطاری کے ہمراہ - مالوہ کے راستہ سے اپنے وطن کو معاودت کی - شیخ حبیب شطاری - حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین اِس سلسلہ مین آپ کا گذر منڈو (مانڈو) پر بہی ہوا تہا - جو راقم کی زاد بوم ہے - چند روز باہم ایک دوسرے کی صحبت غنیمت شمار کی گئی - جب آپ اپنے وطن مین پہونچے - تو تہوڑے ہی روز کے اندر آپ کی زندگانی کا آفتاب واپسین نفس کی اُفق مین غروب ہوگیا - جس گفت وگو سے کہ ایک شمہ انانیت یا علامت ہستی پائی جاوے ایسے مضمون سے آپ کی زبان روزمرہ کے محاورون مین بہی قطعی آشنا نہ تہی - ہمیشہ اپنے عرفی اور عرفانی مقاصد کو موحدانہ عبارت

سے بیان کیا کرتے تھے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اس روزمرہ روش کی خصوصیات تحریر کے ذریعہ سے ادا نہین ہوسکتی ہین۔ اور تقریر کا عصا ان خصوصیات کو دل سے باہر نہین کھینچ لاسکتا ہے۔ ورنہ آشناؤن کے کانون کو اُس لذت مین شریک کر لیتا۔ جو ابھی تک فقیر کا دل۔ آپ کی دل آویز تقریر کے اثر سے لے رہا ہے۔ واہ عجب تعبیر اور تصویر کی نارسائی ہے۔

یاد شیخ عبد الواحد تارک الماء

آپ کے باپ کا نام شیخ محمد ہے۔ جو تحت اللہ کر چار واسطے سے شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری کو پہونچتی ہین۔ یعنی شیخ عبد الکریم۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ نعمت اللہ۔ شیخ سالار۔ پدر بزرگوار نے آپ کو خواجہ حسین چشتی اجمیری کا مرید کرا دیا تھا جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو کسی قدر علم آپنے شیخ محمد کی شاگردی سے تحصیل کیا۔ جو میر عبد الاول شیرازی کے شاگرد تھے۔ اور پھر چند روز بعد شیخ عبد اللہ صوفی شطاری اکبر آبادی اور شیخ مبارک دانش مند گوالیاری کی ملازمت مین پہونچکر شطاری طریقہ پر تلقین طریقت لی۔ صدر الذکر دونون اصحاب حضرت غوث الاولیا قدس سرہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ آپ کو دونون سلسلون کے خلعت خلافت سے سرفرازی ہوئی اور اگرچہ آخر الذکر شیخ کے درس ے آپ کو تمام علوم کے کمالات حاصل ہوچکے تھے۔ لیکن اس زمانہ مین تمام علوم سے درگزر کر صرف فقہ اور تکسیر کے علم مین منہمک تھے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین راقم بھی دسور (مندسور) مقام پر آپ کی خدمت مین پہونچا تھا ایک رات رازداری کی باتین ہوئین۔ بہت سی پرمعانی باتین دونون طرف سے کہی سنی گئین۔ اس درمیان مین آپنے فرمایا۔ جب میری عمر تیس سال کی تھی۔ اُس زمانہ مین دو تین سال تک مجکو جذبہ رہا تھا۔ اب کہ آپ ستر کے قریب ہو گئے ہین۔ ابھی تک اُسی از خود رفتگی۔ جنون۔ بے تعینی۔ اور بیخودی کا رنگ آپ کی پیشانی اور کاروبار سے عیان ہے مصرع آب حیوان رالبسان بادہ میداند حرام؛ کم وبیش ستائیس برس تک آپنے پانی قطعی نہین پیا۔ خواہ کیسا ہی سخت آب طلب کمانا معدہ مین پہونچا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین آپنے آب وخاک کی اس سراے سے جان پاک کے جہان کو جاکر سیر فرمائی۔

مصرع خشک لب سیراب دیدہ زندگانی کرد ورفت؛

یاد شیخ بدھا

آپ کا نام عبد اللہ ہے حضرت غوث الاولیا کے فرزند رشید اور سجادہ نشین ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت گنجشک کی پاک سن سے ہیں۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا کی رموزدان کی عبا۔ اور وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ کی قبا آپ کے زیب بدن تھی۔ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی۔ آپ کے دامن ہمت پر سنجاف تھی۔ اور آپ کی نسبت کی آستین پر ذاتی شرافت کا ٹھپہ لگا ہوا تھا۔ وجیہ الملۃ احمد آبادی۔ اور مولانا مبارک دانش مند گوالیاری کی شاگردی سے بہت سے رسمی علوم کا سرمایہ آپ کی جیب مین فراہم ہو گیا تھا اور نیز اُستادی کے درجہ کو پہونچے تھے۔ تمام فنون مین درس دیکر آپنے طلبا کی استعداد کے موافق فیض اور فائدہ پہونچایا تھا۔ جب حضرت غوث الاولیا عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ تو آپنے پدر بزرگوار کی مسند رہنمائی کو اپنے جلوس سے رونق بخشی۔ اُس زمانہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کو یہ منظور ہوا۔ کہ روضۂ غوثیہ کی عمارت دولت کی طرف سے تیار کی جاوے۔ شیخ بدہانے عرض کیا۔ کہ یہ خدمت اپنے فقیر زادہ کو سپرد فرمائی جاوے تو اچھا ہے۔ تاکہ شاہنشاہی بارگاہ سے جو کچھ میرے نام مقرر ہو۔ اُس مین سے درویشانہ معاش کے موافق صرفہ معاش مین اُٹھا کر باقی جو کچھ بچے۔ حظیرہ کی تعمیر کے مصالح مین صرف کرون۔ اور اسپر بھی اگر کچھ ضرورت باقی رہے۔ تو حضور خسروی سے مدد ہون بادشاہ انصاف پسند اور ہمت آفرین تھا۔ اُسنے آپ کی ہمت کی داد دیکر بہت کچھ عنایتین اور التفات فرمایا۔ چونکہ شہنشاہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ آپ گوشہ نشین۔ درویش ہوکر رہین۔ لہذا حکم دیا۔ کہ مخدوم زادہ چند روز بحسب ظاہر کمر مین تلوار باندہ کر اولیا ے دولت مین شامل رہین۔ تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاہری امداد اضافہ ہو کر۔ یہ دونون امدادین شاید حضرت غوث الاولیا کی باطنی پرورش کے ثمرات کی برابر ہو جاوین۔ اور سب جگہ اور ہر حال مین آپ کی ہمراہی میرے قلبی سکون کا باعث ہوکر مجکو شادکام اور کامیاب کرے۔

القصہ چونکہ دو امرون کے درمیان مین تعارض کی ادنی شرط۔ مساوات مانی گئی ہے۔ اِس بنیاد پر اگرچہ اختیار دنیا کے تمام باعث بوجہ معارضت (بارنج ہونے) موانع کے درجہ اعتبار سے ساقط تھے۔ مگر فقدان شرط کے سبب سے موانع موجودہ معارض نہین ہو سکتے تھے۔ اسواسطے یہ باعث اختیار دنیا۔ جس کے آثار۔ سپاہگری کا قبول کرنا ہے۔ وقوع پذیر ہوا۔ یعنی آپنے منصب عالی کے ساتھ سرفرازی پائی۔ اور چالیس سال تک صورت مین سپاہی اور معنی مین درویش رہے۔ کہتے ہین جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے آپ کو وکالت کے نام سے میرزا شاہرخ کے پاس بدخشان کو روانہ فرمایا تھا۔ تو میرزا نے ایک منزل کی مسافت آپ کا استقبال کیا۔ اپنے دولت خانہ پر کمال عزت و

اکرام کے ساتھ لے گیا۔ اور شاہانہ مہمانداری کی۔ اِس ملک کے امرا اور علما۔ آپ کی سپاہیانہ شکل۔ اور میرزائی اس قدر تواضع و تعظیم کو دیکھکر حیرت اور تعجب مین ہوئے۔ اور آپ کے حوصلہ کی آزمایش کے واسطے علمی گفت وگو کے پھندون سے مشکلات علوم کا جال بناکر پھیلایا بالآخر جب بات کی نوبت آپ تک پہونچی۔ تو پھیلائے ہوئے جال کو آپنے ایک ہی اڑان مین توڑ تار کر درہم برہم کر دیا۔ اس واقعہ سے آپ کی شاہبازی کی حقیقت ارباب امتحان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ اور اس نواح کے طلبا نے ہمیشہ جیسی فرصت پائی۔ آپ کی خدمت سے مختلف فنون کا استفادہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب ملک و ملّت کا تخت و تاج ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین جہانگیر شاہی جلوس سے زینت یاب ہوا۔ تو نشاط۔ کامرانی۔ خواہش پذیری۔ اور آرزو شکنی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور آپ کو سپاہگری کے منافی جو پیری ہے اُس نے آگھیرا۔ ترک اور تجرید کا شوق آپ کی جبلی بات تھی اس کو ترقی ہوئی۔ لہذا آپنے اپنی ناتوانی کو شفیع بناکر حضور شاہی مین التماس کیا۔ کہ زندگانی کے دن مین نماز عصر کا وقت آگیا۔ اگر سلطانی اجازت دستگیری فرمادے۔ تو مین اپنی صورت کو معنی کے ہم رنگ بناؤن اور یک رنگی و یک جہتی کے ساتھ۔ اپنی عمر کی نماز مغرب ادا کرون۔ آپنے مشایخ کے طریقہ پر دو تین گھڑی گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھون۔ اور ایک دلی اور یکتائی کے ساتھ دنیا سے نکل جاؤن۔ تاکہ سابقہ عمر کا تدارک اور تلافی کر سکون۔ کیونکہ **العبرة للخواتيم** واقع ہے شہنشاہ نے آپ کی حقیقت نما رائے کی آفرین کی۔ اور التماس کو شرف قبول بخشا۔ سال جلوس کے آغاز سے ہجری سنہ ایک ہزار [illegible] تک کہ یہی سال رحلت ہے۔ آپ جب اجازت سلطانی اپنے وطن مین فارغ البال۔ عبادت ذوالجلال کے اندر مشغول رہے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے مرقد مبارک کی مجاورت سے عزت حاصل کی شیخ ظہور الدین محمود جلال شطاری کے خلیفہ شیخ داؤد جو ارباب طریقت مین نظر کے قابل ہین روایت کرتے ہین۔ کہ آپنے رحلت سے چھ مہینے پہلے تمام ماکولات اور مشروبات کو ترک کر دیا تھا۔ صرف ایک کٹورہ پانی پی کر وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ [1] کی تصدیق فرماتے تھے۔ جب تاریخ اٹھارہوین محرم سنہ مذکور اور شب جمعہ آئی۔ تو حاضرین

[1] اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہین بنائے تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہون۔ اور نہ وہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲۔

خدمت کو رخصت کرکے عالم محسوس سے ملک معقول کو روانہ ہوئے - اور حضرت غوث الاولیا کی نورانی آسایش گاہ کے پہلو مین خوابگاہ اختیار کی - آپ کی معنوی درویشی کا یہ گواہ شاہد عدل ہے - کہ آخری سفر کے بعد آپ کا نقد متروکہ تجہیز و تکفین کو کافی نہین ہوا - اور متاع - اساس البیت اور آبادی کے مکان کی قیمت میزان قرض کی برابر نہین آئی جو آپ کے ذمہ تہا - حال آنکہ چند سال آباد سرکارین اور معمور پرگنات بہی آپ کی جاگیر مین رہے - ہمیشہ فرمایا کرتے تہے - کہ حقیقی فقر والہ کا دل صاف ہوتا ہے اور معنوی تجرید والہ کا ہاتہ چلنی کا حکم رکہتا ہے - اگر بالفرض مشرق و مغرب کی سلطنت کی دستگاہ اُس کو مل جاوے - تب ہی وہ ظاہری تعلقات مین مبتلا نہ ہو - اسی بنیاد پر کہا ہے - جس کسی نے کہا ہے

مصرع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست -

یاد شیخ نور محمد خلیل جانپانیری

آپ بوہرہ قوم مین سے ہین - مدت ساٹہہ سال تک خوردہ فروشی کی بساط سے قناعت - توکل - اور رضا بہ قضا کے ساتہ نعمت حاصل کرتے رہے بازار نشینی کے شیوہ کو اپنے مقام خلوت در انجمن کے چہرہ کا نقاب بنا رکہتے تہے جب حضرت غوث الاولیا نے گوالیار سے ہجرت فرماکر اپنا جہان افروز جمال گجرات نشینون کو دکہایا - تو ایک روز بازار جانپانیر کے راستہ مین حضرت غوث الاولیا کی کیمیا اثر نگاہ شیخ کے استغراق پر جا پڑی - فرمایا - اے شیخ - کہان تک فطری نور مخفی رکہو گے - بہت مدت ہوئی ہے کہ لوح محفوظ سے تمہارا خطاب شیخ نور اللہ ہوگیا ہے - یہ کہکر حضرت غوث الاولیا نے آپ کا ہاتہ اپنے ولایت بخش ہاتہ سے پکڑ کر دوکان سے اُٹہالیا - اور دوکان کو فقرا پر لٹاکر - آپ کو خانقاہ مین لے آئے - اسی وقت خلعت خلافت پہناکر رہنمائی اور شیخوخت کی مسند پر بٹہایا - پہر اخیر زندگانی تک آپ سوا ے عزم مسجد کے حجرہ سے باہر نہین نکلے - اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مظہر بن گئے - خوابگاہ احمد آباد -

تمہید عذر گزاری

چونکہ کتاب گلزار ابرار - طوالت سے مطلق خالی - اور اختصار سے بالکل مالامال - چار چمن

[ف] اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - م -

کی چار چھوٹی طنابوں میں بندھی ہوئی ہے - اس سبب سے بہت سے دانش و بینش والے اصحاب کے حالات سے سبزہ زار کو تفصیل نگار قلم کے سینچنے سے نہیں - بلکہ مجمل نویس قلم کی ہواداری سے بھی سرسبز نہ کر سکا - اور اس نہ لکھ سکنے کی خلش ہمیشہ دل کے اندر خراش پیدا کرتی رہتی - اگر اپنے اپنے وقت کے تذکرہ نویسوں نے صدر الذکر اصحاب کے بابرکت حالات لکھنے سے کدورت خاطر کی جھاڑ پونچھ کر کے صفائی نہ بخشی ہوتی - بایں ہمہ دل اور جان کو تسلی اور تسکین نہیں ہوئی - ناچار ہر ایک ملک کے چند اصحاب جو اس چار چمن کی انجمن میں رونق بخش نہیں ہوئے تھے - اُن کے نام آخر میں لکھکر جس طرح فرمانوں کو تمام کرنے کے بعد مہر اور سکہ سے مزین اور مسجل کرتے ہیں - اسی طرح راقم نے بھی اس رسالہ کو مکمل اور مرتب کیا **بیت**

نام ہر یک کہ در دخامۂ ماست	رونق خانقاہ نامۂ ماست

یاد شیخ ابو الفتح دھلوی

آپ - سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ ہیں - آپ کے مراتب اور مقامات نہایت عالی تھے - کلبرگہ شہر سے باجازت پیر بزرگوار گجرات میں تشریف لائے - بہت سے اصحاب معرفت کے کمالات آپ کی رہنمائی کی بدولت - قوہ سے فعل میں آئے - جیسے (۱) شیخ علی خطیب احمد آبادی - اور (۲) شیخ سراج الدین - شروع شروع میں یہ دونوں صاحب - سلطان السادات قطب عالم بخاری کے مرید تھے - مگر اخیر میں شیخ ابو الفتح کی صحبت سے فیض پایا - (۳) شیخ محمد پیارا - ان کی پرورش سید محمد گیسو دراز نے اپنے عزیز پوتے شاہ ید اللہ حسینی کے حوالے فرمائی تھی - خرق عادات میں ان کو پورا کمال تھا اور (۴) شاہ جلال گجراتی - جو شیخ منگن کے پیر تھے - اور جو سنبھل کے علاقہ میں مدفون ہیں - یہ چاروں اصحاب آپ کے مرید تھے -

یاد مولانا مسعود بیگ

آپ - ترکان عراق و تبریز کی قوم میں سے ہیں - کہتے ہیں - آپ کے ہاتھ میں معرفت کا میوہ اسی علم کے باغیچہ میں کمال کی شاخ سے آیا تھا - لیکن صحیح روایت یہ ہے - کہ مسعود بیگ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید ہیں - ترکمانی تھے - سپاہیانہ وضع تھی - ظاہری علم اور فضیلت کی تحصیل سے کوئی حصہ نہیں ملا تھا - چراغ دہلی کی خدمت سے آپ کی دانش و بینش کی شمع روشن ہوئی تھی

اور آپ کاملون کے درجہ پر پہونچے - بہت سے رسالے عربی اور فارسی زبان مین آپ کی طرف منسوب ہین - آپ کی تصنیفات جو زیادہ تر مشہور ہین مراۃ العارفین - اور غزلون کا دیوان ہے - جس کو آپنے پیر تبریز کی طرز پر فراہم کیا ہے -

(۱) شیخ شہاب الدین لکنوی - حاجی الحرمین - اور محرم اسرار کونین تھے - (۲) مولانا حجۃ الدین ملتانی آپ کی پرستش اور پرہیز کی طرح کا تھا - اور اقوال و افعال مین شوق انگیزی کی شان عیان تہی - چشتیہ بڑے بڑے سلسلون کو عربی زبان مین نظم کیا ہے - (۳) مولانا بدرالدین تولہ (۴) مولانا رکن الدین (۵) خواجہ عبدالرحمن سارنگ پوری (۶) خواجہ احمد بدایونی (۷) خواجہ لطیف الدین کسند سالی - (۸) مولانا نجم الدین محبوب عرف شکر خای تہانیسری (۹) خواجہ شمس الدین دہاری جنہون نے اپنے پیر کے ملفوظات کو صحیفون کی شان مین محفوظ کیا ہے (۱۰) مولانا سراج الدین حافظ بدایونی (۱۱) مولانا قاضی شاہ باکلی (۱۲) مولانا قوام الدین یکدانہ اودہی جن کی نسبت شیخ کلام کرنے مین ہمیشہ نیک مرد کر کے خطاب کیا کرتے تہے (۱۳) مولانا برہان الدین سادی (۱۴) خواجہ عبدالعزیز بانگرموی (۱۵) مولانا جمال الدین اودہی جو تحصیل علم اور تعلیم فنون مین بڑی دستگاہ رکہتے تہے (۱۶) مولانا بحاث جو دہلی کے تمام علما مین مناظرہ کے اندر سبقت کیا کرتے تہے -

القصہ صدر الذکر تمام بزرگان نام آفرین جو آلہی حقائق کے نمونے اور ایزدی تجلیات کے مظاہر ہین ان مین سے اکثر کو خرقہ خلافت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کی خدمت سے حاصل ہے - اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقام پر گروہ کے گروہ لوگون کو جن کی جیب حسن عمل کے نقد سے بہری ہوئی تہی اپنی ہدایت بخش تلقین سے سلوک اور رہنمائی کے خزانہ کا مالک بنادیا ہے - غرض اس سے ہے کہ طریقت کا سلسلہ اس نمود بے بود کا رشتہ ٹوٹنے کے وقت تک مسلسل جاری رکہین - اور نیز انہون نے غول کے غول بنی آدم کو جہالت کے غار سے اپنے فیض تعلیم کی بدولت علم و دانائی کے بالاخانہ پر چڑہا دیا ہے - اس نیت سے کہ عنصری اور فلکی صحیفون سے موجودات کے نقوش مٹنے کے روز تک کتابی تصویر خانہ مین رنگ آمیزی کرتے ہین -

یاد مولانا عالم دہلوی

آپ کا لقب فریدالدین ہے سلطان فیروز ابن رجب خلجی کے زمانہ مین - اُن کے داماد ملک

تا تاتارخان نامی کے مصاحب تھے - کئی قسم کے علوم اور فنون مین تبحر حاصل تھا - بالخصوص فقہ کے اصول اور فروع مین آپ کی یکتائی کا ڈنکا بجتا تھا - فتاوی تاتارخانی آپ کی ہی تالیف ہے - عجب کتاب ہے فقہ کی تمام جزئی روایتین - جو فتوی لکھنے والون اور لکھوانے والون کو درکار ہوتی ہین اس فتوی کے بابون درج ہین - کہتے ہین سلطان نے بہت کچھ کوشش کی تھی کہ فتاوی تاتارخانی فتاوی فیروزشاہی کے ساتھ نامزد ہوجاوے - لیکن مصنف نے اسکو قبول نہین کیا - اور اپنے محسن مصاحب کے نام پر معنون اور مزین کردیا - اس کتاب کی تالیف اسی سال مین ہے - کہ جس کی اکائیان - دہائیان اور صدیان سات سات ہین -

اس مین شک نہین - اگر ایسے لوگ - لوازم آشنائی کے بارہ مین حقیقت کا لحاظ نہ کرکے تمنا کے تیز مزاج گھوڑے کو سابقہ معرفت کی شاہراہ سے لوٹا لیجائین - اور اس باب ہوا وہوس کی تحصیل کے میدان - اور نفس پروری کے کوچہ مین اُس کو جولانی دین - تو پھر یہ مناسب ہوگا کہ حق شناسی اور حق گزاری کی امید کا قافلہ - دلون کی سرائے سے کوچ کرجاوے -

یاد مولانا سماءالدین جونپوری

آپ قاضی شہاب الدین زابلی کے بالواسطہ شاگرد ہین - سلطان حسین - ابن سلطان ابراہیم شرقی آپ کا ہی شاگرد ہے - چونکہ سماء الملۃ کی رائے امور ملکی مین بیش بہا ہوتی تھی - لہذا سلطان نے خواہی نخواہی مسند وزارت پر بٹھاکر قتلق خانی خطاب عطا فرمایا تھا - جب سلطان بہلول لودی نے سلطان حسین شرقی پر لشکرکشی کی - تو قتلق خان گرفتار کرئے گئے - اور شہر دہلی مین لاکر مثل یوسف قیدخانہ مین محبوس رکہے گئے - دہلی کے بہت سے با استعداد لوگون نے آپ کے دیدار اور گفتار سے تنبیہی فروغ اور فراغ بہم پہونچایا - بالخصوص شیخ عیسی ابن شیخ بدہ آپ کی صحبت مین بہت جایا کرتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ خان - ظاہری و باطنی علم مین ایسا کمال رکھتے ہین جس مین نقصان نہین ہے -

(۱) مولانا شمس الدین (۲) شیخ رکن الدین (۳) بابو تاج الدین (۴) شیخ مرجان (۵) شیخ جہانگیر (۶) اور شیخ کبیر - ان محقق بزرگون نے شہر جونپور مین نشو ونما پائی تھی - اور اسی شہر مین ان کی خوابگاہین بھی ہین - چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین منسلک تھے - اور اس باکمال جماعت مین سے ہر فرد - تن گزاری - جان نوازی - تحصیل علوم - اور عمل کے ساتھ تکمیل علوم مین - استوار پہاڑون کی مانند

راسخ مستقیم - اور مستقل تھا۔

یاد (۱) شیخ حاجی چراغ ہند (۲) و سید اسد الدین

یہ دونوں صاحب ظفر آباد کے باشندے - اور شیخ رکن الدین جونپوری کے خلفا مین سے ہین دن اور رات - بتلون نفس کے ساتھ روزہ داری کا مدار رہتا تھا - اور بیداری کی صعوبت اٹھاتی رہتی تھی جہاد اکبر کے میدان مین شہسوار تھے -

یاد شیخ الہداد صالح

آپ شیخ عبدالواحد کے خلفا مین سے ہین - ظاہری اور باطنی علوم آپ مین جمع تھے - لیکن کمالی علم کو اپنے باصفا باطن کے جمال کا برقع بنا کر ہمیشہ درس دینے مین مشغول رہتے تھے - اکثر اُس زمانہ کے طالبان علم - آپ کی خدمت مین فضیلت اور مولویت کی اونچی سیڑھی پر چڑھ گئے ہین -

منجملہ اُن کے ایک **مولانا مجد الدین محمد** ہین - تمام علوم اور فنون مین آپ کی مشکل کشا تصانیف اور لطیف تالیفات ہین - اور ہندوستان کے بہت سے متبحر علما آپ کے شاگرد ہین - اور مشہور سلسلون کے اکثر مشائخ آپ سے کامل طور پر بہرہ یاب تھے - ہجری سنہ نوسو تیس مین فرمان روائے سلطنت ظہیر الدین بابر شاہ نے ملک ہند کو فتح کیا تھا اُس زمانہ مین آپ مسند حیات پر ارباب فضل کی فیض رسانی کر رہے تھے - اس بزرگ دولت اور بزرگ دوست بادشاہ کی طرف سے آپ کے بارہ مین بہت کچھ تعظیم اور توقیر ظہور مین آتی تھی -

انھین مین سے ایک **مولانا عبد القادر صابونی** ہین - شہر دہلی کے تمام درس دینے والون مین آپ افضل تھے - کہتے ہین - مولانا عصام الدین ابراہیم اسفرائی کے شاگردون مین سے ایک شاگرد بیان کرتا تھا -

معین ہجری سنہ نوسو چالیس مین شرح کافیہ مولانا الہداد کی جو میان اللہ دیا کر کے لوگون مین مشہور ہین - دہلی مین لایا تھا - مولانا کے تمام شاگردون نے اور نیز دیگر علما نے اُس شرح کو مطالعہ کر کے تعلیقات اور حاشئے چڑھا دئے - جب مین دار العلوم بخارا کو پلٹ کر گیا اور اُستاد کی نظر سے وہ حاشئے گذرے تو تمام تعلیق نویسون مین سے مولانا عبد القادر کی علم نحو مین زیادہ تعریف فرمائی“

یاد مولانا عبد اللہ

آپ مولانا شمس الدین انصاری لاہوری کے فرزند ہین - آغاز جوانی سے آپ کو مخدوم الملکی - اور شیخ الاسلامی کا خطاب تہا - آپ کی تقریر کی زبان اور تحریر کا قلم - فصاحت اور بلاغت کی عروسون کو زیور پہنا کر حسن دوبالا کرتا تھا - آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تالیفات اور تعلیقات تو بہت کچھہ ہین - لیکن عصمۃ الانبیا - منہاج الوصول - اور رسالہ تفضیل عقل بر علم جو عقلی اور نقلی دلائل سے استوار کیا گیا ہے - یہ تین کتب با تمیز ظریفون کے نزدیک آپ کی جملہ تصنیفات مین زیادہ مقبول ہین - ہجری سنہ نوسو چونتیس مین جب میر ابو البقا ابن میر عبد الباقی ابن میر تقی الدین محمد جو ایران اور توران کے تمام علما اور فضلا مین افضل تے - ہند مین آئے - اور یہان کے علما کے ساتھہ علم آزمائی کی مجلسین ہوئین تو انہون نے مخدوم الملک کو سب پر ترجیح دی - اور فرمایا - اِس نوجوان کی معنوی فطرت - پختگی کی راہ سے کمال پیری مین - اور استحکام کے اعتبار سے آغاز شباب مین ہے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ حج کی فرضیت ساقط ہونے کے بارہ مین نہین معمولی کتب فقہ مین سے آپنے روایتین سو سے زیادہ ہی زیادہ نکالی تہین اکثر روایتون کی بنا - راستہ کے غیر مامون ہونے پر رکہی تہی - لیکن اخیر مین تقدیری کرشمہ - عرش آستانی اکبر شاہ کی سلطنت کے صدر الصدور شیخ عبد النبی کی رفاقت مین - آپ کے گردن اختیار - اکراہ (ناخوشی) کی رسی مین باندہ کر دریا کے راستہ سے سفر حجاز کو لے گیا - ایک مدت تک اُس اسلامی مقام مین رہے - اور مدرسانہ گفت و گو کے ذریعہ سے مختلف علوم کے آئینون کی زنگ دور کر کے صیقل پر چڑہایا - جب آپنے قدیمی وطن کو معاودت کی - تو اثنا سے راہ مین احمد آباد گجرات ہی پڑاہیان پر آپ کا نامہ حیات جو تقریباً سو سال تہا - لپٹا ہوا - اور صد سالہ قدر عرش آستانی کے دربار معلیٰ مین آ پہونچے - اور جس طرح سے مقدر مین تہا - روز زندگی کی شام لے لی -

یاد مولانا عبد الرحمٰن لاہوری

آپ شہر لاہور کے بڑے عالمون مین سے ہین - خواجہ عبد الحق احراری کی خدمت مین ارادت لائے ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو پچاس ہین جہان فانی کو رخصت فرمایا - خوابگاہ لاہور -

یاد (۱) مولانا حسام الدین سنور (۲) مولانا حسام الدین سرخ

یہ دونون صاحب شہر لاہور مین مختلف فنون کے اندر ملکہ رکھتے تھے۔ اور اِن کے اخلاق بہی پسندیدہ تھے۔ خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت مین ارادت مندانہ برتاؤ سے پیش آتے تھے۔ ہجری سنہ نو سو ستر مین اس عنصری ملک سے بار نیستی باندہ کر چلے گئے۔ خوابگاہ لاہور۔

یاد مولانا بدر الدین اسحٰق

آپ۔ علم اور پرہیز کے خزانہ تھے۔ احراریہ سلسلہ کے حضرات سے مریدانہ اعتقاد رکھتے تھے اور اس خانوادہ کے بزرگ اصحاب بہی آپ کے فطرت فروش اور بافیض درس مین کتاب کھول کر شاگردی کرتے تھے۔ اور اپنے حوصلہ کے انداز کے موافق جنس علم لے جاتے تھے۔

یاد مولانا عبد السلام لاہوری

آپ علمائے زمانہ مین افضل تھے۔ ہجری سنہ نو سو ستر مین مولانا سعید ترکستانی سفر حجاز کے ارادہ پر ہند کی طرف آئے تھے مگر کچہ آسمانی واقعات پیش آجانے کے سبب سے مقصد کو نہ پہونچ سکے اور ناچار ولایت ماوراالنہر کی طرف لوٹ جانا پڑا کہتے تے ہند کے عالمون مین مولانا عبد السلام ایک ہی سرمایہ آسودہ وقت ہین۔ ہجری سنہ نو سو تراسی مین آپ کے نفس مطمئنہ نے اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكَ کی ندا قبول کر کے سامان باندہا اور دار اسلام کی طرف چلا گیا۔ خوابگاہ لاہور۔

لهم دار السّلام عند ربهم يقال السّلام ههنا بمعنے السلامة ومن كان في رق شئ من العوارض والمكونات لم يجد مشام راحة السلامة وانما يجدها من يحرر رقبته من رق المخلوقات عرضا كانت او جوهرا۔ ظاهرة كانت

ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہان سے دار السلام مقرر ہے بعض کہتے ہین سلام کے معنی اس مقام پر سلامتی کے ہین۔ اور جو شخص عوارض کی یا کون ومکان کی کسی شے کی قید مین مقید ہوگا۔ اُس کے دماغ مین سلامتی کی خوشبو نہین پہونچے گی۔ یہ خوشبو اوسی شخص کے دماغ کو پہونچیگی جس کی گردن مخلوقات کی قید سے محفوظ (آزاد) ہوگی یہ حفظ عارضی ہو یا اصلی ہو ظاہری ہو۔ یا باطنی ہو۔ اور قرآنی آیہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی قوم جنت مین رہنے والی ہے۔ لیکن

او بالمنسوب لانه تشبیها ان القوم فی الجنة
لکنهم یسبون فی اسر الجبتل ثم نجوا من رق
کل کون لفوزهم ولا یستوی اصحاب النار
واصحاب الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون
الفوز النجاة من کل ما یمکن فیه شائبة
علاقة او ملاحظة رق ویقال شرف تلك
الدار لکونها فی محل الکرامة واختصاصها
بعندیة الزلفة والا فالاقطار کلها دار
لکن قیمة الدار ما یجاور فی معناه ما انشد

قطعه

انی لاحسد جارکم لجوارکم
طوبی لمن اضحی لدارك جارا
یالیت جارك باعنی من داره
شبرا لاعطیه لشبر دارا
یقال الحقیقة وان کانت منزهة عن قبول
الجوار ولیس القرب منه مستندا الی الاقطار
فاطلاق هذا اللفظ القلوب الاحباب مونس
بل لو جاز القرب فی وصفه من حیث المسافة
لم یکن لهذا کثیر اثر وانما حیوة القلوب
بهذا لان حقیقته مقدسة عن
هذه الصفات ثم لاجل قلوب احبابه
یطلق هذا ولو تم العلماء فی کد المتاولین
بل هو هذا امارة الحب انا من اجلك

یہ لوگ صرف جنت کے پردہ میں بیٹھنے والے نہیں ہیں - بلکہ کل کونی وسکانی قید سے نجات پاوینگے جیساکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے - اصحب نار - (دوزخی) اور اصحاب جنت (جنتی) باہم برابر نہیں ہو سکتے ہیں - کیونکہ اصحاب جنت ہی نجات پانے والے ہین -

فوز کے معنی ہین نجات پانا - اُن تمام چیزون سے جن مین شائبہ کسی علاقہ کا یا رعایت کسی قید کی پائی جاوے - اور کہتے ہین - اس دارالسلام کے مرتبہ کا شرف اس سبب سے ہے - کہ یہ محل کرامت مین واقع ہوا ہے - اور قربت قربی کے ساتھ خصوصیت رکہتا ہے ورنہ کل اقطار دار دگر ہین لیکن قدر وقیمت گہر کی باعتبار ہمسائگی ہوتی ہے اسی معنی مین کسی شاعر نے اچھا کہا ہے

ترجمہ

مین آپ کے ہمسایہ پر آپ کی ہمسائگی کے سبب سے حسد کرتا ہون
جو شخص آپکے گہر کا ہمسایہ ہو کر رہا - اُس کو بڑی خوشی کا موقع ہے
اے کاش آپ کا ہمسایہ اپنے گہر مین سے مجکو فروخت کر دیوے
ایک بالشت بہر زمین - مین اوسکو بالشت بہر زمین کے عوض ایک پورا مکان دیدونگا

کہتے ہین - اگرچہ حقیقت ایزدی ہمسائگی قبول کرنے سے بالکل پاک ہے اور حقیقت کا قرب - قرب اقطار کے ذریعہ سے نہین ہوتا ہے بانیہمہ اس لفظ قرب کا جو اطلاق کیا گیا ہے - تو اس کا سبب یہی ہے کہ لفظ قرب کا اطلاق قلوب احباب مین اُنس پیدا کرنے والا ہے - بلکہ اگر قرب کا وصف مسافت کے اعتبار سے جائز مانا جاوے تو بہی اس کا کچہ مزید اثر نہین ہے - اور اسی قرب سے قلوب کی حیات ہے کیونکہ حقیقت ایزدی ان صفات سے پاک ہے - پس قلوب احباب کے لحاظ سے قرب کا لفظ بولا جاتا ہے اور البتہ علما تاویلات کے جہگڑے مین پڑے ہوئے ہین بلکہ یہی تو محبت کی علامت ہے - کہ مینے آپکے سبب سے ایسی شے کو اپنے

حملت الذی کا استطیع	و پراگندہ کر دیا جس کی استطاعت نہین رکھتا تھا۔

یاد (۱) شیخ نورالدین و (۲) شیخ شمس الدین

یہ دونون اصحاب شیخ یعقوب ابن شیخ رکن الدین کے فرزندان رشید ہین - اولین صاحب زادہ ظاہری علم سے بہت کچھ بہرہ یاب تھے۔ تکمیل علم کی سیڑہی پر چڑھ کر اخیر مین دریاے لاہور کے کنارہ موضع میانی مین چلے گئے تھے۔ اور وہین گوشہ درویشی اختیار کر لیا تھا۔ اور بقیۃ العمر اُسی گوشہ مین اور اُسی کنارہ دریا پر گزار دی - دوسرے صاحب زادہ کو بھی بقدر حاجت رسمی علم کا سرمایہ حاصل تھا۔ سلوک اور طریقت کے اندر اپنے بڑے بھائی کی برابر تھے - دونون صاحب زادے اپنے پدر بزرگوار کی راست روی کے راستہ پر ثابت قدم تھے۔

مولانا قاضی شاہ لاہوری - شریعت اور طریقت کی شاہراہ کے سوا - قدم نہین رکھتے تھے - اور مجاز و حقیقت کے اصول سے بھی پوری معرفت حاصل تھی - بیخودی کے گوشہ مین قناعت بسند توت سے عمر گزاری - اور مرتبہ تلوین (ایک مقام ہے تصوف کا) کی رنگ آمیزی سے رہائی پاکر بے رنگی کے مقام مین آسودہ رہتے تھے۔

یاد مولانا اسمعیل لاہوری

آپ ارباب حدیث کی بڑی سند دینے والون مین سے ہین - فقہ اور سنت کی کتابین ایران مین شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی - اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت مین تصحیح اور مطالعہ فرمائی تہین - نقشبندیہ سلسلہ مین ارادت رکھتے تھے - امیر عبداللہ ہروی جو میر قطبی کر کے مشہور ہین شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تھے - امیر عبداللہ کی ملازمت مین آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تھے - ہجری سنہ نوسواسی مین فرمان طلب قبول فرما کر لاہور مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد (۱) مولانا اللہ داد و (۲) مولانا شمس الدین

آپ دونون صاحب شیخ احمد ابن شیخ شمس الدین ملتانی سلطانپوری کے بیٹے ہین - بڑے باکمال عالمون مین سے ہین - ان کے پدر بزرگوار - ملتان کے بزرگان ولایت مین سے تھے - اور

ان کے جدامجد جناب مولانا کمال الدین داؤد ہین - جو تمام علوم مین فاضلان عہد کے اُستاد تھے فنون حکمیہ کی زیادہ تر تحصیل - سید شریف جرجانی کی خدمت مین بمقام شیراز کی تھی - القصہ ان اصحاب کے طبقہ مین - دین - دانش - دیانت - درویشی - پرہیز - پرستش - پند - اور پذیرائی یہ جملہ اوصاف موروثی اور نیز کسبی ہین -

خواجہ قطب الدین سہرندی - زمان کے شرف - مکان کی سعادت - علم کے کمال - اور عمل کے جمال مین شیخ الہداد صالح کے سہیم و شریک تھے - اور مولانا مجدالدین محمد کی خدمت مین لوجہ اللہ محبت اور دوستی رکھا کرتے تھے - سراے مجد کے دروازہ پر آپ کی قبر اس مدعا کی شاہد ہے -

یاد شیخ بدرالدین سہرندی[۵]

آپ شیخ یحییٰ کے خلیفہ ہین - جو مقام سندیلہ مین قیام رکھتے تھے - اور نہایت بزرگ تھے - اُس نواح کے بہت سے عالی قدر لوگون نے استنباط انوار بدرالملۃ سے کیا - اور آپ کی تلقین کی روشنی مین طریقت کی منزلین طے کی ہین - منجملہ ان کے

ایک میان امان اللہ ابن میان غازی سہرندی ہین - جو مقاصد فنون کے عالم مخفی اسرار کے عارف - کلام مجید کے حافظ - اچھے شاعر - رنگین نگار منشی - موسیقی دان - مختلف قلمون کے خوشنویس اور فقراے باب اللہ کے خادم تھے -

دوسرے مولانا میر علی کنبو ہین - صاحب حکمت و صفا تھے - اور آپ کا ظاہر ہمیشہ باطن کا مغلوب رہتا تھا - درویشون کے ساتھ ہمیشہ پرستارانہ بسر کیا کرتے تھے - اُس زمانہ مین سہرند کے اکثر فضلا آپ کے ساتھ نسبت شاگردی رکھتے تھے - آپ کے تمام شاگردون مین افضل - جامع کمالات صوری و معنوی شیخ عبدالحی ہین - جو شیخ جوہر کر کے مشہور تھے -

یاد میان علی شیر سہرندی

آپ ایک عالم تھے - جن کو تمام مشہور سلسلون سے بالخصوص قادریہ خانوادہ سے استحکام کے ساتھ نسبت تھی آپنے عمر عزیز مشائخ طریقت کی خدمت مین صرف کر کے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

---

[۵] سرہند کو سہرند بھی کہتے ہین ایک شہر کا نام ہے ۱۲-

یاد شیخ احمد سرہندی

آپ فقہ کے اصول اور فروغ کو اُستادانہ جانتے تھے۔ اور اکثر اہل تجرید۔ اور صاحب فنا مشائخ کے ساتھ اعتقاد صحیح رکھتے تھے۔ اُس مقام کے تمام چھوٹے بڑے ہنگام ضرورت فتوی۔ آپ کے محکمہ میں آکر اپنی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو چیاسی میں مفتی قضا کے حکم سے آپ نے نقد حیات ملک الموت کے سپرد کر دیا۔

یاد شیخ عبدالاحد سرہندی

آپ شیخ عبدالقدوس چشتی کے دلی ارادتمندون مین سے ہین۔ آپ کو مولویت کا شرف۔ اور تصنیف وتالیف کا سلیقہ حاصل تھا۔ بہت سے مفید رسالے۔ آپکے قلم کے لکھے ہوئے ہین۔ باطنی شعلہ۔ پردہ سوز برق تھا۔ اس کی روشنی مین آپ نے مجاہدہ کے ہنگامہ سے نکل کر مشاہدہ کے خلوتخانہ مین راہ پائی تھی۔ بڑی عمر تک خوشحال زندہ رہے۔ مگر وَمِنْكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا[1] کے قبیلہ مین داخل نہین ہوئے۔

قال بعض المحققین ارذل العمر زمان الفترة بعد المجاهدة وحال الحجبة عقیب المشاهدة ویقال ارذل العمر نفس المرء حیث لا یعرف قدرہ ویقال ارذل العمر التطوع زاد دینہ الحسبان ان شیئا بغیر اللہ۔

بعض محققین نے فرمایا ہے۔ رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس مین مجاہدہ کے بعد فترہ واقع ہوجاوے یا وہ حالت ہے جس مین مشاہدہ کے بعد حجاب واقع ہوجاوے۔ بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ وقت ہے جس مین انسان ایسا پھنس جاوے کہ اپنی عمر کی قدر نہ پہچان سکے۔ بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس کے اندر انسان اس خیال کے وادی مین خوشی خاطر سے چلے کہ کوئی شے بغیر جل شانہ کے سوا بھی ہے۔

یاد (۱) شیخ علاء الدین سارنی و (۲) شیخ خیر الدین سارنی

یہ دونون صاحب۔ الٰہی تجلیات کے مظہر تھے۔ پرہیز اور صبر کا مرقع۔ توکل اور محویت کی چادر

[1] اور تم مین سے کوئی کوئی سب سے زیادہ نکمی عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے۔ کہ (سب کچھ) جانے پیچھے (آخر مین سترا بہترا ہو کر) کچھ بھی (بوجہ خلل دماغ) نہین۔ ۱۲

دانش اور بینش کا خرقہ اور فقر و فاقہ کی گودڑی - اپنے مشرب کے قد پر پہنے ہوئے تھے - تمام تعلقات سے آزاد خاطر اور آزادانہ رہتے تھے -

یاد شیخ اختیار الدین سارنی

آپ کو تمام اشیا کے روحی تصرفات مین - اور جانداروں کے ضمائر معلوم کرنے مین کامل اختیار تھا - روایت ہے کہ عزیزان قصبہ سارن چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین مراسم ارادت و خلافت ادا کیا کرتے تھے - موحدانہ ولایت احمدی کی چادر اور فقر محمدی کی عبا علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اپنی دوش ہمت پر رکھتے تھے - اور انفسی و آفاقی (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی رموز سے واقف تھے - کما فہم من مضمون بعض مکتوبات لبعضہم الی بعضہا منہا -

عزیز من - ارباب بصیرت کو تحقیقی طور سے دریافت ہوا ہے - کہ آدم علیہ السلام اور اُن کے بنی نوع کی پیدائش - ذات اور صفات جلت عن احاطتہ کی معرفت کے واسطے ہے - اور یہ معرفت اس مقدمہ پر موقوف ہے - کہ شناخت نتیجہ اس امر کا ہے - کہ عارف اور معروف کے درمیان مین اشتراک اور اتحاد - صورت اور معنی کے اندر پیدا ہو جاوے - نظیر اس کی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص بادشاہ نہین ہو جاتا ہے - وہ دوسرے بادشاہ کے حالات اور اوصاف کا فی الحقیقت عارف نہین ہو سکتا ہے - پس انسان بدون اس مرتبہ کے حقیقی مالک الملک - اور اصلی ملک الملوک کو کیسے پہچان سکتا ہے - اسواسطے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو انسان کو پیدا کیا - تو اپنی سلطنت کی صورت اور ملکیت کی صفت پر پیدا کیا - تاکہ انسان - انسانی سلطنت کی مطابقت - الٰہی سلطنت کے ساتھ اس ترتیب سے دیوے - کہ دل عرش - دماغ کرسی - قوۃ خیال لوح محفوظ روح حیوانی اسرافیل - دوسرے ظاہری حواس اور باطنی قوی ملائک - قبہ دماغ جو اعصاب کا منبت - اور قوت نامیہ کا منبع ہے آسمان اور کواکب - اخلاط اربعہ اور کیفیات ممتزجہ عناصر اور قوت ہاے ہاضمہ و مدبرہ - سپاہ اور اہل کچہری - یکے با دیگرے جڑے ہوئے اعضا وغیرہ رعیت - اور انسانی روح جو یگانگی - بیچونی - اور بیچگونگی کے عالم سے اصل خلقت مین حصہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہے - سب پر بادشاہ اور حکمران ہے -

القصہ عالم ارواح پر عالم شہادت کے قیاس کی شرط مین انسان کو حاصل کرنا چاہیئے - اور

اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جو شخص ازلی عنایت کی مدد سے جس کا ہیولی - پیر کا ارشاد اور مرید کا شغل ہے اپنی سرداری کے اسباب درہم برہم کر کے ناشناسا ویران جنگل مین جا کر مقیم نہ ہوگا - اور نیز جو[51] مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کے گروہ مین داخل نہ ہوگا - وہ شخص اس معرفت کے فروغ سے ان معانی کی اصل صفائی دیکھ سکے گا - وہی شخص الہی معرفت کی سعادت سے سرفراز ہوگا - اور وہی شخص[52] مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے دائرہ مین داخل ہوگا - لیکن اس معرفت کا چہرہ بدون فکر کے نظر نہین آسکتا ہے - اور فکر ذکر سے - اور ذکر محبت سے پیدا ہوتا ہے - اور سالک طالب جب تک دنیا کی خرابی خواری - تباہی - اور تباہی (انتہا) معلوم کر کے - اُس کو دشمن قرار نہین دیتا ہے - اور اس کی محبت کو جو بغض - حسد - کینہ - اور نیز دیگر خسیس عادتون اور ناقص سیرتون کا سرمایہ ہے - بالکل سینہ کے اندر سے جھاڑ بہار کر جگہہ پاک صاف نہین کرتا ہے - تب تک اُس کی گردن اس مکار دنیا کی محبت کے طوق سے آزادی نہین پاتی ہے - اور ایزدی محبت جل ذکرہ اُس کی انسانی سلطنت مین پیدا نہین ہوتی ہے وهذا مما اتفق عليه خاتم النبيين والانبياء السابقون والاصحاب والاولياء اللاحقون - امید ہے کہ توحید کی توفیق بخشنے والا اللہ جل شانہ اپنے تمام دوستون کو انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی یگانگی اور اصل کے اندر سایہ کی فنا کا مکاشفہ روزی فرماویگا

اس انفاس فروشی کی غرض - اس امر کا ظاہر کرنا ہے - کہ اس مقبول جماعت کے کچھہ لوگ تو ظاہر باطن سے آراستہ اور بیرونی و اندرونی گزشتگی سے پیراستہ تھے - جو فنا اور بقا کے مرحلے - اور جمع و تفرقہ کی منزلین طے کر کے اہل کشف و کرامات ہو گئے - کچھہ لوگون نے کاغذی نقوش کی شناخت اور تحصیل کی سیر مین سخن آفرینی کا منصب پا کر علم کا دروازہ اہل جہان کے سامنے کھول دیا - اور بعض لوگ درویشی - قناعت - گوشہ نشینی - اور تن گدازی کے طریقہ مین مشغول ہو کر تجرید اور تفرید کی شاہراہ پر پڑے -

یاد شیخ یحیی کبیر بختیار

آپ مخدوم جہانیان کے خاص مرید - اور بزرگ خلیفہ ہین - جو کوہستان ملتان اور قندہار کے درمیان ہے - اُس مین رہتے تھے - سیادت اور شرافت کے نسب کے ساتھہ خلافت اور شیخت کا شرف آپنے

[51] جو شخص اس (دنیا) مین (دیدہ و دانستہ) اندھا (بنا) رہا - وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا - ۲ [52] جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا - اُس نے اپنے رب کو بھی پہچانا -

حاصل کر لیا تھا۔ تمام صحرا کے رہنے والے افغان آپ کے ساتھ اعتقاد اور ارادت سے پیش آتے تھے۔ اب آپ کی نسل کے تمام افراد بختیار کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں۔ منجملہ اِن کے

ایک شیخ محمد بختیار ہیں۔ تمام ہند کے رہنے والے افغانوں کی گردنوں میں آپ کی بیعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ جیسے شیر خان سور اپنے تئیں آپ کے مریدین میں سے شمار کیا کرتا تھا۔ اور اپنی ظاہری سلطنت اور اُس کا تسلط آپ کی باسعادت دعا کا ثمرہ سمجھتا تھا۔ شیر خان سنہ ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں ہند کے تمام صوبوں کا فرمان روا ہو چکا ہے۔ شیخ محمد کے فرزند خواجہ خضر دار السلطنۃ آگرہ میں گوشہ گزین تھے انہوں نے اپنے آباو اجداد کا طریقہ اور مشرب تعلیم کرتے کرتے زندگی کی شام کو اجل کی صبح کر دیا تھا۔

منجملہ پرہیزگاران سلسلہ بختیاریہ کے دوسرے شیخ حسن محمد۔ اور تیسرے شیخ ابابکر تھے۔ جنہوں نے آغاز جوانی میں ترک و تجرید کی توفیق پاکر اپنے بابرکت اوقات خدا پرستی میں گزارے۔

یاد سید حسین مشہدی

آپ کے آباے کرام نجف کے ہیں۔ اور خوابگاہ بھروچ گجرات ہے۔ مخدوم جہانیان کے سعید خلیفہ تھے۔ اکثر سفروں میں ہم رکاب اور ہم عنان رہنے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی باحقیقت باتیں بالکل سید محمد گیسو دراز کے ہم رنگ تھیں۔ غالبًا اِن دونوں بزرگوں کا باطنی باغ۔ ایک ہی ندی کے پانی سے سینچا گیا۔ اور شاداب ہوا ہے۔

القصہ۔ یہ دونوں والا فطرت نامور اپنے وقت میں کمالات اسمائی کے عیش محل کی رونق تھے۔ اور رہنمائی کی صفائی سے فروغ معرفت کی متلاشی اپنی آنکھوں میں خدا شناسی اور حق بینی کا سرمہ لگا کر نورانی رکھتے تھے۔ **نفعنا اللہ والمسلمین ببرکات آثارہم اجمعین۔**

یاد سید شیخ ابن شیخ عبداللہ عیدروسی صادقی یمنی حضرموتی

آپ عالی نسب سادات میں سے ہیں۔ نسب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہنچتے ہیں۔ حدیث۔ اسماء رجال۔ اور انساب کے علم میں سیر و تاریخ میں۔ اصطلاحات تصوف میں۔ اور بیان عرفان میں کامل طور پر تبحر اور رسائی رکھتے تھے۔ داد و دہش کی ہمت کی۔ اور اخذ و جر سے درگزر کرنے کی مشق اعلیٰ درجہ کو پہنچائی تھی۔ اپنی مدۃ العمر میں کسی امیر و وزیر کے دروازہ پر نہیں گئے

اپنے عالی خاندان آباو اجداد کا سلسلہ صحیح ہوتے ہوئے۔ قادریہ خانوادہ، و مغربیہ خاندان مین اپنی ارادت اور خلافت کی نسبت قایم کرتے تھے۔

یاد شریف شیخ

ذاتی اور اکتسابی دونون طرح کی شرافت آپ کو حاصل تھی۔ دسوین دور کے اخیر حصہ تک حیات کی مسند پر بیٹھے رہے۔ راقم گلزار بھی شریف کی شریف ملازمت سے بہرہ یاب ہو چکا ہے۔ احمد آباد کے محلون مین سے ایک محلہ جوہری واڑہ ہے۔ اُسی مین آپ کی خوابگاہ ہے۔

یاد شیخ عبد المعطی

آپ اپنے وقت کے بزرگ محدثین مین سے ہین۔ حدیث کی تصحیح اور سند آپ کی ایک واسطہ سے امام سخاوی مصری کی خدمت مین پہونچتی ہے۔ احمد آباد مین رہتے تھے۔ قادریہ اور مغربیہ خانوادہ مین اعتقاد ارادت رکھتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا۔

یاد شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ

ان دونون بزرگوارون کی زادبوم سیوستان سند ہے۔ ایک تو انھون نے شہر مدینہ مین رہکر زادھا اللہ شرفاً علم حدیث کی تحصیل بہت کچھ کی تھی۔ دوسرے شیخ علی متقی کے ساتھ شیخ ابو الحسن بکری شافعی مصری کی ملازمت مین اور نیز دیگر والا سند محدثین کی ملازمت مین حاضر ہو کر احادیث کی تصحیح کی۔ اور عالی درجہ کی سندین لی تھین۔ لہذا یہ دونون بزرگوار شیخین منی کے لقب سے مشہور تھے۔ بالآخر گجرات مین آکر دونون نے احمد آباد مین مکان قیام تجویز کر لیا تھا۔ لیکن شیخ عبد اللہ کو حجاز کی طرف پھر لوٹ جانے کی توفیق ہوئی۔ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مدینہ معظمہ کے اندر اُخروی خوابگاہ اختیار کی۔

یاد سید عطا محمد

آپ کا لقب علاء الدین ہے۔ صحیح النسب سادات۔ اور سلسلہ قادریہ کے عالی مرتبہ مشائخ مین سے ہین۔ احمد آباد گجرات مین ریاضت اور عبادت کے لئے۔ ایک حجرہ تجویز کر لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو کتالیس تھا۔ کہ جنت آشیانی ہمایون شاہ نے جب صوبہ گجرات فتح فرمایا۔ تو سلطان بہادر ابن مظفر گجراتی شکست کھا کر جزائر کے سواحل کی طرف بھاگا۔ اُس وقت سید نے بھی بہادر کے لشکر کے ہمراہ ہجرت کی تقدیری کرشمہ سے۔ دریا کے ایک ساحل پر اسیر فرنگ ہو گئے۔ اور جب وہان سے رہائی ملی۔ تو حرمین محترمین

زادھا اللہ شرفاً کے طواف سے سعادت حاصل کی - پھر وہان سے تھوڑی سی ہی مدت مین قدیمی وطن کی طرف بازگشت فرمائی - آپ کے حالات کا بیان کسی قدر اس طرح پر ہے کہ ایام سال کا اکثر حصہ روزہ مین گزرتا تھا - روزہ کے اندر افطار کا سبب ضیافت کے سوا اور کوئی نہین ہوتا تھا - آپ کا رات کا کھانا صرف ایک پیالہ شوربا سے باقلا - اور ایک پیالہ دودھ ملا ہوا قہوہ تھا - دونون پیالون کا وزن پانچ چھ چمچہ سے زیادہ نہین ہوتا تھا چشتیہ - سہروردیہ - مغربیہ - اور بخاریہ خانوادہ سے بھی اجازت - خلافت اور ارشاد کا خرقہ ملا تھا - عربی شعر شیخ ابن فارض مصری کی روش پر کہا کرتے تھے - اعجوبتہ الزمان - اور نادرۃ الدوران - یہ دو دیوان آپ کے - ارباب سخن مین مشہور ہین - ماہ ربیع الاول ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُخروی سفر فرمایا - آپ کی قبر اوسی خانقاہ مین بنائی گئی - جس مین رہتے تھے - پانچ بیٹے اور تین خلیفہ چھوڑے - سب رشید تھے - اولین فرزند سجادہ نشین تھے - سید عبدالرزاق نام اور ابوبکر کنیت تھی دوسرے فرزند سید نصیر نام اور ابوصالح کنیت تھی تیسرے فرزند سید محمد - چوتھے فرزند سید علی - اور پانچوین سید احمد تھے - اولین خلیفہ شیخ بہاءالدین - دوسرے خلیفہ شیخ محمد - اور تیسرے خلیفہ شیخ ابراہیم تھے - یہ تمام اولاد اور خلفا - رہنمائی کی مسند پر ظاہری و باطنی کمالات - دینی و دنیوی سعادت - اور علمی و عملی شرف سے آراستہ اور پیراستہ تھے - اور زمانہ کے مشائخ اور اولیا کے حلقہ مین کامل طور پر امتیاز رکھتے تھے -

یاد شیخ کلیم الدین موسی گجراتی

آپ نامور علما مین سے ہین - تقریر اور تحریر مین فصیح زبان اور شیرین قلم تھے - کئی طرح کی عبادات مین اپنی اوقات منضبط رکھتے تھے - شمس عالم اور قمر عالم آپ کے فرزندان رشید ہین - یہ دونون صاحب مرآت حقانی انوار اور ربانی تجلیات کے مظہر تھے - ان تینون اصحاب کی خوابگاہ احمد آباد مین ہے -

یاد شیخ نصیر جمال

آپ کی خوابگاہ نوساری مین ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - آپ شیخ الشیوخ سہروردی کی پاک نسل سے ہین اپنے زمانہ کے قطب تھے - بہت سے لوگ آپ کی ہدایت سے کمال کے درجہ کو پہونچے -

یاد شیخ شریف محمد

آپ ہجری سنہ نو سو چوراسی مین منڈو (مانڈو) مین تہے۔ تصوف کا آغاز۔ علم کی تحصیل۔ جواہر خمسہ کا عمل۔ دعوات کی استجازۃ۔ اذکار کی سند۔ اور اشغال ورشتہ الحق کی تعلیم۔ یہ تمام کام آپنے۔ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین کئے تہے۔ جو راقم گلزار کے مربی اور شیخ نصیر جمال کی نسل مین سے ہین۔ کشایش (کشف ہونے) کے بعد چند روز آپنے قصبہ دیواس مالوہ کے کوہسار مین ریاضت کی۔ اور یہان سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کے واسطے گوالیار کو گئے۔ گوالیار پہونچکر شیخ عبد اللہ سجادہ نشین کی خدمت سے اور شیخ ضیاء اللہ۔ اور نیز یہان کے دیگر مشایخ کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ پہر یہان سے دہلی کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔ دہلی مین اہل دہلی کے قلوب اور قبور کی زیارت کی۔ پہر گجرات کو لوٹ آئے۔ اب اپنے آباے کرام کے وطن مین چراغ معرفت روشن کر کے۔ گوشہ گزین ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اٹہارہ تک خبر ملی ہے۔ کہ مسند حیات پر بیٹہے ہوے تہے۔ خدا کرے۔ عمر دراز ہو۔

این ترانہ در پردہ شکرگزاری ست

الحمد للہ المعین علی اتمام ما اراد ظہورہ فی الازل منا کہ چارون صدیون کے بید اہل اصحاب جو خروی خوابگاہ کے تہخانون مین آسودہ ہین۔ ان کے سعدانہ حالات کے لکہنے سے فراغت ہوئی اور جو خسب زندہ وار ان خلافت ظاہری زندگی کے دالان مین تلقین وارشاد کی انجمن۔ ان ایام مین گرم رکہتے ہین۔ اُن کے بابرکت حالات لکہنے کے واسطے ایزدی تجلیات کے دربار سے مجکو شروع کرنے کی توفیق ملی اعلموا ایہا الجالسون علی بساط القرب والحبور کہ یہ بات کسی اہل دانش کے یقین مین نہین آتی ہے۔ کہ ارباب سیر و تاریخ۔ اصحاب تذکرہ و تبصرہ۔ اور اہل انساب و اسماء رجال۔ اس امر کا شکر کیون کر ادا کرین۔ کہ محیی علی الاطلاق نے اُن کے خامہ تصنیف کے ذریعہ نفس کتابت مین کرامت کے طور پر مادۂ احیاء اموات اور ابقاے نسل انسانی کی وہ خاصیت عطا فرمائی ہے۔ جو نطق کے ذریعہ سے انفاس مسیحائی کو بطور معجزہ عطا فرمائی تہی۔ یا یون کہئے۔ وہ خاصیت رعایت و شفقت کے طور پر نفس رحمانی کے ساتہہ

مخصوص ہے اور ؎ومَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَى النَّاسَ جَمِيعًا کے ثواب کا خلعت ؎ منفین کو پہنا کر کافی امتیاز بخشا ہے۔

اس مین شک نہین۔ کہ طبیعت اور فطرت کے اہل حقیقت اور صاحب طریقت گروہ نے عالم ارواح اور عالم اجسام کی رسد وانی کے دریا مین جو اپنے ادراک کا جال ڈالا ہے۔ اس تلاش سے اُن کی غرض سوائے اس کے نہین ہے۔ کہ عالم شہادت اور عالم ترکیب کے بیابانی شکار کے بارہ مین تو حلال وحرام۔ اور منع و اجازت کی نسبت کہین اختلاف اور کہین اتفاق ہے۔ لہٰذا اپنی فرصت کا وقت اس شکار کے کام مین صرف نہین کرنا چاہئے۔ تاکہ روز پرسش کی کشاکش سے۔ جواب دہی کی کش مکش مین گرفتار نہ ہونا پڑے۔ بلکہ بجائے اِس کے فنا اور استغراق کے دریا مین مراقبہ کو شکار کا موقع دیا جاوے۔ اور کشف اور عین الیقین کے ذریعہ سے مرکبات اور مجردات کے حقائق کو شکار کرکے حقیقۃ الحقائق کے دستارخوان پر **الاکل علی ملک المبیع** کے فتوی کے بموجب اپنے لئے مباح کیا جاوے۔ تاکہ فرقانی بطون کی عرفانی مجلس مین آیۃ ؎ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ کے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو۔

قیل المراد من البحر الفناء فی الله ومن الصید حقائق الموجودات ومراکز الکائنات۔ کما قال بعض المحققین فی تفسیرہ حکم البحر خلاف حکم البر فاذا غرق العبد فی بحر الحقائق سقط حکمہ فصید البحر مباح لہ لانہ اذا غرق صار محوا فنما الیہ ولیس بہ ولا منہ اذ ھو محو والله غالب علی امرہ۔

کہا گیا ہے۔ کہ بحر سے مراد فنافی اللہ اور صید سے مراد موجودات کی حقیقتین اور کائنات کے مرکز ہین۔ جیسا کہ بعض محققین نے اِس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے بحر کا حکم بر (جنگل) کے حکم کے خلاف ہوتا ہے۔ جب بندہ حقائق کے دریاؤن مین غرق ہوا۔ تو حکم بری اُس پر سے ساقط ہو گیا۔ اور اس وقت مین دریا کا صید اُس کے واسطے مباح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ جب غرق ہو گیا تو وہ محو ہو گیا پس کوئی بات نہ اُس کی طرف ہے نہ اس کے ساتھ ہے۔ اور نہ اُس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ تو محو ہے اور اللہ جل شانہ اپنے حکم پر غالب اور قادر ہے۔

؎ جس نے مرنے کو بچالیا۔ تو گویا اس نے تمام آدمیون کو بچالیا ہو ؎ دریائی شکار تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے ۱۲

اس بنیاد پر اعتقاد اور اخلاص کی منزلون کے رہنے والون اور چلنے والون کے حال وقال کے مناسب یہ ہے - کہ اس جماعت کے جس حال اور قال کو اپنے ادراک کی ترازو سے صحیح صحیح وزن نہ کر سکین - یا جس حال وقال کو اپنے حوصلہ کے ظرف مین نہ لا سکین - اُس حال وقال کی تحقیق اور تصحیح سے متعرض نہ ہون - کیونکہ جس شے کو اس جماعت نے آفتاب کشف کی روشنی مین پایا ہے اُس کو یہ لوگ چراغ عقل کے پرتو سے نہین دیکھہ سکتے ہین - لراسمہ

از خرد جان را جہان افروز نتوان ساختن
از فروغ شمع شب را روز نتوان ساختن

یاایھا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم قال بعض المحققین فی تفسیرہ اذا اسبل علیکم ستر اللطف فلا تتعرضوا للعلم بما اخفی علیکم فیتنغص بالتجسس علیکم عیشکم ویقال لاتتعرضوا للوقوف علی محل الاکابر فلا تستوجبون ذلک فیسوءکم تقاصر رتبتکم -

مسلمانو! بہت باتین (کرید کرید کر) نہ پوچھا کرو - کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائین تو تم کو بُری لگین - اس آیۃ کی تفسیر مین بعض محققین نے فرمایا ہے - جب تمہاری آنکھون پر (مصلحۃً کسی امر کے مخفی رکہنے کے واسطے) مہربانی کا پردہ ڈال دیا جاوے تو جو امر تمہارے اوپر مخفی رکہا گیا ہے - اُس پر علم حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اس تلاش سے تمہارے اوپر تمہارا عیش منغص ہو جاوے گا - اور بعض کا قول یہ ہے کہ تم اکابر کے مقامات پر وقوف حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اکابر یہ علم تم کو دنیا (اپنے اوپر) واجب نہین سمجھین گے - اور پہر تم کو اپنے مرتبہ کی کمی بُری معلوم ہوگی -

پس یہی بہتر ہے - کہ اصحاب دعوت اس کتاب کی کہف (غار) کے اندر عبارت کی قیلولہ گاہ مین بے اعتبار اغیار کی نظر سے اپنے تئین پوشیدہ رکہین - اور حقائق ومعارف بیان کرنے کے مقام پر بظاہر تحت رحمت کے سونے والون کی طرح سے خاموشی - اور باطن مین محفل زندگانی کے مسند نشینون کی مانند گویائی اختیار کرین - تاکہ ان کی رہنمائی کی ہمیشہ رہنی والی بہار - طالب افسردہ دلون کی زمین استعداد سے مل کر اُس زمین کو الرضوان عنہم وعنہ کا باغ بنا دیوے الی یوم الوقت المعلوم -

یاد شیخ عیسیٰ ابن شیخ قاسم سندہی

جب آپ کی عقیدت کے آفتاب سے وحدت کی شعاعین نکلین - مقبولیت کے چاند مین محاسنہ

کا اقتباس ہو۔ مراقبہ مشاہدہ کے جہان کو حاوی ہو۔ ہمت کا سایہ دار درخت۔ بدنصیب دردیشون کے سرون پر چتر کا کام کرے۔ ہنگام ارادت آپ کی دست بوسی۔ دردی عرفان کا سرمایہ بخشے۔ تلقین کی گوہر فشان زبان۔ آلہی وجدان سے کے خزانہ کا راستہ دکھا دے۔ ایک لحظ کی باطنی توجہ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم ارواح) کے کام بنا دے۔ اور آپ کی کشادہ پیشانی کا شیوہ۔ ربانی لوگون کی دل ربائی کرے۔ تو کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ کے وجود کا باغ صرف علوم اور فضائل کی بہار سے سرسبز ہے۔ بلکہ یون کہنا نہایت موزون ہے کہ آپ کا فیض رسان وجود تمام عقول اور کل علوم کے چمنستان کا نوروز ہے۔ **مدظلہ العالی** آپ شیخ شکر محمد عارف کے مرید اور خلیفہ ہین۔ اگر تصوف کے شہرستان کو شیخ شکر محمد عارف کی بصیرت کا قدم فرسودہ کوچہ اور سلوک کے سنسان جنگل کو صاحب ممدوح کی دانش کے قدمون سے کندی ہوئی گھاٹی کہا جاوے تو ناموزون نہ ہوگا قدس سرہٗ۔

شیخ علیسی کی زادبوم ایرچ پور دارالسلطنہ صوبہ برار ہے۔ ایک روز آپ نے فرمایا۔

جن ایام مین میری مان مجھسے امیدوار تھین۔ اُن ایام مین پدر بزرگوار کے اُستاد نے خواب دیکھا۔ حضرت سلیمان **علیہ السلام** میرے گھر تشریف لائے ہین۔ انہین ایام کے قریب قریب میری مان نے یہ خواب دیکھا۔ کہ مولانا یونس ہمارے گھر آئے ہوئے ہین جو ایک عالم متبحر اور درویش مستغرق تھے۔ ان ایام مین پدر بزرگوار ایک گانون کو گئے ہوئے تھے۔ جو ایرچ پور کے نزدیک ہی ہے۔ والدہ ماجدہ نے علی الصباح عمی واستادی شیخ طاہر محدث کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ واقعہ خواب کا عرض کیا۔ عم مکرم نے فرمایا۔ تمہارے اس شکم سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جس کو دونون جہان کی ریاستین نصیب ہونگی بالآخر عم مکرم کے موثر انفاس کے فیض سے روز یکشنبہ تاریخ پانچوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو باسٹھ یا ترسیٹھ کو عنصری تصویر خانہ مین میرا نقش نمودار ہوا۔ عم مکرم نے تیمناً اپنے عم کے ہم نام میرا نام علیسی رکھا۔ عم مکرم کے عم محترم۔ دونون جہان کے فضائل اور کمالات سے آراستہ۔ قرآن کے حفظ اور قراۃ کے ساتھ نامور۔ اور سخاوت ودولت مین شہرۂ روزگار تھے۔ اس کے بعد پدر بزرگوار اُس موضع سے لوٹ کر آئے کہ جس موضع کو گئے ہوئے تھے۔ تو اُنہون نے اپنے اُستاد کی خواب کی بنیاد پر یہ چاہا۔

کہ میرا نام سلیمان رکہین لیکن بڑے بہائی کی بزرگی اور ادب کے لحاظ نے باز رکہا- پہر تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ نوسو اکیاسی کو پدر بزرگوار کا سایہ میرے سر پر سے اُٹہہ گیا- اسی سال اپنے عم مکرم رحمہ اللہ کے ہمراہ سامان اقامت اٹہاکر برہان پور خاندیس مین چلا آیا- اور ہم دونون نے یہین مکان تجویز کرلیا- ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا- کہ رہنما پیر کی تلاش کے واسطے- جو معرفت کی آباد اور با فروغ بستی مین پہونچا دیوے- سیاحی کی شورش نے دل کے اندر سے پانون باہر نکالا- جب مکان سے نکل کر مسافرت کے راستہ مین چل کہڑا ہوا- تو دوسری منزل پر قصبہ کولواقع ہوا- اِس کے قریب پہونچکر یہ تلاش ہوئی- کہ منزل پر جلد پہونچکر کسی عزیز آشنا کا مہمان ہونا چاہیے- یہ خیال دل مین استحکام کے ساتہہ قایم ہوا- اور اس اندیشہ سے خاطر مین ایک قسم کی شگفتگی تہی- ایکبارگی ایک گہاٹی مین راہ بہول گیا- کوہستان اور بیابان مین بہت کچہہ سرگردانی اُٹہائی- اتنے مین دور سے ایک ویران دیہ نظر آیا- مین سمہا- کہ پہٹے پُرانے کپڑے جو پاس ہین- یہہ بہی لٹ جاوینگے- یہ خیال کرتے ہوئے نقیر اور رفیق دونون شکستہ دل اور دعا کنان پانی کی تلاش مین گانون کے کنارہ پہونچے ویرانہ کے گوشہ مین جو لوگ بیٹہے ہوئے تہے- اُنہون نے ہم درویشون کو دیکہا- اور دوستی دلجوئی- زردتنی- اور خوش دلی کے ساتہہ گانون کے اندر لے گئے- اور جو کچہہ اُن سے ہوسکا- پرستاری مین کوتاہی نہین کی- اس کے بعد آیندہ منزل کے واقعات بہی اسی روز کی طرح پیش آئے- یہ دو قوی ثبوت دیکہکر توکل کا خیال دل مین پیدا ہوگیا-

القصہ جب مین اجین مالوہ مین پہونچا- تو شیخ عبد الکریم ابن شیخ راجے **محمد** قادری علینی کی خانقاہ مین اُترا- اُن ایام مین مالوہ کی جاگیردار اور امیران اعظم ایک اہم کام کے واسطے شہر کی حدود مین خیمے لگا لگاکر ایک جگہہ جمع ہوئے تہے- شہر کے مشائخ اور عالمون نے چاہا کہ میری ملاقات اِن اصحاب سے کرادین اور مینے علم- پرہیز- فقر- اور فنا غرض کہ جو کچہہ بہی اللہ تعالیٰ جل **شانہ** کی خوشنودی کے واسطے عرق پیشانی سے فراہم کیا ہے- اسکو قلیل المقدار تنخواہ کے عوض بیچ دین- سبحان اللہ کہ

راقم گلزار بہی اُن ایام مین وہان موجود تہا- آپ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوا تہا- اور بیچنے والون کے

خلاف راے دی تھی - چونکہ لوگون کے قرارداد کو آپ کے الہام پذیر ضمیر نے پسند نہین کیا - لہذا دوسرے
روز پیغام کے ذریعہ سے سب کو رخصت کر کے - سارنگ پور کا راستہ لے لیا - آپ کہتے تھے -

جب مین سارنگ پور پہونچا - تو شیخ عبد الملک شطاری کی ملازمت مین حاضر ہوا - شیخ عبد الملک شطاری شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ تھے - وہ سالک تھے - مگر اہل توحید و تحقیق - بہت کچھ مہربانی فرمائی - اور معرفت کی باتین تعلیم کین - میرا ایک رفیق تھا - جس کا دست راست کارآمد نہ تھا - کج تھا - جب کھانا سامنے آیا - تو اُسنے بایان ہاتھ خرقہ کے اندر سے نکالا - اور مذاق سے کہا - روایت کے بموجب عیسیٰ کے ساتھ اندھا شخص ہونا چاہیے - نہ کج ہاتھ والا - تھوڑی دیر اسی قسم کی باتون سے دل بہلتا رہا - پھر جب مین گوالیار کو گیا - تو یہ چاہا - کہ الٰہی مجذوب سید کپور حسینی کی قبر پر جاؤن - فوراً دل مین یہ بات آئی - کہ جب تک حضرت غوث الاولیا کے روضہ کی آستانہ بوسی سے سعادت حاصل نہ کر لون گا - تب تک کسی دوسری جگہہ نہین جاؤن گا - جب مین قبلہ خدا پرستان حضرت غوث الاولیا کے حظیرہ مین پہونچا - تو دل مین آرام اور بصیرت پیدا ہو کر کچھ ایسا جما - کہ ہمیشہ فاتحہ کو حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح کا تحفہ کرتا رہتا ہون - پھر گوالیار سے روانہ ہو کر دار السلطنتہ آگرہ مین آیا - یہان پر قاضی جلال الدین ملتانی علمی مدرسہ کے اُستاد اور خانقاہ کے صوفی تھے - اِن سے ملا - انہون نے اول ہی - رئیس المحدثین گجی شیخ طاہر کے حالات دریافت فرمائے - نے جواب مین مانڈو کی کیفیت بیان کی - اُس وقت مولانا ابو بکر عطار الله - اور حکیم اسحق لاہوری بیٹھے تھے - اُنھون نے کہا - یہ مہمان شیخ طاہر کے بھائی کا بیٹا ہے - بہت خوش ہوئے - اور بہت دلجوئی کی - مینے چند روز ترکانی کمائی پر چند تارکان دنیا کے ساتھ بسر کئے - ہر روز کسی قدر نقد ہاتھ آجاتا تھا - اور شکم پروری کے شامل ہو جاتا تھا - یہ دیکھکر دل مین خدشہ پیدا ہوا - شاید میری درویشی - ایزدی درگاہ مین قبول نہین ہوئی - جو ہر روز تونگرانہ - سیری کے ساتھ گذرتی ہے - اس اندیشہ پر مین دلیرانہ آزمایا گیا - اس آزمائش مین ظاہر ہوا - کہ اس طرح کا توکل بھی شرک خفی ہے - اور قوت القلوب مین جو التوکل ہو الفراد عن التوکل کا بیان ہے - وہ یہین سے ہے - جب اس قضیہ

لہ توکم - آنکا - سے ساگ ہے ۱۲

من بھی خوب اندیشہ کیا گیا - تو تسلسل کی صورت معلوم ہوئی - پس حیرت ہوئی - کہ توکل کیا چیز ہے - بحکم الٰہی - نفس ملہم نے آگاہ کیا - کہ اسم قوی اور متین کی اُس تجلی کو توکل کہتے ہیں - جو سالک کے دل پر پڑے - یعنی جب تک درویش کا دل ان دونوں بزرگوار اسموں کا تجلی گاہ نہیں ہو جاتا ہے - تب تک اوسکو متوکل نہیں کہتے ہیں - اور یہ توکل - توحید حق اور فنائے خلق کے معنی میں ہے - قصہ کوتاہ مینے برہان پور کو بازگشت کی - یہاں آکر ایک حسین منظر کے حُسن پر دل مائل ہوا - اور محویت کی نوبت یہاں تک پہونچی - کہ کتاب پڑھنے کے وقت صحیفوں کے حروف اور خطوط سے - نام محبوب کے نقش کے سوا کچھہ نظر میں یا اندیشہ میں نہیں آتا تھا - اور نماز کی محراب میں محبوب کی صورت نے صنم ہونے کی شان اختیار کی - بلکہ اوراکات اور حواس اپنے مدرکات سے بیکار ہو کر محبوب کے سوا کچھہ معلوم نہیں کر سکتے تھے - قوۃ ذائقہ - پانی کو دودھ سے جدا نہیں کر سکتی تھی - اور کان - نغمہ کو نوحہ سے علیحدہ نہیں پہچانتے تھے - میرے سودا کی کسی قدر کیفیت استادی عم مکرم کو معلوم ہوئی - تو فرمایا - ایسی استعداد والا اگر رسمی علم کی طلب چھوڑ کر ایزد شناسی کے دامن سے لٹک جاوے - تو سب زیادہ جلدی مقصد میں کامیاب ہو جاوے - بالجملہ چونکہ محبوب کی صورت نظر کے سامنے سے بالخصوص نماز کے اندر - تغافل کرنے اور لاحول پڑھنے پر بھی دور نہیں ہوئی - اور مینے اِس بات کو ازروے شریعت ناروا جانا - لہذا شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اصلیت گزارش بیان کی - اِن ایام میں طالبان ہدایت کی عنان شیخ لشکر محمد عارف کے دست رہنمائی میں تھی - شیخ لشکر محمد عارف نے فرمایا - تین روز روزہ رکھو - اور چوتھے روز تلقین ذکر لو - ذکر کے نور سے - یہ وسواس نیستی کی طرف کوچ کر جاوینگے - چنانچہ مینے ایسا ہی کیا - ہنوز تیسرا روزہ افطار نہیں کرنے پایا تھا - کہ میرا دل اُس تعلق سے یکبارگی ہٹا - اور تلقین کے روز دل کے اوپر ذکر نے ایسی جگہہ پکڑی کہ گھر کی طرف واپس آنے کے وقت بازار کے چراغوں سے اللہ جل شانہ کے نام کے سوا کچھہ بھی نظر نہیں آیا - اور اِس چلہ کے آغاز میں تمام بدنی اعضا سے بلکہ ہر ایک بال کی جڑ سے

ذکر مذکور مینے گوش خیال سے سن لیا۔ اسی چلہ کے انجام مین توحید کا تخم۔ زمین دل پر بکھیرا گیا۔ اور دوسرے چلہ کی بہار سے گلستان بنادیا گیا۔ اب مین اُسی گلستان سے بے شمار پھول۔ تصنیف اور تلقین کے ذریعہ سے۔ دوستان حال واستقبال کے واسطے ذخیرہ کرتا ہون‘‘

ایک روز یاد کر کے آپ فرماتے تھے۔

رمضان کا مہینا اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ تھا۔ ایک رات اعتکاف کے اندر مجھہ معتکف سراپا عبودیت کی خاطر مین یہ بات آئی۔ کہ اِس وقت مین تمام اصحاب کو جمعیت اور حضور حاصل ہے۔ اور حصن حصین کی حدیث مین لکھا ہے۔ کہ رقت قلب کا وقت دعا کی قبولیت کا محل ہے۔ لہٰذا مجکو دعا کا ہاتہ قبولیت کی امید پر اُٹھانا چاہیے ہنوز یہ خیال نفس ناطقہ سے آگے بڑہکر زبان تک نہین آنے پایا تہا کہ مینے حق سبحانہ تعالیٰ کو اُن تمام مظاہر سے آشکارا دیکھہ لیا جو نظر آتے تھے مع ذلک سوال کا خیال اِس بنیاد پر دل سے دور نہین ہوا۔ کہ مرتبہ عبودیتہ اسی صورت مین ثابت ہوتا ہے۔

انما یسال العبد امتثالا للامر الذی وقع فی قوله تعالے اُدْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1] فالعبد المحض للہ سبحانہ من ھو لیس فیہ شوب ربوبیۃ وشائبۃ رعینۃ لامر سواہ ولیس لھذا الداعی ھمۃ ورسوم متعلقۃ فیما سال فیہ من مسئول معین وغیر معین وانما ھمتہ مصروفۃ الی الامتثال فقط غیر متجاوزۃ	بندہ دعا صرف تعمیل حکم کے واسطے کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قول اُدعونی استجب لکم مین واقع ہوا ہے۔ کیونکہ خالص اللہ جل شانہ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے۔ جس مین ربوبیتہ کا لگاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کے ساتھہ پہناؤ نہ ہو۔ مذکورہ بالا سائل کا قصد اور ارادہ اُس شے کے متعلق نہین ہوتا ہے۔ کہ جس کے بارہ مین اُس کا سوال ہوتا ہے۔ خواہ وہ مسئول معین ہو یا غیر معین ہو سائل کا قصد تمام و کمال صرف تعمیل حکم کی طرف متوجہ

[1] ۔ ہم سے دعا مانگتے رہو۔ ہم تمہاری دعا قبول کرینگے۔

الی مطلوب سواہ فانہ لا یجوز
ان یکون مطلوبا لان من شان المطلوب
ان یکون موجودا فی نفس الامر
ومفقودا عند الطالب باعتباره
والغیر ما سواہ معدوم فی
نفسہ فلا یکون من شانہ
ان یطلب فلا ینبغی ان یطلب احد احدا
سواہ فاذا اقتضی الحال السوال اللفظی سا
عودیۃ واذا اقتضی التفویض و
السکوت عن الدعاء سکت عنہ

فسنح ھذا المرجو فی صورۃ التمیز
علی خاطری عند تخیل السوال معًا
الیست الموجودات یمکن ان تتصف
بالرحمۃ الرحیمیۃ کما اتصفت بالرحمۃ
الرحمانیہ علی مقتضی رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ
کُلَّ شَیْءٍ لان الشیٔ اذا اتصف بالرحمۃ
الرحمانیۃ التی ھی عبارۃ عن نفس الرحمٰن
وھو تجلی الوجود الواجب تعالٰی
فلا یلیق ابتلاءہ بالقھر والعذاب
لان صفۃ الرحمۃ ثابتۃ للحق
سبحانہ بالذات وبالقصد
وصفۃ القھر بالعرض وبالتبع

ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے سوا کسی دیگر مطلوب کی طرف
متجاوز نہیں ہوتا کیونکہ غیر اللہ کا مطلوب بنانا جائز نہیں ہے
اس واسطے کہ شان مطلوب یہ ہے۔ کہ وہ نفس الامر میں تو
موجود ہو۔ مگر طالب کے نزدیک اُس کے اعتبار سے مفقود ہو
اور غیر اللہ اور ماسوائے اللہ فی نفسہ
معدوم ہیں۔ لہذا اُن کی شان میں یہ بات داخل نہیں ہے
کہ مطلوب بنائے جاویں۔ پس ہرگز یہ بات سزاوار نہیں ہے۔ کہ
کوئی شخص بھی اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور شئے کو مطلوب بنائے
اس صورت میں اگر حال۔ لفظی سوال کا مقتضی ہو۔ تو
عبودیۃ کی راہ سے سوال کرے۔ اور اگر حال تفویض اور سکوت
عن الدعاء کا مقتضی ہو۔ تو دعا سے سکوت کرے۔
پھر معًا خیال سوال کے ساتھ ہی تمیز و
تفریق کے طور پر میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا
کہ اگرچہ تمام موجودات بمقتضائے رحمتی وسعت کل شئے
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہیں۔ اور دلیل اس کی
یہ ہے۔ کہ جب کوئی شئے رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہو چکی
جو عبارت نفس رحمن سے ہے۔ اور نفس رحمانی بعینہ وجود واجب
تعالیٰ کی تجلی ہے۔ تو پھر یہ بات کب موزوں ہے کہ وہی شئے قہر اور
عذاب میں مبتلا ہو۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ موجودات جس طرح
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہوئی ہیں۔ اسی طرح وہ
رحمۃ رحیمیہ کے ساتھ ہی متصف ہوئی ہوں۔ کیونکہ
حق سبحانہ کے واسطے صفۃ رحمۃ بالذات اور بالقصد
ثابت ہے اور صفت قہر بالعرض اور بالتبع۔

سلہ ہماری رحمت (اہل و نااہل) سب چیزوں کو شامل ہے ۱۲ ز

وعلی ھذا اما قال البیضاوی فی
قولہ تعالیٰ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ
عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ
اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۵۱ وعدم
غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع
فیہ لذاتہ لیمتنع الترديد ۵۲ والتعلیق بان
تمت کلمۃ ربک بالحسنیٰ

اور اسی اصول پر مبنی ہے جو قاضی بیضاوی نے فرمایا ہے
اللہ جل شانہ کے قول پاک ان تعذبہم فانہم عبادک
وان تغفرلہم فانک انت العزیز
الحکیم کی تفسیر مین وعدم غفران الشرک مقتضی
الوعید (ترجمہ) یعنی شرک کا نہ بخشا مقتضائے وعید ہے - اس
بیان مین بذاتہ کوئی تناقض نہین ہے - کہ جس کی وجہ سے تردید ۵۳
اور کلمات تمت کلمۃ ربک بالحسنیٰ کے ساتھ تعلیق ممتنع ہو

آپ کی تصنیفات کا شمار یہ ہے (۱) روضۃ الحسنیٰ (۲) اور عین المعانی یہ دونون رسالے سورۂ انعام کی شرح ہین - اول اول ہے - اور ثانی کا ثانی نہین ہے - (۳) انوار الاسرار - قرآنی تاویلات کے بارہ مین دوسری ذی تاویل اور حقائق نما تفسیرون پر نظر کر کے ثانی نقش ہے جس کو آپ کی فطرت کے نقاش نے معانی کے بدیع نگار قلم سے لکھکر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا ہے - (۴) رسالہ حواس پنجگانہ - جس مین آپ نے حضرات خمس کے ساتھ مطابقت دی ہے - شیخ صدر جہان دہاروال - آپ کے برگزیدہ خلفا مین سے ہین - ان کی التماس قبول فرماکر لکھا تھا - (۵) حاشیہ بر اشارۃ غریبہ کتاب انسان کامل جو شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ کی تصنیفات مین سے ہے - یہ حاشیہ آپ نے اس وقت تحریر فرمایا تھا - کہ جب آپ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ سید احمد دکنی کی شاگردی مین داخل تھے - (۶) شرح فارسی بر قصیدہ بردہ (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب الاربعہ مع اشارات اہل التصوف (۸) حاشیہ بر شرح ضیائیہ - ایک شرح ہے جس کو حقائق آگاہ مولانا عبدالرحمن جامی نے کافیہ پر لکھا تھا - اس شرح پر آپ نے حاشیہ چڑھایا ہے - وہ اس وقت کی بات ہے - کہ جب آپ اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ عبدالستار کو درس دیتے تھے - مولانا عبدالغفور اور مولانا عصام الدین کے حاشیون کے مقابلہ مین بڑی میٹھی میٹھی باتین لکھی ہین - (۹) فتح محمدی در علوم ما یتعلق بہ التفسیر - یہ کتاب شیخ فتح محمد کے واسطے تالیف فرمائی تھی - جو آپ کے چھوٹے فرزند

۵۱ اگر تو ان کو عذاب دے - تو تجھکو اختیار ہے - یہ تیرے بندے ہین - اور اگر تو ان کو معاف کرے - تو کوئی تیرا ہاتھ نہین پکڑ سکتا (کیونکہ) بے شک تو (ہی سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے ۱۲ ۵۲ التردید دائر بین النفی والاثبات ۱۲ ۵۳ (اے پیغمبر) ہمارے پروردگار کے کلمات سب کے سب خوبیون پر ہی تمام ہوئے ہین ۱۲ -

ہین (۱۰) تتمیم شرح مائۃ عامل جسکو میر فتح اللہ شیرازی نے آغاز فرمایا تھا - مگر زمانہ کی بیوفائی کے سبب سے انجام کو نہین پہونچی تھی - اس کتاب کو آپنے میر سید علی ابن عم قاضی نور اللہ کی آرزو پر التفات فرما کر آغاز کی طرح انجام کو پہونچایا ہے - قاضی نور اللہ - عرش آشیانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی تھے -

(۱۱) رسالہ عقود جس کو سب سے زیادہ مختصر عبارت مین لکھا ہے - ارباب حدیث گنتیون کا شمار اپنے ہاتھہ کی انگلیون پر رکھتے ہین - اس کو عقود کہتے ہین - (۱۲) دو رباعی کی دو شرح (۱۳) ترجمہ اسرار الوحی بھی آپ ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے - تقدیری کرشمون سے امید ہے - کہ ان سراپا کشف سے بھرے ہوئے رسالون کے نام سننے والے کو اگر ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوگا - تو میرے ستایش نما بیان کو لاف و گزاف نہ سمجھے گا -

اس مین شک نہین - اگر تمام معاملہ ذی انصاف گروہ کے ساتھہ ہی ہوتا - تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں تھی - لیکن کیا کیا جاوے - چند غربال نش اور صافی طینت لوگون سے بھی کام پڑنے والا ہے - اسواسطے ہر ایک رسالہ مین سے نمونہ کے طور پر ایک ایک سطر نقل تحریر کرتا ہون - تاکہ جن اصحاب نے دعوت قبول کرلی ہے - وہ میری ستایش نمائی کے خوان پر سے صرف چاشنی چکھہ کر ناامید نہ اٹھہ جاوین -

یہ انوار الاسرار کے دیباچہ کی نقل ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لك الحمد یا من دعوته لطالبیه الی جمال عزته فاتحة لابواب خزائنه وکان دعوته موفورا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اے مقدس اور بابرکت خداوند تمام تحمید تسلیم اور اشکال تیرے ہی لئے شایان اور موزون ہین جس ذات والا صفات کی دعوت (طلب) اس کے جمال عزت کے طالبین کے واسطے اس کے خزانون کے دروازون کی کنجی ہو سکتی ہے - نیز جس کی دعوت (طلب) بہایت زیادہ ہے وہ تو ہی ہے -

ولك الشکر یا من لا وسیلة الی اظهار نعمه الا بسعی بقلبه ومن کان ساعیا بقلبه یری کان سعیه مشکورا

اور اے کثیر النعم منعم شکر کے جملہ افراد اور انواع تیرے ہی لئے زیبا اور سزاوار ہین جس منعم کی نعمتون کے اظہار کے واسطے سواے قلبی سعی کے کوئی وسیلہ نہین ہو سکتا ہے ایسا منعم تو ہی ہے - اور یہ مسلم ہے - کہ جو شخص دل کے ساتھہ ساعی ہوتا ہے - وہ دیکھہ لیتا ہے - کہ اس کی سعی مشکور ہوتی ہے -

وعليك الصلوة والسلام
يا من حقيقته مجمع حقائق
جميع المراتب والمجالى و من وجه
منبع العوالم والمعالى و
وجوده لحضرة العوالم رحمة الله المتعالى و كان
كتابه منشورا

اور نامحدود صلوۃ وسلام الٰہی نازل ہو آپ پر اے ذات
پاک محمدی۔ جس شخص کی حقیقت جملہ مراتب اور مجالی کی حقیقتوں
کا مجمع جس کی ہستی پر فتوح۔ عوالم اور معالی کا چشمہ جس کا
وجود باجود۔ ظہور عوالم کے واسطے۔ اللہ جل شانہ کی رحمت
اور جس کی کتاب۔ منشور (واضح) ہے وہ آپ ہی کی ذات
عالی درجات ہے۔

وعلى الذين فضلوا بالصحبة
الرفيعة الصورية والمعنوية
وكان صحبتهم به صلعم وعلى
آله مسرورا

اور اُن اصحاب پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو۔ جو صوری
اور معنوی رفیع الشان صحبت کے ساتھ فضیلت دیئے گئے
ہیں۔ جن کی صحبت رسول مقبول صلعم کے ساتھ ہوتی تھی۔
اور رسول مقبول صلعم کی اولاد امجاد پر بھی صلوۃ وسلام نازل
ہو۔ اور یہ نزول صلوۃ وسلام جملہ آل واصحاب کے مسرور الوقت
ہونے کا باعث بنے۔

وبعد فهذه مشاعل
انوار الاسرار فى المشاهد
الابكار لتنوير عيون الفحول
الاحرار عن رقبة التقليد
والاكدار قد لاحت من حضرة
القدير على المذنب الفقير
من غير تامل وكسب بل الحمد لله بعين
عنايته عند الكتابة ومرارا يقول النفس
ايها الفضول الى اين تذهب اتدرى الكتاب
وما الايمان بظاهره وباطنه فتقف
عنده وتقول ما ادرى ما يفعل

بعد حمد وصلوۃ التماس یہ ہے۔ کہ یہ مضامین گویا انوار
اسرار کی مشعلیں ہیں جو دست نارسیدہ محلوں میں اُن جوان
مردوں کی آنکھیں منور کرنے کے واسطے رکھی ہوئی ہیں۔
جو تقلید اور کدورتوں کی قید۔ سے آزاد ہیں مذکورہ بالا اسرار جناب
باری عز اسمہ کی طرف سے۔ فقیر مذنب پر بغیر تامل اور کوشش
کے وارد ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے محل نہیں ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی عین عنایت سے کتابت کے
وقت صدر الذکر اسرار کو الہام فرمایا اور ایسی حالت میں
الہام فرمایا۔ کہ فقیر مذنب (میں) اپنے نفس سے بار بار کہتا تھا
اور اسے بو الفضول کدھر جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ کتاب
کیا ہے۔ اور ظاہراً و باطناً ایمان کیا ہے۔ کہ اس تک

بی فالهمنی الله تعالیٰ فنودیت من
سری - مَاكُنْتَ تَدْرِيْ مَا
الْكِتَابُ وَلَا الْإِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ
نُوْرًا نَهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ - صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ لبيان
بعض اسرار الكتاب البشير النذير
غير مبينة فيها اسرار الفصاحة و
انوار البلاغة ولا مشرحة فيها غرائب
اللغة والعربية لما فغت الوطر
من تنبيه العلماء الراسخون فی الظاهر
ومن قرءه واوله على الباطن ولم
يلتفت الى ظاهره اصلا كاذهب
اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى يراد بها
ان موسى روحه وفرعون نفسه
من غير ملاحظة المعنى الاصلی
الذی لاجله نزل فهو باطنی
لبطونه فی احد معانيه ومن فسر
على الظاهر الصرف من غير ايمان واقرار
بالاشارات والنكت التي هي
عين البلاغة الى ربه و محض

پہونچ کر مجھکو وقوف حاصل ہوئے اور نفس مجھکو جواب دیتا تھا
کہ میں "نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا" ایسی
حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھکو الہام فرمایا - یعنی
میرے باطن سے آیۃ کریمہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نهدی به من
نشاء من عبادنا وانك لتهدی الی
صراط مستقیم - صراط الله الذی له ما فی
السموت وما فی الارض الا الی الله تصیر الامور
کی ندا مجھکو ہوئی - اور یہ ندا اسواسطے ہوئی کہ میں بشارت دینے
والی اور نیز ڈرانے والی کتاب (قرآن کریم) کے ایسے بعض
اسرار بیان کروں جن کے اندر فصاحت کے اسرار اور بلاغت
کے انوار بیان نہ ہوں نہ غریبہ اور عربیہ لغات کی تشریح
کی جاوے - کیونکہ یہ ضرورت بڑے بڑے علمائے ظاہر
کی کوشش سے پوری ہو چکی ہے - نیز جس شخص نے قرآن
پڑھ کر اس کی تاویل صرف باطن پر کی - اور ظاہر کی جانب قطعی
ملتفت نہیں ہوا - جیسے آیۃ کریمہ اذهب الى فرعون انه طغى
میں بغیر لحاظ اصلی معنی کے - جس کے واسطے یہ آیۃ کریمہ نازل
ہوئی ہے - یہ معنی مراد لئے جاتے ہیں - کہ موسیٰ - روح
انسان ہے - اور فرعون نفس انسان ہے ایسی تاویل
کرنے والا شخص باطنی ہے - کیونکہ وہ منجملہ دو معانی کے
صرف ایک معنی کے اندر گھسا ہے اور جس شخص نے
تفسیر قرآن صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات اور نکات کہ
جل شانہ کی طرف نگاہ کر کے عین بلاغت - اور نفس انسانی

الفصاحة من نفسه فهو حشوی خارجی لایری من جلال قرءته الاسرادقات عزته ولم یظفر بدخوله فی مجلس وقوفه علی جماله المندرج فیه والمندمج تحته ومن جمع بینهما فهو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزوله ولذا اکثر ما یذکر من الاشارات بلعل ویحتمل لادب ادب الله سبحانه العلماء الواقفین بجمیع مراتب التنزیه والتشبیه واسال الله ان یجعلنی ومن سلك طریقی من الذین لیس للشیطان علیهم سبیل

کی طرف نظر کرکے محض فصاحت ہین - ان اشارات اور نکات پر وہ شخص نہ ایمان لایا - نہ اقرار کیا - وہ حشوی خارجی ہے - کہ جلال قراۃ مین سے صرف پردہاے عزت کے سوا - کچھہ نہین دیکھہ سکا ہے - اور جو خوبیان قرآن مجید کے اندر یا اُس کے ذیل مین درج ہین - اُن کی واقفیت کی مجلس مین داخل نہین ہوسکا ہے اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی جمع کئے - وہی عارف کامل ہے جو کتاب سے - اور نزول کتاب کی مراد سے واقف ہے - اسی واسطے جہان کہین اشارات کا ذکر کیا گیا ہے - لفظ "لعل" کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ "لعل" کے ساتھہ ذکر - ادب کے خیال سے کیا گیا ہو جس کی تعلیم اللہ سبحانہ نے اُن علما کو فرمائی ہے جو تنزیہ اور تشبیہ کے جمیع مراتب سے واقف ہین - اور مین اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ وہ مجکو اور میرے پیرو اصحاب کو اُن لوگون کے گروہ مین داخل کردیوے - جن پر شیطان کا زور نہین چل سکتا ہے -

---

اعوذ بالله المتجلی بصفتی الجمال والجلال من الشیطان البعد وهو البعد الذی وقع بین العبد وربه وهما ولیس فی الحقیقة او البعد الموهوم والخلاء المتوهم فی محل وجود العالم یعنی العالم ظاهر خارج عن حضرة

اعوذ باللہ - مین اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پناہ چاہتا ہون جو جمال اور جلال کی صفت کے ساتھہ آراستہ ہے مین الشیطان شیطان سے یعنی بعد سے - بُعد سے مراد وہ بُعد ہے جو عبد اور اُس کے رب کے درمیان مین وہمًا واقع ہے - مگر فی الحقیقہ کچھہ نہین ہے - یا بعد سے مراد وہ موہوم بعد - اور متوہم خلا ہے - جو وجود عالم کے محل مین پایا جاتا ہے - یعنی عالم وہ ظاہری مقام ہے - جو حضرت غیب سے خارج - اور

النيب المنجلي في الخلاء المتوهم- الرحيم المراد
عن حد الوجود الاصلي في الحقيقة وان
ظهر بالاعتبارات الوجودية -
بسم الله ملتبسا باسم الله الذي
تجلى بالاسماء والصفات المقتضية
لحقائق الاسماء الكونية بعلم اليقين
يعني شرعت في حال التحاق علمي
باسماء الله بالذوق والوجدان
اوقل متحققا باسم الله الذي تجلى
بالاسماء الالوهية والصفات الربانية
بعين اليقين يعني شرعت في حال
تحققي بالاسماء والصفات
يعني معها - اوقل متلبسا باسم
الله الذي تجلى بالنسب الوجوبية
والاوصاف الفعلية بحق اليقين
يعني شرعت بحال اظهاري وتحقيقي
الاسماء الالهية الفعلية على الحقائق
الكونية الانفعالية بالخلافة لا بالاصالة
فان لا قدم للممكن كائنا
ما كان في الوجوب الذاتي
ولا يكون هذه الا للمكمل
والتي فوقها للكامل والتي
فوقها للواصل المبتدي

متوہم خلا میں نمایان ہے - الرحیم کون یعد جو مراد لیعنی وجود
اصلی کی حد سے حقیقۃً باہر ہے - اگرچہ اعتبارات وجودیہ
کی رو سے ظاہر ہے -
بسم اللہ - مین اللہ تعالی شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون درانحالیکہ
کہ مین علم الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام سے متلبس ہوتا ہون
جسنے ایسے اسما اور صفات کے ساتھ تجلی فرمائی ہے جو اسماے کونیہ
کی حقیقتون کے مقتضی ہین - لیعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے - کہ جس حالت مین میرا علم - آلہی اسما کے ساتھ ذوق
اور وجدان سے ملحق ہوا ہے - یا یون کہیے - مین اللہ جل شانہ
کے نام پر شروع کرتا ہون - درانحالیکہ مین عین الیقین کے
ساتھ اللہ پاک کے نام سے متحقق ہوتا ہون - جسنے اسماے
الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ تجلی فرمائی ہے - یعنی مینے
ایسی حالت مین شروع کیا ہے کہ جس حالت مین میرا عینی
(ذاتی) تحقق اسماے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ
ہوا ہے - یا یون کہیے - مین اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون
درانحالیکہ مین حق الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام
سے متلبس ہوتا ہون جسنے وجوبی نسبتون اور فعلی اوصاف
کے ساتھ تجلی فرمائی ہے یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے - کہ جس حالت مین اسماے آلہیہ فعلیہ کا فعل -
حقائق - کونیہ انفعالیہ پر بالخلافۃ ظاہر اور تحقیق کرتا ہون
نہ بالاصالۃ کیونکہ ممکن کو خواہ وہ کسی وقت تک رہے
وجوب ذاتی کے اندر قدم نہین ہو سکتا ہے - اور یہ تلبس
بس مکمل کو ہی حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے

فی العرفان بالاحدیۃ الذاتیہ

بالاتر ہے ۔ وہ کامل کو حاصل ہوتا ہے ۔ اور جو تلبس اُس سے بھی بالاتر ہے ۔ وہ اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے ۔ جو واصل ہے ۔ اور اوس نے احدیۃ ذاتیہ کے عرفانی مقام مین قدم رکھنا ابھی ابھی آغاز کیا ہے ۔

والاسم باصطلاحہم اعنی اہل التصوف لیس ہو اللفظ بل ہی الذات المسمی باعتبار صفۃ وجودیۃ کالعلیم والقدیر او عدمیۃ کالقدوس والسلام واقحام الاسم بین الباء واللہ لرفع الالتباس بالقسم عند اہل الظاہر ولامر اٰخر وہو المشہور فی کتبہم اما عندی فوجہ الاقحام ان التحقق والتلبس والالتباس والتبرک انما ہی بمرتبۃ الالوہیۃ المقتضیۃ بذاتہا حقائق العالم المعبر عنہا باسم اللہ فاذا لم یقحم توہم ان التحقق وغیرہا بذات اللہ سبحانہ وذات اللہ متعالیۃ من ان ینتسب الیہ وصف او یلحقہ حد او یقیدہ رسم فانہ ہو الوجود المطلق والعین البحت ومتبریۃ من ان یحیط بہ علم

اسم ۔ اُن کی یعنی اہل تصوف کی اصطلاح مین صرف لفظ نہین ہے ۔ بلکہ ذات ہے ۔ جو وجودی صفت کے اعتبار سے مثل علیم اور قدیر کے اور عدمی صفۃ کے اعتبار سے مثل قدوس اور سلام کے نام زد کی جاتی ہے حرف (ب) اور لفظ (اللہ) کے درمیان مین لفظ ۔ (اسم) داخل کرنا اہل ظاہر کے نزدیک تو واسطے رفع التباس کے ہے جو باے قسم کے ساتھ ہوتا اور نیز ایک اور وجہ سے بھی ہے ۔ جو کتب صوفیہ مین شہرت کے ساتھ مذکور ہے لیکن میرے نزدیک لفظ (اسم) داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تحقق ۔ تلبس ۔ التباس اور تبرک جو کچھ بھی ہوتا ہے محض مرتبہ الوہیۃ کے ساتھ ہوتا ہے ۔ جو بذاتہ ۔ حقائق عالم کا مقتضی ہے ۔ اسی کی تعبیر اسم سے کی جاتی ہے ۔ پس اگر لفظ (اسم) داخل نہین کیا جاوے گا ۔ تو وہم پیدا ہوگا ۔ کہ تحقق اور تلبس وغیرہ وغیرہ اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھ ہے ۔ حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے عالی ہے کہ اُس کی جانب کسی وصف کی نسبت کی جاوے یا اُس کو کوئی حد لاحق ہو ۔ یا اُس کو کوئی رسم مقید کرے کیونکہ اللہ پاک کی ذات ۔ وجود مطلق اور عین بحت ہے اور حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے بالاتر ہے ۔ کہ اُس کو

او عقل او کشف ومتنزه من ان
ينزهه منزه بالاطلاق والاقتفا
والتعين او يحدده مشبه فى جهة
من الجهات تعالى الله عن ذالك
علواً كبيراً وهو اخفى من كل شئ هوية
وحقيقة واظهر من كل شئ انية
وتحققا وله مراتب باعتبار انبساطه
على اعيان الممكنات وظهوره بمراتب
الالهيات والكائنات فاول تعين
يتعين منه بذاته فى ذاته هو الوحدة
ثم الوحدة تنقسم بقوسين قوس
الاحدية وقوس الواحدية ثم
الواحدية تنشعب بسهمين ظاهر
الوجود وظاهر العلم والحقيقة
الجامعة بينهما والحد الفاصل
بينهما حقيقة الانسان لاغير و
من واجبات الاول الوجوب
الذاتى والتاثير والفعل وغيرها
المسمى بالله وبالاشتراك اللفظى يطلق
لفظة الله على هذه المرتبة وعلى الوجود
المطلق ايضا من غير ملاحظة مفهوم
من المفهومات ومن لوازم الثانى
الاستعداد والقابلية والانفعال

کوئی علم یا عقل یا کشف احاطہ کر سکے - اور حال آنکہ اللہ جل شانہ
کی ذات اس امر سے پاکیزہ تر ہے - کہ کوئی تنزیہ بیان کرنے والا
شخص - اطلاق اقتفا - اور تعین کے ساتھ اُس کی تنزیہ کرے
یا کوئی تشبیہ بیان کرنے والا شخص منجملہ جہات کے کسی جہت مین
اُس کو محدود کرے - اللہ تعالیٰ جل شانہ اِن تمام باتون سے بالاتر ہے
نیز وہ ہر ایک شے سے ہُویّۃ اور حقیقۃ کے اعتبار سے
مخفی تر - اور انیّۃ اور تحقق کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
اور نیز چونکہ ذات باری عز اسمہ کو اعیان ممکنات پر انبساط
اور مراتب الہیات وکائنات پر ظہور حاصل ہے - اِس
اعتبار سے اُس کے کئی درجہ ہین - پس اول تعین جس کے
ذریعہ سے اللہ عز اسمہ بذاتہ اپنی ذات کے اندر متعین ہوتا ہے
وہ وحدۃ ہے - پھر اِس کے بعد وحدۃ دو قوسون پر منقسم ہوتی
ہے - ایک قوس احدیۃ ہے - اور دوسری قوس واحدیۃ -
اِس کے بعد واحدیۃ کی دو شاخین ہوتی ہین - ایک ظاہر الوجود
اور دوسری ظاہر العلم - اِن دونون شاخون کے درمیان مین
حقیقۃ جامعہ یا یون کہیئے - اِن دونون کے درمیان مین حد فاصل
انسانی حقیقۃ ہے - نہ کچھ اور - اولین قسم کے واجبات
مین وجوب ذاتی - تاثیر - اور فعل وغیرہ وغیرہ داخل ہین - اسی
کا نام اللہ ہے - لفظ اللہ کا اطلاق اس مرتبہ پر تو آتا ہی ہے
مگر لفظی اشتراک کی وجہ سے یہ لفظ وجود مطلق پر بھی بولا جاتا
ہے - بدون ملاحظہ کسی مفہوم کے اور دوسری قسم
کے لوازم مین استعداد - قابلیتہ - انفعال - اور
تاثر وغیرہ وغیرہ شامل ہین - اسی کا نام اصطلاح مین غیر اللہ

والتاثر وهي هاالمسمى بالغير والسوى في الاصطلاح ثم للمرتبة المؤثرة اذا ظهرت تفصيلا يسمى ربّا۔

الرحمن الذى تعين بمراتبه وكمالاته في جميع ممكناته ثم اذا تجلى الواحدية بالاحكام والآثار بالفيض المقدس والنفس الرحمانى يسمى رحمانا والنفس الرحمانى عبارة عن انبساط وجوده تعالى وامتداده على مراتب ممكناته فكما ان كلمات الانسان عبارة عن انبساط نفسه على مخارجه ويظهر من كل مخرجه بحسب استعداده حروف ثم اذا اجتمعت الحروف يسمى كلمات كذلك النفس الرحمانى بسبب مروره وظهوره على مراتب يظهر من كل مرتبة بحسب استعدادها تعينات كلية وجزئية ثم باجتماعها يسمى مرتبة كلية اولية روحا ومثالا وشهادة وشخصا جامعا وليس لها في الخارج وجود يتميز عن تعيناتها خارجا كالسلطنة مثلا فان تعين كل سلطان متعين في السلطنة وليس للسلطنة وجود ممتاز عنه

الرحيم الذى تجلى على المؤمنين

اور سوی اللہ رکھا گیا ہے۔ پھر جب موثر درجہ تفصیلاً ظاہر ہوا۔ تو اُس کا نام رب ہوا۔

الرحمن جو رحمٰن ہے۔ یعنی جس نے اپنے مراتب اور کمالات کے ساتھ اپنی جمیع ممکنات مین تعین فرمایا۔ جاننا چاہیئے کہ جب واحدیۃ نے احکام و آثار کے ذریعہ سے فیض مقدس اور نفس رحمانی کے ساتھ تجلی فرمائی۔ تو اس وقت مین اُس کا نام رحمٰن رکھا گیا۔ وجود باری تعالی نے اپنے مراتب ممکنات پر جو انبساط اور امتداد فرمایا ہے۔ نفس رحمانی اسی سے عبارت ہے جس طرح کلمات انسانی عبارت ہے مخارج حروف پر نفس کے انبساط سے۔ اور ہر مخرج سے اُس کی استعداد کے موافق حروف ظاہر ہوتے ہین اور پھر جب حروف جمع ہو جاتے ہین۔ تو اُن کا نام کلمات ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس رحمانی کا حال ہے کہ مراتب ممکنات پر اُس کے مرود اور ظہور سے حسب استعداد ہر ایک مرتبہ سے کلی اور جزئی تعینات ظاہر ہوتے ہین۔ پھر ان کلی و جزئی تعینات کے جمع ہونے سے مرتبہ کلیہ اولیہ کا نام روح۔ مثال۔ شہادۃ یا شخص جامع رکھا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ کلیہ کا وجود خارج مین نہین ہوتا ہے۔ جو اپنے تعینات سے باعتبار خارجی وجود ہونے کے متمیز ہو سکے۔ جیسے مثلاً سلطنۃ۔ کہ ہر ایک سلطان کا تعین سلطنت کے اندر ہوتا ہے۔ اور باایں‌ہمہ سلطنۃ کا اُس سے کوئی علیحدہ وجود نہین۔

الرحیم۔ جو رحیم ہے۔ یعنی جس نے مومنین پر اپنی

برحمته الخاصة

(الف) باعلامه اياهم هذه المراتب والمجالي التي ظهرت من كمال الاسماء الالهية المقتضية للظهور بانه هو سار بكلية في جميع مراتبه ومراياه۔

(ب) اوباعلام علم الرجوع عن النفسانية المذموم منه الى الحقيقة في مقام العبودية

(ج) اوباعلام ان هذه المراتب باسرها كلها وجزءها سارية بالوجود في الكل عطف باعتبار كل شئ في كل شئ او ظاهرة عطف في الشهود في حقيقة الانسان الكامل الممتاز بكمالية عن سائر المكونات۔

(د) اوباعلام ان الانسان الكامل اذا بلغ غاية الكمال الممكن في حق البشر يرى ذاته مدبرة لجميع العوالم والمراتب ويرى اوصافه سبحانه اوصاف نفسه سوى الوجوب الذاتي بمرتبة جمع الجمع + وهذا سر لا يجوز كشفه الا لاهل الكمال البالغ مرتبة الرجال

الحمد لله الذى نور وجود

خاص رحمت سے تجلی فرمائی۔

(الف) یاتو اس طرح پر کہ رحیم نے مومنین کو اُن مراتب اور مجالی سے آگاہ کیا۔ جو اسماے الٰہیہ کے کمال سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اسماے الٰہیہ خود مقتضی ظہور ہیں بایں طور کہ ذات باری تعالیٰ اپنے تمام مراتب اور مرایا میں کلیۃً ساری ہے

(ب) یا اس طرح پر تجلی فرمائی کہ رحیم نے مومنین کو مذموم نفسانیت سے مقام عبودیۃ میں حقیقۃ کی طرف رجوع کرنے کا علم تعلیم کیا۔

(ج) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ کر دیا کہ کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب وجود کے ساتھ کل کے اندر ساری ہیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک شے ہر ایک شے میں ساری ہے یا کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب انسان کامل کی حقیقۃ میں مشاہدہ کے اندر ظاہر ہیں۔ اور انسان کامل اپنی کمالیتہ کے اعتبار پر تمام کونی اشیا سے ممتاز ہے۔

(د) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ فرمایا۔ کہ جب انسان کامل۔ غایت کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ جو حق بشر میں ممکن ہے۔ تو اپنی ذات کو جمیع عوالم اور مراتب کا مدبر دیکھتا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ کے اوصاف کو سوائے وجوب ذاتی کے اپنے ذاتی اوصاف دیکھتا ہے مرتبہ جمع الجمع میں۔ اور یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کشف اہل کمال کے سوا۔ دوسرے پر جائز نہیں۔ اہل کمال بھی وہ ہونا چاہیے۔ جو مرتبہ رجال کو پہونچا ہوا ہو۔

الحمد للہ سے کے جمیع افراد حضرت بدی ورا سمکی ہی پاکنزا

للممكنات بنور رسالته وتلألأ في لوح
وجوده اسرار شرفه ولما كان
الحمد والثناء مترتبا على الكمال و
الكمال الحقيقي ليس الا لله
سبحانه كان الحمد كله
لله خاصة

فعند اهل الظواهر تعريفه
هو الثناء باللسان على قصد التعظيم و
له مراتب اربع عندهم اما ان يكون
ثناءه لعبده على حسن اقواله وافعاله
او يكون ثناء العبد له سبحانه على
كمالاته الواصلة اليه من الوجود
والبقاء او يكون ثناءه له كقوله تعالى
الحمد لله رب العالمين
او يكون ثناء العبد للعبد
على كمالاته الظاهرة فيه
باذن الله سبحانه فكل المحامد
راجعة اليه

اما عند اهل السلوك فستة لانها
فعلي وقولي وحالي من كلا الجانبين اما
القولي من العبد فبان يقول الحمد لله موافقا
للقلب عند القول به واما الفعلي فهو
الاتيان بالاعمال البدنية من العبادات

کے لئے شایان ہیں۔ جس نے ممکنات کے وجود کو اپنی رسالت
کے نور سے منور فرمایا۔ اور اپنے وجود کی لوح میں اپنے
شرف ومنزلت کے اسرار مطالعہ کئے۔ اور ہرگاہ کہ حمد
اور ثنا کمال کے اوپر مترتب ہوتی ہے۔ اور حقیقی
کمال سوائے اللہ سبحانہ کے کسی فرد کو حاصل نہیں ہے
لہذا حمد محض خصوصیات الٰہیہ میں سے ہے۔

پس حمد کی تعریف اہل ظاہر کے نزدیک یہ ہے۔ کہ
زبان کے ساتھ بارادہ تعظیم ثنا کی جاوے۔ اور ان کے
نزدیک اس کے چار مرتبے ہیں (۱) ایک یہ کہ اللہ سبحانہ
کی ثنا اپنے بندہ کے لئے ہو اس کے حسن اقوال اور
افعال پر۔ (۲) دوسرا یہ کہ بندہ کی ثنا۔ اللہ سبحانہ کے
لئے ہو۔ اس کے کمالات پر جو بندہ کی طرف واصل ہوتے ہیں
جیسے وجود اور بقا۔ (۳) تیسرا یہ۔ کہ اللہ سبحانہ کی ثنا
خود اپنے لئے ہو۔ جس طرح خود اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے
الحمد للہ رب العلمین۔ (۴) چوتھے یہ کہ بندہ کی ثنا بندہ کے
لئے ہو۔ اس کے ان کمالات پر جو اس کی ذات میں اللہ
سبحانہ کے حکم سے ظاہر ہیں۔ اس مذکورہ بالا بنیاد پر
کل محامد راجع اللہ سبحانہ کی ہی طرف ہیں۔

تعریف حمد اہل سلوک کے نزدیک چھ قسم پر ہے
فعلی۔ قولی۔ اور حالی۔ اور یہی تین قسمیں طرفین کے اعتبار سے
چھ قسمیں ہو جاتی ہیں۔ (۱) بندہ کی طرف سے قولی حمد اس
طرح پر ہے۔ کہ بندہ "الحمد للہ" ایسی حالت میں کہے۔ کہ الحمد للہ
کہتے وقت اس کا قلب اس کے موافق ہو۔ (۲) بندہ کی

والخیرات ابتغاء لوجه الله وتوجها
الی جنابه الکریم لان الحمد کما
یجب علی العبد باللسان یجب بحسب
کل عضو وذلک لا یمکن الا باستعمال
کل عضو لما خلق لاجله علی الوجه
المشروع عبادة للحق سبحانه و
انقیادا لاوامره لا طلبا للحظوظ
النفسانیة من اللذة العجیبة
فی الدنیا ومن الجنة والنعیم فی الاخرة
واما الحالی فهو الذی یکون بحسب
الروح والقلب کالاتصاف
بالکمالات العلمیة والتخلق
بالاخلاق الملکیة والربانیة
من الرضا فی الطاعات والجود
عند العطیات اما القولی منه
سبحانه بان حمد نفسه فی کتبه لانبیائه
انی منزه عن النقائص والفعلی منه
سبحانه بان یسلم افعاله من الشر المحض
فعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم
وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم
والحالی منه سبحانه بان یظهر
فی الکل من الممکنات بکل
من المحامد والخیرات

طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ عبادات اور خیرات
وغیرہ بدنی اعمال محض لوجہ اللہ اور اُس کی جناب کریم کی طرف
متوجہ ہو کر عمل میں لاوے - کیونکہ بندہ پر حمد جس طرح زبان کے
ساتھہ واجب ہے - اسی طرح ہر ایک عضو کے ساتھہ واجب
ہے اور ہر ایک عضو کے ساتھہ حمد کرنا ممکن نہیں ہے جب
تک بندہ ہر ایک عضو کو جس کام کے واسطے وہ پیدا
کیا گیا ہے - اُس کام میں مشروع طور پر استعمال نہ کرے - یہ
استعمال محض حق سبحانہ کی عبادت کے واسطے - اور احکام
الٰہی کی بجا آوری کے واسطے ہونا چاہیئے - نہ نفسانی حظ
کی غرض سے - جس سے مراد دنیا میں عجیب وغریب لذتیں
اور آخرۃ میں جنۃ اور نعیم جنۃ ہیں - (۳) بندہ کی طرف
سے حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ روح اور قلب کے
ذریعے سے ہو - جیسے کہ علمی کمالات کے ساتھہ موصوف
ہونا - اور ملکی اور ربانی اخلاق سے مزین ہونا ہے
طاعات کے اندر رضا - اور عطیات ملنے پر جود کام میں لانا
اس اتصاف میں داخل ہے (۴) اللہ سبحانہ کی طرف
سے قولی حمد اس طرح پر ہے - کہ اُس نے خود اپنی کتب
میں اپنے انبیا کو مخاطب کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے
کہ میں نقائص سے منزہ (پاک) ہوں - (۵) اللہ سبحانہ
کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے افعال
شر محض سے منزہ قرار دیتا ہے - فعسی ان تکرھوا شیئا
وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا
وھو شر لکم (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے

واما عند اهل المعرفة الذی سفرہ وسیرہ من نفسہ الی ربہ فانھا ستۃ اقسام وتعریف الحمد عندھم ظھور الکمالات للہ تعالی فھو قولی وفعلی وحالی فاما القولی من العبد فبان یعلم عند المنطق ای نطق کان من النفس او من غیرہ ان ھذہ کمالات ظاھرۃ من الحق بصفۃ الکلام بعلم الیقین واما الفعلی منہ فبان یتمکن عن نفسہ بحرکات کل عضو من اعضائہ عند التصرف والتعریف ای فعل کان سواء من نفسہ او من غیرہ ان ھذہ کمالات ظاھرۃ بحواس السالك وبجوارحہ بحسب قرب النوافل بعین الیقین کما ورد فی الصحیح بی یسمع وبی یبصر وبی ینطق (الحدیث) واما الحالی منہ فان یحول عن نفسہ بالکلیۃ وبکل التصرف الی ربہ لان یتصرف فیہ بجمیع حواسہ وقواہ و جوارحہ بحسب قرب الفرائض بحق الیقین

حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل ممکنات میں کل محامد اور مظہریت خیرات کے ساتھ ظہور کر رہا ہے۔

حمد کی تعریف اہل معرفت کے نزدیک بھی چھ قسم پر ہے۔ قولی ۔ فعلی ۔ اور حالی ۔ کون اہل معرفت جس کا سفر اور سیر اُس کے نفس سے اُس کے رب کی طرف ہو ۔ اور حمد کی تعریف ارباب معرفت کے نزدیک کمالات خداوندی کا ظہور ہے ۔ (۱) عبد کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ عبد بہنگام نطق خواہ وہ نطق اُسی کے نفس سے ہو ۔ یا اُس کے غیر سے ۔ علم الیقین کے ساتھ یہ سمجھے ۔ کہ یہ تمام کمالات صفت کلام کے ذریعہ سے منجانب حق ظاہر ہوتے ہیں (۲) عبد کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے ۔ کہ جب ہنگام تصرف وتعریف (کام میں لاتے وقت) اعضا حرکت کریں تو یہ صدور فعل خواہ عبد کے خود نفس سے ہو ۔ یا اُس کے غیر سے عبد اپنی ذات سے عین الیقین کے ساتھ بالجزم یہ سمجھے ۔ کہ یہ تمام کمالات سالک کے حواس اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب نوافل منجانب حق ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے ۔ بی یسمع وبی ینطق الحدیث (الحدیث) (۳) عبد کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے کہ بندہ کلیۃً اور کامل توجہ سے حق الیقین کے ساتھ اپنی ذات کو اس طور پر اپنے رب کی طرف پلٹ دیوے ۔ کہ عبد کی ذات میں جمیع حواس ۔ قوی اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب فرائض اللہ سبحانہ ہی متصرف ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کا

كقوله تعالى وما رميت اذ رميت ولكن الله[1]
رمى واما القولى من الله سبحانه فبان
يظهر كمالاته الوجودية عن نفسه يقول
هو الاول والاخر والظاهر و[2]
الباطن وهو بكل شئ عليم واما الفعلى
منه سبحانه فبان ينسب اليه كل فعل
والله خلقكم وما تعملون[3] ما كان لهم
الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون[4]
من نسبة الفعل الى الغير واما الحالى
منه سبحانه فبان يلتذ بكل لذة يجدها
الممكن بظهوره فى مرتبة التفرقة
ولعلك تقول ان الحق منزه واللذة
من لوازم الممكنات المحدثات
فكيف يضاف اليه فجوابه الشافى
انه من المتشابهات ستقف
عليه قريبا فى اول البقرة
ان شاء الله تعالى ولعلك
لم تجد احدا سبق لبيان
هذه الاقسام الستة الاخيرة
عبارة وان سبق وجدانا

کا قول پاک ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
(۴) اللہ سبحانہ کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ
اپنے وجودی کمالات خود بنفس نفیس ظاہر فرماتا ہے الخ
کہتا ہے ہو الاول والاخر والظاہر والباطن و
ہو بکل شئ علیم (۵) اللہ سبحانہ کی طرف سے
فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل افعال اپنی طرف منسوب
کرتا ہے (قرآن کریم میں اس قسم کی متعدد آیتیں موجود ہیں) م
واللہ خلقکم وما تعملون۔ ما کان لہم الخیرۃ۔
سبحان اللہ وتعالی عما یشرکون۔ من نسبتہ الفعل الی الغیر
(۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ
حق سبحانہ ہر اس لذت سے لذت پاتا ہے جس کے
ظہور سے مرتبہ تفرقہ میں ممکن پاتا ہے۔ اور اے مخاطب
غالباً تو یہ کہے گا۔ کہ حق سبحانہ منزہ (پاک) ہے۔ اور
اور لذت ممکنات محدثات کے لوازم میں سے ہے۔ پھر
لذت حق سبحانہ کی طرف کیونکر منسوب کی جاسکتی ہے۔
اس کا شافی جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات متشابہات میں سے
ہے انشاء اللہ العزیز تو عنقریب سورہ بقرہ کے اول
میں ہی اس رمز پر آگاہ ہوجاوے گا۔ اور اے مخاطب
تو غالباً کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاوے گا۔ کہ جس نے ان
اقسام ستہ اخیرہ کے بیان کی طرف قبل ازیں عبارۃ سبقت

۱۔ (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے۔ تو تم نے تیر نہیں چلائے۔ بلکہ اللہ نے تیر چلائے ۱۲۔ ۲۔ (ترجمہ) وہی شروع سے تھا اور وہی آخر تک رہے گا۔ اور وہ (قدرتوں سے) ظاہر اور (ذات صفات سے) پوشیدہ ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ۱۲۔ ۳۔ (ترجمہ) ہم نے اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۱۲۔ ۴۔ (ترجمہ) لوگوں کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اس سے یعنی فعل کی نسبت غیر کی طرف کرنے سے اللہ (کی ذات) پاک اور (اس کی شان بہت) بلند ہے۔

واشارة

ومعناسر أخر كمالا يجوز
كشفه لا يجوز كتمه من اهله و
هو ان فى الحمد القولى والفعلى والحالى
معنى اخر اما فى القولى فبان ينطق
العارف الخليفة بكل من يتكلم بالكلام
الازلى وغيره وفى الفعلى بان
يفعل ويسمع ويبصر بكل من
يفعل ويسمع ويبصر وفى الحالى
بان يتلذذ بكل من يتلذذ
من اللذات الملائمة للطبع
ولعله لم يسبق ببيان هذه
الاقسام الثلاثة من الحمد
ايضاً احد من قبلى او سبق
ولم يبلغ لنا والله اعلم
بالصواب

وللجمهور من الصوفية
رضى الله عنهم فى بيان معنى الحمد
اربع معانى جمع بجمع او تفرقة بتفرقة
او جمع بتفرقتنا وتفرقة بجمع
فاما الجمع على الجمع فبان يتعين
ويتجلى بالتعين والتجلى الاول
والثانى وما اشتملا عليه من الشيون

کی ہو - اگرچہ وجداناً اور اشارۃً سبقت کی ہے -

اس مقام پر ایک راز اور ہے - جس طرح اُس کا کشف
جائز نہین ہے - اسی طرح اُس کے اہل سے اُس کا اخفا
بھی جائز نہین ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قولی - فعلی - اور حالی
حمد مین ایک اور معنی نکلتے ہین - یعنی (۱) قولی حمد اِس طرح
پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ
سے تکلم کرتا ہے - جو کلام ازلی وغیرہ کے ساتھ تکلم کرے
(۲) فعلی حمد اس طور پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس
شخص کے ذریعہ سے فعل کرتا - سنتا - اور دیکھتا ہے جو
فعل کرے - سنے - اور دیکھے - (۳) اور حالی حمد اِس طرح
پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ
سے لذت پاتا ہے - جو لذات ملائم طبع سے لذت پاسکتا ہو
اور غالب یہ ہے - کہ حمد کے ان اقسام ثلثہ کے بیان کی
طرف بھی مجھ سے قبل کسی نے سبقت نہین کی -
یا سبقت کی ہو - تو وہ بیان مجھ تک نہین پہونچا -
واللہ اعلم بالصواب -

جمہور صوفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک
معانی حمد کے بیان مین چار صورتین ہین - جمع بجمع
تفرقہ بتفرقہ جمع بتفرقہ - اور تفرقہ بجمع — (۱) جمع
جمع علی الجمع - اس طرح پر ہے - کہ حق سبحانہ کی ذات پاک
اولین اور ثانوی تعین وتجلی کے ساتھ متعین اور
متجلی ہوتی ہے - اور نیز یہ تعین وتجلی فیض اقدس کے
ذریعہ سے جن شیون اور اعتبارات پر اوّلاً - اور جن حقائق

والاعتبارات اولاً والحقائق الالهية والكونية ثانيا۔ بالفيض الاقدس والتفرقة على التفرقة كاظهار الخلق بكمالات الخلق وتبيين الاحد بجمال الاخر بعلم بان هذا الجمال ظل من جمال الله تعالى بل عينه والجمع على التفرقة بان يفيض نور وجوده على حقائق الممكنات واعيان الموجودات بالفيض المقدس والتفرقة على الجمع بان يكون جميع مراتب الوجود روحًا ومثالاً وشخصًا جمعا حامدًا لحضرة الحق سبحانه قولا وفعلا وحالا بحسب استعدادهم

وعندي حمد الجمع على التفرقة بان يرى الحق سبحانه ذاته وصفاته مفصلا من رتبة الغيب في مرايا جميع العوالم والمراتب جمعا وفرادى في علم الشهادة وحمد التفرقة على الجمع بان يرى التفرقة الجمع في المراتب والمجالي

وههنا وجوه اخر القيت من القديم القدير على العديم الفقير بمحض العناية والتقدير احدها حمد الجمع في تفرقة الكل على نفسه بان يرى الحق سبحانه كمالاته

الهیہ اور کونیہ پر ثانیاً شامل ہین۔ اُن کے ساتھ تعین اور تجلی فرماتی ہے (۲) حمد تفرقہ علی التفرقہ اس طرح پہ ہے کہ مخلوقات کا اظہار کمال خلقت کے ساتھ اور ایک کا ظہور۔ دوسرے کے جمال مین حق سبحانہ کے علم سے ہے باین طور کہ یہ جمال اللہ تعالی جل شانہ کے جمال پاک کا ظل ہے۔ بلکہ عین وہی ہے (۳) حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ وجود باری تعالی کا نور۔ حقائق ممکنات اور اعیان موجودات پر فیض مقدس کے ذریعہ سے فائض ہوتا ہے (۴) اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے۔ کہ وجود کے جمیع مراتب کیا روح۔ کیا مثال۔ اور کیا شخص۔ قولاً فعلاً۔ اور حالاً بحسب استعداد خود ہا۔ حضرت حق سبحانہ کے ثناخوان جمیع ہین۔

اور میرے نزدیک حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ اپنی ذات اور صفات کو مرتبہ غیب سے جمیع عوالم اور مراتب کے آئینوں مین بالتفصیل مجموعی طور پر۔ اور فرداً فرداً عالم شہادۃ کے اندر دیکھے۔ اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے کہ تفرقہ مراتب اور مجالی مین جمع کا مشاہدہ کرے۔

اس مقام پر کچھ وجوہ اور بھی ہین جو قدیم اور قدیر حق سبحانہ کی طرف سے عدیم اور فقیر (مصنف) کے دل مین محض عنایت اور تقدیر سے القا ہوئے ہین منجملہ اُن کے (۱) حمد الجمع فی تفرقۃ الکل علی نفسہ اس طور پر ہے

مع ذاته فی حقیقة جمعیة
مظهریة تفرقیة کلیة انسانیة
وثانیها احمد تفرقة الکل
علی عین الجمع بان یری الانسان
الکامل جمیع التعینات مع النفس
عین الواحد وثالثها احمد
تفرقة الکل علی التفرقة المطلقة
بان یری الانسان الکامل کل
الکمال ذاته مدبرة لجمیع
التعینات والاعتبارات جامعة
بکلیة لجمیعها حسب استعدادها
ورابعها احمد التفرقة
المطلقة علی عین تفرقة الکل بان یمحی جمیع
الممکنات والموجودات فی ذات الانسان
الکامل لسالک فافهم انت

تنبیه

الحمد مصدر الحامد والمحمود بالمعروف
والمجهول فالحمد قد یکون من مرتبة الجمع
علی عین التفرقة فیکون الله سبحانه
مرتبة الجمع ومحمود المرتبة التفرقة وقد یکون
بالعکس فهو الحامد والمحمود فی الحقیقة
فحصلت تسعة وعشرون قسما من الحمد
فان ضربت هذه الاقسام فی الاسماء

کہ حق سبحانہ اپنے کمالات کو مع اپنی
ذات کے ایسی حقیقت کے اندر دیکھے.
جو صفات جمعیہ - مظہریہ - تفرقیہ - کلیہ
اور انسانیہ کو شامل ہو - (۲) محمد تفرقۃ
الکل علی عین الجمع اس طور پر ہے کہ انسان
کامل جمیع تعینات کو مع نفس کے عین واحد
کر کے دیکھے (۳) حمد تفرقۃ الکل علی التفرقۃ
المطلقہ اس طور پر ہے - کہ انسان جو کل کمال کا کامل
ہے - اپنی ذات کو جملہ تعینات اور اعتبارات
کا مدبر - اور نیز ان تعینات اور اعتبارات کی استعداد
کے موافق - ان تمام کا بالکلیہ جامع سمجھے
(۴) اور حمد التفرقۃ المطلقۃ علی عین تفرقۃ الکل اس
طرح پر ہے - کہ جمیع ممکنات اور موجودات
انسان کی ذات میں جو کامل اور سالک ہے محو ہو جائیں
بس اسے مخاطب تو اس کو سمجھ لے -

تنبیہ

الحمد حامد اور محمود کا مصدر ہے معروف اور
مجہول دونوں صیغوں پر - اس بنیاد پر حمد کبھی تو مرتبہ جمع
عین تفرقہ کی نسبت ہوتی ہے - اس صورت میں اللہ سبحانہ
مرتبہ جمع کا حامد اور مرتبہ تفرقہ کا محمود ہوگا - اور کبھی اس کے
برعکس ہوتا ہے - اس صورت میں فی الحقیقہ حق سبحانہ ہی حامد اور
سبحانہ ہی محمود ہوتا ہے پس حمد کی انتیس قسمیں ہو گئیں - اور
اگر یہ انتیس قسمیں ننانوے ناموں میں ضرب دی جائیں

التسعة والتسعين حصلت احد وسبعون بيت
وثمان مائة والفا قسم من المحامل وان ضم
فى الاسماء الالف والواحد حصلت تسعة
وعشرون احاد او تسعة وعشرون الفا
ومعنى الاسم ما ذكرت انفا لا تغفل عنه
حتى لو يشكل عليك فى الضرب لصفات
ملامينه كالسلام والقدوس

تو دو ہزار آٹھ سو اکہتر قسمین عدد کی حاصل
ہوجاوین اور اگر ایک ہزار ایک اسما مین ضرب دی
جائین - تو انتیس ہزار انتیس قسمین ہوجاوین -
اور اسم کے معنی وہی ہین - جو مین ابھی ذکر کر آیا ہون
اسے مخاطب کہین تو اُس سے غافل نہ ہوجانا - تاکہ
ضرب دینے مین سلام اور قدوس جیسی عدمیہ صفات
کی وجہ سے تیرے اوپر اشکال واقع نہ ہو -

ان دو - تین نقلون کے بعد ایک نقل عین المعانی مین سے ہدیۂ ناظرین ہے - اسم الولی کی
شرح مین آپ لکھتے ہین -

"عالی شان امام اسوۃ المحدثین شیخ محی الدین عربی کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے - کہ
ہمارے نبی کو جو خاتم الانبیا علیہ و علیہم السلام کہتے ہین - یہ اس معنی کر کے ہے -
کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تک انسانی نوع کے افراد مین سے جو کوئی شخص کمال
کے درجہ کو پہونچ جاتا تھا اُس کو نبی کہا کرتے تھے - کہ یہ نام اسمائے آلہی کے مغائر ہے - مگر
آپ کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت مین سے جو اصحاب کمالات کے درجات کو پہونچتے ہین
اُن کو اس نام کے ساتھ نامزد نہین کرتے - کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت نے خاتمیت کی مہر
اس نام کی گویائی کے منہ پر لگا کر ایک نام کی تجویز جو اسم آلہی کے موافق ہے - فرمائی ہے -
اور وہ ولی ہے - یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامل کو ولی کہتے ہین"

جو اصحاب انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کے رموز فہم اور موشگاف ہین - وہ
سطور بالا کے کلام کی اصل اور خلاصہ کو اچھی طرح جانتے ہین - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ تک
کاملون کو نبی یا رسول کے نام کے ساتھ نامزد کرنے مین اسمی اور رسمی مغائرت باقی تھی - لیکن جب سے
نور معرفت کا اولین چراغ روشن ہوا ہے - جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے علیہ السلام تب سے
اس چراغ کی روشنی کی بدولت - مغائرت اور منافات کی تمام تیرگیان اور تاریکیان دنیائی اعتباری سرائے
سے عالم عدم کو بستر باندھ گئین - یہان تک کہ اسمی مغائرت بھی باقی نہین رہی - جس سے اعتبار دوئی کا

داہم ہوتا ہے۔ یعنی جب سے آپ کے عنصری وجود کے نیر اعظم نے جمال وجلال کے افق سے الٰہی سما کے آسمان اور کون ومکان کی منزل مین طلوع فرمایا ہے۔ تب سے آپ کی اُمت اور ملت کے خاص بزرگون کو لہ عند دموطھو الی درجۃ الکمال ولی کہتے ہین۔ جائزوی اسم اقدس کے مطابق ہے۔ اور خلیفہ اور خلیفہ کرنے والے کی درمیانی مغائرت دور کرنے کا واجب التعمیل فرمان اسنا اور بسنا خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مہر اور نام ولایت کے نگینہ سے کمل کر کے عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ آج سے پیچھے۔ کسی شخص کے واسطے مغائرت کا کاغذ نہین لکھا جاوے گا۔

اللہ۔ رحمٰن۔ اور رحیم یہ تین جلیل الشان اسمار۔ تمام امور کے دروازون کی کنجی ہین۔ اِن کی شرح جہان پر ختم کی ہے۔ اُس مقام پر آپ لکھتے ہین۔

حدیث ابتدا کے بموجب کہ کل امر ذی بال الخ[لہ] ہے۔ اِن تینون اسما کی تقدیم کے بدون اقوال وافعال مین شروع کرنا حسن ادب سے دور ہے۔ اور تمام ارباب تصوف خواہ عروجی ہون یا نزولی۔ دریائے توحید کے غواص ہوتے ہین۔ ان کی اصطلاحات کے جواہر اِن تینون اسما کے مرتبہ مین رکھے ہوئے ہین۔ واضح ہو۔ کہ اسم اللہ کا جیسا اطلاق مرتبہ الوہیت پر آتا ہے۔ اسی طرح مرتبہ لاتعین پر بھی آتا ہے اور لاتعین سے۔ تعین اول پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تعین اول کی تعیین ہوگئی۔ تو یہی فیض اقدس ہے۔ اور فیض اقدس کی دو طرفین ہوتی ہین۔ ایک احدیۃ دوسری واحدیۃ۔ انہین دونون طرفون کے اعتبار سے فیض اقدس۔ وحدت فائی[؟] رسالہ موصوف ہوتا ہے۔ احدیۃ جو وحدت کی باطنی طرف ہے۔ یہ اولین درجہ اور باطنی سمت قبول کر کے اسما اور صفات کے علاقہ سے بالکل مجرد ہوگئی اور واحدیۃ جو وحدت کی ظاہری طرف ہے۔ یہ دوسرا درجہ مین ہے۔ اور یہی ظاہری سمت کے میدان مین سیر وسلوک کرتی ہے۔ اور نیز الٰہی کمالات کو اپنی پرورش کا مقدمہ بناتی ہے۔ کیونکہ صفات فعلیہ کا تعلق اسی مقام سے ہے پھر جب صفات فعلیہ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ سلطنت کے لوازم اور اپنی مقتضیات کو ظاہر کرین۔

لہ درجہ کمال پر اُن کے فائز ہونے کے وقت ۱۲ لہ پوری حدیث یہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدا ببسم اللہ فہو اخرع[؟] (ترجمہ) جو ہتم بالشان کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے سوہ ناقص اور ابتر ہوتا ہے ۱۲

تو وہ فیض مقدس کی امداد سے نفس رحمانی کے درمیانی حصہ لشکر کو ترتیب دیکر آگے روانہ کرتی ہین - اور عدم کی فوجون کو درہم برہم کر دیتی ہین - تاکہ سلطان وجود کا علم فیروزی نصب ہو - یعنی صفات فعلیہ ماہیات کو وجود خارجی کی شان مین لاتی ہین - اور اسماے متقابلہ کا جلوہ گر کرتی ہین - جب صورت فتح نمایان ہو جاتی ہے تو لوازم اور مقتضیات جو اسمائے زبردست لشکر کا پچھلا حصہ ہے ہر طرف سے سر اٹھا کر ظہور کرتے ہین - اور جس راستہ سے منزل بمنزل آئے تھے - اُسی راستہ سے وحدت کی دار السلطنۃ کو بازگشت کر جاتے ہین - کیونکہ رحیمی تجلی - اِس گروہ کے حال کی پاسبان ہے - اس وقت مین کسی شخص کو غنیمت - اموال - انفال - خود رائی - اور خود داری مین مشغول نہین ہونا چاہیے کیونکہ ایسے امور مین مشغول ہو جانے سے عظیم شکست پیدا ہو جاتی ہے - جیسے جنگ احد مین بعض اصحاب کو خود رائی کی وجہ سے پیش آیا جو کچھ پیش آیا - لہذا مناسب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام یا نائب نبی (ولی) کے قرارداد کے جو صراط مستقیم ہے - اوس پر استحکام کے ساتھ قدم جما کر اپنے مقام سے تجاوز نہ کرین - اور نیز اُن کے حکم سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھین - کام کی حقیقت ان اشعار کے مضمون سے معلوم کرنے چاہیے

اشعار

تامل سطور الکائنات فانہا [۵۱] — من الملک الاعلیٰ الیک رسائل

وخطفیہا لو تاملت خطہا — الا کل شئ ما خلا اللہ باطل

او پروانہ وار اگر اپنے تئین اُس بزم مین پہونچا دینا چاہیے - جس مین اسما اور صفات کے اجتماع کی شمع روشن ہے شاید [۵۲] لیس فی جبتی سوی اللہ کا ہی نغمہ تحت الذکر پردہ مین گایا جاتا ہے ۵

ہم ازین رو گفت آن تجسہ صفا — نیست اندر دلق من غیر از خدا

---

[۵۱] اے مخاطب تو کائنات کی سطور پر تامل کی نظر ڈال یہ سطرین ملک اعلیٰ کی طرف سے تیرے نام رسالے ہین - اور ان مین ایک خط ہے اگر تو اوس خط مین تامل کر کے دیکھے - تو معلوم ہو جاوے کہ اللہ جل شانہ کے سوا تمام اشیا باطل ہین - ۱۲ [۵۲] میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کچھ نہین ہے ۱۲

آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے - کہ جن پردون کے سبب سے اخفا اور امتیاز تہا -
اُن پردون کے اُٹھ جانے سے جب آپ کے وجود شریف پر ذات احمدی علیہ السلام کی حقیقت
جامعہ کا عکس پڑا - تو قرآن مجید جس شان کے ساتھ لوح محفوظ پر عالم غیب مین تہا - اُسی شان کے ساتھ
آپ کے یاد کرنے سے پہر عالم شہادت مین آپ کے دل کی لوح محفوظ پر جا گزین ہوا - بلکہ ایزدی اسما اور
الٰہی صفات کے سبب سے آثار و احکام جو کمالات اسمائی کے حصول کے واسطے عالم امکان مین آئے
تہے - اور اُن آثار و احکام کو مایتوقف علیہ المعاد کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کی طرف بازگشت میسر
نہین ہوتی تہی - وہ آپ کے وجود عزیز مین عالم قید سے نکل گئے اور اپنے مدعا کو پہونچ کر عالم
اطلاق کی طرف رجوع ہونے کی استعداد اُن مین پیدا ہوئی - جس کے سبب سے وجوبی اور امکانی قرابت
مین اتصال نمایان ہوا - اس سخن سرائی کا ماحصل یہ ہے کہ جو اہل سفر - الٰہی علم کی آباد بستی سے نکل کر
امکانی مخلوق آباد کی قید مین مقید تہے - یہ تمام اصحاب - آپ کی ولایت وارشاد اور ہدایت و تلقین
کے زمانہ مین از روے دانش و بنیش عروجی اور نزولی سیر و سلوک کا سرمایہ فراہم کر کے فرق کے صحرا
سے جمع کے شہر مین آمد و رفت کرنے لگے - یہ عجیب و غریب لطیفہ ہے - کہ مذکورہ بالا واقعہ لکھتے وقت
جب مین یہ بات کہ "آپ کا دل قرآن مجید کے نور سے لوح محفوظ ہو گیا - اور قرآن بہی اپنے
اصلی وطن مین پہونچ گیا - جو عالم صورت مین مسافر تہا" لکھہ ہی رہا تہا - کہ یکایک شیخ صدر جہان زبارول
کے بیٹے شیخ فرید برہان پور سے راقم کے مکان مین آکر اُترے - اور مسیح الاولیا کا گرامی نامہ مجکو دیا
جب مینے خط کی تہ کہولی تو اُس کے عنوان مین یہ بیت لکہی تہی - **بیت**

لوح محفوظ ست پیشانی یار	است در وے سر جانان آشکار

اور خاتمہ مین نسخہ گلزار ابرار کی خواہش کا مضمون تہا - امید ہے کہ آپ کے ساتھ میری یکجہتی اور اتحاد
کا راز اور [1] للمؤمن مرأۃ المومن کی رموز اس سرگذشت کے پڑہنے سے ارباب دانش کو روشن ہو جاوے
تم کلامہ -

جو اصحاب - تاویل - اور توجیہ کے جوہر شناس ہین - اُن کو واضح ہو - کہ [2] الولایۃ افضل من النبوۃ
اس قول کے معنی اگرچہ تاویل نگارون نے بہت کچھ وجوہ کے ساتھ دائرہ اشکال سے نکال کر

[1] مومن کا آئینہ مومن ہے ۱۲ [2] نبوت سے ولایت افضل ہے ۱۲

جواز و صحت کے درجہ کو پہونچائے ہیں - لیکن منجملہ توجیہات کے اِس توجیہ سے زیادہ کوئی توجیہ اقرب بحکم اور رشاد اب نہیں ہے - کہ نبی کی نبوت پر نبی کی ہی ولایت کی تفضیل مراد ہے - کیونکہ ارباب تحقیق کے لطیف دماغوں کو تمام توجیہات میں متبوع بر تابع کی - اور اصل پر فرع کی ترجیح کی بو آتی ہے -

کمال خجند

طبع چنان بہ نکہت زلفِ تو شد لطیف		اگر بادِ مشکبوئے تو ، ہم دردِ سر شود	

اور تمام وجوہ سے ولی کی ولایت نبی کی ولایت کے تابع پائی جاتی ہے - البتہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کی وجہ یہ ہے - کہ ولایت عبارت قرب حق سے ہے - اور نبوت حکم رسانی ہے بمعجزہ - قدرت مطلق کا اثر ہے - اور نبی - حق سبحانہ اور خلق کے درمیان میں برزخ ہے - پس یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جب تک بندہ کو قرب نہیں ہوتا ہے - تب تک قدرۃ مطلق کے مقتضیات کا اسپر ظہور نہیں ہو سکتا ہے - وہ اُس وقت تک فیض مطلق مقید کو نہیں پہونچا سکتا ہے - اور مقید کو ہدایت کی امداد سے عالم مطلق کا راستہ نہیں دکھا سکتا ہے - نیز قوم کی اصطلاح میں نبوت ایک واسطہ ہے رسالت اور ولایت کے درمیان میں اس معنی کر کے - کہ نبوت صرف حقائق آلہی کی خبریں اُمت کی طرف پہونچانا ہے - یعنی ذات صفات - اور اسما کی معرفت سے بہرہ یاب کرتا ہے - یہ خبر رسانی دو طرح پر ہوتی ہے - (۱) صرف علم دیدینا - اور معرفت مذکور کے طرق سے محض خبردار کردینا - اور یہ قسم - ولایت مطلق کے ساتھ مخصوص ہے - (۲) تمام خبریں دینا جن کے ساتھ احکام شرعیہ پہونچانا - اخلاق سکھانا - اور حکمت تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی شامل ہیں - اور یہ خاصہ رسالت کا ہے - اس دوسری قسم کو نبوت تشریعی کہتے ہیں اور اولین قسم کا نام نبوت تعریفی ہے ، چونکہ تشریعی نبوت بعثت احمدی علیہ السلام والصلوۃ کے سبب سے ختم ہوگئی - تو حضور نے فرمایا[له] لا نبيّ بعدی اور تعریفی نبوت جو مطلق ولایت کو لازم ہے - باوجود خاتم الانبیا ہونے حضور کے باقی رہی - کیونکہ حضور نے فرمایا ہے - [ته] علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس تمہید سے یہ بات مفہوم ہوئی - کہ ولایت تو رسالت اور نبوت سے عام ہے - اور نبوت - رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے - کیونکہ ہر ایک رسول نبی ہے - اور ہر نبی ولی ہے - اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ولی

له میرے بعد نبی نہیں ہے ۱۲ ته میری امت کے علما - بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہیں ۱۲

نبی ہو - پس لفظ نبی کا اطلاق انسان کامل پر ہونا منسوخ ہوا - اور نبوت کا دعویٰ - کفر شریعت قرار دیا گیا اور اسم ولی کا اطلاق - حق سبحانہ کے بندگان خاص پر ہوا کرتا ہے - کیونکہ بندگان خاص - اخلاق الٰہی کے ساتھ تہذیب یافتہ - فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے - اور محو کے بعد صحو کے درجہ میں ہوتے ہیں - اور ولایت عبارت ہے حق کے ساتھ بندہ کا قائم ہونا - اور یہ ایک عظیم نعمت اور بڑی سعادت ہے دیکھا چاہئے کس دردمند کو نصیب ہو -

بیدر درا شراب محبت کجا دہند
کیفیتے ست عشق بتان تا کرا دہند

نیز ولی کا اطلاق قوم کی اصطلاح میں اُس فرد پر آتا ہے - جس کو حق سبحانہ کی حفاظت - عصیان اور مخالفت کے ارتکاب سے باز رکھے - تاکہ وہ اُس فرد کو ہستی موہوم کی جنگ سے بچاکر ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچا دیوے - جو حق سبحانہ تک پہونچتا ہے - اِس اعتبار سے ولی فعیل مفعول کے معنی میں ہوتا ہے - اور اس اعتبار سے کہ ولی ایک بندہ قایم بحق ہوتا ہے - فعیل فاعل کی معنی میں ہے اسی بنیاد پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی قرب فرائض کے اندر اولین معنی میں سمجھا جاوے - اور قرب نوافل کے اندر دوسرے معنی میں تصور کیا جاوے - دوسرے یہ کہ نبی کے تصرفات کا مرجع اور ماخذ اپنی ولایت کے اندازہ پر ہوا کرتا ہے - نبی کا قرب حق کے ساتھ ہی نبی کی ولایت ہے - ^[ا] هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اور ولی کا تصرف اس مقدار پر ہوا کرتا ہے کہ جس مقدار پر اُس کو اپنے نبی کے ساتھ قرب ہو - اور یہی اُس کا قرب اپنے نبی کے ساتھ اُس کے اُس قرب کی میزان ہے - جو حق کے ساتھ ہے - ^[۲] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس آفتاب کو مانند نبی سمجھنا چاہیے - جو اپنے ذاتی نور سے منور ہے - اور ماہ کو مانند ولی تصور کرنا چاہئے - جو آفتاب کے فروغ سے نور کا اقتباس کرکے روشن ہوتا ہے والعلم عند اللّٰہ -

یاد شیخ احمد ابن شیخ عبد الاحد

بق - حضرت مجد

آپ فاروقی سرہندی ہیں - محبوبیت - وحدانیت - اور فردیت کی محفلوں میں بالانشینی کا مرتبہ آپ کو حاصل ہے صوفی محمد صدیق ہدایت تخلص - ظہیر الدین حسن کسمی کے فرزند - اور مولانا خواجہ باقی نقشبندی

---

^[ا] - یہیں سے معلوم ہوا - کہ سب اختیار خدائے برحق کو ہی ہے - ^[۲] اے پیغمبر کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو - تو میری پیروی کرو - کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے - ۱۲ -

اویسی کے مرید ہین - انہون نے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین دہلی سے سیاحی کے لئے قدم اُٹھایا - تاکہ خیر بلاد ملتہ حفظ اللہ دایا کو دہلی فیہ کی زیارت سے - اور ہر ایک سرزمین کے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل کیا جاوے - جب صوفی صاحب ملک خاندیس مین پہونچے - تو آگے بڑھنے کی توفیق ہمراہ نہین ہوئی - بازگشت کے وقت منڈو (مانڈو) کے عبرت کدہ مین جہان غوثی کی زادبوم ہے - چند روز توقف فرمایا - ایک روز شیخ احمد کے باکمال حالات مینے دریافت کئے - تو صوفی صاحب نے آپ کی تصنیف کا ایک رسالہ جس کے اندر مصنف نے اپنی خاص واردات اور مکاشفات کو درج کیا ہے - راقم کے مطالعہ کے واسطے دیا - رسالہ کا ماحصل خلاصہ یہ ہے - کہ

"درویش کے دل مین جب خداشناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا - تو ایزدی عنایت نے سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت مین مجکو پہونچایا - اور اُن کی دلنشین تقریر سے اس خانوادہ کے بزرگون کا طریقہ اختیار کرکے چند روز اُن کی خدمت مین بسر کئے - اُن کے انفاس اور توجہ کی برکت سے - اور بزرگوار خواجون کے جذبہ سے جو قیومیت کے وسعت مین اپنے تئین فنا کرنے سے پیدا ہوتا ہے - طالب کا حال پلٹ گیا - اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ کی بھی چاشنی چکھی - جب صدر الذکر جذبہ متحقق ہوگیا - تو نوبت بہ سلوک پہونچی - سلطان ولایت محمدی امیر مردان علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روحانی پرورش نے مجھے اُس اسم کے مرتبہ کو پہونچایا - جو اُن بزرگوار خلیفہ کا رب تھا - اور اُس اسم سے خواجہ بہاءالدین نقشبند کی روحانی امداد اور رہنمائی کی بدولت قابلیت اولی کو عروج کیا - جس سے مراد حقیقت محمدی ہے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ - اور حضرت فاروق اعظم رض کی روحانی امداد ہونے پر اس قابلیت اولی سے بھی ترقی میسر ہوئی - پھر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی روحانی پرورش کا فیض ہوا - تو سابقہ قابلیت اور مرتبہ سے ایسے مقام کی طرف صعود ہوا - جو اقطاب محمدی کے واسطے مخصوص ہے - سابق کا مقام گویا اس مقام کی تفصیل ہے - اور جس وقت اس مقام پر ورود ہوا تھا - تو اس وقت مین کسی قدر امداد خواجہ علاءالدین عطار کی روحی حقیقت سے بھی اس درویش کو پہونچی تھی - خواجہ علاءالدین عطار خواجہ بزرگ

لہ اور ارشاد ی کہہ کر ہم کے خلاف ... ہے

نقشبند کے بڑے خلیفہ ہیں۔ اور اپنے وقت کے قطب ہدایت تھے۔ اقطاب کے عروج کی نہایت اسی مقام تک ہے۔ اور ظلیت کا دائرہ بھی اسی جگہ منتہی اور تمام ہوجاتا ہے۔ اس کے آگے یا تو اصل خالص ہے۔ یا ممتزج بہ ظل ہے۔ افراد کی جماعت کو اس مرتبہ پر پہونچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور افراد کی صحبت کے ذریعہ سے بعض اقطاب کو بھی مقام ممتزج تک عروج میسر ہوتا ہے۔ اور امتزاج کے مرتبہ سے اصل پر بھی نظر پڑتی ہے۔ لیکن اصل خالص کو پہونچنا۔ یا اس پر نظر کرنا۔ باعتبار تفاوت درجات۔ افراد کا ہی خاصہ ہے[۵۱] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم پھر اقطاب کے مقام پر پہونچنے کے بعد اس درویش کو دین و دنیا کے سردار علیہ السلام نے قطبیت ارشاد کا خلعت عنایت فرماکر اس مبارک منصب سے سرفراز کیا۔ اس کے بعد ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی۔ کہ اس مقام سے ایک دفعہ ترقی اصل ممتزج تک عطا کی۔ فنا و بقا جیسی اور جس طرح سے ہر ایک سابقہ مقام پر پیش آتی تھی۔ اس جگہ بھی پیش آئی۔ اور یہاں سے اصل کے مقام پر صعود حاصل ہوا۔ حتی کہ اصل الاصل تک پہونچ گیا۔ اس آخرین عروج میں جو اصل کے مقامات میں واقع ہوا۔ اسوۃ العرفا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلی کی روحانیت سے مدد ملی۔ انھوں نے کامل تصرف کی طاقت کام میں لاکر ان مقامات سے عبور کرادیا۔ اور اصل الاصل سے آگاہ کرکے یہاں سے عالم شہادت کی طرف مراجعت کا حکم فرمایا۔ اس طرح سے۔ کہ میں ہر ایک مقام سے دوسرے مقام کو نزول کے طور پر بازگشت کروں۔ اگرچہ اس درویش کو فردیت کی نسبت جو عروج اخیر سے مخصوص ہے۔ اپنے پدر بزرگوار سے ارثاً تھی۔ اور پدر بزرگوار کو ایک قوی الجذبہ عزیز سے۔ اور نیز ایک بزرگ سے جو خرق عادات میں نامور تھے حاصل ہوئی تھی۔ لیکن منازل سلوک قطع کرنے سے پیشتر اپنی ضعف بصیرت کے سبب سے یا قلت احساس کے سبب سے اس نسبت کا اپنی ذات میں قطعاً ظہور نہیں پایا تھا۔ اور نیز عبادت نافلہ خصوصاً

[۵۱] یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

تا زنفس کی توفیق - پدر بزرگوار کی امداد سے ہے - اور پدر بزرگوار کو اپنے شیخ سے تھی - جو چشتیہ سلسلہ مین تھے - اس درویش کو علم لدنی خضر علیہ السلام کی روحانیت کے فیض سے حاصل ہوتا رہا اُس وقت تک کی قطب کے مرتبہ سے آگے نہین بڑھا - لیکن جن حال مقامات کا حال صدر مین لکھا گیا ہے - ان مقامات سے عروج اور عبور کے بعد تمام وہبی اور کسبی علوم یہ درویش ہمیشہ اپنی حقیقت سے اخذ کرتا ہے - یعنی تمام علوم اپنی ذات مین خود بخود پاتا ہے کسی غیر کو کوئی دخل نہین ہے - نیز اس درویش کو نزول کے وقت جو عبارت السیر من اللہ باللہ سے ہی تمام دوسرے سلسلون کے مشائخ کے مقامات پر عبور حاصل ہوا - اور ہر ایک مقام سے کچھ نہ کچھ حصہ ہاتھ آیا - اور ہر مقام اور سلسلہ کے مشائخ سے بے شمار امداد ملی - اور ہر ایک صاحب نے اپنی نسبتون کے خلاصہ سے مجکو آگاہ اور محرم فرمایا - اول بزرگان خانوادہ چشتیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بذکرہم - کے مقام پر گزر ہوا - اور اُس مقام سے اور اصحاب مقام سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور منجملہ ان کے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی روحانیت نے سب سے زیادہ التفات فرمایا - یہ بالکل سچ ہے - کہ خواجہ کی ذات شریف کی شان اس مرتبہ مین نہایت رفیع ہے - جب یہان سے آگے بڑھا - تو اکابر سلسلہ کبرویہ کے مقام کی طرف روحنا اللہ تعالیٰ بریاحین اسرارہم راستہ ملا - یہ دونون مقام عروج کے اعتبار سے برابر ہین - لیکن مقامات مذکورہ بالا سے نزول کے وقت - اولین مقام - اس صراط مستقیم کے بائین جانب اور دوسرا مقام داہنی جانب رہتا ہے - اور یہ شاہراہ ایسا راستہ ہے کہ بعض اکابرین یعنی اقطاب ارشاد - فردیت کے مقام کو اسی راستہ سے جاتے ہین - اور نہایۃ النہایۃ کو پہونچتے ہین - تنہا افراد کا راستہ دوسرا ہے بدون قطبیت کے اس شاہراہ پر ہو کر گزر نہین ہوسکتا - اور یہ مقام ایک قسم کا برزخ ہے اس شاہراہ کے اور مرتبہ صفات کے درمیان مین - یعنی دونون طرف سے بہرہ یاب ہے اور اولین مقام - اس مبارک راستہ کی دوسری جانب مین واقع ہوا ہے - جس کو مرتبہ صفات سے آمیزش اور مناسبت بہت کم ہے - سلسلہ کبرویہ کے مقام سے آگے بڑھکر ان مشائخ کبار سہروردیہ کے مقام پر نفعنا اللہ ببرکات حقائقہم عبور ہوا جو شیخ الشیوخ

شہاب الملت والدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اس جانب ہین - یہ مقام پیروی
سنت نبوی علیہ السلام کے فروغ سے آراستہ - اور جمال فوق الفوق کے مشاہدہ سے
پیراستہ ہے - عبادات کی توفیق - اور خدا پرستی کی طاقت اس مقام کے ساتھ ساتھ ہے
بعض نارسیدہ سالک جو عبادات نافلہ مین سخت منہمک ہین اور اسی خشک پرستش سے
آرام پا رہے ہین - ان کو فی الجملہ حصہ بسبب مناسبت اسی مقام سے ملتا ہے - غرض یہ ہے
کہ نفل عبادت سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے - القصہ یہ ایک بے نظیر مقام ہے -
ایزدی فروغ جو اس مقام پر نظر آتا ہے - دوسرے مقامات پر نظر نہین آتا - اور اس
مقام کے لوگ کمال متابعت اور پیروی سنت کی وجہ سے - دوسرے عالی مقام خدا
شناسون سے قدر اور شان مین اعظم اور ارفع ہین - اگرچہ عروج اور فوقیت کے اعتبار
سے دوسرے مقامات بلند زیادہ ہین - لیکن جو کچھ اس مقام والون کو حاصل
ہے دوسرے مقامات والون کو میسر نہین ہے - سہروردیہ مقام کے بعد - جذبہ کے
مرتبہ پر اوترآیا - یہ مقام بے شمار جذبات کے مقامات کو جامع ہے پھر مجکو اس مقام
سے بھی اوترنا پڑا - مراتب نزول کی نہایت مقام قلب تک ہے - جو حقیقتِ جامع
ہے - اور ارشاد و تکمیل اسی مقام پر اترنے سے وابستہ ہے - اس مقام پر تمکین حاصل
ہونے کے بعد پھر ایک دفعہ عروج واقع ہوا - اس دفعہ اصل کو بھی ظل کی طرح سے چھوڑنا پڑا
جب پھر نزول ہوا - تو اس دوسری دفعہ مین مقام قلب پر تمکین حاصل ہوگئی - الحمد للہ

علی کل حال و مقال ؁

ایک کتاب معارف لدنیہ آپ کی تصنیفات سے ہے - اس مین آپ تحریر فرماتے ہین -
"خدا شناسون کی جماعت کو کامل توجہ اور خاص حضور کے اعتبار سے بحکم لہ فطرۃ اللہ التی فطر
الناس علیہا ایسا عالی درجہ حاصل ہے - کہ جس مین سالکون مین سے کسی سالک کا
دنگ رہے - اور نہ نظر ہے - اس تفرد کا اصلی راز یہ ہے - کہ جب تک ارواح کا تعلق اور
تعشق بدن کے ساتھ نہین ہوا تھا - تب تک ارواح کو حق سبحانہ کے ساتھ حضوری حاصل تھی - پھر جب
حسب فرمان الہیان ناتبہ ارواح کا تعلق اور تعشق ابدان کے ساتھ ہوا - تو وہ حضوری جو پہلے ہوئی تھی ابعض کا قصد مجہول

بالکل موقوف ہوگیا - اور توجہ تو وہ - اور اُس کے لوازم - صرف پیکر کے ساتھ رہ گئے (۲) اور بعض کی سابقہ توجہ جو مبدء کے ساتھ تھی - بالکل فراموش نہین ہوئی - یعنی عالم اجسام کے ساتھ وابستگی ہونے کے بعد بھی اُس نسبت کا اثر باقی رہا - اس بنیاد پر جب قدیمی توجہ کا فراموش کرنے والا اولین گروہ - پھر مبدء کی طرف عروج کرتا ہے - تو اُس کو حق کے ساتھ ایسی خاص نسبت اور قرب حاصل ہوتا ہے - کہ پچھلے گروہ کو عروج اور سلوک کے ذریعے سے اگرچہ ترقی حاصل ہوجاتی ہے - لیکن اُس خاص مرتبہ کی ہوا تک اُن کے دماغ مین نہین پہونچتی - کیونکہ صدر الذکر معاملہ اور مقولہ سے ایسا مفہوم ہوا - کہ اولین فرقہ کا طریقہ استعداد اس طور پر ہے - کہ جس شے کی طرف توجہ کرتا ہے - اُسی کا رنگ پکڑ لیتا ہے - اور احوال سابق کا کوئی اثر اُس کے ساتھ باقی نہین رہتا ہے - اور دوسرے فرقہ کی صور علمیہ کا اقتضا اس طرح پر نہین ہے - بلکہ جس امر کی طرف رخ کرتا ہے - حالت سابقہ سے کچھ حصہ اپنے ساتھ محفوظ رکھکر لائق لباس مین ظہور کرتا ہے - اس عقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے - کہ اس گروہ کی سرشت - قصور توجہ پر - اور دوسری جماعت کی خلقت کمال تعشق پر واقع ہے - بای معشوق کان -

ارباب معرفت جو دور بین نظر رکھتے ہین - وہ اچھی طرح جانتے ہین - کہ اس تفرقہ کے راز کی بنیاد - کشفی شہادت کے بدون - صرف عقلی دلائل پر قایم کرنا - کوئی استحکام کی بات نہین ہے - دران حالیکہ عقل اس مدعا کے خلاف اس قضیہ اور تفرقہ مین اس طور پر دلیل قایم کرتی ہے - کہ مبدء کو بالکل فراموش کرنے سے - اور عنصری ابدان کے لوازم کی طرف ہمہ نوع متوجہ ہونے سے - ایسا پایا جاتا ہے - کہ عالم وجوب کے ساتھ مناسبت قلیل - اور عالم کون و مکان کے ساتھ خصوصیت زیادہ ہے اور جہان امکان کی طرف نزول کرنے کے بعد - حضرت باری تعالیٰ کے ساتھ فی الجملہ تعلق باقی رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذات باری عز اسمہ کے ساتھ حد درجہ پر اتصال - اور عالم امکان کی طرف سے بالکل بے تعلقی ہے - لیکن اس گروہ کے حقائق کا عالم امکان مین نزول بمقتضائے حکمت الٰہی ہے پس اس تقدیر پر عقل کی رو سے عروج اور صعود کے بعد مقام خاص کو دوسری

وجہ والا شخص پہونچ سکتا ہے - نہ پہلی وجہ والا[51] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

خلاصہ کلام یہ - کہ دونون توجیہین باہم ایک دوسرے کو شاملی ہین - لہذا ان دونون فرقون مین سے کسی فرقہ کو عقلیہ دلائل کی رو سے - صدر الذکر مرتبہ وحدت کے ساتھ مخصوص نہین کر سکتے ہین - اس مین شک نہین کہ تخصیص کی پچھلی وجہ مین ازروے تحقیق - علم ازلی کی شان پیدا ہے[52] وھو اعلم بمن ضلّ عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین اور دونون گروہون کے افراد مین مذکورہ بالا خاص مرتبہ کے عام کرنے اور دائر رکہنے کے ساتھ اعتقاد رکہنا - اقرب بہ صواب ہے -

دوسرے ظاہر حال پر - اور[53] مایشاھد من الافراد پر قیاس کر کے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام نوع انسان چار قسم پر منقسم سمجہی جاوے اس طور پر - کہ مذکورۃ الصدر دو گروہون مین سے جو گروہ ابدان کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بعد اپنے تئین مع تمام گزشتہ حالات کے بہول جاتا ہے وہ منجملہ چار قسم کے قسم اول مین شمار کیا جاوے - اور اس مقام والے عام لوگ اور اہل تقلید ہین - اور ترکیبی صورت کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بعد جن اصحاب کا حضور اپنے مبدء کے ساتھ باقی رہتا ہے - یہ اصحاب بمقدار تعلق کے اعتبار سے تین اقسام پر منقسم ہین - یعنی ان لوگون کا تعلق دونون طرف برابر ہے یا نہین ہے - جن لوگون کا تعلق طرفین کے ساتھ برابر نہین ہے - ان کی دو قسمین ہین - کیونکہ راجح تعلق یا تو قدم کی طرف ہوگا یا حدوث کی طرف ہوگا - پس جو لوگ حدوث کی طرف تعلق راجح رکہتے ہین - وہ اصحاب استدلال - اور ارباب براہین علمیہ و عقلیہ ہین - اور جو لوگ قدم کی جانب زیادہ تعلق رکہتے ہین - وہ ذاتی احدیۃ کے اندر مستغرق اور اہل جذبہ ہین - اور جو لوگ دونون طرف برابر تعلق رکہتے ہین وہ صاحبان کشف و تحقیق ہین - اور

---

[51] حقیقت حال کو اللہ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲-

[52] - جو شخص خدا کے راستہ سے بہٹکا - اُس کو وہ خوب جانتا ہے - اور نیز وہ اون کو ہی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہین ۱۲ [53] افراد مین سے جو نظر آتے ہین ۱۲

اسی شکل کی تقسیم آیہ کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ سے بھی مفہوم ہوتی ہے - اس طور پر کہ اولاً
اصطفیٰ کے لفظ سے جمہور انام کی دو قسمین کین - ایک جماعت غیر مختار - دوسری
جماعت مختار - اور پھر مختار جماعت کو تین اقسام پر منقسم کیا لقولہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُم
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ پس غیر مختار قسم اول ہے کہ وہ گرفتاران تقلید
ہین - ظالم لنفسہ وہ اصحاب ہین جو جذب اور استہلاک کے دریا مین مستغرق ہین - اور
مقتصد وہ لوگ ہین جو اعتقاد اور استدلال کے پر فضا محل مین آسودہ ہین - اور
سابق بالخیرات وہ جماعت ہے جو مشاہدہ اور معائنہ کے گلزار کی تماشائی ہے۔

اس مین شک نہین - نقل کی مکڑی - نظر اور عقل کی امداد سے جس قدر تانا تن کر بانا
بن سکتی ہے - اُس بُنے ہوئے کپڑے کا طول اور عرض اِس سے زیادہ نہین ہوگا - اگر
کسی شخص کے دل مین اس مقام کی تحقیق کا درد ہو - اور وہ چاہے - کہ مجرب علاج سے
کامل شفا پاکر تن درست ہوجاوے - تو اُس کو سیخ الاولیا کی خدمت اور ارشاد سے چارہ جوئی
کرنی چاہیے - کیونکہ آج کل درحقیقت ایسے دردمندون کے حاذق طبیب یہی ہین اور خلفائے
حضرت غوث الاولیا مین سے ایک اور جماعت بھی اِس شطاریہ سلسلہ مین ہوچکی ہے
جس کی ولایت اور ہدایت کے آثار باقی ہین - جیسے وجیہ الملۃ والدین علوی گجراتی
شیخ لشکر محمد عارف شیخ شمس الدین شیرازی - شیخ صدرالدین محمد شمس بردودہ (بڑودہ)
گجرات - شیخ عبدالحی جو شیخ جیوہ کر کے مشہور ہین - اور نیز دیگر بزرگوار اصحاب اِن ارباب
شہود اور اصحاب یقین کے کسی قدر حالات اس مختصر کتاب کی گنجایش کے موافق ہر ایک بزرگوار
کے ذکر خیر مین لکھے گئے ہین - حافظ

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجاست	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

۵۱ - پوری آیہ اس طور پر ہے - ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ
ترجمہ - پھر ہم نے اپنے بندون مین سے اُن لوگون کو اس کتاب کا وارث ٹہیرایا - جنکو ہم نے (اہل سمجھکر اُس کی خدمت کے
لئے) منتخب فرمایا - (یعنی مسلمانون کو پھر اُن مین سے بعض تو (اس پر عمل نہ کرکے) اپنی جانون پر ستم کر رہے ہین) - اور (بعض)
ان مین سے بیچ کی چال چلے جاتے ہین - اور (بعض) اُن مین سے (ایسے بھی ہین جو) خدا کے حکم سے نیکیون مین (اورون سے)

یادِ شیخ خدا بخش منڈوی

آپ کے آباواجداد ہجری آٹھوین صدی کے صفحات مین عربستان سے ہند مین آئے تھے۔ آپ کے پیر بیعت شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین ملتانی چشتی ہین۔ آپ تنہائی اور گمنامی کے محب۔ گوشہ نشینی اور خلوت کے مشتاق۔ مراقبہ اور محاسبہ کے دریا مین مستغرق اور آثار سوز وگداز کے مجموعہ ہین۔ سلمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ علوم متداولہ کی مختلف فروع اور اصول کے میدان یا گلستان مین آپ کی عندلیب طبع پرواز نہین کرتی ہے لیکن اعتقادات کے معانی اور عبادات کے ارکان کی اصلاح کے واسطے جیسے کہ اسنے مین نمک اس قدر علم فقہ سے آگاہی مزید ہے۔ آپ کی تجرید کا بیان۔ تفرید کا اظہار۔ مخلوق کے ساتھ بیگانگی اور حق کے ساتھ یگانگی کی تحریر ان مین سے کوئی چیز۔ عبارت۔ اشارت۔ بیان۔ یا زبان مین نہین آسکتی۔ محض معانی اور معقول ہین۔ لہذا ان کا ادراک اہل حال وعرفان اور اصحاب ذوق ووجدان کے حوالہ کرکے آپ کے ماجرا مین سے چند باتین لکھتا ہون اور یہ چند باتین وہی ہین۔ جو راقم کو بلاواسطہ معلوم ہوئی ہین۔

ابتدا ابتدا مین آپ کا پیشہ نہ بانی تھا۔ حریر فروشی کی بھی دوکان کر رکھی تھی۔ اور الکاسب حبیب اللہ کے لباس مین یکتا درویش تھے۔ سرمایہ مین سے روزانہ محنت کا فائدہ حاصل کرکے ایک حصہ تو مستحق فقرا کی نذر کر دیتے تھے۔ ایک حصہ عیال واطفال کی معاش کے نامزد کرتے تھے۔ اور ایک حصہ اپنی قوت اور مہمانون کی ضیافت کے نام سے اٹھا لیتے تھے۔ اس درویشانہ انتظام کے ساتھ پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال تک بسر کی اور ترک خانہ نشینی اور اختیار گوشہ گزینی کی آرزو کو اپنے دل کے اندر پرورش دیتے تھے۔ اسی کشمکش مین جب آپکی عمر پچیس سال کی ہوگئی۔ تو تجرد گزینی کا نشہ ابھرا۔ ایکبارگی خداطلبی کا جوش۔ اور حق شناسی کی خواہش کا سیلاب آیا۔ اور اوسنے آپکے صنوبری دل کو شوق کا فوارہ بنایا۔ جو کچھ گزراوقات کے واسطے اسباب مین تھا۔ وہ تمام وکمال آپنے بے اختیار ہوکر عام محتاجون پر لٹادیا۔ اور خود خاص درویشی کا جامہ پہن کر مقصد اور آلہی معرفت کی یافت کے واسطے ہر ایک دل سے اور ہر ایک دروازہ سے گدائی کرنے لگے ایک مدت تک اس طریق مین بھی عمر گزاری۔ پھر آخر کار ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین خضر سیرت مرشد کی بابرکات صحبت سے کسی قدر گوناگون اضطراب کا جوش تسکین اور تمکین کے ساتھ دل مین فرو ہوا۔ ساگر تالاب کے کنارہ ایک پشتہ پر ایک کہنہ مسجد تھی۔ اُس کی مرمت فرماکر قبر کی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ اُس کی چھت کے

پیچھے بنایا - یہ حجرہ آبادی سے ایک کوس دور ہے - اس تاریخ سے ہجری سنہ ایک ہزار بائیس تک ایزدی عنایت سے حجرہ مذکور میں استقامت کے ساتھ تنہا بیٹھے رہے - اور آخر کار فقر و بینوائی کے بارہ میں جس درجہ کے آپ متلاشی تھے - وہ درجہ آپ کی استعداد کے موافق حاصل ہوا یا فت اور شناخت کی بخیہ جو آپ کی گدڑی پر لگی - تو گدڑی مذکورہ شاہی سوزنی بن گئی - اب آپ کی زبان حال نے لیس فی جبتی سوی اللہ کا ترانہ گانا شروع کیا - گو چند سال سے آپ کا آستانہ اکابر اور اصاغر کا مرجع ہو گیا ہے - لیکن آپ کی ملازمت حاصل ہو جانا - عالی شان سلاطین اور سپہ سالار امرائے اعظم کے بھی اختیار اور قبضہ قدرت میں نہیں ہے - بلکہ آپ کی عنایت اور ارادت کے متعلق ہے - تنہا بیٹھے رہنے - اور لوگوں سے نہ ملنے کی عادت جو ابتدائے زمانہ ترک سے تھی - وہی عادت آج تک روز افزوں ترقی پر ہے - یعنی ملاقات چاہنے والوں سے ایک لحظہ کا بھی ملنا آپ اپنے اوپر جائز نہیں رکھتے ہیں - ضرورۃً صرف بمقدار ایک فاتحہ پڑھنے کے - با اخلاص آنے والوں کے نزدیک بیٹھ جاتے ہیں - بلکہ اکثر اوقات کھڑے ہی رہتے ہیں - اور جو کچھ خشک و تر اس وقت ہاتھ میں موجود ہوتا ہے - پیش کر کے رخصت کر دیتے ہیں زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ مخلوقات سے علیحدہ رہنے کو تنہائی اور گمنامی کا جز جانتے ہیں - بالآخر یہی شیوہ آپ کی ظہوری اور شہرہ کا باعث ہوا - اس میں شک نہیں - کہ یہ ظاہری اور باطنی موجودات کا مبدء ہی ہے - جو تنور سے طوفان کا نکالنے والا ہے - اور ہمیشہ تقدیر سے تدبیر منفعل رہتی ہے [۵۱] عَسٰۤی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ -

الحمد للہ والمنۃ کہ باینہمہ - ازلی محافظت - مصاحبت چاہنے والے اور خدمت کرنے والے اشیروں کی لوٹ سے آپ کی اوقات شریف کی نگہداشت فرماتی ہے - اور آپ کو صرف یاد حق کی طرف متوجہ اور مشغول رکھتی ہے - سبحان اللہ سوائے گوشہ نشینی کے - مرید کرنا - خانقاہ بنانا - خادم رکھنا - ہنگامہ عرس کو رونق دینا - اور سرود و سماع کی مجلس گرم کرنا وغیرہ وغیرہ سلسلہ دار مشائخ کے کسی طور اور طریقہ سے آپ کی آزاد اور تنہائی پسند طبیعت مقید نہیں ہے - اس پر بھی آپ اپنے نفس مطمئنہ سے خطاب کر کے اس مضمون کے ساتھ مترنم رہتے ہیں - نزہت

بجز ان طریقت جماعتے دگر اند	باین صفت کہ تو داری بدان صفت بزنند

[۵۱] عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے - اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو - اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے - اور وہ تمہارے حق میں بری ہو

ان تمام حقائق کے بیان کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ مشیخت کا بناؤ سنگھار بے تعینی کی سادگی کے عوض فروخت کرکے میدان فنا کے شہسوار اور رسوم شکنی کے معرکہ میں صف شکن ہیں[۵۱] ولا تقولوا لمن ھو فانی فی اللہ وعائش فی المزاج انہ حی علی مثال انفسکم بل ھو غریق فی بحر الفنا وانتم لا تشعرون

آپ کی سعید اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ بڑے شیخ عبد الرحیم ہیں۔ جنہوں نے اپنے تئیں عین جوانی میں پیری کے کمالات سے آراستہ کیا ہے۔ اور جو مشائخ اور طبقہ صوفیہ علیہم الرحمۃ کی اصطلاحات میں فہم درست اور استعداد روشن رکھتے ہیں۔ منجھلے لڑکے عبد اللطیف ہیں۔ حسن سیرت۔ اور حسن صورت دونوں میں متوسط ہیں۔ سب سے چھوٹے تیسرے محمد لطیف ہیں۔ باادب جوان ہیں۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت باعظمت میں تولیت کا مرتبہ پائے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لڑکی مریم نام راقم کے فرزند۔ برخوردار عبد الاول کے حبالہ نکاح میں ہے۔ قائل[۵۲] اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ نے ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ میں بشب غرہ صفر[۵۳] ختم اللہ بالخیر والظفر ایک لڑکا برخوردار عبد الاول مد عمرہ کے گھر عطا فرمایا۔ ادھر آپ کی بے پروائی۔ اور ادھر ولاوت کی خوشی۔ اس میں راقم کی غفلت سے کچھ ایسا ہوا۔ کہ جدا داری کے اتفاق کے بدون اُس مبارک نوزاد کا نام شیخ طٰہٰ رکھدیا۔ بدین وجہ شیخ کی خدمت سے کمال خجالت ہوئی۔ پھر جب واجب العطایا کی عنایت سے تاریخ بیسویں رمضان المبارک ہجری سنہ ایک ہزار اکیس کو دوسرے فرزند کی علیہ صورت۔ عینی وجود کے لباس میں ظہور پذیر ہوئی۔ تو شیخ کی ملازمت میں راقم نے حاضر ہوکر مبارک باد کے مراسم ادا کئے۔ اور تجویز نام کے واسطے التماس کیا۔ آپ نے فرمایا نام رکھنا آپ کو ہی مبارک ہے۔ اور تصدیق کرنا۔ اور مبارک باد دینا ہمارا حق ہے۔ حسب الارشاد میں نے عیسیٰ نام تجویز کیا۔ آپنے مسکراکر دعا دی اور فرمایا[۵۴] الاسماء تنزل من السماء بہت ہی مناسب اور خوب واقع ہوا۔ کیونکہ اس کی ماں کا نام بھی مریم ہے

۵۱ جو شخص اللہ کی ذات میں فنا اور از روے مزاج زندہ ہو۔ اُس کو یہ نہ کہو۔ کہ وہ تم لوگوں کی طرح جیتا جاگتا ہے۔ بلکہ وہ دریاے فنا میں مستغرق ہے۔ مگر تم نہیں سمجھ سکتے ہو ۱۲ ۵۲ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں ۱۲ ۵۳ اللہ تعالیٰ اوسکو خیر اور ظفر کے ساتھ ختم کرے ۱۲ ۵۴ اسما آسمان سے اوترتے ہیں ۱۲۔

بہرہ فرمایا۔ کہ شیخ ماہ آپ کا ہے۔ اور شیخ عیسیٰ جاہا۔ اور یہ کہکر دونوں کو سعادت بخش دعاؤں کے ساتھ سربلند فرمایا۔ خدا کرے سب کو علم سے اور عمر سے بہرہ وری نصیب ہو۔[1] بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الرشاد۔

یاد شیخ عبد القادر

آپ۔ ابی محمد۔ ابن ابی احمد۔ ابن ولی مامون بغدادی کے فرزند رشید۔ اور سید جمال شہری کے مرید ہیں زاد بوم باب الازج۔ جس کو اہل زمانہ بغداد جدید کہتے ہیں۔ اسی میں قطب الاقطاب سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خوابگاہ ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ اور پل کی اُس طرف والی آبادی کا نام بغداد قدیم ہے اس میں امام موسیٰ کاظم کی آسایش گاہ ہے رضی اللہ عنہ اور اہل بغداد اسی کو برج اولیا کہتے ہیں جس کے اندر ایک روایت سے چوبیس ہزار نامدار مشایخ سوئے ہوئے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ جب بالحقیقت خدا شناس لوگ۔ چاند سورج کی طرح سالک درویشوں کے رہنما ہیں تو اس بافروغ گروہ کی آسایش گاہ کا نام برج قرار دینا اہل مذاق سخن آفرینوں کو بہت کچھ مزہ دیتا ہے۔ غوثی اگرچہ اس نغمہ میں دل ربائی کی طرز ضرور ہے۔ لیکن یہ نغمہ۔ پردہ آغاز کے ہم آواز نہیں ہے۔ لہذا ایسی لَے اُٹھاو جس کا راستہ اصل مقام کی طرف پلٹ جاوے۔ ایک روز آپ کے حالات راقم نے دریافت کئے تو فرمایا۔

ایزدی مشیت کے جب میں اپنی زاد بوم میں ڈھائی برس کی عمر کو پہنچکر بے باپ ہو گیا۔ لہذا عم کرم نے میری پرورش اپنے ذمہ لی۔ نو برس کی عمر میں کلام ربانی حفظ کر لیا۔ جب گیارہویں سال کا آغاز ہوا۔ تو عم مکرم مجکو اپنے ہمراہ بندر گووہ کو لے گئے۔ وہاں پر عم کرم سامان سفر باندہ کر رُس جہان کو روانہ ہوئے۔ میں جب تک سولہ برس کا نہیں ہو لیا تب تک اُس بندر سے باہر نکلنا نہیں ہوا۔ القصہ ہجری سنہ نو سو چھیاسٹھ میں کہ یہی سال سلطان مظفر ابن محمود کے جلوس کا ہے احمد آباد گجرات میں آیا۔ یہاں پر چند روز سرکھیج کے مدرسہ میں فقیہ حسن عرب کی ملازمت میں علوم ادب کی تحصیل کی فقیہ صاحب۔ داہولی کرکے مشہور ہیں۔ اس کے بعد

[1] نبی۔ اور نبی کے بزرگ اولاد کی عزت کے طفیل میں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نبی پر اور اولاد نبی پر غرض کہ سب پر یوم قیامت تک رہے ۱۲۔

شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے عقلی علم حاصل کیا۔ اسی اثنا مین قاضی علاء الدین عیسی احمد آبادی کی خدمت مین علم کلام کی کتابین نکالین۔ بالآخر اپنی جملہ تحصیل کو شیخ وجیہ الدین علوی شطاری کی خانقاہ مین رہ کر کمال کے درجہ پر پہونچایا ہجری سنہ نو سو اسی مین جبکہ عرش آستانی اکبر شاہ نے گجرات فتح کیا ہے مینے تحصیل علم کے واسطے دار السلطنۃ آگرہ کی طرف سامان باندھا۔ چند روز بعد شرح تجرید کا قدیم حاشیہ تحریر اقلیدس مجسطی۔ شرح تذکرہ مولانا نظام اعرج۔ اور نیز دیگر بعض عربی علوم۔ علامی میر فتح اللہ شیرازی کے درس مین سنکر شہرستان خاطر کی آئینہ بندی کی۔ پورے ایک ہزار سال ہجری مین ملک الشعرا شیخ فیضی فیاضی بن شیخ مبارک غفر۔ نہایت خواہش کر کے مجھے اپنے ہمراہ دکن کو لیگئے راقم بھی اپنے وطن سے جو دکن کے عین راستہ پر واقع ہے۔ طوعا و کرہا ہمراہ ہو کر اس جانے مین شریک تھا۔ جب بازگشت ہوئی تو آپ اجین کے اندر ملک الشعرا کی ہمراہی سے رہ گئے تھے۔ یہان پر اس شہر کے طالبان علم کی فیض رسانی شروع کی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک آپ کے وجود سے مسند افیض رسانی رونق پر ہے۔ اسی جگہ تند بھی کر لیا ہے۔ دو لڑکے۔ اور ایک لڑکی اس بیوی سے ہین۔ ابو علی نجم اور ابا حسن فیاض نام بھی ہین۔ اور نیز ان دونون تاج دانش کے گوہرون کی تاریخ ہائے ولادت بھی ہین۔ اومین فرزند نے ہجری سنہ ایک ہزار انیس ہین عالم روحانی کو کوچ کیا۔ دوسرے فرزند بقید حیات ہین۔ اللہ تعالی جل شانہ عمر طبعی کو پہونچاوے وقصائد ربی کا ایک دیوان متنبیانہ طرز پر۔ ہر ایک فن کی کتابون پر جستہ جستہ حاشئے۔ عربی عبارت کا ایک رسالہ جو نہایت سنجیدگی اور تازگی کے ساتھ ملک الشعرا کے بعض حالات کے بیان مین ہے۔ اور ایک رسالہ علم کی تعریف مین متکلم اور حکیم کی طرز پر جو شیخ ابو الفضل مبارک کے نام سے معنون ہے۔ اس قدر آپ کی تصنیفات ہین۔ ناظرین پر مخفی نہ رہے۔ کہ صدر الذکر نمائشی حالات بعض تو خود صاحب حالات کے بیان پر۔ اور بعض راقم کی معلومات پر لکھے گئے ہین۔

مصرع آب حیوان توامان علم اوست

حضرت یاد سید احمد افغان اویسی بجواروی

پنجاب کے پرگنات مین ایک بستی قصبہ بجوارہ ہے۔ اس مین آپ گوشہ نشین تھے شیخ محمد ابن الیاس

شیوخ عشقی کے فرزند ہیں۔ صوری اور معنوی فضیلت کی تحصیل میں آپ نے اپنی استعداد پوری کر لی تھی۔ جب آپ کے پدر بزرگوار ہجری سنہ ایک ہزار ایک میں فرق کے ویران گوشہ سے جسم کے آباد صحن میں چلے گئے۔ تو جانشینی کی مسند کو آپ کے وجود سے شرف حاصل ہوا۔ آپ نے آباؤ اجداد کے مراسم سلوک کو اپنا دستور العمل بنایا۔ کہتے ہیں۔ آپ نے دانش و بینش زیادہ تر۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے۔ اور کچھ شیخ الہداد لاہوری کی شاگردی سے حاصل کی تھی۔ جب ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ میں شہنشاہ کشورستان اکبر شاہ نے اقلیم زندگانی کے تصرفات۔ اور عنصری کشور کے تمتعات رخصت فرمائے۔ تو اُس کے پور پر نور نورالدین جہانگیر شاہ سے تاج و تخت سلطنت کو رونق ہوئی۔ جس کے گرامی نام پر اس کتاب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس اثنا میں شہنشاہ نورالدین کے بیٹے سلطان خسرو کو چند امرا جو عقل میں جوان مگر بے قوت تھے۔ دار السلطنۃ سے نکال کر لاہور کی طرف چلے گئے۔ پیچھے سے ہوشیار فرمان روا بھی تعاقب کناں جا پہونچا۔ اس غرض سے کہ نصیحت کو کام فرما کر اُس کو ناہموار بے راہی سے باز رکھے۔ اور ادب اور فرمان برداری کے راستہ میں لے آوے۔ مگر سلطان خسرو نے حقوق کا کچھ لحاظ نہ کر کے جنگ کی طرح ڈالی۔ بالآخر اُس کی سپاہ نے شکست کھائی۔ **القصہ** اس فتنہ انگیز سال میں ہر ایک تقریب سے شہنشاہ کی محفل میں باوجود کمال ارزانی کے اسی قسم کی گفت و گو کا نرخ بڑھ گیا تھا۔ ایک روز ایک ندیم نے سادات صفویہ کے سلسلہ میں سلطنت ایران کے انتقال کا باعث عرض کیا۔ اس اثنا میں ایک اور شخص بول اُٹھا۔ کہ اس وقت میں بھی چند درویش صورت اشخاص ایسے ہیں۔ جو ایک ولایت کی فوج کی برابر اپنے فرمان بردار معتقدین رکھتے ہیں۔ انہیں میں سے اُس جماعت کے سرگروہ سید احمد افغان ہیں۔ جو بجوارہ کی افغان قوم کے اندر جنگ و شورش کا باعث ہوتی ہے۔ اور تمام جماعت آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی ہے۔ فرمان صادر ہوا۔ کہ اچھا سید احمد افغان دربار معلیٰ میں حاضر کئے جاویں۔ **قصہ کوتاہ** جب آپ شاہی حضور میں پہنچے۔ تو ملازمت شاہی کے آداب بجا نہیں لائے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اس دیوانہ کو چند روز قلعہ گوالیار کے دبستان میں محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ حُسن سلوک کے گلو بند میں اپنی گردن دینا گوارا کرے۔ تین برس تک آپ اُس عالی شان قیدخانہ میں کشادہ پیشانی سے عذر کے ساتھ مشغول رہکر زندہ رہے۔ اور ولایت کے متعلق بہت سی فتوحات اور پہلو نشین دشمن پر فیروزی حاصل کی۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس میں خان جہان جن کا قدیمی نام پیر خان ابن دولت خان لودی ہے۔ صوبہ خاندیس اور دکن کے حاکم مقرر کئے

گئے۔ اور انہیں حدود کی لشکرکشی ان کے ذمہ کی گئی جب خان جہان قلعہ گوالیار کے نیچے پہونچے۔ تو واجب العرض بحضور شاہ ملکہ التماس کیا۔ کہ سید احمد اس ایورش مین فدوی کے ہمراہ دیئے جاوین۔ یہ گزارش حضور شاہنشاہی مین قبول ہوئی۔ اِس سبب سے آپ خان جہان کے ہمراہ خاندیس تک گئے۔ اور چند روز برہان پور مین رہے۔ آخرکار یہ ہوا۔ کہ خان جہان کے واسطے دارالسلطنت سے فرمان طلب صادر ہوا۔ اور وہ برہان پور سے دارالسلطنت آگرہ کو روانہ ہوئے۔ آپ بھی ہمراہ تھے۔ جب تاریخ چھبیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپنے اپنی قدوم کی برکات سے مندو (مانڈو) کو سرفراز کیا۔ تو راقم حروف بھی آپ کی ملاقات سے بہرہ یاب ہوا تھا۔ جب راز کی باتین ہونے لگین۔ تو آپ کی گفت و گو کا سلسلہ اس تقریب پر مائل ہوا۔

"ایک روز خان جہان پسر دولت خان لودہی احمد کے مکان مین آئے۔ اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کی چہل مجلس اُن کے ہاتھ مین تھی۔ اِس کتاب مین شیخ محی الدین عربی کی یہ روایت درج تھی[۱] رایت ربی جالسًا علی الکرسی وقام بین یدی واجلسنی وقال انت ربی وانا عبدک۔ یہ روایت مجکو دکہائی۔ اور میرا دامن پکڑ لیا اس متشابہ قول کے معنی ذہن نشین کئے جاوین۔ لاچار احمد نے جواب دیا کہ رب اول سے مراد نفس امارہ ہے۔ جب یہ۔ عالم کالبد پر قبضہ پالیتا ہے۔ تو قوی۔ حواس۔ اعضا۔ اور جوارح کا ملک وملکوت اوس کے زیر حکم آجاتا ہے۔ دل کی کرسی پر نشست کرتا ہے۔ جو روح کی نشستگاہ ہے۔ اور علی الاعلان ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور عنصری اقلیم کے دیگر باشندون کی طرح روح کو بھی اپنی عبودیت مین لینا چاہتا ہے۔ پہر جب صوفی مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت نفس پر فتح پاتا ہے۔ تو ناچار کرسی نشینی روح کی طرف عود کرآتی ہے۔ اور نفس اطاعت اور پرستش کے مقام پر کہڑا ہوکر انت ربی وانا عبدک کہکر مراسم بندگی بجالاتا ہے اور روح کے اوپر نفس کی طرف سے رب کا اطلاق اور اقرار یہی شیطان رجیم کا فریب ہے"

[۱] مینے اپنے رب کو دیکہا۔ کہ کرسی پر بیٹہا ہے (مجھکو دیکہکر) میرے سامنے اُٹھ کہڑا ہوا۔ اور مجھکو بٹہایا۔ اور کہا۔ تو میرا رب ہے۔ اور مین تیرا بندہ ہون ۱۲۔

یہ تاویل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"مینے مکاشفہ ابن عربی کی عبارت شیخ عیسیٰ کی خدمت مین بھیجی تھی۔ شیخ عیسیٰ نے بھی اپنا ما فی الضمیر کئی طرح کی توجیہ اور تاویل کے ساتھہ لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا۔ چونکہ اُن تاویلات کی نامقبولیت کا حرف میری زبان سے نکلا۔ اور یہ حال شیخ عیسیٰ کو معلوم ہوا تو اُنھون نے اپنا نوشتہ مکرر واپس طلب فرمایا۔ اور پیغام طلب کے ساتھہ اُس کے چاک کر دینے کی بھی التماس کرکے آزردگی ظاہر فرمائی۔ لیکن باوصف چند تلاش کے اُس نوشتہ نے واپسی کی راحت یا چاک ہونے کا رنج نہین دیکھا۔ اب وہ نوشتہ میرے ہمراہ ہے۔ اگر آپ کہین تو منگاؤن"

مینے جواب دیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ مسیح القلوب کا نوشتہ مینے پڑھا۔ اس مین شک نہین مسیح القلوب کا جامع دل۔ وحدت وجود کے فروغ سے منور ہے۔ جس کے کمال کا شاہد عدل یہ توجیہ نامہ ہے۔ اس توجیہ نامہ کے مطالعہ نے خوانندہ کے حسن اعتقاد کی بنیاد مین گویا استحکام کا سیسہ پلا دیا۔ اور جو اعتراضات تاویل کی ہوئی ظاہر روایت پر از روے شریعت و طریقت وارد ہوتے تھے۔ ان اعتراضات کو عقلی و نقلی دلائل۔ اور کشفی و یقینی براہین کے ساتھہ دفع کرنے سے ابن عربی کے کشف کی صحت پر ایک حجت قاطع اور اکابر سلف کے ساتھہ مشار الیہ کی پیروی پر ایک دلیل واضح ہاتھہ آئی۔

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما	جمیع اقسام و انواع حمد اُسی اللہ جل شانہ کو سزاوار ہین جس نے ہم کو
کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله۔ اعلم ان	یہ ہدایت دی۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہین
توجیه للسید احمد ناظر الی ان قائل هذا	تھے۔ واضح ہو۔ کہ سید احمد کی توجیہ سے یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اس
القول المتشابه امرء مبتدی فی السلوک	متشابہ قول کا کہنے والا۔ ایسا شخص ہے۔ جو راہ سلوک مین مبتدی
فارغ عن تزکیة النفس متصف بتصفیة	ہے۔ تزکیہ نفس سے فارغ ہے۔ تصفیہ قلب کے ساتھہ متصف
القلب شارع فی تجلیة الروح وتخلیة السر	ہے اور جس نے روح کی جلا۔ اور اسرار کے چھپانے کا کام شروع کیا ہے
وتاویل مسیح قلوبنا ناطق بان من صدر	اور ہمارے مسیح القلوب کی تاویل یہ کہتی ہے۔ کہ جس شخص سے یہ عبارت
هذه العبارة هو رجل کامل واصل	صادر ہوئی ہے۔ وہ شخص کامل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے

بدرجة الكمال فى الفناء من لوازم الامكان وفى البقاء بحقيقة الربوبية فى مقام الجمع وفى التخلق باخلاق الرحمن الذى على العرش استوى ثم لا يخفى على ذائقى عسيلة اتراب الكلام فى خلوات التشابه بفحولية التاويل ما فى هذا التعيين والتفريق من نكتة وهى ان الكلام المتشابه سواء نزل من الله المرسل الى العبد المرسل اليه - او وصل منه الى الصحابة او وقع منهم بالتابعين - او وصل منهم الى مشائخنا ومنهم الينا مرأة ينطبع فيها حقائق مراتب المترجمين بفهومها - ومحك تظهر عيار معانى المترجمين بمعانيها لا يراد به من تكلم بهذا الكلام لان مراده لا يعلم الا هو بدليل قوله تعالى فى حق الايات المتشابهات لا يعلم تاويله الا الله فظهر بهذين التاويلين ما ظهر من حقيقة مرتبتهما سلمهما الله تعالى وفهمها من له انصفة رحم الله من انصف -

فنا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے امکانی لوازم چھوڑکر بقا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے حقیقت ربوبیت کے ساتھ جمع کے مقام پر - اور تہذیب اخلاق میں درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے - اخلاق رحمن کے ساتھ - جو عرش پر براجمان ہے جو اصحاب متشابہات کی خلوت میں - تاویل کی جوانمردی کے ساتھ - دوشیزگان کلام سے لذت پانے والے ہیں - اُن پر وہ نکتہ مخفی نہیں ہے - جو اس تعین اور تفریق کے اندر ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کلام متشابہ خواہ بھیجنے والا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے مرسل الیہ بندہ پر نازل ہوا ہو - یا مرسل الیہ بندہ سے صحابہؓ کو پہونچا ہو - یا صحابہ سے یا تابعین کو پہونچا ہو - تابعین سے ہمارے مشائخ کو اور مشائخ سے ہم کو پہونچا ہو - غرض کہ متشابہ کلام ایک آئینہ ہے جس کے اندر مترجموں کے درجات کی حقیقتیں مفہومات کلام کے ذریعہ سے منعکس ہوتی ہیں - اور نیز متشابہ کلام ایک کسوٹی ہے جس سے طبع آزمائی کرنے والوں کی انتہائی پرواز کی مقدار - معانی کلام کی رو سے ظاہر ہو جاتی ہے - متشابہ کلام سے وہ مراد نہیں ہے - جو ایسے کلام کے ساتھ تکلم کرنے سے ارادہ کیا جاتا ہے - کیونکہ متشابہ کلام کی مراد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اِس کی دلیل خود اللہ جل شانہ کا ارشاد آیات متشابہات کے بارہ میں ہے - لا يعلم تاويله الا الله پس اِن دونوں تاویلوں سے جو کچھ ظاہر ہوا - وہ صدر الذکر دونوں اصحاب کے درجات کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں صاحبوں کو سلامت رکھے - اور اس بات کو سمجھا بھی وہی شخص ہے - جو منصف ہے - جس نے انصاف کیا - اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے -

معذرت بذیر اصحاب کو واضح ہو کہ مبیح القلوب کے خط کی نقل اس واسطے جز رگذار رہی

کی گئی۔ کہ یہ ماجرا سید احمد کی خدمت مین اخیر صحبت کے وقت پیش آیا تھا۔ اور رات زیادہ گزر جانے کے سبب سے برخاست مجلس کے مقدمات کا آغاز ہوگیا۔ تکلیف دہی کا خیال بھی دامنگیر ہوا۔ اگرچہ نقل کر لینا ممکن تھا۔ لیکن دوبارہ مجلس کی نوبت پہونچنے کا بھی گمان تھا۔ اس گمان نے کوشش کے چہرہ پر یون ہی سستی کا نقاب ڈالا۔ اور مسافر عزیز کا کوچ علی الصباح ہی ہوگیا۔ اس سبب سے یہ اندیشہ جو دل کے اندر تھا۔ پورا نہ ہو سکا۔ ایک مدت تک یہ دور اندیشی دل کے اندر کھٹکتی رہی۔ (۱) ایک مسیح القلوب کے خط کی نقل نہ لینے کی پشیمانی (۲) دوسرے اُس خطا پر سید احمد کا اعتراض الحمد للہ کہ غیبی صفائی اور ارادت کی برکت سے مذکورہ بالا خس و خاشاک۔ سلوک کے راستہ سے دور ہوا۔ بلکہ اس تجربہ کے سبب سے یہ ہوش اول سے بھی زیادہ ہوا۔ کہ جو شخص۔ زمانہ حال کی قدر نہ جانے۔ شک مین رہ کر نیک کام کرنے کو زمانہ استقبال پر موقوف رکھے۔ اور آج کا کام کل پر چھوڑے۔ وہ شخص جلد عظیم نقصان کی پشیمانی اُٹھاوے گا۔ بقیۃ العمر اس کو ناپابی کی حسرت مین گزارنا پڑے گی۔ اور[۵۱] الوقت سیف قاطع کا زخم کھاکر۔ مرہم نہ ملنے کے سبب سے اُس کے التیام کی آرزو مین۔ ہمیشہ گرفتار رہے گا۔ اور وقتاً فوقتاً ہمیشہ آگاہی سننے سے یہ ہدایت ہوئی کہ جب کسی کے قول و فعل کا مضمون تجھکو ناگوار گزرے۔ اُس کو مبدء کی طرف سے تصور کر کے۔ نکتہ چینی اور اعتراض کا ذریعہ نہ بنانا۔ اور عقیدت کے بازار مین جو فروش گندم نما نہ بننا۔ کیونکہ[۵۲] ما یدب علی الارض تمام۔ الٰہی تقدیر کے قبضہ قدرت مین ہین حرکات اور سکنات مین خود کوئی اختیار نہین رکھتے ہین بالخصوص آدمی زاد۔ جو کمال اسمائی کا مظہر ہے پھر جو بزرگوار اصحاب ایزدی اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اُن کے حالات اور افعال کو الٰہی شان اور الٰہی اوامر سمجھکر دل کے اندر روگردانی کا خیال نہ آنے دینا۔ کیونکہ باحقیقت خدا شناسون کے اقوال اور افعال۔ مخاطبین کے مختلف ادراکات اور استعدادات پر لحاظ کر کے بعض کی نسبت جان گزا۔ اور بعض کے حق مین جان بخش کا حکم رکھتے ہین۔ ان کی مثال قرآن مجید کی سی ہے۔ جس کے مصوص احکام بعض کے اعتبار سے نافع۔ اور بعض کے اعتبار سے مضر واقع ہوئے ہین۔ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا پس اس جگہ کسی قدر دور بینی کو کام فرمانا چاہیے۔ تاکہ جلد معلوم ہو جاوے۔ کہ جس قدر اوراق فرقانی کے اندر وعدہ اور وعید کی آیتین آج کے روز موجود ہین یہ تمام خاتم النبوۃ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پروردگار جل اسمہ کی بھیجی

---

۵۱ وقت شمشیر بُران کا حکم رکھتا ہے۔ ۱۲ ۵۲ جو متحرک زمین پر چلتا ہے ۱۲

ہوئی مین۔ اب انصاف کے گریبان مین سر جھکا کر معلوم کرنا چاہیئے۔ کہان لکھے ہوئے قرآنون کے دشمن ماننے سے۔ ایمان کا جلانا۔ اور دھونا دل مین لانے سے کس قدر کفر اور ضلالت کا نتیجہ پیدا ہوگا۔ اور اس کا ثمرہ کیا ہے۔ اسی طرح سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک شخص کے حالات کی حقیقتین۔ اوس کی صورِ علمیہ کے موافق ہوتی ہین۔ باایں ہمہ لوگون کے اقوال اور افعال کی عیب گیری کی جاتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس سے کس قدر گمراہی اور سیاہ دلی پیدا ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ صاحبان نبوت کی آیات اور معجزات کا نزول۔ ظاہری اور باطنی دونون طرح کی وحی سے ہوا ہے۔ اور اصحاب ولایت کے معاملات اور مکاشفات کا ورود صرف باطنی وحی سے ہوتا ہے۔

بر حرف ہیچکس منہ انگشتِ اعتراض		آن نیست کلکِ صنع کہ ما خطا کشد	

کہتے ہین۔ سلطان سادات۔ اور برہان مشائخ شاہ محمد بخاری۔ جن کی آخری خوابگاہ دار الاسلام لاہور مین ہے ایک دفعہ شیخ محمد افغان کی ملاقات کے واسطے قصبہ بجوارہ مین آئے تھے۔ جب معرفتون کے بیانات کا ہنگامہ گرم ہوا۔ تو ایک تقریب سے اس قسم کی بات نکلی۔ کہ باوجود شرف سیادت حاصل ہونے کے اپنے تئین قوم غرغشتی سے ظاہر کرنا۔ کس غرض سے ہے۔ اور یہ بھی دریافت کیا کہ یہ نوید اس جانب کی ہے۔ یا اس جانب کی۔ جواب دیا۔ کہ فقیر دو جانب جاننے سے ایک طرف ہے۔ کل امور جانب حق سے جان کر کبھی کا قبول ہوتا ہے۔ اور آپ کے بعد جو لڑکا پیدا ہو۔ اُس کا نام سید احمد رکھا جاوے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ خدا پرست بزرگوار اس لقب کے ساتھ مخصوص ہین۔ کسی قدر اجمالی بیان آپ کے حالات کے متعلق یہ ہے۔ کہ آپ وحدت وجود کے باغ کی فضا سے اپنے عقیدہ کے گھوڑے کی باگ کشیدہ رکھتے ہین آپ کے سلوک کا طریقہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی پیروی ہے۔ اور اپنے تئین اویسیہ سلسلہ مین سے شمار کرتے ہین۔

یاد سید ابراہیم نوری

آپ کا سابق نام شیخو ہے۔ زاد بوم غیاث پور جو کیہانہ کر کے مشہور ہے۔ حویلی حصار کے تعلق ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین ماہ ربیع الثانی ایک روز راقم نے آپکے مکان پر جا کر آپ کے حالات کی حقیقت دریافت کی تھی۔ تو فرمایا۔

"ابراہیم کی بارہ سال کی عمر تھی - کہ مکتب کے اندر کلام ربانی کی تصحیح کرتا تھا - ناگاہ سیاحی
کی شورش اور الٰہی طلب کی خلش - سودائی دل میں پیدا ہوئی - لہذا وطن چھوڑ کر دیوانوں کی
طرح چل کھڑا ہوا - دہلی میں پہونچکر بہاء الاولیا بخاری کے صوفیوں کی ایک جماعت کے
ساتھ لاہور چلا گیا - یہاں پر مولانا اسحٰق کاکو کے درس میں کسی قدر فقہ سیکھی - یہاں سے
ملتان کو گیا - شیخ کبیر بخاری کی خدمت میں مراسم ارادت بجا لاکر پھر دہلی چلا آیا - اور حضرت
غوث الاولیا کی ملازمت سے شرف یاب ہوا - حضرت غوث الاولیا نے مجھکو شیخ مبارک
محقق سندھ کے حوالہ فرمایا - جو اون کے بڑے خلیفہ ہیں - شیخ مبارک - کے نزدیک جواہر
خمسہ پڑھکر کمالات طریقت حاصل کیئے - پھر حجاز کے ارادہ پر لاہور - ملتان - ایران
توران - اور تبریز ہوتا ہوا - لار کے راستہ سے بغداد کو چلا گیا اس جگہ سید زین العابدین
امام اور متولی روضہ محی الملۃ غوث العرفا جیلانی کے دیدار سے بہت کچھ فیض حاصل
کیا - یہاں سے مرسل میں پہونچکر یونس **علیہ السلام** کے روضہ کی زیارت کی اور شام کے
اندر جنۃ النسا میں شیخ حسن چشتی کے دیدار سے باطنی فروغ لیا - مدین میں حضرت شعیب **علیہ
السلام** کے روضہ کی زیارت کر کے تخت رب العالمین کی طرف نکل گیا - یہاں سے قدس
خلیل کی طرف جاکر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی - اس کے بعد تمام حصہ جات زمین کی سیاحی کرتا
ہوا اسکندریہ کے راستہ سے مصر میں جا پہونچا - یہاں پر چند روز رئیس المحدثین شیخ محمد بکری
کی ملازمت سے حدیث اور تفسیر کا استفادہ کیا - پھر مصر سے دریائے شور میں قدم رکھا .
اثنائے راہ میں شیخ ابو الحسن شاذلی کی خاک پاک کی زیارت کی اس کے بعد دریائے
شیریں نیل سے عبور کر کے - مدینہ مکرمہ میں حضور کے آستانہ کی خاک پر ناک رگڑی پھر یہاں سے
قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو روانہ ہو کر ارکان حج ادا کیئے - شیخ علی متقی کی ملازمت سے بھی یہاں
مشرف ہوا - چونکہ کوہ نور میں بارہ سال خلوت کے اندر رہ چکا تھا - لہذا شیخ نے جلدی ہی
خرقہ خلافت پہنا دیا - اور ابراہیم نوری خطاب ملا - بعدہ جدہ کے راستہ سے روپاربل جہاز
پر سوار ہو کر باب مندب کے جزیرہ میں جا اترا - یمن دیکھنے کا شوق ہوا - تو اس سرزمین کی
بھی سیر کر کے عدن کے جہاز میں سوار ہوا اور اکیس روز کے اندر دیو بندر میں جا پہونچا چند روز

سورت کی سیر کی اس سیر کے اندر شیخ جمال نوری اور سید حبیب کی ملازمت سے جو نگرہ
مین فیض پایا - قصبہ لاٹھی مین ایک بزرگ سید کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر سلطان خواجہ احمد دانش مند
سے بھی ملاقات کی - جو سید محمد گیسو دراز کے باواسطہ خلفاے اعظم مین سے ہین - یہان
غیبی اشارہ ہوا - تو ان کی تلقین مین داخل ہو کر بہت کچھ فائدہ حاصل کیا - پھر محمد نگر پور
کے راستہ سے بانسواڑہ ہو کر مندسور کو گیا - اور ہجری سنہ نو سو اٹھتر مین اجین مالوہ
کے اندر آگیا - اور یہین بوریا بچھا کر قیام کر لیا - اس کے بعد تین دفعہ یہان سے اپنے قدیمی
وطن کو قدم بڑھایا ہے - ایک دفعہ والدین کی پابوسی کے واسطے - دوسری دفعہ مان کی
رحلت کے بعد فاتحہ کے واسطے - تیسری دفعہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد - اُن کی خاک
پاک کی زیارت کے واسطے - اِن تین سفرون کے سوا پھر کبھی اپنے خلوت کدہ سے
نکل کر کسی شخص کے گھر جانے سے پانون خاک آلود نہین کیا -

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر ہے - کہ دل اور پانون دونون شکستہ ہین - اور سیورغال
(معین وجہ معاش) کے طور پر حاکم صوبہ اور گماشتگان حاکم کی طرف سے کوئی چیز قبول نہ کر کے - روزی
کی طرف سے تمام عمر آسانی کے ساتھ پوری کر دی - آپ کی دل افروز باتون مین سے یہ بات بھی ہے -
خداوندا قبلہ کی طرف یا قبیلہ (پدری خاندان) کی طرف قدم فرسائی کی توفیق عطا فرما - اور اس کے
سوا دوسری جگہ جانے سے بندہ کے پانون مین لنگ پیدا کر دے " آپ نسب کے اندر سید شاہ
اجملی سامانی ترمیذی کو پہونچتے ہین - اور یہ بات تحقیق ہے - کہ سید شاہ سادات ترمیذین سے ہین
آپ کے بزرگوار آباو اجداد کے انساب اور حالات کی تفصیل تاریخ اشتر دشتی مین لکھی ہے -
خدا عمر دراز کرے -

یاد شیخ عبد اللطیف

آپ شیخ نور محمد احمد آبادی کے بیٹے ہین - جب پانچ چھ سال کی عمر تھی اوس وقت مین حضرت
غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خدمت کے طور پر اپنے فرزند شیخ ضیاء اللہ کی پرورش کے لئے - شہر
نہروالہ مین بھیج دیا تھا - کہتے ہین - شیخ عبد اللطیف کی ولادت - فقر و فاقہ کے زمانہ مین ہوئی تھی -

جب آپ کے ہوش کا زمانہ آیا - تو وہ ایام طفولیت مین فقر و فاقہ کے اندر پائی ہوئی پرورش آپ کے سلوک کے واسطے - اختیاری فقر مین معین ہوئی - اور اوس نے آپ کے پانون مین ثابت قدمی پیدا کی - ایام کی گردش اور نفس نافرجام کی رنگ آمیزی بہی اپنے فریب اور افسون سے آپ کے استقامت پسند پانون کے لئے سنگ راہ یا باعث لغزش نہ ہو سکی - الحمد للہ علی نعمۃ جمال صورتہ العلیۃ ہوش اور اختیار درویشی کے وقت سے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک کہ اس وقت مین آپ کی عمر لطیف چونسٹھ سال کی منزان کو پہونچی ہے - اپنے حجرہ سے وجہ معاش کی تجویز کے لئے - باہر نکل کر نصف قدم بہی تردد کے راستہ مین نہین چلے - اور معین وجہ معاش کے طور پر - اُس نواح کے والی اور امرا سے کوئی روپیہ قبول نہین کیا - کہتے ہین - آپ کے عیال اور اطفال کی یومیہ قوت جب تک شیخ ضیاء اللہ مسند حیات پر جلوس فرما رہے - تب تک فتوحات ضیائیہ سے متعلق تہی یعنی دار السلطنۃ آگرہ سے دار الاسلام احمد آباد مین پہونچتی تہی - اس کے بعد کے چند سال کا حال معلوم نہین ہے -

شیخ داؤد شطاری بیان کرتے ہین - ایک روز شیخ عبد اللطیف نے فرمایا - چونکہ قوت بہم پہونچانے کے راستہ مین ظاہری بے سببی کی گہاٹی کے اندر نشیب و فراز بہت سے ہین - اس وجہ سے چند روز تک آزمائش کا پلہ بہاری ہو گیا تہا - اور مین بدستور اپنی ہمت کا پانون صبر و شکیبائی کے دامن مین سمیٹے ہوئے تہا - لیکن متعلقین کی بے طاقتی پر رحم آتا تہا - ایک رات عالم خواب مین حضرت غوث الاولیا نے فرمایا - عبد اللطیف - فلان طاق مین ایک سکہ دار شے ہے - وہ لے لو - جب عبادت صبح کے وظیفون سے فارغ ہوا - تو اوس طاق کو جا کر دیکہا - نقرۂ ایک درم ملا - جس سے دو تین روز کی قوت نکل آئی - اس تاریخ کے بعد پہر کبہی آزمائش نہین کی گئی - اور روزمرہ خرچہ مین تنگی نہین آئی بس معلوم ہوا کہ روزی آسمان مین ہے - وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ روے زمین پر کوئی جنبش کرنے والا ایسا نہین ہے - جس کی روزی پروردگار کی جامع الکمالات ذات پر اس کے فضل سے اور اُس کے وعدہ کے بموجب نہ ہو - وہ ہر جنبش کرنے والے کی قرارگاہ کو جانتا ہے - کہ زمین مین کہان پیدا ہوا ہے - اور کہان آرام کرتا ہے جب مرتا ہے - تو کہان مرتا ہے - کس صورت سے اور کس حالت سے اوس کی پیکر تبدیل ہو جاتی ہے - نیز جانتا ہے - کہ استقرار سے پہلے کہان رکہا گیا تہا - آیا دواب کے صلب مین - رحم مین - یا انڈے مین

معلق - استقرار - اور استیداع یہ تمام چیزین لوح محفوظ کے اندر لکھی ہوئی ہین -

واضح ہو - کہ لفظ علیٰ لانے سے کچھ تفضیل کی منافاۃ نہین ہوتی ہے - کیونکہ وعدہ کی ایفاء اور فضل کی ایصال مین مبالغہ ہے - اس کی نظیر یہ ہے کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ[1] اور ایسے لفظ کا لانا جس سے وجوب کا مفہوم پیدا ہو - اس غرض سے ہے - کہ بندون کو اعتماد ہو - وصول رزق کا یقین ہو - اور اُن کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو - اور اس مین اشارہ توکل کی طرف ہے - اور استقرار اور استیداع کے علم کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ ایصال رزق یقینی طور پر ہوگا - اور کتاب مبین مین ان تمام امور کے لکھے ہونے کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ بڑھنے - گھٹنے اور کم و بیش ہو جانے کا وہم نہین آنے پاوے گا - کیونکہ ایک تو مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ[2] واقع ہے دوسرے جف القلم بما ہو کائن موجود ہے بیت

جامی مکن اندیشہ کہ تغییر نیابد		در روز ازل انچہ مقدر شدہ باشد	

قال بعض المحققین اراح القلوب عن تعب التقسیم والافکار عن نصب الترحم فی باب الرزق حیث قال الا علی اللہ رزقہا فسکنت القلوب لما تحققت ان الرزق علی اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فمن المحال طلبہ من غیر اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فصاحب الحانوت فی غلط من حسبانہ - ثم ان اللہ سبحانہ بین الرزق الذی علیہ ما حالہ فقال وفی السماء رزقکم وما کان فی السماء لا یوجد فی السوق

بعض عارفین نے فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رزق کے بارہ مین رحم کو کام فرما کر تقسیم اور افکار کی تکلیفات سے قلوب کو راحت دی ہے جب کہ ارشاد فرمایا ہے الا علی اللہ رزقہا یعنی مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس واسطے قلوب نے تسکین پائی جب کہ تحقیق کر لیا - کہ رزق بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے - اور بعض کا کہنا ہے - کہ جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا - تو غیر اللہ سے اس کا طلب کرنا محال ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا ہے تو دوکاندار رزق کے حساب کی وجہ سے غلطی مین پڑا ہوا ہے - پھر جو رزق اللہ سبحانہ کے ذمہ ہے اس کا کیا حال ہے - یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وفی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق آسمان مین ہے - اور جو شے آسمان مین ہوگی وہ بازار مین نہین پائی جا سکتی ہے - اور نہ مشرق و مغرب کے اندر گشت لگانے سے مل سکتی ہے - اور بعض کا کہنا ہے -

[1] تمہارے رب نے رحمت کو مہربانی کرکے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ۱۲ [2] ہمارے ہاں اوپر ایک بات وا فرمایا جاتی ہو چھر نہین بدلا کرتی ۱۲

ولا فی التطواف فی الغرب و المشرق و یقال الارزاق مختلفة فرزق کل حیوان علی ما یلیق بصفته و یقال للنفوس رزق و هو غذاء طریقه الحلق و للقلوب رزق موجده الحق - و لم نقل ما یشتهیه و مقدار ما یکفیه بل هو موکول الی مشیئة فمن موسع علیه و من مقتر علیه

ارزاق مختلف ہین - پس ہر ایک حیوان کا رزق اُس طور پر ہے جو اُس کی شان کے مناسب ہے - اور بعض کا کنایہ ہے - نفوس کا رزق علیحدہ معین ہے اور یہ ایک غذا ہے جس کا راستہ حلق ہے - اور قلوب کا رزق علیحدہ ہے جس کا موجد حق سبحانہ ہے - اور ہم نے وہ شے بیان نہین کی ہے جس کی خواہش رزق کمانے والا کرے - اور نہ وہ مقدار بیان کی ہے جو رزق کمانے والے کو کفایت کرے - بلکہ یہ دونون باتین مشیت آلہی کے سپرد ہین - پس ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اور غیر ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے -

یاد شیخ عبد الستار

آپ علم و عمر سے برخوردار - ربانی دانش کے حاکم پسندیدہ افعال - اور مسیح القلوب کے بڑے بیٹے ہین - امر ایجادی کی رہنمائی سے عالم جوانی مین ہی ترک اور توبہ کی توفیق ہوئی تھی - آپ کا طریقہ سلوک مندا طلب ریاضت مندون کے واسطے دستور العمل ہوا ہے آپ کے چھوٹے بھائی شیخ فتح محمد ہین - فتح اللہ علیہ ابواب کل خیر کما فتح علی اولیائہ برخورداری - کامیابی - ادراک - اور فراست کے آثار و احکام ان کی پیشانی سے بہت کچھ نمایان ہین - **مصرع** بادم رش عمر شیخ المرسلین -

ایک شخص صوفی کرد علی عرب مسیح الاولیا کے برگزیدہ درویشون مین سے ہین - ایک روز کہتے تھے ایک مدت تک شیخ عبد الستار نے - ریاضت کی غرض سے کھانے پینے کا راستہ اپنے اوپر روک دیا تھا جب یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی - تو ایک پیالہ شوربا کا دیکر مجھکو آپکے پاس بھیجا - اور وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ کے مضمون سے متنبہ کیا - اور مسنون ریاضت کے واسطے پیغام فرمایا - جو افراط اور تفریط کے درمیان مین ہے - ناچار ہوکر آپ نے یہ ارشاد قبول کیا - اور تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کر دیا تاکہ تن گدازی کی مشق بھی قایم رہے - جو خاص آپ کی نیت تھی - آپ نے ظاہری علوم - اور معنوی معارف کی اکثر تحصیل تو اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی ہے - اور ریاضی کے بعض فنون مین میرزا شکر اللہ

ف اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون ۱۲ -

شیرازی کے شاگرد ہیں - جب میرزا شکراللہ ملک فارس سے ہندوستان مین آئے تھے - تو چند سال برہان پور مین افاضہ اور افادہ کی انجمن گرم رکھی تھی - عبدالرحیم خان خانخانان ان ایام مین صوبہ دکن کے حاکم - اور چارون ارکان فضیلت کے مالک تھے - ایدہر میر مسیح الاولیا - ولایت معرفت کے والی - اور رسوم کثرت کے مٹانے والے موجود تھے - ان دونون اصحاب کی محبت اور ہمسائگی کے ذوق نے میرزا کو قیام برہان پور پر مجبور کیا - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین سپہ سالار کے ہم رکاب دارالسلطنۃ آگرہ کو چلے گئے اور ہیان فرمان روائے زمانہ کی ملازمت مین پہونچکر ان کے اقبال کا درجہ - ترقی پاگیا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ فیض اللہ نارنولی

آپ نے جب تک ترک و تجرید اختیار نہین کی تھی - تب تک آپ خوراک حمال کے ذریعہ سے بہم پہونچاتے تھے - ایکبارگی - آپ کو توفیق شیخ نظام نارنولی چشتی کے دربار مین کھینچ لے گئی - ہیان پر آپ لوازم ارادت بجالاکر شیوۂ درویشی مین سرگرم ہوئے - اور پیر کی روشن تلقین کی امداد سے اپنے آبا و اجداد کا پیشہ ترک کر کے توکل کا خرقہ پہن لیا - ناگاہ ایک کسبی کے جمال سے دلبستگی پیدا ہوئی اور بڑہتے بڑہتے آخرکار اوس کے سودا مین بے خودی - گرفتاری - اور عاشقی کی نوبت ہہان تک پہونچی - کہ ننگ و ناموس کا خیال بہی پس پشت ڈال دیا - کسبی کا طبلہ اور سارنگی کندہے پر اوٹہاکر ہمراہ رہنا لازم کر لیا - **القصہ** اسی شکل کے ساتھہ آپ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین بہی پہونچے - چونکہ آپ عشق کی شورش مین محو - اور حسن کے تلاطم مین مضطرب تھے مجلس کی کیفیت معلوم نہ ہوئی - اور یہ نہ جانا - کہ مین کون ہون - کہان آیا ہون کس کے ہمراہ ہون - کس کے سامنے کہڑا ہون - میرا کیا طریقہ تہا اور اب کیا حال ہوگیا ہے - پیر بزرگوار یہ محویت دیکھکر حیرت مین ہوئے - اور کہا - فیض اللہ - تم دور چلے گئے - اندیر کردی - اور بہول گئے لوٹ آؤ - ہماری یاد تم کو - اب تمہارے اوپر نہین رہنے دیگی - یہ دل آویز گفتار سن کر معنوی دلدار کے قدمون پر سر رکہا - اور ایک عرصہ دراز تک خودی سے گزرے رہے - جب پہر ہوش آیا - تو سر اوٹہاکر ارشاد پیر کے گرویدہ ہوئے - اور سلوک کا قدم بزرگون کے راستہ مین استحکام کے ساتھہ رکھکر فریبی نفس کی ازالی اور ہوسناک تن کے گہلانے مین مشغول ہوئے - رہنما پیر نے ان الفاظ کے ساتھہ آپ کی دلاسا فرمائی جس گروہ والا معشوق کے ساتھہ تم کو دلبستگی تہی - وہ گروہ واپسین نفس تک تمہارا مطیع فرمان رہے گا -

چنانچہ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ کچھ اوپر ایک ہزار ہین۔ گروہ مذکور آپ کی پرستاری مین اپنا مال و منال صرف کرکے آپ کی خوشنودی کا جویان رہتا ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ نعمۃ اللہ شیخپوری

آپ۔ وحید العصر شیخ فرید گنجشکر کی نسل سے ہین۔ نیز قرآن مجید کے حافظ۔ ارباب توحید مین منتخب اور ظاہری و معنوی مسالک کے واقف کار ہین۔ آغاز جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق آپ کی آئینہ نما صاف طبیعت مین پیدا ہوا۔ تو والدین کی اجازت سے توکل اور تسلیم کو زادراہ بناکر دریا کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ اور طواف حرمین سے **زادھما اللہ شرفا** سعادت حاصل کرکے قبول اور اقبال موزون پائے۔ چند سال بعد جزیرہ داہول کے جہاز مین سوار ہوکر ہند کی طرف لوٹ آئے۔ مذکورۃ العصر بندر مین مسیح الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد نامی اُس نواح کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نامزد تھے اون کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا۔ جب مرشد کے اوصاف کا حُسن شیخ محمد خلیفہ کی پراثر تقریر سے از راہ گوش۔ مہمان کے دل مین جاگزین ہوا۔ تو دولت ملازمت اور سعادت پابوسی حاصل کرنے کا ولولہ شورش مین آیا۔ بے اختیار صاحب خانقاہ سے۔ سفر برہان پور کی اجازت چاہی۔ جہان مسیح الاولیا کا ہدایت خانہ ہے۔ مقیم نے اس خیال سے۔ کہ چند روز کا توشہ مزدہ ہونا چاہیے۔ کچھ نقد مسافر کی خدمت مین پیش کش کیا۔ آپ کی ہمت نے اس کو منظور نہ کیا۔ اور کہا مجکو آپ درویشی کے باسعادت گھر کی طرف رہنمائی فرماتے ہین۔ جہان سب چیزون سے زیادہ پسندیدہ چیز فقر اور نیستی ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ آپ میرے ہمراہ جو کرین۔ وہ قناعت کا توشہ اور توفیق کا نقد ہونا چاہیے۔ نہ کہ چند پتھر کمر مین باندھ کر دل کو دنیا کا صنم خانہ بناوین۔

القصہ ۔ وارستگی اور آزادی کی رفاقت مین آپ چل کر مسیح الاولیا کی خدمت مین پہونچے اور نشاط دیدار پایا۔ چند روز گرامی صحبت مین رہکر اذکار اور اشغال کی مشق کی۔ اور دانش و بینش کا اور ظاہری و باطنی صفائی کا سرمایہ فراہم کرکے اپنے وطن کی اجازت لی۔ بالآخر حسب اجازت پیر۔ اپنا کمالاتی سامان بے شمار لیکر قافلہ معرفت کی معیت مین اپنے ملک کو چلے **الحمد للہ والمنۃ** کہ ایسی آراستگی اور پیراستگی کے ساتھ ایک عمر کے انتظار کے بعد پدر بزرگوار کی قدم بوسی حاصل کرکے بہرہ یاب

ہوئے۔ اور اسی قدیمی باپ دادوں کے گھر مین ایک حجرہ تجویز کر لیا۔ کہتے ہین۔ بہت سے ذی استعداد اور صاحب حوصلہ لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ چونکہ لوگون نے آپ کی ذات مین آثار گنجشکری مشاہدہ کئے اس واسطے اس نواح کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی ولایت کے گرویدہ ہوئے اور فرید ثانی لقب دیا۔ خدا کرے۔ مبارک ہو۔

یاد شیخ صالح حافظ

آپ خان محمد ابن تاج کے بیٹے۔ اور شیخ نور الدین ضیاء اللہ ابن حضرت غوث الاولیاء کے مرید ہین۔ زاد بوم چانپانیر گجرات صلاح اور صلح۔ نگہداشت اور برگزیدگی۔ طریقت کی طلب۔ اور طبیعت کی طرب۔ یہ تمام خوبیان آپ کے خمیر مین داخل۔ اور سرشت کے اعتبار سے نمک کا حکم رکھتی ہین۔ ملک علام کے کلام کی عبارت حفظ یاد ہے۔ اوراد۔ اذکار۔ اشغال۔ اور مراقبہ کی مداومت رکھکر اپنے اوقات عمر زندہ رکھتے ہین۔ ہمیشہ ربانی کلام کی تلاوت کرتے ہین۔ جس کے سبب سے موسیٰ ام کی طرح کلیم اللہی خلعت زیب بدن ہے۔ روایت ہے۔ آپ کلمات عیسوی کے حافظ لافظ۔ اور ولایت موسوی کے والی ثانی ہین۔ جب سے آپنے عاقل بالغ ہوکر خداطلبی کے راستہ مین قدم رکھا ہے۔ تب سے ہمیشہ سفر اور حضر مین شریعت کی صراط مستقیم پر چلتے رہے ہین۔ اور ہمیشہ استقامت کے ساتھ توکل۔ اور قناعت کے ساتھ تسلیم۔ مدنظر رکھی ہے۔ چالیس سال تک عالم تجرد کا تماشا کیا۔ اس کے بعد محمود العاقبۃ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین رہ کر منڈو۔ (مانڈو) مین تاہل اختیار کر لیا۔ لڑکے ہوگئے۔ اور سامان خانہ داری بھی بہم پہونچ گیا۔ تقریبًا پندرہ سال تک دارالسلطنۃ آگرہ کے اندر اپنے پیر کی ملازمت مین رہکر فقر و درویشی کے اسباب تحصیل کئے۔ جب پیر بزرگوار کا وصال ہوا تو اس فتوح سے اجازت لیکر منڈو (مانڈو) مین چلے آئے۔ یہان پر مسافرت کا خیال دل سے نکال دیا اور گوشہ نامرادی اختیار کیا۔ آپ کو چند اولیاء اللہ سے خرقہ ہائے خلافت حاصل ہین انہین مین تین خرقے حضرت غوث الاولیاء کے فرزندون سے ہین۔

(۱) اپنے پیر سے (۲) شیخ اکمل الدین برہان سے (۳) شیخ اویس سے (۴) شیخ محمود جلال سے۔ (۵) مسیح القلوب کی خدمت سے ان اصحاب کے علاوہ دوسرے مشائخ کی طرف سے بھی درجہ مقبلیت

حاصل ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ آپ راقم گلزار کے ساتھ سفر مین رفیق شفیق۔ اور وطن مین ہمسایہ مہربان ہین۔

مصرع بمن تا عمر باشد ہمچنین باد۔

یاد سید احمد قادری

آپ سید الاولیا جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرھما آپ اپنے وقت کے پیشوا اور رہنما ہین ظاہری علم سے بقدر ضرورت حصہ ملا ہے۔ شہر ٹانڈہ مین وطن اختیار کر لیا ہے۔ اور یہان والے آپ کے فیض پرورش سے روشن ضمیری حاصل کرتے ہین۔ آپ کے درویشون کے رہنے کی خانقاہ عرفان اور عبادت کا خزانہ ہے۔ خدا کرے۔ عمر ہو۔

یاد سید حسن حسینی منڈوی

آپ الہ بخش چشتی کے بیٹے۔ اور سید علی چشتی کے مرید ہین۔ جو چند واسطے سے سید محمد گیسو دراز کو ہو پہنچتے ہین۔ زاد و بوم منڈو (مانڈو) ہجری سنہ نو سو اڑسٹھ مین بیرخان نے جو اکبرشاہی امراے عظم مین سے ہین۔ اور ملک مالوہ کو۔ اور پھر دارالخلافہ منڈو (مانڈو) کو فتح کیا۔ یہ دستور ہے۔ اِنَّ الْمُلُوْکَ[۵] اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا شہر کے باشندے۔ مغلون کے ڈر سے پریشان ہو کر بھاگے اس شورش مین سید کے پدر بزرگوار بھی اپنے فرزندون سے کہین علیحدہ جا پڑے۔ اور باوصف کوشش کے بھی ایک دوسرے کو نہ پاسکا۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ اس کے بعد آپ کے بہنوئی شیخ فیروز نامی نے آپ کی پرورش کی۔ اس سبب سے رسمی فضیلتین آپ تحصیل نہ کر سکے۔ جب زمانہ عقل و ہوش آیا۔ تو آپ کی بہن نے آپ کو کدخدا کر دیا۔ اس اثنا مین خداجوئی کا ولولا آپ کو پیدا ہوا۔ مرید ہو گئے۔ مگر آپ کے پیر نے دنیا سے جلد کوچ فرمایا۔ آپ کو پیاس نہ رہی۔ لہذا جمال الاولیا شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین پہونچے علم طریقت حاصل کیا۔ جب پچیس سال کی عمر ہوئی۔ تو لوگون سے کنارہ کر لیا حدود شہر کے کنارہ حجرہ بنایا

---

۵ بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین۔ تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

آج کے روز تک کہ اٹھائیس سال ہوئے - توکل پر گزران کی امیر یا فقیر جو کوئی آپ کی ملازمت مین جاتا ہے ایک پیالہ چھاچ پیش کرتے ہین - اس مدت مین کبھی دولت مندون کے دروازہ پر نہین گئے - لکڑی اور گھاس جنگل سے لاکر فروخت کرتے ہین - اور اس سے اپنے عیال و اطفال کا مرفہ نکالتے ہین - تمام سال روزہ رکھتے ہین اور افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑہ سے روزہ کو وصل سے جدا کرتے ہین - اس طریقہ سے زندگی بسر کر رہے ہین - بہت سے آثار ولایت آپ مین موجود ہین - راقم اذکار مشائخ کے ہم عمر اور ہمدم ہین -

مصرع خدا بر عمرش افزونی فرستاد

یاد شیخ بابو ابن جیون ابن بھائی خان بھلیم

آپ سید راجن ابن شاہو کے مرید ہین - نیز شاہ عالم بخاری گجراتی کے پوتون مین سے ہین - عقیق فروش کے لڑکے ہین برہان پور مین چند روز اسی پیشہ سے زندگی گزاری - اس کے بعد ایزدی جذبات کے سبب سے فقیری لباس پہن لیا - جوگیہ رنگ کے کپڑے رکھتے تھے - کھانے کی قسم کی کوئی چیز اپنے کچکول مین بچاکر نہین رکھتے تھے - نیستی کا کملیان - تواضع کے بارسے دبا رہتا ہے از روے تعظیم کتے سے بھی لفظ جمع کے ساتھ ہی خطاب کیا کرتے تھے - ذرات کائنات کے ساتھ ادب سے رہتے تھے -

ایک روز آپ سے ایک محرم نے اعتراض کیا - جب آپ گفت و گو مین کتے اور آدمی دونون کو لفظ جمع کے ساتھ بولتے ہین - تو بس ان دونون کے مرتبہ مین آپ کے نزدیک کوئی فرق نہین ٹھیرا - اس طرز سے حفظ مراتب کی رعایت نہ رکھنے کی بو سننے والون کو آتی ہے فرمایا جمع کے مقام پر کوئی فرق نہین ہے حفظ مراتب کی رعایت جو کچھ ہے فرق کے ہی مقام پر ہے **بیت** -

	کہ در نقش خوبان چین و چگل	محقق ہمان بیند اندر ابل	

اور یہ اعتراض صرف لفظ جمع پر وارد ہوتا ہے - اگر دونون کلام کے مجموعہ پر - اور ان کے مقاصد پر نظر کی جاوے - تو امحالہ کوئی فرق نہین ہے - حسین مظاہر کے نظارہ مین آپ کو مزہ آیا کرتا تھا - اور حسن صورت پر آپ کا دل ٹھکانے نہین رہتا تھا چند سال تک آپ سفر مین اور حضر مین راقم کے ہمدم رہے تھے - عرس و سماع کے ہنگامہ سے - رقص و جشن کے معرکہ سے اور حسینون کی مجلس سے آپ کو بڑا ابلا کمکر یا زنجیرون مین باندہ کر بھی ہم باز نہین رکھ سکتے تھے - اور ہمیشہ آپ کی صحبت سے دوست

خوش وقت رہتے تھے۔مصرع وقت او خوش باد وقت ما خوش ست۔

یاد زندہ حاجی

آپ ذی عقل مجذوب۔شیخ معروف دہاروال کے مرید۔اور ہایک رامراج کے بیٹے ہین جو بیجانگر کا راجہ تھا۔بیجانگر ایک بڑا شہر ہے اخیر حد دکن پر ملک سراندیب سے ملا ہوا۔جس سال مین شاہ احمد نگر حسین نظام الملک نے رامراج کو مار ڈالا۔اور ملک لوٹ لیا تھا اس سال مین آپ خرد سال تھے قید مین جا پڑے۔اور مشیت ایزدی نے آپ کی پرورش چند گہرون کے ذریعے مقرر کی جب آپ حد بلوغ کو پہونچے۔تو بندوقچیون مین نوکر ہو گئے۔یہان محنت معلوم ہوئی تو فقر کی پناہ مین بھاگ کر گھس بیٹھے۔دار الملک گجراتی کی آستانہ بوسی سے شرف پایا۔قصبہ دہار مالوہ مین آئے شیخ معروف سعد اللہ چشتی کے مرید ہوئے۔پھر پیر سے آسودگان ہند کی زیارت کے واسطے اجازت لی۔اور اس شرف سے مشرف ہو کر لوٹ آئے۔ہجری سنہ نوسو ستانوین مین پیر کے ساتھ سفر حجاز مین جانے سے معذور رہے۔لہذا پیر کی اجازت سے راقم کی ہمراہی قبول کی۔ایک عجیب مزہ دار آدمی ہے۔اپنے تئین ساتون ولایت کا بادشاہ سمجھتا ہے۔اور اس سمجھنے پر ناز کرتا ہے۔کسی شخص کو مرتبہ مین اپنے سے بڑا تصور نہین کرتا۔سب کو پست نظر سے دیکھتا ہے دنیا دی سر برآوردہ لوگون کے سامنے سر نہین جھکاتا ہے۔کسی طرح سے بھی لقمہ بہم پہونچاتا ہے۔گفتار کبھی وحشت اور کبھی نشاط پیدا کرتی ہے۔پریشان گوئی مین بھی نفس الامر کی خبر ملتی ہے۔بے نیازی مین بناوٹ نہین ہے۔جب راقم آپ کے حالات قلم بند کر رہا تھا۔تو آپنے فرمایا۔لکھے جانے کے قابل بزرگون کے حالات ہوتے ہین۔حالات لکھے جانے سے ہم بزرگ نہین ہو سکتے۔اور کاغذ پر سوار ہو کر شہسوارون کے ہم رکاب نہین ہو جاوینگے۔

مصرع نصیبش باد پندارے کہ دارد ؎

یاد شیخ عبد اللہ مجذوب قادری البغدادی

آپ کے اقوال اور افعال۔ہوش اور دیوانگی کے ہاتھون کشاکش مین رہتے ہین اور آپ کا دماغ مستی اور ہوشیاری کی آمد و رفت کے لئے سرائے ہے۔آپ دولت پرست زمانہ ساز لوگون سے کوئی لقد لیکر

بار احسان نہین اوٹہاتے - اور اپنی نیاز و آرزو کے چہرہ سے نقاب نہین اوٹہنے دیتے - کلام مجید کی تلاوت مین خوشی کے ساتھہ وقت گزارتے ہین - قرآن کا ترجمہ کیتے تو ایسی عبارات مین جو نظم قرآنی سے نزدیک ہین - اور کسی قدر ایسے اشارون مین جو فہم سے بالکل دور ہین - بیان کرتے ہین شیخ محمد برقع پوش کے مرید ہین - جو سید محی الدین جیلانی قدس سرہ کی نسل سے تہے - جب بغداد سے ہند کی طرف آئے - تو ایک مدت تک سیالکوٹ مین - اور چند روز فتح پور مین بسر کی - سخن کوتاہ ہجری سنہ نو سو پچاسی کے اندر قصبہ دسور (مندسور) مین پہونچکر مجرہ اقامت تجویز کیا - کہتے ہین - ایک رات ایک حسین و جمیل عورت اس ارادہ پر - آپ کے مکان کے صحن مین پہونچی - کہ شیخ کی خلوت مین سما جاوے - اور ہوا و ہوس کا پیمانہ - شہوت کی شراب سے لبریز کرکے کام دل حاصل کرے - کیا دیکہتی ہے - ہر ایک سمت سے کچہہ لوگ بالکل کشتہ اور چند اشخاص نیم کشتہ - خون فشان زخم کہائے ہوئے پڑے ہین - سر سے پانون تک لرزہ پیدا ہوا - یہان تک کہ ٹہوکر کے بدون صحن کے اندر ایک قدم بہی نہ دہر سکی - پہر دوسرے روز آئینہ سے زنگ صاف کرکے - پاک دل کے ساتہہ آپ کی ملازمت مین گئی کسی قسم کی زحمت نہ دیکہکر مجلس مین جا پہونچی - آپنے فرمایا - کل کی رات جو وحشت اور آشوب کا سامنا تہا - یہ نفسانی وسواس کا عکس تہا - اور آج کے روز جو دیدار کی حلاوت - اور خاطر کا آرام حاصل ہے یہ توبہ اور پشیمانی کی صورت ہے - للہ الحمد ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک آپ کے وجود سے شہر والون کے دل سعادت کے ساتہہ آباد ہین آرزو یہ ہے - کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ[1] آپ کی حیات مین اثر بخشے - بیت

خوش قسمت است ہستی او را بدورِ عشق
نیمی بدست مستی و نیمی بدست ہوش

یاد شیخ چندن

آپ کی زاد و بوم لاہور ہے - شروع شروع مین صابون فروشی سے آپ اپنی قوت بہم پہونچاتے تہے - جب خدا طلبی کی روشنی روز افزون بڑہتی گئی اور اوس نے بالآخر دل کو سر سے پانون تک گہیر لیا - تو آپنے صابون فروشی سے قطعی ہاتہہ اوٹہا کر درویشی اور بے سببی کا گریبان پکڑا - لیکا یک

[1] لیکن جو لوگون کے کام آتا ہے وہ زمین مین ٹہیرا رہتا ہے ۱۲

ایسا اتفاق پیش آیا - کہ ازلی ہدایت، اور آسمانی کرشمہ کے موجب آپ وطن سے کوچ کر کے شہر بردوان مین چلے آئے - جو صوبہ بنگالہ کا باعث رونق گویا نگینہ ہے - اور شیخ بہرام سقا کے روضہ کے برابر مین ایک صحن کے اندر عبادت کے واسطے معتکفانہ بیٹھ گئے - لیکن ہمیشہ دل مین یہ آرزو آیا کرتی تھی - کہ یہان پر کوئی درخت ہوتا جس کے سایہ کے اندر کبھی آفتاب کی گرمی سے بچنے کا موقع ملتا - چند روز بعد اس سرزمین مین ایک پودا اُگا - اور وہ زمانہ کی پرورش سے سایہ دار درخت ہوگیا - آپنے اُس کی جڑ مین ایک دالان بنایا - پھر اسی طرح ایک ایک درجہ کے دالان کی عمارت بلند ہوتی چلی گئی چنانچہ اب بنیل سیڑھیان چڑھ کر اوپر پہونچتے ہین - آپ نے اُس جگہہ اپنی قبر بنالی ہے - اور ہر شب جمعہ کو اُس کے اندر گھستے ہین اس اُمید پر - کہ اسی شب کے اندر جانا نصیب ہو جاوے -

رفیق دنیا سے راست روان - عزیز خاطر ہاے خدا جویان میر فردغی کا بیان ہے - ایک روز مین آپ کی ملازمت مین پہونچا زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ دوسرے روز وہان جانے سے مین اپنے تئین ضبط نہین کر سکا - لہذا بے ارادہ اُس جگہہ گیا - چونکہ مصدر الذکر مقام منظر ہر جمیلہ اور شاہدان دل ربا کا گزرگاہ ہے - لہذا نظر مین گرمی پیدا ہوئی - اس اثنا مین آپنے فرمایا - شروع زمانہ مین جب مینے یہ گوشہ اختیار کیا تھا - تربیت سے نظر باز بوالہوس لوگون کو درویش کے موجود ہونے سے اس چمنستان مین آنے کا بہانہ ہو جاتا تھا اور بندہ کو ہمیشہ اس سبب سے خجالت ہوتی تھی - کہین ایسا نہ ہو - تماشائی آنے والون سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہو جاوے - جو اُخروی حساب گاہ کے اندر جواب دہی اور گرفتاری کا سبب ہو چونکہ مبدء کے ساتھ خیرگی ہوئی ہے - نسبتی شر کو باز رکھکر مجازی نظر بازون کو توبہ اور نیکی کی توفیق نے شرف سعادت بخشا - راوی کا بیان ہے - یہ تقریر سنکر انفعال کے سبب میرے چہرہ پر آثار پشیمانی ظاہر ہوئے جب میری صورت حال سے آپنے اندرونی مخفی بات معلوم کی - تو فرمایا - سخن معترضانہ نہین کہی گئی ہے - اور دیکھنے دیکھنے مین بہت فرق ہے مصرع نازنین جملہ نازنین بیند ؎

القصہ اس طرز کے ساتھ تسلی بخشی -

کم و بیش چالیس سال اسی گوشہ مین توکل تسلیم - طاعت - اور طہارت کے ساتھ گزارے - کسی شخص سے کسی قسم کا نقد - اپنے اختیار سے نہین لیا - اس سبب سے لوگ نذر کا نقد اور جنس

دالان کے صحن مین ڈال آیا کرتے تھے - اُس کو اگر کوئی اٹھا لیتا تھا تو کچھ پوچھ گچھ نہین ہوا کرتی تھی اگر اتفاقاً آپ کو بھی کوئی ضروری احتیاج پیش آجاتی تھی - تو دالان پر نظر ڈالتے تھے - اور وہان کی پڑی ہوئی چیز سے ما یحتاج رفع کر لیا کرتے تھے - خدا عمر کرے -

یادشیخ تاج

آپکی زاد بوم فتح آباد ہے - تقدیری کرشمہ سے آپ شہر ٹانڈہ مین سامان اقامت لے گئے سلطان محمود فتح آبادی کی نسل سے اور سلطان غیاث بنگالہ کے ہم عصر ہین - اور سلطان غیاث وہ ہین - جن کے نام خداوند لسان الغیب شیرازی نے ایک غزل بھیجی تھی یہ دو بیت اوسی غزل کی ہین

	اکنون کاروان سحر بدنبالہ میرود		این چشم جادو انہ عابد فریب بین
	زین قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود		شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند

آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین راہ و روش سنجیدہ - اور ماند بود پسندیدہ ہے - مشائخ زمانہ کی بازگشت آپ کی تلقین و رہنمائی کی طرف - اور دلدادگی - آپ کی مصاحبت اور ملازمت پر بہت کچھ ہے - توکل کو ہشیار کے ساتھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ آپ کا تمام زمانہ ان دونون طریقون کے بارہ مین غرق حلاوت سے منسوب ہے - خدا عمر کرے - مصرع توکل بر خدا تاج سرش باد ؛

یادشیخ ہمایون مجذوب بہاری

آپ - افغانان سور کے گروہ مین سے ہین - عمر اسّی سے اوپر نکل گئی ہے - آپ کی بیہودگی مین بہت ہی خوش ہنی ہے - گفتار تقدیری نسخہ ہے - اور بہتر انفاس مین اثرات اُس سے زیادہ ہین جو تحریر مین آسکین - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین افصح روزگار مقبول دلہائے کامگار میر محمد اشرف فروغی ابن نظیر الدین علی اشرف بلخی کا گزر منڈو (مانڈو) کی طرف ہوا تھا - ایک روز بیان کیا - فروغی - شہر بہار مین انکی مجذوب کی خدمت مین گیا تھا - آپ ایسی مہربانی اور عطوفت سے پیش آئے - جس کی امید مجذوبون سے نہین ہوسکتی ہے میرے دل مین سفر کا ارادہ مصمم تھا - آپنے صراحت کے ساتھ منع فرمایا - آپ کے بیر بیعت لوگون کی زبان زد نہین ہین - اکثر حالات مین آپ دردناک نغمہ کرتے رہتے ہین - جس سے

عام سننے والون کے ہوش جاتے رہتے ہین - اور محویت پیدا ہوجاتی ہے - خدا عمر کرے -

یاد شاہ عمر خوشت گری[۵۱]

آپ چشتیہ سلسلہ مین مرید - اور اصلی و رسمی علوم کی کوٹھی ہین - خانقاہ و مدرسہ بھی رکھتے ہین بس صوبہ کے اکثر لوگ علمی اور عملی معاملات مین آپ کے فرمانے پر کام کرتے ہین - آپ کے جاذبہ کے زور سے شہوالون کے دل کی کشش ہمیشہ آپ کی مجلس کی طرف رہتی ہے - جو لوگ آپ کی خدمت مین کھڑے رہتے ہین وہ آپ کی بزرگی اور خرق عادت کی بہت سی باتین بیان کرتے ہین - دریوزہ گر آزادہ ولان میر فروغی اشرف کہتے تھے - مولانا مغیث کاکو کی نسل کا ایک جوان میرے ہمراہ تھا جب شاہ کی خدمت مین پہونچا تو آپ کی ملازمت سے اُس کو ایسا ذوق حاصل ہوا - کہ وہ میری ہمراہی سے رہ گیا - تھوڑے عرصہ مین آپ کی فیض رہنمائی سے انسانی کمالات حاصل کر کے بہرہ یاب ہوا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ جمال بیابانی

آپ اعلی پور بنگالہ مین گوشہ گزین ہین - دنیا کے علم اور زبانی محاورات سے اس قدر واقفیت ہے - کہ دینی مطالب اور دنیاوی مقاصد - صحیح صورت کے ساتھ ذہن مین آجاتے ہین - بہت مدت تک آبادی سے علیحدہ ہو کر صحرائی جان داران کے ساتھ نشست برخاست رکھی - یہان تک کہ ہر ایک کے ساتھ باہم آرام کا دارومدار تھا - اور نیز وہ آپ کے رام تھے - جب ایزدی اسمائی تجلیات سے حسب فرمان صورت علیہ - یہ جذبہ ہوشیاری کے ساتھ تبدیل ہو گیا - تو آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا - اور لوگون کے ساتھ صحبت رکھنے سے جو ناگوارائی تھی - وہ دور ہوئی - اس سبب سے شہر کے کنارہ آپنے مکان تجویز کیا - میر فروغی اللہ جل شانہ اپنا فروغ ان کے راستہ کی شمع بناوے - ہجری سنہ ایکہزار پندرہ مین راقم گلزار سے ملاقی ہوئے تھے - جب یہ خبر میر صاحب کو ملی - کہ مین خدا پرستان کے حالات لکھ رہا ہون - تو جن چند باصفا درویشون کی ملازمت سے میر صاحب اثنائے سیاحی مین بہرہ یاب ہوئے تھے - ان کے حالات بیان کرنے کی تحریک میر صاحب کو ہوئی - بیان کیا - شیخ جمال نے ایک خوش رنگ بلی مجکو دی تھی جس کو مین سفر اور حضر کے اندر اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا ایک سال مجکو

[۵۱] - خوشت گر - بنگالہ کے مضافات اور ٹانڈہ کے حدود مین ہے ۔

غازی کہنہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ اس راستہ میں شیر کا خوف بہت تھا۔ پشیمان ہوا۔ رات کو خواب میں دیکھا شیخ نے مجکو چند نصیحتیں ایسی نصیح البیانی سے فرمائیں۔ جس کو فصحاے زمانہ کی عبارت آرائی نہیں پہونچ سکتی ہے۔ پھر فرمایا۔ آزمودہ کار قافلہ والوں سے یہ بات کان میں پڑی ہوئی ہے کہتے ہیں۔ جس راستہ میں شیر کا خوف ہو۔ اُس راستہ میں بلی کو ہمراہ رکھنا چاہیئے۔ جب تم کو یہ افسون حاصل ہے۔ تو شیر کی طرف سے خوف نہیں کرنا چاہیئے۔ آخر کار میں اُس کے دو تین روزہ راستہ امن کے ساتھ طے کر کے خیر و عافیت سے مقصد کو پہونچ گیا۔

یاد شیخ الہداد ساکن ٹانڈہ

آپ چشتیہ سلسلہ میں سے ہیں۔ کتابی علوم کی سمجھ آپ کو اُس قدر حاصل ہے جس سے اعتقاد اور عبادت کی درستی ہوجاوے۔ ابتداے حالات میں آپ کو جذبہ تھا۔ اب سلوک میں آکر شریعت اور طریقت کے عقائد سے آراستگی ہوگئی ہے۔ لوگوں کو آپ کی صحبت میں دلبستگی۔ اور آپ کو لوگوں کے اوپر مہربانی بہت کچھ ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ کرم اللہ ملتانی

آپ سہروردیہ سلسلہ میں شیخ داؤد ملتانی کے مرید ہیں۔ شروع شروع میں آپ کا سلوک جذبہ کے لگاؤ سے خالی نہ تھا حسین مظاہر پر نظر رہتی تھی۔ صورت داردن کی خوشی یہان تک مد نظر ہوتی تھی۔ کہ اپنی شیخی کی طرف قطعی نظر نہیں کرتے تھے۔ بالآخر آپ اپنی زاد بوم سے شہر ٹانڈہ کی طرف چلے گئے۔ یہان کے لوگوں کی دوستی دامنگیر ہوئی۔ ناچار سامان اقامت کھول دیا۔ اس صوبہ کا جاگیردار راجہ مان سنگھ کچھواہہ تھا۔ اِس نے آپ کی بہت کچھ عزت اور تعظیم کی۔ اس وقت آپ کے پاس شہر مذکور میں اکابر و اصاغر کی رجوعات ہے۔ آپ کے شیرین حالات بہت سے ہیں قلم ان کے بیان سے عہدہ برا نہیں ہوسکتا ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ گدائی پانی پتی

آپ کو آغاز جوانی میں خدا طلبی کی شورش۔ اور دریافت پیر کا شوق ہوا جس نے آپ کو وطن سے

بھان بیابانی کے جنگل مین نکال کھڑا کیا۔ جب آپ کا گزر اجمیر مین ہوا۔ تو جس کسی کے منہ مین زبان گویا تھی۔ اُس سے آپکے کان مین یہی آواز پہونچی۔ کہ آج کے روز رہنمائی اور خداشناسی کی روشنی سید حسین کے حالات سے عیان ہے جو خواجہ عمر بال بتی کے جانشین ہین۔ رحمہما اللہ ٥

	بدیدن میلش افتاد از شنیدن		سبلے باشد شنیدن تخم دیدن	

آپ نے نہایت خواہش کے ساتھہ ملازمت مین پہونچکر اولین دیدار مین ہی رسم ارادت ادا کی۔ چند روز پیر کی خدمت مین رہے آخرکار پیر کی اجازت سے سفر کے واسطے کمر باندھی۔ کم و بیش بیس سال ہو گئے ہین کہ قصبہ برادوہ کی مسجد مین آکر گوشہ گزین ہین۔ قصبہ برادوہ دسور (مندسور) کے پرگنات مین ہے۔ راقم نے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین آپ سے ملاقات کی تھی۔ اور حالات بھی تھوڑے سے تھے ایک مجذوب پایا محفوظ الاوقات لیکن گانون والے آپ کی خرق عادات بہت کچھہ بیان کرتے ہین منجملہ اُن کے یہ بھی بیان کیا۔ ہمارے آمون کے باغ مین ایک درخت ہے جس نے چالیس سال کے اندر ایک پھل بھی نہین دیا تھا۔ ایک روز ہم لوگ نمبردار کی کہنے سے اُس کے کاٹنے کے واسطے گئے شیخ کو جو خبر لگی۔ کہلا بھیجا۔ کہ اس سال کاٹنا ملتوی رکھو۔ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے یہ درخت اس سال پھل نہ لاوے۔ تو آیندہ سال کاٹ ڈال سکتے تھے۔ اس درخت نے اُسی فصل مین لدکر درختون سے زیادہ پھل دئے۔ اُس تاریخ سے اس درخت کے آم فقرا کے واسطے وقف ہین القصہ جو بات باشندگان دیہ کی زبانی سنی تھی لکھہ دی۔ بیت

	نخل وجدان دہنال طلب و شاخ بقا		از نسیم نفسش تا ابد خرم باد	

یاد شیخ برخوردار گجراتی

آپ۔ صاحب تجرید و تفرید ہین۔ ہمیشہ سیاحی مین زمانہ گزارتے ہین۔ اکثر مختلف ادیان کے اصول اور فروع سے واقف ہین اور دیگر مذاہب والون کی تحقیقات کے اندر سوچ سمجھہ کے ساتھہ آمد و رفت رکھتے ہین۔ ہجری سنہ نو سو بانوین کے آغاز سے راقم کے دل مین اس با صفا ذات کی آشنائی کی بنیاد استحکام کے ساتھہ رکھی گئی ہے۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپ حاجی پور پٹنہ سے سیر کرتے ہوئے شہر برہان پور کی طرف جاتے تھے۔ اس سلسلہ مین ملا صفر کی چاندرات کے روز آپ کا گزر

مشد (مندو) مین ہوا۔ قدیمی یگانگی کے سبب سے فقیر کی مسجد مین اُترے۔ محبوب القلوب شیخ و اور شطاری جی ان ایام مین اوسی حجرہ کے اندر عبادت اور ریاضت مین مشغول تہے۔ ایک رات چند تونگر اور درویش حجرہ مذکور مین حاضر تہے۔ چونکہ شیخ برخوردار پنجگانہ فرائض ادا کرنے کے پابند نہین تہے۔ لہذا حاضرین مین سے ایک شخص نے نصیحت آغاز کر کے بہت کچھ بیوقتی باتین کہین۔ آپنے جواب دیا۔ کہ مجکو اپنی حالت معقول بنانے کی طاقت نہین ہے۔ اور تم کو بہی اُن مقدمات کی قابلیت کی قوت اور طاقت نہین ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے۔ کہ اس قسم کی گفت وگو کا دروازہ مقفل رہے میرے گناہ پر تمہاری گرفت نہین ہوگی۔ اور آیہ کریمہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[۵۱] کا ترجمہ اس ذیل کے مطلع مین پڑہکر سنایا حافظ۔

عیب رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت	کہ گناہ دگران بر تو نخواہند نوشت

فقیر بہی اس باب مین زبان حکمت بیان سے معترض ناصح کی تقویت کرتا تہا۔ القصہ اگرچہ ظاہری صفائی اور شگفتگی کی نگہبانی بہ تکلف کی گئی۔ لیکن حاضرین انجمن کے دل مین دوسرا ہی رنگ پیدا ہوگیا تہا۔ بقیہ شب شورش مین گذری۔ علی الصباح اس ارادہ پر کہ دل کا میل صاف کیا جاوے۔ راقم نے تذکرہ مشائخ علیہم الرحمۃ کہولکر پڑہنا شروع کیا۔ اولین صفحہ کے آغاز مین شیخ شرف الدین بو علی قلندر کا ماجرا نکلا جس کو شیخ شرف نے اپنے مقالات کے بارہ مین اس طرح پر لکہا ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا سے میری ملاقات ہوئی۔ اتفاقاً اُس روز شیخ کی ایک نماز فرض قضا ہوگئی تہی۔ اور اس سبب سے شیخ کے مزاج مین غصہ اور غم کی موجین کی موجین آتی تہین۔ یہ آگاہی دینے کے واسطے۔ کہ میری فرض نماز قضا ہوگئی ہے۔ شیخ نظام الاولیا نے ایک ہندی بیت اس مضمون کی پڑہی کہ مجکو محبوب کے ساتہ ایک لحظہ کی بہی جدائی بے انتہا بے آرامی کے شکنجہ مین دباتی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگون کی جان پر۔ جو ہمیشہ دوری مین خاک خواری پر پڑے ہوئے ہین۔ اور جنہون نے بیکاری کو اپنا شغل بنا لیا ہے۔ چونکہ ہمدرد آشنا کی طرف سے رخ پہیر لینا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لہذا شورش عشق سے مجبور ہوکر مینے بہی ہندی عبارت مین ایک بیت کہی۔ جس کا مضمون

۵۱ اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بار اپنے اوپر نہین لے گا۔ ۱۲

یہ ہے۔ کہ تمہاری انگشت۔ خوان وصال کے نمک سے آشنا نہین ہے۔ نہ تمہاری نگاہ
کا آئینہ اُس جمال سے انعکاس قبول کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے صاحبِ کمالات کی باتون کا
رنگ ڈہنگ کچھہ اور ہی ہوتا ہے۔ مدعی کی بو وجدان والون کے دماغ مین نہین آتی
ہے۔ مین اُمیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تم کو ذرہ برابر اپنی محبت کا سوز عطا
فرماوے۔ اُسی رات آتش عشق مشتعل ہوئی۔ یہان تک کہ سوختگی کے آثار شیخ کے
جسم اقدس پر دیکھے گئے۔ اور کسی تدبیر سے دل مین صبر نہین آیا۔ میر خسرو یہ حال
دیکھکر سخت بیتاب ہوئے۔ معذرت کے طور پر ایک رنگین غزل کہی۔ اور اس بیچارہ
کو سنا کر دعا کے لئے عرض کیا۔ بالآخر اُسی دم ایزدی بخشش نے شیخ کے باطن مین تمکین
اور ظاہر مین تسکین بخشی۔

باقی شیخ شرف کے حالات شریف اُن کے ذکر مین لکھے گئے ہین مطالعہ مین آوین گے۔
اس ہوش آفرین بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے۔ اولاً اپنی آنکھون کو دوسرون کی
عیب بینی سے بند کرے۔ پھر ہنر بینی کی عینک اُن آنکھون پر لگا کر چھوٹا سا ہنر بھی۔ جو خط غبار کی طرح
افعال کے ورقون پر لکھا ہوتا ہے۔ خط جلی کی مانند بڑا کر کے دیکھے۔ بالخصوص اُس گروہ کے حالات
کا مشاہدہ جو پشمینہ پوش اور از خود رفتہ معلوم ہوتا ہے تجسس کی نظر سے نہ کرے بلکہ اعتقاد اور حسن ظن
کی نظر سے دیکھے۔ اور دکھاوے۔ امید ہے۔ کہ ایسی نظر برادران طریقت کی اندرونی اور بیرونی شستہ شو
کا سرمایہ ہو کر عقل اور اعتبار کی جلا اور رونق کا باعث ہوگی۔ اور جو شخص سوختگان ایزدی محبت کے اسرار
کی نسبت حسن عقیدت اپنے دل کے اندر استواری کے ساتھہ قایم کرے گا۔ وہ شخص توفیق کی برکت
سے۔ اپنی دوجہان کی مرادات مین کامیاب ہوگا جس کسی کے دل مین اُلجھے ہوئے بالون والے
درویشون کی نسبت ناقص اندیشہ پیدا ہو۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ
مانگتا رہے۔ اور اپنا باطن اس تیرگی سے توبہ کے پانی اور پشیمانی کے آنسوؤن سے دہوتا رہے
تاکہ یہ فعل سوء خاتمہ سے اُس کی نجات کا سبب ہو۔ اور اس عذر پذیر گروہ کے مقابلہ مین۔ قیامت کے
روز عذر گوئی کے دست آویز ہاتھہ آوے۔

طالبانِ صحبت کو واضح ہو۔ کہ گدڑی پوشون کی مصاحبت مین سلامتی کے ساتھہ رہنے والون کا

شاہراہ یہ ہے کہ اگر خاکساران نیستی کے ساتھ نشست و برخاست کی خواہش کسی شخص کے دل مین استحکام کے ساتھ قایم ہو - تو اُس کو چاہیے - کہ اولاً صحبت کی فوج کو عقل اور خیال کے لشکر پر غالب اور فتح مند کرے - جس کو حقیقی تمیز پر مطلق نگاہ نہین ہے - اِس فوج کشی مین خیر اندیشی کے لشکر سے کمک مانگے اور اس فوج پر نگرانی بھی درکار ہوگی - سو یہ کام - لوگون کے اخفائے حالات سے یوے دوسرے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ کے دریا مین غریق ہو کر دوست ہم نشینون کے عیب دیکھنے اور سننے سے اپنی آنکھون اور کانون کو بینائی اور شنوائی کے فعل سے معزول کرے - کیونکہ یہ جماعت باطن مین جلال - اور ظاہر مین جمال رکھتی ہے اور ایسے مظاہر مین جلال ظہور کو - اور جمال بطون کو چاہتا ہے - دراصل ان کی صحبت کی مثال - پتھر اور لوہے کی مانند ہے - کہ اگر کوئی رگڑ یا ٹکر - درمیان مین نہ لگے - تو شعلہ نہ اُٹھے - اور **العیاذ باللہ** اگر صورت صحبت برعکس پیدا ہوئی تو جل جانے کے خوف کے سوا - کوئی فائدہ کسی قسم کا نہین ہے - **حافظ**

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر	توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

پس مصاحبت کے اندر صحیح وسالم رہنے کی صورت اگر ہے - تو اصحاب مجلس کی رضا اور تسلیم مین ہی ہے ؎

آتشے راکند گے تسلیم	داغِ نمرود و باغِ ابراہیم
دل توی کے کند ز رحمت رحیم	جز شراب و مفرح تسلیم

آن شرابے کہ اولیا سازند
از شفاخانۂ رضا سازند

القصہ اگر دو مصاحب باہم موافق ہو جاوین تو **الحمد للہ والمنۃ** اور اگر مقابل ہون - تو اس صورت مین نجات کی شکل یہ ہے - کہ انصاف کر کے اپنی حقیقت حال پر واقف ہون - اِس درمیان مین جو زشت ہے - اُس کو شکر خدا بجا لانا چاہیے - کہ ایسے پسندیدہ ہمدم کی نعمت سے مشرف ہے - اور جو خوب ہے - اُس کو صبر کرنا چاہیے - کہ وہ آلی شیت سے ہم نشین کی بلا مین مبتلا ہے - اس طریقہ سے دونون مصاحب - ایک دوسرے کی صحبت سے خوش اور نیز سود مند رہین گے - اسی قسم کی ایک حکایت جو مناسب مقام ہے - مدارک سے نقل کی جاتی ہے -

كان عمران الخارجي من أدم بني أدم و زوجته من اجملهم فلمّا نظرت اليه فقالت اني وانك من اهل الجنة قال فكيف قالت انك رزقت مثلي وشكرت واني رزقت مثلك وصبرت والجنة موعودة للشاكرين والصابرين -	عمران خارجی گندمی رنگ والا نبی آدم تھا - اور اوس کی عورت جمیل ترین نبی آدم تھی - جب اُس عورت نے اپنے شوہر کو دیکھا - تو کہا - مین اور تم دونون اہل جنت ہین - عمران نے کہا - یہ کیونکر عورت نے کہا - مجھ جیسی حسینہ تم کو دی گئی اور تم نے شکر کیا - اور تم جیسا گندمی رنگ والا شوہر مجکو دیا گیا اور مین نے صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکرین اور صابرین کے واسطے کیا گیا ہے -

شعر

او جزت فکری وفی الایجاز فائدة		وللکرام من التطویل تصدیع

ضمیمہ

ضمیمہ - جس کو اس کتاب کا خاتمہ - تکملہ - نیز تتمہ کہ سکتے ہین - اس طور پر ہے - کہ حمد وستایش کے سپول مصور علیسک چمن بندی کرنے والے کی حکمت اور قدرت پر نثار ہین - جس نے اِس خاکسار کی طبیعت کی نوبہار مین - کتاب گلزار کے آغاز کا گلدستہ - مقامات مشائخ کے باغی پہولون سے - ازلی عنایت کے تاگے مین پرو کر - ترتیب دیا - جن کو عالم شہادت کی سیر کے وقت - یہ خاکسار تلاش کے ہاتھ سے چن کر - دامن ادراک مین فراہم لایا تہا اور اسی طرح جس نے صورت بنانے والے قلم کو جو درویشون کے حالات کے چار چمنون کا انجمن آرا ہے - عنصری عالم مین روان کیا - تب کہین قلم - غیبی تصور خانہ مین بہشتی نامطلی گلدستہ کی نقاشی کر سکا ہے - اور نیز عالم عبرت وعبارت کا تماشا کرنے والون - اور عالم غیب وشہادت کے سیاحون کی چشم شہود کو مالا عین رات کا ہنگامہ دکہا سکا ہے - اب یہ خاکسار ایزدی تقدیر اور آلہی توفیق سے ~~یہ امید~~ رکہتا ہے کہ اس گلدستہ کے انجام مین اپنے احوال کے تصویر - بقدر گنجایش - اور باندازہ فرصت آغاز کے رنگ مین - کیہنچ کر دکہا سکے - اور پہر فارغ البالی اور آزادی کی نعمت ملنے کی شکر گزاری - ابدالآباد تک کرتا رہے -

چونکہ دفتر کا تتمہ - بجائے خود - ایک جداگانہ رسالہ ہوتا ہے - لہٰذا اس خوف سے - کہ کہین ایسا نہ ہو - کوئی انتخاب دوست نکتہ سنج - گل کی طرح - اس تتمہ کو گلزار سے جدا کر کے - جمہور اہل ولایت اولیا کی نیم رکابی سے محروم کردیوے اور اس سبب سے یہ تتمہ تنہائی کے ہولناک جنگل مین - بے رہبر - بے سروسامان - اور بے دانہ پانی رہ جاوے - اسواسطے مینے اپنے حالات کی تحریر کو - ایسے چند سو صد بزرگان ومشائخ کے اذکار سے کے تابع کیا ہے - جو بعض تو عالم عنصری سے بہشتی جہان کی سیر گاہ کو چلے گئے ہین - اور بعض زمانہ کے خلوت خانہ مین - شاہد زندگانی کے ساتھ ہم آغوش ہین - خدا کرے - تابع ہی رہین -

یاد شیخ نظام انبیٹھی

آپ - عالم - عامل - عابد - عاشق - اور عارف تھے - خواجہ مودود چشتی کی پاک نسل سے اور شیخ معروف کے بامراد مریدون مین سے ہین - آپ ہمیشہ اخلاق کی درستی مین ایزدی حفاظت اور اخلاق کی جلا مین مصطفائی بصیرت کام مین لاتے تھے - اور نیز ہمیشہ تمام حرکات وسکنات کے آغاز مین بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کرتے تھے - ہمیشہ اس طرح مستعد اور مہیا رہتے تھے - کہ جیسے کوئی سفر پر ہمہ وجوہ تیار ہو - مہمان کی خدمت گزاری اپنی ذات خاص سے کرنا - یہ آپ کی تواضع کا طریقہ تھا - بلکہ تمام اہل دنیا کے ساتھ - آپ مشفقانہ عام مہربانی - اور مرشدانہ خاص عنایت فرماتے تھے - امر معروف مرحمت کی شان مین - اور نہی منکر مروت کے لباس مین کیا کرتے تھے - **القصہ** آپ کی صحبت کی چاشنی مین ربودگی کا بے شمار ذوق ہوتا تھا - اور آپ کی خدمت کی حلاوت مین اکسیر کی جیسی بے انتہا تاثیر ہوتی تھی - آپ کے باصفا حالات کی شرح - عبارت کے حوصلہ مین نہین آسکتی ہے - آپ کے اوصاف کی حقیقت دانستنی ہے - گفتنی اور نوشتنی نہین ہے - بیت

چو من یارا ے دانستن ندارم		بہ گفتن با نوشتن چون سپارم	

امیر سید شاہ محمد ایک بزرگ تھے - اکثر کتب متداولہ محقق استادون کے درس مین پڑھی تھین اور کیا عرب کیا عجم - کیا ہند - دسوین اور کے تمام مشائخ کی فیض بخش صحبت سے پورا حصہ لیا تھا - ظاہر اور باطن دونون آراستہ تھے - جب حرمین شریفین کی زیارت سے لوٹکر آئے - تو چند روز ملک گجرات

مین افادہ اور استفادہ کے طور پر گزر اوقات کی انہین ایام مین اطراف ہند کی سیر و سیاحت کر کے منڈو (مانڈو)
مین آئے - دل کے اندر قیام کا شوق جاگزین ہوا میر جمال الدین ترکستانی پیر عراک کہ مشہور - اور شہر
منڈو (مانڈو) کے قاضی ہین - ان کی لڑکی کے ساتھ عقد کر لیا - کم و بیش سات سال راقم کی مسجد مین
درس دیا - فقیر نے بھی کشف منار اور تلویح اصول فقہ یہ کتابین اس عرصہ مین سید کی باعظمت خدمت
مین نکالی ہین - سید صاحب ایک روز فرماتے تھے -

''مسافرت کے زمانہ مین قصبہ انبیٹھی مین گزر ہوا تھا جو شیخ نظام کا وطن ہے - مین آپ کی
خدمت مین گیا - جب شام ہوئی - تو نماز مین خود امام ہو گئے - پہلی رکعت مین سورہ کافرون ملائی
میرے دل مین یہ خیال آیا - کہ جو دوسری صورتین نسخ سے سالم ہین - ان مین سے اگر کوئی سورۃ
ملاتے - تو اولیٰ ہوتا آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا - سید - اگرچہ یہ سورۃ نسخ کو شامل
ہے - لیکن قرأۃ کی رو سے چوتھائی قرآن کا ثواب اس کے پڑھنے مین ہوتا ہے - اگر اس
نظر سے یہ سورۃ نماز مین پڑھی جاوے - تو اولی معلوم ہوتا ہے - نیز فرماتے تھے - کہ آپ کی
پیشانی مین ایمانی فراست کا نور - اور مصطفائی کرامت کی صفائی پائی جاتی تھی **تخلقوا
باخلاق اللہ** کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ تھا''

ہجری سنہ نوسو نوے مین اس عالم سے اخروی سفر اختیار کیا - قبر اسی قصبہ مین بنائی گئی - اس سے
زیادہ آپ کے باصفا حالات پر اطلاع نہین ملی ہے - اور طبیعت ہمیشہ آپ کے مفصل حالات معلوم کرنے
کی تشنہ ہے - ناچار یہ خدمت خیال کے سپرد کی - کہ کسی آشنا یا بیگانہ کو پیدا کرے - جو دل کی یہ پیاس بجھا کر
حصول آرزو سے سیراب فرماوے - بہت سے غور کرنے کے بعد یہ بات خیال مین آئی کہ شیخ علم اللہ
سلمہ اللہ جو ظاہری و باطنی علم کے عالم عبد الرزاق کے فرزند - اور شیخ نظام کے سالے ہین - شاید شیخ
نظام کے حالات سے واقف ہون - ان کی خدمت مین دو کلمہ لکھکر تحقیق احوال کرنی چاہیے - جب نامہ
التماس شیخ علم اللہ کے مطالعہ مین پہونچا - تو جواب دیا کہ اس درویش کو ابتداے زمانہ ہوش سے کتاب
دانی کا شوق - اور خدا شناسی کا جوش تھا جس نے مجھکو اپنے وطن سے نکال کر جہان پیمائی کی سرگردانی
گوارا کر دی تھی - بالآخر کامل اٹھارہ سال عربستان مین رہ کر دینی علوم اور یقینی معرفتین تحصیل کرنے مین افادہ
استفادہ معلن الہام پر گزارے - جب وہان سے معاودت نصیب ہوئی - تو گجرات کے راستہ سے

خاندیس مین آیا - اوس وقت مین علی عادل شاہ فاروقی والی برہان پور تھا بیت

چو نسبت دار فاروق ست باو اجداد عالی جدش || بما اہل خورد کان طلسم را تریاک فاروقی

اوس کی ملاقات کی گرمی اور اخلاق کی شیرینی نے دار السلام برہانپور کے قیام کے لئے پانون مین زنجیر ڈالی - جب بہت کچھہ حیلہ حوالہ سے وطن کی اجازت لیکر جس حالت سے وطن مین پہونچا - اوس حالت مین ایسی تلاش کا خیال بھی نہین آیا - اس مین شک نہین کہ زبانون پر رسمی حکایتون کے سوا - کوئی حرف نہین ملا - اور بہت سی ضروری باتین ناگفتہ رہ گئین - اب کہ آپ کو اس قسم کا خیال دامنگیر ہے - تو اس نواح کے آنے والون سے جو اس قسم کے حالات سے واقف ہین تحقیق کر کے خدمت مین لکھون گا،، سبحانہ اللہ یہ وعدہ بھی پورا نہین ہوا - کیون کہ ان سنوات مین سفر حجاز کا خیال شیخ علم اللہ کے دل مین پیدا ہوا - اور اُس کی تیاری مین بالکل اپنے تئین منہمک کر کے جس طرح سے ممکن ہوا - بندر راہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - امسال ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے چونکہ جہاز کا موسم گزر گیا تہا - لہذا بیجاپور دکن مین قیام فرمایا - یہان کا حاکم آپ کی تشریف آوری کو اپنے پرگنہ کی سعادت سمجھکر معتقدانہ پیش آتا ہے **مصرع** در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

یاد شیخ جلال محمد تھانیسری

آپ - عالمانہ کمالات - اور درویشانہ مقامات کے جامع - دریاے توحید کے غواص - اور کشتی تحقیق کے معلم تہے شیخ عبد القدوس حنفی کے مرید ہین - رسمی علم کی فروع و اصول مین آپ کے مطالعہ کو ید بیضا حاصل تہا - اکثر کتب متداولہ پر مشکل کشا حاشئے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین - روز - روزہ مین گزرتا تہا - اور شب نماز مین گزرتی تہی - نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کہانا کہایا کرتے تہے - ہر روز رات دن مین خانقاہ کے حافظون کے ساتھہ دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے - نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد درس مین مشغول ہو جاتے تہے - آپ کی صحبت باطنی فروغ - اور ظاہری فیض زیادہ کرتی تہی - آپ درویشانہ سماع کے حریص تہے - آپ کے تواجد مین آپ کی سوزناک حالت سے حاضرین کے دل کو بھی حصہ پہونچتا تہا - جب وہ عمر ضعیفی کو پہونچا - استغراق اور استہلاک کی حالت آپ کے تمام اوقات پر حاوی ہو گئی - لیکن جب نماز کا وقت آتا تھا - تو جو

پڑھتا حاضر ہوتا تھا وہ بلند آواز سے حق حق کہتا تھا۔ اُس وقت آپ عالم استغراق سے سر اوٹھا کر کے نماز کی تیاری کیا کرتے تھے۔ جماعت کے ساتھ فرض ادا کر کے۔ پھر سابقہ حالت کی طرف پلٹ جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ درویش ایک سو دس سال کی عمر پائی۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو میں عالم صورت سے معنوی روضہ کی سیر کو چلے گئے۔

آپ کے پیر بزرگوار۔ حضرت شیخ الاسلامی بہاء الاولیا ملتانی کو یہو پہنچتے ہیں اس ترتیب کے ساتھ شیخ عبدالقدوس شیخہ درویش قاسم بن شیخ برہان الدین او دہی شیخہ۔ شیخ بدہن ہرائچی شیخہ۔ شیخ سید اجمل شیخہ۔ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری شیخہ۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخہ۔ ابوہ شیخ صدرالدین عارف شیخہ۔ ابوہ بہاء الاولیا۔ قدست اسرارہم شیخ عبدالصمد شیخ جلال کے فرزند رشید ہیں۔ والد ماجد کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ اور آپ کے مریدان کامل ہیں سے شیخ بہاء الدین احمد سرہندی ہیں جو ارادتمندوں میں اقدم تھے۔

یاد شیخ نظام تھانیسری

آپ۔ صاحب توکل و تسلیم ہیں۔ علم لدنی سے تعلیم پائی ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات میں اپنے وطن سے سفر حجاز کو دریا کے راستے سے گئے تھے۔ اور حرمین محترمین کا طواف کر کے سعادت دارین حاصل کی تھی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار بیس میں بندر دکن کے جہاز پر سوار ہو کر شہر بیجاپور میں پلٹ آئے۔ یہاں کے حاکم نے۔ اور نیز دیگر بزرگان دین و دولت نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجھ کر۔ نہایت تعظیم اور تواضع کی۔ جب یہاں سے روانہ ہوئے۔ تو اپنے وطن مالوف میں پہونچے۔ پھر ملک عجم اور بلاد شمالی کی سیر و سیاحت کا شوق دل سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ بے اختیار بلخ اور بدخشان کی طرف روانہ ہو گئے۔

مصرع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد شیخ درویش قاسم

کہتے ہیں۔ آپ چشتیہ سلسلہ میں شیخ سعدالدین بدایونی کے مرید تھے۔ نیز اپنے پدر بزرگوار اور ان کے پیر شیخ فتح اللہ ہاپوڑی سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ شیخ فتح اللہ کو خلافت کا خلعت شیخ صدرالدین احمد شہاب قریشی ناگوری سے حاصل ہوا تھا۔ اور خود شیخ صدرالدین احمد کے پیر شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی

کی صحبت سے بہی باطنی، روشن کرکے فروغ خاطر پایا تہا۔
القصہ یہ درویش قاسم تین واسطہ سے حضرت چراغ دہلی کو پہونچتے ہین قدست اسرارہم
درویش خانوادہ چشتیہ اور سہروردیہ بہائیہ مین ایک بلند اور بیش بہا شان رکہتے تہے۔

یاد شیخ کمال الدین کمال مالوہ

آپ شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین نصر اللہ کے بیٹے ہین۔ معرفت مشیخت۔ کشف وکرامت فضیلت۔ اور فراست۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین۔ آپ کے جد امجد حضرت گنجشکر کے بڑے بیٹے ہین۔ آپ کو شیخ نظام الاولیا نے خلعت خلافت عطا فرماکر۔ مردمان مالوہ کی رہنمائی کے واسطے دہلی سے بہیجا تہا ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو نوے مین جب کہ بت پرست راجہ پورنمل نامی حاکم صوبہ مالوہ تہا شیخ قصبہ دہار مین تشریف لائے۔ عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کرکے۔ اقامت کا بستر بچہایا۔ مجاہدہ اور مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیشہ مناجات مین رہتے تہے۔ بحکم ﷲ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ غیبی فیض اور فتوح کے دروازے آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوئے۔ بالآخر گمنامی کا نقاب۔ شہرت کے ہاتہہ نے۔ آپ کے حالات کے چہرہ پر سے حیات مین اور نیز رحلت کے بعد ایک مدت تک نہین اٹہایا جب ملک مالوہ کی حکومت۔ غوری اور خلجی سلاطین کے قبضہ مین آئی۔ تو بہت اچہے اچہے لوگ فراہم ہوئے۔ اسلام نے قوت اور رونق پکڑی۔ چہوٹے اور بڑے سب۔ نے آپکے مرقد اقدس کی طرف توجہ کی آپ کے فرزندان کرام کے اعزاز اور تعظیم کا درجہ ترقی پا چلا۔ اور نذرات وفتوحات کے بازار مین گرمی پیدا ہوئی۔ یہان تک کہ حکومت کی نوبت سلطان محمود ابن ناصر الدین خلجی کو پہونچی۔ اور پہر سلطنت خلجیہ کا زمانہ اخیر ہوگیا۔ اپنے زمانہ مین سلطان محمود نے شیخ کی قبر پر ایک گنبد۔ ایک خانقاہ۔ اور صوفیوں اور فرزندون کے واسطے ایک بڑا دالان بنوا دیا بیت

ودرین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

آپکی نسل مین سے کچہہ لوگ تو مرحوم ہین۔ اور کچہہ لوگ مالوف قصبہ دہار مین اپنے آبائے کرام کے قبہ خوابگاہ پر سجادہ ہین۔ مشروع نذرات اور نفقات کے مصرف اور محل مقبول ہین۔ دیکہین۔ توفیق کون سے دولتمند کو

۱ اور جن لوگون نے ہمارے دین کے کام مین کوشش کی ہین ہم (بہی) اون کو ضرور اپنے رستے دکہائینگے ۱۲

رہنمائی کے ذریعہ سے اِن تک پہونچا کر سعادت کونین بخشے۔

یادِ شیخ محمد ابن شیخ عارف چشتی

آپ معروف و محمود۔ اور احمد و عارف تھے۔ آپ کی صورت اور سیرت سے خرق عادات کی چمک۔ اور برق حالات کی دمک عیاں تھی۔ مسند جانشینی کا منصب اپنے والد ماجد کی خدمت کی برکت سے پایا تھا۔ احوال اور مراقبات ایسے مشابہ اور مناسب تھے کہ ان کے اعتبار سے آپ اپنے باپ کے بھائی ہو گئے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو اٹھاسی میں معنوی ولایت اور خلافت کا ڈنکا بجاتے تھے۔ اِن ایام میں سلطان بہلول لودی۔ دار الخلافہ دہلی کے شہروں میں ظاہری سلطنت کرتا تھا۔ آپ کے کلمات میں عیسوی معجزات کا اثر تھا۔ تحت الذکر چند جملے آپ کے مکتوب میں سے ہیں۔

"اے عزیز۔ ارادہ۔ سالک کی سواری ہے۔ یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا۔ اسی قدر طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے۔ منزل حقیقت کو وصول زیادہ آسان اور جلد ہوگا۔ سالک کو چاہیئے کہ کشش کے بعد کوشش کرے۔ اپنے تئیں۔ مرشد دانا کے پاس پہونچا دے جس کو انسان کامل کہہ سکیں اور جو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ اور احوال سے آگاہ۔ اور ان کے ساتھ متحقق ہو۔ سالک ایسے مرشد کے تحت فرمان ہو جاوے۔ اپنی ظاہر و باطن کو مرشد سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور تقریلی۔ بھوک۔ بیداری۔ قلبی خاموشی۔ اور باطنی تنہائی کو عمل میں رکھے۔ تاکہ ابرار کے مقام اور احرار کے درجہ کو واصل ہو جاوے۔"

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و عنایت سے شیخ عارف کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار شیخ احمد عبد الحق ردولی سے ہے۔ جن کا علم اور معرفت میں پایہ۔ اور استقامت و کرامت میں سرمایہ بہت بڑا تھا۔ ہمیشہ اپنا سر۔ مراقبہ فنا کے گریبان میں رکھا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو خدمت گزار صوفی لوگ کا حق حق کہکر ان کو آگاہ کیا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو پھر بدستور وحدت کے قعر عمیق میں غرق ہو جاتے تھے۔ شیخ احمد خلیفہ شیخ جلال پانی پتی کے ہیں جو ایسے آفتاب تھے۔ جس کی شعاع۔ کمالات تھے۔ اوج۔ الٰہی جمال۔ اور شرف۔ ایزدی جلال تھا۔ نیز اپنے وقت میں

عالیشان درویشون۔ مرگئے تہے۔ خوابگاہ پانی پت مین ہے۔ کہتے ہین۔ خوابگاہ کے طواف سے اس قدر فیض اور فتوح دلون کو پہونچتا ہے۔ کہ بیان نہین ہوسکتا۔ لراسمہ

	بعداز وفات تربت من از زمین مجو ہا		در سینہ ہائے مردم دانا مزار ماست	

شیخ جلال کے مفید کلام مین سے کسی قدر نمونہ یہ ہے۔ فرماتے تہے۔

"طریقت مین منزلین اور مقامات ہین۔ اور ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے نہایت کو پہونچنا ممکن نہین ہے۔ جب تک ابتدا صحیح نہ ہو۔ اگر اصول ضائع ہو جاوینگے۔ تو وصول سے بہی حرمان ہو جاوے گا۔ اور اصول بعض کے نزدیک پانچ ہین۔ اور بعض کے نزدیک سات ہین"

فی العوارف۔ فالمرید ینبغی ان یخرج الی طریق القوم للہ فانہ ان وصل الی نہایات القوم فقد لحق بالمنزل وان ادرکہ الموت قبل الوصول الی المنزل فاجرہ علی اللہ وکل من کانت بدایتہ احکم۔ کانت نہایتہ اتم

عوارف مین لکہا ہے۔ مرید کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے قومی طریق اختیار کرے۔ اس کے اندر اگر مرید قومی طریق کی غایت کو پہونچ جاویگا۔ تو منزل کو پہونچ گیا۔ اور اگر اس کو منزل پر پہونچنے سے پہلے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہے اور جس شخص کی ابتدا زیادہ محکم ہے۔ اوس کی انتہا تمام ہو جاوے گی۔

انبانا ابوزرعۃ اجازۃ عن ابن خلف عن ابی عبدالرحمن عن ابی العباس البغدادی عن جعفر الحلدی قال سمعت الجنید یقول اکثر العوائق والعلائق والحوائل والموانع من فساد الابتداء فالمرید فی اول سلوک ہذا الطریق یحتاج الی احکام النیۃ واحکام النیۃ تنزیہہا من دواعی الہوی وکل ما کان فیہ للنفس حظ عاجل حتی یکون خروجہ خالصاً للہ تعالیٰ۔

ابوزرعہ سے روایت ہے۔ جن کو اجازت ابن خلف سے ابن خلف کو ابی عبدالرحمن سے ابوعبدالرحمن کو ابی العباس بغدادی سے۔ اور ابوالعباس کو جعفر حلدی سے ہے۔ وہ کہتے ہین۔ مینے جنید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تہے۔ اکثر عوائق۔ علائق حوائل۔ اور موانع۔ فساد ابتدا سے ہوتے ہین۔ لہذا مرید کو اس طریق کی ابتدائی حالت مین استواری نیت کی احتیاج ہے۔ اور نیت کی استواری۔

ہوا و ہوس کی مقتضیات سے۔ اور ہر اُس شے سے اُچکا دیتی ہے جس کے اندر نفس کے لئے فوری حظ ہو۔ اس قدر اُچکا دیتی ہے کہ مرید کو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے خروج حاصل ہو جاتا ہے۔

وكتب سالم ابن عبد الله الى عمر ابن عبد العزيز اعلم يا عمر ان عون الله للعبد بقدر النية فمن تمت نيته تم عون الله له۔ ومن قصرت عنه نيته قصر عنه عون الله بقدر ذلك

سالم ابن عبد اللہ نے عمر ابن عبد العزیز کے پاس ایک دفعہ اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی۔ سنو عمر۔ بندہ کو اللہ جل شانہٗ کی مدد بقدر نیت ہوتی ہے جس شخص کی نیت کام کا قصد کرے گی۔ اس کو آتنی مدد پوری ہوگی۔ اور جس شخص کی نیت کام میں قصور کرے گی۔ اُس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مدد ہی کوتاہی کرے گی بقدر تصور نیت

وكتب بعض الصالحين الى اخيه خلص النية فى اعمالك يكفيك قليل من العمل ومن لم يهتد الى النية بنفسه ليصحب من يعلمه حسن النية

ایک صالح شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا تم اپنے اعمال میں خلوص نیت سے کام لو۔ تم کو خلوص نیت کا تھوڑا سا عمل بھی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص خلوص نیت کی طرف خود ہدایت نہ پاوے۔ اس کو چاہیئے کہ اُس شخص کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کی تعلیم کر دیوے۔

قال سهل ابن عبد الله التسترى اول ما يومر به المريد المبتدى التبرى من الحركات المذمومة ثم النقل الى الحركات المحمودة۔ ثم التفرد لامر الله تعالى ثم التوقف فى الرشاد ثم الثبات۔ ثم القرب الحاصل حتے تمسك المريد بالصدق والاخلاص بلغ مبلغ الرجال ولا يتحقق صدقه واخلاصه الا بشيئين متابعة امر الشرع وقطع النظر من الخلق وكل الآفات دخلت

سہل ابن عبد اللہ تستری کا قول ہے۔ مبتدی مرید کو جن باتوں کی نسبت امر کیا جاتا ہے ان میں اولین بات یہ ہے۔ کہ مذمومہ حرکات سے بچے۔ پھر محمودہ حرکات کی طرف انتقال کرے پھر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کا ہی ہو جاوے۔ پھر راہ راست پر توقف کرے۔ پھر اس پر ثابت قدم ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد قرب حاصل ہے جب مرید صدق اور اخلاق کو مضبوط پکڑے گا ضرور درجہ رجال کو پہونچے گا اور صدق و اخلاص کے ساتھ تحقق مرید کو دو ہی چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ (۱) شرعی امور کی متابعت (۲) خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔ اور جس قدر آفتیں مبتدیوں کو عارض ہوتی ہیں سب خلق کی طرف توجہ رکھنے سے عارض

على اهل البدايات لموضع نظرهم
الى الخلق وبلغنا عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم حديث انه
قال لايكمل ايمان المرء حتى يكون
الناس عنده كالاباعر اشارة الى
قطع النظر عن الخلق والخروج منهم
وترك التقيد بعاداتهم ونقل في معنى
الصدق ان عابدا من بني اسرائيل
راودته ملكة من نفسه فقالت له
اجعلوا الى ماء في الخلاء تنظف
به ثم صعد على موضع في القصر
فرمى بنفسه فاوحى الله تعالى
الى ملك الهواء الزم عبدي
قال فلزم ووضعه على الارض
ومعاذ فيقا فقيل لابليس الا
اغويته فقال ليس لي سلطان على
من خالف هواه وبذل نفسه لله
عز وجل - تم

ہوتی ہین - اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہونچی ہے - وہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے - انسان کا ایمان کامل نہین ہوتا ہے - جب تک اُس کے نزدیک تمام لوگ اونٹون کی مثل معلوم نہ ہون - اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ مخلوقات سے قطع نظر کی جاوے - مخلوقات مین سے اپنے تئین خارج کرے - عادات مخلوقات کی پابندی سے آزاد ہو جاوے - اور رسول اللہ صلعم نے صدق کے بارہ مین ایک نقل فرمائی - کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا جس پر ایک ملکہ عاشق تھی - اُس عابد نے کہا میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکھ دو تاکہ مین اُس سے صفائی جسم کرون - پھر عابد بند کو محل کے اندر ایک مقام سے دیوار پر چڑھ گیا - اور وہان سے نیچے کودا - تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کے فرشتہ کو حکم فرمایا - میرے بندہ کو تھام لے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین - اُس فرشتہ نے اُس کو تھام لیا اور اُس کو زمین پر نہایت سہولت کے ساتھ لا کر کھڑا کیا - پھر ابلیس کو کہا گیا - کیا تو اس کو گمراہ نہین کر سکا - اس نے جواب دیا میرا کوئی زور اُس شخص پر نہین چل سکتا ہے جو اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے اور جس نے اپنا نفس اللہ عزوجل کے واسطے وقف کر دیا ہو -

یہ چند باتین بھی شیخ جلال کے اقوال مین سے ہین - عمل بے علم سقیم ہے - علم بے عمل عقیم ہے - اور علم باعمل صراط مستقیم ہے "اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم"[1] شیخ جلال - خلیفہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہین - حالات کے شغلون کو مخفی رکھنا - اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا شیخ شمس الدین کا مشرب تھا - شیخ شمس الدین سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین مفقود الخبر ہو کر شہر دہلی مین سرمایہ معرفت

۱؎ یا اللہ ہم کو راہ راست دکھا ۱۲

جمع کرتے تھے - چونکہ ان کی خدمت میں سلطان وقت کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - تو لوگوں کے ہجوم سے ان کی گمنامی اور خاموشی میں خلل واقع ہوا - **بیت**

ہیچ کنجے بے دو و بے دام نیست	جز بہ خلوت گاہِ حق آرام نیست

بالآخر اپنے مرشد شیخ علی صابر کی اجازت لیکر دہلی سے قصبہ پانی پت میں چلے گئے - اور وہاں پر گوشہ گمنامی اختیار کیا - باقی ماجرا شیخ شمس الدین کا جیسے سرزمین پانی پت کے مشائخ - علما - اور حکما کا حلقہ بگوش ہونا - ایام زندگی ختم ہونا - اُس جگہہ خوابگاہ ہونا - اور نیز دیگر سوانح کسی قدر مولانا علی کابلی گلبہاری کے تذکرہ میں لکھے ہوئے ہیں - وہاں سے مطالعہ کر لئے جاویں -

شیخ علی صابر - خلیفہ - اور بہن کے بیٹے حضرت گنجشکر کے ہیں - وصال شیخ علی صابر کا ہجری سنہ چھ سو نوے کے کسی مہینے میں ہے - خوابگاہ کوہپایہ کے توابع میں سے کسی مقام پر ہے -

یاد سید عبدالواحد

آپ - سید ابراہیم قنوجی اور بلگرامی کے بیٹے ہیں - صاحب مجاہدہ و مشاہدہ تھے صحت حال اور فصاحت مقال بھی رکھتے تھے سید حسینی کی نزہتہ الارواح پر ایک شرح لکھی ہے - جو قابل تن ہے - بہت سی توجیہات اور تاویلات کام میں لاکر عبارت کے تمام مقاصد کو حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے - آپ شیخ حسین اسکندر آبادی کے مرید ہیں - جب ایکبارگی ترک و توبہ کی توفیق نے مال و منال اور عزوجاہ کا کردو شیخ حسین اسکندر آبادی کے اعتقاد کے نذر کیا - تو آپ کسی عالی مرتبہ صاحب معرفت کی تلاش کرتے ہوئے شیخ صفی الدین عبد الصمد کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور مراسم ارادت بجالا کر ذکر و فکر - مراقبہ - اور تصور میں مشغول ہو گئے اور اپنے مطلوب پر کامیابی چاہی شیخ صفی شیخ محمد قطب لکھنوی کے بزرگ خلیفہ ہیں - جو اس وقت کے لوگوں کی زبانوں پر شیخ مینا کر کے مشہور تھے - سہروردیہ اور چشتیہ سلسلہ میں لوگوں کو کلاہ ارادت - اور مریدوں کو خلعت خلافت بخشا کرتے تھے اور طالبوں کو ایزدی وصول کے کمالات پر پہونچا دیا کرتے تھے -

یاد امیر سید صبغتہ اللہ

آپ بھڑوچی مولد - شطاری مشرب - اور وجیہ الملتہ احمد آبادی کے حالی حضرت شاگرد و صاحب

ولایت خلیفہ ہین۔ فضیلت اور فصاحت کے قرآن کا آغاز۔ کشف وکرامت کی کتاب کا خاتمہ۔ انس وقرب کی نفحات کا تکملہ۔ اور صدق وصفا کی رشحات کا سرچشمہ تہے۔ چند سال تک مرشد کی اجازت سے اپنے وطن مین رہکر امر معروف اور نہی منکر کی ہدایت اور علوم کی تعلیم مین مشغول رہے۔ حجاز کے مبارک سفر کی توفیق۔ حرمین شریفین کی زیارت کا سبب ہوئی۔ جب آپ کو حرمین کی بہشت نما زمین سے آب ودانہ کی کشش۔ صلہ رحم کی رعایت اور فرزندون کی اور وطن کی محبت کے پردہ مین آکر ہند کی طرف لوٹا لائی۔ تو اس پر آپ ہمیشہ دل ہی دل مین رویا کرتے تہے۔ **بیت**

کے بود یارب کہ رو در یثرب وبطحا کنم ‖ گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

اتفاقاً ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین اپنے وطن سے تمام چیزون کو اور تمام لوگون کو خیرباد کہکر بے اختیار تن تنہا حسب مشیت ایزدی ملک مالوہ مین چلے آئے۔ اسی اثنا مین ایکبارگی۔ مدینہ مصطفویہ کی زمین بوسی کا شوق **علی صاحبہا افضل الصلوۃ** آپ کی آرزومند خاطر سے جوش کرکے تما عنان اختیار ہاتہ سے نکل گئی۔ لہذا یورش کرکے ہجری سنہ ایک ہزار مین خاندیس کے راستے سے احمدنگر دکن مین پہونچے۔ اس ملک کے فرمان روا برہان الملک نے عرض کیا تو کچہہ کم ایک سال تک یہان پر توقف فرمایا زمانہ کے حسن اتفاق سے یہ بات ہے۔ کہ **راقم** ماجراے درویشان ان ایام مین اس مقام پر فقرا اور فضلا کی خدمت سے **فیض حاصل** کر رہا تہا۔ نیز شعرا اور ظرفا کی صحبت مین بہی شامل نشاط وطرب ہوا کرتا تہا۔ **القصہ** آپ کے تشریف لانے۔ اور درویش کے موجود ہونے نے دونون کو غریبی اور تنہائی کے اندوہ سے نجات بخشی۔ اور چند روز مصاحبت غنیمت سمجہی گئی **بیت**

چند روزے کہ غمت مونس جان بود مرا ‖ خاطر جمع ودل شاد ہمان بود مرا

دوسرے سال جزیرہاے دریا کے عزم پر سامان باندہ کر تیار ہوگئے۔ جب بیجاپور پہونچے۔ تو یہان کے حاکم نے نہایت تواضع کے ساتہ دل ہاتہ مین لے کر اور تعظیم مالاکلام سے پیش آکر کچہہ مدت تک ٹہیرایا۔ پہر سفر مبارک کا سامان کردیا۔ اور جہاز خاصہ پیش کیا۔ تاکہ صوفیون اور درویشون کی جماعت فراغ خاطر کے ساتہ جمع کرکے۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا[۵] کی بشارت سے کامیاب

[۵] جو شخص اس مین داخل ہوگیا۔ وہ امن مین آگیا ۱۲

اور جب حسب دلخواہ مشتاق آنکھیں مدینۃ الحرام کے دیدار سے منور ہوئیں - تو آپ نے بقیۃ العمر یہیں رہنے کی نیت کر کے اسی نبوت کے شہر میں گھر اور خانقاہ بنالی - ہر چند سلطان روم کی جانب سے نامہ و پیام آیا اور منت و معذرت کی گئی - مگر آپ نے سیور غال (معاش کی وجہ معین) قبول نہ فرمائی - اور بقیۃ العمر توکل اور تسلیم میں گزار دی -

کہتے ہیں - آپ کی زیادہ خواہش پر نظر کر کے ایک رات خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والسلام نے اپنے خدام حرم کو اجازت فرمائی - کہ سید صبغۃ اللہ - ہمارا فرزند ارجمند ہے - عرب اور عجم کے دیگر تمام زائرین کی طرح نہ سمجھکر اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا - چھوڑ دینا کہ شب جمعہ کو ہماری خدمت میں رہکر صلوٰۃ اور صلوات صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے - یہ بھی ہمنے اجازت دی ہے - کہ اپنے یاروں میں سے جس کسی کو چاہے اپنے ہمراہ حرم شریف میں رکھے - جس روز سے کہ حضور نبوی نے خاکیوں کی نظر سے عنصری پیکر کا ظاہری چہرہ حجاب اور عزت کے برقع میں چھپا کر مدینہ وحدت میں خوابگاہ اختیار فرمائی ہے - اُس روز سے آج تک کسی فرد بشر کو ایسی خاص عنایت کا خلعت عطا فرما کر سرفراز نہیں فرمایا ہے -

الحمد للہ علیٰ ذٰلک -

آپ کے کمالات - حالات - اور خرق عادات کتابت کی امداد سے انجام پذیر نہیں ہیں - اور اس کتاب کا اختصار مفصل حالات کی برداشت کر ہی نہیں سکتا - اس وجہ سے ان معانی کا ادا - ایما - اشارات اور اجمال کے سپرد کیا جاتا ہے - بالآخر اسی تفویض اور توکل پر استقامت اختیار کر کے ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ کے کسی مہینے میں مدینہ معظمہ کی زمین میں کے اندر دفن کئے گئے **رحمہ اللہ تعالیٰ -**

یاد شیخ شمس الدین جالندری

آپ ہندوستان کے اندر مشائخ نامدار کے سر دفتر - اولیاے کامگار کے سرگروہ - دانش مندان روزگار کے سر حلقہ - اور صلحاے تقویٰ شعار کے سردار تے - جس وقت انسانی مظہر مراتب الٰہی کے ساتھ متصف ہوتا ہے - تو باعتبار کمال اس کے مدارج مختلف ہوتے ہیں اس کمال کے جامعیت کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں -

الصوفی محقق ببعض الصفات دلا اسماؤ	صوفی کچھ اسما اور صفات کے ساتھ تو خصوصیت رکھتا ہے

فانها لا یلیق بجناب العزة تعالی وتقدس
ومتخلق بالاسماء والصفات الحمیدة
فان الصوفی من کان حزینًا فی القلب
علیلا فی البدن وامعا فی العین
خالصا فی العمل جاهدا فی الدعاء
خلقا فی الثوب بائتا فی المسجد رفیقا
مع الفقراء باکیا من الذنوب مونسا
بالرب مزینا بالزهد اکلا للغضب هادیا
لطالب قاریا للقرآن کریما علی الخلق
عالما باحکام الشرع ودقائقها
راحما علی الناس رحیما علیهم بستر
عیوبهم مالکا علی النفس الامارة
متکبرًا عن المسئلة خالقا للاخلاق
الحمیدة بادیا لها بالرتبة خلاقا
للاخلاق الحسنة الکلیة مصورا
لافعاله واقواله فی باطنه غفارا
لذنوب رعیته من عبیده وامائه
وهابا علی الناس رزاقا لاولاده
ولمن کان فی عیاله فتاحا علی الخلق مغلقهم
علیما لعیوب نفسه قابضا علی الظلمة
باسطا علی الطلبة خافضا للجهلة
رافعا لارباب العلم معزا لاصحاب الحقوق مذلا
للکفرة وللملاحدة سمیعا لذکر الله بصیرا

کہ وہ جناب باری تقدس وتعالیٰ شانہ کی شان کے لائق
نہین ہین اور باقی اسماء صفات الٰہی کے ساتھ تہذیب
یافتہ ہوتا ہے۔ پس صوفی وہ ہے جو دل کے اندر حزین
ہو۔ بدن کے اعتبار سے علیل ہو۔ آنکھون کے اعتبار سے
روتا ہوا ہو۔ عمل کی رو سے خالص ہو۔ دعا کے اندر کوشش
کرنے والا ہو۔ کپڑے پھٹے پرانے رکھتا ہو۔ رات کو مسجد مین
رہتا ہو فقرا کا رفیق ہو۔ گناہون کے خیال سے روتا ہو
رب کا مونس ہو۔ زہد کے ساتھ زینت یافتہ ہو۔ غصہ کہاتا ہو
طالب کا ہادی ہو۔ قرآن کا پڑہنے والا ہو۔ مخلوق پر کریم ہو۔
احکام شرع اور ان کے دقائق کا عالم ہو۔ لوگون پر رحم
کرنے والا ہو۔ اور اُن پر اُن کے عیوب کے چھپانے سے
رحیم ہو۔ نفس امارہ پر مالک ہو۔ سوال کرنے سے تکبر کرتا ہو۔
اخلاق حمیدہ کا خالق ہو۔ نیز رتبہ کے اعتبار سے اُن کا
آفرینندہ ہو۔ تمام اخلاق حسنہ کا خلاق ہو۔ اپنے باطن کے
اندر اپنے افعال اور اقوال کی تصویر کھینچنے والا ہو۔ اُس کے
لونڈی غلام جو اُس کی رعیت ہین اُن کے گناہون کو معاف
کرتا ہو۔ لوگون کے اوپر بخشش کرتا ہو۔ اپنی اولاد کا۔ اور جو
اُس کے عیال مین ہے۔ اس کا رزاق ہو۔ خلقت پر
اُس کی مشکلات کا حل کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کے عیبون
کو جانتا ہو۔ ظالمون کے حق مین قابض اور طالبون کے
حق مین باسط ہو جاہلون کا درجہ پست اور ارباب علم کا رتبہ
بلند کرنے والا ہو۔ اصحاب حقوق کو عزت اور کافرون اور
ملحدون کو ذلت دینے والا ہو اللہ جل شانہ کا ذکر سنے۔

لاحسانہ حکما علی الخلق بالحق عدلا
فی احوالہ واقوالہ لطیفا فی غایۃ
خبیرًا عن احوال الفقرآء حلیما
عن جواز الناس غفور التعدی
الخلق وظلمہم شکورا عن نعم
الہادی علیّا بالہمّۃ حفیظا عن
ارتکاب المعاصی حسیبا لافعالہ
واقوالہ جلیلًا متنزّھا عن
اصحاب الدول رقیبا لرعیتہ
من ظلم الظالم مجیبًا لسوال
السّآئلین واسعا بقوۃ من فی
عیالہ حکیمًا فی امرہ ودودا
لاصحاب الزّحمۃ مجیدًا فی ورعہ
باعثًا لافعالہ واقوالہ الحسنۃ
شہیدا علی النّاس بالصدق حقًا
فی الطاعۃ وکیلا فی اوامر الدنیا
والدین قویًا فی الذات متینًا فی
العبادات ولیا لارباب الخیرات
حمیدا فی الصفات محصیًا
للحرکات والسکنات الواردۃ
من النفس الامارۃ فی الیوم
واللیلۃ معید للصیام والصلوٰۃ
باعتبار تحقق الشبہات محییًا

اور اُس کا احسان سمجھے - مخلوقات کے اوپر حق کے ساتھ
حکم ہو - اور اُس کے احوال اور اقوال کے بارہ مین عادل ہو -
غایت درجہ لطیف ہو - فقرا کے احوال سنے باخبر ہو لوگوں سے
جو تجاوز ہو جاوے - اُسپر حلیم ہو - خلقت کے تعدی اور ظلم کا
بخشنے والا ہو - اللہ جل شانہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرے -
ہمت عالی رکھے ارتکاب معاصی سے محفوظ رہے - اپنے
افعال اور اقوال کا حساب کرتا ہو - صاحبان دولت سے
بڑا اور علیحدہ رہتا ہو - ظالم کے ظلم سے اپنی رعیت کا محافظ ہو
سائلین کے سوال کا مجیب ہو - جو لوگ اُس کے عیال مین ہین
اُن کے رزق مین اپنی قوت سے وسعت دیوے - اپنے بارہ
مین حکیم ہو - تکلیف والوں کا دوست ہو - اپنی پرہیزگاری مین
بزرگ ہو - اپنے نیک افعال اور اقوال کا باعث ہو - صدق
کے ساتھ لوگوں کے مقابلہ مین گواہ ہو - طاعت کے اندر درست
ہو - دنیا اور دین کے کاموں مین وکیل ہو - اپنی ذات سے قایم
ہو - عبادت کے اندر متین ہو - ارباب خیرات کا دوست ہو -
صفات کے اندر محمود ہو - جو حرکات اور سکنات دن اور رات
مین نفس امارہ سے صادر ہونے والے ہوں - اُن کا ضابطہ
ہو جب شبہات کا ورود ہو - تو روزوں کے واسطے اور
نماز کے واسطے تیار ہو - اخلاق حمیدہ کا زندہ کرنے والا
ہو - افعال رویہ کا نیست و نابود کرنے والا ہو - روح کے
ساتھ زندہ ہو - عبادات باقیات کے واسطے قوی ہو حسنات
کا حاصل کرنے والا ہو - اغنیا کے سوال سے مستغنی ہو -
گوشہ کے اندر اکیلا رہتا ہو - خلق کے اندر ایک ہو کر رہے

للاخلاق الحميدة متميا للافعال الردية حييا
بالروح قويا للعبادات الباقيات باذلا للحسنات ماجدا
عن سوال الاغنياء آكدا بالعزلة احدا
فى الخلق سهلا فى حوائج الرعية مقتدرا
بالقدرة الالهية مقدما لحوائج الناس مؤخرا
لحوائج النفس اولا فى الاتيان بالاوامر آخرا
فى الخروج من المسجد ظاهرا فى الفرائض باطنا
فى النوافل عاليا على النفس متعاليا على الخلق
بكثرة الطاعات برا فى المعاملات توابا فى عصيان
العصاة منتقما من النفس عفوا من الناس رؤفا
على الصغراء مليكا على النفس بجميع اوامره
هاديا للخلق الى الطاعات غنيا عن الناس معطيا
للسائلين سوالهم مانعا للنفس عن ارتكاب
المعاصى مبادئا فى الخيرات نافعا للغير نورا
لاصحاب الضلالة بالافعال الحميدة وارثا فى الارض
بالصلاحية مرشدا لاصحاب الارادة مبعدا لهم
عن ظلم الخلق حافظا لحقوق اصحاب الوعظ وعند هذا
ظهر سر تخلقوا باخلاق الله وهذا معنى
من الامام الغزالى قدس الله تعالى روحه ان
للعبد شركة فى كل اسم وصفة من اسماء
الربوبية وصفاتها وبعدا فهو غير واصل
بالله تعالى شانه وتعالت آياته و
تقدست اسمائه وصفاته

رعیت کی کاربراری مین ناصح ہو۔ الٰہی قدرت کے اندر صاحب
مقدرت ہو۔ لوگون کی ضروریات کو آگے رکھے۔ اپنی
ذاتی ضروریات کو پیچھے ڈالے او امر کی تعمیل مین اول ہو۔
مسجد سے باہر نکلنے مین آخر ہو۔ فرائض کو ظاہر ظہور ادا
کرے۔ نوافل مخفی پڑھے۔ اپنے نفس کے اوپر غالب ہو
خلق کے اوپر کثرت طاعات مین ورہو۔ معاملات مین
نیک ہو۔ عاصیون کے عصیان پر توبہ قبول کرے۔ اپنے
نفس سے انتقام لیوے۔ اور لوگون کو معاف کرے۔ چھوٹون
کے اوپر مہربان ہو۔ اپنے جمیع امور مین نفس کے اوپر مالک
ہو خلق کو طاعت کی طرف ہدایت کرے۔ لوگون سے غنی
ہو۔ سائلین کے سوال پورے کرے۔ نفس کو ارتکاب
معاصی سے باز رکھے۔ خیرات کا عمل نئی نئی طرح سے کرے
غیرون کو نفع پہونچاوے۔ گمراہون کے واسطے افعال حمیدہ
کے ذریعہ سے نور ہو۔ زمین پر صلاحیت کے ساتھ وارث
ہو۔ اصحاب ارادہ کا مرشد ہو۔ اون کو ظلم خلق سے بیک بیدار
دیوے اصحاب وعظ کے حقوق کا محافظ ہو۔ اور مذکورہ
بالا اعمال پر عمل کرنے سے ایسے اسرار ظاہر ہو گئے ہین جن
کے سبب سے اہل تصوف الٰہی اخلاق سے متصف ہو گئے
ہین۔ اور یہ معنی امام غزالی سے پہونچے ہین۔ قدس اللہ تعالیٰ
روحہ کہ بندہ ربوبیت کے اسما اور صفات مین سے ہر ایک
اسم وصفت مین شرکت رکھتا ہے۔ اور نیز بعد بھی اس
اعتبار سے رکھتا ہے۔ کہ اللہ جس کی شان اور آیات عالی ہین
اور جس کے اسما اور صفات پاک ہین اُس کو پہونچ نہین سکتا ہے۔

یاد شیخ جلال واصل رحمہ اللہ

آپ کالپی کے باشندہ - مولانا خواجگی نخوی کی نسل سے - اور حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے ہین - آپ کے دل کا سویدا - مشاہدہ اور مراقبہ کا مرکز اور آپ کا باخبر ضمیر معارف اور مواجید کا مزرعہ تھا آپ کی باصفا آنکھون کو انکشاف[۵] کے روز مین احدیت کے آفتاب سے اور استتار کی رات مین وحدت کے چراغ سے بینائی ملتی تھی - سرود سماع کی بزم پر آپ عاشق تھے - آپ کے وجد اور حالت کا سوز - قلوب کی استعداد اور قابلیت کے موافق - حاضرین انجمن مین سرایت کر کے، ان کو خود بینی سے رہائی دیتا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو تھے تھا - کہ آپ کے جسمانی آئینہ مین اسم محیی کے جمالی انعکاس کے جگہ اسم ممیت کا جلالی عکس نمودار ہوا - عیال کا مسکن - عبادت کا حجرہ - اور عاقبت کا مرقد زمین کالپی مین ہے - آپ کے فاضل اور اہل فصاحت فرزند موجود ہین - خدا کرے - ان کو آباے کرام کے مکاشفات کی ترقی نصیب ہو - سب سے بڑے شیخ افضل تھے - درحقیقت یہ اپنے وقت کے علما مین افضل تھے - پدر بزرگوار کے بعد ان کو عالم فرق مین قیام کے لئے دو سال کی مہلت ملی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین عالم جمع کی جمعیت آباد کو کوچ فرمایا - دوسرے فرزند شیخ اجمل جمیلی تخلص ہین - فارسی شعر مین ان کی مشق پختگی کے درجہ کو پہونچ گئی ہے - تیسرے فرزند شیخ معین الدین ہین - فضیلت اور دانش مندی کا فروغ ان کی پیشانی مین تابان ہے - درویشی کے طریقہ مین ثابت قدم ہین - توکل - تسلیم - عزلت - خلوت - وارستگی - اور بے نیازی کے طریقے کمال کے ساتھ رکھتے ہین - خدا کرے - اکملیت کے درجہ کو پہونچین -

یاد شیخ بابو سندہی

محبت اور حیرت کے بیابانون مین تنہا قدم آپنے ہی رکھا ہے - فنا کے صحرا - اور بقا کی شاہراہ کے اندر چلنے مین آپ کو آندھی یا بگولہ کہنا ناموزون نہین ہے - شیخ لشکر محمد عارف شطاری کے اچھے مریدون مین ہین - شہر برہان پور کے اندر سندہیون کے محلہ مین آپ کی عبادت کا حجرہ تھا - جب حجرہ مذکور دونون طرف سے گر گیا - اور اس کی درستی کا ارادہ دل کے اندر مستحکم ہوا - تو آپنے چاہا - کہ راقم گذارے اس بارہ مین مشورہ کرے

---

[۵] انکشاف اور استتار - اصطلاحات صوفیہ مین مقامات کے نام ہین ۱۲ -

طور پر کچھ بات چیت کریں - اور اس ذریعہ سے پریشانی خاطر دور فرماویں اسی خیال کے اندر ناگاہ یاد پیش ہوا - کہ اولاً اس باب میں استخارہ کرنا درویشوں کی حالت کے اعتبار سے بہتر ہے - مثنوی منطق الطیر ہاتھ میں تھی - اُس کو تفاول کے طور پر کھولا - یہ ابیات برآمد ہوئیں - **ابیات**

گلخن ست این جملۂ دنیائے دون		قصر تو چندست ازین گلخن کنون	
قصر تو گر خلد جنت آمدست		با اجل زندان محنت آمدست	
گر نبودی مرگ را بر خلق دست		لائق افتادے درین منزل نشست	

ان واقعات کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے - کہ اس کے بعد چند تعمیر در و دیوار کے واسطے التماس کی آوازیں بلند کی گئیں - لیکن قبولیت کا درجہ نہ ملا - اور ہجری سنہ ایک ہزار تین سے لیکر مزار کی عمارت تیار ہونے تک جس کا سنہ ایک ہزار پندرہ ہے بے در و دیوار اُسی ویران گھر میں عمر گزاری - **بیت**

در این خانہ بے بوم ست غوثی از خرد نبود		بپاے پاس متاعش رخنۂ دیوار بربستن	

یاد شیخ بدھا طیب بھاری

آپ اپنے زمانہ میں ظاہری معلومات کی - اور رسمی علم کی مجلس کے ہم نشینوں میں سرحلقہ - اور معنوی و حقیقی محفل کے محرموں کے اندر قطب تھے - محقق دانشوران ہند - مولانا حاتم سنبلی فرماتے تھے شیخ بدھا کی بزرگی اور شان کے بارے اکثر بزرگان وقت کی طاقت کی پشت خم تھی - ان میں سے چند بد اندیش سیاہ باطن لوگ - آپ کی خداداد رونق توڑنے کے واسطے ہمیشہ فلک سے بہانہ دریافت کرتے تھے - کیونکہ وہ بھی خیلگی پشت میں اس جماعت کی مثل تھے - اور فرمان روایان ملک - دولت کے نشہ اور خود بینی کی مدہوشی میں سرشار ہوتے ہی ہیں - ان کے ساتھ وہ لوگ موافق ہو کر قرار دیتے تھے - کہ امتحان کی انجمن ترتیب دیجاوے تاکہ جو مدعی دعویٰ بلا برہان رکھتے ہیں - وہ الزام اور انفعال کے گوشہ میں خاموش ہو کر بیٹھیں - اور اور ہر ایک کی حقیقت کا جوہر کھل جاوے - چاہتے تھے کہ اس حیلہ سے شیخ کی بات میں فرق پیدا کریں - ہر چند یہ منصوبے - زمانہ پرستوں کی خواہش کی بساط پر مکر بچھائے گئے - لیکن کسی شخص کو کسی مجلس میں آپ کے متین کلام میں معارضہ اور نقص کے طور پر بات کرنے کی گنجایش نہیں ملی بلکہ معرفتوں کے بیان کرنے کی قوت - آپ کی ذات شریف کے سوا - دوسرے کو میسر ہی نہیں ہوئی - اور تمام امتحانات کے مقامات سے

آپ نے فتح اور فرخندگی کے ساتھ اپنے مکان کو بازگشت فرمائی - نتیجہ اس کا یہ ہوا - کہ حاضرین انجمن نے آپ کی گفتار کے شاہوار موتیوں سے سمعنا و اطعنا[۵] کا گوشوارہ بناکر ارادت اور اطاعت کے کان میں پہنا - اور ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگائی - حافظ

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دُرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

یاد شیخ بدھا حقانی جونپوری

آپ شیخ بدھا طبیب بہاری کے ہم نام ہیں - علوم متعارفہ کے اندر آپکے مطالعہ سے فنون کے اعتراضات اور مشکلات حل ہو کر بالکل روشن ہو جاتی تھیں - چونکہ آپ کی صحبت سے حق ثابت اور باطل معدوم ہو جاتا تھا - آپ سخن حق کو خلا و ملا میں پوشیدہ نہیں رکھتے تھے - اور بلند آواز کے ساتھ - نماز کی اذان کی طرح لوگوں کے کان میں پہونچاتے تھے - اسواسطے آپ حقانی لقب کے ساتھ مشہور ہوئے - باطنی کمالات کا کسب شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کی خدمت بابرکت سے کیا تھا - آپ کا ازمغا طلب کو قُلْ جَآءَ الْحَقُّ[۵۵] وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۵ تھا -

اراد بالحق ههنا الاسلام والدين و بالباطل الكفر والشرك والحق المطلق هو الموجود والحق المقيد ما كان حسنا في العقيدة والفعل والنطق والباطل نقيض الحق والله حق على معنى انه موجود وانه ذو الحق وانه محق الحق يقال الحق ما كان لله والباطل ما كان لغير الله ويقال الحق من الخواطر ما دعى الى الله والباطل ما دعى الى غير الله

اس مقام پر لفظ حق سے مراد اسلام اور دین ہے - اور باطل سے مراد کفر اور شرک - مطلق حق موجود ہے اور مقید حق وہ ہے - جو عقیدہ میں - فعل میں - اور نطق میں نیک ہو - اور باطل نقیض حق ہوتا ہے - اور اللہ حق ہے اس اعتبار پر کہ وہ موجود ہے - اور وہ ذو الحق ہے - اور وہ احقاق حق کرنیوالا ہے - یہ بھی ایک قول ہے کہ حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو - اور باطل وہ ہے جو غیر اللہ کے واسطے ہو - اور یہ بھی ایک قول ہے کہ منجملہ خواطر حق وہ ہے جسکا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور باطل وہ ہے جس کا رخ غیر اللہ کی طرف ہو

۵ - ہمنے سنا - اور قبول کیا - ۱۲ ۵۵ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو - کہ (بس دین) حق آیا اور (دین) باطل نیست و نابود ہوا - اور (دین) باطل نیست و نابود ہونے والا ہی تھا ۱۲ منہ

یادشیخ دولت ابن شیخ عبدالملک منیری

آپ علم آموز-عمل اندوز- دانش گستر- اور بینش پرور تھے- جب آپ حروف کی اور کتابی نقوش کی شناسائی مسائل اور مقاصد کتب کی تحصیل- میان بدن منیری سے کر کے- ظاہری آراستگی کماں وجہ بر کر چکے- تو رسمی ارادت کے مراسم بھی میان بدن کی خدمت مین ہی ادا کئے- جب رہنمائی کی بدولت سلوک کے پانون سے- طریقت کا راستہ چل کر- درویشی کی منزلین اور مقامات طے فرمائے اور تلوین[۵] احوال کے گرداب سے نکل کر ساحل تمکین کے عالی مقام کو پہونچے- تو خلافت کا خرقہ- اور اجازت کا فرمان بھی ملا- آپ کی مانند فطرت مین- فراست مین- فنا مین اور نفس پر فیروزی پانے مین- میان بدن نے ہان دوسرا کوئی خلیفہ اور شاگرد نہین تھا آپ کی درس کے حلقہ مین یہ اصحاب حاضر ہوتے تھے- شیخ اجمل- شیخ عبدالکریم- سید احمد بہاری- شیخ احمد چشتی جو حضرت گنجشکر کی نسل سے ہین شیخ خلیل پٹنی- جن کے نام سے موضع نواده منسوب ہے شیخ حافظا سارنی- شیخ یعقوب- جن کے نام ایک مدت تک دارالخلافۃ آگره کی قضا کا عہده رہا- اور نیز اس جماعت کی مثل دیگر بزرگان نامور بھی حاضر ہوتے تھے- اس حلقہ مین آپ شامل مرکز تھے- شاه ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست ابن شیخ قاضن شطاری کی خدمت اور ملازمت سے بہت کچھ کامیابی اور فیض حاصل ہوا تھا-

آپ کی ایک سرگذشت بطریق اختصار اس طرح پر ہے- کہ ایک روز ایک امر مشروع کی تقریب سے آپ قلعہ رہتاس کی طرف گئے تھے- اثنای راه مین ایک شخص ملا- اُس نے کہا- میری لڑکی کے کار خیر (شادی) کا وقت نزدیک آگیا ہے- جس نے مجکو سوال پر مجبور کیا ہے- اور آپ کے چہره سے مین الٰہی بخشش کا فروغ مشاہده کرتا ہون- لہذا آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین- آپ نے مرحبا کہکر خادم کو فرمایا جس قدر نقد جیب مین موجود ہو- اس سائل کے سامنے رکھدو- خادم نے عرض کیا- ایک سو درم مسکوک موجود ہین- اگر ارشاد ہو- تو کل کے لائق بچا کر باقی اس سائل کو دیدون- آپ نے فرمایا- غم نہ کرو- کل کا آنا اور روزی کا پہونچنا- دونون ساتھ ساتھ ہین- کوئی فردا ے روزی کے نہین

---

[۵] تلوین اور تمکین اصطلاحات صوفیہ مین دو مقامات کا نام ہے ۱۲

ہو گی - تمام نقد بغیر توڑے ہوڑ سے اس شخص کو دیدو - ہنوز وہ شخص نقد مذکور لیکر ایک تیر سے کے فاصلہ پر نہین گیا تہا کہ دو سوار اُسی طرف سے دوڑتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بیس دینار زر سرخ - یومیہ فردا کے نام سے پیش کئے - اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح چمک کر نظر سے غائب ہو گئے -

دیگر قاضی عبد اللہ نامی ایک عالم قصبہ منیر مین رہتے تہے - مشائخ طریقت کی راہ و روش - بیعت خلافت - اور خرقہ پوشی سے - اس سے انکار رکہتے تہے - ایک رات قاضی صاحب کو عالم خواب مین معلوم ہوا کہ کوٹہہ کے اوپر مخدوم شیخ شرف الدین - شیخ احمد چرم پوش - مولانا عبد الرحمن جامی - اور امیر خسرو بیٹہے ہوئے معرفت کی باتین کر رہے ہین - اور فقیر اور شیخ دولت ہم دونون نیچے کہڑے ہوئے ہین - مولانا جامی نے ہم نشینون سے شیخ دولت کے اوپر چڑہ آنے کے واسطے اجازت لے لی - جب شیخ دولت اوپر چلے گئے - تو اُنہون نے کہا - قاضی عبد اللہ بہی حاضر ہین - حضور کی خدمت کی اُن کو آرزو ہے - شرف الاولیا نے فرمایا - یہ ازل سے سائل کے حوالہ ہین - اپنا مرید کر لینا چاہیئے - چنانچہ شیخ دولت نے حسب اشارہ میرے سر کے تہوڑے سے بال مقراض سے کتر لئے - اور مراسم ارادت ادا کئے صبح کو جب مین مراسم ارادت بجا لانے کے لئے شیخ کی ملازمت مین گیا - تو مسکرا کر فرمایا - عبد اللہ تکرار بیعت کی حاجت نہین ہے - اس بارہ مین مشائخ کی رسمین جو کچہہ تہین رات کو ادا ہو چکی ہین - یہ پوشیدہ بات سنکر سخت حیرت مین رہا - بالآخر شجرہ اور ٹوپی جو ظاہری ارادت کا قاعدہ ہوتا ہے - لے کر اعتقاد اور اخلاص سے خوش اور سیراب ہو گیا -

کہتے ہین شیخ دولت کی تمام عمر آسمانی روزی پر گزری - اُس ملک کے حکام اور فرمان روا - آپ کے ساتہہ معتقدانہ سلوک کیا کرتے تہے - اور بار بار سیورغال (معین وجہ معاش) قبول فرمانے کے لئے التماس کرتے تہے - لیکن اُن سے آپ کی فاقہ دوست اور فقر پرور طبیعت نے لینا گوارا نہین کیا - اور مضمون التماس پر کان ہی نہین دیئے - بلکہ زمانہ سابق کے فرمان اور اسناد جو اراضی کے بارہ مین آپ کے آبا و اجداد کے پاس تہین - ان سب کو لپیٹ کر آپ نے آگ دکہا دی - اور دل کو وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ[۵۷] کے سپرد کر کے اس سرچشمہ سے شاداب کیا - کہتے ہین - جب آپ کے گوشہ خلوت مین اسم القابض کی تجلی سے دل کے اوپر - تنگی اور تیرگی کا پرتو پڑتا تہا - تو دور دراز جنگل بیابان کی طرف جو آپ کی عمر کے اعتبار سے زیادہ دور ہوتا تہا - تنہا چلے جایا کرتے تہے - اور چند روز ایسی جگہ مین جہان سراغ

---

۵۷ مین اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہون ۱۲

نہین لگ سکتا تھا۔ مراقبہ مین مشغول ہو جاتے تھے۔ تاکہ سابقہ تجلی اپنے مقابل کی طرف تبدیل ہو جاوے۔ **بیت**

تا کے چو گنج غوثی ویرانہ دوست باشی　　شد سودہ در رہ تو پاے سراغ مردم

جب کامل طور پر انشراح پیدا ہو جاتا تھا۔ تب آپ اپنے مقام کو معاودت فرماتے تھے۔ جب آپ کو پیری نے آدبایا۔ تو استغراقی حالت نے آپ کے تمام اوقات کو گھیر لیا۔ لوگ نماز کے وقت کان میں **حق حق** کہتے تو تب کہین ہستی کا ادراک **لاتعین** کے مرتبہ سے نزول کر کے اس تعینی مظہر کے ساتھ تعلق پکڑتا تھا۔ اور اس وقت **ماھو المکتوب** کے ادا کرنے مین مشغول ہوتے تھے۔ ایک سو سات برس کی عمر اسی مستقل نشست و برخاست کے ساتھ پوری کر کے ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس کے کسی مہینے مین ربانی بہشت کی سیر کے واسطے چلے گئے۔ خوابگاہ منیر۔

یاد شیخ محمد ابن فضل اللہ

آپ کی زاد بوم گجرات ہے نشو و نما اور ارامان احمد آباد مین پایا ہے تسلیم۔ توکل۔ تقوی۔ اور ظاہری و معنوی علم کی فضیلتوں کے مالک ہین۔ رسمی علم مین وجیہ الملۃ احمد آبادی کے شاگرد۔ اور طریقت مین شیخ ماہ بیر پوری کے مرید اور خلیفہ ہین جن کو خلافت کا خلعت اور اجازت کا خرقہ شیخ من اللہ عرف شیخ اودھن۔ ابن شیخ بہاء الدین جونپوری کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ محمد۔ محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی کے دور دولت مین گجرات سے خاندیس مین آئے ہین۔ اور برہان پور مین مسجد اور خانقاہ بنالی ہے ہمیشہ حدیث۔ تفسیر۔ اور دیگر دینی علوم کا درس مین مشغول رہتے ہین۔ بہت سے طالب آپ کی رہنمائی کی برکت سے حق شناسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین۔ آپ ازبس کہ روضہ نبوی **علیہ السلام** کی زیارت پر والہ اور شیفتہ ہین۔ اسواسطے ہر سال اپنے وطن سے جہاز کے موسم پر دیوانہ وار انگر دریا کے کنارون پر پہونچ جاتے ہین۔ اگر کوئی مانع پیش آجاتا ہے۔ تو آیندہ موسم تک صبر کرتے ہین۔ ورنہ اپنے مطلوب مقصد کی طرف متوجہ ہو کر روانہ ہو جاتے ہین۔ اسی طریق سے کئی دفعہ سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے۔ اور حرمین شریفین کے طواف سے دونون جہان کی سعادت حاصل کر کے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ ہمت کا قدم سلوک کے راستہ مین استواری کے ساتھ رکھکر

صراط مستقیم پر چل رہے ہین - سماع و سرود کی طرف میلان نہین کرتے ہین - اور ماہ ربیع الاول کے اولین بارہ روز مین روز مرہ رات کو حدیثین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین عربی اور فارسی قصیدے - ذاکرین کی جماعت - آواز حزین کے ساتھ پڑہتی ہے - اور جو کچھ آپ کی بساط مین ہوتا ہے وہ اُن ایام مین حلوے - عطریات - اور صلحا - فقرا مجلس میلاد کے ذاکرین اور حاضرین اِن اصحاب کی خدمت کرنے مین صرف ہوجاتا ہے - اور کوڑی پیسہ جو کچھ آپ بچاتے ہین - اُس کا سبب اِن چند روزون مین انہین چند مبارک ایام کا خرچ ہے - یا کسی معتمد شخص کے ہاتھ حرمین محترمین کو بہیج دینا - جو لیجا کر اُس ملک کے فقرا کو تقسیم کردیوے - اِن دو اہم کامون کے سوا دوسری آرزو - اشیا کے جمع کرنے اور لینے کی نہین ہوتی ہے آپ کی عمر عزیز اس ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین اسّی کو پہونچ گئی ہے - امید ہے - کہ باقی ماندہ سنوات گذرے ہوئے سنوات سے زیادہ ہونگے - آپ کے کامگار اور ذی معرفت متعدد فرزند اور مرید ہین - اللہ تعالےٰ جل شانہ سب کو مرشد کے بلند مرتبہ پر پہونچاوے -

شیخ اوہن - جو شیخ ماہ کے پیر تہے - مشائخ وقت کے انیس - اولیاے زمانہ کے جلیس اور بزرگان دین دولت کے انمد رئیس تہے - کہتے ہین - مولانا علاء الدین محمد لاری - نوع انسانی کے بڑے جوہر شناس اور دقائق سخندانی کے بال کی کہال نکالنے والے تہے - فرماتے تہے شیخ اوہن - اپنے زمانہ مین بے نظیر ہین - مولانا محمد بر غلی کے بہائی مولانا حافظ برغلی کو جنت آشیانی کی رکاب مین جب ہجرت کی توفیق نہین ہوئی - اور جونپور مین رہ گئے - تو ارادت مندان شیخ اوہن کے حلقہ مین داخل ہوکر ہمیشہ ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تہا - علی ہذا القیاس جنت آشیانی کے امیر اعظم اور عالی فطرت خان زمان علی قلی نے جب ہجری سنہ نو سو پینسٹہ مین جونپور کو افغانون کے قبضہ سے نکال لیا تہا تو شیخ اوہن کی خدمت مین حاضر ہوکر بہت کچھ مراسم عقیدت مندی ادا کئے تہے - القصہ سب قسم کے لوگون نے اپنی گردن شیخ اوہن کی ارادت کے طوق مین دے رکھی تہی - تمام اقسام عمر کے حقوق کافی طور پر حاصل کرکے اطوار زندگانی کی حقیقتین معلوم کی تہین - بعدہ ہجری سنہ نو سو بہتر مین حقیقی محبوب کے وصال کی مجلس مین جا داخل ہوئے - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ عبد الحق حقی تخلص

آپ حقی تخلص - بخاری مشرب - دہلوی مسکن - علوم متداولہ اور فنون متعارفہ کے دقیقہ شناس -

عالم ارواح کی ام الکتاب اور عالم اجسام کے سوالید نامہ کی رموز سے واقف ہین۔ سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے کسی قدر خجستہ حالات۔ جو کسی تذکرہ نویس کی سابقہ گزارش کے بدون راقم گلزار کی
صورعلیہ مین عیان کے تختے پر لکھتا ہون۔ ہجری سنہ نوسو پچانوین کے آغاز مین سفر حجاز کے شوق کے
جذبات آپ کو اپنے وطن سے نکال کر مالوہ کے راستہ سے بندر گجرات کی طرف لے آئے۔ ان
ایام مین مرکز مدار مردمی و مروت۔ مہر سپہر مجد و مکرمت۔ مروج مراسم ملک و ملت۔ بزرگ کوکہ عرش
آستانی اکبر شاہ۔ حاکم ممالک صوبہ مالوہ۔ مرزا عزیز محمد الملقب بہ خطاب اعظم خان مدظلہ۔ شہر اجین مین
بطریق قیام تشریف رکھتے تھے۔ جب آپ مرزا کی ملازمت اور اجازت سے راستہ چل کر دار العزۃ
منڈو (مانڈو) مین آئے۔ تو اون ایام مین راقم گلزار نے بھی آپ کے با فروغ دیدار سے بہت کچھ
فیروزی اور فرخندگی کے فوائد حاصل کئے تھے۔ بالآخر آپ گجرات مین ایسے وقت پہونچے۔ کہ موسم جہاز گزر
چکا تھا۔ میرزا نظام الدین احمد اُس صوبہ کے بخشی تھے۔ انہون نے بصد التماس کر کے آیندہ موسم تک
ٹھیرایا اور نہایت خواہش کے ساتھ آپ کی خدمتین انجام دین۔ پھر جب دوسرا سال آیا۔ تو الٰہی مشیت کی
کارسازی سے آپ حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے۔ وہان پر مکہ معظمہ مین شیخ علی متقی کے
خلیفہ اور جانشین شیخ عبد الوہاب رہتے تھے۔ ان کی سعادت تلقین سے خلعت پایا۔ اور نیز اس محل
مقام کے دیگر عالی اسناد بزرگون سے بھی کتب احادیث کی تصحیح فرمائی۔ **القصۃ لطولہا** جب آپ
مراجعت کر کے اپنے وطن مالوف مین پہونچے۔ تو خلوت اور وحدت کی حلاوت نے سیر و سیاحت کا اندیشہ
عزم کے مذاق مین تلخ کر دیا۔ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے۔ آپ ہمیشہ صبر و سکون
کا ہالون۔ آسودگی کے دامن مین لپٹا ہوا رکھتے ہین۔ اور ہمیشہ طالبان علم و عرفان کے درس اور تلقین مین
مشغول رہ کر اپنے بابرکات اوقات بے عارہین۔ اور با اینہمہ **الحمد للہ** آپنے اس فرصت کے اندر عالم
باطن کی پردہ نشینون کی تصویر بھی قلم کی نقاشی سے کھینچ کر کتب تصنیف کو معرفت بیانی کے تصویرخانہ
مین جگہ دی ہے۔ بالخصوص تذکرہ مشائخ جو اخبار الاخیار کے نام سے نام زد ہے۔ اس کتاب کی
خوبیان۔ تعریف کے قالب مین نہین سما سکتی ہین چونکہ آپنے اس تذکرہ کے ضمن مین اپنے آبائے کرام اور
اقربائے عالی مقام اور حضرات مرشدین کے باحقیقت حالات تحقیق اور تفصیل کے ساتھ لکھی ہین۔ اسواسطے
راقم نے اس حامل الاختصار نسخہ مین مسدر الذکر حالات کا اعادہ نہین کیا۔ بلکہ تیمناً فہرست کے طور پر

اور عنوان کی طرح - اس عزیز باجرا مین سے چند حرف لکھے ہین آپ کے عالی فطرت فرزندان رشید سب کے سب دانشوری اور سخندانی کے درجہ کو پہونچکر راہ طریقت پر چل رہے ہین - خدا کرے - پدر بزرگوار کی شائستگی سے سب کی عمر دن کی نوعروس - علم و عمل کے زیور سے - ہمیشہ روز افزون بناؤ سنگھار کے ساتھ جلوہ گر رہے -

یاد مولانا محمد رضا

آپ شکیبی تخلص - اور خواجہ عبد اصفہانی کے فرزند ہین - فنون معقول کے مسائل کے ذاکر اور طبقات سلف کے اُن حالات کے بیان کرنے والے ہین جو اصحاب سیر و تاریخ کی کتب مین مسطور ہین - آپ فارسی شعر کو اعلیٰ درجہ پر پہونچا کر فن انشا مین آثار اُستادی - ظاہر کرتے ہین - اور جو کچھ آپ کی معنوی خوبیان ہین - وہ الفاظ اور تعبیر کے کالبد مین نہین آسکتی ہین - کسی قدر آپ کے حالات بیان کئے جاتے ہین - آپ کے مورث اعلیٰ خواجہ عبد اللہ نامی کی پاک نسل سے ہین - جن کے باکمال حالات - نفحات الانس مین حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے لکھے ہین - خواجہ عبد اللہ امامی خواجہ امین الدین حسن کے فرزند ارجمند تھے اور خواجہ امین الدین حسن وہ ہین - جن کے مبارک نام پر لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل موشح کی تھی - یہ دو بیتین اُسی غزل مین سے ہین حافظ

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ	نہ میل لالہ و نسرین نہ برگ نسترن دارم
برندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن	چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

دوسرے یہ ہے - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چار کے آغاز مین آپ خانخانان مغلیہ کی سپہ سالاری کی ملازمت مین دکن کی یورش پر حازم ہو کر آئے تھے - مولانا نظیری نیشاپوری - بوتقلی بیگ انیس - ملا محب علی سندہی - شریف کاشی - ملا کامی سبزواری ملا بقائی - یہ تمام اصحاب - اور نیز اہل سخن کی دیگر جماعت بھی رفاقت مین تھی - یہ جملہ اصحاب مندو (مانڈو) کے راستے سے گزرے جو راقم کا غریب خانہ ہے - روحانی شناخت تو اول ہی سے تھی بحکم اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ اب یہ موقع آیا - تو صدر الذکر شناسائی - غیب کے تہخانے سے نکلکر وجود کے جلوہ گاہ مین آئی - اور پھر دونون جانب سے ہوئی اس کی پرورش - لہذا نوزادگی کے درجہ سے اوبھر کر کمال کے درجہ کو پہونچی نیکن اس تربیت کی معین

معرفت کے جسم پر سفارقت کی بیماری مکرر عارض ہوئی - الحمد للہ کہ بغیر آفت دیکھے ہوئے - ہر دفعہ مرض سفارقت صحت قرب کے ساتھہ تبدیل ہوتا رہا - القصہ لطولہا ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین پھر آپ کا عبور منڈو (مانڈو) پر ہوا - چونکہ ایک مدت کے بعد [صحبت] ملاقات ہوچکی - اور یہ وقت وہ وقت تھا کہ راقم مشائخ وقت اور بزرگان عصر کے باصفا حالات لکھہ رہا تھا - لہذا گزرے ہوئے خاص خاص واقعات دریافت کیے گئے - فرمایا -

"ہجری سنہ نو سو چونسٹھہ مین میری علمی صورت - عالم عین مین آئی - جب زمانہ ہوش آیا - تو کچھہ علوم تو شیراز مین - اور کچھہ اپنی زاد بوم مین تحصیل کر کے - مطالعہ کے ذریعہ سے عبارت پڑھنے مین مہارت پیدا کی - جب عمر نے چونتیس سال کی بساط پر قدم رکھا - تو کلام کا وزن برابر کرنے کا ملکہ پیدا ہوا - اور جوانی سے قوت جسمانی بخشی - اس بنیاد پر سیر ہندوستان کی ہوا - سر مین بھری - فرمان دل کی اطاعت کر کے اپنے مکان سے لار ہو کر ہرمز مین آیا - ہرمز سے بندر جیول کی کشتی مین بیٹھکر دریا پار کے کنارہ آ - اترا - یہان سپہ سالاری کی ملازمت کا شوق مجکو کشان کشان احمد آباد گجرات مین لے گیا - ان ایام مین نواب کام بخش دار الخلافہ شاہنشاہی مین تشریف رکھتے تھے - لہذا جس طرح سے ممکن ہوا - احمد آباد سے روانہ ہو کر اپنے تئین نواب معظلہ کی گرامی خدمت مین پہونچایا - ہنوز مین اپنے دامن سے گرد راہ نہین جھاڑنے پایا تھا - کہ ہمرکاب دولت تہ کے لشکر مین فوراً جانے کا عزم بالجزم ہوگیا - الٰہی تائید شامل حال تھی کہ فتح کا چہرہ نظر آیا - اور اُس صوبہ کا والی میرزا جانی جو تھا - اوس کو ہمراہ لیکر شاہی دربار مین حاضر ہوا - انہین ایام مین دکن کی لڑائی بھی حسب مشیت ایزدی نواب کی خدمت مین ہوگئی تھی - سو بلا توقف اودھر روانہ ہونا پڑا - قصہ کوتاہ ہجری سنہ ایکہزار چھہ مین بیس معہود کی لڑائی کے بعد حسب قرارداد یہان سے فارغ ہو کر لشکر سرونج مین آیا - ناگاہ خون شکم کی بیماری عارض حال ہوئی - یہان تک کہ دوست زندگی سے ناامید ہو کر اخروی سفر کے سامان مین مشغول ہوئے - اس حالت مین یہ ارادہ مصمم ہوا - کہ اگر صحت حاصل ہوجاوے تو آیندہ دنیا کے کام کو ہاتھہ نہین لگاؤن گا اور اخروی سامان کو راہ مجاز مین صرف کرون گا - اسی لحظہ سے شفا کا ستارہ طلوع ہو کر اونچا ہونا شروع ہوا - چونکہ تعلقات کا سلسلہ بے انتہا مستحکم تھا -

ہوا سطے شمسی چند دور مین تدبیرین کرتے کرتے بتدریج منقطع کیا - اور دل کو کامل طور پرینلوی گرفتاری اور آلائش سے نجات دی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین حجاز کے مبارک سفر کا ارادہ ہوا - تین سال کے اندر دشواریان اور سختی کی گھاٹیان طے کرکے - اس باسعادت سفر کو انجام دیا - وہان سے مراجعت کرکے بندر سورت کے کنارہ پر اُترا - جب برہان پور مین پہونچا - تو وہی خانخانان کی محبت کی زنجیر آزادی کے پانون مین پڑگئی - بے اختیار ایک مدت تک ملازمت مین جس طرح مقدر تہا - بسر کیا - چونکہ یہ بات تجربہ مین آچکی ہے کہ جو کام صفاے طبیعت کے ساتہ کیا جاوے - اُس کی تاثیر ضرور ہوتی ہے - لہذا ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس ہین نواب نے میری گوشہ نشینی کی درست خواہش پر اطلاع پائی اور آزادی کی اجازت دیکر اندرونی ناسور پر مرہم رکہا - اور جہانگیری عالیشان دربار سے سیورغال جو درویشانہ معیشت کے واسطے مکتفی ہو - لیکر دہلی مین گوشہ اختیار کرلیا ہے "

اب آپ صدارت کا خلعت پہنکر فقراے دہلی کی خدمت مین فراغ دل سے خدا کے ساتہ مشغول ہین اللہ تعالیٰ آپ کو نشاط حضوری نصیب فرماوے **ایہا السامعون** ان ایام مین خانخانانی انجمن کے اندر - اور سپہ سالاری کی مسند پر صاحب مجلس کی توجہ سے سخن سنج اور عالی فطرت آدمیون کا ایک ایسا دائرہ فراہم ہوا تہا - کہ اگر ایران اور توران جیسے بڑے بڑے ملکون کے سلاطین کوشش کرین - تو ایسی خوبی اور خوشی کی جامع مجلس کو برسون مین بہی منعقد نہ کرسکین - آپ لوگ - اس راستہ کلام کو صرف آواز اور مدح کا نقش نہ سمجہین - کیونکہ اگر آپ لوگ منصفانہ معاملہ پیش کرینگے - تو اس مدعا پر عادل شاہد - قاضی وقت کے حضور مین بہت سے پیش کئے جاسکتے ہین بالخصوص یہ سرآمدون کی جماعت جس کے نام اوپر لکہے جاچکے ہین - اس جماعت کی گفتار - اور اس کا شعار - اپنے خداوندون کی فضیلت اور فصاحت پر خود گواہ ہے - منجملہ ان اصحاب کے مولانا نظیری نیشاپوری ہین - حاجی الحرمین درویش طبیعت - صوفی سیرت - اور مہذب الاخلاق تہے - آپ کے کلام کی ہجون مین تاثیر کی تلخی - سوختگی کی شورش - اور چوٹ کہائے ہوئے دل کا نالہ - یہ صفات - فصاحت کی شیرینی - اور عبارت کی ترتیب سے زیادہ پائی جاتی ہین - انہون نے زندگانی کے آخری حصہ مین نظم کا رخ - موحد صوفیون کی گفتار کی طرف پہیر دیا تہا - اعلیٰ عربی عبارت مین مہارت رکہتے تہے

کی مصاحبت سے پیدا کی تھی بعدہ بارہ سال جو بقیہ عمر کا حصہ رہتا اس کے اندر احمد آباد مین قیام کر کے دینی علوم تحصیل کئے تفسیر و حدیث کی تصحیح - مولانا حسین جوہری دائرہ والا کی خدمت مین کی تھی - ایک ہجری ایک ہزار بیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے بیت

	لاینفع العلم والآداب واجبہ		وصاحبھا عند الکمال یموت		

یاد شیخ فرید

آپ شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن چشتی برہان پوری کے فرزند ہین فضل و فراست کی فصل کی نو بہار رعنا اور ریاضت کی بربیع کے نوروز - کشف و کرامات کی کتاب کے شاگرد - اور حالات و مقامات کے خداوند ہین شروع ہوش کے زمانہ سے آپ مسیح القلوب کی خدمت پر شیفتہ ہین - علوم متداولہ کی تحصیل ان کے درس مین کر کے عیانی اور بیانی علوم کے کمالات کو پہونچے ہین - فارسی اور عربی کی بہت سی مبسوط کتابون کا اختصار اور انتخاب اس طرح سے کیا ہے - کہ وہی انتخاب اُن مبسوط کتابون کے معانی کا فائدہ دیتا ہے -
آپ فارسی شعر درویشانہ کہتے ہین - آپ کی حالت دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فکر کی زبان - شعر کو ذکر مین ادا کرتی ہے - یعنی ذاکر ہونا شاعر ہونے سے بہتر ہے - اکثر سرود کی مجلسون مین دیکھا گیا ہے - کہ جب سماع کے وقت آپ تواجد سے ہاتھون کو جنبش دیتے ہین - تو اہل انجمن کے لب پر شوق کا نعرہ - اور سر پر حیرت کا ہاتھ ہوتا ہے - آپ کی ظاہری صفائی اور باطنی نور سے آباے کرام کی معرفت کے چراغ مین از سر نو روشنی پیدا ہو گئی ہے مصرع کجا حد ست حسنش را ہنوز آغاز می بینم -
مسیح القلوب اپنے بڑے بیٹے شیخ عبد الستار کی پرورش - اور آپ کی تربیت یکسان فرماتے ہین - اور آپ بھی اپنے مرشد کی نسبت نہایت اطاعت اور ادب کے مقام مین رہتے ہین بیت

	میان عاشق و معشوق صحبت عجب است	اگر فرشتہ بود غیر در نمی گنجد	

خدا کرے - ان دونون اوج شرف کے نیرین - اور دونون برج سعادت کے قمرین کی تربیت کا پرتو - ابن الاشتیاق کے سر پر ابد الآباد تک رہے -

یاد خواجہ علی مسیحی تخلص

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے - قادری سلسلہ حسین رومی کے فرزند - اور گجرات کے بڑے دولت مندون

مین سے تھے طریقت کی تلقین مسیح الاولیا سے تھی - راقم گلزار کے ساتھہ بہت کچھہ رسم دوستی رکھا کرتے تھے رسمی علوم کی کلیات سے آگاہ تھے فارسی زبان مین صوفیانہ اشعار کہا کرتے تھے - آزاد خاطر - فارغ البال نوعی فکر سے بے نیاز قسام لاشریک لہ کے دیئے ہوئے حصہ پر خوشنود تھے - اپنے مرشد کے خرق عادات کے متعلق حالات کے چند اوراق لکھکر راقم کے پاس بھیجے تھے منجملہ ان کے چند بیانات کا خلاصہ تو عبارت مین لاکر راقم نے اپنے گلزار کی بہار بنایا - باقی چند بیانات کو عذر اختصار کر کے دیگر تذکرہ نویسون کی کتابت پر موقوف رکھا۔

رومی نگار خانہ مین سے ایک بات ہے - کہ سید محمد قادری کے بیٹے - سید عبد اللطیف نے شیخ عبد الرحیم چشتی عادل پوری کی روایت کے حوالے سے فرمایا ہے - کہ شیخ عبد الرحیم کہتے تھے - ایک رات اعتکاف کے اندر خواب اور بیداری کے درمیان مجکو ایسا معلوم ہوا - کہ چار نورانی اشخاص نے مسیح الاولیا کے بیٹھنے کے واسطے اُن کے مکان مین ایک تخت آراستہ کیا ہے اور اون کے نام سے قطبیت کا ترانہ گاتے ہین - اور مسیح الاولیا مسکراتے ہوئے فرماتے تھے - مجھہ جیسے شخص کو اس تخت کی نشست کے لائق نہ سمجھو - قصہ کوتاہ - ان چارون شخصون نے مسیح الاولیا کے بہانہ پر خیال نہ کر کے تخت کے اوپر بٹھایا - اور سبنے ازراہ طرب سامنے ادب سے ہاتھہ باندہ کر مبارک باد مین خوشی اور نشاط کی آوازین بلند کین - جب مین صبح کے وقت مسیح الاولیا کی خدمت مین گیا - تو میرے بشرہ سے رات کی دیکھی ہوئی حالت کے آثار معلوم فرمائے - اجازت کے واسطے لب نہ ہلایا - اور مجکو کہنے سے روک دیا - درس سے فارغ ہونے کے بعد جب خلوت ہوئی - تو وہی خواب کی سرگذشت مجھہ بے کم و کاست خود ظاہر فرمائی - مینے اللہ جل شانہ کا شکر بہت زیادہ کیا - کہ میری خواب اضغاث احلام (پریشان خوابون) مین سے نہ تھی -

یاد شیخ کاجا

آپ کا نام الہداد ہے - اور نسل افغان سے ہین - بے خودی - بے نیازی - اور آزادی - آپ کا شعار ہے - جب جوانی تھی - تو آپنے ایک عمر سپاہ گری مین ہی گذاری - اُنھین ایام مین ایک حسینہ عورت پر بھی نظر جا پڑی تھی - اور آپ اسیر نگاہ ہو گئے تھے - مجازی محبت کا غلبہ ظاہری اسباب روزگار چھوڑنے کا سبب ہوا - اور رفتہ رفتہ نوبت بہ جذبہ پہونچی - سارنگ پور مالوہ مین رہتے ہین - صادر و وارد لوگ ہمیشہ ایکی

خدمت مین جاتے ہین - اور آپ کے ایسے عجائبات دیکھتے ہین جو خرق عادات تو نہین - البتہ قریب بہ خرق عادات مزور ہین - **القصہ** آپ شراب جذبات سے مست - اور خمخانہ آزادگی مین مدہوش ہین جب راقم نے آپ کے حالات تحریر فرمانے کے واسطے عارف وقت اور عارف تخلص صورۃً اور معنیً سید مولانا شمس الدین سارنگ پوری کے خدمت مین **مدظلال افادتہ** یاد دہانی کی - تو مولانا نے آپ کے اسرار کچھ ایسے لکھے کہ کانون سے سنکر سخت تعجب ہوا - باوجود پانچ منزل کی مسافت کے - اور باوصف غلبہ شوق کے - آپ کی صورت جو دل کے اندر ہے - آنکھون کی منزل مین نہ لاسکا - اس مین شک نہین جو شے مرہون وقت ہوتی ہے - اُس کا انفکاک نقدِ وقت خرچ کرنے کے بدون - صرف کوشش سے نہین ہوسکتا ہے -

یاد شیخ داؤد شطاری

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ خان محمد ہے - آپ کی حقیقت حال - صبر اور شکر کے مرتبہ سے بڑہی ہوئی ہے راقم آپ کی ازخودرفتگی - اور شگفتگی کا حال کیا لکھے آپ شہر اور جنگل کو بے تفاوت ایک سمجھتے ہین - درویش اور تونگر مین فرق نہین کرتے ہین - آباد اور ویرانہ کو یکسان جانتے ہین - سب کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آتے ہین - اظہار احتیاج کو کفر طریقت شمار کرتے ہین - ایثار (دوسرون کی مصلحت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا) اور نثار کو فرض سمجھتے ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - آپ کے پیر خرقہ اور پیر صحبت محمود العواقب شیخ جلال محمود شطاری ہین - عین جوش شباب مین ترک و توبہ کی توفیق نے آپ کے آرزومند دل کی فریادرسی کی - اور رہنما بزرگ کی تلاش کے ارادہ پر گہر سے نکال کر مسافرت مین ڈال دیا - ہر ایک آبادی اور ویرانہ مین پہونچکر - اُن بزرگون کی ملازمت حاصل کی - جو ارشاد کی عام شاہراہ پر بیٹہکر طالبون کی ہدایت کا سامان فرماتے تھے - کسی شخص کے دیدار سے اپنی پرورش کا کاغذ آپنے مطالعہ نہین کیا - اسی طریقہ پر قدم فرسائی کرتے کرتے شہر مندو (مانڈو) مین آئے ازلی عنایت کے پرتو سے راستہ محمود العواقب کی خدمت مین ملا - اور اولین مشاہدہ مین ہی دلبستگی کی تہوڑی سی جھلک نمایان ہوئی - پہر حق شناسی کے آثار روزافزون بڑہنے شروع ہوئے - چنانچہ بہت تہوڑے عرصہ مین اذکار و اشغال کی تعلیم اور مراقبات صوفیہ کے تصورات کا نشیب و فراز طے کرکے شطاری راہ درویش سے آشنا ہوگئے تین سال بعد محمود العواقب نے صورت کا برقع حقیقت کے چہرہ پر سے دور کیا - اور ان کا آفتاب عمر اخروی مغرب مین ڈوب گیا - آپ نے

بہ تقاضاے وقت مکان مرشد مین جب تک مقید رہے - گزران کی - جب حضرت غوث الاولیا کی
زیارت اور عالی قدر مخدوم زادون کی ملازمت کا شوق ہجوم کر کے آیا - تو باطنی جذبات کے ساتھ روانہ گوالیار
ہوئے - گوالیار پہونچکر بہت برسون تک شیخ عبداللہ - اور شیخ ضیاءاللہ کی صحبت سے الٰہی معرفت کا فیض
حاصل کیا - اِس درمیان مین صوبہ دہلی - اور ممالک شرقی و شمالی کی سیر و سیاحت کر کے - شہر نشین دانشورون
اور صحرا گزین خدا پرستون کے دیدار سے باطن کی تشنگی کو دبایا - اور صفائی قلب کی بدولت سرچشمہ وحدت کے
کنارہ سے - کامیابی کے ساتھ سیراب ہوئے - کم و بیش بیس سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین اپنے
بزرگوار کی زیارت کا خیال پیدا ہوا - چنانچہ آپ منڈو (مانڈو) کی طرف آئے - یہان پر کچھ اوپر ایک سال
بسر کرنے کے بعد - پھر شوقِ گوالیار - گوالیار کو لے گیا - جب بمقام گوالیار پہونچے - تو حضرت غوث الاولیا
کے جانشین شیخ عبداللہ کو مرض الموت مین مبتلا پایا - چنانچہ شیخ عبداللہ دس روز بعد اخروی سفر کو روانہ
ہوئے - آپ نے چند روز تو شیخ عبداللہ کے فرزندون اور ملازمون کے ساتھ افسوس اور تاسف کے
اظہار مین شریک رہکر مراسم تعزیت ادا کیے - پھر اجازت لیکر منڈو کی طرف مراجعت فرمائی ہجری سنہ
ایک ہزار اکیس مین بماہ ذی قعدہ اپنے شہر مالوہ مین داخل ہوئے - جو کچھ آپ کے ظاہری ماجرا کا خلاصہ
تہا - اختصار کے طور پر لکہا گیا - لیکن آپ کی باطنی حقیقت جو کچھ ہے - اُس کے بیان کرنے کی طاقت عبارت
مین نہین ہے -

یادِ شیخ اویس پور غوث الاولیا

آپ نے ہنگام جوانی مین عربی زبان کی مہارت پیدا کر کے ظاہری علم تحصیل کیا تہا - نیز سلوک کے
راستہ مین قدم رکھکر پانچون جوہرون کو کہ وہ یہ ہین - عبادات - اوراد - دعوات - اذکار - اور اشغال عمل مین
لا چکے ہین - اور اپنے تمام اوقات کو مشائخ کے معمولی کامون پر تقسیم کر کے ایک لحظہ بہی بیکار نہین جانے
دیتے ہین - احمد آباد کی خانقاہ اور مسجد آپ کے پدر بزرگوار کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اُس کو ظاہری اور باطنی مرمت
سے معمور رکہتے ہین - آپ کی طبیعت اخفاء دوست واقع ہوئی ہے - اِس نے شہرت کے مقابلہ مین
گمنامی کو اختیار کیا ہے - ظاہر کرنے والی رسمیات کو دل مین گہسنے نہین دیتے ہین - آپ کی والدہ ماجدہ
افضل و اعلم روزگار امیر شاہ میر شیرازی کی سادات نسل سے ہین - جنہون نے بزرگ سلطان محمود کی سلطنت
کے زمانہ مین گجرات مین آکر چانپانیر مین قیام فرمایا تہا - امیر شاہ میر - صدرالدین محمد شیرازی - اور مولانا جلال الدین محمد

دوانی یہ تینون بزرگ ایک ہی زمانہ کی مجلس مین صدر نشین تھے۔ جب راقم گنہگار ہجری سنہ ایک ہزار تین مین وجیہ الملۃ کے مقدس روضہ کا طواف کرنے کے ارادہ پر خاندیس سے احمدآباد گیا تھا۔ تو اُس وقت مین شیخ اویس سے ملا تھا۔ حالات بیان کرنے کے ضمن مین ایک تقریب سے گزارش کیا۔ کہ علی العموم مشائخ اور بالخصوص آسودگان ہند کے باکمال احوال کی جمع اور تالیف کا خیال ایک مدت سے دل مین ہو رہا ہے۔ دعا سے امداد فرمایئے تاکہ ذہن کی خلوت مین بیٹھنے والیان تحریر کے کھلے ہوئے میدان مین نکل کر اپنا جلوہ دکھائین۔ آپنے دعا دیکر فرمایا۔ اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن بہت اچھا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ دس سال تک اس مسودہ کے تیار کرنے کے واسطے قلم اُٹھانے کی توفیق ہی نہین ہوئی بالآخر جب ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین شیخ ابوالخیر مبارک خضر جن کی پیشانی سے فلاح اور اخلاق کے بہت سے آثار نمایان تھے۔ بطریق سفارت میرزا شاہرخ والی ملک بدخشان کی ملازمت مین جانے کے واسطے اجین مالوہ مین آئے تو غوثیؒ بھی ان ایام مین مولانا کمال محمد عباسی کے عرس کے واسطے اُجین گو گیا تھا۔ چونکہ شیخ ابوالخیر مبارک خضر کو راقم کے مذکورہ بالا ارادہ پر۔ اور اُس کے آغاز اور انجام پذیر نہ ہونے پر اطلاع تھی۔ تو ہنگام ملاقات کمال آرزو اور اخلاق کے ساتھ زمانہ کی بیوفائی۔ عمر کی کوتاہی۔ اور مانع مغیبت معلوم ہونے کے متعلق بہت سی باتین کرکے اِس کے اہتمام کے واسطے غایت درجہ راقم کو آمادہ کیا چونکہ اہتمام پر آمادہ کرنے والی شیخ ابوالخیر کی گفتار آلہی تقدیر کے موافق تھی۔ تو کوشش کا دامن خدمت گزاری کے ہاتھ نے پکڑ لیا۔ اور شیخ کی ہمت اور امداد کی برکت سے اولین نسخہ دو سال کے اندر کتابت کی صورت مین آیا۔ لیکن اُس کی تصحیح اور صاف کرنے مین بہر انکاؤ کی شکل پیدا ہو گئی۔ آخر کار مسیح القلوب کے پیامی اور زبانی تازیانے جو غیبت اور حضور مین وقتاً فوقتاً لگتے رہے یہ تازیانے قلم تسیح کی روانی کا باعث ہوئے۔ اور مسیح القلوب کے باتاثیر انفاس کی برکات سے بیاضی نسخہ ہجری سنہ ایکہزار بائیس کے رجب مہینے مین اتمام کو پہونچا۔ اِس ماجرا کے بیان کرنے کی علّت غائی یہ ہے۔ کہ فرزند غوث الاولیا (شیخ اویس) کے فرمانے کے بموجب اِس مجموعہ کے فراہم کرنے کا تخم نااندیشہ۔ نوبہار زبان کی امداد۔ کلک بیان کے سینچنے۔ اور دوستون کی مددگاری سے۔ کاغذی مضمون کے باغچہ مین اٹھارہ سال بعد درخت کی مانند باردار ہوا۔

الحمد للہ المعین وحسن لقائہ	جمیع اقسام حمد اللہ جل شانہ کے واسطے ہی ہین جو معین ہے اور اُس کا حسن دیدار

لمن سوا فيه قوله تعالى ـ ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولٰئك كان سعيهم مشكورا ـ علامة من اراد الآخرة على الحقيقة ان يسعى لها وارادة الآخرة اذا تجردت عن العمل لها كانت تمنيا لا ارادة

قوله تعالى ـ وهو مؤمن اى فى المآل كما انه مؤمن فى الحال ويقال وهو مؤمن بان نجاته بفضله لا بسعيه

قيل السعى المشكور المقبول ومع القبول يكون فى التضعيف موفورا كما ان صدقة العبد يربيها ويكثرها فكذلك طاعة العبد اذا شكرها ينميها ويكثرها ـ

اُن اصحاب کے واسطے ہے جنہون نے اُس کے واسطے سعی کی ہے

قولہ تعالیٰ ومن اراد الخ جو شخص طالب آخرت ہو۔ اور آخرت کے واسطے جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی کوشش جو کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو یہی لوگ ہین جن کی محنت خدا کے ہان مقبول ہوگی۔ جس شخص نے فی الحقیقۃ آخرت چاہی۔ اُس کی علامت یہ ہے۔ کہ آخرت کے واسطے کوشش کرے اور ارادہ آخرت جب عمل آخرت سے خالی ہوگا۔ تو یہ صرف تمنائی ارادہ ہے۔

قولہ تعالیٰ وہو مومن۔ ترجمہ۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ یعنی عاقبت کے بارہ مین جیسے کہ وہ ایمان رکھتا ہے حال مین۔ نیز کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہو اس طور پر کہ اُس کی نجات فضل الٰہی سے وابستہ ہے نہ اُس کی سعی سے۔

کہتے ہین۔ سعی مشکور وہ ہے جو مقبول ہو۔ اور قبول کے ساتھہ وہ چند ہونے مین زیادہ ہو۔ جیسے کہ بندہ کا صدقہ مقدار صدقہ کو بڑہاتا ہے اور زیادہ کرتا ہے۔ اسی طرح بندہ کی طاعت۔ جب بندہ شکرگزار ہو تو نتیجہ طاعت کو بڑہاتی ہے۔ اور زیادہ کرتی ہے۔

یادِ شیخ حسن ابن موسیٰ احمد آبادی

آپ راقم نگار کے پدر بزرگوار ہین۔ کلام مجید کے حافظ۔ اور رسمی علم کے عالم تھے۔ آپ کے والد ماجد نے چہار سال کی عمر ہونے کے بعد آپ کو اُستاد کے سپرد کیا تھا۔ آٹھوین سال مین ربانی کلام حفظ کرلیا۔ اور رسمی علوم کی تحصیل مین مشغول ہوئے۔ ان ایام مین آپ کے پدر بزرگوار کی موسوی روح۔ عیسوی کالبد کی طرح۔ آسمان کو چلی گئی۔ جس کے سبب سے آپ کی ہمت جمعیت۔ فراغت اور کوشش کی چار دیواری مین رخنے پڑ گئے۔ بلکہ آپ کسی قدر نحو۔ فقہ۔ اور حدیث کے سوا کچھ تحصیل نہ کرسکے۔ مراسم ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر رفاعی کی خدمت مین ادا کر کے خانقاہ مین رہتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس مین جب آپ کی

عمر چوبیس سال کی تھی - جنت آشیانی ہمایون شاہ نے گجرات فتح کرنے کے واسطے لشکرکشی کی تھی - اور سلطانی خیمے احمد آباد مین آکر نصب ہوئے تھے - صوبہ مذکور کا حکمران سلطان بہادر دریا پار کے سواحل کی طرف بھاگا - ان حوصلہ آزما اور خرد رُبا حادثات کے پیش آنے سے گجراتیون پر پریشانی کی نوجین یورش کر کے آئین - قاعدہ کی بات ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا[۵۱] یہان تک کہ ثریا کے متصل جو ستارون کی طرح جو لوگ اجتماعی حالت مین آباد تھے - وہ بنات النعش کے منتشر سات ستارون کی طرح متفرق ہو کر تمام ہند کے شہرون مین پراگندہ ہو گئے - موسیٰ کے فرزند کا دل خانمان کی خرابی - اور ہمراز صوفیون کی مفارقت کے سبب سے جو پریشان خاطری تھی - اُس سے پہلے ہی باختہ تھا - اب یہ تنہائی کا درد - اور اہل قبیلہ کی جدائی کا رنج - مذکورہ بالا واقعات پر مزید ہوا - جس نے نہایت حسرت کے ساتھ گھر سے بھی آوارہ کر دیا لہذا آپ ہمایونی با ظفر لشکر کے ہمراہ خاندیس سے چل کر مالوہ کی طرف آ گئے - ایک موضع نوسرہ نامی شہر منڈو (مانڈو) سے شمالی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اس موضع مین قیام کرنے کا ارادہ کیا - چند روز تک رسمی اسباب کو ہاتھ نہین لگایا صرف ظاہری توکل پر گزران کی - اور نوبارہ نامی ایک عمارت قصبہ اور آبادی کی حدود سے دور ہے - اس عمارت مین آپ قیام فرما کر تن کے گلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین راتون کو صبح کیا کرتے تھے اور دن کے اندر آبادی مین آکر آزادگان زمانہ کی صحبت مین گزارتے تھے - جو لقمہ بے سوال بہم پہونچتا تھا - چونکہ اُس کے روا - و ناروا - اور حلال و حرام کی تمیز او پہچان مین قوت شناخت کارگر نہین ہوتی تھی - اور دل شریعت پسند کمانے کو چاہتا تھا لہذا آپ نے فتوحات لینے سے ہاتھ آستین مین کھینچ لیا - اور روزی کے واسطے ناچار یہ تجویز نکالی - کہ آپ کی شب باشی کے گمنام گوشہ کی ہمسائگی مین کاغذیون کا ایک محلہ تھا - وہان جا کر چند دستہ کاغذ قرض خریدے - اور کاغذ فروشی کے پردہ مین روزی دہندہ پروردگار کے کمال کا مشاہدہ کر کے اپنی حقیقت بین آنکھون مین بصیرت کا سرمہ لگایا - اِس پیشہ کے ذریعہ سے وسعت رزق کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوا - یہان تک کہ اس ملک کے تمام سوداگرون کے معاملات کا انحصار آپ کے مشورہ پر ہو گیا اور آپ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[۵۲] کے حلقہ مین سرگروہ قرار دئے گئے - اور بہت مدت تک ایک جگہ رہنے سے ایسا ہوا - کہ باغ دوستی کے تازہ کھلے ہوئے پھولون کے ہاتھ آپ نے اپنا

---

۵۱ بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

۵۲ . ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرتے باقی ۱۲ -

دل اور آنکھین فروخت کرین - اور اس حالت کے اقتضا سے کہ خدا ہونے کا ہیولی ضمیر کے اندر اٹھ کھڑا ہوا -

جب اس ناشگفتہ پھول کی مہک - دلسوز ہمدمون کے دماغ کو پہونچی - تو اُنھون نے اس اندرونی خیال کو عمدہ سے عمدہ صورت کے ساتھ تکمیل کو پہونچایا - اور تنہائی کے وحشت کدہ سے رہائی دیکر خانہ آبادی کا سامان دیگر سعید کہ خدا اُن کی طرح کیا - آخرکار ہمدم ہیانہ والون کی کشش اور کوشش کے اثر سے آپ لونہرو مین رہنے سے دل تنگ ہوکر منڈو (مانڈو) مین رہنے لگے - چند روز بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نور محمد رکھا گیا - ہنوز دو سال کی عمر نہین ہونے پائی تھی - کہ اُس بچہ کی ہستی کا سامان آسمانی ہوا - پھر ایک مدت دراز تک کسی فرزند کی ولادت کی نوید - گوش امید کے کان مین نہین پہونچی - ہجری سنہ نو سو ساٹھ مین شیخ **میان جیو** جو سید جلال ابن سید احمد جعفر کے مرید شیخ صدرالدین ذاکر کے خلیفہ - اور **راقم** گلزار کے ماموں مین تجارت کے طور پر احمد آباد گجرات مین گئے تھے - ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنے پیر کے روضہ مین گئے - رو مراقبہ کے زانو پر - جو آرزومندون کے اونگھنے کا تکیہ ہے - اس ارادہ پر سر رکھکر محو ہو گئے کہ میری فلان ہمشیرہ جو بچہ ہونے سے نا اُمید ہے - اِن بزرگوار کی برکت سے نشاط خوشخبری کے ساتھ امیدوار ہو - **الحاصل** عالم مثال مین ایسا نظر آیا - کہ ایک نہایت منور فانوس میرے ہاتھ مین دیا گیا ہے جس کی روشنی کے دندر مین اُس جگہ بآسانی پہونچ گیا ہون - کہ جہان کا عزم تھا - اور جہان راستہ کی تنگی و ناہمواری اور رات کی تاریکی اور خوف سے نہین پہونچ سکتا تھا بیدار ہو کر اللہ **جل شانہ** کا شکر حد سے زیادہ کیا - شیخ میا نجیو وطن کو لوٹ کر آئے - تو اس بشارت سے ہمشیرہ کے مغموم دل کو مسرور کیا - اور اسی واقعہ کی تعبیر سے جو تقدیر کے موافق تھا - راقم گلزار کی علمی صورت نے اطوار سبعہ[۵] پر سے عبور کر کے جمعہ کی رات تاریخ گیارہوین رجب ہجری سنہ نو سو باسٹھ مین عنصری پیکر کا لباس زیب بدن کیا -

اس خوشی کی روح فزا ہوا سے گھر کے در و دیوار شگفتہ ہوئے - اور تمام خویشون اور عزیزون کے گھرون مین نوروزی و آرایش کی صورت پیدا ہوئی - جس طرح باغ - ہزار داستان کے ترنم سے پر آہنگ

---

[۵] اطوار سبعہ صوفیہ اصطلاح مین یہ ہین - طبع - نفس - قلب - روح - سر - خفی - اور اخفی اور بیان پر اطوار سبعہ سے مراد مضمون آیۃ قرآنی ہے - جو اٹھارہوین پارہ کے اول رکوع مین ہے - ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰہ خلقا اٰخر ۱۲

ہوتا ہے۔ اسی طرح نشاط اور خوشی دلی کے نغمون سے مکان مالا مال ہوگیا۔ سعادت نگار منجمون نے زائچہ کے اعتبار سے محمد نام رکھا۔ پرستاران خانہ محبت اور تعظیم کی راہ سے راجہ محمد کہنے لگے۔ (راجہ ہندی لغت مین بادشاہ کو کہتے ہین) اور پدر بزرگوار نے یعقوبی محبت سے یوسف نام رکھا جس قدر نقد وجنس قبضہ مین تھا۔ نیز جس قدر نقد اور کپڑا قرض سے بہم پہونچ سکا۔ تمام کشادہ پیشانی سے۔ اور عذر و معذرت کے ساتھ معززین کی تواضع اور تکریم مین۔ آزادہ دلون کی تدبیرین۔ عزیزون کی خلعت مین۔ مطربون کے گانے بجانے کے انعام مین۔ اور بادہ نوشون کی سخن آرائی کے صلہ مین صرف کیا عقدہ کشا۔ ہر ایک گروہ کے ساتھ جس طریقہ سے کہ مناسب معلوم ہوا۔ خدمت گزاری کرنے مین نیم قدم بھی پیچھے ہٹا کر نہین رکھا۔ چنانچہ خصصا لذکر وقت وگذاشت کی صورت راقم کے ذہن مین گوناگون رنگ کے ساتھ شہرت رکھتی ہے اس ہمت آزما خوشی کے اندمال نشانے مین جوڑ ہیلی چٹکی سے کام لیا گیا۔ اس سبب سے آپنے پھر دوبارہ مال ومنال فراہم کرنے مین کبھی تگ ودو کر کے اپنا پاؤن غبار آلود نہین کیا۔ صرف توت کی مقدار سے ضروری الوقت چیزین پسند ہین۔ بالخصوص جب راقم کی عمر کم وبیش پانچ سال کی ہوئی۔ تو گردش زمانہ سے سلطنت مین صورت تحویل پیدا ہوئی۔ اس شور وشر کے سبب سے کیا سوداگر۔ اور کیا سپاہی۔ جملہ ارباب واہل دستہ ہجرت اور فرار کر گئے۔ اور زبان زدگی کی ترقی ہونے کے سبب سے تہی دستی کا بازار گرم ہوا۔ چونکہ خدا طلبی اور گوشہ نشینی کی سابقہ عادت پدر بزرگوار کی ذات مین استحکام کے ساتھ قایم تھی۔ اسواسطے کام کرنے والا ہاتھ بیکاری کی آستین مین۔ اور پاؤن گوشہ گزینی کے دامن مین کھینچ لیا۔ آپ کا واپسی سفر شب جمعہ تاریخ چودھوین صفر ہجری سنہ لو سہنتر مین ہوا ہے۔ اُس وقت تک کسی حاجت اور کسی کام کے واسطے اپنے مکان اور مسجد سے بازار کی طرف یا کسی کے مکان کی طرف باہر نکل کر نہین گئے۔

مصنف گلزار کے حالات

تقریب کی تلاش نہین کرنی پڑی۔ اور اس کے بدون سخن کا گہر۔ درویش کی سرگزشت پرونا جس کو سنگلاخ کہنا موزون نہین ہے۔ پانچوین سال مین اُنہین میرے ماموں (شیخ میانجیو) نے مجکو شیخ کمال الدین قریشی کے مکتب مین داخل کیا۔ ان دونون بزرگون کا کسی قدر حال چوتھے چمن مین گزارش ہوچکا ہے۔ آٹھوین سال کے آغاز مین تجوید قرآن کی صفائی کی۔ پھر فارسی خوانی مین کوشش کی گئی۔ جب نادانی کے

کوچہ مین نوزفتار طفل کی مانند چلنا سیکہا - اور عمر نے گیارہ سال کے دائرہ مین قدم رکہا - تو پدر بزرگوار کی حیات کی گھڑی تمام ہوئی - کوچ کے وقت فرمایا - میرے دل مین ایسا خیال تہا - کہ تیس سال تک اِس خرد سال لڑکے کو جس کے خرد روز افزون ترقی پر ہے - ہوشیار دانا دلون کی خدمت سے - اور اہل علم عالی فطرتون کی ملازمت سے دو بینین ہونے دون گا - تاکہ گوناگون درستی فنون اور انواع و اقسام کے ملکی اور انسانی علوم کی تحصیل مین سرگرم ہو کر اپنا تقدیری جو ہر اونچے درجہ پر ظاہر کرے - لیکن اُخروی سفر بعجلت پیش آجانے کے سبب سے یہ اندیشہ اندرون باطن سے ظہور مین نہین آیا - اور دل کے ارمان دل مین ہی رہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ آپنے اپنے قلبی نقش کے قرارداد کو زبانی تقریر مین ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا - کہ سننے والے کو نے کی طرح اندر سے خالی کر کے - اپنے باثر ترنم سے مالامال کر دیا اور راقم کے دل مین استحکام کے ساتھہ یہ بات جمی - کہ اگر تقدیر تدبیر کے ساتھہ موافق آوے - تو والد ماجد کے قایم کئے ہوئے خیال کے موافق کاربند ہو کر اس کام کو مین اِس طرح انجام دون گا - کہ جس طرح وہ مین و آن کی صورِ علمیہ عینی لباس مین ظہور پذیر ہوتی ہین - اور پدر بزرگوار کی روح اس تعلق سے آزاد ہو کر بے رنگی اور آسودگی کی بہشت مین خرامان پہرے گی -

بالآخر - سوا سے اُن چند روزون کے جو پابندی رسم و عادات کے لحاظ سے - لوازم سوگواری ادا کرنے مین گزرے راقم نے ایک سانس بہی طالب علم کا راستہ چلنے کے بدون نہین لیا - اور بفرمان من استوی یوماہ فہو مغبون[۱] ہر ایک دن کو اس کے آگے آنے والے دن کے ساتھہ ایک حالت پر نہین ملایا - بلکہ روز بروز دریافت مطالب کی فتوحات دوڑنے کے اندازہ سے سو حصہ زیادہ اپنی ذات مین پاتا تھا والدہ ماجدہ ہر چند بیٹے سے ناخوش اور رنجیدہ وار دل تنگ رہتی تہین کہ شاید یہ حال دیکھکر مین درویشون کی خدمت اور مدرسون کی ملازمت سے دل برداشتہ ہو کر دنیا دارون کے کام اور کسب مین لگ جاؤن اور اسی خیال سے مجکو سترہ سال کی عمر پر کدخدا بہی کر دیا - اِس امید پر کہ اِس زنجیر کے سبب سے جو پاؤن دانش و بینش طلبی کے کوچہ مین آمد و رفت رکھتا ہے وہ سست قدم ہو جاوے گا - اور اِس کمند کے ذریعہ سے ہماری اور نیز دیگر اپنے عزیزون کی طرف کہنچ آوے گا لیکن اِس جبر ہنر کرنے پر بہی اُس استغراقی حالت سے جو تحصیل معرفت کے عقاب مین حاصل تہی - ایک بال برابر بہی کمی نہین آئی جب بیس سال کی عمر ہوئی - تو کسی قدر تونگری جو ظاہر مین تہی - ہزار حصہ زیادہ ہو کر تعمیر باطن کی طرف

---

[۱] - جس شخص کے دو دن برابر ہون - وہ نقصان مین ہے ۱۲ -

متوجہ ہوئی۔ اور تمام فقر و نیستی جس نے دل کے اندر۔ اوراک اور علم کا دامن ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا۔ صرف دسوان حصہ باقی رہ کر وجہ معاش کے گریبان سے فلک گئی یہان تک کہ دن مین تنہا اور مخفی طور پر جنگل مین جاکر پتے اور خود رو گھاس سے آتا تھا۔ اور اس ذریعہ سے درد گرسنگی کا علاج کرتا تھا۔ اور رات مین گھر کے اندر دل کی روشنی چراغ کا کام۔ اور ہاتھ کی تٹول بینائی کی نیابت کرتی تھی۔ کیونکہ میری طبیعت کو ما ہو الواقع کے اظہار مین ننگ معلوم ہوتی تھی۔ اور زبان کو بہت فرد شانہ گفتار سے آشنا نہین کرتا تھا۔ آخر کار یہ شیوہ بڑھتے بڑھتے۔ اس درجہ پر پہونچا۔ کہ میری استغنا اور بے نیازی کے سبب چندلوگ ارباب تجارت کے ساتھ میری ملاقات دیکھکر مجھکو مال دار تاجر کہتے تھے۔ بعض لوگ میری موزون طبیعت پر نظر کر کے صلہ پانے والا شاعر جانتے تھے۔ بعض لوگ جوہریون کے ساتھ میری ہمراہی دیکھکر مجھکو کیمیاگر تصور کرتے تھے بعض لوگ دولتمندون کے ساتھ میری آشنائی دیکھکر میرے اوپر ان سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے کا گمان کرتے تھے۔ بعض لوگ عمال اور پرگنات کے کلان افسرون کے ساتھ میری امداد دہی دیکھکر مال گزاری کے کامون مین شریک سمجھکر مجکو مرتشی کہتے تھے۔ **القصہ** لباس پست لوگون کے نزدیک سب قسم کے لوگون سے اُن کی صورتون مین میری آمیزش اس قسم کے خلاف ظنون اور خیالات کا منشا ہوتی تھی۔ اور نیز لوگ اسی طرح کے مختلف تصورات میری تونگری کے بارہ مین۔ ظاہری وہم سے قائم کر کے ہمیشہ مجکو ذی فروت دینا دار جانتے تھے۔ مروت اور جوانمردی کے ساتھ پیش آنے سے جس کی کچھ قدر و قیمت عوام کے نزدیک نہین ہے۔ مجکو اور نیز خود کو شرمندہ نہین کرتے تھے۔ خشک و خالی آشنائیون کو خدائی صحبت اور ربانی مجلس قرار دیکر کبھی اجازت کے ساتھ۔ اور کبھی تغافل کے ساتھ ہم ایک دوسرے سے خوش و خرم جدا ہوتے تھے۔ ہم مین سے ہر ایک بسبب ظاہر غرض وا، کے ساتھ اپنے اپنے کام کا راستہ لیتا تھا لیکن جو اصحاب محرم ہوتے تھے۔ اُن کے ساتھ ہمیشہ رازداری کی باتین رہا کرتی تھین۔ اور مین ہمیشہ اپنی خاطر کو رضا و تسلیم کا گلستان۔ اس تصور کہ ہمارے بنائے رکھتا تھا الحمد للہ الملہم بالصواب جس نے اس گزرے ہوئے واقعہ مین اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کے ساتھ مجکو متصف کر کے آیۂ کریمہ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

لہ خیرات (تو) اُن حاجت مندون کا حق ہے۔ جو اللہ کی راہ مین گھر سے بیٹھے ہین ملک مین کسی طرف کو

سکے عام مفہوم مین اتباع کا شاہل کیا - اور جس نے صدر بالا ذکر سربستہ نکتہ سمجھا کر اہل زمانہ کے سلوک کو جو بہت سی شکایتوں کا سبب تہا - ہزاروں شکر کا باعث بنایا - القصہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ مہمان داری - مروت - اور تقلید ی واد وستد مین خویش و ہمسایہ کے ساتھ برتاؤ - اور آشنا و بیگانہ کے ساتھہ معاملہ جس طرح سے اور جس درجہ پر پیشگوار کے زمانہ مین اور فراخ دستی کے وقت تہا - بالکل بے کم وکاست اوسی طرح سے اور اوسی درجہ پر عمل مین آتا تہا - ایزدی پوشش کی وسیع پردہ داری کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ اُس نے وقت بے وقت کام پیش آنے پر - کمال ضرورت کے موافق نقد وجنس مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ عطا فرما کر حسب عادت کاربراری فرمائی - کیونکہ اگر سابق طریقہ پر کوئی کام نہین کیا جاتا ہے - تو ناداری اور درویشی کے چہرہ پر سے نقاب دور ہو جاتا ہے - اَلْعِيَاذُ بِاللّٰہِ کہ مین اس حالت کی شش کو غنیمت نہین جانتا تہا اور قدم ڈگمگا جاتا تھا - کہ عزیزون کی طرف بازگشت کرتا تہا - اگرچہ معاش مین تنگی نہین آتی تہی - لیکن مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا[۱] کے چشمہ سے ثُمَّ رَدَدْنٰهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ[۲] کی گمراہی کے گڈھے مین سرنگون جا پڑتا - پہر تقدیری کرشمہ سے اس دشوار زمانہ مین والدہ ماجدہ کی خوشنودی کا باعث ہے کہ مقلب القلوب نے مدفر ملائی اس طور پر - کہ مان نے اپنے بیٹے کو معرفتی اختیار کرنے پر دلاور کیا جس کے سبب سے ستوؤن کی قوت یکدلی بڑہا کر خداشناسی اور تحصیل علم کی شاہراہ مین پہلے سے زیادہ استواری کے ساتھہ قدم رکہا - اور اس لغزش گاہ سے بہت جلد آگے بڑہکر ساز و سامان والے عزیزون کو مشرق مین - تو خود کو مغرب مین سمجہا - اور ظاہری توجہ کو اُن کی طرف محال جان کر اپنے تئین برگزیدہ کام مین تیز رو کیا -

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عجب شان ہے - جس خسوف نما شورش نے - والدہ ماجدہ کی دل تنگی کے سبب سے بیٹے کی خاطر کے آفتاب کو سر سے پانون تک گہیر لیا تہا - اُس کا ہنوز پورا پورا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ - (جانا چاہین - تو) جا نہین سکتے - (جو شخص ان کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) ان کی خودداری (کی وجہ) سے ان کو غنی سمجہتا ہے - (لیکن اے مخاطب) تو (انکو دیکھے - تو) ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہین مگر وہ) لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے ۱۲

[۱] جس کو بات کی سمجہ دی گئی - اوسنے بے شک بڑی دولت پائی - [۲] پہر ہم اُس کو (لوٹا کر کے) کمتر سے کمتر مخلوق کے درجہ مین لوٹا دیتے ہیں گے ۱۲ -

انکشاف نہین ہونے پایا مگر ابتلاے باطن کے آغاز مین ہی - ایک وبال مین گرفتار ہوگیا - یعنی اُس کی آنکھ ایک نورانی صورت جمیلہ کے دیدار سے گرم نگاہ ہوئی - اور ایک زمانہ دراز تک طرفین سے سوال وجواب کا کام - گوش وزبان کی نیابت کی حیثیت سے نگاہ کرتی رہی - بوستان ٥

ہرکس راکہ باشد ہم جان وہوش	حکایت کنانند ولبہا خموش

اس آفت کے نازل ہونے سے کونین کے اسباب اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کرنے سے دل سرد ہوا - قسمۃ الذاکرین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر - برودرہ (بڑودہ) گجرات سے حضرت غوث الاولیا کی آستانہ بوسی کے واسطے گوالیار گئے ہوئے تھے - یہان سے اِن ایام مین تاج العرفا شیخ سراج الدین خان اپنے پیر صدر الذاکرین کی خدمت سے واپسی کی اجازت لیکر براہ مالوہ اپنے وطن کو جاتے تھے - جب شہر منڈو (مانڈو) مین گزر ہوا - تو راقم گلزار کے مکان مین نزول فرمایا - راقم کو سوز عشق اور شور شوق مین بالکل مستغرق پایا - ایک بات میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی ارادت مین لینے کے واسطے دعوت دی - مینے بھی قبول کر کے إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ[1] پڑھا - اور رسمی بیعت انجام کو پہونچائی - میری دیکھا دیکھی میرے بہت سے ہم عمر اور دوست بھی مرید ہوئے - تاج العرفا عرض معروض کرنے پر دو تین روز مہمان رہکر - روانہ وطن ہوئے - عوفی کاغذی نقوش والون کی دیرینہ رسم ہے کہ ہر ایک نامہ نگار تقریبی واقعات درمیان مین لا کر بیان کا اولین سلسلہ توڑ دیتا ہے - اور جب تقریبی واقعہ سے فراغت ہوجاتی ہے - تو اُسی سابقہ ناتمام تقریر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی جیسے کوئی راہرو - راستہ چلا جارہا ہے راستے کے درمیان مین اگر داہین بائین دیکھنے کے قابل کوئی چیز نظر آجاتی ہے - تو فوراً اُس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے لگتا ہے - اور اُس دلکش منظر کے دیکھنے سے ایزدی آفرینش کے عجائبات پر عبرت کی نظر ڈال کر سمت مقصود کو چل نکلتا ہے - علیٰ ہذا - اب ہم کو بھی اسی سابقہ واقعہ نگاری کی طرف رخ کرنا چاہیے ایک سال بھی نہین ہوا تھا - کہ اُس جمیلہ کے شوہر کا ارادہ - دار السلطنۃ آگرہ کے سفر کا ہوا - راقم کو ایسا کوئی بہانہ نہین ملا جس کے سبب سے سفر کرنے کی صورت مین سفر کی اصلیت پر نکتہ چینون کی رسائی کا ہاتھ پہونچنے سے کوتاہ رہے - ناچار ہمراہی سے باز رہا - صبر وسکون کی دیوار پر تکیہ لگا کر - اور تحمل کے زانو پر سر رکھکر جدائی کے غم کا بے انتہا بار - حوصلہ کے دوش پر اٹھاتا رہا - جو گھاس کے تنکے کا وزن بھی

---

[1] جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہین - تو وہ (تم سے نہین بلکہ) خدا ہی سے بیعت کر رہے ہین ۱۲

نہین اٹھا سکتا تھا۔ لراسمہ

قرار صبر بخود دادہ باز ماندم ازو ۔۔۔ باین خیال کہ تن در دہم بہ تنہائی
فراق میکشدم ہر زمان و میگوید ۔۔۔ سزائے آنکہ کند تکیہ بر شکیبائی

چند مدت اسی طریقہ پر خون جگر کہا کر عمر گذاری۔ بالآخر معلوم ہوا۔ کہ محبت کے درد اور دوری کی تکلیف کے واسطے ملامت کا سفوف۔ نصیحت کی گولیان۔ شرم کا لعوق۔ دوستی وطن کا ضماد۔ دیدار والدہ کا شربت۔ ہمنشینون کی مفارقت کا داغ۔ عزت کی معجون۔ عقل کا تریاق۔ طعن کا نشتر۔ اور آسودگی کا نطول۔ یہ چیزین فائدہ بخش نہین ہین۔ اور کسی افسون و افسانہ سے۔ کسی تعویذ و طومار سے۔ اور کسی قسم کی تصدق و خیرات سے اس درد اور تکلیف سے نجات کی صورت ممکن نہین ہے لراسمہ

دیگر برفع درد محبت دلا بکوش ۔۔۔ ہر روزے کہ ہیچو وصل دوا داشتم کُشد

ناچار یہ بات دل مین ٹھانی۔ کہ جو سمت اپنے سفر کی ہے۔ اُس طرف آوارگی کا سامان کرنا چاہیے۔ یہ خیالات ہو ہی رہے تھے کہ اس درمیان مین صدر الذاکرین بھی حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح سے اور انکے حقیقی جانشین شیخ عبداللہ سے قدس سرہما رخصت ہو کر براہ مالوہ گجرات کی طرف لوٹ آئے کہ جو اُن کا خاص وطن ہے۔ جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے۔ تو غریبخانہ کو اپنے بابرکت قدوم سے سعادت خانہ بنایا۔ راقم نے اپنے سابقہ واقعات تحصیل علم کی کیفیت۔ جسی کے برابر مین والد ماجد کا ضمیمہ وصیت کے وقت زبان پر لائے تھے۔ اس تعمیل کے ضمن مین جو واقعات پیش آئے۔ اور برداشت کرنے پڑے۔ عشق کی بلا مین مبتلا ہونے کا ماجرا۔ خدائی کی آفت ہمراہ جا سکنے کا ارمان۔ ان گھاٹیون کے طے کرنے مین جو کچھ سر پر گذرا۔ اور اٹھانا پڑا۔ اس اثنا مین شیخ سراج الدین کے پہونچنے اور اپنے مرید ہونے کی کیفیت۔ اور اس سلوک کے اندر جو کچھ عمل مین لایا۔ اور قرار دیا۔ غرض کہ یہ تمام حالات ایک ایک کر کے تفصیل وار ان بزرگوار کے سامنے عرض کئے۔ صدر الذاکرین نے فرمایا۔ جب تک آب و گل کی دوری (ظاہری بعد) درمیان مین تھا۔ تب تک شیخ سراج الدین کے ساتھ تمہاری ارادت۔ صورت و معنی کے اعتبار سے سراج اور صدر کے درمیان مین منقسم تھی۔ جب تقسیم کا سبب یعنی مکانی بعد ہے۔ باقی نہین رہا۔ تو وہ نسبت بھی جو صورت کے اعتبار سے تھی صدر کی ہی طرف لوٹ آئی۔ یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص کا شیخ زندہ ہو۔ اُس شخص کا مرید جب تک شیخ (دادا پیر) سے دور ہے۔ تب تک صدر الذاکر شیخ

(دادا پیر) کے ساتھ ارادت معنیٰ رکھتا ہے - اور جب وہ مرید شیخ (دادا پیر) کی صحبت مین پہونچ جاتا ہے تو ظاہری تصرف بھی اُسی شیخ (دادا پیر) کی طرف بازگشت کر جاتا ہے - اور وہ شخص (مرید کا اصلی پیر) اس معاملہ مین محض سفیر رہ جاتا ہے -

درویش کے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی عجب سعادت ہے - کہ وطن کی طرف جانے والا مسافر کو جن کا ایک روز کا مقام بھی ذی عزت اصحاب کی التماس سے - یا کسی مانع کے پیش آنے سے ہی ظہور پذیر ہو سکتا ہے مسبب الاسباب نے بدون اس بہانہ کے ایک سالہ قیام کی توفیق عطا فرمائی - اور اُن کی زبان کو اس دل نواز بیان کے ساتھ شکر فشان کیا - کہ اس شہر کا قیام - اس نیک فراخ جوان کی خوش قسمتی سے میرے حق مین عزیز کیا ہے اور مسافر کے معنوی تصرف کی عجب کرامات ہے - کہ کوچ کا ارادہ کرنے والا مجبور کو جو اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے پیچھے آوارگی کا ارادہ رکھتا تھا - اس قدر عرصہ دراز تک اپنی ملازمت کے اندر کام مین لگائے رکھا - اور باوجود اس قدر پراگندہ دلی اور پریشان خاطری کے اُس کے ادراک کے ڈبہ کو خیگانہ جواہر کے اسرار سے مالامال کیا - جو حضرت غوث الاولیا کی عمدہ تصانیف مین سے ہے چند روز بعد جب ایک دل پر چوٹ مارنے والی خبر صدر الذاکرین کو پہونچی - تو گجرات جانے کا پرانا عزم جو ضمیر کے تہ خانہ کے اندر خواب فراموشی مین تھا - بیدار ہوا - مرغ دل پھڑپھڑایا - اور دماغ چکر کھا گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کالبد کے قفس کو جنبش ہوئی - ناچار سکون کا پلہ سفر کے پلہ سے ہلکا پڑ گیا - صدر الذاکرین نے محمود العواقب مسعود المآرب شیخ ظہور الدین محمود جلال کو درویش کی باطنی پرورش کے واسطے جو اُس وقت تک اتمام کو ہین پہونچی تھی - ہمیشہ منڈو (مانڈو) مین رہنے کی اجازت دی - مسبب الاسباب کے الطاف کی ستایش سے کیون کر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ جن ایام مین ظاہری و باطنی حواس کے بھائیون نے میری روح کے یوسف کو - نفسانی ہوا و ہوس کے کنوئین مین ڈالا تھا - اُن ایام مین صدر الذاکرین کے دل مین اپنے وطن سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کا عزم بالجزم قایم کر کے روانہ گوالیار کیا - اور پھر قافلہ والون کی طرح گوالیار سے براہ مالوہ لوٹا کر اس تباہ کاری کے کنوئین مین ڈوبے ہوئے شخص کے سر پر پہونچایا - تا کہ صدر الذاکرین - توجہ کے ڈول مین تلقین کی رسی کے ساتھ غریق کو مجازی گرفتاری کے کنوئین سے نکال کر مصر حقیقت کی طرف رہنمائی فرماوین - اب راقم امیدوار ہے - کہ وہی مسبب الاسباب - پھر مالک نشاتین - اور صاحب ریاستین کو مہربان کر دیوے - کہ اس گرفتار کے حق مین تھوڑی سی توجہ کو کام فرما کر انانیت کے قید خانہ سے

رہائی بخشین - اور تخت خلافت کی کرسی پر پہونچا دیوین - اور مذکورہ بالا بہائیون کا مسجود بنا دیوین - سبحان اللہ اس قدر کام کے واسطے کس قدر اسباب انگیزی اور پردہ داری کام مین لائی گئی ہے - اِسی معنی مین ہی جس کسی نے یہ کہا ہے رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ترجمہ - ایک بیٹھنے والے کے لئے - کئی خدمت کنندہ ہوتے ہین -

قال بعض المحققین فی تفسیر قولہ تعالی وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ الآیۃ - لما اراد اللہ خلاص یوسف عن الجب ازعج خواطر السیارۃ فی قصد السفر واعدمھم الماء حتی احتاجوا الی الاستسقاء لیصل یوسف علیہ السلام الی خلاصہ ولھذا قیل

الارب تشویش یقع فی العالم والمقصود منہ سکون واحدۃ

بعض محققین نے قول تعالی - وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ کی آیۃ کی تفسیر مین ایسا کہا ہے - ہرگاہ کہ اللہ تعالی جل شانہ نے کنوئین مین سے یوسف علیہ السلام کی رہائی کا ارادہ فرمایا تو ارباب قافلہ کے قلوب کو قصد سفر پر برانگیختہ کیا - اور پہر اُن کے پاس سے پانی معدوم کر دیا - یہان تک کہ قافلہ والے پانی ہم پہونچانے پر مجبور ہوئے - اور یہ سب سامان اللہ تعالی نے اسواسطے کیا کہ قافلہ والون کو یوسف علیہ السلام کے پاس تک اون کی رہائی کے واسطے پہونچا دیوے - اسی معنی مین یہ شعر بہی کہا گیا ہے - ترجمہ

سنو ہی بعض متعدد تشویشین عالم مین ایسی واقع ہوتی ہین -
جن سے سکون واحد مقصود ہوتا ہے

بیت

بجلوہ بزی صد لس آتش کنند
ز صلو اد بان سیکے خوش کنند

یہ سب کچہہ تو ہوا - مگر وہ دیرینہ پریشانی - جس نے دل کو مکہی کی طرح - عنکبوت تانے بانے مین لپیٹ رکہا تہا اُس پریشانی کا ہر ایک تار - آزادی کی گردن کے واسطے پہانسی کی رسی ہو گیا - اور وہ پرانی آگ جو شوق و جدائی کی بجلی سے ہستی کے خرمن مین آپڑی تہی - اُس آگ کو پیر بزرگوار کے مرشدانہ تصرف نے خاکستری کیا - (راکہہ مین دبایا) انجام یہ ہوا - کہ مفارقت کی ہوا جو دوروپہ چلی - تو اُس نے اُس آگ کے جو گیانہ رخسارہ پر مشتعل ہونے کا اوبہنا ملا - اور بدن کے ہر ایک مسام سے پسینہ کی جگہہ شعلے نکلنے لگے - طاقت کیمیا ہوئی - اور صبر و سکون عنقا ہوا - ہر چند اس مجازی عشق سے اپنے تئین باز رکہنے کے لئے

جواہر خمسہ کے اوراد - اذکار - اشغال - اور نیز تمام اعمال عمل مین لایا - لیکن جمعیت حاصل نہین ہوئی پہر خیال کیا - کہ اگر پریشانی کے چہرہ پر نقاب ہوا لکر اس دیوانگی کے ساتہ ننگے سر - اور اس آشفتگی کے ساتہ آبلہ پا - اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے راستہ مین چل کہڑا ہوتا ہون - تو ناتوان والدہ کی زندگانی کا سرمایہ جو کچہہ ہے - لڑکے کا ہی دیدار ہے - بیشک لڑکے کی آوارگی کا وقت والدہ کے واسطے واپسین نفس ہوگا - ناچار اس ملک سے نکل بہاگنے کی تدبیرین رفتار زمانہ سے تلاش کرنے لگا - سوائے اس کے کوئی راستہ نہین ملا - کہ اپنے تئین سابقہ طرز معیشت اور اولین راہ وروش سے لوگون کے نزدیک پشیمان ظاہر کرنا چاہیئے - اور قبیلہ قرابت کی طرف توجہ کر کے پہر تجارت کرنے اور سامان تجارت بہم پہونچانے کی آرزو پیش کرنی چاہیئے - جب اس فریب دہ بازگشت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کے دل دیرینہ پژمردگی سے نکل کر - تازہ اور شگفتہ ہونے لگے - اور خواہش کی مقدار سے زیادہ سوداگری کا سامان فراہم ہوگیا - ہجری سنہ نوسو تراسی مین دیار یار کی طرف کوچ ہوا - اور بجلی کی طرح دوڑ چلنے کو زحل کی دہیمی رفتار کے عوض فروخت کر کے اُس بلبل کی مثل جاتا تہا جس کو قفس کے اندر بند کر کے باغ کی طرف سے جائین ادہو - بات بڑہ گئی - جب دارالسلطنۃ آگرہ مین پہونچا - تو سراغ لگانے مین سخت انقباض پیدا ہوا - ناگاہ عشق کے شعلہ نے آفتاب کی شعاع جیسی روشنی سامنے کی ایک آشنا ملا - اور یکے بادیگرے پرسش حالات مین اصل مدعا سے محروم رہا - آشنا نے کہا - بروز فردا جستجو کی پریشانی یافت مقصود اور دیدار کی تسلی سے دور کردی جاوے گی - چونکہ عجالت کرنے سے ستمدار شوق کی پردہ کشائی ہونے کا خیال تہا - لہذا اپنے تئین قرارداد کے حوالہ کر کے صبر کے ساتہ لوٹ آیا - دوسرے روز علی الصباح خواہش کا نقد ہاتہ پر لئے ہوئے سراغ رسان کے گہر گیا - وہ بہی کشادہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتہ پیش آیا - اور اس نے رہنمائی کر کے منزل مقصود کو پہونچایا خدا سخن کی عمر دراز کرے - جس کی امداد کے ذریعہ سے طرفین کی سرگزشت ظاہر ہو کر دل دہی - دل بری - دلسوزی - اور دل آویزی کے ساتہ یکے بادیگرے واقفیت حاصل ہوئی - اور خوشی وخورمی سے کے ساتہ ملاقات - اور ملاقات کے ساتہ دلاسا اور دیدار نصیب ہوا - اسی طریقہ پر ہلالی پانچ دور تک رازداریان روزافزون رہین - اور آمد ورفت کی کلی - جو ہجران کی اندرونی گدازش سے تہی - یہی بالکل حصول مراد - اور کامیابی کا سرمایہ ہوئی - جدائی کے داغ جو دل اور جگر مین فراہم تہے - یہی اخیر مین درخت آسودگی کا ہیولیٰ ہوئے جس نے رنگین سے زیادہ رنگین شان مین

یک رنگی کے پہول بخفیہ رازداری کے دامن مین بہرے - یُولِجُ الَّیلَ فِی النَّہَارِ نے تمام انگق ہاے ہالہ کو چکی کی طرح چکر دیکر ہجران کے قوس اللیل کو بتمامہ وصل کے قوس النہار مین داخل کیا - اندوہ فزا الفاظ - اس نقد معانی حاصل ہونے کی نشاط مین لٹائے گئے - اور ہم دوتن کی ہم کلامی کی بلند بانگی کے مقابلہ مین الفاظ غم کا گروہ بالکل سست ہوکر مجبوری کے غار مین گر گیا -

مدت پانچ سال تک مجازی محبت کی رونق افزائی رہی - اس عرصہ مین طبیعت طرح طرح کی عاشقانہ نقلین ترتیب دیتی تہی - بس سے پیشتر کہ مین دل ہناد ہوکر سلسلہ کوشش مین اپنے تئین ڈالون - سخندانی - اور عبارت سنجی کے سامان سے فطرت کا علمی مکان چہت تک بہر گیا - یہان تک کہ ناطقہ سخن آفرینی کے درجہ پر پہونچا - اور ہمت کو اس درجہ تلاش مین ڈالا - کہ کلام - قدیمانہ قالبون مین نہ ڈہالا جاوے غور و فکر کی چلنی مین چہان کر احترامی خالب بہم پہونچایا جاوے - اور اس مین رنگ برنگ کی ریختہ گری کام مین لائی جاوے - باوجودیکہ مین جانتا ہون - عنقا طلب اندیشہ ہمیشہ باد بدست ہوتا ہے - یہ بہی جانتا ہون کہ استعارہ دوست اصحاب کے کلام کی تدرو رعنا گرم رفتار ہے - اور اس قسم کی اشعار گوئی کی قوت راقم حروف کے عجائب نگار قلم مین بہت کچہ ہے - لیکن اَلاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کے ذوق مین صدر الذکر فطری خیال سے باز نہین آیا - کیونکہ برگزیدہ کام کے سرانجام کے واسطے آستین کے اندر سے ہاتہ خواہ نکلے ہی نہین - مگر فی نفسہ ایسے کام سے پشیمان ہونا - عقل مند کے نزدیک علامت بے استقامتی کی ہے - بالآخر - اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو - فکر اور شعر کا راستہ چلنے والے مسافر - ہمراہی چہوڑ دینے کو پیچہے رہ جانے کے سبب سے گمان کرین دو تین قدم پیچہے ہٹ کر وسط سخن کی آبادی مین نظم گوئی کا گہر پسند کیا تا کہ مجوزہ گہر سخنوران عہد کے محلہ سے ایک کنارہ پر نہ رہے - نیز با نواہم صفیرون کا آشیانہ - اس شخص کی گفتار کے ترنم سے - بوجہ اونچی لے اُٹہانے کے بے میل اور پستی مین واقع نہ ہو - اور جیسے مجنون گروہ کے ہجوم مین عقل والا آدمی صرف اکیلا اور متہم بنادانی ہوتا ہے - اس طرح میرا حال نہ ہو - اس واسطے زیادہ تر غزل کی نساجی (بناوٹ) مینے دوسرون کے بنے ہوئے ردیف و قافیہ کے تانے بانے سے نہین کی ہے -

غوثی شاعرانہ تقریر کو لاف و گزاف کے منصب سے معزول کرو - اور وقائع نگار قلم کو درست نویس راستی کی انگلیون مین دو - اس افسانہ کا تتمہ - ایسے الفاظ کے ساتہ جو تہوڑے ہون مگر معنی بہت رکہتے ہون - بیوندِ دیگر خوشی کے ساتہ پورا کرو - اور دوسرے واقعہ کی شاخ پر عندلیبانہ آئین سے ضروری نوا کے ساتہ

تازگی پیدا کرو۔ اس مجازی طفلانہ کھیل مین کہان تک بھاگ دوڑ کرو گے۔ اپنے کلام کو لڑکون کی اصطلاحی باتون کے ساتھ جو کھیل کے وقت باہم بولتے ہین۔ کہان تک برابر کہو گے۔ دیکھو۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔ حیا اور خجالت کو بلانے کے واسطے آواز دینے کا وقت ہے۔

القصہ جب دار السلطنۃ آگرہ سے اپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ تو محمود العواقب کی صحبت نے دل ربائی کی بنیا ڈالی جس کے سبب سے اُس خام سودا سے دماغ نے اور اُس سخت پریشان حالی سے سر نے نجات پائی اب راقم نے اپنی معرفت کے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ناطقہ کو آراستہ کرنے والے انواع واقسام کے جہری ذکرون نے زبان کو کام مین لگایا۔ اور شطاری مشرب کے اشغال وافکار کی مشق نے دل کی تمام وسیع آبادی پر قبضہ کیا لیکن مینے قبا کو گودڑی کے عوض فروخت کر کے۔ اور صورت کو دگرگون بنا کر سیرت کی پردہ دری نہین کی۔ البتہ یہ ضرور چاہا۔ کہ مین خدا شناسون کا سا باطن۔ اور دنیا پرستون کا سا ظاہر اپنا بناؤن اور اس برنگ نماد ورنگی سے۔ صلح کل کے باغچہ کے لئے شگفتہ وشاداب کرنے والی نسیم بنون۔ تاکہ اگر اہل دل لوگون کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو۔ تو باطن کے ذریعہ سے آشتی کی بزم آرائی کرون۔ اور اگر صورت پرست آدمیون کے ساتھ چلنے کا موقع پیش آوے تو ظاہر کے ذریعہ سے موافقت کی صورت قائم رہے اس عالم کو جس کا ظاہر خلق اور باطن حق ہے۔ معکوس کر کے جیسا ہو ویسا دیکھون اور اَحسِن کَمَا اَحسَنَ اللہُ اِلَیکَ[1] کے فرمان پر کاربند ہون۔ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ احسان کرو۔ اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ یعنی تمہاری علمی صورت عینی لباس پہنا کر اپنے تئین تمہارے اندر چھپایا ہے تم بھی اپنے اندر چھپی ہوئی شے کو عیان کرو۔ اور دیکھنے مین اپنے تئین نہان کرو۔ تاکہ کُلُّ شَیءٍ[2] یَرجِعُ اِلیٰ اَصلِہٖ کا مشاہدہ نور بصیرت عطا فرماوے۔

گجرات کی لڑائی کا بیان

جب راقم گلزار کی عمر چھبیس سال کی ہوئی۔ تو ایک نوزاد جہان کا راقم کے ظاہری پرورش خانہ

---

[1] تو احسان کر جیسا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے ۱۲ [2] ہر ایک شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ۱۲۔

مین ورود ہوا - عبدالاول نام رکھا - میرے دوجہانی دوستون کو مبارک ہو - جب عمر کا ستائیسوان سال ہوا - جو ہجری سن نوسو نوسے کی برابر تھا - تو علوم کی بقیہ تحصیل سے فراغت پانے کے واسطے احمد آباد کو گیا - دو سال بعد سلطان محمود گجراتی کا بیٹا سلطان مظفر اپنے صوبہ پر قابض ہو گیا - شہاب الدین احمد خان حسینی نیشاپوری جاگیر دار احمد آباد تھا - وہ تلاش اور پرخاش سے پہلے ہی اپنی دار الحکومت سے رخصت ہو کر پٹن کی طرف چل دیا - قطب الدین محمد خان - عرش آستانی اکبر شاہ کا انکہ[1] - اور قلعہ بھڑوچ و برودرہ (بڑودہ) وغیرہ کا جاگیردار تھا - اس کے لشکر کے تمام سردار - اور امرا بدنصیبی سے روگردان ہو کر سلطان مظفر کے لشکر مین جا ملے - جب یہ ناگوار خبر دار السلطنۃ آگرہ مین اکبر شاہی تخت پر پہونچی تو فوراً انکہ مذکور کے بڑے بیٹے نورنگ خان کو اور قلیچ خان کو گجرات جانے کا حکم دیا گیا - اور مالوہ کی تمام سپاہ اور خوانین کے نام فرمان صادر ہوا - کہ ان دونون امیران اعظم کے اتفاق سے ملک گجرات کی یورش پر دوش سے جاوین - قلیچ خان ایک شخص انسانی اور ملکی کمالات کے جامع - اور ارضی و فلکی جواہر کے حقیقت شناس ہین - تمام علوم متداول اور غریبہ کا کئی دفعہ درس دیا ہوا ہے - اور بہت سے طالبان علم ان کی ملازمت سے مدرسی کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - نیز قلیچ خان - عرش آستانی اکبر شاہ کے خوانین اعظم مین سے ہین عمر شریف استی کے خانہ سے متجاوز ہو گئی ہے - ہمیشہ صوبہ کے مالک اور چند ہزار سوار کے سردار رہتے ہین - قلیچ خان کی دولت - سعادت - سامان - اور دینوی شوکت کی تعریف ان کی معنوی بزرگیون اور ذاتی خوبیون کے مقابلہ مین کرنا - ایسا ہے - کہ جیسے آفتاب کے مقابلہ مین ستارہ کی تعریف کرنا -

مصدر الذکر واقعہ کا بقیہ بیان اس طور پر ہے - کہ تیز گرون کی سروہی کے راستہ سے ایک لشکر اور بھی مرزا خان ابن بیرم خان خانخانان کی سرداری مین سعی مذکورہ بالا شورش کے فرو کرنے کی غرض سے صوبہ گجرات کے نام سے نامزد کیا گیا - چونکہ کمک کے سردارون کو ایک دراز راستہ درپیش تھا - اور اس سبب سے مقصد پر پہونچنا فرصت چاہتا تھا - لہذا یہ ضروری توقف انکہ مذکور پر بہت زیادہ معلوم ہوا - کیونکہ انکہ کو کمال انتظار تھا - یہان تک کہ توقف کا خیال بلکہ قطعی نہ آنے کا اندیشہ - انکہ کے دل مین کامل طور پر جاگزین ہوا - چونکہ تنگی کی نوبت حد درجہ کو پہونچی تھی - اور گجرات والون کے ہاتھ مین گرفتار ہو جانے کا وہم زیادہ بڑھ گیا تھا - اسواسطے انکہ نے اپنی رہائی سلطان مظفر کی ملازمت کر لینے کے اندر ہی سوچی - اور کم بخت یہ نہ سمجھا - کہ اس ناصواب تریاق نما اندیشہ مین

[1] انکہ شوہر دایہ کو کہتے ہین۔

سیان سستان ٹھہرا ہوا ہے۔ خیر جب تک منظفر کے دربار میں دخل یافتہ درباریوں میں سے ہوگیا۔ تو گجراتیوں کی رائے۔ آنکے مار ڈالنے میں ہوئی۔ اور اس کے نابود کر دینے میں ملک کی بہتری سمجھی لہذا شمشیر تیز سے گردن مار کر خاک نیستی میں ملا دیا۔ اور اس بات کی تہ کو نہیں پہونچے۔ نہ کسی نے اُن کو آگاہ کیا۔ کہ فرمان پذیر کا مار ڈالنا بہت بُرا نتیجہ نکالتا ہے۔ خلاصہ اس یورش کی سرگزشت کا یہ ہے۔ کہ مذکورۃ الصدر دونوں اشخاص نورنگ خان اور قلیچ خان سرداران مالوہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے گجرات کی طرف سلطان پور کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ آدھے راستہ پر پہونچے تھے۔ کہ گجراتیوں کے غالب اور آنکہ کے مارے جانے کی خبر سننے میں آئی جس کے سبب سے ان کی تیز روی کے گھوڑوں کے نعل گر گئے۔ اور ہر ایک کا دل بھاری پڑ کر گویا کہ ششتر خانہ ہوگیا۔ دلون کے اندر جو آگے بڑھنے کی ایک اُمنگ تھی۔ وہ رُک کر سکون کے مقام پر بیٹھ گئی۔ دوسرے سپہ سالار (میرزا خان) نے عجلت کی روش اور قاعدہ کو باہم ملا کر درمیانی رفتار کے ساتھ جنگل اور گھاٹیاں قطع کرنا شروع کین۔ اور احمد آباد سے اس طرف بیس کوس کے فاصلہ پر شہاب الدین احمد خان (جاگیردار احمد آباد) اور نیز گجرات کی دیگر سپاہ نے ملحق ہو کر تعداد لشکر بڑھائی۔ کارسازی تقدیر سے اس جوانمرد کی ہمرکابی میں شتر دلون کا جگر شیرانہ ہوگیا۔ تمام سپاہ نے یک دل اور یک رو ہو کر دلیرانہ دوا دوش کی۔ دریاے سابرمتی قلعہ احمد آباد کے نیچے ایسی خوشنمائی سے روان ہے جس نے قلعہ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۵۹] بنا دیا ہے اس دریا کے کنارہ سلطان مظفر سے جنگ کا موقع پیش آیا۔ اگرچہ دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار سوار سے زیادہ ہی زیادہ تھا۔ اور شاہنشاہی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے بھی کم تھی۔ لیکن کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط[۶۰] کی اُمید پر لڑائی کا آغاز کیا تھا۔ چنانچہ فتح اور فیروزی کے ساتھ سرفرازی نصیب ہوئی۔ گجراتی سلطان نے قلعہ بھڑوچ کی جانب بھاگ جانے کو چند روزہ زندگانی کا ذریعہ سمجھ کر قدم بڑھایا۔ اور یہ فتح یاب لشکر آہستگی کے ساتھ تعاقب میں جاتا تھا۔ اس فتح کی خوشخبری سننے سے مالوی سپاہ کے دل۔ بظاہر تو بڑھے۔ مگر باطن میں تنگ اور شرمساری سے گستہ گئے۔ بہرحال مالوی سپاہ کوچ کر کے عجلت سے روانہ ہوئی۔ اور کلال باڑی میں جو بڑودہ (بڑودہ) کے حدود میں ہے۔ فیروز سپہ سالار کے لشکر سے آملی مجلس شوری میں۔ ایسا قرار پایا۔ کہ مالوی سپاہ نے جنگ کی تکلیفات نہیں اُٹھائی ہیں۔ اور اس کا سامان بھی اچھا ہے۔ لہذا یہ سپاہ مفروروں کے تعاقب میں جاوے۔ اور جنگ کر کے

۵۹ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں (بہتی) ہیں ۶۰ واکثر ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے۔

ان کو نیستی کی گمنائیون مین ملانے سے لگاوے ۔ اور فتح یاب لشکر بازگشت فرما کر دار الخلافۃ احمد آباد مین قیام کرے۔

مذکورۃ الصدر سال مین اس رستی داستان کا مجمل نویس ۔ اور سکندری واقعات کا مختصر نگار استادی شیخی وجیہ الملۃ احمد آبادی کی خانقاہ مین دینی علوم کی تحصیل ۔ اور حکمی فنون کی سماعت کے نور سے نادانشگی اور بے علمی کی تیرہ و تاریک رات کو صبح سعادت بنا رہا تھا ۔ اور جنگ احمد آباد کے تماشائیان مین سے تھا ۔

القصہ جب اکتیسوان سال عمر کا آغاز ہوا ۔ تو اپنے وطن کو لوٹ کر آیا ۔ اس کے دوسرے سال کہ عمر کا بتیسوان سال تھا ۔ تاریخ انتیسوین ماہ صفر ختم **بالخیر والظفر** ہجری سنہ نوسو پچانوین کو آئی علم کے خلوتخانہ سے عین (وجود) کی بزم مین ۔ ایک فرزند نے کمال سعادت کے ساتھ ورود کیا ۔ اور وہ اپنے ساتھ ساتھ خوشی لایا ۔ ہر طرف سے مبارک باد کی آوازین آئین ۔ کامگار پیرون کی بشارت کے بموجب ۔ حسن محمد نام رکھا ۔ علم ۔ عمر ۔ عزت ۔ اور عرفان سے خداوند تعالیٰ برخوردار اور بہرہ یاب فرماوے ۔

واقعہ گجرات کا تتمہ اس طور پر ہے ۔ کہ جب اس فتح کی خوشخبری اکبر شاہ کے حضور مین پہونچی ۔ تو سپہسالاری اور خانخانانی کے خطاب کا طغرا ۔ جو پانچ کرسی سے ان کا موروثی ہے ۔ صوبہ گجرات کی جاگیر نامزد ہونے کی خوشخبری ۔ اور مزید بران کئی طرح کی دیگر نوازشین ۔ یہ تمام لوازم ۔ میرزا خان کے نامی نام پر صادر ہوے ۔ اور شاہنشاہی التفات سے ۔ نیز اس شجاعت دستگاہ کے استحقاق سے روزافزون ترقیات نصیب ہوئین ۔ اور تمام امراے اعظم جو ہم رکاب تھے ۔ اپنی کوشش اور کارگزاری کے موافق ۔ نیز سپہسالار کی سفارش کے موافق ۔ منصب کی ترقی ۔ جاگیر کی بیشی ۔ اور خسروانی بخشش سے ممتاز ہوئے۔

میرزا خان خانخانان کی تعریف

سبحان اللہ ۔ غریب طالب خاطر کو مدت دراز سے اس بات کی آرزو تھی کہ اس **گلزار ابرار** مین قدیمی ہوا خواہی کے اعتبار پر میرزا خان سپہسالار کے کسی قدر حالات ظاہر کرون ۔ جن سے ذریعہ سے ملک و ملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کی آرائش ہے ۔ چنانچہ اب اس خواہش کا دامن

ہاتھ میں آگیا ہے۔ لہذا چند دل آویز جملے لکھکر قلم کو گوہر فروش بناتا ہون۔

اولاً۔ یہ کہ دسوین اور گیارہوین صدی کے دور مین ہر چند ملک عدم کو گئے ہوئے لوگون کے حالات جست وجو کرنے والے کان اور آنکھ نے ٹٹولا لیکن محمدی کمالات کے ساتھ متصف۔ اور ایزدی اخلاق کے ساتھ موصوف ہونے مین کسی شخص کو آپ کی مثل صاحب سعادت نپایا۔

ثانیاً۔ یہ کہ آپ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا نپایا۔ جس نے دولت کی جالی دستگاہ کو۔ اخروی نشاط بہم پہونچانے کا بازو معنوی فقر کا پردہ دار۔ اور حقیقی تجرد کا چشم بند۔ (آنکھ باندھنے کی پٹی) بنایا ہو۔ آپ اُن لوگون کے بالکل برعکس ہین۔ جو بیٹھے ہوئے تو خلوت مین ہین۔ مگر دل بازار بنا ہوا ہے۔ اور جو زہد درویشی کی گراہی گودڑی کو دنیادی سامان کی تحصیل کا بہانہ بنا کر باطن کے برخلاف ظاہر کا چہرہ دکہاتے ہین **بیت**

کجا این اختلاف آئین کجا آن پردہ آرائی ۔۔۔ تماشا کن تفاوت در دو رنگیہا تماشا کن

ثالثاً۔ یہ۔ کہ نظم و نثر مین اقسام مفرد و مرکب کی۔ اور ان اقسام کی فصاحت کی جوہر شناسی۔ اور حقیقت و مجاز مین انواع و اقسام کے لطائف مدلولات۔ اور بلاغت ترکیب کی عیاروانی۔ جس قدر آپ کی فطرت اور فکر کی نوعروس کا زیور بنائی گئی ہے۔ اس مین سے ہزارون حصہ بہی اس شخص کو نہین مل سکتا ہے۔ جو تمام عمر سخن آرائی۔ اور نکتہ طرازی کے دریاے فضیلت مین غواصی کیا کرے۔

رابعاً۔ یہ۔ کہ بیان کے ذریعہ سے مدعا کی تصویر کہینچنے کے وقت جو عبارت کی رنگینی۔ آپ کی معجزہ نما بول چال کی زبان و دہان سے پیدا ہوتی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ جمہور اصحاب بلاغت۔ اور ارباب معانی۔ اپنے صنائع و بدائع کی قلم سے اُس کی نقل لیکر سخن سنج حوصلہ کا سرمایہ بناوین تاکہ متنبیانہ فطرت کے لوگ جو آیندہ آنے والے ہین۔ ان کے ناطقہ اور گویائی کے واسطے وہ نقل قانون بن جاوے۔ **بیت**

حرارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن ۔۔۔ مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

خامساً۔ یہ کہ آپ کی خاص ہمت اور عام عطا کے ہاتھ کو بخشش اور بخشایش مین جو مرتبہ زر و جواہر ثانے کا حاصل ہے اگرچہ خار اور گل پروری کے مقام پر بلالحاظ تفاوت ابر بہی سرمایہ خیرات عطا کرتا ہے مگر آپ کے سامنے شرمسار ہے۔ **قطعہ**

من نگویم کہ ابر مانندی تو ۔۔۔ کہ نکو ناید از خردمندی

اوہی بخشد و ہمی گریہ ؛
تو ہمی بخشی وہمی خندی

سادسًا - یہ - کہ دشمن کشی خصم افگنی - عبو آزمائی - اور جہان کشائی کے میدان مین دلیری اور دلاوری آپ کی شمشیر اور کمان کے ساتھ ساتھ ہین - اور تیزی وتندی - آپ کے حملۂ شوکت کے برابر برابر لگے ہوئے ہین - اس طرح پر - کہ زمانۂ قدیم کے کسی شجاعت شعار کے کارنامہ مین اس کی نظیر دیکھنے مین نہین آئی -

سابعًا - یہ - کہ آپ حسبۃ للہ عام مخلوق اور رعایا کی - اور اون کے دلون کی پاسبانی اپنے ذمہ واجب سمجھکر ہر ایک کے ساتھہ اس طرح مہربانی سے پیش آتے ہین - کہ زبون ترین مخلوق کی بال برابر آزردگی بھی آپ کے مہر آگین دل پر ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار معلوم ہوتی ہے - اور حال وسقال کی زبان سے اس مضمون کے ساتھہ آپ کا ترنم ہے - **بیت**

نیازارم زخود ہرگز دلے را
اگر می ترسم در دجائے تو باشد

ثامنًا - یہ - کہ تمام موجودہ جواہر سے آپ کی بے نیازی اور بیخودی حد کمال کو پہونچ گئی ہے - اس مدعا کے ثبوت کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ مین کئی طرح کے زیور اخلاص کے ساتھہ - جو ساخت اور ریا سے معرا ہے - اور ہزارون قسم کے لباس خدمت کے ساتھہ جو تصنع اور خودنمائی سے مبرا ہے اپنے باطن اور اعتقاد باطن کی نوعروس آراستہ رکھتا ہون - باایںہمہ مجھہ جیسے دعاگو کو اس طرح نظر سے گرا رکھا ہے - کہ میرا وجود - عدم کی برابر ہے - پھر دوسری چیزون کے ساتھہ آپ کی دلبستگی کا خیال کب ذی ہوش اصحاب کی تصور مین آسکتا ہے - اور اسباب تجمل - کوکبۂ حشمت - دبدبۂ شوکت - سامان منازل - اور ساز رفعت - غرض کہ جو کچھہ بھی دنیاوی لوازم - آپ کی عشرت اور خدمت کی بارگاہ مین ازلی سپردگی کے بموجب مہیا رہتے ہین - وہ آپ کے منصب اور مرتبہ کے اقتضا سے ہین - اور انسانی مصارف کی اشیا کا موجود ہونا - کچھہ صاحب تصرف کے تعلق خاطر کی دلیل نہین ہے -

تاسعًا - یہ - کہ آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ کی صفائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے - کہ اگر انعکاس کی غرضین مفقود بھی ہوجاوین - جو دوسرے ایسے عکس اور آئینہ مین معتبر ہین - تاہم آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ مین سے - اور معانی کا عکس پڑنا زائل نہو - اور آئینۂ حافظہ - عالم مثال کی طرح - پیش شدہ مثال - معقولات اور محسوسات کی نگہبانی کرے - **بیت**

او بعرض کردن انواع صنع خویش | از ذات او نساخت قضا بهتر آئینه

چنانچہ آپ کے بافروغ دل کا صحیفہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی یاد کر لینے سے ثانی لوح محفوظ ہے
غوثیؔ جن جواہر اوصاف کا شمار عقل نہین کر سکتی ہے - اُن کے شمار سے اپنے عجز کا اقرار کرنا -
صواحب اندیش عقل مندون کا شیوہ ہے - لہذا تم بھی بحکم اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[۱] آپ کے
اوصاف محصور نہ کر سکنے کا اور اپنے قصور کے وجود کا اقرار صحیح کرو - کیونکہ تمہارا ممدوح وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ[۲] کا مظہر ہے اب چند صفحات لکھے ہوئے اوصاف کی برابر مین سفید سادہ چھوڑ دو - تاکہ ممدوح اپنے
اوصاف مین سے جو کچھ مناسب جانے - اس کے لکھنے کا حکم فرما دے - قطعہ

ہمہ فرکشی با دستاعِ سخن | کہ مبیع تو از خزینہ اوست
گنجِ تو بر دکان لب داری | آن ہمہ از دماے سینہ اوست

یہ تمہارا معاملہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ[۳]
کے بازار مین راست آنے والا ہے - کیونکہ مبیع اور ثمن کا مالک ان دونون معاملون مین ایک ہی طرح پر
معلوم ہوتا ہے -

قال المفسرون فی هذه الاٰیة لما کان من المؤمنین تسلیم انفسهم واموالهم وکان الله تعالیٰ ومنه سبحانه الثواب والجزاء شبه الشراء الذی فیه العوض والمعوض فیما بینهما من المشابهة اطلق لفظ الاشتراء ولما قال هل ادلکم علی تجارة وقال فما ربحت تجارتهم وفی الحقیقة لا یصح فی وصف الله سبحانه الاشتراء لانه مالک

اس آیۃ کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے - ہرگاہ کہ بحکم اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کی طرف سے اُن کے نفوس اور اموال کی سپردگی - اور اللہ سبحانہ کی طرف سے ثواب اور جزا عطا فرمایا جانا - اُس شریٰ کے مشابہ ہے جس کے اندر عوض اور معوض دونون پائے جاتے ہین اور وجہ شبہ وہی ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہے - لہذا لفظ اشترے بولا گیا - اور نیز اس سبب سے لفظ اشترے بولا گیا - کہ اللہ سبحانہ نے ایک جگہ فرمایا ہے - ہل ادلکم الخ اور دوسری جگہ فرمایا ہے - فما ربحت الخ ورنہ فی الحقیقۃ اللہ سبحانہ کے وصف

[۱] اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو - تو ان کو پورا پورا شمار نہ کر سکو ۱۲ ۵۲ اور اللہ (لوگون کے) دل خیالات (تک) سے (بھی) واقف ہے ۱۲ ۵۳ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے ان کی جانین اور ان کے مال (اس وعدہ پر) خرید لئے ہین - کہ ان کی بدلے ان کو جنت دے گا ۱۲ -

سواه وهو مالك الاعيان كلها ومن لم يستحدث ملكا لا يقال انه فى الحقيقة اشترى وللمقال فى هذه الآية مجال

مین اشترےٰ کا لفظ صحیح نہین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اُس کے سوا کوئی مالک نہین اور تمام اعیان کا مالک وہی ہے اور جو شخص جدید طور پر کسی شے کا مالک نہ بنے۔ اُس کی نسبت نہین کہا جا سکتا ہے۔ کہ اُس نے فی الحقیقۃ وہ شے خریدی۔ اور اس آیۃ مین گفت و گو کے لئے گنجائش ہے۔

فيقال البائع لا يستحق الثمن اذا امتنع من تسليم المبيع فكذلك لا يستحق العبد الجزاء للموعود الا بعد تسليم المال والنفس على حسب اوامر الشرع لمن نقص او فرط فهو غير مستحق للجزاء

پس بعض کہتے ہین۔ کہ بائع قیمت کا مستحق نہین ہوتا ہے۔ اگر باز رہے مبیع کے سپرد کرنے سے۔ اسی طرح عبد۔ جزاے موعود کا مستحق نہین ہوتا ہے مگر اپنا مال اور نفس بموجب احکام شرع سپرد کر دینے کے بعد۔ اگر کسی شخص نے حکم شرعی کی شروط مین کمی کی۔ یا زیادتی کی۔ تو وہ جزا کا مستحق نہین ہوسکتا ہے۔

وفى التورية الجنة جنتى والمال مالى فاشتروا جنتى بمالى فان ربحتم فلكم وان خسرتم فعلى

اور توریت مین آیا ہے۔ جنت میری جنت ہے۔ اور مال میرا مال ہے پس تم میری جنت میرے مال کے عوض مین خریدو۔ اگر تم نے تجارت مین فائدہ اُٹھایا۔ تو وہ تمہارا ہے اور اگر نقصان اوٹھایا تو وہ مجکو رہا۔

ويقال لا يصح للمومن ان يتعصب لنفسه بحال لانها ليست له والذى اشتراها اولى بها من صاحبها الذى هو اجنبى عنها لانه باعها

اور بعض کہتے ہین۔ کہ مومن کے واسطے یہ صحیح نہین ہے کہ اپنے نفس کے دینے مین کسی طرح بخل کرے کیونکہ نفس مذکور اُس کا نہین ہے اور جس نے اس کو خریدا ہے۔ وہ اس کے قابض کی بنسبت اولیٰ ہے۔ کیونکہ وہ نفس سے اجنبی ہے۔ اور اُس نے نفس کو بیچ دیا ہے۔

ويقال اخبر انه اشتراها لئلا يدعى العبد فيها فلا يساكنها ولا يلاحظها ولا يعجب بها

اور بعض کہتے ہین۔ خبر دی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ نے نفس کو خرید لیا۔ تاکہ عبد اُس کی بابت دعویٰ نہ کر سکے نہ اُس کے ساتھ مل جل کر رہے۔ نہ اُس کا ملاحظہ کرے۔ نہ اُس کی بناو پر غرور کرے۔

ویقال انما قال اشتری من المؤمنین انفسہم ولم یقل قلوبہم لان النفس محل الآفات فجعل الجنۃ فی مقابلتہا والقلب محل استواء الرحمٰن فجعل ثمنہ اجل من الجنۃ - وھو مایخص بہ اولیاءہ فی الجنۃ من عزیز رؤیتہ -

بعض کہتے ہیں - اللہ جل شانہ نے اشتریٰ من المؤمنین انفسہم کہا اور قلوبہم نہیں کہا - کیونکہ نفس محل آفات ہے - لہذا جنت کو نفس کے مقابلہ میں قرار دیا - اور قلب محل قیام رحمٰن ہے - لہذا اس کی قیمت جنت کی بہ نسبت زیادہ شاندار قرار دی - اور وہ جناب باری عز اسمہ کا عزیز دیدار ہے جو جنت کے اندر بالخصوص اُس کے اولیا کو نصیب ہوگا -

ویقال النفس موسوم بالعیب والکریم یرغب فی شراء مالا یرید فیہ غیرہ -

بعض کہتے ہیں - نفس موسوم بعیب ہے - اور کریم آدمی اُس شے کی خرید کی طرف رغبت کرتا ہے جس کی خرید کا ارادہ کوئی نہ کرے -

ویقال من اشتری شیئاً لینتفع بہ - اشتری خیر ما یجدہ ومن اشتری شیئاً لینتفع غیرہ فیشتری ما رد علی صاحبہ فینتفع بثمنہ

بعض کہتے ہیں - جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے کہ خود کو اُس سے نفع حاصل ہو - اُس کو اُن سب چیزوں میں سے بہترین چیز خریدنی چاہیے جو ہم پہنچیں اور جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے - کہ غیر شخص اُس سے نفع پاوے - تو اُس کو وہ شے خریدنی چاہیے - جو اُس کے مالک کی طرف پلٹ جاوے تاکہ یہ شخص غیر کو اُس شے کی قیمت سے نفع پہونچاوے -

وقال الشیخ ابو علی الدقاق لم یقل اشتری قلوبہم لان القلب وقف علی محبتہ والوقف لا یشتری -

شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے - کہ اللہ جل شانہ نے اشتری قلوبہم نہیں کہا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ قلب اُس کی محبت میں وقف ہے - اور وقف کا بیع و شری نہیں ہو سکتا -

ویقال الطیر فی الھواء والسمک فی الماء لا یصح شراءہ لانہ غیر ممکن التسلیم کذلک القلب صاحبہ لا یمکنہ تسلیمہ فلم یقل اشتری قلوبہم قال اللہ تعالیٰ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ

کہتے ہیں - ہوا میں پرندوں کا - اور پانی میں مچھلی کا شری صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ان کی سپردگی ممکن نہیں ہے - اسی طرح صاحب قلب کو قلب کی سپردگی ممکن نہیں ہے لہذا اشتری قلوبہم نہیں کہا - اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے - یہ جان لو - کہ اللہ تعالیٰ الشان اور اُس کے قلب کے درمیان میں حائل ہے

جو اصحاب تشبیہ و مجاز کی فصاحت محل کی تعمیر کرنے والے ہین - اُن کے ریاضی دان ضمیر کو واضح ہو - کہ حدیث اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا[1] اِس معمار قول کے محل کی بنیاد ہے - یعنی عبارت کا جہان جس کی حسی صورتون کا ہیولیٰ حروف تہجی ہین - مرکبات اور موالید کے جہان کی بہ نسبت فی الواقع بہت زیادہ اور بہت بڑا ہے - اولین جہان کے قطر اور ضلعے جو انواع و اقسام کے فنون اور مختلف علوم ہین - دوسرے جہان کی نواح اور ولایتون کی بہ نسبت کہ عرب اور عجم ہین - زیادہ خوش ہوا - اور شاداب ہین -

اولین جہان کی شہر اور قریے کہ مبسوط کتابین اور مختصر رسالے ہین - دوسرے جہان کے شہرون اور موضعون کی بہ نسبت کہ روم کا استنبول - اور ہند کا احمد آباد ہے - مقبولیت اور تحصیل محصول مین زیادہ ہین اولین جہان کے کوشک - قصر - ریاض - اور رباط - کہ مقاصد اور مسائل کے ابواب اور فصول ہین دوسرے جہان کی منازل - محلات - باغ - اور بازار کی بہ نسبت کہ طلائی چار دیوارین - رنگین چمنین - ساخت دینے والے اشجار - اور ضلع دار دوکانین ہین - زیادہ خوش وضع - زیادہ رعنا - زیادہ روشن - اور زیادہ اونچے ہین -

عالم کلام کے مکانات کے مکین - کہ اشیا کے معانی اور حقائق ہین - کرہ خاک کے باشندون کی بہ نسبت کہ آدمیون کی اقسام اور حیوانات کی انواع ہین - زیادہ دیرپا - زیادہ لطیف - زیادہ موزون اور زیادہ نازک ہین -

اور عالم کلام کے سلاطین کہ اصحاب دانش و بینش ہین - کرہ خاک کے بادشاہون کی بہ نسبت کہ ارباب جاہ و حشمت ہین - زوال کے غم - اور انتقال کے اندیشہ سے زیادہ فارغ - اور زیادہ آزاد ہین -

یہ سچ بلکہ بالکل سچ ہے - کہ عالم اول کے تمام توابع اور تمام لواحق - عالم ثانی کی بہ نسبت زیادہ بخیدہ و پسندیدہ اور منفعت و مرتبہ مین اعظم و اعلیٰ ہین - تم دیکھتے نہین ہو - کہ جب ظاہری آفتاب اپنے افق سے طلوع کرتا ہے - تو رات کی تیرگی - زائل ہو جاتی ہے - اور دن کی روشنی سے ظاہری آنکھ مین مخلوقات کے دیکھ سکنے کی فروغ پیدا ہو جاتا ہے - اور جب معانی کا آفتاب حکمت بیان کرنے والی زبان کے مشرق سے طلوع فرماتا ہے - تو جہالت کی رات صنوبری قلب کے کرہ سے بستر باندھ جاتی ہے - اور ادراک کی

---

[1] مین علم کا شہر ہون - اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین ۱۲

صبح کی سفید یا ابہر کر دل کی آنکھوں کو حق شناسی کا نور بخشتی ہے۔ بیت۔

مہ کجا و آفتاب طلعت جانان کجا ۔۔۔ آن شب ست این روز روشن این کجا و آن کجا

ایک روز چند خوبان صورت و معنی۔ بزرگان ظاہر و باطن۔ اور خاصان مسافر و مقیم کی جماعت درویش کے مہمانخانہ مین گفت وگو کر رہی تھی ۔ اور ہر ایک قسم کی باتین گرماگرمی سے ہورہی تہین منجملہ اون کے حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ شیخ شمس الدین زندہ دل نے اُس مجمع مین معرفت کے متعلق کچھ بیان کرنا شروع فرمایا۔ جس قدر باتین کرنے والے کیمیا بیان لوگ انجمن مین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب زبان کو خاموش کرکے۔ سراپا گوش ہوئے۔ زندہ دل کے با اعجاز کلام پر عاشق ہو کر سینے سے سینہ ہوتے تھے۔ اور اسی طریقہ پر ان کا کلام کرتے رہنا دعا کے ساتھ خدا سے مانگتے تھے۔ اور اس بیت کا ترانہ گاتے تھے بیت

وحدثتني يا سعد عنها فزدتني ۔۔۔ جنونا فزدني من حديثك يا سعد[1]

صدر الذکر انجمن کی تقریر درمیان مین لانے سے غرض یہ ہے۔ کہ زندہ دل نے فرمایا۔ کہ علوم۔ معارف حقائق اور معنی کا ملک فتح کرنے کی نشاط بیان مین نہین آسکتی ہے۔ کیونکہ جب مشکلات فنون کا عقدہ۔ مطالعہ اور تامل کی امداد کے بدون حل ہوجاتا ہے۔ تو چارون طرف سے بے حد خوشی اس طرح سے میرے متجسس دل پر نثار ہونے کو آتی ہے۔ کہ مجکو یقین ہو جاتا ہے کہ اتنی خوش دلی اور خوشحالی۔ کسی بادشاہ کی خاطر عاطر کو کسی جدید ملک فتح کرنے سے بہی نہین ہوتی ہوگی۔ بہت اچہا ہے وہ گروہ۔ جو سخنوری اور سخن شناسی کے ملک مین صاحب خطبہ اور صاحب سکہ ہے۔ اور بہت ہی اچہی ہے وہ جماعت جو عرفان اور علم کی اقلیم فتح کرنے کے واسطے کر ہمت باندہ کر جہاد اکبر مین مشغول ہے۔ نہین نہین۔ دولت مندی مین عالی مرتبہ وہ صاحب خانہ ہے جو سلیمانی طالع اور سکندری زائچہ کے ساتھ عالم اعدام کے آسمان سے عین (وجود) کی زمین پر آیا ہے۔ اور یہ دونون زیبا دلنشین (اہل سخن اور طالب عرفان) جس کے عشرتخانہ تصرف کی دل ربا بیبیان ہین۔ **الحمد للہ والمنۃ** کہ ہمارے زمانہ کا شہنشاہ **ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ابداً** ان دو جہاد سلطنون کی سعادت سے اور جن صدر الذکر دو عروسون کو ارث واستحقاق کی آرزو نے ناز کے ساتھ پرورش کیا ہے ان کے ہم خوابگی کی نشاط سے کامیاب اور کامران ہے۔ اور نیز تمام مقاصد کے حصول مین تمام

[1] اے سعد تو نے اُس کی بات مجھ سے کر کے میری حیات زیادہ کردی ہے بس تو بہی بیان کر میری حیات زیادہ کرتا رہ ۱۲۔

طالبان مقاصد کا کام بخش اور کام روا ہے ۔ للہ الحمد فی الاولی والاخرۃ کہ اس گلزار کا آغاز اور انجام شاہنشاہی ستایش اور مدح کی ہوا کھانے سے نوبہار تازگی کی آغوش مین اور ابر سعادت کے سایہ مین ہے ۔

تاریخ اتمام

بے حجابانہ خلوتے دارند
چون بزرگان درین چہار چمن

خلوت بے حجاب گشت ازان
سال اتمام این حدیقہ من

تمت بالخیر

تواریخ اذکار ابرار من نتایج افکار گہر بار ابوالاعجاز منشی سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

فقرات نثر تاریخی

روضۂ شہود ۱۳۲۶ھ

صحیفۂ نیک بختان ۱۳۲۶ھ

مخزن الم نشرح ۱۳۲۶ھ

قطعۂ تاریخ

(۱) فرید العصر حافظ فضل احمد — مکرم زبدۂ امثال و افراد

(۲) تصوف مین تھا نسخہ فارسی کا — بھرے تھے اس مین اچھے اچھے اوراد

(۳) لباس اردو کا پہنایا جو اوسکو — کیا یہ کام اونھون نے قابلِ داد

(۴) بڑی محنت بڑی کوشش کا ہی کام — ثنا گر اون کے ہین عباد و زہاد

(۵) حقیقت مین ہے وہ اذکار ابرار — بیانِ منزلِ اقطاب و اوتاد

(۶) مکمل ہر طرح دیکھا جو اوس کو — خوشی سے روحِ شبلی نے کیا صاد

(۷) ہوئی مجھ کو جو فکرِ سالِ احسان

کیا مین نے رقم الصلح ارشاد ۱۳۲۶ھ

دیگر

(۱) فضل احمد کہ برو فضلِ خداست — آن ز گلزار برآورد اذکار

(۲) ترجمہ کرد زسعیِ وافر — باد این نسخہ قبولِ اخیار

(۳) بہر تاریخ جہان تاب احسان

آسمان گفت خجستہ الوار ۱۳۲۶ھ

دیگر سال طبع

(۱) آن حافظِ مصحف الٰہی — فضل احمد خجستہ تقریر

(۲) اذکار نوشت چون بہ اردو — نظار گیان شدند تسخیر

(۲) احسان بے سال طبع ہاتف
خوش گفت مآثر المشاہیہ

مصرع سال طبع

چھپ گیا مصحف ابرار تفقہ آگین

فقرۂ نثر تاریخ

روضۂ نورانی

تواریخ اذکار ابرار اُردو ترجمۂ گلزار ابرار از محمد عزیز الدین رخشاں انصاری چیوری

قطعہ تاریخ

سلف میں ہوا ہے مشائخ کا فرقا — سوانح میں اون کے کوئی تذکرہ تھا
جو گلزار ابرار تھا نام اوس کا — ہزار اوس کے مانند بلبل تھے شیدا
زبانِ عجم اُس کی آسان نہیں تھی — زبانِ عرب تھی بلاغت میں ڈوبی
مضامین تھے مشکل۔ عبارت ادق تھی — عدیم الوجود اوس کا تھا اصل نسخا
رئیسانِ اجین میں دو برادر — خدا یار خان اور الہ یار خان ہیں
ملی اتفاقاً اونہیں نقل اُس کی — جسے دیکھ کر اون کے دل میں یہ گزرا
کریں ترجمہ اس کا اُردو زبان میں — لطیف و سلیس و نفیس اور آسان
مسلمان بھائی پڑھیں اور سمجھیں — شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کا رستا
اسی دھن میں اک روز یہ دونوں بھائی — ملے میرے خالِ معظم سے آکر۔
سپرد اون کے گلزار ابرار کر کے — کہا ترجمہ کیجئے آپ اس کا
مرے قبلۂ ظاہر و پیر باطن — حمیدہ خصائل گرامی محاسن
گران منزلت مولوی فضل احمد — وہ حافظ کلام الٰہی کے یکتا
اگرچہ مشاغل کی تھی اتنی کثرت — نہ ملتی تھی اون کو کسی وقت فرصت
مگر عرض کی میں نے حضرت سلامت — مناسب نہیں اس سے انکار ہلا

یہ بحر حقیقت کے خوش آب موتی
زمانہ چھپائے گا کب تک اب انکو
خدا کا نہین کام حکمت سے خالی
نہین قابل اس کام کے اور کوئی
ادھر تھیں رجز خوانیاں میری ہیم
بڑھا ایک بہ یک جوش خیالِ معظم
جو دشواریان ہوتی ہین ترجمہ مین
مگر حضرت **فضل** نے سچ تو یہ ہے
وہ علم ولیاقت کے جوہر دکھائے
مزے اہل علم وتصوف کو آئے
مرا منہ نہین داددون ترجمہ کی
غرض ترجمہ کی تو ہے صرف اتنی
بصیرت سے جب ذاتِ وحدت کو دیکھین
نہ کیون اپنی ہستی کو ہم ہیچ سمجھین
یہ اب خاتمہ پر خدا سے دعا ہے
زمانہ مین یہ ترجمہ پاسے شہرت
یہ توفیق دے اپنے بندون کو یارب
ترا ذکر لب پر تری فکر دل مین
قبولیت عام دے ترجمہ کو
مظاہر مین جلوہ نما تیرے ہر سو
بالآخر یہ کی فکر بھی مین نے رخشان

یہ کانِ طریقت کے انمول جوہر
اٹھا دیجئے اِن کے چہرے سے پردا
سعادت یہ ہے حصۂ ذاتِ سامی
کرینگے اسے آپ ہی ختم اچھا
ادھر خانِ ذی شان کا اصرار ہر دم
اٹھایا قلم ترجمہ اوس کا لکھا
اونھین جاننے والے ہی جانتے ہیں
کیا ترجمہ نادر و صاف و زیبا
فصاحت سلاست کے سکّے بٹھائے
غل احسنت احسنت کا خوب اٹھا
کرے گا تعجب پڑھے گا جو کوئی
کہ کھینچ جائے اصلی مقاصد کا نقشا
خدائی کا جلوہ نمودار پائین
قدیم و ابد ہے وہی ذات یکتا
کہ جب تک زمین و فلک کو بقا ہے
کرے اس کی ہر ایک دل سے تمنا
نہ تیرے سوا کچھ کسی سے ہو مطلب
نظر مین ہو تو سر مین ہو تیرا سودا
سبق ہم تصوف کا پاتے ہین اس سے
مگر پھر بھی ثانی نہین کوئی تیرا
کہ تاریخ ہو ترجمہ کی نمایان

ملی مجھکو امداد فیض بزرگان
نیا نام اذکار ابرار نکلا
[illegible]

دیگر

مقدس کیوں نہ ہو گلزار ابرار	وہ ہے اک تذکرہ خاصانِ حق کا
عبارت فارسی کی ہے سراسر	بڑی دلکش بڑی دلچسپ و زیبا
لباس اُردو کا پہنایا ہے اوس کو	جناب فضل خوش گو نے سراپا
بہت خوش ہوں گے اس کے پڑھنے والے	کہ ایسا ترجمہ دیکھا نہ ہوگا

ہوئی مجبہ کو جو فکر سال رخشان
تو شوقِ دل سے ذکر شوق لکھا
١٣٢٦ھ

رباعی

یہ ترجمہ ہے نشانِ خاصانِ خدا	دل سے پڑھیں طالبانِ خاصانِ خدا
برجستہ سنینِ عیسوی میں رخشان	تاریخ ہے گلستانِ خاصانِ خدا

١٩٠٩ء

رباعی

سب کے لئے وا ہے بابِ خاصانِ خدا	نایاب ہے یہ کتابِ خاصانِ خدا
نکلا ہے یہ سال طبع موزون رخشان	گلدستۂ لاجوابِ خاصانِ خدا

١٩٠٩ء

آیۂ قرآنی متضمن تاریخ اذکار ابرار کہ مولوی اکبر حسن صاحب مجسٹریٹ
درجہ اوّل شہر اجین برادر عالم خواب القا شدہ

ذِکرٌ مُّبارَکٌ اَنزَلنٰہُ

١٣٢٦ھ

باخ ت ﷲ ت یسر